اُڑان

علیم الحق حقی

پیش لفظ

محترم قارئین!

السلام علیکم!

آپ میں سے بہت ایسے بھی ہیں جو انگریزی زبان سے اُردو ترجمہ کیے گئے ناولوں کو پسند نہیں کرتے لیکن میں بڑی سچائی سے عرض کر رہا ہوں کہ میں نے کبھی ترجمہ کرنے کو حقیر یا غیر اہم نہیں سمجھا ہے بلکہ میں نے اسے بہت اہمیت دی ہے اور میں اسے ایک بہت بڑا کام اور اہم فریضہ سمجھتا ہوں۔

وجہ یہ ہے کہ یہ کہانیاں ہمیں باہر کی دُنیا سے، اس کے طور طریقوں سے، دوسرے معاشروں کی خوبیوں اور برائیوں سے، ان کے طرزِ زندگی اور اخلاقی ضابطوں سے روشناس کراتی ہیں۔

اس سے ذہن کو وسعت ملتی ہے اور ہماری آگہی اور شعور میں اضافہ ہوتا ہے اور ہمارے ہاں کے لوگوں کی اکثریت ایسی ہے جو انگریزی زبان سے اُردو ترجمہ کیے گئے ناولوں کو نہیں پڑھ سکتی۔ ان تک یہ کہانیاں خوب صورت اور مثبت انداز میں پہنچا کر مجھے لگتا ہے کہ میں نے ان کے لئے کوئی خدمت سرانجام دی ہے۔ کیونکہ میں انگریزی ناولوں کے انتخاب میں بہت محنت کرتا ہوں۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ غیر معمولی اور شاہکار کہانیوں کا ترجمہ کروں۔

الحمدللہ! پوری سچائی کے ساتھ یہ اعلان بھی کر رہا ہوں کہ آپ لوگوں سے اور اپنے کام سے میری محبت خالص اور سچی ہے۔ میں نے اچھا بھی لکھا اور برا بھی۔ آپ کو پسند بھی آیا اور ناپسند بھی۔ لیکن میں نے اپنی طرف سے کوتاہی کبھی نہیں کی۔ قلم ہی میرا ذریعہ روزگار ہے لیکن میں نے کبھی زندگی کی ضرورتوں کی خاطر تیز لکھنے اور صفحات بھرنے کا نہیں سوچا۔ ہمیشہ کہانی کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ہمیشہ اچھے سے اچھا لکھنے کی لگن رہی ہے۔ یہ اللہ کا مجھ پر خاص فضل ہے کہ وہ میری تمام ضرورتیں پوری کرتا رہا ہے۔ یہ اس کا مجھ پر ہمیشہ سے کرم رہا ہے کہ میں نے اپنے کام میں کبھی بددیانتی نہیں کی ہے۔ اسی لئے تو آپ کا اور میرا تعلق اتنا مستحکم اور مضبوط ہے اور اسی لئے مجھے آپ سب کی محبتیں اور چاہتیں حاصل ہیں۔ جنہیں میں سرمایۂ حیات سمجھتا ہوں۔ میری یہ ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ آپ کے معیار پر پورا اُتروں۔

میں ترجمہ نہ پڑھنے والوں سے اور اسے اہمیت نہ دینے والوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ غیر جانبداری سے انگریزی زبان سے اُردو ترجمہ کئے گئے ناولوں کو پڑھیں اور پھر خود فیصلہ کریں۔ میں آپ کے پاس بڑے اعتماد کے ساتھ یہ کہانی لے کر آیا ہوں۔

آپ کی آراء اور تبصروں کا منتظر رہوں گا۔

والسلام

علیم الحق حقی

اُڑان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

چارلی کی کہانی......خود اُس کی زُبانی

(1900ء تا 1919ء)

"یہ......!"

میرے دادا بند گوبھی دونوں ہاتھوں بلند کر کے حقارت بھرے لہجے میں چلاتے۔

"یہ تو میں تمہیں ایک پینی میں بھی نہ دوں۔ بلکہ یہ تو میں تمہیں دمڑی میں بھی نہ دوں۔"

پھر وہ توقف کرتے اور گہری سانس لے کر کہتے۔

"چلو......نصف پینی میں دو لے جاؤ......!"

یہ میری یادداشت کے پہلے صفحے پر لکھے ہوئے پہلے الفاظ ہیں۔ میں نے چلنا بھی نہیں سیکھا تھا۔ میری سب سے بڑی بہن مجھے نارنگیوں کے کریٹ میں بٹھا کر اس کھوکھے کے برابر میں پٹخ دیتی تھی، جس پر دادا بیٹھتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ میں جلد از جلد رُموزِ کاروبار سیکھ لوں۔ اس کے نزدیک وہ میری کاروباری تربیت کا آغاز تھا۔

"یہ میری گدی سنبھالے گا۔"

دادا میرے کریٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے کسٹمرز سے کہتے۔ شاید انہوں نے پوت کے پاؤں پالنے میں دیکھ لئے تھے۔ کیونکہ میں نے پہلا لفظ جو بولنا سیکھا، وہ دادا تھا اور دوسرا لفظ دمڑی تھا۔ دمڑی پینی کے چوتھائی حصے کو کہتے تھے۔ اپنی تیسری سالگرہ تک مجھے دادا کے تمام کاروباری جملے لفظ بہ لفظ یاد ہو چکے تھے۔

میری فیملی میں کسی کو ٹھیک سے یاد نہیں تھا کہ میں کب پیدا ہوا......؟ کیونکہ جس دن میں پیدا ہوا، میرے پاپا نے وہ رات جیل میں گزاری تھی۔ اور ماما دُنیا میں میرے پہلی بار سانس لینے سے پہلے ہی مر گئی تھیں۔ دادا کو خیال پڑتا تھا کہ وہ ہفتے کا دن تھا اور انہیں امکان محسوس ہوتا تھا کہ شاید وہ جنوری کا مہینہ تھا۔ اس بات کا انہیں یقین تھا کہ وہ 1900ء تھا اور یہ وہ حتمی طور پر جانتے تھے کہ عہد ملکہ وکٹوریہ کا تھا۔ چنانچہ یہ طے پا گیا کہ میں 20 جنوری 1900ء بروز ہفتہ تولد ہوا ہوں گا۔

میں اپنی ماں کو بالکل نہیں جانتا۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ وہ میری پیدائش سے چند لمحے پہلے مر گئی تھیں۔ ہمارا مقامی پادری اسے زچگی کے دوران موت قرار دیتا تھا۔ میں اس بات کا مطلب اس وقت تک نہیں سمجھ سکا جب تک کئی برسوں کے بعد ویسا ایک کیس خود نہیں دیکھ لیا۔

فادر اومیلی ہمیشہ مجھے بتاتا تھا کہ اگر عام انسانوں کے ہاں ولی پیدا ہوتے ہیں تو میری ماں سو فیصد ولیہ تھی۔ لیکن میرے پاپا کو کبھی کسی نے بھی ولی قرار نہیں دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ دن میں بندرگاہ کی گودی پر مزدوری کرتے، رات ان کی شراب خانے میں گزرتی اور وہ صبح بہت سویرے گھر آ جاتے۔ یہ ان کی مجبوری تھی۔ وہ واحد جگہ تھی، جہاں وہ سکون سے سو سکتے تھے اور کوئی انہیں

ڈسٹرب نہیں کرتا تھا۔

میرا باقی گھرانہ تین بہنوں پر مشتمل تھا۔ سب سے بڑی سیلی پانچ سال کی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ کب پیدا ہوئی......؟ کیونکہ وہ آدھی رات کو پیدا ہوئی تھی اور دادا کو اس کی وجہ سے دیر تک جاگنا پڑا تھا۔ پھر تین سالہ گریس تھی، جس نے کبھی کسی کی نیند خراب نہیں کی۔ پھر ڈیڑھ سالہ کٹی تھی، جو ہر وقت چیخ چیخ کر روتی رہتی تھی۔

فیملی کے سربراہ دادا چارلی تھے۔ میرا نام ان کے نام پر رکھا گیا تھا۔ وائٹ چیپل روڈ پر ہمارا گھر تھا۔ دادا کا نچلی منزل پر اپنا الگ کمرہ تھا، جس میں وہ سوتے تھے۔ صرف اس لئے نہیں کہ وہ گھر میں سب سے بڑے تھے، بلکہ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ مکان کا کرایہ وہی ادا کرتے تھے۔ باقی ہم سب لوگوں کو سامنے والے کمرے میں بھیڑ بکریوں کی طرح سونا پڑتا تھا۔ نچلی منزل پر ہمارے دو کمرے اور تھے۔ ایک طرح کا کچن، اور دوسرا ایسا جسے ذرا کشادہ سی الماری کہا جا سکتا تھا۔ لیکن گریس بڑے فخر سے اسے پارلر کہتی تھی۔

گارڈن میں گھاس نہیں تھی۔ البتہ ایک بیت الخلاء تھا، جسے ہم اس آئرش فیملی کے ساتھ شیئر کرتے تھے جو اوپری منزل پر رہتی تھی۔ وہ لوگ ہمیشہ تین بجے صبح جاگ اُٹھتے تھے۔

پیشے کے اعتبار سے میرے دادا سبزی فروش تھے۔ وائٹ چیپل روڈ کے کارنر پر ان کا ٹھیا تھا۔ جب میرے پر پُرزے نکلے اور میں نے نارنگی کے کریٹ سے ازخود باہر نکلنا سیکھ لیا تو میں ٹھیلوں کی اس دُنیا کو گھوم پھر کر دیکھنے لگا۔ جلد ہی مجھے اندازہ ہوگیا کہ میرے دادا کی ایک ساکھ ہے۔ مقامی لوگوں کے نزدیک وہ ایسٹ اینڈ کے علاقے کے سب سے اچھے تاجر تھے۔

اپنے پاپا کے بارے میں میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ وہ گودی پر کام

کرتے تھے۔ انہیں ہم میں سے کسی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ کبھی کبھی تو وہ ہفتے میں ایک پاؤنڈ بھی کما لیتے تھے، مگر ان کی ایک ایک دمڑی بلیک بل نامی بار کی نذر ہو جاتی تھی، جہاں وہ جام پر جام لنڈھاتے تھے اور ہمارے پڑوسی برٹ شورک کے ساتھ جوا کھیلتے تھے۔ برٹ شورک ایسا آدمی تھا، جو بولتا کم تھا اور ڈکارتا زیادہ تھا۔

سچی بات یہ ہے کہ دادا نہ ہوتے تو میں جوبلی سٹریٹ پر واقع مقامی پرائمری اسکول کی بھی شکل نہ دیکھ پاتا۔ اسکول میں بھی میں نے بہرحال کوئی کارنمایاں انجام نہیں دیا، سوائے اس کے کہ کبھی میں اپنا ڈیسک ٹاپ بجا ڈالتا اور کبھی اپنے آگے بیٹھی ہوئی موٹی ڈبل روٹی کی چٹیا کھینچ لیتا۔ موٹی ڈبل روٹی کا اصل نام ربیکا سالمن تھا۔ وہ ڈان سالمن کی بیٹی تھی، جس کی برک لین کے کارنر پر بیکری تھی۔ موٹی ڈبل روٹی جانتی تھی کہ وہ کب اور کہاں پیدا ہوئی ہے......؟ اسی لئے وہ ہر وقت پوری کلاس کو جتاتی رہتی تھی کہ کلاس کے ہر طالب علم سے وہ کم از کم ایک سال چھوٹی ہے۔

چار بجے چھٹی کی گھنٹی بجتی تھی، اور میں سارا دن اس گھنٹی کے بجنے کا انتظار کرتا تھا۔ گھنٹی کے ساتھ ہی میں آخری بار میز بجاتا اور دوڑ لگاتا۔ اسکول سے نکل کر میں وائٹ چیپل روڈ کا رُخ کرتا اور ٹھیلے پر پہنچ کر دادا کا ہاتھ بٹاتا۔

ہفتے کے دن دادا میری دعوت کرتے۔ اس روز مجھے اجازت ہوتی کہ میں صبح سویرے اُٹھ کر ان کے ساتھ کووینٹ گارڈن کی مارکیٹ جا سکتا ہوں۔ وہاں سے وہ اپنے ٹھیلے کے لئے سبزیاں اور پھل منتخب کرتے۔

ہمارے ٹھیلے کے عین سامنے بیکری کے برابر مسٹر سالمن اور ڈنکلے کے ٹھیلے تھے، مچھلی کے ٹھیلے۔

سچ تو یہ ہے کہ میرا بس چلتا تو میں اسکول سے جان چھڑاتا اور دادا

کے ٹھیلے سے چپک جاتا۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اگر میں اسکول سے ایک گھنٹہ پہلے بھی بھاگتا تو دادا اتوار کی شام مجھے میچ نہ دیکھنے دیتے...... اور اس سے بدتر بات یہ تھی کہ وہ مجھے ٹھیلے سے ہی ہٹا دیتے۔

''مجھے اُمید ہے کہ تم بڑے ہو کر ربیکا سالمن جیسے نکلو گے......!''

وہ اکثر کہا کرتے۔

''دیکھنا...... یہ لڑکی بہت آگے جائے......''

''جتنا آگے جائے گی...... اتنا ہی بہتر ہے......!''

میں کہتا۔

لیکن وہ میری اس بات پر کبھی نہ ہنستے۔

''دیکھ لو...... ہر مضمون میں ٹاپ کرتی ہے وہ......!''

''ریاضی کے سوا......!''

میں بڑی بہادری سے کہتا۔

''ریاضی میں میں اسے شکست فاش دیتا ہوں۔ آپ کو پتا ہے، میں جمع تفریق، ضرب تقسیم کا ہر سوال کاغذ پر لکھے بغیر اپنے دماغ میں یوں چٹکی بجاتے حل کر لیتا ہوں، اور وہ کاغذ پر لمبے لمبے رف عمل کرتی رہتی ہے۔''

جب تک میں اسکول میں رہا، میرے پاپا نے ایک بار بھی اسکول میں جھانکی نہیں ماری۔ لیکن دادا ہر ٹرم میں کم از کم ایک بار اسکول ضرور آتے اور میرے ٹیچر مسٹر کارٹ رائٹ سے بات کرتے۔ مسٹر کارٹ رائٹ کہتے کہ چارلی حساب میں اتنا اچھا ہے کہ بڑا ہو کر اکاؤنٹینٹ یا کلرک ضرور بنے گا۔ ایک بار تو انہوں نے بھی کہا کہ وہ مجھے جاب بھی دلوا دیں گے۔ لیکن مجھے ان باتوں سے کوئی خوشی نہ ہوتی۔ میرے نزدیک تو وہ محض تضیع اوقات تھا۔ کیونکہ میں تو بس دادا کے ساتھ ٹھیلے پر کھڑے ہو کر کاروبار کرنا چاہتا تھا۔

میں سات سال کا تھا تو میں نے دادا کے ٹھیلے کے پہلو پر بورڈ لگوانے کا سوچا...... اور یہ بھی سوچا کہ بورڈ پر کیا لکھوانا ہے......؟

''چارلی ٹرمپر...... سبزیوں اور پھلوں کی دُنیا میں
دیانت کا نشان...... قائم کردہ 1823ء......!''

میرے لئے وہ بورڈ ایسا ہی تھا، جیسے وہ خود میرے ہی لئے ہو۔ پاپا کا نام جارج ٹرمپر تھا اور وہ بارہا اس بات کا برملا اعلان کر چکے تھے کہ دادا کے ریٹائر ہونے کے بعد ان کا کاروبار سنبھالنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ کیونکہ نہ انہیں اس کاروبار میں کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی اپنے گودی کے مزدور دوستوں کو چھوڑنے کا کوئی ارادہ۔

میں پاپا کے اس فیصلے پر بہت خوش تھا۔

''میں جب یہ کاروبار سنبھالوں گا تو ہمیں بورڈ تبدیل کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔''

میں دادا سے کہتا۔ مگر دادا کراہتی ہوئی آواز میں کہتے۔

''لڑکے......! میں تمہیں ایسٹ اینڈ میں کام کر کے زندگی گزارتے نہیں دیکھنا چاہتا۔ تم ایسے ہرگز نہیں ہو کہ ساری زندگی ٹھیلے والے کہلاؤ......!''

ان کی یہ بات مجھے اُداس کر دیتی۔ ایسا لگتا تھا کہ انہیں احساس ہی نہیں ہے...... احساس ہی نہیں ہے کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں......؟

ماہ بہ ماہ...... سال بہ سال...... میں اسکول میں گھسٹتا رہا۔ بڑا دن آتا تو ربیکا انعام پر انعام سمیٹتی۔ اس سے بری بات یہ ہوتی کہ ہمیں اس کی آواز میں 23 واں سلام سننا پڑتا۔ وہ سفید ڈریس، سفید موزے اور سیاہ جوتے پہنے اسٹیج پر کھڑی گا رہی ہوتی۔ اس کے بالوں میں سفید ربن ہوتا۔ اس کے سیاہ لمبے بالوں میں وہ بہت اچھا لگتا تھا۔ مگر اس کا کیا کیا جائے کہ وہ خود بہت بری

لگتی تھی۔

لڑکیاں اس کے بارے میں سرگوشیاں کرتیں۔ کٹی کہتی۔

''میں شرط لگاتی ہوں کہ یہ ہر روز نیا نیکر پہنتی ہے۔''

''اور میں دمڑی کے مقابلے میں گنّی کی شرط لگاتی ہوں کہ ابھی تک یہ لڑکوں کے ہاتھوں سے محفوظ ہے۔''

سیلی کہتی۔

اور میں یہ سن کر قہقہے لگاتا۔ کیونکہ تمام پھیری والے اور ٹھیلے والے ایسی باتیں سن کر اسی طرح ہنستے تھے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ اس وقت تک میں ان الفاظ کے معنی نہیں جانتا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ باکرہ لڑکی کیا ہوتی ہے......؟ اور عفت وعصمت کیا بلا ہے......؟ میری ہنسی سن کر دادا ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر ''شش'' کرتے۔ یہاں تک کہ ریاضی کے انعام کے لئے میرا نام پکارا جاتا، میں جاتا۔ مجھے رنگین کریے اون کا بکس انعام میں ملتا۔ وہ میرے کسی کام کے نہیں ہوتے تھے۔ مگر میں سوچتا کہ چلو...... کتاب سے تو بہتر ہی ہیں۔

میں انعام لے کر واپس آتا تو دادا زور زور سے تالیاں بجاتے۔ کچھ بچوں کی مائیں میری طرف مسکرا کر دیکھتیں اور کچھ دیکھ کر مسکراتیں۔ یہ دیکھ کر دادا اور پھول جاتے۔ ہر سال ان کا یہ عزم اور توانا ہوجاتا کہ مجھے 14 سال کی عمر تک اسکول کی سزا بھگتنی ہے۔

میں دس سال کا ہوا تو دادا نے مجھے صبح کے وقت اسکول جانے سے پہلے ٹھیلا سیٹ کرنے اور سجانے کی اجازت دے دی۔ آلو میں سب سے آگے لگاتا۔ سبزیاں درمیان میں ہوتیں اور نازک پھل سب سے اُوپر۔ یہ دادا کا زریں اُصول تھا۔

''انہیں پھلوں کو نہ چھونے دیا کرو۔ جب تک وہ پیسے ڈھیلے نہ کر

دیں۔''

دادا اکثر کہتے۔

''زخمی آلو بیچنا آسان نہیں، لیکن انگوروں کے جس گچھے کو کئی بار ہاتھ میں لے کر گرایا جا چکا ہو، اسے بیچنا ناممکن ہوتا ہے۔''

گیارہ سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے میں گاہکوں سے رقم وصول کرنے اور ریزگاری انہیں واپس کرنے کے قابل ہوگیا تھا۔ یہی وہ موقع تھا، جب مجھے ہاتھ کی صفائی کے بارے میں پتا چلا۔

ہوتا یہ کہ میں کسی گاہک کو ریزگاری واپس کرتا۔ ایک لمحے بعد وہ میرے سامنے مٹھی کھولتا تو پتا چلتا کہ میرے دیئے ہوئے سکوں میں سے ایک سکہ کم ہے۔ چنانچہ مجھے وہ سکہ اسے دوبارہ دینا پڑتا۔ یوں میری وجہ سے دادا کا ہفتہ وار منافع کم ہونے لگا۔ پھر دادا نے ہی مجھے اس کا توڑ سکھایا۔ اس کے بعد یوں ہوتا کہ میں گاہک سے کہتا۔

''یہ لیجئے مسز سمتھ، آپ کے دو پینس۔''

اور میں وہ ہاتھ میں اپنے پکڑتا کہ وہاں موجود تمام گاہکوں کو نظر آجاتے۔ پھر میں وہ مسز سمتھ کو تھما دیتا۔

بارہ سال کا ہوا تو مجھے کووینٹ گارڈن کے سپلائرز سے بھاؤ تاؤ کرنا آگیا۔ میں نے سمجھ لیا کہ مارکیٹ میں بے تاثر چہرہ بہت کام آتا ہے۔ چہرے پر پسندیدگی تو ہونی ہی نہیں چاہئے۔ ضرورت پڑنے پر ناپسندیدگی ظاہر کرنا مفید ہے۔ اور خریدی جانے والی اے کلاس چیز کو دیکھ کر بھی یہ تاثر دیا جائے کہ وہ بی کلاس ہے۔ اور جب وہی چیز اپنے ٹھیلے پر کھڑے ہوکر بیچیں تو ہونٹوں پر کشادہ مسکراہٹ کی موجودگی بے حد موثر ہوتی ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ دادا باقاعدگی سے سپلائر تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو دادا

بولے۔

''اس طرح آدمی کو مارکیٹ کا پتا چلتا رہتا ہے۔ کوئی اسے لوٹ نہیں سکتا۔''

تیرہ سال کی عمر تک میں دادا جی کی بصارت اور سماعت بن چکا تھا۔ کووینٹ گارڈن کے ہر سبزی اور فروٹ سپلائر کا نام مجھے معلوم تھا۔ میں نے جان لیا تھا کہ کون سا سپلائر خراب پھلوں کے اوپر اچھے پھل رکھ کر بیچتا ہے......؟ کون داغی سیبوں کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے......؟ اور کون تول میں ڈنڈی مارتا ہے......؟ اس سے بڑی بات یہ کہ میں کسٹمرز کو پہچاننے لگا کہ کون اُدھار واپس کرنے کا قائل نہیں ہے......؟ پیسے تو جاتے ہی ہیں، ہاتھ سے گاہک بھی چلا جاتا ہے۔

اس روز تو میرا سینہ فخر سے پھول گیا، جب مسز اسمیلے نے مجھے بتایا کہ میں صحیح معنوں میں دادا کا پوتا ہوں اور ایک دن میں بھی اپنے دادا جیسا تاجر بنوں گا۔ مسز اسمیلے کا ایک بورڈنگ ہاؤس تھا۔ اس رات میں نے جشن منایا۔ پہلی بار بیئر پی اور زندگی کا پہلا وڈبائن سگریٹ جلایا۔ لیکن نہ تو مجھ سے جام خالی کیا گیا اور نہ ہی سگریٹ پورا پیا گیا۔

میں ہفتے کی اس صبح کو کبھی نہیں بھولوں گا جب دادا نے پہلی بار مجھے آزادانہ دُکانداری کا موقع دیا۔ پانچ گھنٹے تک وہ ہونٹ سیئے بیٹھے رہے۔ انہوں نے نہ مجھے کوئی مشورہ دیا نہ ہی رائے زنی کی۔ دُکان سمیٹتے وقت گلّے کو چیک کیا گیا تو اگرچہ بکری ہفتے کے معمول کے مطابق بکری سے دو شلنگ پانچ پینی کم تھی، اس کے باوجود انہوں نے مجھے چھ پینی کا وہ سکہ دیا، جو ہفتے کے اختتام پر ہمیشہ مجھے دیتے تھے۔

میں جانتا تھا کہ دادا مجھے پڑھانا لکھانا چاہتے ہیں۔ اس کے باوجود

دسمبر 1913ء کی ٹرم کے آخری جمعے کو اپنے پاپا کے آشیر باد کی وجہ سے میں اسکول میں ان سے پوری طرح متفق تھا۔ موٹی ڈبل روٹی کو ہیمر اسمتھ میں سینٹ پال نامی اسکول میں وظیفہ مل گیا تھا۔ مگر اس بار مجھے ان سے حسد نہیں ہوا۔ ہیمر اسمتھ جانا کون بے وقوف پسند کرے گا......؟

لیکن مسز سالمن کو موٹی ڈبل روٹی کا ہیمر اسمتھ جانا یقیناً پسند تھا۔ کیونکہ اس روز بیکری میں ڈبل روٹی خریدنے کے لئے آنے والوں کو وہ اپنی بیٹی کی قابل فخر ذہانت کے افسانے سناتی رہی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ ربیکا انٹیلیکچوئل ہے۔ مجھے بہرحال اس لفظ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔

''وہ کچھ زیادہ ہی اترانے والی ہے۔''

دادا نے میرے کان میں کہا۔ ان کا اشارہ مسز سالمن کی طرف تھا۔

میرے موٹی ڈبل روٹی کے بارے میں کچھ ایسے ہی خیالات تھے۔ ویسے مسٹر سالمن ٹھیک ٹھاک آدمی تھے۔ کیونکہ وہ خود بھی پھیری والے رہے تھے۔ لیکن پھر انہوں نے بیکری کے مالک کی بیٹی مس روش سے شادی کر لی تھی، اور خوش حال ہو گئے تھے۔

ہر ہفتے کی صبح جبکہ میں ٹھیلا سیٹ کر رہا ہوتا تھا، مسٹر سالمن بیکری کی ذمہ داری اپنی بیوی کو سونپ کر خود عبادت گاہ جاتے تھے۔ کیونکہ وہ یہودی تھے۔ مسز سالمن اس تمام عرصے میں بلند آواز میں ہم سب کو جتاتی رہتی تھی کہ وہ ہماری طرح 5×2 فٹ کے ٹھیے کی مالک نہیں ہے۔

موٹی ڈبل روٹی کے لئے وہ بڑی آزمائش تھی۔ وہ آدھی اِدھر آدھی اُدھر تھی۔ ایک طرف اس کا دل چاہتا کہ وہ باپ کے ساتھ عبادت گاہ جائے اور دوسری طرف وہ اس کی غیر موجودگی میں دُکان پر رُک کے رہنا چاہتی تھی۔ جیسے ہی مسٹر سالمن دُکان سے نکلتے، وہ کریم لگے بن ٹھونسنا شروع کر دیتی۔

"یہ مخلوط شادیاں ہمیشہ مسئلہ بن جاتی ہیں۔"

دادا مجھ سے کہتے۔

میرا خیال تھا کہ وہ کریم لگے بن کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔

برسوں بعد کہیں مجھے پتا چلا کہ یہ بات نہیں تھی۔

جس روز میں نے اسکول چھوڑا، دادا جی کو بتا دیا کہ جس دوران میں خریداری کے لئے مارکیٹ جاؤں، وہ آرام سے سوتے رہیں۔ لیکن وہ بھلا سننے والے تھے......؟ وہ بھی میرے ساتھ مارکیٹ گئے۔ پہلی بار انہوں نے مجھے آڑھتیوں سے بھاؤ تاؤ کرنے کی اجازت دی۔ جلد ہی مجھے ایک ایسا آڑھتی مل گی، جس نے مجھے تین پینس فی درجن سیب فراہم کرنے کی پیش کش کی، بشرطیکہ میں ایک ماہ تک ہر روز اس سے خریداری کروں۔ میں اور دادا روز صبح ایک سیب کھاتے تھے۔ اس کا یہ فائدہ تھا کہ مجھے پتا چلتا کہ میں گاہکوں کو کس معیار کے سیب بیچ رہا ہوں......؟

اس دن کے بعد سے ہمارا ہر دن ہفتے کا دن تھا۔ ہمارا ہفتہ وار منافع بڑھنے لگا۔ کبھی کبھی تو وہ 14 شلنگ تک پہنچ جاتا۔

اس کے بعد سے میری تنخواہ مقرر کر دی گئی۔ پانچ شلنگ فی ہفتہ۔ کم از کم میرے لئے تو وہ ایک خطیر رقم تھی۔ اس میں سے چار شلنگ تو میں دادا جی کے بیڈ کے نیچے رکھے ٹین کے ڈبے میں جمع کر دیتا۔ یہاں تک کہ میری بچت میری زندگی کے پہلے گنّی تک جا پہنچی۔ مسٹر سالمون نے کبھی مجھے بتایا تھا کہ گنّی آدمی کے معاشی تحفظ کی علامت ہوتا ہے۔

شام کو جب دادا جی کھانے کے لئے گھر آجاتے اور پاپا شراب خانے چلے جاتے تو میں اپنی بہنوں سے دن بھر کی روداد سنتے سنتے بور ہو جاتا تھا۔ چنانچہ میں نے وائٹ چیپل بوائز کلب جوائن کر لیا۔ پیر، بدھ اور جمعہ کو ٹیبل

ٹینس، اور منگل، جمعرات اور ہفتہ کو باکسنگ۔ ٹیبل ٹینس کی تو مجھے کبھی سمجھ نہیں آئی۔ لیکن یہ ضرور ہوا کہ میں ایک کارآمد بینٹم ویٹ باکسر بن گیا۔ بلکہ ایک بار تو میں نے بیتھنل گرین کے خلاف اپنے کلب کی نمائندگی بھی کی۔

اپنے پاپا کی طرح نہ تو میں پب جاتا تھا، نہ جوا کھیلتا تھا، نہ گھوڑوں پر شرطیں لگاتا تھا۔ لیکن ہفتے کی شاموں کو ویسٹ ہمپسٹائر کی ٹیم کو سپورٹ کرنا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔ کبھی میں کسی میوزیکل پروگرام کو دیکھنے ویسٹ اینڈ بھی چلا جاتا۔

دادا نے جب مجھ سے پوچھا کہ پندرہویں سالگرہ پر مجھے کیا چاہئے......؟ تو میں نے ایک پل کی ہچکچاہٹ کے بغیر کہا۔

"اپنا ذاتی ٹھیلا......!"

اور فوراً ہی وضاحت کی۔

"اور میری بچت بھی تقریباً اتنی ہو چکی ہے۔"

دادا ہنس دیئے۔

"اس کے لئے میرا ٹھیلا ہی کافی ہے۔ مناسب وقت پر وہ تمہیں ویسے ہی مل جائے گا۔ ایسی چیزیں امیر لوگوں کے اثاثے کہلاتے ہیں۔"

پھر انہوں نے بڑی شدت سے مجھ کو نصیحت کی۔

"یاد رکھنا...... کسی نئے کاروبار میں کبھی سرمایہ کاری نہ کرنا...... خاص طور پر جنگ کے دوران۔"

مسٹر سالمن مجھے پہلے ہی بتا چکے تھے کہ ہم تقریباً ایک سال پہلے جرمنوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر چکے ہیں۔ مگر ہم میں سے کسی نے آرچ ڈیوک فرانز فرڈی ننڈ کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ ہمیں تو جنگ کی سنگینی کا احساس اس وقت ہوا جب مارکیٹ میں کام کرنے والے غائب ہو کر محاذوں پر پہنچنے لگے

اوران کی جگہ مارکیٹ میں ان کے چھوٹے بھائیوں نے لے لی۔ بلکہ کہیں کہیں تو بہنوں کو بھی بھائیوں کا کاروبار سنبھالنا پڑا۔ ہفتے کی صبح ایسٹ اینڈ کے علاقے میں سول لباس میں کم لڑکے ہوتے تھے اور خاکی وردی میں زیادہ۔

اس عرصے کی مجھے اس کے علاوہ ایک ہی بات یاد ہے...... اور وہ ہے شلز کباب کا غائب ہونا۔ شلز سب لڑکوں کو بہت محبوب تھا۔ ہفتے کی رات اس کے ٹھیے پر لڑکوں کا جمگھٹا لگا رہتا۔ خوب کباب اُڑائے جاتے۔ شلز تھا بھی بہت اچھا۔ کبھی وہ اپنی طرف سے دو ایک کباب مفت بھی دے دیا کرتا تھا۔ مگر پھر ایک دن شلز غائب ہوگیا۔ دادا نے سرگوشی میں مجھے بتایا کہ شاید اسے فوجی اُٹھا کر لے گئے ہیں۔

ہفتے کی صبح اکثر پاپا ہمارے پاس آتے اور کام میں ہاتھ بٹاتے۔ مگر صرف اس لئے کہ رات کو انہیں بلیک بل جانے اور برٹ شروک سے جوا کھیلنے کے لئے دادا جی سے مال گھسیٹنا ہوتا تھا۔ دادا انہیں ایک دو شلنگ ضرور دیتے۔ کبھی چار بھی دے دیتے۔ حالانکہ ہم دونوں جانتے تھے کہ ہم اس عیاشی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ مجھے اس بات پر زیادہ غصہ آتا تھا کہ دادا نے خود نہ کبھی پی تھی، نہ جوا کھیلا تھا۔ پھر بھی وہ اپنی محنت کی کمائی یوں ضائع کرنے کے لئے پاپا کو دے دیتے تھے اور پاپا بڑی ڈھٹائی سے دادا کا مال جیب میں رکھتے، بڑے اسٹائل سے ٹوپی چھو کر انہیں سلام کرتے اور رُخصت ہو جاتے۔

یہ معمول یوں ہی جاری رہتا۔ مگر ہفتے کی ایک صبح جسے میں پورے ہفتے سیاہ لباس پہنے، چھتری لئے کارنر پر کھڑے دیکھتا رہا تھا، ہمارے ٹھیلے کی طرف آئی اور پاپا کے کوٹ کے کاج میں ایک سفید پَر لگا دیا۔

پاپا تو پاگل ہوگئے۔ اتنے غصے میں میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ہفتے کی رات کو بھی نہیں، جب وہ سب کچھ ہار کر نشے میں دھت گھر واپس

آئے تھے اور ہم سب ان کے غصے سے ڈر کر پلنگوں کے نیچے چھپ جاتے تھے۔ پاپا نے اس عورت کو مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا، مگر وہ ذرا بھی نہیں ڈری۔ بلکہ اس نے پاپا کو بزدل کہا۔ پاپا نے پہلے تو چیخ کر اسے گالیاں دیں، جو اس سے پہلے صرف کرایہ وصول کرنے والے کے لئے مخصوص تھیں، پھر انہوں نے اس کے ہاتھ سے تمام سفید پَر چھین کر گٹر میں پھینک دیئے اور پاؤں پٹختے ہوئے بلیک بل کی طرف چل دیئے۔

اس روز وہ دوپہر کو گھر نہیں آئے۔ ان کے حصے کا کھانا بھی میں نے کھا لیا۔ شام کو میں ویسٹ ہیم کا میچ دیکھنے گیا۔

رات کو میں واپس آیا، تب بھی پاپا موجود نہیں تھے۔ اگلی صبح میں جیسے جاگا، تب بھی ان کا بستر خالی تھا۔ اس روز بھی وہ رات تک نہیں آئے۔ میں ڈبل بیڈ پر ٹھاٹھ سے خوب پھیل کر سویا۔

''مجھے لگتا ہے کہ وہ پھر حوالات میں ہیں......؟''

پیر کی صبح دادا نے کہا۔ میں اس وقت اپنے ٹھیلے کو دھکیل کر اس کے مقام پر پہنچا رہا تھا۔

ہم نمبر 110 کے سامنے سے گزرے تو مسز شروک نے کھڑکی سے مجھے گھور کر دیکھا۔ ہمیشہ کی طرح اس کا چہرہ سوجا ہوا تھا اور آنکھ کے نیچے نیل پڑا تھا۔ برٹ ہمیشہ ہفتے کی رات باقاعدگی سے ان کی مرمت کرتا تھا۔

''تم دوپہر کو جا کر اسے ضمانت پر چھڑا لینا۔''

دادا نے مجھ سے کہا۔

''اس وقت تک اس کا نشہ اُتر چکا ہوگا۔''

پاپا کو چھڑانے کے لئے جو ہاف کراؤن ادا کرنا پڑتا تھا، وہ مجھے بہت کھلتا تھا۔ کیونکہ وہ ہمارا ایک دن کا منافع ہوتا تھا۔

بارہ بج کر آٹھ منٹ پر میں تھانے پہنچا۔ تھانہ دار نے مجھے بتایا کہ برٹ شروک تو حوالات میں ہے اور ابھی تک اس کا نشہ نہیں اُترا ہے۔ لیکن میرے پاپا کو تو اس ویک اینڈ پر اس نے دیکھا بھی نہیں تھا۔

میں نے دادا کو یہ صورتِ حال بتائی تو وہ مسکرا کر بولے۔

''یاد رکھو...... کھوٹا سکہ گھوم پھر کر اپنے ہی گلے میں واپس آتا ہے۔ تمہارے پاپا آجائیں گے۔''

لیکن ایک مہینہ گزر گیا، پاپا نہیں آئے۔ پھر اچانک ایک دن وہ لوٹ آئے۔ میں نے انہیں دیکھا تو مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ وہ فوجی وردی میں تھے۔ وہ رائل فیوزیلیرز کی دوسری بٹالین میں بھرتی ہوگئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ چند ہفتوں کے بعد انہیں محاذ پر بھیجا جائے گا۔ امکان یہ ہے کہ کرسمس کے موقع پر وہ گھر پر ہی موجود ہوں گے۔ ایک افسر نے انہیں بتایا تھا کہ کرسمس سے پہلے ہی یقینی طور پر جنگ ختم ہو جائے گی۔

دادا اس دوران نفی میں سر ہلاتے رہے۔ وہ فکر مند نظر آ رہے تھے۔

لیکن مجھے پاپا پر اتنا فخر محسوس ہو رہا تھا کہ میں مارکیٹ میں ان کے ساتھ ساتھ گھومتا رہا۔ کارنر پر سفید پَر لے کر کھڑی ہونے والی سیاہ پوش عورت نے بھی انہیں ستائشی نظروں سے دیکھا تھا۔ مگر میں نے اس عورت کو بے حد ناپسندیدگی سے دیکھا تھا۔

''اگر کرسمس تک جرمن نہیں بھاگے تو ان کو بھگانے کے لئے میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔''

میں نے پاپا سے کہا۔

اس رات میں پاپا کے ساتھ بلیک بل بھی گیا۔ میں ان کو خوش کرنے کے لئے اپنی ساری کمائی خرچ کرنے کو تیار تھا۔ لیکن اس کی نوبت ہی نہیں

آئی۔ وہ تو ہیرو بن چکے تھے۔ بار میں موجود ہر شخص انہیں ڈرنک کی پیش کش کر رہا تھا۔

اگلی صبح میں نے اور دادا نے کام بھی شروع نہیں کیا تھا کہ پاپا اپنی رجمنٹ کو ری جوائن کرنے کے لئے رُخصت ہوگئے۔

دادا نے کبھی انہیں خط نہیں لکھا۔ کیونکہ انہیں لکھنا ہی نہیں آتا تھا۔ لیکن ایسٹ اینڈ کے رہنے والے تمام لوگ ایک بات جانتے تھے۔

''جب تک آپ کے دروازے کی نچلی درز سے ایک براؤن لفافہ اندر نہیں ڈالا جاتا، آپ کو مطمئن رہنا چاہئے کہ آپ کا آدمی ابھی زندہ ہے۔''

مسٹر سالمن کبھی کبھی مجھے اخبار پڑھ کر سناتے تھے۔ مگر اخبار میں کبھی رائل فیوزیلیرز کے بارے میں کچھ نہیں چھپا۔ مجھے نہیں معلوم ہو سکا کہ میرے پاپا کہاں ہیں......؟ اور کیا کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں......؟ بس میں دُعا کرتا تھا کہ وہ اُس محاذ پر نہ ہوں، جہاں اخبار کے مطابق شاہی فوجوں کو بھاری جانی نقصان اُٹھانا پڑا تھا۔

کرسمس کا دن ہمارے گھر میں سادگی سے منایا گیا۔ کیونکہ نہ تو جنگ ختم ہوئی تھی، نہ ہی پاپا واپس آئے تھے۔

سیلی کمرشل سٹیٹ کے ایک کیفے میں شفٹوں میں کام کر رہی تھی۔ گریس لندن کے ایک اسپتال میں ڈیوٹی دے رہی تھی۔ کٹی کبھی ٹک کر کام نہیں کرتی تھی۔ اس نے ایک ہفتے سے زیادہ کبھی کسی ایک جگہ کام نہیں کیا تھا۔ اس کے باوجود اس کا لباس ہمیشہ دونوں بہنوں سے کہیں بہتر ہوتا تھا۔ شاید اس لئے کہ اس کے بوائے فرینڈ اس کے لئے خرچ کرنے پر آمادہ رہتے تھے۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ وہ اتنے سارے دوست کیسے نبھاتی ہے......؟ کبھی ایسا بھی ہوتا ہوگا کہ ایک ہی دن دو دوست ملنے آجائیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کٹی ٹھیلے پر ہاتھ بٹانے آجاتی۔ مگر دن بھر کے منافع کی مالیت کے پھل ہڑپ کرنے کے بعد فوراً ہی کھسک لیتی۔

’’میں کم از کم اس لڑکی کو اپنا اثاثہ قرار نہیں دے سکتا۔‘‘

دادا جی اکثر کہتے۔ لیکن میں نے کبھی کٹی کی شکایت نہیں کی۔ میری عمر صرف سولہ سال تھی۔ مجھے دُنیا میں کسی بات کی پرواہ نہیں تھی۔ بس یہ فکر تھی کہ میرا اپنا ٹھیلا ہو جائے۔

مسٹر سالمن نے مجھے بتایا تھا کہ اولڈ کینٹ روڈ کے علاقے میں بہترین ٹھیلے فروخت ہو رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ان کے مالک جنگ میں شریک ہونے کے لئے جا رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ٹھیلا خریدنے کے لئے یہ بہت مناسب وقت ہے۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ دادا جی کو میرے عزائم کے متعلق کچھ نہیں بتائیں گے۔ میں چاہتا تھا کہ ان کو کچھ معلوم ہونے سے پہلے ہی میں ٹھیلا خرید لوں۔

اگلے ہفتے کی صبح میں نے دادا سے چند گھنٹوں کی چھٹی مانگی۔

’’کوئی لڑکی وڑکی کا چکر ہے نا......؟‘‘

انہوں نے پوچھا۔

’’شراب کا چکر نہ ہو تو بہتر ہے......!‘‘

’’نہ لڑکی کا چکر ہے نہ شراب کا۔‘‘

میں نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

’’لیکن یہ میرا وعدہ ہے کہ جو کچھ بھی ہے، سب سے پہلے آپ کو پتا چلے گا اس کا۔‘‘

میں نے کہا اور دادا سے رُخصت ہو کر اولڈ کینٹ روڈ کی طرف چل دیا۔

میں نے ٹاور برج کے مقام سے تھیمز کراس کیا اور جنوب کی طرف چلتا رہا۔ اس طرف اتنا آگے میں پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ میں جب وہاں پہنچا تو مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ اتنے سارے اور اتنی قسموں کے ٹھیلے میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ لمبے ٹھیلے، چھوٹے ٹھیلے، چوڑے ٹھیلے، رنگین، خوب صورت ٹھیلے۔ ان میں سے کچھ پر نام لکھے تھے...... بہت پرانے نام۔ میں اِدھر اُدھر دیکھتا پھرا۔

کچھ ٹھیلے برائے فروخت تھے۔ لیکن مجھے تو بس ایک ہی ٹھیلا بھا گیا تھا۔ میں گھوم پھر کر وہیں واپس آجاتا تھا۔ وہ نیلے رنگ کا ٹھیلا تھا جس کی سائیڈ میں دو سنہری دھاریاں تھیں۔ اس پر لکھا تھا۔

’’دُنیا کا سب سے بڑا ٹھیلا......!‘‘

وہ ٹھیلا بیچنے والی ایک عورت تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ صرف ایک ماہ پرانا ہے۔ اس کا باپ ایک ماہ پہلے جنگ میں مارا گیا تھا۔ اس نے یہ ٹھیلا تین پاؤنڈ میں خریدا تھا اور وہ اس سے ایک پینی کم میں بھی وہ ٹھیلا بیچنے پر آمادہ نہیں تھی۔

’’میرے پاس فی الوقت دو پاؤنڈ ہیں۔ لیکن میں چھ ماہ سے پہلے ہی تیسرا پاؤنڈ بھی ادا کر دوں گا۔‘‘

میں نے کہا۔

’’چھ ماہ میں تو ممکن ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ ہو۔‘‘

اس نے ایسے کہا جیسے یہ کہانیاں پہلے بھی سن چکی ہو۔

’’تو ایسا ہے کہ میں آپ کو دو پاؤنڈ چھ پینس کے ساتھ اپنے دادا کا پرانا ٹھیلا دے دیتا ہوں۔‘‘

میں نے سوچے سمجھے بغیر کہا۔

”تمہارے دادا کون ہیں......؟“

”چارلی ٹرمپر......!“

میں نے فخریہ لہجے میں کہا۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ اس نے دادا کا نام نہیں سنا ہوگا۔

”چارلی ٹرمپر تمہارے دادا ہیں......؟“

”ہاں......! مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے......؟“

”تو لڑکے......! تم ابھی مجھے دو پاؤنڈ چھ پینس دے دو۔ باقی پیسے کرسمس تک دے دینا۔“

اس روز پہلی بار مجھے معلوم ہوا کہ ساکھ کا کیا مطلب ہے......؟ میں نے اپنی پوری بچت انہیں تھما دی اور وعدہ کیا کہ باقی ساڑھے انیس شلنگ میں انہیں سال ختم ہونے سے پہلے ادا کر دوں گا۔ پھر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اپنی زندگی کے سب سے پہلے ٹھیلے کا ہینڈل تھاما اور اسے دھکیل کر برج کی طرف چل دیا۔

وائٹ چیپل روڈ پر سیلی اور کٹی نے میرا خوب صورت ٹھیلا دیکھا تو خوشی سے ناچنے لگیں۔ انہوں نے ٹھیلے کی پیشانی پر پینٹ سے لکھنے میں میری مدد کی۔

”چارلی ٹرمپر......! ایماندار تاجر...... قائم کردہ 1823ء“

لکھائی مکمل ہوتے ہی میں نے پینٹ کے سوکھنے کا بھی انتظار نہیں کیا اور ٹھیلا لے کر مارکیٹ کی طرف چل دیا۔ میرا انداز فاتحانہ تھا۔ دادا تک پہنچتے پہنچتے ہی مجمع کی بھنبھناہٹ کیوں معدوم ہوگئی......؟

”وہ چھوٹا چارلی آگیا......!“

کسی نے چیخ کر کہا اور سب میری طرف دیکھنے لگے۔ مجھے بھی

احساس ہوگیا کہ کوئی گڑبڑ ہے۔ میں نے اپنے نئے ٹھیلے کے ہینڈل چھوڑے اور مجمع میں گھس گیا۔ لوگ بھی میرے لئے راستہ بنانے لگے تھے۔ میں اپنے پرانے ٹھیلے کے اگلے حصے کے پاس پہنچا تو میں نے دادا جی کو وہاں لیٹے ہوئے دیکھا۔ ان کے سر کے نیچے سیبوں کی پیٹی رکھی تھی اور ان کا چہرہ یوں سپید ہو رہا تھا، جیسے ان کے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی نہ رہا ہو۔

میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔

”یہ میں ہوں...... چارلی...... دادا......! میں آگیا ہوں...... دادا......!“

میں نے بلند آواز میں کہا۔

”بتائیے...... مجھے کیا کرنا ہے......؟ آپ کیا چاہتے ہیں......؟ جو آپ کہیں گے، میں وہی کروں گا دادا......!“

دادا نے بہت دھیرے دھیرے نقاہت سے پلکیں جھپکائیں۔

”میری بات دھیان سے سنو بیٹے......!“

ان کی سانسوں میں کھڑکھڑاہٹ تھی۔

”یہ ٹھیلا اب تمہارا ہے......! اس ٹھیلے سے...... اس ٹھیے سے چند گھنٹوں سے زیادہ کے لئے کبھی دُور نہ جانا۔“

”لیکن دادا جی......! یہ ٹھیا بھی آپ کا ہے اور ٹھیلا بھی۔ یہ میں لے لوں گا تو آپ کام کہاں کریں گے......؟“

میں نے پوچھا۔

لیکن دادا سن نہیں رہے تھے۔ اس لمحے سے پہلے مجھے کبھی احساس نہیں ہوا تھا کہ میرا کوئی جاننے والا مر سکتا ہے۔

☆☆☆

چارلی کی کہانی

(پانچویں درویش کی زُبانی)

اوائل فروری میں جوبلی اسٹریٹ پر سینٹ مائیکل کے قبرستان میں دادا کی تدفین ہوئی۔ آخری دُعا سینٹ مَیری کے چرچ میں ہوئی۔ ارغنوں گاہ کے بھرنے کے دس منٹ بعد چرچ میں بیٹھنے کی جگہ نہیں رہی۔ لوگ کھڑے تھے۔ وہاں مسٹر سالمن بھی موجود تھے۔

اگلی صبح چارلی اپنے نئے ٹھیلے کو دھکیلتا ہوا اپنے دادا کے ٹھیے تک لایا تو مسٹر ڈنکی اپنا ٹھیلا چھوڑ کر وہاں چلے آئے اور اس کے ٹھیلے کو ستائشی نظروں سے دیکھنے لگے۔

''اس میں دادا کے ٹھیلے کے مقابلے میں دُگنی گنجائش ہے۔''

چارلی نے اسے بتایا۔

''سب سے بڑی بات یہ کہ میں صرف ساڑھے انیس شلنگ کا مقروض ہوں۔''

لیکن وہ ہفتہ ختم ہوتے ہوتے چارلی کو احساس ہوگیا کہ اس کے ٹھیلے

پر لگا ہوا آدھا مال باسی ہے، جسے کوئی نہیں خریدے گا۔ اس نے سیلی اور کٹی کو کالے پڑتے کیلے اور سیب دینے چاہے تو وہ بھی ناک سکوڑنے لگیں۔ کئی ہفتوں کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ اسے اپنے کسٹمرز کی مناسبت سے منڈی سے کتنا مال خریدنا چاہیے لیکن اس کے بعد اسے یہ بھی پتا چلا کہ بکنے والے مال کی مقدار بدلتی رہتی ہے۔

وہ ہفتے کی صبح تھی۔ چارلی منڈی سے مال خریدنے کے بعد وائٹ چیپل روڈ کی طرف آ رہا تھا کہ اس نے اخبار والے کی پکار سنی۔

''سومے میں برطانوی فوجیوں کا قتلِ عام......!''

وہ اخبار لہراتے ہوئے چلا رہا تھا۔

چارلی نے ڈیلی کرونیکل خرید لیا اور فٹ پاتھ پر ہی اسے پڑھنے بیٹھ گیا۔ پڑھتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ وہ حروف کی پہچان کھو بیٹھا ہے۔ اخبار پڑھنے میں اسے دُشواری پیش آ رہی تھی۔ جیسے تیسے وہ پڑھتا رہا۔ خبر کے مطابق فرانسیسی فوج کے ساتھ مل کر لڑنے والے ہزاروں برطانوی فوجی جرمنوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ جنرل ہیگ نے روزانہ چار ہزار گز کی پیش گوئی کی تھی۔ لیکن نتیجہ پسپائی اور تباہی کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔

''ہم کرسمس گھر پر منائیں گے......!'' والا نعرہ کھوکھلا ثابت ہوا تھا۔

چارلی نے اخبار کو گٹر میں پھینک دیا۔ اسے یقین تھا کہ کوئی جرمن اس کے پاپا کو نہیں مار سکتا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد اسے احساسِ جرم ستانے لگا کہ وہ اس جنگ کے دوران محض ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے۔ گریس تک نے تو ہمت دکھائی تھی۔ اب وہ محاذِ جنگ سے آدھا میل پیچھے خیموں میں قائم اسپتال میں نرس کی حیثیت سے ڈیوٹی دے رہی تھی۔

گریس ہر مہینے چارلی کو خط لکھتی تھی۔ لیکن ابھی تک اسے پاپا کے

بارے میں معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ وہ کس محاذ پر ہیں......؟

''پانچ لاکھ فوجی تو اسی محاذ پر لڑ رہے ہیں۔''

اس نے ایک خط میں لکھا۔

''سردی، برسات اور بھوک کی وجہ سے سب ایک جیسے لگتے ہیں۔''

سیلی کمرشل اسٹریٹ پر اسی ریسٹورنٹ میں کام کر رہی تھی۔ فرصت کے اوقات میں وہ اپنے لئے کوئی شوہر تلاش کرتی، جو زمانۂ جنگ میں آسان کام نہیں تھا۔

کٹی کے پاس لڑکوں کی کوئی کمی نہیں تھی جو اس کی ہر ضرورت پوری کر دیتے تھے۔ ایک کٹی ہی ایسی تھی، جس کے پاس ٹھیلے پر ہاتھ بٹانے کے لئے وقت تھا۔ لیکن وہ دن چڑھے سو کر اُٹھتی تھی اور سورج غروب ہونے سے پہلے گھر سے نکل جاتی تھی۔

چارلی سوچتا، دادا ٹھیک ہی کہتے تھے۔ اس لڑکی کو اثاثہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

کئی ہفتے تو چارلی یہ حقیقت قبول ہی نہیں کر سکا کہ دادا چلے گئے ہیں اور اب کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ کئی بار وہ سر گھماتا اور عادتاً پوچھتا۔

''کتنے پیسے کاٹوں دادا جی......؟''

پھر اسے خیال آتا کہ اب ہر فیصلہ اسے خود کرنا ہے۔ نئے ٹھیلے کا قرض اس نے ادا کر دیا تھا۔ مگر اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ دادا کتنے اچھے دُکاندار تھے۔ اب منافع اتنا نہیں ہوتا تھا کہ پہلے کی طرح گزر اوقات ہو۔

ابتدائی چند ماہ میں تو ہفتہ وار منافع محض چند پینی تھا۔ مکان کا کرایہ بھی وہ اور سیلی مل کر ہی ادا کرتے تھے۔ سیلی اصرار کر رہی تھی کہ دادا کا ٹھیلا بیچ دیا جائے تو کم از کم ایک پاؤنڈ تو مل ہی جائے گا۔

''ناممکن......! میں بھوکا مر جاؤں گا۔ لیکن کسی کو دادا کے ٹھیلے کو چھونے بھی نہیں دوں گا۔''

چارلی کا ہر بار یہی جواب ہوتا۔

لیکن کچھ عرصے کے بعد کاروبار جمنے لگا۔ دُنیا کا سب سے بڑا ٹھیلا اتنا منافع دینے لگا کہ گھر کے اخراجات پورے کرنے کے بعد سیلی کے لئے ایک سیکنڈ ہینڈ ڈریس، کٹی کے لئے جوتے اور چارلی کے لئے ایک تھرڈ ہینڈ سوٹ بھی خریدا جا سکتا تھا۔

چارلی اب بھی دُبلا پتلا تھا۔ باکسنگ کے اعتبار سے فلائی ویٹ، اور قد بھی اس نے زیادہ نہیں نکالا تھا۔ مگر اپنے سترہویں برتھ ڈے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ کارنر پر سفید پَر لئے کھڑی سیاہ پوش عورت جو 18 سے 40 سال کی عمر تک کے مردوں کو سفید پَر تھما کر جنگ پر جانے پر اُکساتی تھی، اب اسے چیل کی سی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

چارلی کو جرمنوں کا کوئی خوف نہیں تھا۔ لیکن اسے اب بھی اُمید تھی کہ جلد ہی جنگ ختم ہو جائے گی اور اس کے پاپا وائٹ چیپل لوٹ آئیں گے۔ اس کے بعد ان کا وہی پرانا معمول ہوگا۔ دن میں گودی پر مزدوری اور رات کو بلیک بل میں مے نوشی۔ لیکن پاپا کی طرف سے کوئی خط نہیں آیا تھا اور ہر روز اخبار چاٹنے والے مسٹر سالمن بھی یقین سے نہیں بتا سکتے تھے کہ محاذ پر کیا ہو رہا ہے......؟

مہینے گزرتے گئے۔ چارلی اپنے کسٹمرز کی ضرورتوں اور مزاج سے آگاہ ہوتا رہا۔ دوسری طرف کسٹمرز میں یہ احساس توانا ہوتا گیا کہ اپنے حریفوں کے مقابلے میں چارلی ان کا زیادہ بہتر طور پر خیال رکھتا ہے۔ چارلی خوش تھا کہ اس کا کاروبار چمک رہا ہے۔ مسز اسمیلے کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھ کر اسے خوشی

ہوتی۔ وہ اپنے بورڈنگ ہاؤس کے لئے ایک ہی دن میں اتنے آلو خریدتی تھیں کہ اس کے تمام گاہک مل کر ایک ماہ میں بھی اتنے آلو نہیں خرید سکتے تھے۔

''مسز اسمیلے ......! آپ چاہیں تو آپ کا سودا میں خود آپ کے گھر پہنچا دوں۔''

ایک صبح اس نے مسز اسمیلے کو پیش کش کی۔

''ہر پیر کی صبح......!''

''نہیں چارلی......! شکریہ......! دراصل میں جو کچھ خریدتی ہوں، کھلی آنکھوں سے دیکھ کر خریدتی ہوں۔''

''آپ ایک موقع تو دیں۔ میں ثابت کر دوں گا کہ میں آپ کی آنکھیں ہوں۔ آپ زحمت سے بھی بچ جائیں گی۔''

''چلو ٹھیک ہے......! آزمائشی طور پر دو ہفتے یہی سہی......!''

مسز اسمیلے نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''لیکن چارلی ٹرہیر......! اگر تم نے مجھے مایوس کیا تو......''

''آپ خود دیکھ لیجئے گا......!''

چارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس دن کے بعد مسز اسمیلے کو کبھی بازار پھل یا سبزی خریدتے نہیں دیکھا گیا۔

اس کامیابی کے بعد چارلی نے فیصلہ کیا کہ اسے اپنی اس ڈلیوری سروس کو ایسٹ اینڈ میں رہنے والے کسٹمرز کے لئے بھی فعال بنانا چاہئے۔ اس طرح قوی امکان تھا کہ اس کی آمدنی دُگنی ہو جائے گی۔ اگلی صبح وہ دادا جی کے پرانے ٹھیلے کو عقبی برآمدے میں لے گیا۔ وہاں اس کے جالے صاف کر کے اس نے اسے چمکایا اور اس پر نیا رنگ کیا۔ اس نے کٹی کو گھر گھر جا کر آرڈر

لانے پر مامور کیا۔ جبکہ وہ خود اپنے ٹھیلے پر بیٹھا رہا۔

اگلے چند روز میں چارلی نے وہ سارا منافع گنوا دیا، جو پچھلے عرصے میں کمایا تھا۔ وہ پہلے ہی والی پوزیشن میں آ گیا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ کٹی حساب کے معاملے میں بالکل کوری تھی، اور اس سے بڑھ کر یہ کہ کوئی اسے دُکھ بھری کہانی سناتا تو وہ اسے مالِ مفت ہی تھما دیتی تھی۔ اس مہینے کے آخر میں چارلی کا گلا بالکل خالی تھا۔ وہ مکان کا کرایہ بھی ادا نہیں کر سکا۔

''اتنا بڑا اور دلیرانہ قدم اُٹھا کر تم نے کیا سیکھا......؟''

اپنی دُکان کے دروازے پر کھڑے ڈان سالمن نے اس سے پوچھا۔

''یہی کہ اپنے گھر کے کسی فرد کو ملازم رکھنے سے پہلے کئی بار اچھی طرح سوچ لینا چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ اُدھار دیتے وقت یہ کبھی نہ سوچا جائے کہ وہ آسانی سے وصول کیا جا سکے گا۔''

''گڈ......! تم تیزی سے سیکھنے والے آدمی ہو۔ تو اب تمہیں مکان کا کرایہ ادا کرنے اور پچھلے خسارے کے مضر اثرات سے بچنے کے لئے کتنی رقم درکار ہوگی......؟''

مسٹر سالمن نے پوچھا۔

''کیا مطلب ہے آپ کا......؟''

''تم سمجھ رہے ہو میری بات......؟ رقم بتاؤ......!''

''پانچ پاؤنڈ......!''

چارلی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

جمعے کی رات اپنی دُکان کی کھڑکی کے پردے کھینچنے کے بعد ڈان سالمن نے اسے پانچ پاؤنڈ دیئے۔ اس کے علاوہ خستہ بسکٹوں سے اس کی تواضع کی۔

"پیارے لڑکے......! یہ رقم جب چاہو، سہولت کے ساتھ لوٹا دینا، اور ہاں......! کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ ورنہ ہم دونوں ہی بڑی مشکل میں پھنس جائیں گے۔"

چارلی نے ہفتہ وار پانچ شلنگ کے حساب سے بیس ہفتے میں وہ قرض ادا کر دیا۔ آخری قسط کی ادائیگی کے دن کو وہ کبھی نہیں بھولا۔ کیونکہ اسی دن ایک بڑے جہاز نے لندن پر بمباری کی۔ چارلی تمام وقت اپنے پاپا کے بیڈ کے نیچے گھسا رہا۔ سیلی اور کٹی بھی اس سے لپٹی ہوئی تھیں۔

اگلی صبح اس نے ڈیلی کرائیکل میں اس بمباری کا احوال پڑھا۔ سو سے زائد افراد اس بمباری کے نتیجے میں ہلاک ہوئے تھے اور زخمیوں تعداد چار سو سے زیادہ تھی۔

اس نے اپنا سیب کھایا اور مسز اسمیلے کا سودا پہنچانے کے لئے چلا گیا۔ واپس آکر وہ کام میں مصروف ہوگیا۔ پیر کے دن مصروفیت ہمیشہ زیادہ ہوتی تھی۔ بعض لوگ ہفتے بھر کی خریداری کرتے تھے۔ سہ پہر کے وقت وہ معمول کے مطابق کھانے کے لئے گھر گیا تو بری طرح تھکا ہوا تھا۔ وہ کھانا کھا ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"یہ کون ہوسکتا ہے......؟"

کٹی نے کہا۔

"دروازے پر جا کر دیکھو گی تو پتا چلے گا۔"

چارلی نے گویا واضح کر دیا کہ وہ ہلنے کے موڈ میں نہیں ہے۔

کٹی کو نہ چاہتے ہوئے بھی اُٹھنا پڑا۔ ایک لمحے بعد وہ واپس آئی اور ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔

"بیکی سالمن آئی ہے۔ کہتی ہے، تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"

"اچھا......! تو تم اسے پارلر میں بٹھاؤ......!"

چارلی نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

کٹی چلی گئی تو چارلی اُٹھا۔ اس کی اُنگلیاں سالن میں لتھڑی ہوئی تھیں۔ وہ اس واحد کمرے میں چلا گیا، جو بیڈ روم نہیں تھا۔ وہاں وہ پرانی چرمی کرسی پر بیٹھ گیا اور موٹی ڈبل روٹی کا انتظار کرنے لگا۔

ایک لمحے بعد موٹی ڈبل روٹی کمرے میں داخل ہوئی اور اس کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ چارلی اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اگرچہ وہ اس سے دو تین انچ چھوٹی تھی، لیکن اس کا وزن اور حجم، دونوں چارلی سے زیادہ تھے۔ باکسنگ کی اصطلاح میں اسے ہیوی ویٹ کہا جا سکتا تھا۔ وہ یقین سے کہہ سکتا تھا کہ مسٹر سالمن عبادت گاہ جانے کے بعد وہ اب بھی کریم بن خوب ٹھونستی ہے۔

بہرحال اس کا لباس بہت خوب صورت تھا۔ بالوں میں سرخ ربن لگا تھا اور اس کے سفید موزے اور سیاہ جوتے اب بھی بے داغ تھے۔ اس کے نیلے بلیزر پر ایک سنہرا عقاب بنا تھا اور اس کے گرد وہ حروف تھے، جو چارلی نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔

چارلی یقیناً اسے بیٹھنے کے لئے کہتا، لیکن وہاں موجود واحد کرسی پر تو وہ خود بیٹھا تھا، اس لئے نہیں کہہ سکا۔ کٹی اب بھی کمرے میں کھڑی تھی۔ اس نے تحکمانہ لہجے میں کٹی سے کہا کہ وہ چلی جائے۔ کٹی چند لمحے تو ہٹ دھرمی سے اسے گھورتی رہی، مگر پھر خاموشی سے چلی گئی۔

"اب بتاؤ......! تم کیا چاہتی ہو......؟"

دروازے بند ہونے کے بعد چارلی نے موٹی ڈبل روٹی سے کہا۔

ربیکا سالمن نے بولنے کی کوشش کی۔ اس کے نتیجے میں اس کا جسم لرزنے لگا۔

"میرے والدین کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے، اس کی وجہ سے میں تم سے ملنے آئی ہوں۔"

وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بول رہی تھی۔ اور اس کے لہجے میں ایسٹ اینڈ والوں کے لہجے کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ نہ جانے کیوں چارلی کو اس پر رشک آنے لگا۔

"پہلے یہ تو بتاؤ کہ تمہارے والدین کے ساتھ ہوا کیا ہے......؟"

جواب میں بیکی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ چارلی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ ایسے موقع پر اس کا ردِعمل کیا ہونا چاہئے......؟ چنانچہ وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

بیکی کا جسم اب بھی لرز رہا تھا۔ تاہم جیسے تیسے وہ بات کرنے کے قابل ہوگئی۔

"ٹاٹا گزشتہ رات فضائی حملے کے دوران مارے گئے۔ ماما کو لندن کے اسپتال لے جایا گیا۔"

وہ کہتے کہتے رُک گئی۔ مزید اس سے کچھ کہا نہیں گیا۔

چارلی ایک دم سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے کسی نے نہیں بتائی یہ بات......!"

اس نے کہا اور اِدھر سے اُدھر ٹہلنے لگا۔

"کوئی ایسی صورت نہیں تھی کہ تمہیں بتایا جاتا۔"

بیکی نے کہا۔

"مین نے ابھی دُکان میں کام کرنے والوں کو بھی نہیں بتایا ہے۔ وہ سمجھ رہے ہیں کہ ٹاٹا طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے آج دُکان پر نہیں آ سکے۔"

"تم چاہتی ہو کہ میں انہیں بتاؤں......؟ کیا اسی لئے تم یہاں آئی ہو......؟"

"نہیں......!"

اس نے آہستہ سے سر اُٹھایا اور ایک لمحے کے توقف کے بعد بولی۔

"میں چاہتی ہوں کہ ہماری دُکان اب تم سنبھالو......!"

چارلی کے لئے یہ بات اتنی غیر متوقع تھی کہ وہ ٹہلنا بھی بھول گیا اور بولنا بھی...... وہ گنگ ہو کر رہ گیا تھا۔

"میرے ڈیڈی ہمیشہ کہتے تھے کہ تمہیں اپنی دُکان بنانے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ......"

"لیکن میں بیکری کے کام کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا......!"

چارلی نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا اور اپنی کرسی پر ڈھے گیا۔

"جاننے والی ہر بات تو ٹاٹا کے دونوں اسسٹنٹ جانتے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ صرف چند ماہ میں تم ان دونوں سے زیادہ جان لو گے۔ اس وقت دُکان کو سب سے زیادہ ایک اچھے سیلز مین کی ضرورت ہے۔ میرے ڈیڈی ہمیشہ کہتے تھے کہ تم کسی بھی طرح چارلی دادا سے کم نہیں ہو۔ اور سب جانتے ہیں کہ چارلی دادا دُنیا کے سب سے اچھے سیلز مین تھے۔"

"لیکن میرے ٹھیلے کا کیا ہوگا......؟"

"وہ دُکان سے تھوڑا ہی فاصلے پر تو ہے۔ تم دونوں کی بیک وقت دیکھ بھال کر سکتے ہو۔"

اس نے کہا اور چند لمحے ہچکچانے کے بعد بولی۔

"ہاں......! ڈلیوری سروس کی بات اور تھی۔ اس میں تو نقصان ہونا تھا۔ لیکن اس میں نہیں ہوگا۔"

"تم جانتی ہو اس کے بارے میں......؟"

"ہاں......! ڈیڈی کے اور میرے درمیان کوئی راز نہیں تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے اس ہفتے کو ڈیڈی کا قرضہ چکا دیا تھا۔"

"خیر......تو ہم کیسے کام کریں گے......؟"

چارلی نے پوچھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ بیکی ہر معاملے میں اس سے دو قدم آگے ہے۔

"تم ٹھیلا اور دُکان دونوں سنبھالو......! ہم ففٹی ففٹی کے پارٹنر ہوں گے۔"

"ففٹی پرسینٹ کی حق دار بننے کے لئے تم کیا کرو گی......؟"

"میں ہر ماہ حساب چیک کیا کروں گی......! ٹیکس کی بروقت ادائیگی کا خیال رکھوں گی......! تاکہ ہم کسی ضابطے اور قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب نہ ہوں۔"

"میں نے تو کبھی ٹیکس ادا کیا ہی نہیں۔"

چارلی نے کہا۔

"اور کونسل کے ضابطوں اور قوانین کی اہمیت ہی کیا ہے......؟"

بیکی نے پہلی بار اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"جن لوگوں کو آگے جا کر بڑے پیمانے پر کاروبار کرنا ہوتا ہے، وہ ٹیکس بھی ادا کرتے ہیں اور ضابطوں اور قوانین سے باخبر بھی رہتے ہیں۔ سمجھے چارلی ٹرمپر......؟"

"لیکن ففٹی ففٹی تو مجھے مناسب نہیں لگتا۔"

چارلی نے اپنی بالادستی قائم رکھنے کی کوشش کی۔

"میری دُکان کی قیمت تمہارے ٹھیلے سے کہیں زیادہ ہے، اور اس

سے آمدنی بھی ٹھیلے کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔"

"یہ سب تمہارے ڈیڈی کی موت سے پہلے کی بات ہے۔"

چارلی نے کہا۔ مگر کہتے ہی اسے ندامت ہونے لگی۔ ایسی بات تو اسے نہیں کرنی چاہئے تھی۔

بیکی نے دوبارہ سر جھکا لیا۔

"یہ بتاؤ......! ہم پارٹنر بن رہے ہیں یا نہیں......؟"

"سکسٹی فورٹی......!"

وہ کافی دیر تک ہچکچاتی رہی۔ پھر اچانک اس نے اپنا ہاتھ چارلی کی طرف بڑھایا۔ چارلی اپنی کرسی سے اُٹھا اور اس نے بڑی گرم جوشی سے اس سے ہاتھ ملایا۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ اس کی زندگی کا پہلا کاروباری معاہدہ طے پا گیا ہے۔

☆☆☆

ڈان سالمن کی تدفین کے بعد چارلی نے یہ سوچ کر ڈیلی کرونیکل پڑھنے کی کوشش کی کہ شاید اسے سیکنڈ بٹالین، رائل فیوزیلیرز اور اپنے پاپا کے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے۔ اسے صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ سیکنڈ بٹالین فرانس میں کہیں برسرِ پیکار ہے۔ لیکن کسی مقام پر...... ؟ یہ اسے نہیں پتا چلا۔

پھر چارلی نے اخبار کے اشتہارات میں دلچسپی لینا شروع کر دی۔ اسے یقین نہیں آتا تھا کہ ویسٹ اینڈ کے متمول لوگ ان چیزوں کو نہایت مہنگے داموں خریدنے میں دلچسپی رکھتے ہیں، جن کو وہ غیر ضروری اشیائے تعیشات قرار دیتا ہے۔ تاہم چارلی امریکہ سے درآمد شدہ نئے ڈرنک کوکا کولا میں دلچسپی لئے بغیر نہ رہ سکا، جس کی ایک بوتل ایک پینی میں ملتی تھی۔ اس کے علاوہ جلٹ کا نیا

سیفٹی ریزر بھی اسے بہت اچھا لگا تھا۔حالانکہ ابھی اس نے شیو کرنا بھی شروع نہیں کیا تھا۔اس کے ہولڈر کی قیمت چھ پینس اور چھ بلیڈوں کی قیمت دو پینس تھی۔لیکن اسے یقین تھا کہ پاپا جو استر سے شیو کرنے کے عادی تھے، اس سیفٹی ریزر کو یقیناً ناپسند کریں گے۔

ان اشتہارات سے چارلی کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی تھی کہ کاروباری دُنیا کس رُخ پر چل رہی ہے، اور دُنیا میں کیا کچھ فروخت ہو رہا ہے۔اس کی دلچسپی اتنی بڑھی کہ اتوار کی ایک صبح وہ ٹرام میں بیٹھ کر ویسٹ اینڈ چلا گیا۔تاکہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھے۔وہاں سے پہلے تو وہ بگھی میں بیٹھ کر چیلسی گیا، پھر پیدل مے فیئر تک واپس آیا۔اس دوران وہ دُکانوں کے شوکیسوں میں سجی اشیاء کو بہت غور سے دیکھتا رہا۔اس نے وہاں لوگوں کے لباس کو بھی غور سے دیکھا۔اس نے وہاں گاڑیاں دیکھیں، جو گوبر گرا کر سڑک کو گندا نہیں کرتی تھیں، البتہ دُھواں ضرور چھوڑتی تھیں۔چند گھنٹے کی سیر کے بعد وہ یہ سوچنے لگا کہ چیلسی میں دُکان کرائے پر لی جائے تو کتنے میں پڑے گی۔

اکتوبر 1917ء کے پہلے اتوار کو وہ سیلی کو اپنے ساتھ ویسٹ اینڈ لے گیا۔اس نے اس سے کہا تھا کہ وہ اسے سیر کرانے کے لئے لے جا رہا ہے۔وہاں وہ دُکانوں کا جائزہ لیتے پھرے۔چارلی جب بھی کوئی نئی چیز دیکھتا تو اس کا ہیجان دیدنی ہوتا۔مردانہ لباس، ہیٹ، شوز، زنانہ ملبوسات، پرفیومز، زیر جامے...... حد یہ کہ کیک اور پیسٹریاں دیکھ کر بھی وہ خوش ہوتا رہا۔

''خدا کے لئے......! وائٹ چیپل واپس چلو، جو ہماری اوقات ہے۔''

سیلی نے اُکتا کر کہا۔

''یہاں تو اجنبیت کا احساس مجھے پاگل کئے دے رہا ہے۔''

''تم سمجھ نہیں رہی ہو۔ایک دن یہاں میری بھی دُکان ہوگی۔''

''بے وقوفی کی بات مت کرو......! ڈان سالمن کی بھی یہاں کے خواب دیکھنے کی جرأت نہیں ہوسکتی تھی۔''

اس بار چارلی نے جواب دینے کی بھی زحمت نہیں کی۔

☆☆☆

بیکی کا اندازہ درست تھا۔بیکری کے کام کو سمجھنے میں چارلی کو زیادہ دیر نہیں لگی۔ایک ماہ کے اندر اندر وہ بیکنگ کے تکنیکی معاملات کو اس حد تک سمجھنے لگا کہ جتنا دونوں کاریگر سمجھتے تھے اور گاہکوں کا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔اس کے ٹھیلے کے گاہک ہی بیکری کے گاہک بھی تھے۔چنانچہ پہلی سہ ماہی کے دوران دونوں جگہ کی بیکری میں بہت معمولی سی کمی ہوئی۔

بیکی نے بھی اپنا وعدہ پوری طرح نبھایا۔وہ نہ صرف بیکری کا اکاؤنٹ سنبھالتی تھی، بلکہ اس نے چارلی کے ٹھیلے کے لئے بھی حساب کے رجسٹر خرید لئے تھے اور وہ وہاں کا حساب بھی رکھ رہی تھی۔پہلی سہ ماہی کے اختتام پر انہیں چار پاؤنڈ گیارہ شلنگ کا منافع ہوا۔جبکہ بیکری میں نیا اوون لگایا گیا تھا۔زندگی میں پہلی بار چارلی نے سیکنڈ ہینڈ سوٹ خریدا۔

سیلی اب بھی کمرشل اسٹریٹ کے اس کیفے میں کام کر رہی تھی۔چارلی جانتا تھا کہ اب جلد ہی وہ شادی کر لے گی۔اس کا کہنا یہ تھا کہ چاہے وہ کیسا ہی ہو، بس مجھے رہنے کے لئے ایک گھر دے سکے۔

گریس ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو اسے خط لکھتی تھی۔چاروں طرف سے موت کے مناظر دیکھنے والی وہ لڑکی نہ جانے کیسے ایسے اُمید بھرے خط لکھ لیتی تھی۔فادر اومیلی عبادت کے لئے آنے والوں سے ہمیشہ یہی کہتا کہ گریس بالکل اپنی ماں کی طرح ہے۔

کٹی کا اب بھی وہی حال تھا۔ نہ اس کا آنے کا کوئی وقت مقرر تھا نہ جانے کا۔ وہ نہ صرف دونوں بہنوں سے، بلکہ چارلی سے بھی پیسے کھینچتی رہتی تھی۔ وہ اُدھار لیتی اور کبھی واپس نہ کرتی۔ فادر اومیلی عبادت کے لئے آنے والوں سے کہتا کہ کٹی بالکل اپنے باپ پر پڑی ہے۔

☆☆☆

پیر کی اس سہ پہر چارلی مسز اسمیلے کے آرڈر کا مال پہنچانے گیا تو اس سے پوچھا۔

''آپ میری سپلائی سے تو مطمئن ہیں نا......؟''

''تمہاری لائی ہوئی سب چیزیں بہت عمدہ ہوتی ہیں...... تمہارے اس نئے سوٹ کی طرح۔''

چارلی شرما گیا۔ اس نے احتراماً اُنگلیوں سے اپنی ٹوپی کو چھوا اور ظاہر کیا کہ جیسے اس نے مسز اسمیلے کی پوری بات سنی ہی نہیں ہے۔ بھاگم بھاگ وہ بیکری کی طرف چلا آیا۔

دوسری سہ ماہی میں دونوں جگہ منافع اور بڑھ گیا۔

''میں قصائی کی دُکان خریدنا چاہ رہا ہوں۔''

چارلی نے بیکی سے کہا۔

''پتا ہے، اس کا بیٹا محاذِ جنگ پر مارا گیا۔ اس لئے وہ بہت دل برداشتہ ہے۔''

''میرا مشورہ ہے کہ اندھا دُھند کھائی میں چھلانگ مت لگاؤ۔ پہلے یہ معلوم کرو کہ وہاں منافع کا مارجن کیا ہے......؟ اور ان کے کام کرنے والے کیا کیا چکر چلا رہے ہیں......؟''

بیکی نے کہا۔

وہ اس وقت بیکری سے ملحق عقبی کمرے میں حساب کتاب کے رجسٹر پھیلائے بیٹھی تھی۔

''کیونکہ ایک بات طے ہے چارلی ٹرمپر......! تمہارا بورڈ...... چارلی ٹرمپر...... ایمان دار تاجر...... قائم کردہ 1823ء...... اب بھی مجھے اپیل کرتا ہے اور تمہارا ممکنہ طور پر نیا بورڈ...... چارلی ٹرمپر...... احمق تاجر...... 1917ء میں دیوالیہ ہوگیا...... مجھے بھی پسند نہیں آئے گا۔''

اس کے بعد وہ پھر لمبا چوڑا حساب کرنے لگی۔ پھر اچانک اس نے سر اُٹھا کر کہا۔

''یہ تمہارا نیا سوٹ بہت اچھا ہے......!''

جواب میں چارلی کہنے ہی والا تھا کہ تم نے بھی اچھا خاصا فاضل گوشت چھانٹ دیا ہے۔ مگر اسی لمحے بیکی نے ہاتھ بڑھا کر ایک کریم بن اُٹھا لیا۔

چند منٹ بعد اس نے بیلنس شیٹ چیک کی اور نیچے بڑے بڑے ہندسوں میں منافع تحریر کیا...... آٹھ پاؤنڈ چودہ شلنگ۔

''منافع کی یہی رفتار رہی تو چالیس کی عمر تک پہنچتے پہنچتے میں لکھ پتی بن جاؤں گا۔''

چارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چالی ی ی ی س......''

بیکی نے چالیس کو بہت لمبا کھینچتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے، تم جلد بازی کے قائل نہیں ہو چارلی ٹرمپر......!''

''کیا مطلب ہے تمہارا......؟''

’’میں سوچ رہی تھی کہ اس سے بہت پہلے ہمیں لکھ پتی بن جانا چاہئے۔‘‘

چارلی بہت زور سے ہنسا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ بیکی سنجیدہ ہے یا مذاق کر رہی ہے۔

بیکی کو جب یقین ہوگیا کہ روشنائی خشک ہو چکی ہے تو اس نے رجسٹر بند کیا اور اسے صندوقچے میں رکھ دیا۔ چارلی دُکان بند کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ دونوں باہر آئے۔ چارلی نے تالا چیک کیا اور بیکی کو شب بخیر کہہ کر گھر کی طرف چل دیا۔ وہ ایک مقبول دُھن پر سیٹی بجا رہا تھا...... بجا کیا رہا تھا...... اس دُھن کا بیڑہ غرق کر رہا تھا۔ اس کا دھیان کہیں اور تھا۔

’’کیا واقعی...... میں چالیس سال کا ہونے تک لکھ پتی بن سکتا ہوں......؟ کیا بیکی میرا مذاق اُڑا رہی تھی......؟‘‘

اس نے سوچا۔

برٹ شروک کے گھر کے پاس پہنچ کر وہ اچانک رُک گیا۔ نمبر 112 کے داخلی دروازے کے سامنے فادر اومیلی اپنا سیاہ چوغہ پہنے، سر پر سیاہ ہیٹ رکھے، ہاتھ میں سیاہ بائبل تھامے کھڑا تھا۔

☆☆☆

چارلی ایڈن برگ جانے والی ٹرین کے ڈبے میں بیٹھا اپنے پچھلے چار دن کے اقدامات پر غور کر رہا تھا۔ بیکی نے اس کے فیصلے کو حماقت آمیز بہادری قرار دیا تھا۔ سیلی نے اس تجربے میں سے بہادری کو خارج کر کے صرف حماقت قرار دیا تھا۔ مسز اسمیلے کا کہنا تھا کہ اسے اس وقت تک نہیں جانا چاہئے، جب تک اس کا بلاوا نہیں آتا۔ جبکہ گریس جو آپ بھی محاذِ جنگ پر زخمیوں کی

مرہم پٹی کر رہی تھی، اس کے اقدام سے بے خبر تھی۔ جہاں تک کٹی کا تعلق ہے، وہ اُداس ہوگئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ اب وہ کس کے سہارے زندہ رہے گی۔ اس کا گزارہ کیسے ہوگا......؟

ایک لیفٹیننٹ کی طرف سے موصول ہونے والے خط میں اطلاع دی گئی تھی کہ پرائیویٹ جارج ٹرمپر 2 نومبر 1917ء کو ہاش ڈیل کے مقام پر لڑتے ہوئے مارا گیا۔ وہ ایک بہادر کی موت تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پولی گن وڈ کے مورچے پر دُشمنوں پر حملہ کیا تھا۔ اس روز دس میل چوڑے محاذ پر ایک ہزار سے زیادہ فوجی ہلاک ہوئے تھے۔ اس کا ثبوت یہ تھا کہ وہ خط بے حد مختصر تھا۔

چارلی اس رات سو نہیں سکا۔ اس صبح فوجی بھرتی کے دفتر میں پیش ہونے والا وہ پہلا آدمی تھا۔ دیوار پر بڑا پوسٹر لگا تھا، جس میں اٹھارہ سال سے 40 سال تک کے مردوں سے فوج میں بھرتی ہونے کی اپیل کی گئی تھی۔

چارلی ابھی اٹھارہ کا نہیں ہوا تھا، اور دل میں دُعا کر رہا تھا کہ اسے روک نہ دیا جائے۔

’’تمہارا نام......؟‘‘

ریکروٹنگ سارجنٹ نے چیخ کر پوچھا۔

چارلی نے سینہ پھلا کر بالکل اسی کے سے انداز میں جواب دیا۔

’’ٹرمپر......!‘‘

’’تاریخ پیدائش......؟‘‘

پوچھنے والے کے بازو پر تین سفید پٹیاں تھیں۔

’’20 جنوری 1899ء۔‘‘

چارلی نے ہچکچائے بغیر کہا۔ لیکن اپنے جھوٹ بولنے کے خیال سے

اس کے رُخسار تمتما اُٹھے۔

ریکروٹنگ سارجنٹ نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا اور آنکھ ماری۔ پھر کاغذ پر کوائف لکھنے لگا۔

''اپنی ٹوپی اُتار دو لڑکے......! اور میڈیکل آفیسر کو رپورٹ کرو۔''

ایک نرس اسے چھوٹے سے کابک نما کیبن میں لے گئی۔ وہاں ایک بوڑھا شخص سفید لمبا کوٹ پہنے بیٹھا تھا۔ اس نے چارلی کے کندھے، سینے اور کمر کی پیائش کی اور معمول کے الفاظ بولے۔

''سینہ باہر...... کولہے اندر...... زُبان نکالو...... گہری گہری سانسیں لیں......!''

اور اس دوران وہ ربڑ کے ہتھوڑے سے جیسے اس کے جسم کے مختلف حصوں میں خیالی کیلیں ٹھونکتا رہا۔ اس روز پہلی بار چارلی کو کسی کے سامنے بے لباس ہونا پڑا۔ بہرحال تھوڑی دیر بعد اسے خوش خبری سنائی گئی کہ وہ کسی متعدی بیماری میں مبتلا نہیں ہے۔ چارلی نہیں جانتا تھا کہ متعدی بیماری ہوتی کیا ہے......؟

پھر اس کی وردی کے لئے ناپ لیا جانے لگا۔

''قد پانچ فٹ سونو انچ......!''

''اور ابھی مزید بڑھنا ہے۔''

چارلی نے دل میں کہا۔

ڈاکٹر نے ایک فارم اس کی طرف بڑھایا۔

''جاؤ......! سارجنٹ کو رپورٹ کرو۔''

اس بار سارجنٹ تک پہنچنے کے لئے چارلی کو قطار میں لگنا پڑا۔ باری آنے پر سارجنٹ نے کہا۔

''یہاں پر دستخط کر دو لڑکے......! پھر ہم تمہارے لئے ٹریول وارنٹ بنا دیں گے۔''

چارلی نے دستخط کر دیئے۔ اس دوران اس نے دیکھا کہ سارجنٹ کا ہاتھ انگوٹھے سے محروم ہے۔

''آرٹلری کمپنی یا رائل فیوزیلیرز......؟''

سارجنٹ نے پوچھا۔

''رائل فیوزیلیرز......! میرے پاپا بھی اس میں تھے۔''

''تو ٹھیک ہے......!''

سارجنٹ نے سوچے سمجھے بغیر کہا اور ایک اور خانہ بھر دیا۔

''مجھے یونیفارم کب ملے گی......؟''

''پہلے تمہیں ایڈن برگ جانا ہے۔ اس سے پہلے کل صبح آٹھ بجے کنگ کراس پر رپورٹ کرو۔''

چارلی 112، وائٹ چیپل روڈ واپس آگیا۔ وہاں اس نے ایک اور بے خواب رات گزاری۔ وہ گریس اور سیلی کے بارے میں سوچتا رہا۔ وہ سوچتا کہ کٹی اور سیلی کا ان کے بغیر کیسے گزارہ ہوگا......؟ پھر وہ ربیکا سالمن اور اس کے اور اپنے معاہدے کے بارے میں سوچنے لگا۔ لیکن آخر میں ہر بار اس کے خیالات کی رو محاذِ جنگ پر مرنے والے اپنے باپ کی طرف مڑ جاتی۔ وہ تصور میں اس کی بے نام ونشان قبر دیکھتا اور عہد کرتا کہ اپنے سامنے آنے والے ہر جرمن سے وہ اس کا انتقام لے گا۔ یہ سب کچھ سوچتے سوچتے صبح ہوگئی، اور نرم اُجالا کھڑکیوں سے اس کے کمرے میں چلا آیا۔

چارلی نے اپنا نیا سوٹ پہنا، جس کی مسز اسمیلے اور بیکی دونوں نے تعریف کی تھی۔ گلے میں پاپا کی ٹائی باندھی، سر پر ٹوپی لگائی اور جوتے پہن کر

آئینے کے سامنے کھڑا ہوگیا۔

''میں جرمنوں سے لڑنے کے لئے جا رہا ہوں...... شادی کرنے نہیں۔''

اس نے بلند آواز میں خودکلامی کی۔ فادر اومیلی کے مشورے سے بیکی کے لئے رقعہ وہ پہلے ہی لکھ چکا تھا۔

''تم اپنی دُکان اور میرے دونوں ٹھیلے بیچ دینا۔ میرے حصے کی رقم سنبھال کر رکھنا۔ جب میں واپس آؤں تو مجھے دے دینا......!''

اب کرسمس گھر پر منانے کی بات کوئی بھی نہیں کرتا تھا۔

''اور اگر تم واپس نہیں آئے تو......؟''

فادر اومیلی نے پوچھا تھا۔

''تو میرا سب کچھ میری تین بہنوں میں بانٹ دینا...... برابر برابر......!''

فادر نے اس کی یہ وصیت لکھ لی اور اس پر اس کے دستخط کرا لئے۔ وہ چوبیس گھنٹوں کے دوران دوبارہ دستخط کر چکا تھا۔

سیلی اور کٹی نے دروازے سے اسے رُخصت کیا۔ وہ تو اس کے ساتھ اسٹیشن تک جانا چاہتی تھیں۔ لیکن اس نے منع کر دیا۔ انہوں نے آنسو بہاتے ہوئے اسے پیار کیا۔ کٹی تو اس کا ہاتھ چھوڑ ہی نہیں رہی تھی۔ بڑی مشکل سے اس نے ہاتھ چھڑایا اور پارسل اُٹھا لیا، جس میں اس کی چند ایک چیزیں تھیں۔ اس کی اس وقت تک کی متاعِ حیات......!

وہ اکیلا ہی مارکیٹ کی طرف چل دیا۔ آخری بار وہ بیکری میں داخل ہوا تو دونوں ملازموں نے حلفاً اسے یقین دلایا کہ وہ واپس آئے گا تو دُکان اسے جوں کی توں ملے گی۔ بیکری سے نکلا تو اسے اپنے سے ایک سال چھوٹا

ایک لڑکا ٹھیلے پر ڈرائی فروٹ بیچتا نظر آیا۔ وہ کنگ کراس کی طرف چل دیا۔ اس کے بعد اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔

وقت سے آدھا گھنٹہ پہلے وہ اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ وہاں وہ سارجنٹ موجود تھا، جس نے اسے بھرتی کیا تھا۔

''اوکے ٹرمپر......! چائے کی ایک پیالی لو اور پلیٹ فارم نمبر 3 کا رُخ کرو۔''

چارلی کے لئے وہ بالکل نئی بات تھی۔ یہ کہ اسے حکم دیا جائے اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ تعمیل کرے۔ دادا کے انتقال کے بعد سے تو ایسا ہوا ہی نہیں تھا۔

پلیٹ فارم نمبر 3 پر بہت ہجوم تھا۔ وہاں لوگ فوجی لباس میں بھی تھے اور عام شہری لباس میں بھی۔ کچھ زور زور سے باتیں کر رہے تھے اور کچھ چپ چاپ اور تنہا کھڑے تھے۔ ہر شخص اپنے اپنے احساسِ عدم تحفظ کے زیر اثر تھا۔

دیئے گئے وقت کے تین گھنٹے بعد، یعنی گیارہ بجے بالآخر انہیں ٹرین پر سوار ہونے کی اجازت دی گئی۔ چارلی نے ایک اندھیرے ڈبے میں کارنر کی ایک سیٹ سنبھالی اور کھڑکی سے گزرتے مناظر کو دیکھنے لگا۔ انگلینڈ کے مضافاتی علاقے کو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ اسی وقت کاریڈور میں کوئی ماؤتھ آرگن بجانے لگا۔ لیکن نہ جانے کیوں اس روز کوئی دُھن بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی......؟

وہ شہر کے مختلف اسٹیشنوں سے گزرے، جن کے اس نے کبھی نام بھی نہیں سنے تھے۔ پیٹر بورو، گرینتھم، نیوارک۔ ہر اسٹیشن پر لوگ اپنے ہیروز کو دیکھ کر جوش و خروش سے ہاتھ ہلا رہے تھے۔ ڈرہم میں گاڑی رُکی۔ ایندھن کے لئے مزید کوئلہ اور پانی لیا گیا۔ ریکروٹنگ سارجنٹ نے ان لوگوں سے کہا کہ وہ باہر نکل کر چہل قدمی کر لیں۔ یوں ہاتھ پیر کھل جائیں گے۔ وہاں چائے کی

ایک اور پیالی نصیب ہوئی، اور سارجنٹ نے کہا کہ اگر قسمت نے یاوری کی تو شاید کھانے کے لئے بھی کچھ نہ کچھ مل ہی جائے گا۔

تھوڑی دیر بعد چارلی ایک باسی بن چباتے ہوئے، پلیٹ فارم پر ٹہل رہا تھا۔ بینڈ پر جوشیلے قومی نغموں کی دُھنیں بجائی جا رہی تھیں۔ وہاں تو ملک پوری طرح حالِ جنگ میں دکھائی دے رہا تھا۔ ٹرین دوبارہ اسٹارٹ ہوئی تو دُور تک خواتین کے رومال الوداعی انداز میں لہراتے نظر آئے۔ یہ وہ خواتین تھیں، جنہیں اب پوری زندگی تجرد میں گزارنی تھی۔

ٹرین شمال کی طرف آگے ہی آگے بڑھتی گئی...... دُشمن سے دُور...... دُور تر۔ بالآخر وہ ایڈن برگ کے ویورلے اسٹیشن پر رُکی۔ وہ لوگ گاڑی سے اُترے تو باہر ایک کیپٹن، تین نان کمیشنڈ آفیسرز اور تقریباً ایک ہزار خواتین ان کے خیر مقدم کے لئے موجود تھیں۔

''سنبھالو سارجنٹ میجر......!''

کسی نے کہا۔

ایک فوجی، جس کا قد ساڑھے چھ فٹ سے کم نہیں تھا، آگے بڑھا۔ اس کے بے حد چوڑے سینے میں کئی میڈل سجے تھے۔

''قطار بناؤ......!''

اس نے چیخ کر کہا۔

اس نے بڑی تیزی سے ٹرین سے اُترنے والوں کو چار چار کے گروپ میں کھڑا کیا۔ یہ تو چارلی کو بعد میں پتا چلا کہ جسے وہ تیز رفتاری سمجھ رہا ہے، سارجنٹ میجر کے معیار کے مطابق وہ سست رفتاری تھی۔ بہرحال چارلی نے سمجھ لیا کہ یہ ان لوگوں کو کسی افسر کے سامنے پیش کرنے کی تیاری ہے۔

''سب موجود ہیں سر......! اور سب ٹھیک ہے......!''

سارجنٹ میجر نے اس افسر کو سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔

اس آفیسر جیسا اسمارٹ اور خوش لباس آدمی چارلی نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اس کا قد چھ فٹ سے نکلتا ہوا تھا۔ مگر سارجنٹ میجر کے پہلو میں کھڑا وہ اتنا قد آور نہیں لگ رہا تھا، جتنا کہ تھا۔ اس کے یونیفارم کی کریز کو دیکھ کر چارلی و چاقو کی تیز دھار کا خیال آیا۔ لیکن اس آفیسر کا سینہ میڈل سے محروم تھا۔ وہ دستانے پہنے ہوئے تھا اور اس کے ہاتھ میں چھوٹی چرمی اسٹک تھی۔ وقتاً فوقتاً وہ اسے اپنی ٹانگ پر تھپتھپاتا۔ انداز ایسا تھا جیسے وہ گھڑسواری کر رہا ہے۔ اس کی براؤن بیلٹ اور چمڑے کے براؤن جوتوں کو دیکھ کر نہ جانے کیوں چارلی کو ربیکا سالمن یاد آ رہی تھی۔

''میرا نام کیپٹن ٹرینتھم ہے......!''

آفیسر نے آنے والے رنگروٹوں کو مطلع کیا۔ اس کا لہجہ مے فیئر کے لوگوں کا سا تھا۔

''میں بٹالین کا ایڈجوائنٹ ہوں......!''

اس نے مزید کہا۔

''ایڈن برگ میں تمہاری تربیت میری ذمہ داری ہے۔ پہلے تو ہم مارچ کرتے ہوئے بیرکس جائیں گے۔ وہاں تمہیں ضروری چیزیں فراہم کی جائیں گی، تاکہ تم لوگ آرام کر سکو۔ شام سات بجے تمہیں ہلکا پھلکا کھانا ملے گا۔ رات نو بجے روشنیاں گل کر دی جائیں گی۔ صبح پانچ بجے تم اُٹھ کر ناشتہ کرو گے۔ چھ بجے تمہاری بنیادی ٹریننگ کا آغاز ہوگا۔ آئندہ بارہ ہفتوں کے دوران یہی تمہارا معمول ہوگا۔ اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس عرصے میں تمہیں یہ اندازہ اچھی طرح ہو جائے گا کہ جہنم کسے کہتے ہیں......؟''

یہ کہتے ہوئے اس کے انداز میں عجیب وحشیانہ سی خوشی تھی۔

''اس عرصے میں سارجنٹ میجر فلپوٹ یونٹ کا سینئر وارنٹ آفیسر انچارج ہوگا۔ سارجنٹ میجر سومے کے محاذ پر لڑ چکا ہے، اور اسے میڈل بھی ملا ہے۔ اس لئے یہ اس بات سے واقف ہے کہ فرانس میں دُشمن کا سامنا کرتے وقت تمہیں کیا کچھ بھگتنا ہوگا......؟ اس کے کہے ہوئے ہر لفظ کو بہت غور سے سننا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہی بات تمہیں موت سے بچانے کا سبب بنے۔ اوکے سارجنٹ میجر......! ناؤ کیری آن......!''

''شکریہ سر......!''

ساجنٹ میجر نے ایڑھیاں بجاتے ہوئے چیخ کر کہا۔

تمام رنگروٹ اسے رشک سے دیکھ رہے تھے۔ یہ وہ آدمی تھا، جو محاذِ جنگ پر لڑا تھا، اور وہاں کی کہانیاں سنانے کے لئے زندہ بھی تھا۔ ویسے بھی آدمی سے زیادہ وہ جن معلوم ہوتا تھا۔

''آؤ میرے ساتھ......!''

سارجنٹ میجر نے کہا۔

سب لوگ اپنا اپنا سامان اُٹھا کر اس کے پیچھے چل دیئے۔ کسی کے پاس پرانا سوٹ کیس تھا تو کسی کے پاس براؤن کاغذ کا پارسل۔ سارجنٹ میجر کا ساتھ دینے کے لئے ان لوگوں کو تقریباً دوڑنا پڑ رہا تھا۔ ان کے انداز میں ذرا بھی ڈسپلن نہیں تھا۔ اس کے باوجود سڑکوں پر چلنے والے راہ گیر ان کے لئے تالیاں بجا رہے تھے۔ چارلی نے کن انکھیوں سے دیکھا۔ ان میں بعض لوگ معذور بھی تھے۔ اسے یقین تھا کہ وہ معذوری جنگ ہی کی مرہونِ منت ہے۔

کوئی بیس منٹ بعد وہ ایک پہاڑی پر پہنچے۔ اتنی اونچی پہاڑی چارلی نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اوپر چڑھتے چڑھتے ان کی سانس پھول گئی۔ بالآخر وہ ایڈن برگ کیسل کی بیرکس میں داخل ہوگئے۔

اس شام چارلی نے منہ بند رکھا۔ وہ بھانت بھانت کی بولیاں سن رہا تھا اور طرح طرح کے لہجوں سے واقف ہو رہا تھا۔ کھانے میں انہیں مٹر کا سوپ دیا گیا۔ ڈیوٹی کارپورل کا کہنا تھا کہ وہ فی کس ایک مٹر کے دانے کا سوپ ہے۔ اس کے علاوہ بلی بیٹ تھا۔ چارلی کو لگ رہا تھا کہ ہر ایک منٹ میں اس کے ذخیرہ الفاظ میں کم از کم دو الفاظ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

ان کے لئے عارضی طور پر بڑے جمنازیم میں چار سو بیڈ ڈال دیئے گئے تھے۔ ہر بیڈ بمشکل دو فٹ چوڑا تھا اور ہر دو بیڈ کے درمیان مشکل سے ایک فٹ کا فاصلہ تھا۔ پتلے سے ایک گدے پر چادر بچھی تھی اور ایک تکیہ اور ایک کمبل رکھا تھا۔

وہ پہلا موقع تھا کہ چارلی نے سوچا۔ اس کے مقابلے میں 112، وائٹ چیپل روڈ کو پرتعیش رہائش گاہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ وہ تھکا ہارا اس بستر پر گرا اور فوراً ہی سو گیا۔ لیکن اگلی صبح ساڑھے چار بجے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسے فوراً ہی یاد آ گیا کہ آج اسے خریداری کے لئے منڈی نہیں جانا ہے۔

پانچ بجے بگ ل بجا تو اس کے ساتھ اُٹھنے لگے۔ چارلی پہلے ہی ہاتھ منہ دھو کر تیار ہو چکا تھا۔ بازو پر دو فیتوں والا ایک فوجی اندر آیا اور دروازہ بند کر کے چلانے لگا۔

''اُٹھو......فوراً اُٹھ جاؤ......!''

کسی بیڈ پر کسی کو سوتے دیکھا تو اس نے بیڈ کو ٹھوکر ماری۔

باہر واش بیسنوں پر رنگروٹ قطار لگائے کھڑے تھے۔ واش بیسن نصف کے قریب یخ بستہ پانی سے بھرے تھے۔ تین آدمی منہ دھو کر ہٹتے تو پانی تبدیل کیا جاتا۔ کچھ لوگ ہال کے عقبی حصے میں بنے لیٹرین کی طرف چلے گئے تھے۔ وہاں ایسی بدبو تھی کہ چارلی کو موسم گرما میں وائٹ چیپل روڈ کے کچرا گھر

کا خیال آ گیا تھا۔

ناشتے میں انہیں تھوڑا سا دلیہ، آدھی پیالی دودھ اور ایک سوکھا بسکٹ ملا۔ لیکن کسی نے کوئی شکایت نہیں کی۔ ہال کی چہکتی آوازیں جرمن سن لیتے تو جان جاتے کہ یہ نئے رنگروٹ اپنے دُشمن کے خلاف پوری طرح متحد ہیں۔

چھ بجے بستروں کا معائنہ ہوا کہ سب نے اپنے اپنے بستر سلیقے سے تہہ کر دیئے ہیں یا نہیں۔ پھر ان سب کو پریڈ گراؤنڈ لے جایا گیا۔ باہر اندھیرا بھی تھا اور سخت سردی بھی۔ زمین پر برف کی ہلکی سی تہہ تھی۔

ایک رنگروٹ نے کوکنی لہجے میں کہا۔

”اگر یہ اسکاٹ لینڈ ہے تو میں سالا ولدیزی ہوں۔“

وائٹ چیپل روڈ سے رُخصت ہونے کے بعد وہ پہلا موقع تھا کہ چارلی ہنسا۔ پھر وہ اس لڑکے کی طرف بڑھا، جس نے یہ بات کہی تھی۔ وہ لڑکا قد میں اس سے کافی چھوٹا تھا۔

”تم کہاں کے ہو......؟“

چارلی نے اس سے پوچھا۔

”پوپلر سے...... اور تم......؟“

”وائٹ چیپل......!“

”تب تو تم سالے غیر ملکی ہو۔“

چارلی نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ پانچ فٹ تین انچ سے کسی طرح زیادہ نہیں ہوگا۔ اسے دیکھ کر لگتا تھا کہ ہڈیوں پر کھال منڈھ دی گئی ہے۔ اس کے سیاہ گھونگریالے بال تھے۔ اس کی آنکھیں بے حد چمکیلی تھیں اور ان کو قرار نہیں تھا۔ وہ ہر وقت حرکت کرتی رہتی تھیں۔ ایسا لگتا تھا کہ ہر وقت کسی پریشانی کی جستجو کرتی ہیں۔ وہ دُبلا پتلا تھا۔ مگر اس کے کندھے ایسے تھے، جیسے ہینگر، جس

پر کوٹ ٹانگا جاتا ہے۔

”میرا نام چارلی ٹرمپر ہے......!“

”میں ٹامی پریسکوٹ ہوں۔“

اس نے ہاتھ بڑھایا۔ چارلی نے گرم جوشی سے اس سے ہاتھ ملایا۔

”چلو...... قطار لگاؤ......!“

اچانک سارجنٹ میجر کی گرج دار آواز اُبھری۔ تمہیں تین قطاریں بنانی ہیں۔ رائٹ پر وہ جو سب سے لمبے ہیں، اور لیفٹ پر وہ جن کے قد سب سے چھوٹے ہیں، چلو شاباش......!“

تمام رنگروٹ قطار بنانے میں لگ گئے۔

اگلے دو گھنٹے تک وہ لوگ سارجنٹ میجر کی ہدایات پر عمل کرتے رہے۔ سارجنٹ میجر کا کہنا تھا کہ وہ ڈرل کرا رہا ہے۔ برف باری ہو رہی تھی، مگر ان میں سے کسی کو اپنے جسم سے برف جھاڑنے کی اجازت بھی نہیں تھی۔

پھر انہیں چار چار کی ٹکڑیوں میں بانٹ دیا گیا۔ سارجنٹ اسے پلاٹون کہتا تھا۔ وہ بازو جھلا کر کمر تک لاتے، سر اُونچے رکھتے اور انہیں ایک منٹ میں ایک سو بیس قدم چلنا ہوتا تھا۔

”زندہ نظر آنے کی کوشش کرو۔“

سارجنٹ نے دہاڑ لگائی۔

”اور قدم سے قدم ملاؤ۔ کہیں نہ کہیں جرمن جوان بھی اسی طرح کی تیاری کر رہے ہیں، اور وہ تم پر گولیاں چلانے کے لئے بے تاب ہیں۔“

سارجنٹ میجر اسی طرح انہیں اُکساتا اور ڈرل کراتا رہا۔ اور برف باری ہوتی رہی۔

چارلی اگر وائٹ چیپل میں ہوتا تو صبح پانچ بجے سے شام سات بجے

تک ہنسی خوشی اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر کام کرتا پھرتا، اور سات بجے باکسنگ کے چند راؤنڈز بھی کھیلتا اور اگلے دن بھی بلا تردّد اس معمول پر عمل کرتا۔ لیکن یہاں کی فضاء اور تھی۔ پابندی احساس دلاتی تھی کہ وہ قید میں ہے۔ نو بجے سارجنٹ میجر نے انہیں دس منٹ کا وقفہ دیا تو وہ تھکن سے بے حال ہو چکا تھا۔ انہیں چاکلیٹ کا ایک کپ دیا گیا۔ چارلی نے سر اُٹھا کر دیکھا تو ٹامی پریسکوٹ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''سگریٹ......؟''

''نہیں شکریہ......! میں سگریٹ نہیں پیتا۔''

''تم کام کیا کرتے تھے......؟''

ٹامی نے سگریٹ جلاتے ہوئے پوچھا۔

''وائٹ چیپل روڈ کے کارنر پر میری بیکری ہے۔''

چارلی نے کہا۔

''اور اس کے علاوہ ایک......''

''یہ دوسری گھنٹی بھی بجا دو...... سالی پہلی گھنٹی کی آواز بھی مدھر تھی۔ یہ دوسری والی اور بھی سریلی ہوگی۔''

ٹامی نے مضحکہ اُڑانے والے انداز میں کہا۔

''اور اس کے بعد تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہارے ڈیڈی لندن شہر کے لارڈ میئر ہیں۔''

چارلی ہنسنے لگا۔

''نہیں......! یہ تو میں تمہیں نہیں بتاؤں گا۔''

''خیر......! تم کیا کرتے ہو......؟''

''میں شراب بنانے والی کمپنی میں کام کرتا ہوں۔ چسویل اسٹریٹ

پروھٹ بریڈ اینڈ کمپنی میں۔ میں شراب کے بیرل گاڑی پر لادتا ہوں اور ایسٹ اینڈ کے علاقے میں سپلائی کرتا ہوں۔ تنخواہ بہت کم ہے۔ لیکن پینے کا موقع خوب ملتا ہے۔ رات کو چھک کر پیئو اور بے خبر ہو جاؤ......!''

''تو تم نے آرمی کیوں جوائن کی......؟''

''یہ تو سالی بہت طویل کہانی ہے...... بہت طویل......!''

ٹامی نے آہ بھر کے کہا۔

''کہاں سے شروع......''

''چلو بھی......! پریڈ کے لئے اُٹھ جاؤ......!''

سارجنٹ میجر فلپوئے نے چیخ کر کہا۔

اس کے بعد اگلے دو گھنٹے وہ مارچ کرتے رہے۔ کہانی سنانا تو درکنار، ان کے پاس اپنی مرضی سے سانس لینے کی فرصت بھی نہیں تھی۔ وہ مارچ کرتے رہے۔ چارلی کو لگ رہا تھا کہ اب وہ رُکے تو اس کے پاؤں یقینا علیحدہ ہو کر گر جائیں گے۔

لنچ میں انہیں ڈبل روٹی اور پنیر دیا گیا۔ دونوں چیزیں ایسی تھیں کہ چارلی انہیں کبھی مسز اسمیلے کو فروخت کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ بہرحال بھوک ایسی تھی کہ ان کے ہاتھ نہیں رُک رہے تھے۔ اس دوران ٹامی چارلی کو اپنی کہانی سناتا رہا۔

''مجھے دو آفر کی گئی تھیں۔ مجھے دو سال قید بامشقت اور فوجی بھرتی میں سے ایک انتخاب کرنا تھا۔''

''مگر کیوں......؟''

''جب کبھی موقع ملتا تو میں شراب کا ایک آدھ بیرل اِدھر اُدھر کر دیتا تھا اور برسوں سے میں یہ کام کر رہا تھا۔ دو سال کی سزا تو کم ہی تھی میرے

لئے۔ اسی لئے مجھے کوئی شکایت بھی نہیں اور پھر مجھے تو تربیت ہی اس کی ملی ہے۔''

''کیا مطلب......؟''

چارلی نے پوچھا۔

''بات یہ ہے کہ میرے والد ماہرفن جیب کترے تھے اور انہیں یہ فن میرے دادا سے ورثے میں ملا تھا۔ جس وقت میں نے دو سال کی قید پر رائل فیوزیلیرز میں فوجی خدمات کو ترجیح دی تو کیپٹن ٹرینتھم کا چہرہ سیاہ پڑ گیا تھا۔ اس کا بس چلتا تو مجھے پھانسی پر لٹکا دیتا۔''

بیس منٹ بعد لنچ کا وقفہ ختم ہوگیا۔ سہ پہر کو انہیں یونیفارم کے لئے فٹنگ روم لے جایا گیا۔ چارلی عام جسامت اور قد کا تھا، اس لئے جلد نمٹ گیا۔ لیکن ٹامی کے لئے معاملہ دُشوار ثابت ہوا۔ اس کے لئے تو ہر کپڑا بوری ثابت ہو رہا تھا۔

چارلی نے اپنا سوٹ اُتار کر بیڈ کے نیچے رکھا اور اپنی نئی یونیفارم پہنی اور اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔

''یہ یقیناً کسی مرے ہوئے فوجی کے کپڑے ہیں۔''

ٹامی نے اس کا جائزہ لینے کے بعد تبصرہ کیا۔

''کیا مطلب......؟''

''محاذِ جنگ سے مرنے والوں کے وردیاں واپس بھیج دی جاتی ہیں۔ یہاں ان کی دُھلائی ہوتی ہے۔ پیوند لگائے جاتے ہیں۔''

ٹامی نے چارلی کے سینے پر دل کے مقام کی طرف اشارہ کیا، جہاں خاکی جیکٹ میں دو انچ کا پیوند لگا تھا۔

''ہوسکتا ہے، یہاں سے سنگین گھونپی گئی ہوں۔ اور ممکن ہے، یہ گولی کا

سوراخ رہا ہو۔''

پریڈ گراؤنڈ میں اب سردی ناقابل برداشت تھی۔ ہڈیوں میں گودا جما جا رہا تھا۔ مگر انہیں دو گھنٹے اور ڈرل کرنا پڑا۔ اس کے بعد شام کے کھانے کے بہانے خلاصی ملی۔

''اب باسی ڈبل روٹی اور بدبودار پنیر پھر بھگتنا ہوگا۔''

ٹامی نے سوگوار لہجے میں کہا۔ لیکن چارلی اتنا بھوکا تھا کہ اسے وہ نعمت عظمٰی لگ رہی تھی۔ اس نے روٹی کا آخری بھورہ تک صاف کر دیا۔

وہ دوسری رات تھی کہ چارلی بستر پر لیٹتے ہی سو گیا۔

ڈیوٹی کارپورل نے نو بجے گیس سے جلنے والے لیمپ بجھاتے ہوئے کہا۔

''اُمید ہے کہ شاہ اور وطن کی خدمت کرتے ہوئے یہ دن تم لوگوں کو اچھا لگا ہوگا، اور ہمیشہ یاد رہے گا۔''

''ہاں ہاں کارپ......! بہت بہت شکریہ......!''

کسی نے جل کر کہا۔

''گڈ......! اس لئے کہ ہم پہلے دن رنگروٹوں کے ساتھ ہمیشہ بہت زیادہ نرمی سے کام لیتے ہیں۔''

جواب میں رنگروٹ اتنے زور سے کراہے کہ وہ آواز شاید ایڈن برگ کے تمام لوگوں نے سنی ہوگی۔ کارپورل کے نکلتے ہی سب لوگ نروس انداز میں ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ لیکن چارلی بے خبر سو رہا تھا۔

چارلی اگلی صبح اُٹھا تو اس نے فوراً ہی بستر چھوڑ دیا۔ سب لوگوں کے اُٹھنے سے پہلے وہ ہاتھ منہ دھوکر، وردی پہن کر تیار ہو چکا تھا۔ بستر اس نے تہہ کر دیا تھا۔ جس وقت بگل بجا، اس وقت وہ بیٹھا اپنے کپڑے استری کر رہا

تھا۔

''اوہ......! تو تم صبح سویرے جاگنے والے پرندے ہو۔''

ٹامی نے اسے دیکھ کر کہا۔

''لیکن کیا فائدہ......؟ جبکہ ناشتے میں محض ایک کیڑا ہی ملے گا۔''

''ناشتے کی قطار میں جو سب سے آگے ہوگا، اس کو ملنے والا کیڑا کم از کم گرم تو ہوگا...... اور ویسے بھی......''

''بستر چھوڑ دو...... پاؤں فرش پر۔''

کارپول ہال میں داخل ہوتے ہی حلق کے بل چلّایا۔

پھر وہ اپنی چھڑی سے ہر بیڈ کی آہنی پٹی کو بجانے لگا۔

''خیر......تم تو جلدی اُٹھتے ہی ہوگے۔ تاکہ اپنے کاریگروں سے ٹھیک طور پر کام لے سکو۔''

''اے......! تم دونوں باتیں بند کرو اور ذرا پھرتی دکھاؤ......!''

کارپول نے آواز لگائی۔

''ورنہ تمہاری فٹیک لگے گی۔''

''میں تو پہلے ہی تیار ہو چکا ہوں کارپ......!''

چارلی نے کہا۔

''مجھے پلٹ کر جواب نہیں دیا کرو لڑکے......! اور مجھے کارپ کہہ کر مت پکارا کرو۔ ورنہ لیٹرین کی صفائی پر لگا دوں گا۔''

یہ دھمکی سن کر تو ٹامی نے بھی بستر چھوڑ دیا۔

اس صبح برف باری کا تو وہی حال تھا۔ البتہ ان کی مشقوں، گویا مشقت میں اور اضافہ ہوگیا۔ جس وقت وہ پریڈ گراؤنڈ میں پہنچے تو وہاں برف کی دو انچ کی تہہ پہلے ہی جم چکی تھی۔ دوپہر کے کھانے میں وہی ڈبل روٹی اور پنیر انہیں

ملا۔ سہ پہر کو کھیل اور تفریح کے وقفے میں انہیں جاگنگ کرائی گئی۔ پھر جمنازیم میں جسمانی جھٹکوں کی مشقیں کرائی گئیں، اس کے بعد باکسنگ کی تربیت کا سیشن ہوا۔

چارلی اب لائٹ مڈل ویٹ تھا اور رنگ میں اُترنے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ اس کے برعکس ٹامی نے کوشش کر کے کسی نے کسی طرح خود کو پٹنے سے بچا ہی لیا۔ لیکن ان دونوں کو کیپٹن ٹرینتھم کی رنگ کے ماہر موجودگی کا احساس رہا، جو اپنی چرمی چھڑی کو بار بار اپنی پنڈلیوں پر مار رہا تھا۔ انہیں احساس تھا کہ وہ ہر وقت ان پر نظر رکھتا ہے۔ تمام عرصے میں وہ صرف اس وقت مسکرایا، جب اس نے ایک جوان کو ناک آؤٹ ہوتے دیکھا اور ٹامی پر جب بھی اس کی نظر پڑی، اس کا منہ بن گیا تھا۔

اس رات روشنیاں گل ہونے سے پہلے ٹامی نے کارپورل سے کہا۔

''یہاں سے نجات کی بھی کوئی صورت ہے کارپ......! میرا مطلب ہے، اچھے طرزِ عمل کی وجہ سے تو قید میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔''

''ہفتے کی رات تم لوگوں کو باہر نکلنے کی اجازت ہے...... چھ بجے سے نو بجے تک۔''

کارپورل نے کہا۔

''اس دوران تم جو چاہو، کر سکتے ہو۔ لیکن بیرکس سے دو میل سے آگے نہیں جا سکتے۔ اس دوران تمہیں ایسے طرزِ عمل کا مظاہرہ کرنا ہوگا، جو رائل فیوزیلیر کے شایانِ شان ہو۔ اور نو بجنے میں ایک منٹ پر تمہیں گارڈز روم میں رپورٹ کرنا ہوگی...... سو ہر حالت میں...... اب سکون سے سو جاؤ ننھے بچے......!''

بالآخر جب ہفتے کی رات آئی تو سوجے ہوئے پاؤں اور دُکھتے ہوئے

ہاتھوں والے ان دو ٹوٹے پھوٹے سپاہیوں نے تین گھنٹے کی مہلت اور دو میل کے دائرے میں رہ کر شہر کو گھوم پھر کر دیکھا۔ ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے صرف پانچ شلنگ فی کس تھے۔ ایسے میں زیادہ وقت اس بحث میں گزرا کہ انہیں کسی بار میں داخل ہونے کی ہمت کرنی چاہئے۔

لیکن اس معاملے میں ٹامی بہرحال بہت تیز تھا۔ بیئر کے معاملے میں سودے بازی کا ہنر اسے خوب آتا تھا۔ پھر وہ چارلی کو چھوڑ کر باہر کے عقبی دروازے سے نکلا۔ اس کے پیچھے بار میں کام کرنے والی لڑکی بھی تھی۔ موٹی سی اس تیز طرار لڑکی کا نام روز تھا۔ دس منٹ بعد ٹامی واپس آ گیا۔

''کہاں چلے گئے تھے تم......؟ اور کیوں......؟''

چارلی نے اس سے پوچھا۔

''کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے......؟ ایڈیٹ......!''

''مگر تم تو صرف دس منٹ کے لئے گئے تھے۔''

''جس مقصد کے لئے میں گیا تھا، اس کے لئے دس منٹ بہت ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ وقت کی ضرورت صرف افسروں کو ہوتی ہے۔''

اگلے ہفتے کے دوران پہلی بار انہیں رائفل تھمائی گئی۔ انہیں سنگین استعمال کرنے کی مشق بھی کرائی گئی۔ اور نقشے کو سمجھنا بھی سکھایا گیا۔ چارلی کے لئے نقشہ پڑھنا آسان ثابت ہوا۔ جبکہ ٹامی رائفل کے معاملے میں تیز ثابت ہوا۔ صرف تیسرے سبق کے دوران اس کی تیزی اس کمال کو پہنچ گئی کہ وہ انسٹرکٹر سے بھی پہلے رائفل کو کھولنے پر قادر ہو گیا۔ وہ کم سے کم وقت میں اسے دوبارہ جوڑنے بھی لگا۔

دوسرے ہفتے میں بدھ کی صبح کیپٹن ٹرینتھم نے رائل فیوزیلیرز کے تاریخی پس منظر پر انہیں پہلا لیکچر دیا۔ چارلی یقیناً اس سے لطف اندوز ہوتا۔

لیکن کیپٹن ٹرینتھم کا طرزِ عمل ایسا تھا، جیسے وہ اپنے سوا، ان میں سے کسی کو بھی اس رجمنٹ کا اہل نہیں سمجھتا ہو۔ اس کے انداز میں ان سب کے لئے بہت زیادہ حقارت تھی۔

''ہم میں سے وہ لوگ جنہوں نے قدیم وابستگی اور خاندانی وابستگی کی وجہ سے رائل فیوزیلیر کا انتخاب کیا ہے، ان کے نزدیک اس رجمنٹ میں محض اس لئے عادی مجرموں کو بھرتی کرنا کہ ہم اس وقت حالت جنگ میں ہیں، ہرگز قابل قبول نہیں۔ اس سے رجمنٹ کی ساکھ خراب ضرور ہو گی؛ اور کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکلے گا۔''

یہ کہتے ہوئے اس نے خاص طور پر ٹامی کو گھورا تھا۔

''خود پرست بڑ بولا۔''

ٹامی نے اتنی بلند آواز میں کہا کہ کیپٹن کے سوا ہر شخص نے سن لیا۔

دبی دبی ہنسی کی آواز اُبھری۔ کیپٹن کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں۔

جمعرات کی شام کیپٹن ٹرینتھم جمنازیم میں آیا تو وردی کے بجائے کٹ میں تھا۔ تاہم اس کی سفید جرسی اور نیلا نیکر بھی وردی کی طرح بے داغ تھے۔ وہ جمنازیم کا معائنہ کرتا پھرا۔ لیکن پچھلی بار کی طرح اس روز بھی باکسنگ اس کی توجہ کا خصوصی مرکز تھا۔ وہ دوسرے جوان رنگ میں اُتارے جا رہے تھے۔ پہلے انہیں دفاع کے بارے میں سمجھایا جاتا اور پھر اٹیک کے بارے میں۔ جب بھی کوئی گھونسہ کسی کی ٹھوڑی یا جبڑے تک پہنچتا، انسٹرکٹر زور سے چلاتا۔

''دونوں ہاتھ اوپر لڑکے......!''

سب سے زیادہ یہی جملہ بولا جاتا تھا۔

چارلی اور ٹامی رنگ میں داخل ہوئے تو ٹامی نے چارلی کو قائل کر لیا تھا کہ وہ سنجیدگی سے مکہ بازی ہرگز نہیں کرے گا۔ چارلی ٹامی کے سینے پر ہلکے

ہلکے جیب مار رہا تھا۔ اس نے خیال رکھا تھا کہ ٹامی کو کوئی زوردار گھونسہ نہ مارا جائے۔

"اے...... ٹھیک سے ہاتھ چلاؤ......!"

کیپٹن ٹرینتھم چلایا۔

لیکن چارلی نے سنی اَن سنی کر دی۔

"اگر تم دونوں ٹھیک سے نہیں لڑو گے تو میں خود تم دونوں سے لڑوں گا...... باری باری......!"

"مجھے یقین ہے کہ یہ گھونسہ مار کر کسٹرڈ پڈنگ پر سے کریم جھاڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔"

ٹامی بڑبڑایا۔

مگر اس بار اس کی آواز کیپٹن تک پہنچ گئی تھی۔ کیپٹن اُچھل کر رنگ میں داخل ہوگیا۔ اگرچہ انسٹرکٹر اسے ناپسندیدگی سے دیکھ رہا تھا۔ اسے کیپٹن کی مداخلت پسند نہیں آئی تھی۔

"چلو...... ابھی دیکھ لیتے ہیں۔"

کیپٹن ٹرینتھم نے ٹامی کے طنز کے جواب میں کہا اور کوچ سے دستانے لے کر پہننے لگا۔

"میں ان دونوں سے تین تین راؤنڈ لڑوں گا۔"

انسٹرکٹر ہچکچاتے ہوئے اس کے دستانوں کے تسمے باندھنے لگا۔

جمنازیم میں موجود سب لوگ رنگ کی طرف چلے آئے۔

"پہلے تم آؤ......! کیا نام ہے تمہارا......؟"

کیپٹن نے ٹامی کی طرف اشارہ کیا۔

"پریسکوٹ سر......!"

ٹامی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ...... ہاں......! مجرم پریسکوٹ......؟"

پہلے ہی منٹ میں کیپٹن نے جیسے ٹامی کی مسکراہٹ نوچ کر پھینک دی۔ ٹامی اِدھر سے اُدھر تھرک کر خود کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوسرے راؤنڈ میں کیپٹن ٹرینتھم نے پنچ مارے۔ لیکن ایسے نہیں کہ ٹامی کی گرا دیں۔ تذلیل کے لئے اس نے تیسرے راؤنڈ کا انتخاب کیا تھا۔ تیسرے راؤنڈ پر اس نے اپر کٹ مارا، جسے ٹامی دیکھ تک نہیں سکا تھا۔ ٹامی اُچھل کر گرا اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہوگیا۔

جس دوران ٹامی کو رنگ سے لے جایا جا رہا تھا، چارلی دستانے پہن رہا تھا۔

"اب تمہاری باری ہے۔"

ٹرینتھم نے اس سے کہا۔

"نام کیا ہے تمہارا......؟"

"ٹرمپر جناب......!"

"تو چلو ٹرمپر......! جلدی سے یہ معاملہ نمٹا لیں۔"

کیپٹن نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

پہلے دو منٹ تک چارلی رسیوں کا استعمال کرتے ہوئے، کبھی جھکائی دے کر، کبھی خوطہ لگا کر صرف دفاع کرتا رہا۔ وائٹ چیپل کے بوائز کلب میں جو کچھ اس نے سیکھا تھا، اس سے وہ بھرپور استفادہ کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر کیپٹن قد اور وزن میں اس پر فوقیت نہ رکھتا ہوتا تو وہ اس کو اب تک گرا چکا ہوتا۔

مگر تیسرا منٹ شروع ہوا تو چارلی کو خود پر اعتماد ہونے لگا۔ اس نے

کیپٹن کے دو تین ہلکے ہلکے پنچ بھی ٹکا دیئے، جس پر تماشائیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ راؤنڈ ختم ہوا تو چارلی مطمئن تھا۔ اس کی کارکردگی بری نہیں تھی۔ گھنٹی کی آواز سن کر اس نے ہاتھ نیچے کر لئے اور اپنے کارنر کی طرف جانے کے لئے مڑا۔ مگر اگلے ہی لمحے کیپٹن کا زوردار پنچ اس کی ناک کی سائیڈ پر لگا۔ ہڈی ٹوٹنے کی آواز پورے جمنازیم میں سنائی دی، اور چارلی لڑکھڑاتا ہوا رسیوں سے جا ٹکا۔

جمنازیم میں سناٹا چھا گیا۔ کہیں کوئی آواز نہیں تھی۔ کیپٹن نے دستانے اُتارے اور چارلی کی طرف دیکھ کر نخوت بھرے لہجے میں بولا۔

’’رِنگ میں آدمی کو کبھی اپنے دفاع سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔‘‘

پھر وہ اُچھل کر رنگ سے نکل آیا۔

اس رات کو ٹامی نے بیڈ پر لیٹے ہوئے چارلی کو دیکھا تو معذرت طلب لہجے میں بولا۔

’’سوری دوست......! یہ سب میری وجہ سے ہوا۔ وہ سالا منحوس اذیت رساں آدمی ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ اگر جرمنوں نے اس کا کام تمام نہ کیا تو میں ضرور کروں گا۔‘‘

چارلی جیسے تیسے مسکرانے میں کامیاب ہو ہی گیا۔

ہفتے تک ان دونوں کی حالت خاصی بہتر ہوگئی۔ وہ الاؤنس کے پانچ شلنگ لینے کے لئے طویل قطار میں لگے۔ اس روز تین گھنٹے کی آزادی میں ان کے پانچ شلنگ آوارہ خوشبو کی طرح اُڑ رہے تھے۔ لیکن ٹامی اپنی ایک ایک پینی سے بھرپور استفادہ کر رہا تھا۔ اس معاملے میں اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔

تیسرے ہفتے تک ان سبھوں کے پیر سوج گئے تھے۔ جوتوں میں پیر ڈالنا آسان نہیں رہا تھا۔

’’لڑکے......! تمہاری تو آج ضرور فٹیک لگے گی۔‘‘

اس صبح کارپورل نے چیخ کر اعلان کیا۔ چارلی نے گھبرا کر اُس کی طرف دیکھا۔ لیکن کارپورل اس کے برابر والے بیڈ پر نیم دراز لڑکے سے مخاطب تھا اور وہ لڑکا ٹامی تھا۔

’’میرا قصور کارپ......؟‘‘

ٹامی نے پوچھا۔

’’ذرا اپنی چادروں کی حالت تو دیکھو۔ لگتا ہے رات تمہارے ساتھ کم از کم تین خواتین بھی سوئی ہیں۔‘‘

’’نہیں کارپ......! تین تو نہیں، صرف دو تھیں۔‘‘

’’اپنے ہونٹوں کو کم ہلایا کرو پریسکوٹ......! اور ہاں......! ناشتے کے فوراً بعد لیٹرین کی ڈیوٹی کے لئے رپورٹ کرو۔‘‘

’’شکریہ کارپ......! میں پہلے ہی فارغ ہو چکا ہوں۔‘‘

’’شٹ اَپ ٹامی......!‘‘

چارلی نے اسے ڈانٹا۔

’’تم پہلے ہی اپنے لئے کافی مشکلات کھڑی کر چکے ہو۔ انہیں اور مت بڑھاؤ......!‘‘

’’لگتا ہے کہ تم میرے مسائل سمجھنے لگے ہو۔‘‘

ٹامی نے سرگوشی میں کہا۔

’’یہ کارپ تو مجھے جرمنوں سے بھی بدتر لگتا ہے۔‘‘

’’میں دُعا کرتا ہوں کہ ایسا ہی ہو۔‘‘

کارپورل نے کہا۔

’’کیونکہ اس میں تمہاری بہتری ہے۔ صرف اسی صورت میں تم محاذ

سے زندہ واپس آ سکتے ہو۔ چلو......! اب تم لیٹرین کی طرف دوڑ لگاؤ...... شاباش......! ڈبل......"

ٹامی چلا گیا۔ ایک گھنٹے بعد وہ واپس آیا تو سخت بدبودار ہو رہا تھا۔

"اس حال میں محاذ پر بھیج دیئے جاؤ تو تم اکیلے ہی تمام جرمنوں کو ہلاک کر دو گے۔ ہمیں ایک گولی چلانے کی زحمت بھی نہیں کرنی ہوگی۔"

چارلی نے کہا۔

"بس......! تمہیں ان کے سامنے کھڑے ہو کر یہ دُعا کرنی ہوگی کہ اس رُخ پر ہوا چل جائے۔"

☆☆☆

اب وہ پانچویں ہفتے میں تھے۔ کرسمس اور نیو ائیر گزر چکا تھا۔ بغیر کسی خوشی کے۔ چارلی کو اپنے سیکشن کا ڈیوٹی روسٹر انچارج بنا دیا گیا تھا۔

"جنگ ختم ہوتے ہوتے تم تو سالے کرنل بن جاؤ گے......؟"

ٹامی نے کہا۔

"احمقانہ باتیں مت کرو......! بارہ ہفتے پورے ہوتے ہوتے ہر ایک کو یہ موقع دیا جاتا ہے۔"

چارلی نے کہا۔

"میرے معاملے میں وہ یہ خطرہ مول لے ہی نہیں سکتے۔"

ٹامی نے کہا۔

"کیونکہ میں تو رائفلوں کا رُخ افسروں کی طرف کروا دوں گا۔ اور میرا پہلا ہدف وہ سالا ٹرینتھم ہوگا۔"

چارلی کو وہ ذمہ داری اچھی لگی تھی۔ اس کے سات دن پورے ہوئے

تو وہ ذمہ داری کسی اور کو تفویض کر دی گئی۔ چارلی کو اس پر افسوس ہوا۔

چھٹا ہفتہ شروع ہوا۔ اب چارلی بھی ٹامی کی رفتار سے رائفل کھول کر، اس کی صفائی کر کے، اسے دوبارہ جوڑ لیتا تھا۔ لیکن نشانہ بازی میں وہ ٹامی کا ہم پلہ نہیں تھا۔ ٹامی تو دو سو گز کی رینج میں اُڑتی چڑیا کو بھی نشانہ بنا لیتا تھا۔ سارجنٹ میجر تک اس کے نشانے سے متاثر تھا۔

"اصل میں میں میلے میں انعامی نشانہ بازی کرتا رہا ہوں۔ یہ اس کی وجہ سے ہے۔"

ایک دن ٹامی نے کہا۔

"اب تو میں اس دن کا انتظار کر رہا ہوں، جب مجھے جرمنوں کو نشانہ بنانے کا موقع ملے گا۔"

"وہ تو تمہیں تمہاری توقع سے پہلے ہی مل جائے گا۔"

کارپورل نے چہک کر کہا۔

"بارہ ہفتے کی ٹریننگ ضروری ہے۔ یہ بادشاہ کا قانون ہے۔ لہٰذا ابھی ایک ماہ تک ہمیں یہ موقع نہیں مل سکتا۔"

ٹامی بولا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ ہمارے محاذ پر پہنچنے سے پہلے ہی جنگ ختم ہو چکی ہوگی۔"

"اس کی کوئی اُمید نہیں......!"

کارپول نے کہا۔

اس دوران چارلی نے رائفل کو دوبارہ لوڈ کر لیا تھا۔

"ٹریپر......!"

اچانک کسی نے چیخ کر کہا۔

’’یس سر.....!‘‘

سارجنٹ میجر کو وہاں دیکھ کر چارلی کو حیرت ہوئی تھی۔

’’ایڈ جوئنٹ تم سے ملنا چاہتا ہے۔ میرے ساتھ آؤ.....!‘‘

’’لیکن ساجنٹ.....! میں تو پہلے بھی نہیں کیا.....‘‘

’’بحث مت کرو لڑکے.....! میرے پیچھے پیچھے آؤ.....!‘‘

’’میرا خیال ہے، تمہیں فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔‘‘

ٹامی نے آہستہ سے کہا۔

’’تمہارا قصور یہ ہے کہ تم بستر پر پیشاب کر دیتے ہو۔ اور ہاں.....! ایڈ جوئنٹ سے میرے لئے سفارش کرنا کہ گولی چلانے کا موقع مجھے دے۔ اس طرح تمہیں یہ فائدہ ہوگا کہ کم سے کم اذیت میں تم اس سالی دُنیا سے نجات پا جاؤ گے۔ جانتے ہو نا کہ میرا نشانہ کبھی نہیں چوکتا.....؟‘‘

چارلی نے میگزین نکالا، رائفل ایک طرف رکھی اور سارجنٹ میجر کے پیچھے دوڑ گیا۔

’’تم یہ مطالبہ کر سکتے ہو کہ تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھ دی جائے۔‘‘

ٹامی نے چلّا کر کہا۔

’’افسوس کہ تم سگریٹ نہیں پیتے۔ ورنہ آخری خواہش کے طور پر سگریٹ طلب کر سکتے تھے۔‘‘

سارجنٹ، ایڈ جوائنٹ کے کیبن کے دروازے پر رُک گیا۔ ہانپتا ہوا چارلی چند لمحے بعد اس تک پہنچا۔ دروازہ ایک کلر سارجنٹ نے کھولا۔ اس نے چارلی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’اٹین شن پوزیشن اختیار کرو لڑکے.....! اور مجھ سے ایک قدم پیچھے

چلنا۔ اور جب تک تم سے کچھ پوچھا نہ جائے، بولنا مت..... سمجھ گئے.....؟‘‘

’’یس کلر سارجنٹ.....!‘‘

چارلی نے اٹین شن ہوتے ہوئے کہا۔

کلر سارجنٹ کے پیچھے چارلی بیرونی دفتر میں داخل ہوا۔ اندر ایک اور دروازہ تھا، جس پر تختی لگی تھی۔

’’کیپٹن ٹرینتھم..... ایڈ جوائنٹ.....‘‘

چارلی کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ کلر سارجنٹ نے دروازے پر دستک دی۔

’’آجاؤ.....!‘‘

اندر سے بے زار آواز میں کہا گیا۔

وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور چار قدم آگے بڑھے۔ بالآخر کیپٹن ٹرینتھم کے سامنے رُک گئے۔

کلر سارجنٹ نے کیپٹن کو سلیوٹ کرنے کے بعد اعلان کیا۔

’’ٹرمپر.....! پرائیویٹ 7312087 حکم کے مطابق حاضر ہے جناب.....!‘‘

ایڈ جوائنٹ نے سر اُٹھا کر دیکھا۔

’’آہ..... ٹرمپر.....! ہاں..... تم مجھے یاد ہو۔ بیکری بوائے فرام وائٹ چیپل.....!‘‘

چارلی اس کی بات کی تصحیح کرنے والا تھا۔ مگر اسی لمحے کیپٹن نے منہ پھیرا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

’’پچھلے چند ہفتوں سے سارجنٹ میجر کی نظریں تم پر جمی ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ تم لانس کارپورل کے عہدے پر ترقی کے لئے اہل ترین اُمیدوار

ہو۔ تاہم میرے ذہن میں اس سلسلے میں خاصے شکوک و شبہات ہیں۔ بہرحال مورال بڑھانے کے لئے کسی کو ترقی دینا ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم یہ ذمہ داری اُٹھا لو گے۔"

کیپٹن نے اب بھی چارلی کو دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی۔

چارلی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اسے کیا کہنا چاہئے......؟

"بس سر......! تھینک یو سر......!"

کلر سارجنٹ نے گویا اس کی طرف سے کہا۔ پھر چلاتے ہوئے بولا۔

"پیچھے مڑو......! تیز چلو......! لیفٹ رائٹ، لیفٹ......"

دس سیکنڈ بعد چارلی پریڈ گراؤنڈ واپس پہنچا تو لانس کارپورل بن چکا تھا۔

"لانس کارپورل......!"

ٹامی حیرت اور بے یقینی سے چلایا۔

"تو کیا اب مجھے تم کو سر کہہ کر بلانا ہوگا......؟"

"بے وقوف نہ بنو ٹامی......! کارپ سے بھی کام چل جائے گا۔"

چارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس رات اس نے اپنے بیڈ پر بیٹھ کر اپنی یونیفارم کی آستینوں پر سوئی دھاگے کی مدد سے ایک پٹی لگا لی۔

چارلی کے سیکشن میں دس لڑکے تھے۔ اگلی صبح سے جو کچھ شروع ہوا، اس کے نتیجے میں ان میں سے ہر ایک یہ سوچ کر پچھتاتا تھا کہ چارلی نے 14 سال صبح بہت سویرے اُٹھ کر مارکیٹ کی طرف دوڑ لگاتے کیوں گزارے......؟

کیونکہ چارلی انہیں اپنے ساتھ اُٹھاتا تھا اور ان پر ہر روز ایک نیا بوجھ لاد دیتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سیکشن پوری کمپنی کے لئے ایک روشن مثال بن گیا۔

اس کا ثبوت گیارہویں ہفتے میں اس وقت سامنے آیا، جب رائفل شوٹنگ کے مقابلے میں شرکت کے لئے گلاسگو گئے۔ وہاں ٹامی نے سات دیگر رجمنٹوں کے افسران اور بہترین نشانہ بازوں کو ہرا کر پہلا انعام جیتا۔ کرنل نے ٹامی کو چاندی کا کپ پیش کیا۔

"تم سچ مچ جینیئس ہو۔"

چارلی نے اپنے دوست سے کہا۔

"اس کامیابی میں تمہارا بھی ہاتھ ہے۔"

ٹامی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"اے......اُلو کے پٹھے......! تم نے مجھے مشین بنا کر رکھ دیا ہے۔"

چارلی ہنسنے لگا۔

☆☆☆

ہفتہ 23 فروری 1918ء کو پاسنگ آؤٹ پریڈ منعقد ہوئی۔ چارلی نے اپنے سیکشن کے جوانوں کو رجمنٹل بینڈ کی تال پر پریڈ کرائی۔ پہلی بار وہ لوگ دیکھنے میں فوجی لگ رہے تھے۔ مگر ٹامی کو دیکھ کر اب بھی آلوؤں کی بوری کا خیال آتا تھا۔

پریڈ ختم ہوئی تو سارجنٹ میجر فلپوٹ نے ان کو مبارکباد دی۔

"آج تم لوگوں کی چھٹی ہے۔ تم گھومنے پھرنے کے لئے جا سکتے ہو۔ مگر مقررہ وقت پر بیرکس واپس آنا ہوگا اور مقررہ وقت پر ہی سونا ہوگا۔"

اس نے آخر میں کہا۔

تب وہ لوگ آخری بار ایڈن برگیس گھومنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بیرکس کے باہر گیارہ نمبر پلاٹون کی قیادت ٹامی نے سنبھال لی۔ وہ

ایک کے بعد ایک بار میں جاتے اور باہر نکلتے تو ان کا نشہ کچھ اور بڑھ چکا ہوتا۔ آخر میں وہ لیتھ واک پر واقع اپنے پسندیدہ بار والنٹیر میں پہنچے۔

وہاں وہ پیانو کے گرد کھڑے ہو کر تالیاں بجاتے اور گاتے رہے۔

ٹامی ماؤتھ آرگن بجا رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ چارلی کی نظریں روز کے سراپا پر جمی ہوئی ہیں، اور ہٹ ہی نہیں رہی ہیں۔ روز کی عمر تیس سال سے اوپر ہی تھی اور وہ تمام رنگروٹوں کے ساتھ چھیڑ خانی کر رہی تھی۔

ٹامی نے ماؤتھ آرگن ہونٹوں سے ہٹایا اور بار کے سامنے اسٹول پر بیٹھے چارلی کی طرف بڑھا۔

”کیا بات ہے دوست......؟ روز اچھی لگی ہے تمہیں......؟“

اس نے پوچھا۔

”ہاں......! لیکن وہ تمہاری دوست ہے۔“

چارلی نے روز کو گھورتے ہوئے کہا، جو دانستہ ان دونوں کو نظر انداز کر رہی تھی، مگر اس کے بلاؤز کا ایک بٹن معمول سے زیادہ کھلا ہوا تھا۔

”ایسی تو کوئی بات نہیں......!“

ٹامی نے کہا۔

”اور اگر ہوتی بھی تو تمہاری ٹوٹی ہوئی ناک کا جو مجھ پر قرض ہے، وہ میں اس طرح سے چکا دیتا۔“

چارلی کو ہنسی آ گئی۔

”اچھا ٹھہرو......! ابھی میں کچھ کرتا ہوں۔“

ٹامی نے سنجیدگی سے کہا۔ پھر اس نے روز کو آنکھ ماری اور چارلی کو چھوڑ کر اس کی طرف بڑھ گیا۔

چارلی براہِ راست انہیں دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔ تاہم اس بار کے

اوپر لگے آئینے میں ان کا عکس نظر آ رہا تھا۔ وہ دونوں بڑے انہماک سے باتوں میں مصروف تھے۔ روز نے دو تین بار سر گھما کر اس کی طرف دیکھا۔

پھر ٹامی واپس آ گیا۔

”میں نے سب کچھ طے کر لیا ہے۔“

اس نے چارلی کو گویا خوش خبری سنائی۔

”طے ہو گیا ہے کا مطلب......؟“

”تم خوب سمجھتے ہو۔ اس لئے بنو مت......! بار کے عقبی دروازے سے نکلو گے تو تمہیں ایک شیڈ نظر آئے گا، جہاں خالی کریٹوں کا انبار لگا ہے۔ روز بھی وہیں پہنچ جائے گی۔“

چارلی کو ایسا لگا کہ وہ اسٹول سے چپک گیا ہے، اور اب کبھی اُٹھ نہیں سکے گا۔

”اب چل بھی دو...... کہیں وہ اپنا ارادہ ہی نہ بدل دے۔“

ٹامی نے اسے ٹوکا۔

”جاؤ......! اور اپنا اُلو سیدھا کرو۔“

چارلی بڑی مشکل سے اسٹول سے اُترا اور عقبی دروازے کی طرف یوں بڑھا، جیسے کوئی بکری بوچڑ خانے کی طرف جاتی ہے۔ اسے یہ خیال بھی تھا کہ کہیں کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا ہے۔ عقبی دروازے سے نکل کر وہ صحن کے ایک کونے میں احمقوں کی طرح کھڑا ہو گیا۔ اب تو اسے اپنی حماقت پر پچھتاوا بھی ہو رہا تھا اور حیرت بھی۔ اس کی فہرست طلب میں تصویر کائنات کی رنگینی بھی کہیں موجود تھی، اس کا علم اسے آج بھی ہوا تھا۔ یہ سوچ کر اس کا بدن لرزا۔ اس کا جی چاہا کہ وہ بار میں واپس چلا جائے۔ اور یہ سب کچھ بھول جائے۔

وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک روز آگئی۔

''ہیلو......! میرا نام روز ہے۔''

وہ بولی۔

''سوری......! کہ میں نے اتنی دیر لگا دی۔ تم نکلے ہی تھے کہ ایک کسٹمر نے مجھ سے جام مانگ لیا۔''

دروازے کی درز سے آنے والی روشنی میں چارلی نے روز کو غور سے دیکھا۔ ایک بار پھر اسے مایوسی اور حیرت ہوئی۔ حیرت اس پر کہ اس نے محض سرسری طور پر دیکھ کر روز کی خواہش کر لی اور مایوسی اس پر کہ قریب سے دیکھنے پر وہ کچھ پُرکشش نہیں لگی اور اس کی عمر بھی زیادہ تھی۔ پہلی بار اس نے سمجھا کہ تصویر بڑی ظالم چیز ہے۔ ہوتا کچھ ہے اور خواہش کرنے والے کو دکھاتا کچھ اور ہے۔

''میرا نام چارلی ٹرمپر ہے۔''

اس نے کہا اور روز کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''مجھے معلوم ہے۔''

روز ہنسنے لگی۔

''ٹامی نے مجھے تمہارے بارے میں کچھ بتا دیا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ تم پلاٹون کے بہترین جوان ہو۔''

چارلی کا چہرہ تمتما اُٹھا۔

''وہ مبالغے سے کام لے رہا ہوگا۔''

روز نے اسے اپنی طرف کھینچا اور لپٹا لیا۔ چارلی کی سمجھ میں پہلے تو آیا ہی نہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے......؟ پھر اس نے جھٹکے سے روز کو دُور کر دیا۔

''تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو۔ میں کوئی ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں۔''

''مگر میں ایسی ویسی عورت ہوں۔''

روز نے اس پر آنکھیں نکالیں۔

''تم نے یہاں کیوں بلایا تھا مجھے......؟''

''مم......مم...... میں...... رو...... رومان پسند ہوں...... مجھ سے باتیں کرو۔''

''اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس...... باتوں سے تو دو گھنٹے میں بھی تمہاری تسلی نہیں ہوگی۔ جبکہ پانچ منٹ میں ہم اس سے بھی آگے نکل چکے ہوں گے۔ ایک ایسا شارٹ کٹ معلوم ہے مجھے۔''

مگر میں شارٹ کٹ کا قائل نہیں ہوں۔ تم صرف پانچ منٹ مجھ سے بات کر لو۔ کب سے میں نے نسوانی آواز نہیں سنی۔''

''ٹھیک ہے......! یہی سہی...... معاوضہ تو مجھے مل ہی چکا ہے۔''

روز ایک خالی کریٹ پر بیٹھ گئی۔

☆☆☆

اگلی صبح نوٹس بورڈ پر بٹالین کے آرڈرز چپکا دیئے گئے۔ فوزیلیرز کی نئی بٹالین کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ جنگ میں حصہ لینے کی اہلیت حاصل کر چکی ہے۔ اب اسے مغربی محاذ پر اتحادی افواج سے جا ملنا ہے۔ چارلی دیر تک سوچتا رہا کہ کیا صرف تین ماہ کی تربیت ان بے ترتیب لڑکوں کے لئے کافی ہے، جنہیں تربیت یافتہ جرمن افواج سے مقابلے کے لئے بھیجا جا رہا ہے......؟ لیکن یہ سوچنا لاحاصل تھا۔

ٹرین میں بیٹھ کر جنوب کی طرف جاتے ہوئے وہ سب خوش تھے اور چہک رہے تھے۔ اس بار وہ پُراعتماد تھے۔ اس بار بھی ہر اسٹیشن پر عورتوں نے

انہیں دیکھ کر ہیٹ لہرائے۔ لیکن اس بار وہ خود کو اس الوداع کا مستحق سمجھ رہے تھے۔

شام کو میڈ اسٹون پر ٹرین رُکی۔ شب بسری کے لئے انہیں رائل ویسٹ کینٹس کی مقامی بیرکس میں لے جایا گیا۔

اگلی صبح چھ بجے کیپٹن ٹرینتھم نے انہیں فل بریفنگ دی۔ انہیں بحری جہاز کے ذریعے بولون پہنچنا تھا۔ وہاں دس دن کی مزید ٹریننگ کے بعد انہیں مارچ کرتے ہوئے اٹیپلز پہنچنا تھا، جہاں لیفٹن کرنل سرڈینورز ہملٹن کی زیر قیادت ان کی رجمنٹ موجود تھی۔ انہیں بتایا گیا کہ رجمنٹ جرمن دفاع پر ضربِ کاری لگانے کی تیاری کر رہی ہے۔

دوپہر سے پہلے وہ جہاز پر سوار ہو گئے۔ جہاز کے عرشے پر ایک ہزار سپاہی ایک دوسرے سے لپٹے قومی اور جنگی نغمے گا رہے تھے۔

''پہلے کبھی جہاز پر سوار ہوئے ہو کارپ......؟''

ٹامی نے چارلی سے پوچھا۔

''نہیں......!''

''پہلے بھی ملک سے باہر گئے ہو......؟''

''نہیں......!''

''میری طرح......؟''

ٹامی منمنایا۔

''تمہیں ڈر لگ رہا ہے......؟''

''نہیں......! بالکل نہیں......!''

چارلی نے کہا۔

''مجھ پر تو دہشت طاری ہے۔''

''میرا بھی یہی حال ہے۔''

''گڈ بائی پکاڈلی......! الوداع لیسٹر اسکوائر...... ہم بہت...... بہت دُور جا رہے ہیں۔''

☆☆☆

سمندر میں چارلی کی طبیعت محض چند منٹ بگڑی، جی متلایا۔ مگر ساحل نظروں سے اوجھل ہوتے ہوتے وہ پُرسکون ہو گیا۔ اس نے طمانیت سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''یہاں بیشتر لوگوں کا وہی حال ہے جو میرا ہے۔ سب کھایا پیا نکل گیا۔''

''لیکن افسران کا تو میں نے یہ حال نہیں دیکھا۔''

ٹامی بولا۔

''میرا خیال ہے، یہ لوگ سمندری سفر کرتے رہتے ہیں۔''

''اور کیا پتا...... یہ اپنے کیبنوں میں اُلٹیاں کر رہے ہوں......؟''

بالآخر جب انہیں فرانسیسی ساحل کی جھلک نظر آئی تو عرشے پر موجود سپاہیوں کے درمیان خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اب تو وہ بس خشکی پر قدم رکھنا چاہتے تھے۔ سمندر دیکھتے دیکھتے ان کا جی اُوب گیا تھا۔ یہ الگ بات کہ اسے خشکی پر قدم رکھنا نہیں کہا جا سکتا تھا۔ اس لئے کہ جیسے ہی جہاز ساحل کے قریب پہنچا، آسمان سے بارش کے دروازے کھل گئے۔

جیسے ہی وہ ساحل پر اکٹھا ہوئے، سارجنٹ میجر نے انہیں خوش خبری سنائی۔

''اب تم لوگ پندرہ میل کے مارچ کے لئے تیار ہو جاؤ......!''

راستے کیچڑ میں تبدیل ہو گئے تھے۔ مگر چارلی نے جنگی نغموں کے ذریعے اپنے سیکشن کے جوانوں میں روح پھونک دی۔ ادھر ٹامی کا ماؤتھ آرگن دلوں میں نئے ولولے جگا رہا تھا۔ وہ اٹیپلز پہنچے تو شب بسری کے لئے خیمے نصب کر دیئے گئے۔ مگر ان خیموں کے سامنے چارلی کو ایڈن برگ کا جمنازیم بھی پُرتعیش محل لگ رہا تھا۔

بگل بجا تو دو ہزار آنکھیں بند ہو گئیں۔ سپاہی پہلی بار کینوس کی چھت کے نیچے سونے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہر پلاٹون سے دو آدمیوں کو پہرے پر تعینات کیا گیا تھا۔ ہر دو گھنٹے بعد پہرے دار تبدیل ہونا تھے۔ مقصد یہ تھا کہ نیند اور آرام سے کوئی محروم نہ رہے۔ چارلی نے ٹامی کے ساتھ صبح چار بجے سے چھ بجے تک اپنے لئے پہرے کی ڈیوٹی مقرر کی۔

فرانسیسی سرزمین پر ان کی وہ پہلی رات بے سکونی سے گزری تھی۔ چارلی چار بجے اُٹھا اور ٹامی کو جگانے کے لئے ایک لات رسید کی۔ ٹامی نے کروٹ بدلی، لیکن جاگا نہیں۔ چند منٹ بعد چارلی جیکٹ پہن کر باہر نکلا۔ سردی بہت ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کو ملگجے اُجالے سے ہم آہنگ ہونے میں چند منٹ لگے۔ پھر اسے حدنظر تک براؤن ٹینٹ ہی نظر آئے۔

چار بج کر بیس منٹ کے بعد ٹامی باہر آیا۔

''مارننگ کارپ......!''

اس نے کہا۔

''کچھ کھانے کو بھی ہے......؟''

''پتا نہیں......! مجھے تو اس وقت کسی گرم چیز کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کوکو، چائے، کافی...... کچھ بھی۔''

چارلی نے جواب دیا۔

''جو حکم آپ کا کارپ......!''

ٹامی ٹہلتا ہوا اس خیمے کی طرف گیا، جو باورچی خانے کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔ آدھے گھنٹے بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کوکو کی دو پیالیاں اور دو سوکھے ہوئے بسکٹ تھے۔

''سوری کارپ......! چینی نہیں مل سکی۔ وہ صرف سارجنٹ اور اس سے بڑے عہدے والوں کے لئے ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ تم درحقیقت جنرل ہو، جو بھیس بدل کر مورچے کا معائنہ کرنے کے لئے آئے ہو۔ مگر وہ بولے کہ اس وقت تمام جنرل لندن میں ہیں، اور اپنے بستروں میں نیند کے مزے لوٹ رہے ہیں۔''

چارلی مسکرا دیا۔ اس نے پیالی تھامی اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے کر کوکو سے لذت کشید کرنے لگا۔ اس وقت وہ اس کے لئے بہت بڑی نعمت تھی۔

ٹامی اُفق کو گھور رہا تھا۔

''وہ منحوس جرمن کہاں ہیں...... جن کے بارے میں ہمیں بتایا گیا تھا......؟''

''خدا جانے......! لیکن یہ طے ہے کہ وہ یہیں کہیں قریب ہی ہوں گے، اور وہ بھی ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہوں گے کہ ہم لوگ کہاں ہیں......؟''

چھ بجے چارلی نے اپنے سیکشن کے تمام جوانوں کو جگا دیا۔ ساڑھے چھ بجے تک وہ سب معائنے کے لئے تیار ہو گئے۔ پھر ناشتے کا بگل بجا اور سب قطار میں کھڑے ہو گئے۔

چارلی کی باری آئی تو اس نے دیکھا کہ ناشتے کے لئے دلیہ اور باسی

روٹی دی جا رہی ہے۔ ٹامی نے سفید جیکٹ اور چار خانے والی پینٹ پہنے ہوئے لڑکے کو آنکھ مارتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

''میں نے تو فرانسیسی کھانوں کی بڑی تعریف سنی تھی۔''

''محاذ سے جیسے جیسے قریب ہوتے جاؤ گے، دسترخوان سمٹتا جائے گا۔ غذائی صورتِ حال بدتر ہوتی جائے گی۔ اس لئے کفرانِ نعمت مت کرو۔''

باورچی لڑکے نے جواب دیا۔

اگلے دس روز تک وہ اٹیپلز میں ہی پڑاؤ ڈالے رہے۔ صبح کے وقت وہ اونچے نیچے ٹیلوں کے درمیان مارچ کرتے۔ شام گیس کی جنگ کی مشقوں میں گزرتی اور رات کو کیپٹن ٹرینتھم مختلف طریقوں سے انہیں باور کراتا کہ وہ مر بھی سکتے ہیں۔

گیارہویں دن انہوں نے اپنا سامان سمیٹا، خیمے اُکھاڑے اور کیمپوں کی خارمیشن میں رجمنٹ کے کمانڈنگ آفیسر کا خطاب سننے کے لئے تیار ہو گئے اور اجنبی ماحول سے مطابقت کے لئے وہ دس دن کی مہلت کیا انہیں جرمنوں کی فوجی طاقت کا سامنا کرنے کی اہلیت دے سکی ہے......؟

''کون جانے...... ان بے چاروں کو بھی صرف بارہ ہفتے کی فوجی تربیت ملی ہو......؟''

ٹامی نے بے حد آرزو مندی سے کہا۔

ٹھیک نو بجے لیفٹیننٹ کرنل سر ڈینورز ہملٹن مشکی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے جوانوں کے سامنے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچی اور خطاب کا آغاز کیا۔ چارلی کو اس تقریر کے بارے میں اتنا ہمیشہ یاد رہا کہ اگلے پندرہ منٹوں کے دوران کرنل کا گھوڑا تک ساکت و صامت رہا تھا۔

''فرانس میں خوش آمدید......!''

کرنل ہملٹن نے بات شروع کی۔ اس نے اپنی بائیں آنکھ پر عدسہ لگا لیا تھا۔

''میں بس حسرت ہی کر سکتا ہوں کہ کاش یہ تمہارے لئے تعطیلات ثابت ہوں۔''

اس پر جوانوں کی قطاروں کی طرف سے ہنسی سنائی دی۔

''تاہم اس سے پہلے ہمیں جرمنوں کو ان کی سرحدوں سے بھی پیچھے دھکیلنا ہوگا اور وہ بھی اس حال میں کہ وہ دم دبا کر اُلٹے پاؤں بھاگ رہے ہوں۔''

اس بار ردِعمل میں تالیاں بجنے لگیں۔

''اور یہ بات نہ بھولنا کہ یہ میچ پردیس میں ہو رہا ہے، اور وِکٹ اور موسم، دونوں ہمارے لئے اجنبی اور غیر معاون ہیں اور اس سے بھی بری بات یہ ہے کہ جرمن کرکٹ کے اُصولوں سے نابلد ہیں۔''

اس بار پھر قہقہے لگے۔ لیکن چارلی کو کرنل کے لہجے میں سنگینی صاف محسوس ہوئی تھی۔

''آج ہم مارچ کریں گے اور ایک ایسے مقام پر کیمپ لگائیں گے، جہاں سے ہم جرمن محاذ پر حملہ کر سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس بار ہم جرمنوں کی صفوں میں شگاف ڈال دیں گے۔ اس بار فیوزیلیرز یقیناً فتح سے ہم کنار ہوں گے۔ میری دُعا ہے کہ خوش قسمتی تمہارے ہم رکاب ہو، اور خدا شاہ کو سلامت رکھے۔''

تالیاں بجیں، پھر رجمنٹ کے بینڈ نے ترانے کی دُھن چھیڑی۔ جوان دُھن پر ترانہ گانے لگے۔

☆☆☆

وہ پانچ دن تک مارچ کرتے رہے، تب انہیں پہلی بار توپوں کی آواز سنائی دی۔ انہیں اندازہ ہوگیا کہ محاذ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اگلے روز وہ ریڈ کراس کے سبز خیموں سے آگے بڑھے۔ صبح گیارہ بجے چارلی نے پہلے برطانوی فوجی کی لاش دیکھی۔ وہ ایسٹ بارک سٹائر رجمنٹ کا ایک لیفٹینینٹ تھا۔

"گولیاں افسروں اور رنگروٹوں کے درمیان تمیز نہیں کرتیں۔"

ٹامی نے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

ایک میل آگے جا کر انہوں نے جنگ کے لرزہ خیز مناظر دیکھے۔ اَن گنت اسٹریچر، بے شمار لاتیں، جسم سے جدا ہوئے بکھرے ہوئے انسانی اعضاء، اب جوان حسِ مزاح سے محروم ہوگئے تھے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ وہ مغربی محاذ ہے، جس کے بارے میں وہ اخبارات میں پڑھتے رہے تھے۔ لیکن فضاء میں خوف اور اُداسی کا جو امتزاج تھا اور جو سوگواری تھی، کوئی نامہ نگار الفاظ میں اس کی تصویر کشی نہیں کر سکتا تھا۔ چہروں پر بے بسی اور مایوسی تھی۔

چارلی نے کھیتوں کی طرف دیکھا، جہاں کبھی زراعت ہوتی ہوگی۔ لیکن اب تو انسانی اعضاء اور خون سے بھرے ہوئے تھے۔ دُور دُور تک کسی کسان کا وجود بھی نہیں تھا۔ انسانی تہذیب اور زندگی کا نشان بس ایک جلے اور اجڑے ہوئے فارم ہاؤس کا کھنڈر تھا۔

مگر وہاں دُشمن کا بھی کوئی نشان نہیں تھا۔ چارلی نے اس مضافاتی علاقے کا جائزہ لیا، جسے آنے والے مہینوں میں اس کا مسکن ہونا تھا۔ بشرطے کہ وہ زندہ رہا۔ ہر سپاہی جانتا تھا کہ محاذِ جنگ پر اوسط زندگی محض 17 دن کی ہے۔ آگے قسمت جانے۔

چارلی نے اپنے ساتھیوں کو خیموں میں چھوڑا اور گشت کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ سب سے پہلے تو اس نے ہاسپٹل سے چند سو گز آگے محفوظ خندقوں کا جائزہ لیا۔ وہ وہاں ہوٹل ایریا کہلاتا تھا۔ وجہ تسمیہ یہ تھی کہ وہ علاقہ محاذِ جنگ سے محض چوتھائی میل کے فاصلے پر تھا، جہاں پر سپاہی کو چار دن لگانا پڑتے تھے، اور اس کے بعد اسے آرام کے لئے چار دن ان محفوظ خندقوں میں گزارنے کا موقع ملتا تھا۔

چارلی ٹہلتا ہوا محاذِ جنگ کی طرف گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوئی سیاح ہو، جس کا جنگ سے دُور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ وہاں اسے چند ایسے سپاہی ملے جو محاذِ جنگ پر کئی ہفتے سلامتی کے ساتھ جھیل چکے تھے۔ اس نے ان سے بات کی، بلکہ ان کی باتیں سنیں۔ پھر انہیں معمولی سے زخم کی دُعا دی جو انہیں پیچھے بھیجے جانے کا سبب بن جائے۔ زخمی ہونا خوش قسمتی کی بات تھی، اور وہاں خوش بختی کے کئی درجے تھے۔ اسپتال پہنچنا ادنیٰ درجے کی خوش قسمتی تھی، جبکہ زخموں کی وجہ سے انگلینڈ واپس بھیجے جانا خوش قسمتی کا اعلیٰ ترین درجہ تھا۔

وہ محاذِ جنگ نہیں تھا۔ No Mans' land تھا، اس کے باوجود وقفے وقفے سے ان کے قریب سے گولیاں سنسناتی ہوئی گزر رہی تھیں۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ سو گز آگے جانے پر کیا صورتِ حال ہوگی۔ چارلی نے واپسی کا سفر گھٹنوں کے بل رینگتے ہوئے طے کیا۔ وہ محفوظ خندقوں تک پہنچا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو صورتِ حال کے متعلق بریفنگ دی۔

اس نے انہیں بتایا کہ اُفق تا اُفق وہ خندقیں تعداد میں اتنی ہیں کہ ان میں بیک وقت دس ہزار سپاہی سما سکتے ہیں۔ ان کے سامنے بیس گز کے فاصلے پر خاردار تاروں کی ایک باڑھ تھی۔ ایک بڈھے کارپورل نے اسے بتایا تھا کہ اس باڑھ کو لگانے کے عمل کے دوران ایک ہزار سے زیادہ جوان زندگی ہار بیٹھے

تھے۔ اس باڑھ کے آگے پانچ سو ایکڑ پر مشتمل No mans' land تھا، جو کبھی ایک فیملی کی ملکیت تھا۔ وہ بے چارے دوسروں کی جنگ کے بیچ میں آکر گھر بار سے محروم ہوگئے تھے۔ اس زمین کے آگے ایک اور باڑھ تھی، جو جرمنوں نے کھڑی کی تھی۔ اس باڑھ کے پیچھے، اپنی خندقوں میں وہ اتحادیوں کے منتظر تھے۔

کہیں پر کئی دنوں سے اور کہیں پر کئی ماہ سے یہ صورتِ حال تھی کہ دونوں حریف ایک دوسرے کی طرف سے پہلا پتھر اُچھالے جانے کے منتظر تھے۔ دونوں فوجوں کے درمیان بمشکل ایک میل کا فاصلہ تھا۔ اگر ایک طرف سے جائزہ لینے کی غرض سے، خندق سے کوئی سر اُبھرتا تو دوسری طرف سے لازمی طور پر گولی چلتی۔

اس صورتِ حال میں کوئی سپاہی بیس گز سے زیادہ پیش قدمی نہیں کر سکتا تھا اور اگر کوئی جیسے تیسے باڑھ تک پہنچ جاتا تو اس کے سامنے مرنے کے دو طریقے ہوتے۔ لیکن جرمنوں کی خندقوں تک پہنچنے کی صورت میں مرنے کے ایک درجن طریقے سامنے آجاتے۔ اور انتخاب کا حق بھی اسے حاصل نہ ہوتا۔

موت سے مفر ویسے بھی نہیں تھا۔ وہ تو وہاں مختلف شکلوں میں موجود تھی۔ سپاہی پیش قدمی کئے بغیر، اپنی خندق میں بھی مر جاتے تھے۔ کبھی ہیضے کی وجہ سے، کبھی ٹائی فائیڈ کی وجہ سے اور کبھی کلورین گیس کی وجہ سے۔ ایک معمر سارجنٹ نے چارلی کو بتایا کہ دوسری طرف جرمنوں کی بھی یہی صورتِ حال ہے۔ دونوں حریف یعنی دُشمن ایک جیسے مسائل سے دوچار ہیں۔

چارلی نے اپنے دس آدمیوں کے لئے معمول بنائے۔ ان میں روزانہ کے فرائض تھے۔ ان میں بارش کے نتیجے میں خندق میں بھرنے والے پانی کو باہر نکالنا اور اپنے ہتھیاروں کی باقاعدہ صفائی کا کام بھی تھا۔ چارلی وہاں موجود

فوجیوں کے مستقبل کے بارے میں افواہوں اور جوابی افواہوں سے بھی باخبر رہنے کی کوشش کرتا تھا۔ لیکن اس کا خیال تھا کہ محاذ سے ایک میل پیچھے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھا کرنل اس صورتِ حال سے زیادہ باخبر تھا۔

چارلی اور اس کے آدمیوں کی جب اگلی خندقوں میں چار دن کی ڈیوٹی لگتی تو ان کا زیادہ وقت خندق سے پانی نکالنے میں صرف ہوتا۔ اس کی وجہ شدید بارش تھی۔ کبھی تو پانی ان کے گھٹنوں تک ہوتا۔

''میں نے نیوی صرف اس لئے جوائن نہیں کی، کہ مجھے تیرنا نہیں آتا تھا۔''

ٹامی نے کراہتے ہوئے شکایت کی۔

''کسی نے کبھی مجھے خبردار نہیں کیا تھا کہ ملٹری میں خدمات کے دوران بھی میں ڈوب کر مر سکتا ہوں۔''

بہرحال ہر وقت کی ٹپاٹپ، سردی اور بھوک کے باوجود ان کی خوش مزاجی میں زیادہ فرق نہیں آیا۔ چار ہفتوں تک وہ یہ سب کچھ اس اُمید پر برداشت کرتے رہے کہ بالآخر انہیں آگے بڑھنے کا حکم ملے گا۔ مگر پیش قدمی کی کوئی خبر انہیں ملی بھی تو محاذ کی طرف سے جرمن جنرل وان لڈنڈروف کی پیش قدمی کی ملی، جس نے اتحادیوں کو چالیس میل پیچھے دھکیل دیا تھا اور اپنی اس پیش قدمی کے دوران چار لاکھ اتحادی فوجیوں کو ہلاک اور 80 ہزار کو قیدی بنا لیا تھا۔ یہ خبر سنانے والا کیپٹن ٹرینتھم تھا۔ اسے دیکھ کر چارلی کو غصہ بھی آتا اور حسد بھی ہوتا، کیونکہ وہ ہمیشہ تروتازہ، صاف ستھرا اور اسمارٹ نظر آتا تھا۔ یہی نہیں، اس کے چہرے پر پیٹ بھرے پن کی تمام علامات بھی دکھائی دیتی تھیں۔

ایک روز اس کے اپنے سیکشن کے دو آدمی جنگ میں شرکت کے بغیر ہی زندگی ہار گئے۔ آب تمام لوگ جنگ میں شرکت چاہتے تھے۔ کیونکہ انہیں یقین

ہوگیا تھا کہ یہ جنگ کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے، اور بالآخر انہیں مر جانا ہے۔ جو بے زاری ان پر مسلط تھی، اس میں وقتی طور پر کمی کا سبب صرف وہ چوہے تھے، جنہیں دیکھتے ہی وہ سنگینیں گھونپ کر انہیں ختم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یا پھر ہلکے پھلکے لمحے بس وہ ہوتے تھے، جب ٹامی اپنے زنگ خوردہ ماؤتھ آرگن پر پرانی دُھنیں سناتا تھا۔

نواں ہفتہ شروع ہوا تو انہیں ایک بار پھر اجتماع کے لئے بلایا گیا۔ وہاں اپنی ایک آنکھ پر عدسہ لگائے ہوئے کرنل اپنے گھوڑے کے ساتھ خطاب کے لئے موجود تھا۔ اس نے بتایا کہ اگلی صبح رائل فزیلیرز کو جرمنوں پر چڑھائی کا آغاز کرنا ہے۔ میمنہ کی جانب سے آئرش گارڈز ان کی مدد کریں گے۔ جبکہ ان کے بائیں جانب ویلش ان کے شانہ بشانہ ہوں گے۔

''کل فزیلیرز کے لئے فتح کا دن ہے۔''

کرنل نے کہا۔

''اب تم لوگ آرام کرو۔ طلوع آفتاب کے ساتھ ہی پیش قدمی کا آغاز ہوگا۔''

وہ اپنی خندقوں کی طرف واپس آئے۔ چارلی کو یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی کہ حقیقی جنگ میں شرکت کے تصور نے جوانوں کو خوش مزاج اور مستعد بنا دیا تھا۔ رائفلیں صاف کی جا رہی تھیں، انہیں تیل دیا جا رہا تھا، میگزین تیار کئے جا رہے تھے۔ اور آخر میں سب کو شیو کی فکر لاحق ہوگئی۔ وہ دُشمن کا سامنا ایسے نہیں کرنا چاہتے تھے کہ پریشان حال نظر آئیں۔

جنگ سے پہلے والی رات سونا کسی فوجی کے لئے آسان نہیں ہوتا۔ یہ بات وہ بارہا سن چکے تھے اور اپنے پیاروں کو خط میں لکھ چکے تھے۔ کچھ لوگ تو ایسے حوصلہ مند بھی تھے کہ انہوں نے وصیتیں بھی لکھ لی تھیں۔ چارلی نے پوش

پوری کو خط لکھا...... نہ جانے کیوں...... اور اس سے کہا کہ وہ سیلی، گریس اور کٹی کا خیال رکھے۔ ٹامی نے کسی کو خط نہیں لکھا۔ وجہ سادہ سی تھی، اسے لکھنا آتا ہی نہیں تھا۔ آدھی رات کو چارلی نے تمام ساتھیوں کے خط جمع کئے اور انہیں اردلی کے سپرد کر دیا۔

صبح ہوئی، اب سب احکامات کے منتظر تھے۔ چارلی کو احساس تھا کہ اس کی دھڑکن معمول سے تیز ہے۔ وہ سنسنی اور دہشت کے درمیان معلق تھا۔ کیپٹن ٹرینتھم ایک پلاٹون سے دوسری پلاٹون بریفنگ دیتا پھر رہا تھا۔ تھوڑی تھوڑی سی رم ہر فوجی کو دی گئی۔ چارلی نے ایک ہی گھونٹ میں اسے حلق سے اُتار لیا۔

ایک سیکنڈ لیفٹن چارلی کے پاس آیا۔ اس نے اپنا تعارف ایسے کرایا، جیسے وہ کسی کاک ٹیل پارٹی میں ملے ہوں۔ اس نے چارلی سے کہا کہ وہ اپنے آدمیوں کو یکجا کرتے، تاکہ انہیں بریفنگ دی جا سکے۔ دس سہمے سمٹے جوان خندق سے نکلے اور لیفٹن کے باتیں خاموشی سے سنتے رہے۔

اس دن کو خاص طور پر منتخب کیا گیا تھا۔ محکمہ موسمیات نے کہا تھا کہ سورج 5 بج کر 53 منٹ پر طلوع ہوگا اور بارش نہیں ہوگی۔ ماہرین موسمیات کی بات سورج کی حد تک تو درست ثابت ہوئی، لیکن بادل دھوکہ دے گئے۔ چار بج کر گیارہ منٹ سے بوندا باندی شروع ہوگئی۔

''پاس ورڈ یاد رکھنا...... ینگرز......! اور دوسروں تک بھی پہنچا دینا۔ پاس ورڈ کو آگے بڑھاتے رہو۔''

لیفٹن میک پیس نے لڑکوں سے کہا۔

پانچ بج کر 53 منٹ پر سورج نے اُفق سے سر اُٹھایا۔ اس لمحے پستول کا فائر ہوا۔ یہ پیش قدمی شروع کرنے کا اعلان تھا۔ لیفٹن میک پیس اُچھل کر

خندق سے نکلا اور اس نے للکارا۔

''شاباش...... جوانو......! میرے پیچھے آؤ......!''

چارلی یہی الفاظ بلند آواز میں دہراتا اس کے پیچھے لپکا۔ اس کی آواز بہادری کی وجہ سے نہیں، بلکہ خوف کی وجہ سے بلند آہنگ تھی۔ وہ خاردار تاروں کی باڑھ کی طرف لپک رہے تھے۔

لیفٹن بمشکل پندرہ گز آگے جا سکا ہوگا کہ اسے پہلی گولی لگی۔ اس کے باوجود وہ جھپٹتا ہوا باڑھ کے قریب تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ چارلی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ باڑھ سے جا ٹکا۔ اسی لمحے جرمنوں کی گولیوں نے اس کے جسم کو چھید ڈالا۔ دو بہادر جوان اپنا رُخ تبدیل کر کے اس کی طرف لپکے۔ مگر وہ باڑھ تک پہنچ ہی نہیں سکے۔

چارلی اب باڑھ سے صرف ایک گز کے فاصلے پر تھا اور اس نے گھسنے کے لئے باڑھ میں رخنہ بھی تلاش کر لیا تھا۔ اسی وقت ٹامی اس سے آگے نکلا۔ چارلی نے سر گھما کر اسے دیکھا اور مسکرایا۔ اس کے بعد اسے اس جنگ کے متعلق کچھ بھی یاد نہیں رہا۔

☆☆☆

دو دن بعد چارلی کی آنکھ محاذ سے کوئی تین سو گز پیچھے اسپتال کے ایک خیمے میں کھلی۔ گہرے نیلے رنگ کی وردی میں ایک لڑکی اس پر جھکی ہوئی تھی۔ وہ کچھ کہہ رہی تھی، کیونکہ چارلی کو اس کے ہونٹ ہلتے نظر آرہے تھے۔ لیکن اسے کچھ سنائی نہیں دیا۔ اس نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ اب بھی زندہ ہے اور اسے انگلینڈ واپس بھیج دیا جائے گا۔ یہ بات اسے انگلینڈ میں ایک ریٹائرڈ فوجی نے بتائی تھی، جسے بہرے پن کی وجہ سے محاذ سے وطن واپس بھیج

دیا گیا تھا اور اب وہ بھی بہرہ ہوگیا تھا۔

لیکن ایک ہفتے بعد چارلی کی سماعت بحال ہوگئی۔ پھر وہ پہلی بار اس وقت مسکرایا، جب اس نے گریس کو دیکھا۔ وہ اس کے پاس کھڑی اس کے لئے پیالی میں چائے انڈیل رہی تھی۔ جب اسے پتا چلا تھا کہ ایک خیمے میں ٹرمپر نامی ایک فوجی بے ہوش پڑا ہے، تو اس نے اس سے ملنے کے لئے خصوصی اجازت طلب کی تھی۔ اس نے چارلی کو بتایا کہ وہ بارودی سرنگ سے ٹکرایا تھا اور یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ وہ صرف ایک ایڑھی سے محروم ہوا ہے۔

چارلی کو مایوسی ہوئی۔ پوری ٹانگ اُڑ جاتی تو اسے وطن واپس بھیج دیا جاتا۔

''اس کے علاوہ چند معمولی زخم اور خراشیں ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا۔''

گریس نے کہا۔ پھر وہ اُداس ہوگئی۔

''چند دن بعد تمہیں دوبارہ محاذ پر بھیج دیا جائے گا۔''

چارلی پھر سو گیا۔ اس بار وہ جاگا تو اسے ٹامی کا خیال آیا۔

''نہ جانے اس کا کیا ہوا ہوگا......؟''

''پرائیویٹ پریسکوٹ کی بھی کوئی خبر ہے......؟''

اس نے اردلی آفیسر سے دریافت کیا۔

لیفٹن نے اپنے ہاتھ میں موجود شیٹ پر نظر ڈالی اور اس کا منہ بن گیا۔

''اسے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس کا شاید کورٹ مارشل ہوگا۔''

''کیا......؟''

چارلی نے حیرت سے کہا۔

"کیوں......؟"

"یہ تو مجھے معلوم نہیں......!"

لیفٹن نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

اگلے روز چارلی پہلی بار کچھ کھانے کے قابل ہوا۔ اس کے اگلے روز اس نے تھوڑی سی چہل قدمی کی۔ ایک ہفتے بعد وہ بالکل ٹھیک ہوگیا۔ حملے کے ٹھیک اکیس دن بعد اسے دوبارہ محاذ پر بھیج دیا گیا۔

پچھلی خندقوں میں پہنچ کر اسے پتا چلا کہ اس کے ساتھیوں میں صرف تین زندہ بچے تھے۔ ان کی جگہ انگلینڈ سے نئے آنے والوں نے لے لی تھی۔ ٹامی کی اسے جھلک بھی نظر نہیں آئی۔ نئے آنے والے چارلی کا ایسے احترام کر رہے تھے جیسے وہ کوئی کہنہ مشق فوجی ہو۔

اسے محاذ پر آئے صرف چند گھنٹے ہوئے تھے کہ کرنل ہملٹن نے لانس کارپورل چارلی ٹرمپر کو گیارہ بجے اپنے دفتر میں طلب کرلیا۔

"کمانڈنگ آفیسر مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں......؟"

چارلی نے پُرتشویش لہجے میں ڈیوٹی سارجنٹ سے پوچھا۔

"عام طور پر ایسی طلبی یا تو کسی اعزاز کے لئے ہوتی ہے یا کورٹ مارشل کے لئے۔ اور کسی چیز کے لئے گورنر کے پاس وقت ہے ہی نہیں۔ اور ہاں......! یاد رکھنا......ان کی موجودگی میں زیادہ بولنا مناسب نہیں ہوگا۔ وہ بہت غصہ ور ہیں۔"

سارجنٹ نے نصیحت کی۔

اگلی صبح 10 بج کر 55 منٹ پر لانس کارپورل ٹرمپر اپنے کمانڈنگ افسر کے ٹینٹ کے باہر کھڑا کپکپا رہا تھا۔ کپکپاہٹ کا سبب خوف بھی تھا۔ چند منٹ بعد سارجنٹ اسے لینے کے لئے خیمے سے باہر آیا۔

"اٹین شن...... کھڑے ہو جاؤ......! سلیوٹ کرو اور اپنا نام، رینک اور سیریل نمبر بتاؤ......!"

سارجنٹ فلپوٹ نے گرج کر کہا۔

"اور یاد رکھنا، تم اس وقت بولو گے، جب تم سے کچھ پوچھا جائے۔"

چارلی خیمے میں داخل ہوا اور کرنل کی میز کے پاس رُکا۔ اس نے سلیوٹ کیا اور بولا۔

"لانس کارپورل ٹرمپر...... 7312087 حاضر ہے سر......!"

وہ پہلا موقع تھا کہ وہ کرنل کو کرسی پر بیٹھا دیکھ رہا تھا۔

"اوہ......ٹرمپر......!"

کرنل نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم واپس آگئے۔ صحت یابی مبارک ہو۔"

"شکریہ سر......!"

چارلی نے کہا۔ پہلی بار اسے احساس ہوا کہ کرنل کی صرف ایک آنکھ متحرک ہے۔

"یہاں تمہارے ایک آدمی کا مسئلہ درپیش ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تم اس پر کچھ روشنی ڈال سکو گے۔"

"میں حاضر ہوں جناب......!"

کرنل نے اپنی دوسری آنکھ پر عدسہ رکھتے ہوئے کہا۔

"پرائیویٹ پریسکوٹ پر الزام ہے کہ اس نے دُشمن کا سامنا کرنے سے بچنے کے لئے اپنے ہاتھ پر گولی چلانے کی کوشش کی۔ کیپٹن ٹرینتھم نے رپورٹ دی ہے کہ پریسکوٹ اپنی خندق سے صرف چند قدم آگے اس حال میں گرا ہوا ملا کہ اس کے ہاتھ پر گولی کا صرف ایک زخم تھا۔ یہ عمل دُشمن کے

سامنے بزدلی کے مترادف ہے۔ تاہم میں تم سے بات کئے بغیر کورٹ مارشل کا حکم دینے کے حق میں نہیں ہوں۔ کیونکہ وہ تمہارے سیکشن میں تھا۔ اب تم بتاؤ کہ اس بارے میں تم کچھ جانتے ہو......؟''

''جی ہاں سر......! میں یقیناً جانتا ہوں۔''

چارلی نے کہا۔

اب وہ اپنے ذہن میں تین ہفتے پہلے کی یادیں کرید رہا تھا۔

''حملے کے اعلان والا فائر ہوتے ہی لیفٹن میک پیس باڑھ کی طرف جھپٹا۔ وہ سب سے آگے تھا۔ میں اس کے پیچھے تھا اور میرے سیکشن کے باقی لوگ میرے پیچھے تھے۔ باڑھ تک پہنچنے سے پہلے ہی لیفٹن کو گولیوں نے چھلنی کر ڈالا۔ میں باڑھ کے قریب پہنچا اور مجھے باڑھ میں وہ جگہ نظر آئی، جہاں سے میں دوسری طرف نکل سکتا تھا۔ اسی لمحے میں نے پرائیویٹ ٹامی پریسکوٹ کو خود سے آگے نکلتے دیکھا اور شاید وہی لمحہ تھا کہ میرا پاؤں بارودی سرنگ سے اُلجھا۔ میرا تو خیال ہے کہ میری طرح پریسکوٹ بھی اس کی لپیٹ میں آیا ہوگا۔''

''تم یقین سے کہہ رہے ہو کہ تم نے پرائیویٹ پریسکوٹ کو خود سے آگے نکلتے دیکھا تھا......؟''

کرنل کے انداز میں اُلجھن تھی۔

''یس سر......! اس وقت کی تفصیلات تو میں کبھی بھول ہی نہیں سکتا۔ یہ بات مجھے اچھی طرح یاد ہے۔''

''کیوں......؟''

''اس لئے جناب......! کہ اسے خود سے آگے نکلتے دیکھ کر مجھے اس پر غصہ بھی آیا تھا اور اس سے حسد بھی محسوس ہوا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ

پرائیویٹ پریسکوٹ میرا ماتحت تھا۔''

کرنل کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ سی تھرکی۔ مگر فوراً ہی معدوم بھی ہوگئی۔

''یہ پریسکوٹ تمہارا قریبی دوست ہے......؟''

کرنل نے پوچھا۔

''جی ہاں......! لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کسی کو یہ سوچنے کا حق نہیں کہ دوستی کی وجہ سے میں یہ بات کہہ رہا ہوں۔''

''جانتے ہو، تم کس سے بات کر رہے ہو......؟''

سارجنٹ دہاڑا۔

''ہاں...... سارجنٹ میجر......!''

چارلی نے سکون سے کہا۔

''میں ایک ایسے شخص سے بات کر رہا ہوں، جو سچ کی جستجو کر رہا ہے اور بے انصافی سے بچنا چاہتا ہے۔ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں جناب......! لیکن اپنی ایمان داری اور سچائی پر فخر کرتا ہوں۔''

''کارپورل، تمہیں......''

سارجنٹ میجر نے کہنا چاہا۔ لیکن کرنل نے اس کی بات کاٹ دی۔

''شکریہ سارجنٹ میجر......! اتنا کافی ہے، اور کارپورل ٹرمیر......! اس شفاف اور سچی گواہی پر میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب میں تمہیں مزید زحمت نہیں دوں گا۔ تم اپنی پلاٹون واپس جا سکتے ہو۔''

''تھینک یو سر......!''

چارلی ایک قدم پیچھے ہٹا اور اس نے کرنل کو سلیوٹ کیا۔ پھر وہ پلٹا اور مارچ کرتا ہوا خیمے سے نکل آیا۔

"اجازت ہو تو سر......! میں اس معاملے کو اپنے طور پر ہینڈل کروں......؟"

خیمے میں سارجنٹ میجر نے کرنل سے کہا۔

"تم چارلی ٹرمپر کو فل کارپورل کے عہدے پر ترقی دو اور پرائیویٹ پریسکوٹ کو فوراً رہا کر دو۔"

کرنل نے فیصلہ سنایا۔

☆☆☆

ٹامی سہ پہر کے وقت پلاٹون میں واپس آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ پر پٹی بندھی تھی۔

"تم نے میری زندگی بچائی ہے چارلی......!"

اس نے کہا۔

"میں نے کچھ بھی نہیں کیا، صرف سچ بولا ہے۔"

"جانتا ہوں، سچ تو میں نے بھی بولا تھا۔ مگر انہوں نے میرا یقین نہیں کیا اور تمہارا کر لیا۔"

اس رات چارلی اپنے خیمے میں لیٹا سوچتا رہا کہ کیپٹن ٹرینتھم ٹامی سے جان چھڑانے کے لئے اتنا پاگل کیوں ہو رہا ہے......؟ کیا کوئی صرف اتنی سی بات پر کسی کی جان کے درپے ہو سکتا ہے کہ اسے کبھی سزا ہوئی تھی......؟ اور وہ جیل میں رہا تھا۔

ایک ماہ اور گزر گیا۔ پھر انہیں حکم ملا کہ انہیں مارن جانا ہے اور جنرل وان لڈنڈورف کے خلاف جوابی حملے میں حصہ لینا ہے۔ حکم نامہ پڑھتے ہوئے چارلی کو چکر آ گئے۔ پہلی بار تو وہ بچ گیا تھا...... مگر اب وہ دوسرا حملہ......

اس نے گریس سے ملاقات کے لئے خاص طور پر ایک گھنٹے کی مہلت نکالی۔ گریس نے اسے بتایا کہ وہ ایک ویلش کی محبت میں گرفتار ہو گئی ہے، جو ایک بارودی سرنگ سے الجھنے کے نتیجے میں ایک آنکھ سے محروم ہو گیا تھا۔

"پہلی نظر کی محبت......!"

چارلی نے دل میں سوچا۔

بدھ 17 جولائی 1918ء کو آدھی رات کے سمے حملے سے پہلے سارجنٹ چارلی ٹرمپر جاگ رہا تھا۔ اب اس کی کمان میں چالیس آدمی تھے۔ ان میں سے جو خوش نصیب سو گئے، انہیں اس نے سونے دیا۔ اس نے سوچا کہ انہیں تین بجے صبح جگائے گا۔ وہ اس وقت حملے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس کی یہ پلاٹون کیپٹن ٹرینتھم کی کمان میں تھی۔ لیکن جس روز ٹامی پریسکوٹ کو رہائی ملی تھی، اس دن کے بعد اسے اب تک کیپٹن سے ان کا سامنا نہیں ہوا تھا۔

صبح ساڑھے تین بجے پچھلے مورچوں سے لیفٹن ہاروے ان کے پاس پہنچا۔ اس نے اپنا تعارف کرایا۔

"یہ عجیب جنگ ہے۔"

چارلی نے اس سے کہا۔

"کچھ بھی ہو، میں تو جرمنوں پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بے تاب ہو رہا ہوں۔"

ہاروے نے کہا۔

"ایسے پاگل ہمارے درمیان بڑی تعداد میں ہوتے تو بے چارے جرمن تو اب تک ختم ہی ہو گئے ہوتے۔"

ٹامی نے چارلی کے کان میں کہا۔

"اس بار کا پاس ورڈ تو بتایئے سر......!"

چارلی نے ہاروے سے کہا۔

''اوہ...... سوری......! میں بھول ہی گیا۔ ہاں......! پاس ورڈ ریڈ ہڑ ہے۔''

اب وہ سب منتظر تھے۔ چار بجے سبھوں نے اپنی بندوقوں پر سنگینیں فٹ کر لیں۔ چار بج کر اکیس منٹ پر حملہ شروع کرنے کا فائر ہوا۔

''چلو بھئی......! بزن......''

لیفٹن ہاروے چلایا اور ایسے جھپٹا، جیسے، بندوق سے نکلی ہوئی گولی۔ پلاٹون اس کے پیچھے تھی۔

یہ محاذ بنجر زمین پر تھا، جہاں کیچڑ تھی، لیکن آڑ کے لئے ایک درخت بھی میسر نہیں تھا۔ چارلی نے بائیں جانب نظر کی۔ وہاں ایک اور پلاٹون پیش قدمی کر رہی تھی۔ اس پلاٹون کے عقب میں اسے کیپٹن ٹرینتھم نظر آیا۔

باڑھ کو پھلانگ کر متحارب فوجوں کے درمیان خالی میدان میں قدم رکھنے والا پہلا سپاہی لیفٹن ہاروے تھا۔ اس کے انداز میں بے جگری تھی۔ اسے دیکھ کر پہلی بار چارلی کو اعتماد کا احساس ہوا کہ اتنی احمقانہ دلیری کے باوجود آدمی میدانِ جنگ میں موت کو شکست بھی دے سکتا ہے۔

لیفٹن ہاروے دیوانہ وار آگے بڑھ رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ جرمنوں کی باڑھ تک جا پہنچا۔ اب وہ جرمنوں کے مورچوں کی طرف جھپٹ رہا تھا۔ وہ خندقوں سے بیس گز دُور تھا کہ درجنوں گولیاں اس کے جسم میں پیوست ہو گئیں۔

اب چارلی سب سے آگے تھا اور فائرنگ کر رہا تھا۔ خندقوں سے اُبھرے ہوئے سر دوبارہ خندقوں میں دبک گئے۔

چارلی اب تک کسی ایسے شخص سے نہیں ملا تھا، جو جرمن خندقوں کے

اتنا قریب پہنچا ہو۔ اس لئے اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے......؟ اور جب چار جرمن فوجی خندقوں سے اُٹھے تو اس نے سمجھ لیا کہ اس کا وقت آ گیا ہے۔

اس نے بندوق سیدھی کی اور پہلے جرمن پر فائر کیا۔ جرمن خندق میں گر گیا۔ مگر اب خود چارلی تین جرمنوں کے نشانے کی زد میں تھا۔ اچانک اس کے عقب سے فائروں کی آوازیں اُبھریں اور تینوں جرمن ڈھیر ہو گئے۔ چارلی آگے بڑھا اور خندق تک جا پہنچا۔

اب وہ ایک خوفزدہ جرمن لڑکے کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ اور وہ جرمن لڑکا اس سے بھی کم عمر تھا۔ چارلی صرف ایک لمحے کو ہچکچایا۔ پھر اس نے اپنی سنگین لڑکے کے حلق میں گھونپ دی۔ سنگین کو واپس کھینچ کر دوسری بار اس نے سنگین جرمن فوجی کے دل میں گھونپ دی۔ پھر وہ آگے بڑھ گیا۔

اس نے دیکھا، اس کی پلافون کے تین آدمی اس سے آگے تھے اور وہ بھاگتے ہوئے دُشمن کا پیچھا کر رہے تھے۔ اسی لمحے اپنی دائیں جانب سے اسے ٹامی نظر آیا، جو ایک پہاڑی کی طرف بھاگتے ہوئے دو جرمن فوجیوں کا تعاقب کر رہا تھا۔ چند لمحے میں وہ تینوں اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پہاڑی پر درخت بھی نظر آ رہے تھے۔ پھر چارلی کو اس طرف سے ایک فائر کی آواز سنائی دی۔

چارلی اپنے دوست کی مدد کے لئے اس طرف لپکا۔ پہاڑی پر اسے ایک جرمن کی لاش نظر آئی۔ ٹامی اب بھی ایک طرف بھاگا جا رہا تھا۔ چارلی اس تک پہنچ گیا مگر اس وقت تک وہ ہانپنے لگا تھا۔

''بہت شاندار ٹامی......!''

''شکریہ......! لیکن میں اس افسر کی جرأت کو چھو بھی نہیں سکتا۔ کیا نام

تھا اس کا ...... لیفٹن ......؟"

"ہاروے ...... ! لیفٹن ہاروے ......!"

"ہاں ...... ! وہی ...... اور ایک ہمارا کیپٹن ٹرینتھم ہے ...... بزدل ...... ناک کٹوانے والا۔"

ٹامی غرایا۔

"کیا مطلب ......؟"

"وہ پیچھے تھا۔ جب اس نے جرمنوں کو نکلتے دیکھا تو گھبرا کر جنگل کی طرف بھاگا۔ دو جرمن فوجیوں نے اسے دیکھ لیا اور اس بزدل کے پیچھے بھاگے۔ اسی لئے تو میں یہاں آیا ہوں، ان میں سے ایک کو میں نے ختم کر دیا۔ لاش تم نے دیکھی ہوگی۔"

"ہاں ...... ! لیکن کیپٹن ترینتھم کہاں ہے ......؟"

"اوپر کہیں ہے۔"

ٹامی نے پہاڑی کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ اس اکیلے جرمن سے ڈر کر کہیں چھپا ہوا ہے۔"

چارلی نے اوپر نظر دوڑائی۔

"اب کیا کرنا چاہئے ......؟"

ٹامی نے پوچھا۔

"اس جرمن کے پیچھے جا کر اسے ختم کرنا ہوگا، اس سے پہلے کہ وہ ہمارے کیپٹن کو ختم کرے۔"

"کیوں نہ ہم واپس چلیں اور کیپٹن کو اس کے مقدر پر چھوڑ دیں۔ وہ کوئی نہتا تو ہے نہیں۔"

ٹامی نے کہا۔

لیکن چارلی اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی پہاڑی کی طرف قدم بڑھا چکا تھا۔

وہ درختوں کی آڑ میں سن گن لیتے آگے بڑھتے رہے۔ اوپر پہنچ کر انہیں کھلا میدان نظر آیا۔

"یہاں تو ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔"

چارلی نے سرگوشی میں کہا۔

"وہی تو میں کہہ رہا ہوں۔ واپس اپنے محاذ پر چلو۔ کیونکہ اگر جرمنوں نے ہمیں پکڑ لیا تو وہ ہماری دعوت تو ہرگز نہیں کریں گے۔"

چارلی کو سامنے ایک چرچ نظر آیا۔

"پہلے چرچ کو چیک کر لیا جائے۔"

اس نے کہا۔

"لیکن غیر ضروری طور پر خطرہ مول لینے کی ضرورت نہیں۔"

"حالانکہ یہ خطرہ جو ہم مول لے رہے ہیں، یہی نہایت غیر ضروری ہے۔"

وہ دونوں سینے کے بل رینگتے ہوئے چرچ کی طرف بڑھنے لگے۔ دروازے پر پہنچ کر چارلی نے بڑی احتیاط سے دروازے کو دھکیلا۔ اسے ڈر تھا کہ اندر سے فائرنگ ہوگی لیکن دروازے کے قبضوں کی چرچراہٹ کے سوا وہاں کوئی آواز نہیں تھی۔

ٹامی نے سگریٹ سلگائی۔

چارلی بڑی احتیاط سے چرچ کے اندر کے نقشے کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کسی جرمن یا برٹش شیل کی مہربانی سے چرچ کی چھت کا ایک حصہ منہدم ہو چکا تھا۔ بڑے محتاط انداز میں اس نے چرچ میں قدم رکھا۔

قربان گاہ پر پہنچ کر وہ گھٹنوں کے بل جھکا اور اس نے سر جھکا لیا۔ اس وقت اسے فادر اومیلی کی یاد آئی تھی۔

مگر اسی لمحے ایک فائر ہوا۔ گولی اس کے سر کے عین اوپر سے گزری اور پیتل کی پلیٹ سے ٹکرائی۔ اس کے نتیجے میں صلیب نیچے آ گری۔ چارلی نے کور کی غرض سے قربان گاہ کے عقب میں غوطہ لگایا۔ اسی لمحے دوسرا فائر ہوا۔ اس نے سر گھما کر دیکھا۔ جرمن فوجی کی کنپٹی پر گولی لگی تھی اور وہ پہلو کی طرف گر رہا تھا۔ یہ طے تھا کہ وہ گولی لگتے ہی مر گیا ہوگا۔

''اُمید ہے، اسے اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کی مہلت ضرور ملی ہوگی۔''

ٹامی نے خوش دلی سے کہا۔

چارلی اُٹھا اور قربان گاہ کی اوٹ سے نکل آیا۔

''خدا کے لئے...... دُبکے رہو۔ مجھے یہاں کسی اور کی موجودگی کا بھی احساس ہو رہا ہے۔ اور وہ خدا ہرگز نہیں ہے۔''

ٹامی چلایا۔

منبر کی جانب سے آہٹ سنائی دی۔ چارلی دوبارہ قربان گاہ کے عقب میں دُبک گیا۔

''ارے...... یہ میں ہوں۔''

ایک جانی پہچانی آواز اُبھری۔

''یہ میں کون ہے......؟ کون بلا ہے یہ میں......؟''

ٹامی نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے پوچھا۔

''میں......کیپٹن ٹرینتھم...... اور تم کچھ بھی کر لو......بس فائر نہ کرنا۔''

''تو پھر اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر سامنے آؤ تا کہ ہم دیکھ سکیں کہ تم

وہی ہو جو ہونے کا دعویٰ کر رہے ہو......؟''

ٹامی اس وقت ٹرینتھم کی شرم ساری کے ایک ایک پل سے محظوظ ہونے کے موڈ میں تھا۔

منبر میں ٹرینتھم اُٹھ کھڑا ہوا اور سنگی سیڑھیوں سے اُترنے لگا۔ اس نے دونوں ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھے۔ چند لمحے بعد وہ قربان گاہ کے سامنے گری ہوئی صلیب کے پاس پہنچا۔ اسی لمحے اس کی نظر ٹامی پر پڑی، جس کے ہاتھ میں موجود پستول کا رُخ اس کے دل کی طرف تھا۔

''سوری سر......!''

ٹامی نے پستول جھکاتے ہوئے کہا۔

''یہ یقین کرنا ضروری تھا کہ آپ جرمن تو نہیں ہیں۔''

اس کے لہجے میں تمسخر تھا۔

''ایسا جرمن جو شاہ معظم کی انگریزی زبان بولتا ہے۔''

ٹرینتھم نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''آپ نے اپنے ایک لیکچر میں ہمیں اس سلسلے میں خاص طور پر خبردار کیا تھا۔ یاد ہے آپ کو......؟''

''اب اپنا منہ بند کرو پریسکوٹ......! اور یہ تمہارے ہاتھ میں کس آفیسر کا پستول ہے......؟''

''یہ لیفٹن ہاروے کا پستول ہے، جو مرتے وقت ان کے ہاتھ سے......''

چارلی نے وضاحت کی کوشش کی۔

''اور یہ اس وقت کی بات ہے، جب آپ جنگل کی طرف بھاگے تھے۔''

ٹامی نے کیپٹن کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بے خوف لہجے میں کہا۔

’’میں تو دو جرمن فوجیوں کا پیچھا کر رہا تھا، جو فرار ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔‘‘

کیپٹن ٹریتھم نے کہا۔

’’مجھے تو آپ ان کا آگا کرتے نظر آئے تھے۔ یعنیٰ وہ آپ کا پیچھا کر رہے تھے۔‘‘

ٹامی نے کہا۔

’’اور یہ لطیفہ تو میں واپس جا کر سب لوگوں کو سناؤں گا۔‘‘

’’یہ میرے خلاف محض تمہارا بیان ہوگا۔ ویسے بھی دونوں جرمن تو مر چکے ہیں۔‘‘

’’اس کے لئے بھی آپ کو میرا شکرگزار ہونا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ یہاں ایک عینی شاہد موجود ہے...... کارپورل......!‘‘

ٹامی نے چارلی کی طرف اشارہ کیا۔

’’اور یہ میرے بیان کی تصدیق کرے گا۔‘‘

کیپٹن چارلی کی طرف مڑا۔

’’میرا خیال ہے، ہمیں فضول بحث میں وقت ضائع کرنے کے بجائے یہاں سے نکلنے کی فکر کرنی چاہئے۔‘‘

کیپٹن نے اقرار میں سر ہلایا اور مینار کی طرف لپکا۔ چارلی اس کے پیچھے تھا۔ مینار سے وہ چھت پر پہنچے۔ وہاں سے انہوں نے جنگل کی دوسری طرف دیکھنے کی کوشش کی۔ جنگ شباب پر تھی۔ فائرنگ کی زبردست آواز سنائی دے رہی تھی۔ لیکن یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ فتح یاب کون ہو رہا ہے......؟

چند منٹ گزر گئے۔ پھر کیپٹن نے پوچھا۔

’’پریسکوٹ کہاں ہے......؟‘‘

’’مجھے نہیں معلوم جناب......! میں سمجھا تھا کہ وہ میرے پیچھے آ رہا ہے۔‘‘

چند منٹ بعد ٹامی بھی چھت پر آگیا۔

’’کہاں تھے تم......؟‘‘

کیپٹن نے اس سے پوچھا۔

’’میں نے گرجا کا چپہ چپہ چھان مارا کہ شاید کھانے کی کوئی چیز مل جائے۔ لیکن کچھ نہیں ملا۔‘‘

’’اچھا......! اب تم یہاں پوزیشن سنبھالو......!‘‘

کیپٹن نے محرابی دروازے کے اوپر چھت کی طرف اشارہ کیا۔

’’ہمیں اندھیرا ہونے تک یہاں رُکنا ہے۔ اس وقت تک میں اپنی فوج تک واپس پہنچنے کا کوئی منصوبہ بنا ہی لوں گا۔‘‘

وہ تینوں وہاں بیٹھے باہر کا جائزہ لیتے رہے۔ یہاں تک کہ جھٹ پٹا اُتر آیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے تاریکی چھانے لگی۔

’’اب ہمیں یہاں سے نکلنا چاہئے کیپٹن......!‘‘

اندھیرا اچھا جانے کے ایک گھنٹے بعد چارلی نے کہا۔

’’اس کا فیصلہ میں کروں گا۔ جب تک میں مناسب نہیں سمجھتا، ہم یہاں سے نہیں نکلیں گے۔‘‘

کیپٹن کے لہجے میں رعونت تھی۔

’’لیس سر......!‘‘

چارلی کو اب سردی لگ رہی تھی۔

مزید چالیس منٹ گزر گئے۔ پھر اچانک کیپٹن ٹریتھم نے کہا۔

"چلو...... میرے پیچھے پیچھے آؤ......!"

پھر وہ اُٹھا اور نیچے اُترنے لگا۔ چارلی اور ٹامی اس کے پیچھے تھے۔ کیپٹن نے آہستگی سے دروازہ کھولا۔ قبضوں کی چرچراہٹ ایسی تھی، جیسے کسی نے مشین گن کا میگزین خالی کر دیا ہو۔

وہ تینوں باہر تاریکی میں گھورتے رہے۔ چارلی کو لگ رہا تھا کہ باہر کوئی جرمن فوجی دروازے پر نشست باندھے ان کے باہر نکلنے کا منتظر ہے۔

کیپٹن نے اپنے کمپاس کو چیک کیا۔

"پہلا محفوظ مقام، جہاں ہمیں پہنچنا ہے، ٹیلے پر موجود درختوں کا وہ جھنڈ ہے۔"

اس نے اشارہ کرتے ہوئے سرگوشی میں کہا۔

"پھر میں اپنی صفوں تک بخیر و عافیت پہنچنے کا روٹ طے کروں گا۔"

آسمان پر چاند نمودار ہوگیا تھا۔ مگر گھٹا بھی تھی۔ چارلی آسمان کو تکتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی نگاہ ماحول کی تاریکی سے مانوس ہوگئی۔

"ان درختوں تک پہنچنے کے راستے میں کوئی آڑ نہیں۔ یہ کھلا میدان ہے۔"

کیپٹن ٹرینتھم نے کہا۔

"چاندنی میں ہم یہ فاصلہ طے کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ ہمیں چاند کے بادلوں میں چھپنے کا انتظار کرنا ہوگا۔ پھر ہم الگ الگ درختوں کی طرف لپکیں گے۔ اب پریسکوٹ......! میرا حکم ہے کہ پہلے تم جاؤ گے۔"

"میں......؟"

"ہاں تم...... پریسکوٹ......! اور تمہارے درختوں تک پہنچتے ہی کارپورل کو لپکنا ہوگا۔"

"اور اگر خوش قسمتی سے وہاں پہنچ گئے تو تمہیں کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔"

ٹامی کا انداز معترضانہ تھا۔

"میری نافرمانی مت کرو۔ ورنہ اس بار تمہارا کورٹ مارشل ہو کر رہے گا اور انجام کار تم اسی جیل میں پہنچ جاؤ گے، جو تمہاری حقیقی منزل ہے۔"

"ایک گواہ کی موجودگی میں ناممکن ہے۔"

ٹامی نے ترکی بہ ترکی کہا۔

"فوجی ضابطوں کی اتنی تمیز تو مجھے بھی ہے۔"

"شٹ اَپ ٹامی......!"

چارلی نے اسے ڈانٹا۔

وہ خاموشی سے انتظار کرتے رہے۔ بالآخر چاند گھٹا میں گھر گیا۔ اب درخت محض ہیولے سے لگ رہے تھے۔

"چلو...... اب چل دو......!"

کیپٹن نے ٹامی کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

ٹامی بہت تیزی سے باہر نکلا اور کھلے میدان سے گزر کر جھنڈی کی طرف جھپٹا۔ وہ سایہ سا نظر آ رہا تھا۔

ایک لمحے بعد کیپٹن نے چارلی کو تھپکی دی۔

چارلی زندگی میں اتنا تیز کبھی نہیں دوڑا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں رائفل تھی اور کندھے پر پیک تھا۔ اس کے باوجود تیس سیکنڈ سے پہلے ہی وہ درختوں کے جھنڈ میں پہنچ گیا۔

وہاں پہنچ کر وہ پہلی بار مسکرایا۔ بھاگتے ہوئے ہر پل اسے ڈر تھا کہ کہیں سے اس کے نام کی کوئی گولی اس کی طرف آنے والی ہے۔

اب ٹامی اور وہ چرچ کے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"یہ مردود آخر کس بات کا انتظار کر رہا ہے......؟"

چند لمحے بعد چارلی بڑبڑایا۔

"یقین کرنا چاہتا ہے کہ ہم مارے تو نہیں گئے۔"

ٹامی نے کہا۔

چاند پھر بادلوں کی اوٹ سے نکل آیا تھا۔ وہ دونوں درختوں کے جھنڈ میں بیٹھے چرچ کے دروازے کی طرف دیکھتے رہے۔ کیپٹن نظر نہیں آ رہا تھا۔

چاند کو دوبارہ بادلوں کی چادر اوڑھنے میں کچھ دیر لگی۔ اس بار اندھیرا ہوتے ہی کیپٹن انہیں جھنڈ کی طرف لپکتا نظر آیا۔ چند لمحے بعد وہ ان کے قریب ایک درخت سے ٹیک لگائے ہانپ رہا تھا۔

سانس درست کرنے کے بعد کیپٹن نے کہا۔

"ہم پہلے مرحلے سے گزر آئے۔ اب ہمیں بڑی احتیاط اور آہستگی سے یہ جنگل عبور کرنا ہے۔ ہر چند گز کی پیش قدمی کے بعد ہم رُک کر دُشمن کی سن گن لیں گے۔ اور اس دوران درخت کی اوٹ میں رہیں گے۔ اور ہاں...... چاند نکل آئے تو ساکت ہو جانا ہوگا اور بولنا بھی مت۔ صرف میرے کسی سوال کے جواب میں بولنے کی اجازت ہوگی تمہیں۔"

وہ تینوں رینگتے ہوئے ایک درخت سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے کی طرف بڑھتے رہے۔ پہاڑی سے اُترنے میں انہیں ایک گھنٹے سے زیادہ لگا۔ وہاں پہنچ کر وہ رُک گئے۔ اب ان کے سامنے دُور دُور تک ایک کھلا میدان تھا۔

"یہ دونوں فوجوں کے درمیان کا علاقہ ہے۔"

ٹرینتھم نے سرگوشی میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں پیٹ کے بل رینگتے ہوئے آگے بڑھنا ہوگا۔ سیدھا کھڑے ہونے کی کوشش کی تو مارے جائیں گے۔"

یہ کہہ کر وہ نیچے کیچڑ میں بیٹھ گیا۔

"میں سب سے آگے ہوں گا۔ میرے پیچھے ٹرمپر اور آخر میں پریسکوٹ......"

"چلو...... اس بار اسے یہ تو معلوم ہے کہ یہ کہاں جا رہا ہے......؟"

ٹامی نے سرگوشی میں چارلی سے کہا۔

"اسے معلوم ہے کہ گولیاں کس سمت سے آئیں گی۔ اس نے خود کو دُور تر کرنے کا بندوبست کر لیا ہے۔"

وہ تینوں عملاً ایک ایک انچ کر کے آگے بڑھتے رہے۔ انہیں آدھے میل کی مسافت طے کرنا تھی۔ سر جھکا کر رینگنے کی وجہ سے ان کے چہرے کیچڑ میں لتھڑ گئے تھے۔ چاند بادلوں سے نکلتا تو انہیں منہ کیچڑ میں چھپانا پڑتا۔

ٹرینتھم تو آگے ہونے کی وجہ سے چارلی کو نظر آ رہا تھا۔ لیکن عقب میں ٹامی کی موجودگی کی تصدیق کے لئے اسے بار بار پلٹ کر دیکھنا پڑتا تھا۔ کیونکہ ٹامی ایسے بے آواز رینگ رہا تھا کہ اس کی موجودگی کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔ شاید اس لئے کہ عقب سے ہونے والی ممکنہ فائرنگ کا آسان ترین ہدف وہی تھا۔

پہلے گھنٹے میں انہوں نے بمشکل سو گز کا فاصلہ طے کیا۔ اِکا دُکا گولیاں ان کے سروں کے اوپر سے گزر رہی تھیں۔ چارلی کو بار بار منہ میں بھر جانے والی کیچڑ تھوکنی پڑتی تھی۔ اچانک اسے عقب سے چیں کی سی آواز سنائی دی۔ وہ ٹامی کو برا بھلا کہنے کے ارادے سے پلٹا تو اسے ٹامی کی ٹانگوں کے درمیان خرگوش کے برابر ایک چوہا نظر آیا۔ ٹامی نے اسے سنگین سے چھید ڈالا تھا۔

"لو کارپ......! تمہارے ڈنر کا بندوبست تو ہوگیا۔"

ٹامی نے مسخرے پن سے کہا۔

اگر چارلی کو یہ خوف نہ ہوتا کہ جرمن اس کی آواز سن لیں گے تو وہ قہقہہ لگانے سے باز نہ رہتا۔

چاند پھر بادلوں کی اوٹ سے نکل آیا اور وہ کیچڑ میں رُکنے پر مجبور ہوگئے۔

بالآخر تین گھنٹے کی مشقت کے بعد وہ باڑھ تک پہنچ گئے۔ باڑھ میں کسی رخنے کی تلاش میں انہیں 80، گز اور رینگنا پڑا، جو چارلی کو ایک میل کے برابر لگا۔

باڑھ سے گزر جانے کے بعد ان کی خندقوں تک پچاس گز کا مزید فاصلہ تھا۔ یہ دیکھ کر چارلی کو حیرت ہوئی کہ کیپٹن ٹرینتھم نے اسے خود سے آگے نکل جانے دیا۔ دراصل اب خطرہ یہ تھا کہ نقل وحرکت نظر آنے پر ان کے اپنے ساتھی فائرنگ نہ شروع کر دیں۔

اب وہ خندقوں کے اتنا قریب پہنچ گئے تھے کہ انہیں فوجیوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"ہم پہنچ گئے۔"

ٹامی نے زوردار نعرہ لگایا۔ آواز اتنی بلند تھی کہ جرمن فوجیوں تک بھی پہنچی ہوگی۔ چارلی گھبرا کر کیچڑ میں چت لیٹ گیا۔

"کون ہے......؟"

ایک گرجدار آواز سنائی دی اور پھر خندقوں میں بندوقوں کی کھڑکھڑاہٹ......

"کیپٹن ٹرینتھم......! کارپورل ٹرمپر......! اور پرائیویٹ پریسکوٹ

آف رائل فزیلیرز......!"

چارلی نے پُراعتماد لہجے میں پکارا۔

"پاس ورڈ بتاؤ......!"

"او گاڈ......! پاس ورڈ......؟"

چارلی گڑبڑا گیا۔

"ریڈ ہڈ......!"

عقب سے ٹرینتھم نے پکارا۔

"آگے آؤ اور اپنی شناخت کراؤ۔"

"سب سے پہلے پریسکوٹ......!"

ٹرینتھم نے کہا۔

ٹامی گھٹنوں کے بل رینگتا خندق کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے چارلی کو عقب سے فائر کی آواز سنائی دی۔ گولی ٹامی کو لگی۔ وہ پیٹ کے بل کیچڑ میں گرا اور ساکت ہوگیا۔

چارلی نے پلٹ کر دیکھا۔ عقب میں موجود ٹرینتھم نے کہا۔

"منحوس جرمن......تم جھک کر بڑھتے رہو۔ کہیں تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی نہ ہو۔"

چارلی نے اس کی بات پر توجہ نہیں دی۔ وہ اپنے دوست کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنے دوست کو سہارا دیا۔

"صرف بیس گز کا فاصلہ اور ہے۔"

اس نے حوصلہ بڑھایا۔ پھر اس نے خندق کی طرف رُخ کر کے کہا۔

"میرا ساتھی زخمی ہوگیا ہے۔"

"پریسکوٹ......! ساکت رہو۔ چاند پھر نکل آیا ہے۔"

عقب سے ٹرینتھم نے پکارا۔

''تم کیسا محسوس کر رہے ہو دوست......!''

چارلی نے ٹامی سے پوچھا۔

''تم دونوں خاموش ہو جاؤ......!''

ٹرینتھم نے تنبیہ کی۔

''ایک بات بتاؤں......!''

ٹامی نے چٹخارا لے کر کہا۔

''یہ گولی جرمن نہیں تھی۔ اس لئے مجھ سے وعدہ کرو کہ اگر مجھے حساب بے باک کرنے کا موقع نہیں ملا تو اس حرامی کیپٹن سے تم نمٹو گے۔''

یہ کہتے کہتے اس کے منہ سے خون نکل آیا۔

''تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ کوئی گولی ٹامی پریسکوٹ کو نہیں مار سکتی۔''

اسی وقت چاند کو بادلوں نے چھپا لیا۔ ریڈ کراس کے دو اردلی خندق سے نکل کر ان کی طرف لپکے۔ ان کے پاس اسٹریچر بھی تھا۔ انہوں نے ماہرانہ انداز میں ٹامی کو اسٹریچر پر لٹایا اور خندق کی طرف لے گئے۔

جرمن باڑھ کی طرف سے گولیوں کی ایک اور باڑھ آئی۔

خندق کے پاس پہنچتے ہی چارلی نے کہا۔

''تم لوگ ابھی تک یہیں ہو......؟ اسے ہاسپٹل ٹینٹ کی طرف لے چلو......جلدی سے......جلدی کرو......!''

''اب اس کا کوئی فائدہ نہیں کارپ......!''

میڈیکل اردلی نے کہا۔

''یہ مر چکا ہے......!''

☆☆☆

''ہیڈکوارٹر کو تمہاری رپورٹ کا انتظار ہے ٹرمپر......!''

''میں جانتا ہوں سارج......! مجھے معلوم ہے۔''

سارجنٹ نے چارلی کو بہت غور سے دیکھا۔

''کوئی مسئلہ ہے......؟''

چارلی اس کا مطلب سمجھ گیا۔ سارجنٹ سوچ رہا تھا کہ شاید اسے لکھنا نہیں آتا۔

''کوئی مسئلہ نہیں سارج......!''

اگلے ایک گھنٹے تک چارلی لکھتا رہا۔ 18 جولائی 1918ء کے واقعات جو مارن کی دوسری جنگ کے دوران پیش آئے تھے۔

لکھنے کے بعد اس نے اپنے لکھے کو کئی بار پڑھا۔ اس نے ٹامی کی بہادری اور بے جگری تو بیان کی تھی لیکن ٹرینتھم کی بزدلی کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔ سچی بات یہ تھی کہ وہ خود اس کا عینی شاہد نہیں تھا۔ اس نے ٹرینتھم کو چرچ میں چھپتے تو دیکھا تھا۔ لیکن اسے دُشمن سے بھاگتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اپنی رائے دے سکتا تھا۔ لیکن جرح کے نتیجے میں وہ غیر مؤثر بھی ہو سکتی تھی۔ اور رہی ٹامی کی موت، تو یہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ وہ کسی جرمن کی بھٹکی ہوئی گولی کا نہیں بلکہ ٹرینتھم کے پستول سے نکلی ہوئی گولی کا نتیجہ ہے۔

وہ جانتا تھا کہ ٹامی کی دونوں باتیں سچ تھیں۔ لیکن وہ یہ کہتا تو یہ ٹرینتھم کے خلاف محض اس کا بیان ہوتا۔ اور وہ بے وقعت ہوتا، کیونکہ ٹرینتھم ایک افسر اور معزز شخص تھا۔

وہ بس اتنا کر سکتا تھا کہ اپنے قلم سے کیپٹن ٹرینتھم کی تعریف میں کچھ نہ لکھے۔ اس کے باوجود بیان پر دستخط کرتے ہوئے اسے احساس ہو رہا تھا کہ

وہ دوست کے ساتھ غداری کا مرتکب ہو رہا ہے۔

رپورٹ اس نے اردلی آفیسر کے حوالے کر دی۔

اس شام کو ڈیوٹی سارجنٹ نے اسے ٹامی کے لئے قبر کھودنے کی اجازت دی۔ قبر کھودتے ہوئے وہ دونوں طرف کے ان افراد کو بددعا دیتا رہا، جو اس جنگ کے ذمہ دار تھے۔

مارن کی اس جنگ میں ایک لاکھ افراد نے اپنی جانوں کے بھینٹ دی تھی۔ چارلی کے لئے فتح کی یہ قیمت قابل قبول نہیں تھی۔ کوئی بھی فتح اتنی بڑی نہیں ہو سکتی۔

اس نے اپنی سنگین سے قبر کے لئے ایک صلیب بنائی اور اس پر یہ الفاظ کندہ کئے۔

”پرائیویٹ ٹامی پریسکوٹ......!“

اس رات ان ہزاروں قبروں پرُکیف چاندنی بے حد سوگوار تھی۔ چارلی نے قسم کھائی کہ خواہ کچھ بھی ہو جائے، وہ اپنے باپ اور ٹامی پریسکوٹ کو کبھی نہیں بھولے گا......اور کیپٹن ٹرینتھم کو بھی نہیں۔

وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان سو گیا۔ طلوعِ آفتاب کے وقت وہ جاگا۔ وہ باہر گیا اور چند لمحے ٹامی کی قبر کے پاس گزار کر واپس آیا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے بتایا کہ صبح نو بجے کمانڈنگ آفیسر جوانوں سے خطاب کرے گا۔

ایک گھنٹے بعد وہ ان لوگوں کے درمیان کھڑا تھا، جو جنگ سے آشنا ہو چکے تھے۔ کرنل ہملٹن نے انہیں بتایا کہ وزیر اعظم نے مارن کی فتح کو اب تک کی سب سے بڑی فتح قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ تاریخی فتح ہے۔

سب لوگ تالیاں بجانے لگے۔ لیکن چارلی نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔

”رائل فیزیلیرز کے جوانوں کے لئے یہ ایک قابل فخر دن ہے۔“

کرنل ہملٹن کہہ رہا تھا۔

”اس جنگ میں رجمنٹ نے 16 تمغے جیتے ہیں۔ ایک وی سی، چھ ایم سی اور 9 ایم ایم......“

اس کے بعد کرنل تمغے حاصل کرنے والوں کے نام بتانے لگا۔

چارلی کچھ نہیں سن رہا تھا۔ لیکن لیفٹن آرتھ ہاروے کے نام نے اسے چونکا دیا۔ کرنل بتا رہا تھا کہ لیفٹن ہاروے گیارہ نمبر پلاٹون کی قیادت کرتے ہوئے جرمن خندقوں تک پہنچنے والا پہلا جوان تھا۔ اس کے لئے اسے ملٹری کراس سے نوازا گیا تھا۔

پھر کیپٹن گائی ٹرینتھم کا نام سن کر وہ چونکا۔

”اس شاندار افسر نے لیفٹن ہاروے کی موت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حملہ جاری رکھا۔“

کرنل کہہ رہا تھا۔

”اور متعدد جرمن فوجیوں کو ان کے علاقے میں گھس کر ختم کر دیا۔ کیپٹن ٹرینتھم نے تن تنہا پورے جرمن یونٹ کا صفایا کر دیا۔ دو جرمن فوجیوں کا تعاقب کرتے ہوئے وہ نہایت دلیری کے ساتھ قریبی جنگل میں گھس گیا۔ اس نے ان دونوں کو ختم کر کے فزیلیرز کے دو جوانوں کو ان کے چنگل سے چھڑایا اور انہیں اتحادی فوج کی خندقوں تک بحفاظت واپس لایا۔ بہادری کے اس اعلیٰ ترین مظاہرے کے صلے میں اسے ملٹری کراس سے نوازا گیا ہے۔“

ٹرینتھم آگے بڑھا۔ تمام فوجی تالیاں بجا رہے تھے۔ کرنل نے کیپٹن ٹرینتھم کے سینے پر تمغہ آویزاں کیا۔

اس کے بعد ایک سارجنٹ میجر، تین سارجنٹ، دو کارپورل اور چا[ر] پرائیویٹ باری باری آگے آئے اور تمغے وصول کیے۔

''اور ان لوگوں کے درمیان جو آج ہم میں موجود نہیں، ایک جوان جولیفٹن ہاروے کے ساتھ تھا۔ اس نے پانچ جرمن فوجیوں کو ٹھکانے لگایا۔ ایک اور فوجی کو اس کا تعاقب کر کے ختم کیا۔ پھر واپس آتے ہوئے بدقسمتی سے وہ ایک بھٹکی ہوئی گولی کا نشانہ بن گیا۔''

سب لوگ پھر تالیاں بجانے لگے۔

میٹنگ ڈسمس ہوئی تو سب لوگ خیموں کی طرف گئے۔ لیکن چارلی اس طرف چلا آیا، جہاں بہت بڑی تعداد میں گزشتہ جنگ میں مرنے والوں کی قبریں تھیں۔ اس نے اپنی بیلٹ سے چاقو نکال کر کھولا اور ٹامی پریسکوٹ کی قبر پر گڑی صلیب پر اس کے نام کے آگے ایم ایم کے حروف کندہ کر دیئے۔

☆☆☆

دو ہفتے بعد ایک ہزار فوجی جن کے پاس مجموعی طور پر ایک ہزار ہاتھ ایک ہزار ٹانگیں اور ایک ہزار آنکھیں رہ گئی تھیں، وطن واپس روانہ کر دیئے گئے۔ رائل فیوزیلیرز کا سارجنٹ چارلی ٹرمپر بھی ان میں شامل تھا۔ شاید اس بنیاد پر کہ دُشمن پر تیسرے حملے کے بعد کسی سے زندہ بچنے کی اُمید نہیں کی جاتی تھی۔

اپنے زندہ بچ کر واپس جانے پر وہ سب بہت خوش تھے۔ خوش چارلی بھی تھا۔ لیکن وہ خوشی اس کے ضمیر پر بوجھ بھی تھی۔ کیونکہ وہ محض ایک ایڑھی ہی سے تو محروم ہوا تھا۔ واپسی کے سفر میں وہ حتی المقدور اپنے معذور ساتھیوں کی بے حد خوش دلی سے مدد کرتا رہا۔

ڈوور کی گودی پر بے شمار لوگ اپنے ہیروز کا پُرجوش خیر مقدم کرنے کے لئے موجود تھے۔ وہاں سے مختلف ٹرینیں انہیں گھر واپس لے جانے کے لئے تیار تھیں۔ یہ استقبال ان لوگوں کے لئے باعث افتخار تھا، جسے ان کو ہمیشہ یاد رکھنا تھا۔

لیکن چارلی کو گھر نہیں، ایڈن برگ جانا تھا۔ اسے جو کاغذات دیئے گئے تھے، ان کی رو سے اسے ایڈن برگ میں رنگروٹوں کی نئی کھیپ کو تربیت دینے کی ذمہ داری تفویض کی گئی تھی۔

11 نومبر 1918ء کو جنگ ختم ہوگئی۔ قوم نے سکون کی سانس لی۔ جب یہ اطلاع آئی تو چارلی نئے رنگروٹوں کی تربیت میں مصروف تھا۔ رنگروٹوں میں ایسے بھی تھے، جو دُشمن کا سامنا کرنے کا موقع کھو جانے پر افسردہ ہوگئے۔

جنگ ختم ہوگئی...... اور فتح پر ختم ہوئی۔ سیاست دانوں نے اس فتح کا اعلان ایسے کیا، جیسے برطانیہ اور جرمنی کے درمیان وہ فٹ بال کا کوئی میچ ہو رہا تھا۔

دس لاکھ سے زیادہ افراد نے اپنے وطن کے لئے جان کی قربانی پیش کی اور ان میں بہت سے ایسے تھے، جنہوں نے ابھی ٹھیک سے اپنی زندگی کا آغاز بھی نہیں کیا تھا۔

چارلی نے اپنی بہن سیل کو خط میں لکھا تھا۔

''اور اس قربانی کا حاصل کیا ہے......؟ اس کی وضاحت کوئی فریق بھی نہیں کر سکتا۔''

جواب میں سیل نے لکھا کہ اس کے لئے یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ چارلی زندہ ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس نے کینیڈا کے ایک پائلٹ سے منگنی کر لی ہے۔

"ہم نے اگلے چند ہفتوں میں شادی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ شادی کے بعد ہم ٹورنٹو جا کر اس کے والدین کے ساتھ رہیں گے۔ شاید اگلا خط میں تمہیں وہیں سے لکھوں۔ گریس فرانس میں ہے۔"

سیل نے اپنے خط میں اسے اطلاع دی۔

"لیکن سالِ نو میں کسی بھی وقت وہ لندن کے اسپتال واپس آجائے گی۔ اسے وارڈ سسٹر بنا دیا گیا ہے۔ میرا خیال ہے، تمہیں اس کے ویلش محبوب کے بارے میں علم ہوگا۔ فتح کے چند روز بعد نمونیہ کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ کٹی کا وہی رنگ ڈھنگ ہے۔ نت نئے دوست...... مگر سب کاروں والے...... وہ بہت خوش ہے...... اور زندگی سے مطمئن......!"

نیچے سیل نے نوٹ لکھا تھا۔

"یہ بتاؤ......! ایسٹ اینڈ واپس جاؤ گے تو تم رہو گے کہاں......؟"

اس نوٹ کا مطلب چارلی کی سمجھ میں نہیں آیا۔

☆☆☆

سارجنٹ چارلی ٹرمپر کو 20 فروری 1919ء کو دیگر لوگوں سے خاصا پہلے فوجی ڈیوٹی سے سبک دوش کر دیا گیا۔ یہاں اس کی کٹی ہوئی ایڑی اس کے کام آئی تھی۔ اس نے اپنی وردی اور دیگر سامان کوارٹر ماسٹر کے سپرد کر دیا۔

"اس پرانے سوٹ اور کیپ میں تو میں تمہیں پہچان ہی نہیں سکا سارج......! اب تو یہ کپڑے تمہارے لئے چھوٹے ہوگئے ہیں۔ جنگ کے دوران تمہارا قد خاصا بڑھا ہے۔"

کوارٹر ماسٹر نے تبصرہ کیا۔

چارلی نے سر جھکا کر دیکھا۔ واقعی اس کی پینٹ اس کے لئے اٹنگی

ہوگئی تھی۔

"ہاں واقعی......!"

اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے گھر والے تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔"

"دیکھنا یہ ہے کہ کوئی موجود بھی ہے یا نہیں......؟"

وہاں سے چارلی پے ماسٹر کے آفس میں گیا۔ اسے اس کی تنخواہ کے ساتھ ٹرین کے سفر کا ٹکٹ بھی دیا گیا۔

"ٹرمپر......! اردلی آفیسر تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہے۔"

سارجنٹ میجر نے اسے بتایا۔

چارلی دوبارہ پریڈ گراؤنڈ کی طرف گیا، جہاں کمپنی کے دفاتر تھے۔ اب وہاں اس کی جگہ تازہ دم لڑکے کام کر رہے تھے، جن کا کبھی دُشمن سے سامنا بھی نہیں ہوا تھا۔

چارلی لیفٹن کو سلیوٹ کرنے والا تھا کہ اسے خیال آگیا۔ اس وقت وہ فوجی وردی میں نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے ٹوپی اُتار کر سر کو ہلکا سا خم کیا۔

"آپ مجھ سے ملنا چاہتے تھے سر......؟"

"ہاں ٹرمپر......! ایک ذاتی معاملہ ہے۔"

لیفٹن نے اپنی میز پر رکھے لکڑی کے ایک بڑے صندوقچے کو چھوا۔

"بات یہ ہے ٹرمپر......! کہ تمہارے دوست پرائیویٹ پریسکوٹ نے وصیت کی تھی کہ اس کی موت کی صورت میں اس کی ہر چیز کے وارث تم ہو۔"

چارلی اپنی حیرت چھپا نہیں سکا۔

لیفٹن نے صندوقچہ اس کی طرف دھکیلا۔

"مہربانی کر کے اس میں موجود چیزوں کو چیک کر کے ان کی وصولی

کے دستخط کر دو۔"

اس نے ایک فارم چارلی کی طرف بڑھایا، جس پر ٹامی کا نام لکھا تھا۔ نیچے اسے دستخط کرنے تھے اور گواہ کی حیثیت سے دستخط سارجنٹ میجر فلپوٹ کو کرنے تھے۔

چارلی نے ایک ایک کر کے صندوقچے سے چیزیں نکالیں۔ ٹامی کا ماؤتھ آرگن، سات پاؤنڈ، گیارہ شلنگ اور چھ پینس کی رقم، اور جرمن فوج کے ایک افسر کا ہیلمٹ...... اس کے علاوہ ایک چھوٹا چرمی باکس تھا، جس میں ٹامی کا میڈل تھا۔ میڈل پر لکھا تھا۔

"میدانِ جنگ میں بہادری کا صلہ......!"

چارلی نے میڈل کو اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھا۔

"یہ پرائیویٹ پریسکوٹ یقیناً بہادر جوان رہا ہوگا۔" لیفٹن نے کہا۔

"جی ہاں......!"

"اور وہ یقیناً مذہبی آدمی بھی رہا ہوگا۔"

"ایسا تو نہیں تھا۔"

چارلی مسکرایا۔

"آپ نے یہ بات کیوں کہی......؟"

"اس تصویر کی وجہ سے۔"

لیفٹن نے صندوقچے کی طرف اشارہ کیا۔

چارلی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے صندوقچے میں دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے بے یقینی جھلکنے لگی۔ وہ سیاہ ٹیک کی لکڑی کے فریم میں وہ آٹھ انچ کی مربع پینٹنگ تھی، جس میں کنواری مریم، بچہ مسیح کو گود میں لئے ہوئی تھیں۔

اس نے تصویر باہر نکالی اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

اس تصویر میں گہرا سرخ، اودا اور نیلا رنگ نمایاں تھا۔ چارلی کو یقین تھا کہ یہ فیگر اس نے کہیں دیکھی ہے۔ چند لمحے بعد اس نے تصویر کو ٹامی کی دوسری چیزوں کے ساتھ صندوقچے میں رکھ دیا۔ پھر وہ اٹھا اور جانے کے لئے مڑا۔ اس کے ایک ہاتھ میں صندوقچہ، دوسرے میں براؤن کاغذ میں لپٹا پارسل اور جیب میں لندن کا ٹکٹ تھا۔

وہ بیرکس سے نکلا اور اسٹیشن کی طرف چل دیا۔ ایک بار پلٹ کر اس نے الوداعی نظروں سے پریڈ گراؤنڈ کو دیکھا۔ وہاں ایک نیا انسٹرکٹر رنگروٹوں کو مارچ کرا رہا تھا۔ چارلی پلٹا اور چل دیا۔

انیس سالہ چارلی کو احساس تھا کہ وہ پہلے کے مقابلے میں چند انچ لمبا ہو کر واپس آیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ وہ ایک جنگ کا تجربہ حاصل کر کے لوٹ رہا تھا۔

☆☆☆

نائٹ سلیپر میں فوجی بھرے ہوئے تھے اور وہ سویلین لباس پہنے چارلی کو مشتبہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ انداز حقارت بھرا تھا۔ ان کے خیال میں وہ ایک ایسا جوان تھا، جس نے اپنے وطن کے دفاع کے لئے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

"اسے بھی عنقریب طلب کر لیا جائے گا۔"

ایک کارپورل نے اپنے ساتھی سے خاصی بلند سرگوشی میں کہا۔

یہ سن کر چارلی مسکرایا۔ لیکن اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

وہ آرام سے سو گیا۔ لیک اسے حیرت تھی کہ اس کے خیال میں سیلن زدہ خندق میں سونا اس آرام دہ نیند کے مقابلے میں بہتر لگ رہا تھا۔

ٹرین صبح سات بجے کنگ کراس اسٹیشن پر پہنچی۔ اس وقت تک اس کی کمر دُکھنے لگی تھی اور گردن اینٹھ گئی تھی۔ اس نے ایک طویل انگڑائی لی اور اپنا سامان لے کر ٹرین سے اُتر آیا۔

اسٹیشن پر اس نے چائے کے ساتھ ایک سینڈوچ لیا۔ لڑکی نے اس سے تین پینس طلب کیے تو وہ حیران ہوا۔

''وردی مالوں کے لئے دو پینس۔''

لڑکی نے حقارت بھرے لہجے میں وضاحت کی۔

چارلی نے چائے حلق سے اُتاری اور کچھ کہے بغیر اسٹیشن سے نکل گیا۔

باہر سڑکوں پر پہلے سے زیادہ ہجوم تھا۔ وہ ایک ٹرام پر سوار ہوگیا۔ چوبی بینچ پر بیٹھ کر وہ سوچنے لگا کہ نہ جانے ایسٹ اینڈ کتنا زیادہ تبدیل ہو چکا ہوگا......؟ دُکان اچھی چل رہی ہوگی یا محض گزارا ہو رہا ہوگا......؟ کون جانے...... ناکامی کی وجہ سے بیچ ہی دی گئی ہو......؟ اور اس کا ٹھیلا......؟ دُنیا کا سب سے بڑا ٹھیلا......!

پولٹری پردہ ٹرام سے اُترا۔ اس نے سوچا۔ ایک میل کا وہ فاصلہ پیدل طے کیا جائے۔ تیز قدموں سے چلتے ہوئے اسے احساس ہو رہا تھا کہ دنیا بدل گئی ہے۔ لمبے سیاہ کوٹوں اور باؤلر ہیٹ کی جگہ گہرے رنگ کے بزنس سوٹ پہنے جا رہے تھے۔ لہجے بھی بدل رہے تھے۔

بالآخر وہ ایسٹ اینڈ پہنچ گیا۔ وائٹ چیپل روڈ پر پہنچ کر وہ رُک گیا۔ وہاں کی گہما گہمی دیکھ کر اسے بہت کچھ یاد آ رہا تھا۔ دُکانوں پر ہک سے لٹکے ہوئے گوشت کے ٹکڑے، پھلوں اور ترکاریوں کے ٹھیلے، مچھلی والے......! وہاں رونق ہی رونق تھی۔

لیکن بیکری کا کیا حال ہوگا......؟ اور اس کے دادا کا ٹھیا......؟ کیا وہ وہیں موجود ہوں گے......؟ وہاں بھی ایسی ہی رونق ہوگی......؟ اس نے اپنی ٹوپی کو پیشانی پر کچھ اور جھکایا اور مارکیٹ میں چلا گیا۔

وائٹ چیپل روڈ کے کارنر پر پہنچ کر اسے ایسا لگا کہ وہ غلط جگہ چلا آیا ہے۔ وہاں بیکری نہیں تھی۔ اس کی جگہ درزی کی دُکان کھل گئی تھی، جہاں ایک معنک درزی بیٹھا تھا۔ دُکان پر لگے بورڈ کے مطابق اس کا نام جیکب کوین تھا۔ چارلی نے شیشے سے اپنی ناک ٹکا کر اندر جھانکا۔ لیکن اندر کام کرنے والوں میں کوئی ایک چہرہ بھی جانا پہچانا نہیں تھا۔ اس نے سر گھما کر اپنے ٹھیلے...... چارلی ٹرمپر...... ایماندار تاجر...... کی طرف دیکھا۔ لیکن وہاں چند بچے ہاتھ تاپ رہے تھے۔ قریب ہی ایک شخص کھڑا مونگ پھلیاں بیچ رہا تھا۔ چارلی نے ایک پینی دے کر اس سے مونگ پھلیاں خریدیں۔ اس نے مونگ پھلی کی تھیلی اس کی طرف بڑھائی۔ لیکن چارلی پر دوسری نظر بھی نہیں ڈالی۔

چارلی نے سوچا۔ اس نے خود ہی تو بیکی سے کہا تھا کہ سب کچھ فروخت کر دے اور شاید اس نے یہی کیا تھا۔

وہ مارکیٹ سے نکلا اور دوبارہ وائٹ چیپل روڈ پر آ گیا۔ اب تک اسے کوئی شناسا چہرہ نظر نہیں آیا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ پردیس میں آ گیا ہے۔ اب یہاں کم از کم یہ امکان تو تھا کہ اس سڑک پر اسے اپنی کوئی بہن نظر آ جائے گی۔

بالآخر وہ مکان نمبر 112 کے سامنے پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر اسے خوشی ہوئی کہ دروازے پر تازہ رنگ و روغن کیا گیا ہے۔

''خدا سیل کو خوش رکھے......!''

اس کے دل سے دُعا نکلی۔ اس نے دروازے کو دھکیلا اور پارلر میں

داخل ہوگیا۔ وہاں اسے ایک موٹا آدمی نظر آیا جو ریزر ہاتھ میں لئے شیو کی تیاری کر رہا تھا۔

''یہاں اس طرح گھس آنے کا مطلب......؟''

موٹے آدمی نے جارحانہ انداز میں پوچھا۔

''میں...... میں یہاں رہتا ہوں۔''

چارلی نے جواب دیا۔

''کہاں کی ہانک رہے ہو......؟ یہ مکان میں نے چھ ماہ پہلے خریدا تھا۔''

''لیکن......''

''لیکن ویکن کچھ نہیں......!''

موٹے آدمی نے سینے پر ہاتھ رکھ کر چارلی کو پیچھے دھکیلا۔ چارلی بے اختیار باہر آ گیا۔ دروازہ دھڑ سے بند کر دیا گیا۔ یہی نہیں، آواز سے واضح تھا کہ چابی گھما کر دروازہ لاک کر دیا گیا ہے۔

چارلی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے......؟ کاش وہ گھر آیا ہی نہ ہوتا۔

''ہیلو چارلی......! ارے...... تم چارلی ہی ہو نا......؟''

عقب سے کسی نے کہا۔

''اس کا تو مطلب ہے کہ تم مرے نہیں......؟''

چارلی نے پلٹ کر دیکھا۔ مسز شروک اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی تھیں۔

''مرا نہیں......؟ کیا مطلب......؟''

''کٹی نے ہمیں بتایا تھا کہ تم مغربی محاذ پر مارے گئے ہو اور اسی لئے

اس نے 112 نمبر کو بیچ دیا ہے۔ یہ تو کئی ماہ پہلے کی بات ہے۔ اور تب سے میں نے کٹی کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ کسی نے بتایا نہیں تمہیں......؟''

''نہیں......! مجھے تو کچھ بھی نہیں معلوم......!''

چارلی نے کہا۔ اسے تو اس بات کی خوشی ہو رہی تھی کہ کوئی اسے پہچاننے والا تو ملا۔ وہ مسز شروک کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ کچھ بدلی بدلی سی لگ رہی تھی۔ مگر تبدیلی کی نوعیت اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

''کچھ کھاؤ گے بیٹے......؟ تم بھوکے لگ رہے ہو......؟''

''شکریہ مسز شروک......!''

''ابھی میں ڈنکلے سے مچھلی اور چپس کا پیکٹ لائی ہوں۔ تمہیں ان کا ذائقہ اب بھی یاد ہوگا۔''

چارلی مسز شروک کے پیچھے مکان نمبر 110 میں داخل ہوگیا۔ کچن میں موجود جھولتی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر اس نے گرد و پیش کا جائزہ لیا۔

''آپ کو میرے ٹھیلے کے اور ڈان سالمن کی بیکری کے بارے میں کچھ پتا ہے......؟''

''مس ربیکا نے دُکان بھی بیچ دی تھی اور ٹھیلا بھی۔ میرا خیال ہے، تمہارے جنگ پر جانے کے تھوڑے ہی دن بعد۔''

مسز شروک نے اس کے سامنے مچھلی کا ایک بڑا ٹکڑا، چپس اور چند سلائس میز پر رکھ دیئے۔

''اور سچ تو یہ ہے کہ جب کٹی نے تمہاری موت کے خبر سنائی تو یہاں سب لوگوں کو بہت دُکھ ہوا تھا۔''

''یقیناً ہوا ہوگا۔''

چارلی نے بے حد خلوص سے کہا۔

''میں نے سنا ہے کہ اس وقت بے شمار ٹھیلے برائے فروخت ہیں...... اور سستے بھی مل رہے ہیں۔''

''بہت خوشی ہوئی یہ سن کر۔ لیکن پہلے مجھے موٹی ڈبل روٹی سے ملنا ہوگا۔ کیونکہ میرے پاس سرمائے کی کمی ہے۔''

چارلی نے منہ میں موجود نوالہ چباتے ہوئے کہا۔

''کچھ معلوم ہے آپ کو کہ وہ کہاں ملے گی......؟''

''اس علاقے میں تو اسے بہت دن سے نہیں دیکھا ہے۔ ہم جیسوں کے لئے تو وہ ویسے بھی بڑی چیز تھی۔ البتہ سنا ہے کہ کٹی اس سے لندن یونیورسٹی جا کر ملی تھی۔''

''لندن یونیورسٹی......؟ خیر......! اب اسے پتا چلے گا کہ چارلی ٹرمپر زندہ ہے۔ وہ کتنی ہی بڑی بن جائے، چارلی تو چارلی ہے۔ اسے میرا حصہ ادا کرنا ہوگا۔''

چارلی نے پلیٹ صاف کی اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

''کچھ پیئو گے چارلی......؟''

''نہیں......! اس وقت تو میں رُک نہیں سکتا۔ آپ کے کھانے کا شکریہ......! مسز شروک کو میری طرف سے پوچھ لیجئے گا۔''

''برٹ...... ارے تمہیں اس کے بارے میں کسی نہیں بتایا......؟ چھ ماہ پہلے وہ ہارٹ اٹیک میں چل بسا...... بے چارہ...... میں اسے بہت مس کرتی ہوں۔''

اس وقت چارلی کو احساس ہوا کہ مسز شروک میں کیا تبدیلی رونما ہوئی ہے......؟ اس کے چہرے پر مارپیٹ کے نشان، نیل اور سوجن نہیں تھی۔

چارلی وہاں سے نکلا۔ اب اسے لندن یونیورسٹی جا کر ربیکا سالمن

عرف بیکی عرف موٹی ڈبل روٹی کو تلاش کرنا تھا۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ اس نے بیکی سے کہا تھا کہ اس کی موت کی صورت میں وہ اس کا حصہ اس کی بہنوں میں تقسیم کر دے۔ اب سیل تو اس وقت کینیڈا میں ہے اور گریس فرانس میں...... اور کٹی کے بارے میں خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ اور کٹی نے اس کی موت کی خبر بھی پھیلا دی۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اس کے پاس ٹامی کے چھوڑے ہوئے ترکے کے سوا سرمائے کے نام پر کچھ بھی نہیں ہوگا۔

اس نے ایک پولیس والے سے لندن یونیورسٹی کے بارے میں پوچھا اور پھر اسٹرینڈ کی طرف چل دیا۔ کوئی آدھے میل کی مسافت کے بعد اسے کنگز کالج کا بورڈ نظر آیا۔

کالج میں اس نے اس دروازے پر دستک دی، جس کے باہر ''انکوائریز'' لکھا تھا۔ کاؤنٹر پر اس نے ربیکا سالمن نامی طالبہ کے بارے میں دریافت کیا۔

کلرک نے رجسٹر چیک کیا اور نفی میں سر ہلایا۔

''یہاں تو نہیں ہے۔ ویسے آپ میلٹ اسٹریٹ پر یونیورسٹی کی رجسٹری سے معلوم کریں۔''

ٹرام کے ذریعے سفر میں چارلی کو ایک پینی اور خرچ کرنا پڑی۔ اب تو اسے یہ فکر ستا رہی تھی کہ رات وہ کہاں بسر کرے گا......؟

یونیورسٹی رجسٹری کے کاؤنٹر پر جو شخص کھڑا تھا، وہ کارپورل کی وردی میں تھا۔

''نام تو مانوس نہیں لگتا۔''

اس نے کہا۔ پھر رجسٹر چیک کرنے لگا۔

''ارے ہاں......! یہ رہا...... بیڈ فورڈ کالج، ہسٹری آف آرٹ

ڈیپارٹمنٹ۔''

یہ کہتے کہتے اس کے لہجے میں حقارت آ گئی۔

''تمہارے پاس اس کا پتا بھی ہے کارپورل......؟''

چارلی نے پوچھا۔

''مجھے کارپورل کہنے سے پہلے تمہیں کم از کم چند روز تو آرمی میں گزارنے چاہئیں۔''

چارلی پورے دن خاموشی سے توہین برداشت کرتا رہا۔ مگر اس بار اس کا پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا۔

''میں ہوں سارجنٹ ٹرمپر...... سیریل نمبر 7312087...... تمہیں کارپ ہی کہوں گا اور تم مجھے سارجنٹ پکارو گے۔ میری بات پوری طرح تمہاری سمجھ میں آئی ہے یا نہیں......؟ جواب دو......!''

''یس سارجنٹ......!''

کارپورل نے کہا اور جھٹ اٹین شن ہوگیا۔

''اب مجھے ربیکا سالمن کا پتا بتاؤ......!''

''یس سارجنٹ......! پتا ہے...... 97 ...... چیلسی ٹیرس۔''

''تھینک یو......!''

چارلی نے کہا اور وہاں سے نکل آیا۔ اب اسے پھر سفر کرنا تھا۔

ٹرام سے وہ چیلسی پر اُترا تو شام کے چار بجے تھے۔ اور وہ نڈھال ہو چکا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ دو سال پہلے اس نے اس علاقے میں دُکان کا مالک بننے کا خواب دیکھا تھا۔ لیکن بیکی اس سے پہلے اس علاقے میں پہنچ گئی۔ یہ الگ بات کہ وہ یہاں کاروبار نہیں کر رہی ہے، بلکہ رہ رہی ہے۔

وہ دُکانوں کو دیکھتا آگے بڑھتا رہا۔ 131 فرنیچر کی دُکان...... 133

عورتوں کے ملبوسات اور ہوزری کا اسٹور...... 135 مرغی اور گوشت کی دُکان...... 139 ایک ریسٹوران تھا۔ اس کے اندر دیکھتے ہوئے چارلی کو بھوک کا احساس ہونے لگا۔ نمبر 141 ایک بک شاپ تھی۔ دُکان میں گرد تھی اور مکڑیوں کے جالے تھے، اور گاہک کوئی نہیں تھا۔ 143 میں درزی کی دُکان تھی۔ شوکیس میں کپڑے لٹکے ہوئے تھے۔ 145 میں بیکری تھی، جہاں سے اشتہا انگیز خوشبو اُٹھ رہی تھی۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ سڑک پر خوش لباس، متمول خواتین گھریلو خریداری میں مصروف تھیں۔ اس سڑک کو دیکھ کر لگتا ہی نہیں تھا کہ کچھ ہی عرصے پہلے ایک عالم گیر جنگ ہوئی ہے۔

147 ...... چیلسی ٹیرس کے سامنے سے گزرتے ہوئے وہ چلنا بُھول گیا۔ اس کے قدم جیسے زمین میں گڑ گئے۔ وہ سبزیوں اور پھلوں کی دُکان تھی۔ وہاں تازہ پھل اور سبزیاں سلیقے سے لگے ہوئے تھے، جنہیں بیچ کر وہ فخر محسوس کرتا۔ دُکان میں سبز ایپرن باندھے دو خوب صورت لڑکیاں کام کر رہی تھیں۔ ان کے ساتھ ایک اسمارٹ لڑکا بھی تھا۔

چارلی نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر دُکان کی پیشانی پر لکھے نام کو دیکھا۔ نیلے اور سنہرے حروف میں اسے لکھا نظر آیا۔

''چارلی ٹرمپر...... ایماندار تاجر...... قائم کردہ 1823ء......!''

یہ احساس تو اسے چند لمحے بعد ہوا کہ وہ محض اس کا تصور نہیں تھا۔ دُکان پر سچ مچ اس کا نام لکھا تھا۔

☆☆☆

بیکی کی کہانی...... خود اُس کی زُبانی

(1918ء تا 1920ء)

لیکچر پر اپنی توجہ مرکوز رکھنا میرے لئے دُشوار ہو رہا تھا۔ وہ اس دن کا آخری لیکچر تھا۔ میں چیلسی ٹیرس واپس پہنچنے کے لئے بے تاب تھی۔

اس وقت جس آرٹسٹ پر بات کی جا رہی تھی، وہ برنارڈینو لوئینی تھا۔ میں پہلے ہی فیصلہ کر چکی تھی کہ ڈاکٹریٹ کا مقالہ میلان کے اس فن کار پر لکھوں گی، جسے وہ مقام نہیں دیا گیا، جس کا وہ مستحق تھا۔

میلان کا خیال آیا تو میں نے دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ اب میں اس فن کار پر تحقیقی کام کی غرض سے روم، فلورنس، وینس اور میلان جا سکتی ہوں۔ وہاں میں اس کے کام کو خود تنقیدی نظر سے دیکھ سکوں گی۔ مائیکل اینجلو، ڈاونچی، بیلنی، کاراویگیو، برنینی...... دُنیا کے فن پاروں کا آدھا خزانہ ایک ہی ملک میں تھا...... اور وہ ملک تھا اٹلی۔ جبکہ میں ابھی تک وکٹوریہ اور البرٹ کی حدوں سے نہیں نکل سکی تھی۔

ساڑھے چار بجے گھنٹی بجی اور لیکچر ختم ہوا۔ میں نے کتابیں سمیٹیں اور

پروفیسر ٹلسے کو دروازے کی طرف بڑھتے دیکھا۔ مجھے ان پر ترس آنے لگا۔ بوڑھے پروفیسر کو اپنا ریٹائرمنٹ بھول کر دوبارہ کام پر آنا پڑا تھا۔ صرف اس لئے کہ جوان جنگ پر چلے گئے تھے اور ہر میدان میں خلاء پیدا ہو گیا تھا۔ میتھیو میک پیس کو یہاں ان کی جگہ مصوری اور مصوروں پر لیکچر دینا چاہئے تھا۔ وہ عہد نو کے لائق ترین اسکالرز میں سے تھا۔ لیکن وہ مغربی محاذ پر دادِ شجاعت دیتے ہوئے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

یہ پروفیسر ٹلسے کے الفاظ تھے اور میں ان سے متفق تھی۔ میک پیس انگلینڈ کے ان معدودے چند اسکالرز میں سے تھا، جنہیں لوئینی پر اتھارٹی قرار دیا جاتا تھا۔ میں اس کے صرف تین لیکچرز اٹینڈ کر سکی تھی۔ پھر وہ فوج میں بھرتی ہو کر فرانسیسی محاذ پر چلا گیا تھا، جہاں جرمن گولیوں نے اس کے جسم کو چھلنی کر دیا تھا۔

یہ بیڈفورڈ میں میرا پہلا سال تھا۔ مجھے لگتا تھا کہ زندگی سے دوڑ لگی ہوئی ہے۔ مجھے چارلی کی کمی بہت شدت سے محسوس ہوتی تھی۔ وہ ہوتا تو میں دُکان کی طرف سے بے فکر ہو جاتی۔ میرا کوئی خط کبھی اس تک نہیں پہنچ سکا۔ میں نے اسے ایڈن برگ میں خط لکھا تو وہ بلجیم میں تھا۔ خط بلجیم بھیجا گیا تو وہ فرانس پہنچ چکا تھا اور خط فرانس پہنچا تو وہ ایڈن برگ واپس آ چکا تھا۔ اور اب میں اسے خط کے ذریعے اپنے اقدام کے بارے میں نہیں بتانا چاہتی تھی۔ میں اس کا ردِعمل اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی تھی۔

جیکب کوین نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ چارلی جیسے ہی واپس آیا، وہ اسے میرے پاس بھیج دے گا۔ وہ جتنا جلدی آتا، میرے لئے اتنا ہی بہتر ہوتا۔

میں نے اپنی کتابیں اس بیگ میں ٹھونسیں، جو میرے ٹاٹا نے سینٹ

پال کا اسکالرشپ ملنے پر مجھے دلایا تھا۔ اس بیگ کے پہلو میں جو انہوں نے میرے نام کے حروف آر ایس بڑے فخر سے چھپوائے تھے، اب مٹنے لگے تھے۔ اس کا اسٹریپ بھی بوسیدہ ہوگیا تھا۔ مگر میں اس بیگ کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ میرے ٹاٹا کی نشانی جو تھا۔ اب میں اس بیگ کو بغل میں دبا کر چلتی تھی۔ کیونکہ اسٹریپ کسی بھی لمحے ٹوٹ سکتا تھا۔

مجھے یاد آتا تھا کہ ٹاٹا کتنے بااصول اور سخت آدمی تھے۔ چند ایک بار تو انہوں نے بن چرانے پر میری پٹائی بھی کی تھی۔ وہ کہتے تھے۔

"دُکان تمہاری اپنی ہے۔ جو کچھ بھی لینا ہے، پوچھ کر لو۔ چوری بری بات ہے۔ خواہ اپنے گھر میں کی جائے۔"

جس انداز میں ٹاٹا کی تربیت کی گئی تھی، وہ اس انداز میں میری تربیت کر رہے تھے۔

ٹاٹا یہودی تھے اور میری ماما رومن کیتھولک تھیں۔ ٹاٹا ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ عقیدے کے فرق کے باوجود انہوں نے وہ محبت آخری سانس تک نبھائی تھی۔ اب تو زمانہ ترقی کر گیا ہے۔ عقیدے کی کوئی اہمیت ہی نہیں رہی۔ لیکن انیسویں صدی کے اواخر میں اس طرح کی شادی میں میاں بیوی دونوں کو بہت ایثار سے کام لینا پڑتا تھا۔ بہت قربانی دینی پڑتی تھی۔

سینٹ پال سے تو مجھے پہلے ہی دن محبت ہوگئی تھی۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ وہاں کوئی مجھ سے سخت محنت پر فہمائش نہیں کرتا تھا۔ وہاں بس ایک بات مجھے ناپسند تھی...... موٹی ڈبل روٹی کہہ کر پکارے جانا۔ وہاں مجھ سے ایک کلاس آگے ایک لڑکی تھی...... ڈیفن ہارکورٹ براؤن۔ وہ گھونگریالے شہد رنگ بالوں والی لڑکی تھی، جسے اسنوئی کہہ کر چھیڑا جاتا تھا۔ ہم قدرتی طور پر دوست نہیں تھے۔ لیکن کریم بن کی مشترکہ محبت ہمیں قریب کر گئی۔ ڈیفن کو پتا

چلا کہ میرے ٹاٹا کی بیکری ہے۔ اس لئے میں جتنے چاہوں، کریم بن لا سکتی ہوں، تو وہ میرے قریب ہوگئی۔ ڈیفن غریب نہیں تھی۔ بن کی قیمت دے سکتی تھی۔ لیکن میں نے کبھی یہ قبول نہیں کیا۔ میں چاہتی تھی کہ سب لوگ ہم دونوں کو دوست سمجھیں۔

ایک بار ڈیفن نے مجھے چیلسی میں اپنے گھر بلایا۔ لیکن میں نہیں گئی۔ صرف اس لئے کہ جواباً مجھے بھی اسے اپنے گھر بلانا ہوگا اور میرا گھر وائٹ چیپل روڈ پر ہے۔

مجھے پہلی آرٹ بک ڈیفن نے ہی دی تھی...... اٹلی کے خزانے......! اور اس کتاب نے ہی مجھے راستہ دکھایا تھا۔ پہلی بار مجھے پتا چلا تھا کہ میں کیا پڑھنا چاہتی ہوں......؟ اس کتاب کا پہلا صفحہ پھاڑ دیا گیا تھا۔ مجھے تجسس تھا اس سلسلے میں، مگر میں نے ڈیفن سے کبھی یہ بات نہیں پوچھی۔

ڈیفن کا تعلق لندن کے ایک بے حد معزز گھرانے سے تھا۔ طبقہ اشرافیہ سے۔ یہی وجہ ہے کہ سینٹ پال سے نکلنے کے بعد میں نے صبر کر لیا کہ اب ڈیفن سے کبھی ملاقات نہیں ہوگی۔ لاؤنڈیز اسکوائر ایسی جگہ نہیں تھی، جہاں مجھ جیسے لوگ باقاعدگی سے جا سکیں۔ اور ڈیفن کو میں ایسٹ اینڈ نہیں بلا سکتی تھی، جہاں ٹرمپرز اور شروک جیسے لوگ رہتے تھے۔

لیکن ٹرمپرز کے معاملے میں مجھے اپنے ٹاٹا کی نظر کا قائل ہونا پڑا۔ یہ بات سچی تھی کہ میری ٹرمپر بے حد نیک عورت تھی۔ لیکن جارج ٹرمپر کو لفنگا ہی کہا جا سکتا تھا۔ لیکن اس کے باپ یعنی چارلی کے دادا کو ٹاٹا مثالی آدمی کہتے تھے۔ چھوٹے چارلی ٹرمپر میں مجھے تو کوئی خوب نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن ٹاٹا کہتے تھے کہ اس کا مستقبل بے حد تابناک ہے۔ وہ کہتے تھے، بوڑھے چارلی کی خوبیاں اور عظمت ایک نسل چھوڑ کر منتقل ہوئی ہیں...... یعنی پوتے میں۔

"یہ لڑکا اپنے دادا پر گیا ہے۔"

ٹاٹا کہتے۔

"دیکھنا...... ایک دن یہ بڑا کامیاب دُکاندار بنے گا۔ بلکہ ممکن ہے، اس کی کئی دُکانیں ہوں گی۔"

میں نے ٹاٹا کی بات کو کبھی اہمیت نہیں دی تھی۔ لیکن جب ٹاٹا مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے تو سہارے کے لئے اپنے گرد و پیش میں مجھے کوئی نظر نہیں آیا......سوائے چارلی کے۔

ٹاٹا ہمیشہ کہتے تھے کہ وہ دونوں ملازموں پر دُکان ایک گھنٹے سے زیادہ چھوڑنے کی غلطی کبھی نہیں کر سکتے۔ یہ غلطی کریں گے تو کوئی نہ کوئی گڑ بڑ ضرور ہوگی۔

"میں ایک دن چھٹی کرلوں تو دُکان کا نہ جانے کیا حشر ہو......؟"

وہ ہمیشہ کہتے تھے۔

"ذمہ داری سے کام کرنے والے لوگ بہت کم یاب ہوتے ہیں۔"

جب ٹاٹا کی آخری رسومات ادا کی گئیں تو ماما اسپتال میں بے ہوش پڑی تھیں۔ مجھے یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ بچ سکیں گی یا نہیں۔ میرے پاس کسی رشتہ دار کا بھی سہارا نہیں تھا۔ ایک آنٹی ہیریٹ تھیں، جن سے کبھی کبھار ملنا ہوتا تھا۔ وہ روم فورڈ میں رہتی تھیں اور ٹاٹا کی تدفین کے اگلے روز مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آ رہی تھیں۔ میرے پاس فیصلہ کرنے کے لئے صرف چند گھنٹے تھے۔ میں بیٹھ کر سوچتی رہی کہ میری جگہ ٹاٹا ہوتے تو کیا کرتے......؟ یہ میں سمجھ سکتی تھی کہ وہ کوئی بے حد جرأت مندانہ قدم اُٹھاتے۔

صبح ہوتے ہوتے میں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر چارلی ٹرمپر اس ذمہ داری کو قبول کر لے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ مجھے فوری طور پر دُکان کو فروخت کرنا

ہوگا۔ یہ الگ بات کہ مجھے چارلی کی صلاحیت پر یقین نہیں تھا۔ لیکن اس کے بارے میں ٹاٹا کی رائے کو میں نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔

چنانچہ میں نے مکان نمبر 112، وائٹ چیپل روڈ کا دروازہ پیٹ ڈالا۔ اس کی کسی بہن نے دروازہ کھولا۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے چارلی سے بات کرنی ہے۔ اس کی اس بداخلاقی پر مجھے حیرت نہیں ہوئی کہ وہ مجھے دروازے پر کھڑا چھوڑ کر ہی چارلی سے پوچھنے کے لئے اندر دوڑ گئی۔ چند منٹ بعد وہ واپس آئی اور قدرے خفگی کے ساتھ مجھے اندر عقبی کمرے میں لے گئی۔

بیس منٹ بعد میں باہر نکلی تو مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میں کچھ زیادہ فائدے کا سودا کر کے نہیں آئی ہوں۔ لیکن پھر مجھے ٹاٹا کی بات یاد آئی۔ وہ کہتے تھے۔

"کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ڈیل کرتے وقت ہماری پوزیشن اچھی نہیں ہوتی۔ ایسے میں دب کر فیصلہ کرنے میں بہتری ہوتی ہے۔"

اگلے روز میں نے اضافی تعلیم کے طور پر اکاؤنٹس کے کورس کے لئے اپلائی کر دیا۔ وہ کورس شام کو ہوتا تھا۔ اسکول سے چھٹی کے بعد کچھ دیر آرام کر کے میں اس کورس کے لئے جاتی تھی۔ ابتداء میں تو مجھے دُشواری ہوئی۔ مگر پھر مجھے وہ اچھا لگنے لگا۔ لین دین کا تحریری حساب رکھنے کے فوائد میری سمجھ میں آنے لگے۔ ہمارے چھوٹے سے کاروبار میں بھی اس کی بڑی اہمیت تھی۔ ٹیکس بچانے کی ترکیبیں بھی سمجھ میں آنے لگیں۔ بس مجھے فکر یہ تھی کہ چارلی نہ ٹیکس کی اہمیت سمجھتا تھا، نہ ہی وہ ٹیکس ادا کرنے کا قائل تھا۔

ہر ہفتے میں وائٹ چیپل روڈ جاتی تھی۔ پھر مجھے یہ اچھا لگنے لگا۔ اپنی نئی تعلیم کو عملاً استعمال کرنا بہت خوش آئند تھا۔ لیکن میں فیصلہ کر چکی تھی کہ یونیورسٹی میں داخلہ ملتے ہی میری اور چارلی کی پارٹنر شپ ختم ہو جائے گی۔ لیکن

ایک بات کا یقین تھا۔ چارلی کی توانائی اور تحرک اور مالی معاملات میں میری صلاحیت میں اتنا خوب صورت امتزاج تھا کہ ٹاٹا زندہ ہوتے تو اسے بہت سراہتے۔ بلکہ دادا چارلی بھی بہت خوش ہوتے۔

پھر سالانہ امتحان سر پر آ گیا۔ میں نے چارلی کو آفر کرنے کے بارے میں سوچا کہ وہ اس شراکت میں حصہ بھی خرید لے۔ میں نے سوچا تھا کہ اس کے لئے ایک اکاؤنٹنٹ کا بندوبست بھی کر دوں گی۔ لیکن جرمنوں نے مجھے اس کا موقع ہی نہیں دیا۔ اس بار انہوں نے چارلی کے باپ کو مار دیا۔ اس کے نتیجے میں وہ احمق اتنا جذباتی ہوا کہ کسی سے بھی مشورہ کئے بغیر جنگ میں کودنے کا فیصلہ کر بیٹھا۔ لگتا تھا کہ باپ کی موت کے بعد برطانیہ عظمیٰ کی ذمہ داری اُٹھانے کے لئے بس اسی کے کندھے رہ گئے ہیں۔ اور یہاں کا بوجھ وہ میرے نازک کندھوں پر چھوڑ گیا۔ اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں کہ اگلے ایک سال کے دوران میرا وزن بہت تیزی سے کم ہوا۔ البتہ میری ماما نے اسے چارلی جیسے لفنگوں سے تعلق کا فطری نتیجہ قرار دیا۔

ستم در ستم یہ کہ چارلی کی روانگی کے چند ہفتے بعد لندن یونیورسٹی میں میرا داخلہ ہو گیا۔

چارلی میرے سامنے صرف دو راستے چھوڑ گیا تھا۔ یا تو میں یونیورسٹی میں ڈگری بھول کر بیکری چلانے میں مصروف ہو جاؤں یا پھر اسے فروخت کر دوں۔ فیصلہ دُشوار نہیں تھا۔ مجھے اپنی تعلیم بہت عزیز تھی۔ لیکن بیکری کے لئے خریدار ڈھونڈنا بہت ہی بڑا مسئلہ بن گیا۔ تلاشِ بسیار کے بعد مجھے بس ایک گاہک ملا...... مسٹر کوہن۔ وہ ہماری بیکری کے اوپر درزی کی دُکان چلاتے تھے اور اپنے کاروبار کو پھیلانے کے خواہاں تھے۔ میں نے چارلی کا جہازی ٹھیلا بھی دو پاؤنڈ میں فروخت کر دیا۔ لیکن چارلی دادا کے پرانے زمانے کے ٹھیلے کا

گاہک مجھے سر توڑ کوشش کے باوجود نہیں مل سکا۔ جو رقم حاصل ہوئی، میں نے چار فیصد سالانہ شرح سود پر ایک سال کے لئے فکس کرا دی۔ میں نے سوچا تھا کہ چارلی ٹرمپر کے واپس آنے تک میں اس رقم کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گی۔ لیکن پانچ ماہ بعد اچانک کٹی ٹرمپر مجھ سے ملنے روم فورڈ آئی۔ اس نے رو رو کر مجھے بتایا کہ چارلی مغربی محاذ پر مارا گیا ہے۔ وہ پریشان تھی کہ واحد کفیل کے مر جانے کے بعد انہیں کون سہارا دے گا۔ میں نے اسے بینک میں جمع رقم کے بارے میں بتایا تو اسے کچھ تسلی ہوئی۔ میں نے کہا کہ اگلے روز اس کے ساتھ بینک جا کر چارلی کے حصے کی رقم نکلوا دوں گی۔

مجھے چارلی کی بات یاد تھی۔ اس کی رقم تینوں بہنوں میں تقسیم ہونی تھی۔ بہرحال بینک والوں نے کہا کہ ایک سال پورا ہونے سے پہلے ہم اس رقم میں سے ایک پینی بھی نہیں نکال سکتے۔ انہوں نے وہ معاہدہ نکال کر میرے سامنے رکھ دیا، جس پر میں نے دستخط کئے تھے اور اس معاہدے میں یہ شق موجود تھی۔

یہ سنتے ہی کٹی اچھل کر کھڑی ہوئی اور اس نے ایسی ایسی گالیاں سنائیں کہ منیجر کا منہ لال ہو گیا۔ اپنی بھڑاس نکال کر کٹی وہاں سے چلتی بنی۔

بعد میں مجھے پتا چلا کہ وہ شق کتنی بڑی نعمت تھی۔ ورنہ کٹی تو چارلی کے حصے کا 60 فیصد لے کر چلتی بنتی۔ جبکہ اس نے چارلی کی موت کی جھوٹی خبر سنائی تھی۔ مجھے اس کا علم جولائی میں گریس کے خط سے ہوا، جس میں اس نے لکھا تھا کہ مارن کی دوسری جنگ کے بعد چارلی کو وطن واپس بھیجا جا رہا ہے۔ میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ یہاں آتے ہی چارلی کو اس کا حصہ دے دوں گی۔ میں ان ٹرمپرز سے اور ان کے مسائل سے فوری طور پر جان چھڑانا چاہتی تھی۔

میرا بڑا جی چاہتا تھا کہ کاش ٹاٹا زندہ ہوتے اور اپنی بیٹی کو لندن یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرتے دیکھتے۔ وائٹ چیپل میں رہنے والے کسی شخص نے کبھی خواب میں بھی اس اعزاز کے بارے میں نہیں سوچا ہوگا۔ جس فضائی حملے نے میرے ٹاٹا کی جان لی تھی، اس میں میری ماما معذور ہوگئی تھیں۔ بہرحال وہ بڑے فخر سے ہر شخص کو بتاتیں کہ ان کی بیٹی ایسٹ اینڈ کے رہنے والوں میں وہ پہلی ہستی ہے، جو لندن یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہے۔

بریڈ فورڈ میں داخلے کی دعوت قبول کرنے کے بعد مجھے فکر ہوئی کہ یونیورسٹی کے قریب ہی کہیں رہنے کی جگہ مل جائے۔ ماما تو آنٹی ہیریٹ کے ساتھ روم فورڈ میں رہنے پر مجبور تھیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ میں بھی وہیں رہوں۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مجھے لندن میں رہنے کی کیا ضرورت ہے......؟ وہ نہیں سمجھتی تھیں کہ اس صورت میں تو میری زندگی ٹرین پر ہی بسر ہوگی...... یونیورسٹی جانے اور واپس آنے میں۔

چنانچہ میں نے اس سلسلے میں ڈیفن ہارکورٹ براؤن کو خط لکھا۔ جواباً اس نے مجھے چیلسی میں اپنے فلیٹ پر چائے کی دعوت دی۔ میں وہاں گئی، یہ دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی کہ میرا قد ڈیفن سے زیادہ ہو چکا ہے۔ لیکن وزن اس کا بھی کم و بیش اتنا ہی چھٹا تھا، جتنا میرا۔

ڈیفن نے نہ صرف کھلی باہوں سے میرا خیرمقدم کیا، بلکہ یہ پیش کش بھی کی کہ اس کے فلیٹ میں مجھے رہنے کے لئے ایک کمرہ مل سکتا ہے۔ میں نے اس پر اصرار کیا کہ میں اسے پانچ شلنگ فی ہفتہ کرایہ ادا کروں گی۔ اور میں نے اسے روم فورڈ چائے پر آنے کی دعوت بھی دی۔ اگلے منگل کو وہ روم فورڈ آئی۔

اس سہ پہر میری ماں اور آنٹی نے کم سے کم بولنے کی کوشش کی۔

کیونکہ ڈیفن جن موضوعات پر بات کر رہی تھی، ان کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتی تھیں۔ البتہ ماما بہت خوش تھیں کہ ان کی بیٹی کی دوستی اعلیٰ طبقے کی ایک لڑکی سے ہوئی ہے اور وہ اس کے ساتھ ہی رہے گی۔

اس کے بعد میں چیلسی ٹیرس چلی آئی۔ جلد ہی زندگی کے معمولات بن گئے۔ میری پوری توجہ پڑھائی پر تھی۔ جبکہ ڈیفن پارٹیوں کی دلدادہ تھی۔ ڈیفن پڑھائی میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتی تھی۔ لیکن ہر موضوع پر گفتگو، دل نشیں گفتگو کرنے کا ہنر اسے خوب آتا تھا۔ اس کے دوستوں میں جوان مردوں کی بڑی تعداد تھی۔ 97 چیلسی ٹیرس پر اس کے عشاق کا جمگھٹا رہتا تھا۔

ڈیفن ان کے ساتھ محض وقت گزاری کرتی تھی۔ ایک دن اس نے مجھے بتایا کہ اس کا حقیقی محبوب محاذِ جنگ پر لڑ رہا ہے۔ لیکن اس نے اس کا نام مجھے کبھی نہیں بتایا۔

مجھے جب بھی پڑھائی سے ذرا فرصت ملتی تو ڈیفن میرے لئے تفریح کا اہتمام کرتی۔ وہ کسی جوان کو میرے ساتھ کر دیتی، کبھی کسی ڈرامے کے لئے، کبھی موسیقی کے کسی پروگرام کے لئے اور کبھی کسی رجمنٹل ڈانس کے لئے۔ یونیورسٹی میں میں کیا پڑھ رہی ہوں اور وہاں کیا ہو رہا ہے......؟ اس میں اس نے کبھی دلچسپی نہیں لی۔ البتہ ایسٹ اینڈ کے بارے میں وہ مجھ سے پوچھتی رہتی تھی۔ چارلی ٹرمپر اور اس کے ٹھیلے کی کہانیاں وہ مسحور ہو کر سنتی تھی۔

اگر ایک دن میری نظر کینسنگٹن نیوز میں چھپنے والے ایک اشتہار پر نہ پڑتی تو یہ سب کچھ یوں ہی چلتا رہتا۔ یہ اخبار ڈیفن صرف اس لئے خریدتی تھی کہ اسے مقامی سینما گھروں میں چلنے والی فلموں کے بارے میں پتا چلتا رہے۔

جمعے کی اس شام میں یوں ہی اخبار کا جائزہ لے رہی تھی کہ میری نظر

اس اشتہار پر جم گئی۔ میں نے اس اشتہار کو کئی بار پڑھا۔ پھر میں نے اخبار کا رول بنایا اور فلیٹ سے نکل آئی۔

وہ چیلسی ٹیرس پر پھلوں اور سبزی کی ایک دُکان تھی۔ میں اس دُکان کے سامنے سے ہر روز گزرتی تھی لیکن کبھی غور نہیں کیا تھا۔ وہاں شوکیس میں ایک گتّے پر لکھا تھا۔

''دُکان برائے فروخت...... رابطے کے لئے جان وُڈ...... 6 ماؤنٹ اسٹریٹ، لندن ویسٹ۔''

اگلے روز میں نے نیوز ایجنٹ مسٹر بیلز سے بات کی۔ وہ علاقے کے سب سے باخبر آدمی تھے اور اپنی معلومات شیئر کر کے انہیں بہت خوشی ہوتی تھی۔ ان سے بات کرنے کے بعد میں مسٹر جان وڈ سے ملنے ماؤنٹ اسٹریٹ چلی گئی۔ مجھے معلوم تھا کہ چیلسی کے علاقے میں اپنی دُکان چارلی کا خواب ہے۔ میں نے سوچا، کیوں نہ اس کے لئے معلومات ہی جمع کر لوں......؟

وہاں اچھی خاصی دیر میں کاؤنٹر پر کھڑی رہی۔ بالآخر وہاں کام کرنے والے چار افراد میں سے ایک میری طرف آیا۔

''میرا نام پامر ہے۔''

اس نے کہا۔

''فرمایئے......! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں......؟''

میں نے اس کا جائزہ لیا۔ مجھے نہیں لگتا تھا کہ وہ کسی کی کوئی خدمت کر سکتا ہے۔ اس کی عمر 17 سال ہوگی، اور وہ اتنا دُبلا تھا کہ لگتا تھا، ہوا کا معمولی سا جھونکا بھی اس کی مرضی کے خلاف اسے کہیں بھی لے جا سکتا ہے۔

''میں 147 چیلسی ٹیرس کے بارے میں تفصیل جاننا چاہتی ہوں۔''

میں نے کہا۔

وہ حیران نظر آیا۔

''147 چیلسی ٹیرس......؟''

''جی ہاں......! 147 چیلسی ٹیرس......!''

''ایکسکیوزمی......! ایک منٹ......!''

اس نے کہا اور فائلنگ کیبنٹ کی طرف چلا گیا۔ اسے کھول کر وہ فائلیں اِدھر اُدھر کرتا رہا۔ پھر اس نے کیبنٹ سے ایک کاغذ نکالا۔ اس دوران اس نے بیٹھنے تک کے لئے نہیں کہا تھا۔

کاغذ لے کر وہ کاؤنٹر پر آیا۔ کاغذ کو کاؤنٹر پر رکھ کر وہ اس کا جائزہ لینے لگا۔

''یہ سبزی اور پھلوں کی دُکان ہے۔''

''جی ہاں......!''

''دُکان کا فرنٹ بائیس فٹ کا ہے۔''

اس نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

''یہ تقریباً ایک ہزار مربع فٹ رقبے کی دُکان ہے۔ پہلی منزل پر ایک فلیٹ دُکان کے ساتھ ہے، جو پارک کے سامنے ہے۔''

''کیسا پارک......؟''

مجھے لگا کہ وہ کسی اور دُکان کی بات کر رہا ہے۔

''پرنسس گارڈن میڈم......!''

''وہ چند مربع فٹ کا گھاس کا قطعہ......؟''

میں نے حقارت سے کہا۔ مجھے یقین تھا کہ اس لڑکے نے چیلسی ٹیرس کی جھلک بھی کبھی نہیں دیکھی ہوگی۔

''مالک معاہدہ دستخط ہونے کے تیس دن کے اندر اندر قبضہ دے گا۔''

پامر نے بے پرواہی سے کہا۔

"اور وہ کیا قیمت مانگ رہا ہے اس کی......؟"

اس لڑکے کی بے پرواہی پر میں چڑنے لگی تھی۔

"ہمارے موکل کا نام مسز چیپ مین ہے۔"

"جانتی ہوں......!"

میں نے اس کی بات کاٹ دی۔

"وہ ایک باکسر کی بیوہ ہیں۔ ان کے شوہر 8 فروری 1918ء کو جنگ میں مارے گئے۔ ان کی ایک بیٹی ہے جو سات سال کی ہے اور بیٹے کی عمر پانچ سال ہے۔"

پہلی بار پامر شرمندہ اور متزلزل نظر آیا۔

"مزید یہ بھی جانتی ہوں کہ مسز چیپ مین کو گنٹھیا کا مرض لاحق ہے اور اس چھوٹے سے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنا ان کے لئے بہت اذیت ناک ہے۔"

میں نے مسٹر بیلز کی فراہم کردہ معلومات سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔

پامر اب حیرانی کی انتہاء کو پہنچ گیا تھا۔

"جج...... جی ہاں......!"

"اب مجھے بتاؤ کہ وہ اپنی اس پراپرٹی سے کتنی بڑی رقم کی اُمید کر سکتی ہیں......؟"

اس وقت تک پامر کے تینوں ساتھی بھی آ گئے تھے، اور بڑی دلچسپی سے یہ گفتگو سن رہے تھے۔

"وہ اس کی قیمت ڈیڑھ سو گنی طلب کر رہی ہیں۔"

پامر نے کاغذ پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔

"ڈیڑھ سو گنی......!"

میں نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔ حالانکہ مجھے قیمت کا ذرا بھی اندازہ نہیں تھا۔

"وہ خوابوں کی دُنیا میں رہ رہی ہیں۔ کیا انہیں نہیں معلوم کہ جنگ جاری ہے۔ سنو مسٹر پامر......! انہیں میری طرف سے ایک سو کی آفر کر دو اور اس سے اوپر اگر وہ ایک پنی بھی چاہیں تو مجھے زحمت ہرگز نہ دینا۔"

"ایک سو گنی......؟"

پامر نے پُراُمید لہجے میں پوچھا۔

"نہیں...... سو پاؤنڈ......!"

یہ کہہ کر میں نے ایک کاغذ پر اپنا نام اور پتا لکھ کر اس کی طرف بڑھایا اور دُکان سے نکل آئی۔ پامر کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں تھا۔

چیلسی واپس آتے ہوئے مجھے احساس ہوا کہ دُکان خریدنے کا تو میرا کوئی ارادہ ہی نہیں تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ نہ تو سو پاؤنڈ میرے پاس تھے اور نہ میں کہیں سے اتنی بڑی رقم کا بندوبست کر سکتی تھی۔ بینک میں میرے پاس پچاس پاؤنڈ سے ذرا زیادہ ہی ہوں گے۔ اس کے باوجود میں وہ پیش کش کر آئی، صرف اس لئے کہ اس خود پسند پامر نے مجھے مشتعل کر دیا تھا۔ بہرحال اطمینان اس بات کا تھا کہ مسز چیپ مین کو میری آفر یقیناً توہین آمیز لگے گی۔

لیکن اگلی صبح مجھے پتا چلا کہ مسز چیپ مین نے میری آفر قبول کر لی ہے۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ میرا یہ معاہدہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اب میں پیچھے بھی نہیں ہٹ سکتی تھی، چنانچہ اس سہ پہر میں نے بیعانے کے طور پر دس پاؤنڈ جمع کرا دیئے۔ مسٹر پامر نے مجھے خبردار کیا کہ یہ رقم ناقابل واپسی

ہے۔ اگر میں تیس دن کے اندر مکمل ادائیگی نہیں کر سکی تو بیعانہ ضبط ہو جائے گا۔

’’نو پرابلم......!‘‘

میں نے منہ پکا کر کے بے پرواہی سے کہا۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ رقم میں کہاں سے لاؤں گی......؟

اگلے ستائیس دنوں میں میں نے اپنے ہر جاننے والے اور ہر رشتہ دار سے بات کر دیکھی۔ لیکن کوئی مجھے ساٹھ پاؤنڈ دینے پر آمادہ نہیں تھا۔ ان کے نزدیک یہ خسارے کا سودا تھا کہ ایک ایسی لڑکی کو جو ہسٹری آف آرٹ کی تعلیم حاصل کر رہی ہے، پھلوں اور سبزی کی دُکان خریدنے کے لئے اتنی بڑی رقم دی جائے۔

’’آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔‘‘

میں نے ہر ایک کو سمجھایا۔

’’یہ بہترین سرمایہ کاری ہوگی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ یہ دُکان چارلی ٹرمپر چلائے گا، جسے دُنیا میں سب سے زیادہ تمیز ہے، اچھے پھل کی اور تازہ ترکاری کی۔ ایسٹ اینڈ میں اس سے اچھا کوئی دُکان دار نہیں ہے۔‘‘

لیکن کوئی قائل نہیں ہوا۔

بالآخر مجھے ایسا لگنے لگا کہ چارلی کے خواب کی تعبیر حاصل کرنے کی ناکام کوشش میں میں نے دس پاؤنڈ گنوا دیئے...... چھ اس کے اور چار میرے۔

پھر میری نسوانی انا نے پکارا کہ حماقت میں نے کی ہے تو سزا چارلی کو کیوں ملے......؟ میں نے سوچا، یہ پورا نقصان میں اکیلے ہی پورا کروں گی۔ اور چارلی کو اپنی اس حماقت کے بارے میں بتاؤں گی بھی نہیں۔

26 ویں دن ڈیفن نے مجھ سے کہا۔

’’تم نے اپنی ماما اور آنٹی سے بات کیوں نہیں کی......؟ مجھے تو وہ

دونوں بہت سمجھدار لگتی ہیں۔‘‘

’’ایک کے بعد دوسری حماقت میں نہیں کرتی۔ ارے وہ تو یہ سن کر مجھے قتل ہی کر دیتیں۔‘‘

میں نے تیز لہجے میں کہا۔

’’ویسے بھی ساٹھ پاؤنڈ تو ان دونوں کے پاس ملا کر بھی نہیں ہوں گے۔ مشورے کا شکریہ......!‘‘

مہینے کے آخر میں میں جان وڈ کے دفتر گئی۔ انہیں بتانے کے لئے کہ میں 90 پاؤنڈ کا بندوبست نہیں کر سکی ہوں۔ وہ میرا بیعانہ ضبط کر لیں۔ یہ کہتے ہوئے مجھے ڈر تھا کہ پامر منہ بگاڑ کر حقارت سے کہے گا۔

’’میں جانتا تھا کہ یہی ہوگا۔‘‘

اس لئے میں نے نظریں نیچی رکھی تھیں۔ لیکن اس کی نوبت ہی نہیں آئی۔

’’آپ کا نمائندہ کل ہی ادائیگی کر چکا ہے۔‘‘

پامر نے مجھے بہت غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’میرا نمائندہ......؟‘‘

پامر نے فائل کو چیک کیا اور بولا۔

’’جی ہاں......! مس ڈیفن ہارکورٹ براؤن آف......‘‘

’’لیکن کیوں......؟‘‘

’’اب اس کا جواب میں کیسے دے سکتا ہوں......؟ میں تو اس خاتون کو جانتا بھی نہیں ہوں۔‘‘

☆☆☆

شام کو میں نے وہی سوال ڈیفن سے کیا تو وہ بولی۔

''سیدھی سی بات ہے۔ اگر چارلی ٹرمپر کے بارے میں جو کچھ تم کہتی ہو، پچاس فیصد بھی درست ہے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ بہترین سرمایہ کاری ہے۔''

''سرمایہ کاری......؟''

''ہاں......! مجھے میری لگائی ہوئی رقم چار فیصد سالانہ منافع کے ساتھ تین سال میں واپس کر دینا۔''

''چار فیصد......؟''

''ہاں......! کیونکہ بینک بھی مجھے اتنا ہی منافع دیتا ہے۔ اور اگر تم تین سال میں میرا سرمایہ چار فیصد سالانہ منافع کے ساتھ واپس نہیں کر سکیں تو اس کے بعد تمہیں دس فیصد سالانہ منافع ادا کرنا ہوگا۔''

''لیکن یہ بھی تو ممکن ہے منافع بالکل بھی نہ ہو۔''

''اس صورت میں میں ساٹھ فیصد اثاثے کی مالک بن جاؤں گی۔ چوبیس فیصد چارلی کا اور سولہ فیصد تمہارا ہوگا۔ اور جو کچھ تم جاننا چاہو، وہ تمہیں اس دستاویز سے معلوم ہو جائے گا۔''

اس نے کئی صفحات پر مشتمل دستاویز میری طرف بڑھائی۔

''آخری صفحے پر تمہیں دستخط کرنے ہوں گے۔''

میں دستاویز پڑھنے لگی۔ ڈیفن نے اپنے لئے ایک جام میں شیر انڈیلی اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگی۔ دستاویز ہر اعتبار سے مکمل تھی۔ اسے بہت سوچ سمجھ کر تیار کرایا گیا تھا۔

''تمہارے اور چارلی ٹرمپر کے درمیان بس ایک ہی فرق ہے۔''

میں نے ڈیفن سے کہا، اور دستاویز پر دستخط کر دیئے۔

''وہ بھی بتا دو......!''

''صرف طبقے کا فرق ہے۔ وہ غربت میں پیدا ہوا اور تم امارت میں۔''

☆☆☆

میرے لئے یہ ناممکن تھا کہ تعلیم بھی جاری رکھوں اور دُکان کو بھی سلیقے سے چلاؤں۔ آخر میں اس نتیجے پر پہنچی کہ مجھے عارضی طور پر ایک منیجر رکھنا ہوگا۔ مسئلہ یہ تھا کہ میں کوئی بات سمجھانے کی کوشش کرتی تو تینوں ملازم لڑکیاں کھلکھلا کر ہنسنے لگتیں۔ ایسے میں منیجر ضروری تھا۔

اگلے ہفتے میں نے چیلسی، کینسنگٹن اور فلہم کے علاقے کی دُکانوں کا تنقیدی جائزہ لیا۔ مجھے ایک ایسے ملازم کی تلاش تھی، جو چارلی ٹرمپر کا نعم البدل ثابت ہو۔

چند افراد جو مقامی دُکانوں میں کام کر رہے تھے، میری نگاہوں میں جچے۔ پھر میں نے ان میں سے ایک کو منتخب کر لیا۔ وہ کینسنگٹن میں پھلوں کی ایک دُکان پر کام کرتا تھا۔ نومبر کی ایک شام میں وہاں گئی اور اس کے چھٹی کرنے کا انتظار کرنے لگی۔ وہ باہر نکلا تو میں مناسب فاصلہ رکھ کر اس کے پیچھے چل دی۔

اس کا رُخ بس اسٹاپ کی طرف تھا۔ بس پر سوار ہونے سے پہلے اس سے بات کر لینا مناسب تھا۔ میں نے فاصلہ ختم کیا اور اس کے پاس پہنچ گئی۔

''شام بخیر مسٹر میکنز......!''

میں نے اسے چونکا دیا۔

''ہیلو......!''

اس نے قدرے حیرت سے مجھے دیکھا۔ وہ حیران تھا کہ میں اس کا نام کیسے جانتی ہوں......؟ تاہم وہ رُکا نہیں، چلتا رہا۔

''میری پھل اور سبزی کی دُکان ہے چیلسی میں۔''

میں نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

اس کی حیرت اور بڑھ گئی۔ مگر وہ بس اسٹاپ کی طرف بڑھتا رہا۔

''مجھے اپنی دُکان کے لئے ایک مینیجر کی ضرورت ہے۔''

میں نے مزید کہا۔

پہلی بار اس کی رفتار کچھ کم ہوئی۔ اس نے مجھے بہت غور سے دیکھا۔

اوہ......! تو چیپ مین کی دُکان آپ نے خریدی ہے......؟''

وہ بولا۔

''ہاں......! مگر اب اس کا نام ٹرمپر ہے۔''

میں نے کہا۔

''میں تمہیں ایک پاؤنڈ فی ہفتہ تنخواہ دوں گی، جو تمہاری موجودہ تنخواہ سے زیادہ ہے۔''

میں نے اندھیرے میں تیر چلایا۔

وہ بس میں بیٹھا تو بھی میں اس کے ساتھ ہی تھی۔ مذاکرات چلتے رہے۔ یہاں تک کے اس کا گھر آ گیا۔

''چلیں...... میں آپ کو اپنی ماں سے ملوا دوں۔''

میں اس کے گھر میں چلی گئی۔ وہاں سے نکلی تو معاملات طے ہو چکے تھے۔ دو ہفتے بعد باب میکنز ٹرمپر کا مینیجر بن گیا۔

مجھے مایوسی ہوئی کہ ان تبدیلیوں کے باوجود پہلے ماہ حساب کرنے پر پتا چلا کہ ہمیں تین پاؤنڈ کا خسارہ ہوا ہے۔

میں نے ڈیفن کو بتایا تو وہ بولی۔

''فکر نہ کرو...... وقت بہت ہے تمہارے پاس اور ابھی تو تمہارا چارلی ٹرمپر بھی نہیں آیا ہے۔''

چھ ماہ ہو گئے۔ چارلی کی اب تک کوئی خبر نہیں تھی۔ پھر ڈیفن کی مہربانی سے میری ایک فوجی سے ملاقات ہوئی، جو وار آفس میں کام کرتا تھا۔ میں نے اس سے چارلی کے بارے میں معلوم کیا۔ اس نے مجھے بتا دیا۔ میں مطمئن ہو گئی کہ چارلی بہر حال یہاں آئے گا۔ اب مجھے یہ فکر تھی کہ اس کی آمد سے پہلے کسی طرح دُکان کو منافع میں لے آؤں۔

بالآخر ڈیفن کے وار آفس میں کام کرنے والے دوست نے مجھے بتایا کہ میرا پارٹنر سارجنٹ ٹرمپر 20 فروری 1919ء کو ڈسچارج کر دیا جائے گا۔ اس میرے پاس مہلت نہیں تھی، اور دُکان اب بھی خسارے میں جا رہی تھی۔ اب ضروری ہو گیا تھا کہ ہر وقت کھلکھلانے والی تین لڑکیوں میں سے ایک کو میں نااہل قرار دے کر فارغ کر دوں۔ دو ہسپانوی فلو کی وجہ سے پہلے ہی کام پر نہیں آ رہی تھیں۔

میں نے ٹاٹا کا وہ اصول یاد کرنے کی کوشش کی جو انہوں نے بچپن میں مجھے سکھایا تھا۔ وہ کہتے تھے، گاہکوں کی تعداد زیادہ ہو تو انہیں جلد از جلد نمٹانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ان کے تعداد کم ہو تو سودا دینے میں سستی دکھائی جائے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ دُکان خالی نہیں رہے گی۔ یاد رکھو، لوگ خالی دُکانوں کو پسند نہیں کرتے۔ جس دُکان میں گاہک نہ ہوں، وہ لوگوں کو عدم تحفظ میں مبتلا کرتی ہے۔

ٹاٹا نے کہا تھا...... دُکان کی پیشانی پر جلی حروف میں لکھواؤ۔

''ڈان سالمن...... تازہ ترین بریڈ کے لئے......

قائم کردہ 1879ء......!"

اور جب بھی موقع ملے، اس نام اور اس سن کا بار بار تذکرہ کرو۔ ا پرانے لوگوں کو پسند بھی کرتے ہیں اور ان پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔ یہ انگریز کی فطرت ہے۔

میں نے ٹاٹا کے فلسفے پر عمل کیا تھا۔ اس لئے میں نے دُکان پیشانی پر بے حد جلی حروف میں لکھوایا تھا۔

"چارلی ٹرمپر...... ایماندار تاجر...... قائم کردہ 1823ء......!"

پہلے تو میں یہ سوچتی رہی تھی کہ دُکان کا نام ٹرمپر اینڈ سالمن رکھوں لیکن یہ سوچ کر میں نے ٹاٹا کا نام نکال دیا کہ اس طرح تو میں زندگی بھر لئے چارلی ٹرمپر سے بندھ کر رہ جاؤں گی۔

ایسٹ اینڈ اور ویسٹ اینڈ میں جو ایک بہت بڑا فرق تھا، وہ میں نے سمجھ لیا تھا۔ وائٹ چیپل میں قرض لینے والوں کے نام چاک سے سلیٹ پر لکھے جاتے تھے۔ جبکہ چیلسی میں کھاتے کھولے جاتے تھے۔ مجھے حیرت تھی کہ چیلسی میں قرض لے کر ہضم کر جانے والوں کی تعداد وائٹ چیپل کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی۔

اگلے مہینے بھی میں ڈیفن کو کوئی منافع ادا نہیں کر سکی۔ اب چارلی ٹرمپر ہی میری آخری اُمید تھا۔

جس روز اسے واپس آنا تھا، اس روز میں نے کالج کے ڈائننگ ہال میں اپنی دو کلاس فیلوز کے ساتھ لنچ کیا۔ مگر میرا دھیان کھانے میں نہیں تھا۔ کھانے کے بعد میں نے اپنا بیگ اُٹھایا اور کلاس روم کی طرف چل دی۔

مگر اس روز میں لیکچر پر بھی دھیان نہیں دے پائی۔ حالانکہ

لیکچر میرے پسندیدہ ترین عہد مصوری کے بارے میں تھا۔

اس روز مجھے ٹرام کی رفتاری بھی بہت سست لگ رہی تھی۔ چیلسی ٹیرس کے کارنر پر میں ٹرام سے اُتری۔ وہاں سے پیدل چل کر گھر جانا مجھے بہت اچھا لگتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ میں دوسری دُکانوں کا جائزہ لیتی تھی کہ ان کا کاروبار کیسا چل رہا ہے......؟

پہلے تو نوادرات کی دُکان تھی، جہاں مسٹر رتھرفورڈ رہتے بھی تھے۔ وہ جب بھی مجھے گزرتا دیکھتے، ہیٹ اُتار کر سلام کرتے۔ پھر 133 نمبر پر عورتوں کے ملبوسات کی دُکان تھی۔ وہاں سے گزرتے ہوئے میں شوکیس میں لٹکے ہوئے ملبوسات دیکھتی، جو میں جانتی تھی کہ کبھی خرید نہیں سکوں گی۔ اس کے بعد کینڈرک کی گوشت کی دُکان تھی۔ پھر اطالوی ریستوران تھا، جہاں سفید میز پوش والی میزیں تھیں۔ ریستوران کامیاب نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اب ہم نے انہیں اُدھار دینا بند کر دیا تھا۔ پھر مسٹر اسنیڈلز کی بک شاپ تھی۔ ان کے حالات بھی اچھے نہیں تھے۔ ہفتے میں بمشکل ان کی ایک کتاب بکتی تھی۔ تمام وقت وہ کاؤنٹر پر بیٹھے کوئی نہ کوئی ناول پڑھتے رہتے تھے۔

وہاں سے گزرتے ہوئے میں مسکرائی۔ مسٹر اسنیڈلز اپنے حال میں مست تھے۔

میں حساب لگایا تھا کہ چارلی کی ٹرین صبح پہنچی ہوگی۔ اور یہ بات طے تھی کہ اب تک وہ چیلسی پہنچ چکا ہوگا۔

میں صرف ایک لمحے کے لئے ہچکچائی، پھر اپنی دُکان میں داخل ہوگئی۔

میں نے باب میکنز سے پوچھا کہ کوئی مجھ سے ملنے تو نہیں آیا تھا۔

"نہیں مس بیکی......!"

باب نے کہا۔

"لیکن آپ فکر نہ کریں۔ ہم مسٹر ٹرمپر کے استقبال کے لئے تیار ہیں۔"

اس نے دونوں لڑکیوں کی طرف دیکھا، جنہوں نے مسکرا کر سر ہلا دیئے۔

میں نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ پانچ بج چکے تھے۔ میں نے سوچا۔

"اب تک نہیں آیا تو چارلی کل ہی آئے گا۔"

"تم معمول کے مطابق دُکان بند کرنا۔"

میں نے باب سے کہا۔

چھ بجے دُکان بند کی جانے لگی۔ میں نے گلا چیک کیا۔

"یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔"

باب بڑبڑایا۔

"کیا......؟"

"یہ آدمی پچھلے دو گھنٹوں سے اس بینچ پر بیٹھا ہے اور اس نے ایک لمحے کے لئے بھی دُکان پر سے نظریں نہیں ہٹائی ہیں۔ پتا نہیں، کیا مسئلہ ہے بے چارے کے ساتھ......؟"

میں نے اس طرف دیکھا، جدھر باب نے اشارہ کیا تھا اور میرا دل اُچھل کر حلق میں آ گیا۔ وہ تو چارلی تھا۔ سینے پر دونوں ہاتھ باندھے وہ ٹکٹکی باندھے مجھے ہی دیکھ رہا تھا۔

ہماری نظریں ملیں تو وہ اُٹھا اور آہستہ آہستہ میری طرف بڑھنے لگا۔

ہم دونوں چند لمحے خاموش رہے۔ پھر چارلی نے کہا۔

"اب بتاؤ......! یہ کیا چکر چلایا ہے تم نے......؟"

☆☆☆

بیکی کی کہانی

(پانچویں درویش کی زُبانی)

"آپ کیسے ہیں مسٹر ٹرمپر......؟ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔"

باب میکنز نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

گلیڈی اور پیٹسی بھی آگے بڑھیں اور انھوں نے چارلی کے سامنے بڑے احترام سے سر خم کیا۔ ان کے انداز پر بیکی مسکرانے لگی۔

"اتنے احترام کی کوئی ضرورت نہیں۔ میرا تعلق وائٹ چیپل سے ہے۔ اپنے اس احترام کو صرف گاہکوں کے لئے بچا رکھو۔"

چارلی نے کہا۔

"بس سر......!"

دونوں لڑکیوں نے بیک آواز کہا، اور چارلی گنگ ہو کر رہ گیا۔

"باب......! تم مسٹر ٹرمپر کا سامان کمرے میں لے جاؤ۔ میں ذرا انہیں دُکان دکھا دوں۔"

بیکی نے باب میکنز سے کہا۔

"جی ضرور......!"

باب نے فرش پر رکھے پارسل اور صندوقچے کو دیکھا۔

"بس......! یہی سامان ہے مسٹر ٹرمپر......؟"

اس کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

چارلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ صاف ستھرے سفید بلاؤز اور سبز ایپرن باندھے دونوں لڑکیوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ لڑکیوں کی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں......؟

"تم دونوں اب چھٹی کرو......!"

بیکی نے لڑکیوں سے کہا۔

"لیکن کل صبح سب سے پہلے آنا ہوگا۔ مسٹر ٹرمپر پابندئ وقت کے قائل ہیں......سختی کے ساتھ۔"

دونوں لڑکیاں چلی گئیں۔ چارلی ایک خالی کریٹ پر بیٹھ گیا۔

"اب ہم اکیلے ہیں۔ اب سناؤ کہ یہ سب کیا ہے اور کیسے ہوا......؟"

"بس......! یہ ایک حماقت کا نتیجہ ہے لیکن......"

بیکی کی کہانی مکمل ہونے سے پہلے ہی چارلی داد دینے لگا۔

"تم نے کمال کر دیا بیکی سالمن......! تم تو اس دور کا عجوبہ ہو۔"

بیکی اپنی سناتی رہی۔ ڈیفن کی سرمایہ کاری کا سن کر چارلی کی پیشانی پر تفکر کی لکیریں اُبھریں۔

"یعنی مجھے پونے تین سال میں ساٹھ ڈالر کی اصل رقم بمعہ چار فیصد سالانہ منافع کے ادا کرنی ہے......؟"

چارلی نے کہا۔

"اس میں پہلے چھ ماہ میں ہونے والا نقصان بھی شامل کر لو۔"

بیکی نے شرمندگی سے کہا۔

"میں پھر بھی یہی کہوں گا ربیکا سالمن......! کہ تم نے کمال کر دیا۔ اب اگر میں بھی کمال نہیں دکھا سکا تو اس کا مطلب ہوگا کہ میں تمہارا پارٹنر بننے کا اہل نہیں ہوں۔"

بیکی کے چہرے پر پہلی بار طمانیت آمیز مسکراہٹ اُبھری۔

"تم یہاں رہتی بھی ہو......؟"

چارلی نے اوپر جانے والے زینے کی طرف دیکھا۔

"نہیں بھئی......! میں اپنی اسکول کے زمانے کی دوست ڈیفن ہارکورٹ براؤن کے ساتھ اسی سڑک پر رہتی ہوں......نمبر 97 میں۔"

"وہی لڑکی جس نے تمہیں دُکان کے لئے رقم دی تھی......؟"

بیکی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"وہ یقیناً بہت اچھی دوست ہوگی......؟"

اسی لمحے باب میکنز زینے سے اُترتا نظر آیا۔

"میں نے مسٹر ٹرمپر کا سامان بیڈ روم میں رکھ دیا ہے اور سب کچھ چیک بھی کر لیا ہے۔ فلیٹ میں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے۔"

"شکریہ باب......! اب تم سے صبح ملاقات ہوگی۔"

"مسٹر ٹرمپر مارکیٹ چلیں گے......؟"

"مشکل ہے......!"

بیکی نے جواب دیا۔

"کل تم معمول کے مطابق خریداری کر لینا۔ مسٹر ٹرمپر پھر کسی دن تمہارے ساتھ جائیں گے۔"

"کاؤنٹ گارڈن جاتے ہو......؟"

چارلی نے باب سے پوچھا۔

''یس سر......!''

''تو پھر تم سے صبح ساڑھے چار بجے وُہیں ملاقات ہوگی۔''

چارلی نے کہا۔

باب میکنز کا چہرہ سپید پڑ گیا۔

''ایسا ہر روز نہیں ہوگا۔''

بیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''مسٹر ٹرمپر کا معمول بن جائے گا تو تم آزاد ہوگئے۔ اب تم جاؤ باب......!''

''شب بخیر مس......! شب بخیر سر......!''

باب نے کہا۔ رُخصت ہوتے وقت بس اس کے چہرے پر استعجاب کا گہرا تاثر تھا۔

''یہ سر اور مس کا کیا چکر چل رہا ہے یہاں......؟''

چارلی کے لہجے میں اُلجھن تھی۔

''میں باب سے بمشکل ایک سال بڑا ہوں گا۔''

''مغربی محاذ پر جانے کتنے افسر عمر میں تمہارے برابر ہوں گے اور تم انہیں سر کہتے ہوگے۔؟''

''ٹھیک کہہ رہی ہو۔ لیکن میں کوئی افسر تو نہیں ہوں۔''

''نہیں......! لیکن باس تو ہو۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ وائٹ چیپل نہیں ہے۔ اچھا چلو...... میں تمہارے تمہارے کمرے دکھا دوں۔''

''کمرے......؟ ارے مجھے تو کبھی کمرہ بھی میسر نہیں رہا اور پچھلے عرصے سے تو خندقیں، خیمے اور جمنازیم میری خواب گاہ رہے ہیں۔''

''تو سمجھ لو کہ تلافی ہوگئی۔ یہاں پورا ایک فلیٹ تمہارا ہے۔''

بیکی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور زینے کی طرف لے چلی۔ اوپر پہنچ کر وہ فلیٹ کا معائنہ کرانے لگی۔

''یہ کچن ہے...... چھوٹا ہے لیکن تمہارا کام بہرحال چل جائے گا۔ ہاں......! یہاں کھانے کے لئے چھری کانٹے اور کراکری کم از کم تین افراد کے لئے بہت کافی ہیں۔ گلیڈی سے میں نے کہہ دیا ہے۔ وہ یہاں کی صفائی کا خیال رکھے گی۔ اور یہ ہے فرنٹ روم۔''

بیکی نے ایک دروازہ کھولا۔

''ویسے اتنے چھوٹے کمرے کو فرنٹ روم کہنا ظلم ہے۔''

چارلی کمرے میں موجود صوفے اور تین کرسیوں کو گھور رہا تھا۔ سب کچھ نیا تھا۔

''میرے پرانے سامان کا کیا ہوا......؟''

بالآخر اس نے پوچھا۔

''بیشتر جلا دیا گیا۔ کسی کام کا نہیں تھا۔ ہاں تمہاری آرام کرسی ایک شلنگ کی بکی تھی۔''

''اور میرے دادا کا ٹھیلا......؟ وہ بھی جلا دیا تم نے......؟''

''نہیں......! اسے بیچنے کی کوشش کی تھی۔ مگر پانچ شلنگ سے زیادہ کوئی دے ہی نہیں رہا تھا۔ اب باب ہر روز مارکیٹ سے جو خریداری کرتا ہے، وہ اسی پر لاد کر یہاں تک لاتا ہے۔''

''شکر ہے خدا کا......!''

چارلی نے گہری سانس لے کر کہا۔ اب وہ مطمئن نظر آ رہا تھا۔

بیکی کا رُخ اب باتھ روم کی طرف تھا۔

"یہ ٹھنڈے پانی کے نلکے کے نیچے جو فرش پر دھبہ ہے، اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ بہت کوشش کی لیکن یہ صاف نہیں ہو سکا، اور ہاں.....! یہ فلش بھی کبھی کام کرتا ہے، کبھی نہیں کرتا۔"

"شاندار ہے، میں نے تو کبھی گھر میں ٹوائلٹ دیکھا بھی نہیں تھا۔"

چارلی نے خوش ہو کر کہا۔

بیکی اسے بیڈ روم میں لے گئی۔ چارلی حیران تھا۔ ایک نظر میں تو وہ سب کچھ دیکھا ہی نہیں جا سکتا تھا۔ اس کی نظریں بیڈ کے اوپر دیوار پر لگی اس تصویر پر جم گئیں، جو وائٹ چیپل والے گھر میں بھی لگی تھی۔ اسے وہ تصویر کچھ جانی پہچانی لگ رہی تھی۔ پھر اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ چیسٹ، ڈراور، دو کرسیاں اور بیڈ۔ یہ چیزیں اس نے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔

وہ بیکی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا، جس نے اس کے لئے اتنا کچھ کیا تھا۔ اس نے بیڈ پر بیٹھ کر دیکھا۔ خوامخواہ اُچھلنے کو دل چاہنے لگا۔

"یہ میری زندگی کا پہلا بیڈ ہے۔"

اس نے کہا۔

"مبارک ہو.....!"

"اور پردے بھی میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ دادا پردے کے خلاف تھے۔ کہتے تھے کہ....."

"ہاں.....! مجھے یاد ہے۔"

بیکی بولی۔

"وہ کہتے تھے کہ پردوں سے صبح ہونے کا پتا نہیں چلتا اور آدمی پڑا سوتا رہتا ہے..... کام کرنے کے وقت میں۔"

"ہاں.....! یہی کہتے تھے۔"

چارلی نے کہا اور ٹامی کے صندوقچے کو کھولنے لگا۔ بیکی کی نظریں کنواری مریم اور طفلِ مسیح کی پینٹنگ پر جم گئیں۔ چارلی نے تصویر نکال کر بیڈ پر رکھ دی تھی۔ بیکی نے تصویر اُٹھائی اور غور سے دیکھنے لگی۔

"یہ تمہیں کہاں سے ملی چارلی.....؟ شاندار تصویر ہے یہ۔"

"محاذِ جنگ پر مرنے والے میرے ایک دوست کا ترکہ ہے، جو اس نے میرے لئے چھوڑا ہے۔"

"تمہارا دوست بہت خوش ذوق ہوگا، تمہیں کچھ اندازہ ہے کہ یہ کس کی پینٹ کی ہوئی ہے.....؟"

"نہیں.....! ذرا بھی نہیں.....!"

چارلی نے کہا۔ وہ کھڑا ہو کر بیڈ کے اوپر لگی تصویر کو غور سے دیکھ رہا تھا، جو اس کی ماں کی نشانی تھی۔

"خدا کی پناہ.....! یہ دونوں تصویریں بالکل ایک سی ہیں۔"

"ایسا نہیں ہے.....!"

بیکی نے بیڈ کے اوپر لگی تصویر کو بغور دیکھا۔

"یہ تمہارے گھر میں پہلے سے لگی ہوئی تصویر برونزینو کی پینٹنگ کا فوٹو گراف ہے۔ جبکہ تمہارے دوست کی چھوڑی ہوئی تصویر پینٹنگ ہے۔ یہ اوریجنل تو نہیں ہو سکتی۔ بہرحال بہت اچھی نقل ہے۔"

پھر اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔

"اوہ.....! مجھے اب جانا ہے۔ میں نے آٹھ بجے کوئنز ہال پہنچنے کا وعدہ کیا تھا..... موزارٹ کے پروگرام کے لئے۔"

"کون موزامارٹ.....؟ کیا میں جانتا ہوں اسے.....؟"

"فکر نہ کرو.....! مستقبل قریب میں اس سے تمہارا تعارف کرا دوں

گی میں۔"

"تم میرے لئے پہلا ڈنر تیار کرنے کے لئے نہیں رُکو گی.....؟"

چارلی نے کہا۔

"دیکھو نا..... ابھی تو م جھے تم سے بہت کچھ پوچھنا ہے، بہت کچھ جاننا ہے، مثلاً....."

"سوری چارلی.....! اس وقت یہ ممکن نہیں۔ لیکن میرا وعدہ ہے کہ کل آؤں گی اور تمہارے تمام سوالوں کے جواب دوں گی۔"

"صبح سویرے.....؟"

"تمہارے معیار کے مطابق نہیں، تمہاری صبح تو میرے لئے آدھی رات ہوگی۔"

بیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے، آٹھ بجے ٹھیک رہے گا۔"

"تم اس شخص موزاٹ کو بہت پسند کرتی ہو.....؟"

بیکی کو احساس ہوا کہ چارلی اسے بہت غور سے دیکھ رہا ہے۔"

سچی بات یہ ہے کہ میں اس کے متعلق کچھ زیادہ نہیں جانتی۔ البتہ گائی بہت کچھ جانتا ہے۔"

"کون گائی.....؟"

"میرا دوست جو مجھے کنسرٹ دکھانے لے جا رہا ہے۔ ابھی نئی نئی دوستی ہے۔ اس لئے لیٹ ہونا مناسب نہیں۔ بہرحال کل میں تمہیں گائی اور موزارٹ، دونوں کے بارے میں تفصیل سے بتاؤں گی۔ اوکے چارلی.....! بائی بائی.....!"

☆☆☆

ڈیفن کے فلیٹ کی طرف جاتے ہوئے بیکی کو احساسِ جرم ستا رہا تھا۔ واپسی کے بعد چارلی کی پہلی رات، اور وہ اسے اکیلا چھوڑ آئی تھی۔ یہ تو بڑی خودغرضی تھی۔ اسے گائی کی آج کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے تھی۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ گائی کو بھی اپنی بٹالین سے چھٹی مشکل ہی سے، اور کم کم ملتی تھی۔ ایک موقع گنوانے کے بعد اس سے ملے ہوئے کئی دن گزر جاتے تھے۔

فلیٹ کا دروازہ کھولتے ہی چھپاکوں کی آواز سے اسے اندازہ ہوگیا کہ ڈیفن اس وقت باتھ روم میں ہے۔

بیکی کی آہٹ سنتے ہی ڈیفن نے باتھ روم ہی سے صدا لگائی۔

"کیا وہ بہت بدل گیا ہے.....؟"

"کون.....؟ کس کے بارے میں پوچھ رہی ہو تم.....؟"

"چارلی کے بارے میں.....!"

ڈیفن نے باتھ روم کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ وہ جسم پر تولیا لپیٹے ہوئے تھی۔ باتھ روم میں بھانپ ہی بھانپ نظر آ رہی تھی۔

بیکی چند لمحے سوچتی رہی۔

"ہاں.....! بدلا تو ہے وہ..... سوائے لباس اور آواز کے۔"

"کیا مطلب.....؟"

"اس کی آواز ویسی ہی ہے۔ میں لاکھوں آوازوں میں اسے پہچان سکتی ہوں اور لباس کا بھی یہی حال ہے۔ اس کے باوجود وہ پہلے جیسا نہیں ہے۔"

تم توقع کرتی ہو کہ تمہاری یہ گفتگو میں سمجھ سکوں گی.....؟"

ڈیفن نے اپنے بال خشک کرتے ہوئے کہا۔

"چارلی نے خود کہا کہ باب میکنز اس سے بمشکل ایک سال ہوگا۔ لیکن چارلی اس سے کم از کم دس سال بڑا لگ رہا تھا۔ میرا خیال مغربی محاذِ جنگ سے واپس آنے والوں میں ایسی کوئی تبدیلی ضرور آتی ہے
"اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں......! مگر میں تم سے کچھ اور پ رہی تھی۔ دُکان دیکھ کر اسے حیرت ہوئی......؟"

"ہاں......! یہ تو پکی بات ہے۔"

بیکی نے کہا پھر بولی۔

"کیا تم مجھے اپنے اسٹاکنگز مستعار دے سکتی ہو......؟"

"تیسری دراز میں سے نکال لو اور یہ بتاؤ......! تم مجھے اپنی خو صورت ٹانگیں اُدھار دے سکتی ہو......؟"

بیکی ہنسنے لگی۔

"وہ دیکھنے میں کیسا لگتا ہے......؟" ڈیفن نے پوچھا۔

بیکی چند لمحے سوچتی رہی۔

"وہ دراز قد ہے...... پانچ دس، بلکہ شاید پانچ گیارہ، اپنے باپ کی طرح۔ لیکن ان کی طرح جان دار نہیں ہے۔ جسم پر گوشت نہیں ہے۔ اس کے باوجود بہت لوگ اسے ہینڈسم قرار دیں گے۔"

"یہ نقشہ تو کچھ میری پسند کے مطابق لگ رہا ہے۔"

ڈیفن اب اپنے لئے کپڑے نکال رہی تھی۔

"ارے نہیں......! میرا خیال ہے، بریگیڈیئر ہارکورٹ براؤن اسے د منٹ سے زیادہ برداشت نہیں کرسکیں گے۔"

"تم بڑی ظاہردار اور مرعوب ہو جانے والی ہو ربیکا سالمن......!"

ڈیفن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں اور تم فلیٹ ضرور شیئر کر رہے ہیں۔ لیکن تم یہ کیسے بھول سکتی ہو کہ تم اور چارلی ایک ہی جگہ کے رہنے والے ہو......؟ اور مزید سوچو، گائی سے تمہاری ملاقات میری ہی وجہ سے ہوئی ہے۔"

"سچ ہے......! لیکن مجھے سینٹ پال اور لندن یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کا بھی کچھ تو کریڈٹ ملے گا۔"

"جس طبقے سے میں ہوں، وہاں تو اس بات کی کوئی اہمیت نہیں۔"

ڈیفن نے کپڑے پہن لئے تھے۔

"خیر......! اب میں کسی ورکنگ کلاس لڑکی سے بات کرنے میں وقت تو ضائع نہیں کرسکتی ڈارلنگ......! آج میں ہنری گریو کے ساتھ رقص پر جا رہی ہوں۔ وہ اگست میں ہر سال مجھے اسکارٹ لینڈ میں اپنی جاگیر پر مدعو کرتا ہے۔ اب میں ایسے آدمی کو انتظار تو نہیں کرا سکتی۔"

بیکی جانتی تھی کہ ڈیفن بہت اچھی دوست ہے اور جو کچھ اس نے کیا، وہ دل آزاری کے لئے نہیں، مزاح کے لئے تھا۔ مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اس کا ہر لفظ سچا ہے۔ گزشتہ تین ماہ سے وہ اسی مسئلے سے تو دوچار تھی۔ طبقاتی تفاوت ایک بہت بڑی سچائی تھا۔ وہ طبقۂ اشرافیہ میں بہت تھوڑی دیر ہی میں گھل مل پائی تھی۔

چند ہفتے پہلے ڈیفن نے ہی گائی سے اس کا تعارف کرایا تھا۔ پھر بیکی پہلی بار گائی کے ساتھ کرش بار گئی تھی۔ وہ پہلی ملاقات اسے بہت اچھی طرح یاد تھی۔ وہ کوشش کر رہی تھی کہ اپنے دل کو گائی کے لئے پسندیدگی کے جذبات سے پاک رکھ سکے۔ وجہ یہ تھی کہ ڈیفن نے اسے لڑکیوں کے بارے میں گائی کو خراب ساکھ کی طرف سے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا۔ لیکن وہ بار بار اس خوب رو جوان کو دیکھنے پر مجبور تھی۔ اس کے سنہری بال، نیلی آنکھیں، کسرتی جسم......

وہاں موجود ہر عورت گائی کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

اگلے روز ڈیفن نے اس سے پوچھا۔

''تمہیں گائی کیسا لگا......؟''

''کون گائی......؟''

بیکی نے تجاہل عارفانہ سے کام لیا۔

''اوہ......! اس کا مطلب ہے کہ وہ تمہیں بری طرح متاثر کر چکا ہے۔''

''ہاں......! مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے......؟''

بیکی نے آزردگی سے کہا۔

''اس جیسے پس منظر کا کوئی مرد وائٹ چیپل کی کسی لڑکی میں کیوں دلچسپی لے گا......؟''

''میں جانتی ہوں یہ بات...... اور میں اس کی دلچسپی کے مرکز ومحور کو بھی سمجھتی ہوں۔''

ڈیفن نے کہا۔

''تو تم اسے بتا دو کہ میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔''

''یہ سب کچھ وہ ماضی میں بارہا سن چکا ہے۔ لیکن میں نے کبھی اسے پسپا ہوتے نہیں دیکھا۔''

ڈیفن نے کہا۔

''تازہ ترین خبر یہ ہے کہ اس کی رجمنٹ کے کچھ ساتھی تھیٹر دیکھنے جا رہے ہیں۔ اس نے پوچھا ہے کہ تم وہاں اس کے ساتھ جا سکو گی......؟''

''کیوں نہیں......؟ مجھے بہت اچھا لگے گا۔''

''میرا بھی یہی خیال تھا۔ اسی لئے میں نے تم سے پوچھے بغیر ہاں کہہ

دی تھی تمہاری طرف سے۔''

بیکی ہنسنے لگی۔ وہ گائی سے پہلی ملاقات کے بعد ڈیفن کی اس سے پہلی گفتگو تھی۔

پانچ دن بعد گائی اسے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے ڈیفن کے فلیٹ پر آیا۔ ہے مارکیٹ تھیٹر میں جارج برنارڈ شا کا لکھا ہوا ڈرامہ چل رہا تھا۔ بیکی کو نوجوان رائٹر کا لکھا ہوا وہ کھیل بہت پسند آیا۔

ان کے ساتھ ایک لڑکی امینڈا بھی تھی۔ پہلے ایکٹ کے دوران وہ مسلسل کھلکھلاتی رہی۔ لیکن انٹرول میں اس نے بیکی سے رسماً بات کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔

تھیٹر کے بعد انہوں نے کیفے رائل میں ڈِنر کیا۔ وہاں بیکی نے گائی کو اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ گائی اپنی گاڑی میں اسے چیلسی چھوڑنے آیا۔ رُخصت ہوتے وقت اس نے بیکی کا ہاتھ تھام کر کہا۔

''گڈ نائٹ مس سالمن......!''

اس سے بیکی نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اب شاید وہ اس سے کبھی نہیں مل سکے گی۔

لیکن اگلے روز گائی فلیٹ پر اس کے لئے ایک رقعہ چھوڑ گیا۔ اس میں اسے میس میں ڈِنر پر مدعو کیا گیا تھا۔ ایک ہفتے بعد وہ ڈِنر پر گئے، پھر رقص کی ایک پارٹی، اور آخر میں برک شائر میں اپنے والدین کی جاگیر پر ویک اینڈ گزارنے کی دعوت۔

ڈیفن بیکی کو اس کی فیملی کے بارے میں بتاتی رہی۔

''گائی کے والد میجر صاحب بہت پیارے آدمی ہیں۔ برک شائر میں ان کی سات سو ایکڑ اراضی ہے، جہاں وہ دودھ دینے والے جانوروں کی

افزائش کرتے ہیں۔"

اس نے اسے وہاں کی اصطلاحات کے بارے میں بھی بتایا۔

"ارے ہاں...... ! گائی کی ماں میجر صاحب سے یکسر مختلف ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے ڈیفن کے لہجے میں تنبیہ تھی۔

"وہ بہت مغرور اور متکبر خاتون ہیں۔"

بیکی کا دل ڈوبنے لگا۔

"وہ ایک بیرن کی دوسری بیٹی ہیں۔ بیرن نہ صرف فوج کی مدد کرتے رہے۔ بلکہ وہ لبرل پارٹی کو بھی بھاری چندے دیتے ہیں۔ ان کی پوری فیملی ہی ایسی ہے۔ حالانکہ شرفاء میں شامل ہوئے یہ ان کی صرف دوسری نسل ہے۔ جبکہ میرے گھرانے کی یہ سترہویں نسل ہے طبقۂ اشرافیہ میں۔ لہٰذا ہمیں کچھ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم بہت ذہین لوگ تو نہیں، لیکن دولت مند بہت ہیں اور دولت ہمارے دماغوں پر چڑھی بھی نہیں۔ ہم خوش اخلاق اور مہذب ہیں۔ لیکن کیپٹن گائی ٹرینتھم کے بارے میں یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔"

☆☆☆

اگلی صبح بیکی الارم کی آواز پر جاگی۔ اس نے لباس تبدیل کیا اور گھر سے نکل گئی۔ ڈیفن اس وقت سو رہی تھی۔ بیکی یہ دیکھنے کے لئے بے چین تھی کہ چارلی نے دُکان سنبھالنے کا آغاز کس انداز سے کیا ہے......؟

147 چیلسی ٹیرس کی طرف بڑھتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ دُکان کھل چکی ہے۔ اس وقت چارلی دُکان میں موجود واحد گاہک کو اپنی مکمل توجہ سے نواز رہا تھا۔

"گڈ مارننگ پارٹنر......!"

اسے دُکان میں داخل ہوتے دیکھ کر چارلی نے کاؤنٹر کے عقب سے چلا کر کہا۔

یہ تو بیکی کو بعد میں پتا چلا کہ گلیڈی اور پیسٹی کے آنے سے پہلے ہی چارلی دُکانداری کا آغاز کر چکا تھا اور باب میکنز ایسا تباہ حال اور شکست حال نظر آ رہا تھا، جیسا دُکان بند کرتے وقت لگتا تھا۔

"اب اس وقت تو میں تمہاری کلاس اٹینڈ نہیں کر سکتا۔"

چارلی نے بیکی سے کہا۔

"کیوں نہ اس معاملے کو شام پر اُٹھا رکھیں......؟"

وہ اپنے مخصوص کوکنی لہجے میں بول رہا تھا۔

"ٹھیک ہے......!"

بیکی نے جواب دیا۔ پھر اس نے گھڑی میں وقت دیکھا اور ہاتھ ہلاتی ہوئی دُکان سے نکل گئی۔ اسے خوشی تھی کہ اب وہ یونیورسٹی میں اپنے آج کے پہلے لیکچر سے محروم نہیں ہوگی۔

لیکن اس روز وہ اپنی توجہ لیکچر پر مرکوز نہیں کر پا رہی تھی۔ اس کے دماغ پر بہت بوجھ تھا۔ ایک طرف تو گائی کے گھر پر اس کے والدین کے ساتھ ویک اینڈ گزارنے کا مسئلہ تھا اور دوسری طرف یہ تشویش تھی کہ اب چارلی کے آ جانے کے بعد وہ ڈیرٹن کا قرض ادا کر پائے گی یا نہیں......؟

ساڑھے چار بجے تو اس نے سکون کا سانس لیا اور ٹرام پکڑنے کے لئے پورٹ لینڈ پلیس کے کارنر کی طرف لپکی۔

چیلسی ٹیرس پہنچ کر اس نے دیکھا کہ دُکان کے سامنے گاہکوں کی باقاعدہ قطار لگی ہے۔ دروازے تک پہنچتے پہنچتے اسے چارلی کی آواز سنائی دی، جو اپنے مخصوص کوکنی لہجے میں گاہکوں کو لبھا رہا تھا۔

”یہ رس بھرا گریپ فروٹ جنوبی افریقہ کا تحفہ ہے جناب.....! اور سنیں..... یہ تازہ میٹھی نارنگیاں..... صرف ایک شلنگ میں ...... دے دوں درجن بھر.....؟“

گاہکوں کی بھیڑ چھٹی تو بیکی کو ان تبدیلیوں کا جائزہ لینے کا موقع ملا جو چارلی نے دُکان میں کی تھیں۔

”پوری رات میں جاگتا رہا۔“

چارلی نے اسے بتایا۔

”فضولیات ہٹائیں، کریٹ خالی کیئے، یہاں جو سبزیاں سامنے رکھی جاتی تھیں، انہیں پیچھے لایا، تازہ سبزیاں سامنے رکھیں۔ اس کام کے کچھ اُصول ہوتے ہیں۔ ارے کوئی چیز نظر کو بھلی نہیں لگے گی تو کوئی دُکان میں آئے گا ہی کیوں.....؟“

”یہی تو دادا.....“

بیکی نے بروقت خود کو روک لیا۔ اس نے دُکان کا جائزہ لیا اور دل میں اسے یہ اعتراف کرنا پڑا کہ چارلی کی بات درست ہے۔ اس نے دُکان کی گنجائش اور اپنے تازہ مال، دونوں سے بہترین استفادہ کیا تھا اور اس کا ثبوت گاہکوں کے مسکراتے ہوئے چہرے تھے۔

اگلے ایک ماہ میں گاہکوں کی قطار طویل سے طویل تر ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ چارلی پھیلاؤ کے بارے میں باتیں کرنے لگا۔

”تو اب کیا اپنے بیڈ روم تک پھیلو گے.....؟“

بیکی نے پوچھا۔

”وہاں اتنی جگہ کہاں ہے.....؟“

چارلی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

دیکھتی نہیں ہو..... ہماری دُکان پر گاہکوں کی قطار تھیٹر کے باہر لگنے والی قطار سے بھی زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ہماری قطار مستقل ہے، اب اتنے گاہکوں کے لئے مال تو رکھنا ہوگا۔“

بیکی ہر ہفتے حساب چیک کرتی تھی۔ تین ماہ میں وہ اتنا کما چکے ہیں۔ یہ اس کے لئے ناقابلِ یقین تھا۔ اس کے خیال میں اس موقع پر ایک دعوت ضروری ہوگئی تھی۔

”کیوں نہ ہم سب اس اطالوی ریسٹورنٹ میں ڈنر کریں.....؟“

ڈیفنی نے تجویز پیش کی۔ اسے اپنی توقع سے کہیں بڑا چیک ملا تھا۔

بیکی کے خیال میں یہ اچھا آئیڈیا تھا۔ لیکن چارلی اس کے لئے تیار نہیں تھا۔ پھر ڈیفنی بھی ہچکچانے لگی۔

”ارے.....! ہم سارا منافع تھوڑا ہی کھا جائیں گے وہاں.....؟“

بیکی نے ڈیفنی کو سمجھایا۔

”یہی تو غم ہے.....!“

ڈیفنی نے آہ بھر کے کہا۔

”میں تو تین سال کے بعد دس فیصد منافع کے خواب دیکھ رہی تھی۔ خیر.....! منافع یہ بھی برا نہیں۔ ویسے بھی میں بڑے گھروں کے احمق لڑکوں کے ساتھ وقت گزارتے گزارتے عاجز آ گئی ہوں۔ چارلی ایک اچھی تبدیلی ثابت ہوگا۔“

”خیال رکھنا..... وہ تمہیں سویٹ ڈش سمجھ کر چٹ نہ کر جائے۔“

”سنو.....! تمہیں ٹھیک آٹھ بجے وہاں پہنچنا ہوگا۔“

بیکی نے چارلی سے کہا۔

”اور اپنا بہترین سوٹ پہن کر آنا۔“

"میرے پاس صرف ایک سوٹ ہے۔ وہ کیسا ہے......؟ یہ مجھے نہیں معلوم......!"

چارلی نے بے پرواہی سے کہا۔

گائی نے نمبر 97 سے دونوں لڑکیوں کو پک کیا۔ لیکن خلافِ معمول وہ بہت چپ چپ تھا۔ وہ مقررہ وقت سے چند منٹ لیٹ ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے۔ وہاں چارلی اکیلا بیٹھا انگلیاں چٹخا رہا تھا۔ وہ بہت نروس تھا، کیونکہ پہلی بار کسی اچھی ریسورنٹ میں آیا تھا۔

بیکی نے پہلے ڈیفن کو چارلی سے متعارف کرایا اور پھر چارلی کو گائی سے۔ مگر وہ دونوں تن کر کھڑے ایک دوسرے کو اسے دیکھ رہے تھے، جیسے رنگ میں موجود دو باکسر۔

"ارے ہاں......! تم دونوں تو ایک ہی رجمنٹ میں تھے۔"

ڈیفن نے کہا۔

"لیکن میرا خیال ہے، تمہارا سامنا کبھی نہیں ہوا ہوگا۔"

یہ کہہ کر وہ چارلی کو گھورنے لگی۔

لیکن ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی جواب میں کچھ نہیں کہا۔

دعوت کا آغاز اچھا نہیں ہوا تھا۔ مگر ہر گزرتے لمحے کے ساتھ صورتِ حال بدتر ہوتی گئی۔ چارلی بھی گم سم تھا اور گائی بھی خاموش۔ بیکی کا بس چلتا تو وہ چارلی کا پاؤں کچل ڈالتی۔ کیونکہ وہ کانٹے اور چھری کے استعمال میں اناڑی ثابت ہو رہا تھا۔ ڈیفن ہمیشہ کی طرح خوش مزاجی سے ہنس رہی تھی۔ لیکن ایک اکیلا آدمی دوسرے تین آدمیوں کی گفتگو، بلکہ خاموشی کا بوجھ کہاں تک اُٹھا سکتا ہے......؟

بل آیا تو بیکی نے سکون کی سانس لی۔ ٹپ اسے ہی ادا کرنی پڑی۔

کیونکہ لگتا تھا، چارلی و اس سلسلے میں کچھ پتا ہی نہیں ہے۔ بہرحال ٹپ دیتے ہوئے اس نے خاموشی اور فراست سے چارلی کو جتا ضرور دیا۔

وہ ریسٹورنٹ سے نکلے تو بیکی گائی کے ساتھ تھی۔ نمبر 97 کی طرف چلتے ہوئے وہ چارلی اور ڈیفن سے دور ہوگئے۔ بیکی کا خیال تھا کہ وہ دونوں ان سے بس چند قدم پیچھے ہوں گے۔ لیکن جس وقت گائی نے اسے اپنی بانہوں میں لے کر اس کے رُخسار کو چوما تو وہ ان دونوں کے بارے میں بھول ہی گئی۔

"گڈ نائٹ مائی ڈارلنگ......!"

گائی نے کہا۔

"اور یاد رکھنا کہ ویک اینڈ کے لئے تمہیں میری جاگیر چلنا ہے۔"

بیکی نے دل میں سوچا۔

"یہ بات میں کیسے بھول سکتی ہوں......؟"

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ گائی اس طرف جا رہا تھا، جہاں سے چارلی اور ڈیفن آ رہے تھے۔ لیکن اس نے انہیں نظر انداز کر دیا اور گزرتی ہوئی ٹیکسی کو رُکنے کا اشارہ کیا۔

"فیوزیلیرز بیرکس......؟"

اس نے گائی کو ٹیکسی ڈرائیور سے کہتے سنا۔

بیکی نے فلیٹ کا دروازہ کھولا اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اسے اپنی خواہش پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں......؟ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ابھی، اسی وقت نمبر 147 جائے اور چارلی کو بتائے کہ وہ کتنا جاہل اور گنوار ہے۔

وہ سوچ ہی رہی تھی کہ ڈیفن ہوا کے جھونکے کی طرف فلیٹ میں چلی آئی۔

"آئی ایم سوری......!"

بیکی نے اسے تبصرے کا موقع دیئے بغیر کہا۔

"چارلی ایسا خاموش طبع ہرگز نہیں ہے۔ جانے کیا ہوگیا تھا اسے......؟"

"اپنی رجمنٹ کے کسی آفیسر کے ساتھ ڈِنر کرنا کچھ عجیب لگ رہا ہوگا اسے۔"

ڈیفن نے کہا۔

"ہاں......! شاید یہی بات ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ ان دونوں میں بالآخر گاڑھی چھنے گی۔"

ڈیفن بہت غور سے...... پُرخیال نظروں سے بیکی کو دیکھ رہی تھی۔

☆☆☆

ہفتے کی صبح گائی بیکی کو اپنے ساتھ ایش ہرسٹ لے جانے کے لئے فلیٹ پر آیا۔ بیکی نے ڈیفن سے مستعار لیا ہوا نئے فیشن کا سرخ سوٹ پہنا ہوا تھا۔

"بہت خوب صورت لگ رہی ہو تم......!"

اس نے تبصرہ کیا۔

ڈرائیو کے دوران وہ اتنی خوش مزاجی سے گفتگو کر رہا تھا کہ بیکی بھی مطمئن اور پرسکون ہوگئی۔

ایش ہرسٹ پہنچتے پہنچتے انہیں تین بج گئے۔

"اب ہال تک صرف ایک میل کا فاصلہ ہے۔"

گائی نے بیکی کو بتایا اور گاڑی کو اس طرف جانے والے راستے پر موڑ

لیا۔

بیکی کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ مکان اتنا بڑا ہوگا۔ ایک بٹلر اور دو خادم ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ گائی نے گاڑی روکی۔ بٹلر نے آگے بڑھ کر ڈگی کھول کر بیکی کو دو چھوٹے سوٹ کیس نکالے اور خادم کی طرف بڑھا دیئے۔ بٹلر ان دونوں کو ہال میں لے آیا۔ وہاں دونوں طرف زینے تھے۔ وہ پہلی منزل پر گئے۔ بٹلر نے ایک کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"یہ ویلنگٹن روم ہے مادام......!"

"اس کا مطلب ہے کہ ڈیوک آف ویلنگٹن نے ایک بار یہاں قیام کیا تھا۔"

گائی نے وضاحت کی۔

"اور تنہائی کی کوئی فکر نہ کرنا۔ برابر میں ہی میرا کمرہ ہے۔"

بیکی کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ بہت بڑا اور آرام دہ کمرہ تھا۔ سفید کالر اور آستینوں والا لمبا سیاہ لباس پہنے ایک لڑکی اس کے سوٹ کیس کھول کر سامان نکال رہی تھی۔ اسے دیکھ کر وہ پلٹی اور بے حد احترام سے سرخم کرتے ہوئے بولی۔

"میں نیلی ہوں مادام......! آپ کی خادمہ...... کسی بھی چیز کی ضرورت محسوس کریں تو مجھے بتا دیجئے گا مادام......!"

بیکی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کشادہ کھڑکی کی طرف بڑھ گئی۔ باہر حدِنظر تک سبزہ ہی سبزہ دکھائی دے رہا تھا۔

دروازے پر دستک ہوئی۔ بیکی نے پلٹ کر دیکھا۔ گائی کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ اس نے اسے کم ان کہنے کا بھی موقع نہیں دیا تھا۔

"کمرہ کیسا لگا ڈارلنگ......؟"

''اچھا ہے......!''

بیکی نے جواب دیا۔

خادمہ ایک بار پھر اسے تعظیم دینے کے بعد کمرے سے نکل گئی۔

بیکی کو لگا کہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے گائی کو وہ پرتشویش نظروں سے
رہی تھی۔

''پاپا سے ملنے کے لئے تیار ہو......؟''

گائی نے اس سے پوچھا۔

''بالکل تیار......! ہمیشہ کی طرح۔''

گائی اسے نچلی منزل پر مارننگ روم میں لے گیا۔ وہاں آتش دا
کے سامنے پچاس پچپن سال کا ایک باوقار مرد کھڑا تھا۔ آہٹ سن کر وہ پلٹا۔

''میں ایش ہرسٹ ہال میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔''

میجر ٹرینتھم نے کہا۔

بیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ جناب......!''

میجر کا قد اپنے بیٹے سے کچھ کم تھا۔ جسامت البتہ ویسی ہی تھی۔
کنپٹیوں پر سے بال سفید ہو رہے تھے۔ لیکن اسے دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ زیا
فعال زندگی گزار رہا ہے۔ گائی کی زرد رنگت کے مقابلے میں اس کا رنگ پ
ہوئی گندم جیسا تھا۔ اس نے بیکی سے ہاتھ ملایا تو اس کا ہاتھ بھی کسانوں او
مزدوروں کا سا سخت تھا۔

''یہ تمہارے لندن فیشن کے جوتے تو یہاں نہیں چلیں گے۔''

میجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خیر......! تم میری بیوی کے گھڑسواری والے جوتے مستعار لے سکتی

ہو...... یا پھر نیجل کے ویلنگٹن لے لینا۔''

''نیجل......؟''

''ہاں......! میرا چھوٹا بیٹا...... گائی نے تمہیں اس کے بارے میں نہیں بتایا......؟ اس کی تعلیم کا یہ آخری سال ہے ہارو میں۔ اس کے بعد وہ سینڈ ہرسٹ جائے گا اور اپنے بھائی سے آگے نکلنے کی کوشش کرے گا۔''

''مجھے نہیں پتا تھا کہ تمہارا کوئی بھائی بھی ہے۔''

''وہ اس قابل نہیں کہ اس کا تذکرہ کیا جائے۔''

گائی نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

میجر انہیں ہال سے گزار کر ایک الماری کی طرف لے گیا۔ اس الماری میں انواع واقسام کے رائیڈنگ بوٹ تھے۔

''ان میں سے جو چاہو، پسند کرلو مائی ڈیئر......!''

میجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

خاصی تلاش کے بعد وہاں بیکی کو اپنے ناپ کا جوتا مل ہی گیا۔ پھر وہ گائی اور اس کے والد کے ساتھ گارڈن میں آگئی۔

میجر ٹرینتھم اسے جاگیر دکھاتا پھرا۔ اس جائزے میں شام ہوگئی۔

وہ واپس آئے تو بٹلر نے بتایا کہ مسز ٹرینتھم نے فون کیا تھا۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ چرچ کی میٹنگ کچھ طویل ہوگئی۔ وہ چائے پر ان لوگوں کا ساتھ نہیں دے سکیں گی۔

چائے کے بعد بیکی اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اس نے سوچا تھا کہ ڈنر سے پہلے وہ نہائے گی۔ ویسے تو وہ خوش اور پرسکون تھی۔ لیکن ایک پھانس رہ رہ کر اسے مسز ٹرینتھم کا دیدار نصیب نہیں ہوا تھا۔

ڈیفن نے بیکی کو اس وزٹ کے لئے نہ صرف اپنے کئی ڈریس دیئے

تھے، بلکہ ہیروں کا ایک بہت خوب صورت ہلالی شکل کا ایک بروچ بھی تھا۔ اسے
لیتے ہوئے بیکی ہچکچاتی رہی تھی۔ لیکن اب وہ بروچ لگا کر اس نے آئینے میں اپنا
عکس دیکھا تو اس کا ہر خوف ڈھل گیا۔

آٹھ بجے تو وہ ڈرائنگ روم میں چلی آئی۔ میجر اور گائی دونوں کی ستائشی نظروں نے اسے بتا دیا کہ وہ بہت خوب صورت لگ رہی ہے۔ لیکن گائی کی والدہ اب بھی موجود نہیں تھیں۔

''بہت پیارا ڈریس ہے مس سالمن......!''

میجر نے کہا۔

''تھینک یو میجر ٹرینتھم......!''

بیکی نے کہا اور آتش دان کے پاس جا کر ہاتھ تاپنے لگی۔

''میری وائف اب کسی بھی لمحے آسکتی ہیں۔''

میجر نے کہا۔

اسی وقت ویٹر چاندی کی ٹرے پر شیری کے جام لئے چلا آیا۔

''آپ نے جتنی تفصیل سے مجھے جاگیر دکھائی، میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔''

''شکریہ کی کوئی بات نہیں۔''

میجر گرم جوشی سے مسکرایا۔

''تم خوش ہوئیں دیکھ کر، اس میں میری خوشی ہے۔''

پھر اچانک اس کی توجہ اپنے عقب کی سمت مرکوز ہوگئی۔

بیکی نے سر گھما کر دیکھا۔ وہ دراز قد اور نہایت باوقار عورت تھی۔ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی وہ ان کی طرف آ رہی تھی۔

''ماما......!''

گائی نے آگے بڑھ کر اس کے رُخسار پر بوسہ دیا۔

''میں آپ کو بیکی سالمن سے ملواتا ہوں۔''

''کیسی ہیں آپ......؟''

بیکی نے کہا۔

''میں پوچھ سکتی ہوں کہ الماری میں سے میرے بہترین رائیڈنگ بوٹ کس نے نکالے ہیں......؟''

مسز ٹرینتھم نے اسے نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔ اس نے بیکی کے آگے بڑھے ہوئے ہاتھ کو بھی نظرانداز کر دیا تھا۔

''اور پھر کیچڑ میں لتھیڑ کر انہیں صاف کئے بغیر واپس بھی رکھ دیا۔''

''یہ حماقت میری ہے۔'' میجر ٹرینتھم نے کہا۔

''ورنہ بیکی اونچی ایڑی کے جوتوں میں یہاں کی سیر نہیں کر سکتی تھی۔''

''تو مس سالمن کو موقع محل کے لحاظ سے جوتے اپنے ساتھ لانا چاہئے تھے۔''

''مجھے افسوس ہے کہ......''

بیکی نے کہنا چاہا۔

''آپ پورے دن کہاں غائب رہیں ماما......؟''

گائی نے جلدی سے مداخلت کی۔

''ہم آپ کا انتظار کرتے رہے۔''

''چرچ کے مسائل سے نمٹنے کی کوشش کر رہی تھی، جو نئے پادری کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ پتا نہیں، آج کل آکسفورڈ میں کیا تعلیم دی جا رہی ہے......؟ پڑھے لکھے لوگ بھی آداب سے نابلد ہیں۔''

بٹلر نے کھنکھارتے ہوئے کہا۔

"ڈنر تیار ہے مادام......!"

مسز ٹرینتھم بغیر کچھ کہے پلٹی اور تیز قدموں سے طعام گاہ کی طرف بڑھ دی۔ کھانے کی میز پر اس نے بیکی کو اس طرح بٹھایا کہ وہ ان کے سامنے تھی اور میجر کی دائیں جانب۔

کھانے کے پہلے دور میں مسز ٹرینتھم نے کوئی بات نہیں کی۔ پھر وہ اپنے شوہر سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتی رہی...... نیجل کی تعلیم، نئے پادری کی نااہلی اور لیڈی لیوینیا میلم کی شکایت، جو جج کی بیوہ تھی اور رہنے کے لئے گاؤں چلی آئی تھی۔ وہ بڑے مسائل کھڑے کر رہی تھی۔

پھر اس نے بیکی سے پہلا سوال کیا۔

"تمہارے والد کس پیشے سے وابستہ تھے......؟"

اس وقت بیکی کے منہ میں نوالہ تھا۔ تاہم اس نے جلدی سے جواب دیا۔

"ان کا انتقال ہو چکا ہے۔"

"مجھے افسوس ہوا یہ سن کر۔"

مسز ٹرینتھم نے بے پرواہی سے کہا۔

"وہ انتقال کے وقت محاذ پر اپنی رجمنٹ کے ساتھ ہوں گے......؟"

"جی نہیں......!"

"اوہ......! تو جنگ کے دوران وہ کیا کرتے رہے تھے......؟"

"ہماری بیکری تھی وائٹ چیپل میں۔"

بیکی کو ٹاٹا کی نصیحت یاد آ گئی۔ وہ کہتے تھے۔

"اپنا بیک گراؤنڈ چھپانے کی کوشش کبھی نہ کرنا۔ ورنہ انجام کار آنسوؤں اور دکھوں کے سوا تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔"

"وائٹ چیپل......؟"

مسز ٹرینتھم نے حیرت سے کہا۔

"یہ وہ چھوٹا سا قصبہ تو نہیں...... ورسیسٹر کے باہر......؟"

"نہیں مسز ٹرینتھم......! یہ لندن کے ایسٹ اینڈ کے قلب میں ہے۔"

بیکی نے کہا۔ وہ اُمید کر رہی تھی کہ گائی مداخلت کر کے اسے اس تفتیش کی اذیت سے بچائے گا۔ لیکن وہ تو اپنے جام میں گھور رہا تھا۔

"اوہ......!"

مسز ٹرینتھم نے ہونٹ سکوڑے۔

"اب ایسٹ اینڈ تو میں جانے سے رہی۔ ورسیسٹر شائر تو میں پادری کی بیوی کی عیادت کے لئے گئی تھی۔ لیکن ایسٹ اینڈ میں تو میرا خیال ہے، پادری ہوگا ہی نہیں۔ خیر......! تم نے سر ریمنڈ ہارڈ کیسل کے بارے میں تو سنا ہوگا مس سالمن......؟"

"جی نہیں......! کبھی نہیں سنا......!"

بیکی نے بے حد سچائی سے کہا۔

مسز ٹرینتھم کے چہرے پر نخوت اور حقارت کا تاثر اور گہرا ہو گیا۔

انہوں نے شاہِ معظم جارج پنجم کو اپنی خدمات پیش کی تھیں۔"

"کس نوع کی خدمات تھیں وہ......؟"

مسز ٹرینتھم ایک لمحے کو خاموش ہوئیں اور پھر وضاحت کرنے لگیں۔

"انہوں نے جنگ میں شاہِ معظم کا ہاتھ بٹایا۔"

"وہ اسلحے کے ڈیلر ہیں۔"

میجر ٹرینتھم نے دھیمی آواز میں کہا۔

یا تو مسز ٹرینتھم نے سنا ہی نہیں، یا دانستہ ان کی بات کو نظر انداز کر

دیا۔

تم وہاں سے اسی سال نکلی ہو مس سالمن......؟''

مسز ٹرینتھم نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''جی نہیں......! صرف میں لندن آئی ہوں، اور وہ بھی تعلیم کی خاطر۔''

''میں ان دونوں ہی کی مخالف ہوں۔ عورتوں کے آزادانہ نکلنے کی اور ان کی ضرورت سے زیادہ تعلیم کی، عورتوں کو بس نوکروں سے کام لینے کا سلیقہ آنا چاہئے اور انہیں کرکٹ کی تمیز ہو۔''

''لیکن اگر آپ کے نوکر ہی نہ ہوں تو......''

بیکی نے کہنا چاہا۔ لیکن اسی وقت مسز ٹرینتھم نے پاس رکھی ہوئی سفید گھنٹی بجا دی۔

بٹلر آیا تو مسز ٹرینتھم نے سخت لہجے میں اس سے کہا۔

''کافی ہم ڈرائنگ روم میں پئیں گے گیسن......!''

بٹلر کی نگاہوں میں حیرت جھلکی۔ لیکن مسز ٹرینتھم اُٹھ چکی تھیں۔ ان کے پیچھے دوسرے لوگ بھی تھے۔

ڈرائنگ روم میں سردی تھی۔ کیونکہ آتش دان کو مزید دھکایا نہیں گیا تھا۔

''تم پورٹ یا برانڈی لینا چاہو گی بیکی......؟''

میجر ٹرینتھم نے بیکی سے پوچھا۔

''جی نہیں......! شکریہ......!''

''ایکسکیوز می......!''

مسز ٹرینتھم اچانک ہی اُٹھ کھڑی ہوئی۔

''میرے سر میں درد ہو گیا ہے۔ میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔''

''ہاں ہاں ڈیئر......! ضرور جاؤ......!''

میجر ٹرینتھم نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

ماں کے جاتے ہی گائی اُٹھا اور بیکی کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ کر اس نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''یہ سر کا درد ان کا بڑا ظالم ہے۔ لیکن دیکھ لینا، صبح تک وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔''

''مجھے تو اس میں شک ہے۔''

بیکی نے سرگوشی میں کہا۔ پھر وہ میجر ٹرینتھم کی طرف مڑی۔

''آپ مجھے بھی اجازت دیں۔ دن بھر کی تھکن ہے۔ ویسے بھی آپ دونوں کے پاس گفتگو کے لئے خاصا مواد موجود ہے۔''

میجر بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اور گائی بیکی کو باہر جاتا دیکھتے رہے۔ بیکی نے اپنے کمرے میں پہنچ کر لباس تبدیل کیا اور ٹھنڈے بستر میں گھس گئی۔ اس کا کمرہ بے حد سرد ہو رہا تھا۔

وہ نیم خوابیدگی کے عالم میں تھی کہ اسے دروازے کا لٹو گھومنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے پلکیں جھپکاتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازہ آہستگی سے کھلا۔ وہ بس اتنا سمجھ سکی کہ اندر آنے والا کوئی مرد ہے۔ آنے والے نے دروازہ بند کر دیا تھا۔

''کون ہے......؟'' بیکی نے تیز لہجے میں پکارا۔

''ارے......! یہ میں ہوں۔''

گائی نے دھیمی آواز میں کہا۔

''سوچا......تمہاری خیریت دریافت کر لوں۔''

بیکی نے چادر ٹھوڑی تک کھینچ لی۔

''شب بخیر گائی......!''

''یہ تو کوئی دوستانہ انداز نہیں......!''

گائی نے کہا اور اس کے بیڈ پر آ بیٹھا۔

''میں یہ دیکھنے آیا تھا کہ تم ٹھیک تو ہو۔ کوئی تکلیف تو نہیں ہے تمہیں......؟ کیونکہ کچھ اچھا وقت نہیں گزارا ہے تم نے۔''

''میں بالکل ٹھیک ہوں۔ فکر مند ہونے کا شکریہ......!''

بیکی نے خشک لہجے میں کہا۔

گائی اسے چومنے کے لئے جھکا تو وہ ایک طرف ہوگئی۔ گائی کے ہونٹ بمشکل اس کے کان سے مس ہوئے۔

''میں تو بس گڈ نائٹ کِس چاہتا تھا۔''

''صرف گڈ نائٹ ہی کافی ہے گائی......! گڈ نائٹ......!''

''میرا خیال ہے، یہ وقت ہی کچھ نامناسب ہے۔''

''وقت ہی نہیں......! مقام بھی نامناسب ہے۔''

بیکی نے اسے دھکیلتے ہوئے کہا۔

''چلو......! پھر کبھی سہی......!''

گائی اُٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحے بعد دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

بیکی نے ذرا دیر انتظار کیا۔ پھر وہ اُٹھ کر دروازے کی طرف گئی۔ اس بار اس نے دروازے کو لاک کر دیا۔ بستر پر لیٹتے ہی وہ گہری نیند سو گئی۔

☆☆☆

اگلی صبح بیکی ناشتے کے لئے نیچے گئے تو میجر ٹرینتھم نے اسے بتایا کہ ان کی بیوی کے سر درد میں کوئی افاقہ نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اس کی رات بڑی تکلیف میں گزری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ یہاں موجود نہیں ہے۔

ناشتے کے بعد میجر گائی کے ساتھ چرچ چلا گیا اور بیکی وقت گزاری کے لئے اخبار پڑھنے لگی۔ لیکن وہ اس بات سے بے خبر نہیں تھی کہ ملازمین کے درمیان چہ می گوئیوں کا سلسلہ چل رہا ہے۔

مسز ٹرینتھم لنچ کے لئے نیچے آئی۔ لیکن اس نے گفتگو میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ مگر کھانے کے بعد اس نے اپنے شوہر سے پوچھا۔

''آج کے وعظ کا کیا موضوع تھا......؟''

''جیسا سلوک تم سے کیا جائے، جواب میں ویسا ہی سلوک کرو۔''

میجر نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

''اور مس سالمن......! تمہیں ہمارے چرچ کی سروس کیسی لگی......؟''

وہ اچانک بیکی کی طرف مڑی۔

''میں گئی ہی نہیں......!''

''اوہ......! تو تم بے عقیدہ ہو۔''

''جی نہیں......! عقیدے کے لحاظ سے میں رومن کیتھولک ہوں۔''

مسز ٹرینتھم کے چہرے پر دکھاوے کی حیرت نظر آئی۔

''سالمن نام سے تو مجھے کچھ اور ہی لگا تھا۔''

بیکی کو لگ رہا تھا کہ مسز ٹرینتھم کا ہر عمل اور ہر لفظ سوچا سمجھا اور نپا تلا ہے، جیسے لوگ ڈرامے کے لئے ریہرسل کرتے ہیں۔

میز صاف کی جا رہی تھی کہ مسز ٹرینتھم پھر غائب ہوگئی۔ گائی نے بیکی سے کہا کہ کیوں نہ چہل قدمی کی جائے۔ بیکی اوپر گئی اور اپنے سب سے بوسیدہ

جوتے پہن آئی۔ اس میں اب مسز ٹرینتھم کے جوتے مستعار لینے کی ہمت نہ تھی۔

باہر آنے کے بعد بیکی نے گائی سے کہا۔

''تمہاری ماں مجھ سے کیا توقع کر رہی تھیں......؟''

''ارے نہیں......! ایسی کوئی بات نہیں......!''

گائی نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

''تم خواہ مخواہ دل پر لے رہی ہو۔ ماما کا سر درد بہت تکلیف دہ ہوتا ہے اور ویسے بھی اگر مجھے ان کے اور تمہارے درمیان کسی ایک کو منتخب کرنا پڑا تو یہ میرے لئے کوئی دُشوار فیصلہ نہیں ہوگا۔''

بیکی نے گرم جوشی سے اس کا ہاتھ دبایا۔

''شکریہ ڈارلنگ......! لیکن میں گزشتہ رات جیسی اور ایک رات نہیں جھیل سکوں گی۔''

''تو ہم جلدی نکل چلیں گے اور باقی وقت تمہارے فلیٹ پر گزاریں گے۔''

گائی نے کہا۔

بیکی نے سر گھما کر اسے دیکھا۔ وہ اس کی بات سمجھ نہیں پائی تھی۔

''اچھا......! اب واپس چلیں......؟''

گائی نے جلدی سے کہا۔

''ورنہ وہ شکایت کریں گی کہ ہم انہیں تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔''

گھر واپس پہنچ کر بیکی نے جوتے اُتارے اور سلیپر پہن کر نیچے آئی تو یہ دیکھ کر اسے حیرت ہوئی کہ ڈرائنگ روم میں چائے لگائی جا چکی ہے۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ سوا تین بجے تھے۔

''مجھے افسوس ہے گائی......! کہ تم نے ہمیں اتنا انتظار کرایا۔''

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اس نے مسز ٹرینتھم کی آواز سنی۔

''اس نے سوچا بھی نہیں ہوگا کہ چائے اتنی جلدی لگا دی جائے گی۔''

میجر نے مداخلت کی۔

''تم چائے لو گی مس سالمن......؟''

مسز ٹرینتھم نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے پوچھا۔

''جی ضرور......! بہت شکریہ......!''

''آپ بیکی کو اس کے پہلے نام سے کیوں نہیں پکارتیں......؟''

گائی نے کہا۔

مسز ٹرینتھم کی نگاہیں اپنے بیٹے کے چہرے پر جم گئیں۔

''مجھے دورِ نو کا یہ طریقہ پسند نہیں۔ میں ہر کس و ناکس کو اس کے پہلے نام سے نہیں پکار سکتی۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ اسے ٹھیک سے جانتی بھی ہوں۔ ہاں مس سالمن......! تم دارجلنگ لو گی......؟ لیپ سینگ یا ارل گرے......؟''

یہ کہہ کر وہ متوقع اور جواب طلب نظروں سے بیکی کو گھورنے لگی۔

اس کا استفسار بے حد اچانک تھا اور اس سے پہلے کا حملہ اتنا شدید تھا کہ بیکی ابھی تک اسی میں اُلجھی ہوئی تھی۔ وہ کوئی جواب نہیں دے سکی۔

''اوہ سمجھی...... وہاں وائٹ چیپل میں ورائٹی کہاں ہوتی ہوگی......؟''

مسز ٹرینتھم نے زہریلے لہجے میں کہا۔

بیکی کا جی چاہا کوئی پاٹ اُٹھائے اور گرم گرم چائے اس متکبر عورت کے سر پر اُنڈیل دے۔ لیکن جیسے تیسے اس نے خود پر قابو پا لیا۔ اسے یہ خیال بھی آگیا تھا کہ اس کا یہ عمل مسز ٹرینتھم کی خواہش کے عین مطابق ہوگا۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر مسز ڑینتھم نے پوچھا۔

''بہن بھائی ہیں تمہارے......؟''

''جی نہیں......! میں اکلوتی ہوں۔''

''یہ بھی حیرت کی بات ہے......!''

''وہ کیوں......؟''

بیکی نے معصومیت سے پوچھا۔

''میرا خیال تھا کہ نچلے طبقے میں افزائش نسل کی رفتار خرگوش سے بھی تیز ہوتی ہے۔''

مسز ڑینتھم نے اپنی چائے میں چینی ملاتے ہوئے کہا۔

''ماما......! آپ بھی......''

گائی نے احتجاج کرنے کی کوشش کی۔

''ارے......! میں تو مذاق کر رہی تھی۔''

مسز ڑینتھم نے جلدی سے کہا۔

''گائی میری ایسی باتوں کو بہت سنجیدگی سے لیتا ہے۔ لیکن مس سالمن......! مجھے یاد ہے، ایک بار میں نے اپنے والد سر ریمنڈ کو کہتے سنا تھا۔''

''خدا کے لئے......! کیا یہ پھر سننا پڑے گا......؟''

میجر ڑینتھم نے گھبرا کر کہا۔

''......کہ طبقے پانی اور شراب کی طرح نہیں ہوتے کہ ایک دوسرے میں گھل مل جائیں۔ انہیں ملانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔''

''لیکن میرے خیال میں کرائسٹ پانی کو شراب بنانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔''

بیکی بولی۔

مسز ڑینتھم نے اس کی اَن سنی کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔

''جیسے فوج میں افسر اور عام سپاہی ہوتے ہیں۔ جو شخص جہاں بھی ہے، وہ خدا کی منصوبہ بندی کے عین مطابق ہے اور اپنی صحیح جگہ پر ہے، اور اسی کا مستحق ہے۔''

''اور آپ کے خیال میں جنگ بھی خدا کی منصوبہ بندی کے مطابق ہی ہوتی ہوگی، جس میں دونوں ایک ہی طرح سے ہلاک ہوتے ہیں۔''

''یہ تو مجھے نہیں معلوم مس سالمن......!''

مسز ڑینتھم نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیونکہ میں تمہاری طرح انٹیلیکچوئل نہیں ہوں۔ میں تو سیدھی سادی عورت ہوں، جو جیسا محسوس کرتی ہے، اسی طرح بیان کر دیتی ہے۔ ہاں......! یہ میں جانتی ہوں کہ جنگ میں قربانی سب کو دینی پڑتی ہے۔''

''آپ نے وہ قربانی وہی مسز ڑینتھم......؟''

بیکی نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''ایک نہیں کئی مس سالمن......!''

مسز ڑینتھم نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا۔

''مثلاً میں ایسی بہت سی چیزوں سے محروم ہوگئی، جو ہم لوگوں کی زندگی کے لئے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔''

''یعنی کوئی ہاتھ......کوئی ٹانگ......''

بیکی نے بے اختیار کہا۔ لیکن کہتے ہی اسے احساس ہوگیا کہ وہ مسز ڑینتھم کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس گئی ہے۔

گائی کی ماں کرسی سے اُٹھی اور آتش دان کی طرف بڑھ گئی۔ وہاں

اس نے ڈوری کھینچ کر ملازم کو بلانے والی گھنٹی بجائی۔

''میں یہاں اپنے ہی گھر میں اپنی توہین برداشت نہیں کروں گی۔''

وہ بڑبڑائی۔

گھنٹی کے جواب میں گیسن آیا تو اس نے گیسن سے کہا۔

''انویڈ سے کہو کہ مس سالمن کا سامان سمیٹ کر لے آئے۔ پروگرام کے برعکس وقت سے کچھ پہلے ہی لندن واپس جا رہی ہیں۔''

بیکی خاموش بیٹھی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے......؟ مسز ڑینتھم کمر پر دونوں ہاتھ رکھے اسے گھور رہی تھی۔ وہ اُٹھی اور میجر ڑینتھم کے پاس گئی۔

''خدا حافظ میجر ڑینتھم......!''

اس نے کہا۔

''میرا خیال ہے، اب ہم کبھی نہیں مل سکیں گے۔''

''میرے لئے یہ ایک ذاتی نقصان ہے۔''

میجر نے بڑے وقار سے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

بیکی پلٹی اور مسز ڑینتھم کو نظر انداز کرتے ہوئے ڈرائنگ روم سے نکل آئی۔ گائی بھی اس کے پیچھے پیچھے بیرونی ہال میں آیا۔

لندن واپسی کے سفر میں گائی اپنی ماں کے طرزِ عمل پر معذرت کرتا رہا، تاویلیں پیش کرتا رہا۔ لیکن بیکی جانتی تھی کہ وہ محض سطحی باتیں ہیں۔ گاڑی فلیٹ کے سامنے رُکی تو گائی جلدی سے نیچے اُترا اور اس نے بیکی کے لئے دروازہ کھولا۔

''میں تمہارے ساتھ اوپر چل سکتا ہوں......؟''

اس کے لہجے میں التجا تھی۔

''ابھی مجھے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔''

''آج نہیں......! اس وقت تو مجھے تنہائی کی ضرورت ہے۔''

گائی نے آہ بھر کے کہا۔

''میں تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ میں تم سے مستقبل کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا۔''

''مستقبل......جس میں تمہاری ماں بھی شامل ہیں۔''

''جہنم میں جائیں وہ۔''

گائی نے جھنجلا کر کہا۔

''تمہیں اندازہ نہیں کہ میں کتنی محبت کرتا ہوں تم سے۔''

بیکی نرم پڑ گئی۔ اب اس کے انداز میں ہچکچاہٹ تھی۔

''ہمیں دی ٹائمز میں جلد از جلد اپنی منگنی کا اعلان کر دینا چاہیئے۔ ماں جو چاہے سوچے۔ کیا خیال ہے تمہارا......؟''

بیکی نے اس کے گلے میں بازو حمائل کر دیئے۔

''گائی......! میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں۔ لیکن اس وقت تمہارا اوپر آنا مناسب نہیں۔ کسی بھی وقت ڈیفن آ جائے گی۔ پھر کبھی سہی......! اوکے......!''

گائی کے چہرے پر مایوسی کا سایہ لہرایا۔ اس نے بے دلی سے کہا۔

''گڈ نائٹ......!''

بیکی نے دروازہ کھولا اور اندر چلی گئی۔ ڈیفن ابھی واپس نہیں آئی۔ وہ صوفے پر بیٹھ کر سوچنے لگی۔

ڈیفن کوئی ڈھائی گھنٹے کے بعد واپس آئی۔

''کہو......کیسا رہا تمہارا ویک اینڈ......؟''

اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔ اس نے جلدی سے روشنی کی۔ ا
حیرت ہوئی تھی کہ اس کی سہیلی اندھیرے میں بیٹھی ہوئی ہے۔

''تباہ کن......!''

بیکی نے مختصر ترین جواب دیا۔

''تو سب کچھ ختم......؟''

''نہیں......! ایسا بھی نہیں...... مجھے تو لگتا ہے کہ آج گائی نے
پروپوز کیا ہے۔''

''اور تم نے قبول کرلیا......؟''

''میرا خیال ہے، ہاں......!''

''تو اب اس سلسلے میں کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تم......؟ یہ تو
ہندوستان ہے تمہارے لئے......!''

☆☆☆

اگلی صبح بیکی نے اپنا سوٹ کیس کھولا اور سامان الماری میں رکھنے لگ
ڈیفن کی چیزیں اسے واپس کرنی تھیں۔ اچانک اسے احساس ہوا کہ ڈیفن
ہیروں کا بروچ سامان میں موجود نہیں ہے۔ شاید وہ ایش ہرسٹ ہال میں رہ
تھا۔

اب وہ مسز ٹرینتھم کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ رجمنٹل ہی
گئی اور گائی کے لئے ایک رقعہ دے آئی، جس میں اس نے اپنے اس ملنے
اپنی پریشانی کے بارے میں لکھ دیا تھا۔

اگلے روز اسے گائی کا جواب ملا۔ اس نے لکھا تھا کہ اتوار کو وہ گھر
جائے گا تو پوری ذمہ داری کے ساتھ چیک کرے گا۔

پانچ دن بیکی اس فکر میں گھلتی رہی کہ گائی کو وہ بروچ ملے گا یا نہیں۔ ابھی تک ڈیفن کو بروچ کی گمشدگی کا پتا نہیں چلا تھا۔ بیکی چاہتی تھی کہ ڈیفن اگلی بار وہ بروچ لگانا چاہے تو وہ اسے چپکے سے اس کے سامان میں رکھ چکی ہو۔

گائی نے پیر کے روز اسے رقعہ بھیجا کہ اس نے گیسٹ روم کا کونہ کونہ چھان مارا ہے، لیکن بروچ اسے نہیں ملا۔ اور خادمہ نیلی کا کہنا ہے کہ اس نے بیکی کی تمام جیولری اس کے سوٹ کیس میں رکھ دی تھی۔

بیکی کے لئے یہ اطلاع اُلجھن کا باعث تھی، کیونکہ اپنا سامان اس نے خود پیک کیا تھا۔ بہرحال اب یہ طے تھا کہ اسے یہ معاملہ ڈیفن کے علم میں لانا ہوگا۔ اسے اندازہ تھا کہ بروچ کی قیمت ادا کرنے میں اسے ایک سال بھی لگ سکتا ہے۔ وہ بہت بیش بہا زیور تھا۔

اس رات بیکی سوا بارہ بجے کے قریب واپس آئی تو بیکی جاگ رہی تھی۔ یہی نہیں، وہ ڈیفن کا سگریٹ بھی پی رہی تھی۔

''خیریت تو ہے ڈارلنگ......! تم اتنی دیر تک کب سے جاگنے لگیں......؟''

ڈیفن نے اس سے پوچھا۔

''امتحان سر پر آگئے ہیں یا عشق کا بھوت جگا رہا ہے......؟''

''ایسی کوئی بات نہیں......!''

بیکی نے کہا۔ پھر اس نے بروچ کی گم شدگی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

''یہ بتاؤ......! میں کتنے عرصے میں اس کی قیمت ادا کر سکوں گی......؟''

آخر میں اس نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے، اس میں تمہیں صرف ایک ہفتہ لگے گا۔"

"ایک ہفتہ......؟"

بیکی کے لہجے میں اُلجھن تھی۔

"ہاں......! وہ نقلی ہیروں کا بروچ تھا۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، اس کی قیمت تین شلنگ تھی۔"

بیکی نے سکون کا سانس لیا۔ بہت بڑا بوجھ اس کے سینے سے ہٹ گیا تھا۔

منگل کی رات گائی کے ساتھ ڈنر کرتے ہوئے اس نے گائی کو بتایا کہ اس بروچ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

اگلے پیر کو گائی چیلسی ٹیرس آیا تو اس کے پاس وہ بروچ تھا۔

"ویلنگٹن روم میں صفائی کرتے ہوئے۔ یہ نیلی کو بستر کے نیچے سے ملا تھا۔"

اس نے وضاحت کی۔

☆☆☆

بیکی چارلی میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو دیکھ رہی تھی۔ ابتداء میں تو وہ موہوم سی تھیں۔ مگر ہر گزرتے لمحے کے ساتھ واضح ہوتی گئیں۔

ڈیفن نے چارلی میں اپنی دلچسپی چھپانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اسے اس دہائی کی سب سے اچھی معاشرتی دریافت قرار دیتی تھی۔

"میرا پیارا چارلی ڈولنگ......!"

اس نے ہیجانی لہجے میں اعلان کیا۔

"پتا ہے...... میں اسے ہارکورٹ لے گئی تھی۔ وہاں اس نے دھوم مچا

دی۔ حد یہ ہے کہ میری ممی بھی اسے بے حد شان دار آدمی قرار دیتی ہیں۔"

"تمہاری ممی کو چارلی ٹرمپر اچھا لگا......؟"

بیکی کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

"بالکل میری جان......! مگر دیکھو، انہیں یہ معلوم ہے کہ میں چارلی سے شادی نہیں کرنا چاہتی ہوں......؟"

"ذرا محتاط ہو کر بات کرو۔ میرا بھی گائی سے شادی کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

"دیکھو جان......! یہ مت بھولو کہ تم اس طبقے سے تعلق رکھتی ہو جو رومان پسند ہے۔ جبکہ میں عملیت پسند طبقے سے ہوں۔ ایسا نہ ہوتا تو طبقہ امرا اب تک نابود ہو چکا ہوتا۔ انجام کار میری شادی پرسی ولٹ شائر سے ہوگی، اور اس میں ستاروں کا اور مقدرات کا کوئی دخل نہیں ہوگا۔ یہ پرانی روایات اور اقدار کے احترام کی بات ہے۔ یہ کامن سینس ہے۔"

"لیکن کیا مسٹر ولٹ شائر تمہارے عزائم سے باخبر ہیں......؟"

"مارکوئس آف ولٹ شائر کو اس بات کا علم نہیں۔ اس کی ماں نے ابھی اسے مطلع نہیں کیا ہے۔"

"لیکن اگر چارلی تمہاری محبت میں گرفتار ہوگیا تو......؟"

"یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ اس کی زندگی میں پہلے ہی کوئی عورت موجود ہے۔"

"خدا کی پناہ......!"

بیکی نے کہا۔

"اور کیسی ناقابل یقین بات ہے کہ میں اس سے کبھی نہیں ملی۔"

☆☆☆

دُکان کی شش ماہی رپورٹ سہ ماہی رپورٹ سے بہتر تھی۔ ڈیفن ؟ اس کی توقع سے زیادہ منافع ملا۔

''اس رفتار سے تو میں طویل المیعاد منافع سے یقیناً محروم رہ جاؤں گی۔تم لوگ تو تین سال میں مجھے فارغ کر دو گے۔''

لیکن بیکی کے پاس ڈیفن، چارلی، حتیٰ کہ دُکان کے بارے میں سوچنے کی فرصت نہیں تھی۔ جیسے جیسے گائی کی ہندوستان روانگی کا وقت قریب آ رہا تھا، اس کے اضطراب میں اضافہ ہو رہا تھا۔

انڈیا! جب بیکی کو پہلی بار پتا چلا تھا کہ گائی کی پوسٹنگ تین سال کے لئے انڈیا میں ہو رہی ہے تو وہ متوحش ہوگئی۔ اب وہ جلد از جلد اپنے اور اس کے بارے میں خود اس کی زبان سے کچھ سننا چاہتی تھی۔ ماضی میں گائی سے محدود ملاقاتوں کو اس نے رجمنٹ میں گائی کی ذمہ داریوں کی وجہ لیکن اب جبکہ گائی کی روانگی کا وقت قریب آ رہا تھا تو وہی ذمے داریاں اسے بری لگنے لگی تھیں۔

بیکی کا خیال تھا کہ ایش ہرسٹ ہال کے ناکام دورے کے بعد اس کے لئے گائی کے جذبات سرد پڑ جائیں گے۔ لیکن اس کے برعکس گائی کی تڑپ اور بڑھ گئی۔ وہ اس پر زیادہ توجہ دینے لگا۔ بار بار وہ کہتا تھا کہ شادی کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔

بیکی نے کیلنڈر پر 3 فروری 1920ء کے گرد دائرہ بنا رکھا تھا۔ وہ گائی کی انڈیا روانگی کی تاریخ تھی۔ ابتداء میں وہ بہت دور تھی۔ پھر مہینے ہفتوں میں بدلے اور ہفتے دنوں میں، اور اب تو لگتا تھا کہ وہ تاریخ سر پر چڑھی آ رہی ہے۔

''ہمیں کیفے رائل میں ڈنر کرنا چاہئے، جہاں ہم نے پہلی بار شام ساتھ گزاری تھی۔''

گائی نے تجویز پیش کی۔ وہ اس ہفتے روانہ ہونے والا تھا۔

''جی نہیں......! قربت کی اس شام کو میں درجنوں اجنبیوں کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی۔''

بیکی نے کہا۔ پھر چند لمحے ہچکچانے کے بعد وہ بولی۔

''اگر تم میرے ہاتھ کا کھانا برداشت کر سکو تو ڈنر میرے فلیٹ پر کر لینا۔ کچھ تنہائی تو ملے گی ہمیں۔''

گائی مسکرا دیا۔

☆☆☆

دُکان چل پڑی تو بیکی نے بھی ہر روز دُکان پر جانا چھوڑ دیا۔ پھر بھی وہاں سے گزرتے ہوئے وہ دُکان پر نگاہ ضرور ڈالتی تھی۔ پیر کی اس صبح یہ دیکھ کر اسے حیرت ہوئی کہ کاؤنٹر کے عقب میں چارلی موجود نہیں تھا۔

''میں یہاں ہوں۔''

بیکی نے آواز پر مُڑ کر دیکھا۔ چارلی اسی بینچ پر بیٹھا تھا، جہاں واپسی کے بعد اس نے اسے پہلی بار بیٹھے دیکھا تھا۔ بیکی نے سڑک پار کی اور اس کے پاس چلی گئی۔

''یہ کیا......؟ میرا قرض چکانے سے پہلے ہی تم ریٹائر ہو رہے ہو......؟''

''نہیں بھئی......! میں کام کر رہا ہوں۔''

''یہ کیسا کام ہے......؟ وضاحت کرو مسٹر ٹرمپر......! پیر کی صبح پارک کی

بینچ پر بیٹھ کر تم ایسا کیا کر رہے ہو......؟ جسے کام کہا جا سکے۔“

”ہنری فورڈ نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ ایک منٹ کے عمل کے لیے ایک گھنٹہ سوچنے کا ضروری ہے۔“

چارلی نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ لیکن اس کا کوکنی لہجہ کچھ دبا ہوا تھا۔ ویسٹ لندن کا لہجہ غالب آ رہا تھا۔

”تو اس لمحے تم کیا سوچ رہے ہو......؟“

”اس وقت میں سامنے والی دُکان کی قطار کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔“

بیکی نے دُکانوں کی طرف دیکھا۔

”پوری قطار کے بارے میں......؟“

اس نے پوچھا۔

”اور سوچ کی نوعیت کے بارے میں بھی بتاؤ......!“

”میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ان کے مطابق دولت کمانے کے 36 مختلف طریقے ہیں۔“

”تو یہ 36 دُکانیں ہیں......؟ میں نے کبھی گنا نہیں تھا۔ چلو...... تم کہتے ہو تو مان لیتی ہوں۔“

”یہاں سے ان دُکانوں کو دیکھتی ہو تو تمہیں کیا نظر آتا ہے......؟“

بیکی نے چیلسی ٹیرس کا جائزہ لیا۔

”آتے جاتے بہت سے خریدار، جن میں اکثریت عورتوں کی ہے۔ کچھ آیائیں ہیں، جو بچوں کے ہرام دھکیل رہی ہیں۔ کہیں رسّی کودتا ہوا اکا دُکا بچہ بھی ہے۔“

وہ کہتے کہتے رُکی۔

”یہ تو بتاؤ کہ تم کیا دیکھ رہے ہو......؟“

”دُکان برائے فروخت کے دو چھوٹے بورڈ۔“

”واقعی......! میں نے تو غور ہی نہیں کیا تھا۔“

”یہ زاویہ نظر کا...... نکتہ نگاہ کا فرق ہے۔“

چارلی نے عالمانہ انداز میں کہا۔

”دیکھو...... ایک تو کینڈرک قصائی کی دُکان ہے۔ اس کے بارے میں ہم سبھی جانتے ہیں۔ ہارٹ اٹیک کے بعد اس کے ڈاکٹر نے اسے قبل از وقت ریٹائرمنٹ کا مشورہ دیا ہے۔ ورنہ وہ زیادہ عرصہ نہیں جی سکے گا۔“

”اور دوسری دُکان مسٹر تھرفورڈ کی ہے۔“

بیکی نے برائے فروخت کا بورڈ دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں......! تاجر نوادرات...... وہ چاہتا ہے کہ یہ دُکان بیچ کر اپنے دوست کے پاس نیویارک میں جائے اور وہاں کاروبار کرے۔“

”تمہیں کیسے پتا چلا......؟“

”کاروبار میں بنیادی ضرورت آنکھیں اور کان کھلے رکھنے کی ہے۔“

چارلی نے ناک کھجاتے ہوئے کہا۔

”ہنری فورڈ کا ایک اور زریں اُصول......!“

”نہیں......! یہ مقامی فلاسفر کا مقولہ ہے...... اور اس کا نام پہلے ڈیفن ہارکورٹ براؤن۔“

بیکی مسکرائی۔

”تو اب تم کیا چاہتے ہو......؟“

”میں یہ دُکانیں پکڑوں گا۔“

”وہ بھلا کیسے......؟“

''اپنی چالاکی اور تمہاری کوشش کے زور پر۔''

''تم سنجیدہ ہو چارلی ٹرمپر......؟''

''اس سے زیادہ سنجیدہ میں کبھی نہیں ہوا۔''

چارلی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو چیلسی ٹیرس اور وائٹ چیپل میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جو کچھ وہاں ہوتا تھا، وہی یہاں بھی ہوتا ہوگا۔''

''ایک اعشاری فرق کے ساتھ۔''

''تو وہ فرق ہمیں دُور کرنا ہوگا۔ اب وقت آ گیا ہے مس سالمن......! کہ تم سلیپنگ پارٹنر کے بجائے حقیقی پارٹنر بنو اور اپنا حق ادا کرو۔''

''لیکن میرے امتحان......''

''جو وقت تم اپنے بوائے فرینڈ کو دیتی ہو، اس کے انڈیا جانے کے بعد کاروبار کو دے سکتی ہو۔''

''وہ کل ہی تو جا رہا ہے۔''

''تو ٹھیک ہے۔ میں تمہارے لئے ایک دن کی چھٹی منظور کرتا ہوں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ کل تم جان وڈ کے دفتر جاؤ اور اس نوجوان اسسٹنٹ سے ملو...... کیا نام ہے اس کا......؟''

''پامر......!''

''ہاں...... پامر......!''

چارلی نے گہری سانس لی۔

''اس سے ان دونوں دُکانوں کے بارے میں بات کرو۔ اور ہاں......! اسے بتانا کہ چیلسی ٹیرس میں کوئی بھی دُکان برائے فروخت ہو تو ہم اس میں انٹرسٹڈ ہیں۔''

بیکی اب اپنی کتاب پر ہی سب کچھ نوٹ کر رہی تھی۔

''اور ہاں......! یہ دُکانیں خریدنے کے لئے ہمیں رقم بھی درکار ہوگی۔ اس کے لئے تمہیں مختلف بینکوں سے رابطہ کرنا ہوگا۔ معقول ترین شرائط پر ہمیں قرضے درکار ہیں۔ شرح سود چار فیصد سے اوپر نہیں ہونی چاہئے۔''

''شرح سود زیادہ سے زیادہ چار فیصد......؟''

بیکی نے لکھتے ہوئے دہرایا۔

''لیکن چارلی......! یہ تو 36 دُکانیں ہیں۔''

''مجھے معلوم ہے، وقت تو لگے گا۔ بہت زیادہ وقت لگے گا۔''

☆☆☆

اس روز بیکی کی توجہ اپنی پڑھائی سے زیادہ چارلی کے توسیعی خواب پر تھی۔ اس نے اسے ذہن سے جھٹکنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہیں ہو سکی۔ پھر درمیان میں گائی بھی اس کے خیالوں میں گھس جاتا تھا۔

لنچ کے وقفے میں کھانے کے دوران بھی وہ سوچتی رہی۔ پھر اس نے کتابیں سمیٹ کر بیگ میں رکھیں۔ اس نے آخری پیریڈ چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ گھر واپس جانے کے لئے نکل آئی۔

چیلسی ٹیرس پہنچ کر سب سے پہلے تو اس نے گوشت کی دُکان کا رُخ کیا۔ وہاں اس نے بھیڑ کی ایک ران بنوائی اور مسٹر کینڈرک کی صحت کے بارے میں ان کی بیوی سے اظہارِ ہمدردی کیا۔ اس دوران اس نے دیکھ لیا تھا کہ دُکان میں کام کرنے والا اپنے کام میں تو ماہر ہے۔ لیکن اس کے انداز میں دلچسپی نہیں ہے۔ دلچسپی کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ دُکاندار گاہک کو اس سے زیادہ خریدنے پر مائل کرے، جو وہ خریدنے کے لئے آیا ہے۔

وہاں سے نکل کر وہ ٹرمپر کی دُکان پر قطار میں لگ گئی۔ باری آنے پر اس نے چارلی کو آواز دی۔

''کوئی خاص چیز درکار ہے میڈم......؟''

''دو پونڈ آلو، ایک پونڈ مشروم، ایک بند گوبھی اور ایک خربوزہ۔''

''خوش قسمتی سے یہ خربوزہ ایسا ہے کہ آج شام ہی کھایا جانا چاہئے اور کچھ پیش کروں آپ کو......؟ نارنگیاں، گریپ فروٹ۔''

''نہیں بھئی......! بہت شکریہ......!''

''تو یہ تین شلنگ چار پینس ہو گئے آپ کے۔''

''دوسروں کی طرح مجھے دو نارنگیاں مفت کیوں نہیں دیتے......؟''

''سوری میڈم......! یہ سہولت صرف مستقل گاہکوں کے لئے ہے۔ اور ہاں......! اگر آپ آج شام اس خربوزے کو میرے ساتھ شیئر کریں تو میں آپ کے سامنے چیلسی ٹیرس کے بارے میں اپنے ماسٹر پلان کی جزئیات پیش کروں۔''

''آج یہ ممکن نہیں...... کیونکہ گائی کل صبح انڈیا جا رہا ہے۔''

''میں بھی کیسا احمق ہوں۔ یاد ہی نہیں رہا مجھے۔ سوری......! تو کل کے بارے میں کیا خیال ہے......؟''

''ہاں......! کیوں نہیں......؟''

''تو پھر میں آپ کو ٹریٹ دوں گا۔ آٹھ بجے آؤں گا اور آپ کو ڈنر پر لے چلوں گا۔''

''او کے پارٹنر......!''

چارلی دوسری خاتون کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''اوہ...... مائی سویٹ لیڈی نورس......!''

اب وہ پھر کوکنی لہجے میں بول رہا تھا۔

''آپ کے لئے وہی گاجر اور چقندر...... یا آج کسی ایڈونچر کا ارادہ ہے......؟''

بیکی نے حیرت سے دیکھا۔ ساٹھ سالہ مسز نورس کا چہرہ دمک اُٹھا تھا۔

واپس آتے ہی بیکی نے پہلے ڈرائنگ روم کو ناقدانہ نظروں سے دیکھا۔ ملازمہ صفائی کر کے جا چکی تھی۔ ہر چیز قرینے سے رکھی تھی۔ ڈیفن ہارکورٹ ہال ویک اینڈ پر گئی تھی اور ابھی واپس ہی نہیں آئی تھی۔

بیکی نے سوچا، نہانے سے پہلے ڈنر کے لئے چند چیزیں تیار کر لے۔ ڈیفن نے اس سے کہا تھا کہ اس موقع کے لئے کسی اچھے باورچی سے بات کر لے۔ اب بیکی پچھتا رہی تھی کہ اس نے یہ بات مان کیوں نہیں لی......؟ آج تو وہ گائی کی قربت میں ہر لمحہ گزارنا چاہتی تھی۔ کھانا پکانا تو وقت ضائع کرنا تھا۔ حالانکہ وہ جانتی کہ ڈیفن کی غیر موجودگی میں ایک مرد کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارنا اس کی ماما کے لئے ناپسندیدہ ہوگا۔ لیکن دل کب کسی کی سنتا ہے......؟

کھانا تیار کرتے ہوئے وہ سوچتی رہی کہ ڈِشوں کا انتخاب ماما کو یقیناً پسند آتا۔ البتہ نمبر 101 سے جو اس نے پرانی شراب کی بوتل خریدی تھی، وہ ان کے نزدیک فضول خرچی ہوتی۔ وہ تھی بھی مہنگی۔

کچھ چیزیں تیار کر کے وہ نہانے کے لئے چلی گئی۔ بھاپ اُڑاتے باتھ ٹب میں نیم دراز ہو کر وہ ان بینکوں کے بارے میں سوچتی رہی، جن سے اسے رابطہ کرنا تھا۔ یہی نہیں، سوچنا یہ ہی تھا کہ بات کس انداز میں کی جائے......؟ اسے چارلی ٹرمپر کی آمدنی کے گوشوارے اور قرض کی واپسی کا شیڈول پیش کرنا ہوگا۔ پھر اس کی سوچوں کا رُخ چارلی کی طرف سے تبدیل ہوا اور گائی کی طرف چلا گیا۔ ایک بات اسے عجیب لگتی تھی۔ وہ دونوں کبھی ایک

دوسرے کے متعلق بات نہیں کرتے تھے اور یہ گریز واضح طور پر دو طرفہ تھا۔

انہی سوچوں میں پون گھنٹہ گزر گیا۔ کلاک کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ وہ گھبرا کر باتھ روم سے نکلی۔ یہ طے تھا کہ ٹھیک آٹھ بجے گائی آجائے گا۔ ڈیفن نے پہلے ہی دن اسے خبردار کر دیا تھا...... ہمیشہ یاد رکھنا کہ یہ فوجی لوگ وقت کے بہت پابند ہوتے ہیں۔

اس کے اپنے اور ڈیفن کے بیڈ روم میں کپڑوں کا انبار لگ گیا۔ ڈریس کا انتخاب اس کے لئے مسئلہ بن گیا۔ بیڈ پر الماری سے نکلے ہوئے کپڑوں ڈھیر لگ گیا۔ بالآخر اس نے ڈیفن کا وہ ڈریس منتخب کیا، جو اس نے فیوزیلیرز کی سالانہ رقص پارٹی میں پہنا تھا اور اس کے بعد سے اب تک بھی نہیں پہنا تھا۔

لباس پہن کر اس نے آئینے میں اپنا جائزہ لیا۔ وہ اچھی لگ رہی تھی۔

ادھر کلاک نے آٹھ بجائے اور ادھر اطلاعی گھنٹی کی آواز سنائی دی۔

گائی نے اپنی رجمنٹ کا ڈبل بریسٹڈ بلیزر پہنا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں درجن بھر گلاب اور دوسرے ہاتھ میں وائن کی بوتل تھی۔ دونوں چیزیں میز پر رکھنے کے بعد وہ بیکی کی طرف مڑا اور اسے بانہوں میں لے لیا۔

''بہت خوب صورت ڈریس ہے۔ میں نے پہلے تمہیں اس ڈریس میں نہیں دیکھا۔''

''ہاں......! پہلی بار پہنا ہے۔''

بیکی نے کہا۔ دل میں وہ شرمندہ ہو رہی تھی کہ اس نے ڈیفن کی اجازت کے بغیر اس کا ڈریس پہنا ہے۔

گائی نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا بات ہے......؟ گھر میں کوئی نہیں ہے......؟''

''ڈیفن تو میری مدد کے لئے رُکنا چاہتی تھی لیکن میں نے اسے منع کر دیا۔ آج کی رات میں چاہتی تھی کہ بس تم ہو اور میں ہوں۔''

گائی مسکرایا۔

''میرے لائق کوئی خدمت......؟''

''وائن کی بوتل کھول دو۔ میں ذرا آلو دیکھ لوں۔''

''ٹرمپرز کے آلو......؟''

''ظاہر ہے۔''

بیکی نے کہا۔ کچن میں جا کر اس نے بند گوبھی کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیا۔ ایک لمحے کی ہچکچاہٹ کے بعد اس نے بلند آواز میں پوچھا۔

''تم چارلی ٹرمپر کو ناپسند کرتے ہو......؟''

گائی نے دو گلاسوں میں وائن اُنڈیلی۔ لیکن بیکی کی بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ یہ ظاہر کر رہا تھا کہ بیکی کی آواز اس تک پہنچی ہی نہیں ہے۔

بیکی کچن سے باہر آئی۔ گائی نے اسے وائن کا جام دیا۔

''اور سناؤ گائی......! آج کا دن کیسا گزرا......؟''

''بس سفر کی تیاری کرتا رہا۔ اور تم اپنی کہو......!''

''میں چارلی کے ساتھ بغیر اعلانِ جنگ کئے لندن کی تسخیر کا منصوبہ بناتی رہی۔ پھر دُکان سے مشروم خریدے اور دعوت کے لئے چارلی کا تحفہ خاص...... یہ خربوزہ......''

اس نے آدھا خربوزہ گائی کے اور آدھا اپنے سامنے رکھا۔

ڈِنر کے دوران بیکی صرف ایک بات سوچتی رہی۔ شاید اس رات کے بعد تین سال تک اسے گائی کا قرب نصیب ہوگا۔ وہ مختلف موضوعات پر ہلکی پھلکی گفتگو کرتے رہے۔ تھیٹر کے، رجمنٹ کے، آئرلینڈ کے مسائل کے اور

ڈیفن کے بارے میں...... اور یہ کہ انڈیا میں خربوزے بہت مہنگے ہیں۔

''تم وہاں مجھ سے ملنے آ سکتی ہو۔''

بالآخر گائی نے وہ جادوئی لفظ کہے۔ اس وقت وائن کی بوتل تقر خالی ہو چکی تھی۔

''صبح جاؤں اور شام کو واپس چلی آؤں......!''

بیکی نے ہنس کر کہا اور میز صاف کرنے لگی۔

''میرا خیال ہے، مستقبل میں یہ ناممکن بھی نہیں رہے گا۔''

گائی نے خالی بوتل ہٹائی اور اپنی لائی ہوئی بوتل کھولنے لگا۔

''کیا مطلب......؟''

''ارے بھئی......! ایروپلین کے ذریعے، دیکھو نا...... ایلکوک ا براؤن نے نان اسٹاپ بحر اوقیانوس عبور کر لیا ہے نا...... تو اگلی مہم انڈیا ہوگی۔''

''ٹھیک ہے......! میں جہاز کے پر پہ بیٹھ کے آجاؤں گی۔''

بیکی ہنستے ہوئے کچن میں چلی گئی۔

گائی بھی ہنسنے لگا۔

''کوئی بات نہیں...... دیکھنا تین برس پلک جھپکنے میں گزر جائیں گے اور میرے واپس آتے ہی ہم شادی کر لیں گے۔''

اس نے ایک اور جام بیکی کی طرف بڑھایا۔

بیکی نے جام خالی کر کے رکھا اور اُٹھی۔ اس کے قدم لڑکھڑا ر تھے۔

''کافی کا پانی چولہے پر رکھ آؤں۔''

اس نے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔

وہ واپس آئی تو اس کا خالی جام پھر بھر چکا تھا۔

''میں اس خوب صورت شام کے لئے تمہارا شکر گزار ہوں۔''

گائی نے کہا۔

ایک لمحے کو بیکی ڈر گئی کہ شاید اب گائی رُخصت ہونے والا ہے۔

''اب میرا خیال ہے، تم برتن دھوؤ گی۔ کیونکہ تمہارے پاس کوئی ملازم تو ہے نہیں۔ میں بھی اپنے بیٹ مین کو بیرکس میں چھوڑ کر آیا ہوں۔''

''بھول جاؤ اسے۔ اس میں تو بہت وقت لگے گا۔''

گائی ہنسنے لگا۔ ادھر کیتلی کی سیٹی بجنے لگی۔

''میں ابھی آئی......!''

بیکی نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

''تم اپنے لئے برانڈی کیوں نہیں اُنڈیل لیتے......؟''

یہ کہہ کر وہ کچن میں چلی گئی۔ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں کافی کی پیالیاں تھیں، جو اس نے صوفے کے ساتھ والی میز پر رکھ دیں۔

''کافی بہت گرم ہے۔''

اس نے کہا۔

''فوری طور پر پینے کی کوشش نہ کرنا۔''

گائی نے برانڈی کا آدھا گلاس اس کی طرف بڑھایا۔ بیکی ایک لمحے کو ہچکچائی، پھر اس نے ایک گھونٹ لیا اور صوفے پر گائی کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر اچانک گائی نے اپنا جام میز پر رکھا اور بیکی کو لپٹا لیا۔ وہ بہت جذباتی ہو رہا تھا۔

ایک حد تک تو بیکی نے تعاون کیا۔ مگر ایک مرحلے پر آ کر وہ مزاحمت کرنے لگی۔

گائی نے اسے چھوڑ دیا۔

''پتا ہے ڈارلنگ......! میرے پاس تمہارے لئے ایک زبردست سرپرائز ہے...... خاص اس موقع کے لئے۔''

''وہ کیا ہے......؟''

بیکی نے پُراشتیاق لہجے میں پوچھا۔

''کل کے ''دی ٹائمز'' میں ہماری منگنی کی خبر چھپ رہی ہے۔''

بیکی کے لئے وہ اتنی بڑی حیرت تھی کہ دیر تک وہ گائی کو گھورتی رہی۔

''او...... ڈارلنگ......! بہت خوب......!''

اس بار اس نے خود گائی کو لپٹا لیا اور جس مہارت پر چند لمحے پہلے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا، وہ بھی قبول کر لی۔

تاہم اس نے کسمساتے ہوئے کہا۔

''تمہاری ماما کا کیا ردِعمل ہوگا......؟''

''مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں......!''

گائی نے اس سے لپٹتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد ہر گزرتے لمحے میں بیکی سوچتی کہ گائی کو ٹوکے۔

(سنو گائی......! یہ میری طے شدہ حدود سے زیادہ ہے)۔

لیکن وہ کہہ نہ سکی اور گائی ہر لمحہ پیش قدمی کرتا رہا، جیسے خود کو نوجوان ثابت کرنے کی یہی ایک صورت ہو۔

بیکی اب متوحش تھی۔ صورتِ حال قابو سے باہر ہو رہی تھی۔

''میں تصور میں دیکھتا تھا کہ تم بہت خوب صورت ہو۔''

گائی جذبات سے بھرائی ہوئی آواز میں بول رہا تھا۔

''مگر اب پتا چل رہا ہے کہ تم میرے تصور سے بھی زیادہ حسین ہو۔''

''شکریہ......!''

بیکی نے کہا اور سنبھل کر بیٹھنے کی کوشش کی۔ گائی نے اسے برانڈی دی، اس نے ایک گھونٹ لیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ گائی کا دھیان بٹانے کے لئے اسے یاد دلائے کہ کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ پھر نئی کافی بنانے کے لئے کچن میں چلی جائے۔

''لیکن آج شام مجھے ایک مایوسی بھی ملی ہے۔''

گائی نے کہا۔ اس کا ہاتھ بدستور بہک رہا تھا۔

''مایوسی......؟''

بیکی نے بے اختیار برانڈی کا ایک اور گھونٹ لیا۔ اب اس کا دماغ گھوم رہا تھا۔

''ہاں......! میں منگنی کی انگوٹھی کی بات کر رہا ہوں۔''

''میری منگنی کی انگوٹھی......؟''

''ہاں......! میں نے ایک ماہ پہلے جیرارڈ کو اس کا آرڈر دیا تھا۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ آج شام وہ مجھے مل جائے گی۔ لیکن شام کو میں انگوٹھی لینے کے لئے گیا تو انہوں نے کہا کہ کل صبح مل سکے گی۔''

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے......؟''

''فرق پڑتا ہے۔ میں آج رات تمہیں وہ انگوٹھی پہنانا چاہتا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ تم اسٹیشن پر مجھے الوداع کہنے کے لئے آؤ گی تو میں دونوں گھٹنوں پر بیٹھ کر، ہاتھ پھیلا کر تمہیں باقاعدہ پروپوز کروں گا اور پھر تمہیں انگوٹھی پہناؤں گا۔''

بیکی اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ گائی بھی اُٹھا اور اس نے بیکی کو اپنی بانہوں میں جکڑ لیا۔

"تم جانتی ہو نا کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں......؟"

ڈیفن کا ڈریس بیکی کے جسم سے پھسل کر زمین پر گر گیا۔ گائی بیکی کو لے کر بیڈ روم کی طرف چل دیا۔

وہ عجیب تجربہ تھا، جیسے ایک پانی کے نیچے دوسرا پانی چلتا ہے، ویسے ہی وہ تجربہ در تجربہ تھا۔ بیکی کی سمجھ میں آ رہا تھا کہ اس کے خیال کے برعکس گائی اس کی طرح اناڑی نہیں، بلکہ اس میدان کا تجربہ کار کھلاڑی ہے۔ دوسرے اسے رہ رہ کر احساسِ جرم ہو رہا تھا۔ مگر یہ خیال اس کے احساسِ جرم کو تھپکی دیتا تھا کہ آخر وہ گائی کی منگیتر ہے۔

بیکی نے آدھی سوتی آدھی جاگتی پوزیشن میں دروازہ بند ہونے کی آواز سنی۔ اسے خیال ہوا کہ شاید آواز اُوپر والے فلیٹ سے آئی ہے۔ اس نے سر گھما کر دیکھا۔ گائی تو اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں تھا۔

پھر بیڈ روم کا دروازہ کھلا اور وہاں ڈیفن نظر آئی۔

"اوہ سوری......! معاف کرنا، معلوم نہیں تھا۔"

ڈیفن نے بہت دھیمی آواز میں کہا اور دروازہ بند کر دیا۔ بیکی بہت غور سے گائی کو دیکھ رہی تھی۔

گائی مسکرایا اور دوبارہ اسے اپنی بانہوں میں لے لیا۔

"ڈیفن کی طرف سے پریشان نہ ہونا۔ وہ کسی کو کچھ نہیں بتائے گی۔"

وہ دوبارہ رنگین خواب میں کھو گئے۔

☆☆☆

واٹرلو اسٹیشن پر باوردی جوانوں کا ہجوم تھا۔ بیکی پلیٹ فارم نمبر 1 پر پہنچی۔ وہ چند منٹ لیٹ ہو گئی تھی۔ اس لئے اسے زیادہ حیرت نہیں ہوئی کہ گائی

اس کا انتظار نہیں کر رہا ہے۔ پھر اسے یاد آیا کہ گائی کو تو انگوٹھی لینے کے لئے جوہری کے پاس بھی جانا تھا۔

اس نے بورڈ پر لکھا ہوا اعلان پڑھا۔

"ساؤتھمپٹن بوٹ ٹرین...... پی اینڈ او...... انڈیا کے لئے روانگی ساڑھے گیارہ بجے۔"

وہ متلاشی نظروں سے پلیٹ فارم کو دیکھتی رہی۔ وہاں اور لڑکیاں بھی تھیں، جو بے بسی سے اِدھر اُدھر پھر رہی تھیں۔

بیکی نے پھر گھڑی میں وقت دیکھا۔

"گیارہ بج کر اکیس منٹ......!"

پہلی بار وہ کچھ پریشان ہوئی۔ اچانک اس نے گائی کو آتے دیکھا۔ اس کا اردلی اس کے سوٹ کیس گھسیٹتا ہوا ساتھ آ رہا تھا۔

گائی نے لیٹ ہونے پر معذرت کی۔ لیکن تاخیر کا سبب نہیں بتایا۔ اس نے اردلی کو سامان ٹرین پر رکھ کر وہیں اپنا انتظار کرنے کا حکم دیا۔ اگلے چند منٹ وہ اور بیکی اِدھر اُدھر کی غیر اہم باتیں کرتے رہے۔ بیکی کو اس کے انداز سے قربت کا نہیں، دُوری کا احساس ہو رہا تھا۔

سیٹی بجی۔ بیکی نے گارڈ کو اپنی گھڑی کی طرف دیکھتے دیکھا۔ گائی نے آگے بڑھ کر اس کے رُخسار پر چھچھلتا ہوا ایک بوسہ دیا اور اچانک پلٹ گیا۔ بیکی اسے دیکھتی رہی۔ وہ ٹرین پر سوار ہو گیا۔ اسے اس وقت رات کی قربت یاد آ رہی تھی، جس میں گائی مسلسل کہتا رہا تھا۔

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہوں گا۔ جانتی ہو نا......؟"

رات کو ان لفظوں کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ مگر اب ان کی اہمیت تھی اور

اب جاتے ہوئے گائی نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ الوداعی بوسہ بھی رسمی تھا۔ اس میں کوئی گرم جوشی نہیں تھی۔

چند منٹ بعد گارڈ نے جھنڈی لہرائی، انجن نے سیٹی بجائی اور ٹرین روانہ ہوگئی۔ بیکی تنہا کھڑی رہ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے تمام لڑکیاں اسٹیشن سے باہر جانے لگیں۔ باہر کچھ کے لئے باوردی شوفر کار لئے کھڑے تھے اور کچھ کے لئے ٹیکسیاں تھیں۔

بیکی کو پلیٹ فارم نمبر 7 پر اخبارات کا اسٹال نظر آیا۔ اس نے وہاں سے اس روز کے ''دی ٹائمز'' کی ایک کاپی خرید لی۔ وہیں کھڑے کھڑے اس نے پہلے تو جلدی جلدی اعلانات کے کالم کا جائزہ لیا، پھر دوبارہ رُک رُک کر دیکھا۔ مگر منگنیوں کے اعلان میں کہیں بیکی سالمن اور کیپٹن گائی ٹریتھم کا نام نہیں تھا۔

☆☆☆

اسکالینی وہ واحد ریسٹورنٹ تھا، جس کے بارے میں چارلی جانتا تھا۔ لیکن ڈنر کے آغاز میں ہی بیکی کو افسوس ہونے لگا کہ اس نے چارلی کی دعوت کیوں قبول کی......؟ چارلی اسے خوش کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا اور اس کے نتیجے میں بیکی کے احساسِ جرم میں اضافہ ہو رہا تھا۔

''یہ ڈریس بہت اچھا لگا ہے مجھے......!''

چارلی نے ڈیفن سے مستعار لی ہوئی فراک کی تعریف کی۔

''شکریہ......!''

اس کے بعد خاصی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر چارلی نے کہا۔

''آئی ایم سوری......! اب میں سوچتا ہوں کہ میں نے اس روز تمہیں مدعو کر کے غلطی کی ہے، جس روز کیپٹن گائی ٹریتھم تم سے جدا ہوا ہے۔''

''تمہیں پتا ہے، ہماری منگنی کی خبر کل کے دی ٹائمز میں شائع ہوگی۔''

''مبارک ہو......!'' چارلی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''تم گائی کو پسند نہیں کرتے......؟''

''افسروں سے میرے تعلقات کبھی اچھے نہیں رہے۔''

''لیکن جنگ کے دوران تمہارا اس سے واسطہ پڑا ہوگا۔ تم اسے مجھ سے پہلے سے جانتے تھے۔ ہے نا......؟''

چارلی خاموش رہا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

''مجھے اس بات کا احساس اس دن ہوا جب ہم سب ڈنر پر ساتھ تھے۔''

''یہ کہنا تو مبالغہ ہوگا کہ میں اسے جانتا تھا۔''

چارلی نے کہا۔

''یہ درست ہے کہ ہم ایک ہی رجمنٹ میں تھے۔ مگر اس رات سے پہلے ہم نے کبھی ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا تھا۔''

''لیکن تم دونوں ایک ہی جنگ میں تو شریک تھے...... ساتھ ساتھ لڑتے تو ہوگے۔''

''یوں تو رجمنٹ میں چار ہزار جوان تھے۔ تو وہ سب ساتھ ہی لڑے ہوں گے۔''

''گائی ایک بہادر افسر تھا۔ رجمنٹ میں اس کی بہت عزت تھی......؟''

ایک ویٹر ان کی میز کی طرف چلا آیا۔

''آپ مچھلی کے ساتھ ڈرنک کیا لیں گے جناب......!''

''شیمپین......!''

چارلی نے کہا۔

''جشن منانے کا مزہ تو شمپین کے ساتھ ہی ہے۔''

''تو کیا ہم جشن منا رہے ہیں......؟''

بیکی نے کہا۔ وہ نہیں سمجھ پائی تھی کہ چارلی موضوعِ گفتگو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

''تو اور کیا......؟ ہمارے کاروبار کو کامیابی سے ایک سال ہو گیا ہے اور یہ بھی ذہن میں رکھو کر ڈیفن کو اس کی آدھی رقم واپس دی جا چکی ہے۔''

بیکی مسکرائی۔ جس وقت وہ گابی کے انڈیا روانہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھی، چارلی اس دوران اس کی دوسری پریشانیاں دُور کرنے میں لگا ہوا تھا۔ لیکن اس خوشی کے باوجود وہ دونوں چپ چپ تھے۔ کبھی چارلی کچھ کہہ دیتا۔ مگر زیادہ تر جواب سے محروم ہی رہتا۔ بیکی کبھی تھوڑی سی مچھلی کھاتی، کبھی شمپین کا ایک گھونٹ لیتی۔ سویٹ ڈش کا آرڈر دیا ہی نہیں گیا۔

ویٹر بل لایا تو بیکی نے سکون کی سانس لی۔ چارلی نے بل ادا کیا اور ویٹر کو کافی تگڑی ٹپ دی۔ بیکی نے سوچا۔ یہ دیکھ کر ڈیفن چارلی پر فخر کئے بنا نہ رہتی۔

بیکی کرسی سے اُٹھی تو اسے ایسا لگا کہ ہر چیز گھوم رہی ہے۔

''تم ٹھیک تو ہونا......؟'' چارلی نے اسے کندھے سے تھامتے ہوئے پوچھا۔

''میں...... میں ٹھیک ہوں۔ دراصل میں زیادہ پینے والی کبھی نہیں رہی۔ اور پچھلی دو راتوں سے میں کچھ زیادہ ہی پی رہی ہوں۔''

''مگر تم نے کھانا ٹھیک سے نہیں کھایا۔''

چارلی نے کہا اور اس کا ہاتھ تھام کر ریسٹورنٹ سے نکل آیا۔

☆☆☆

وہ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چیلسی ٹیرس پر چل رہے تھے۔ بیکی نے سوچا، کوئی بھی راہ گیر انہیں دیکھے گا تو محبت کرنے والا جوڑا سمجھے گا۔

وہ ڈیفن کے فلیٹ پہنچے تو چارلی کو ہی چابی نکالنے کے لئے بیکی کے بیگ کو ٹٹولنا پڑا۔ کیونکہ ٹھنڈی ہوا لگنے کے بعد بیکی تو اس قابل رہی ہی نہیں تھی۔ جیسے تیسے چارلی نے دروازہ کھولا۔ کیونکہ ساتھ ہی اسے بیکی کو بھی سنبھالے رکھنا تھا ورنہ وہ گر جاتی۔

دروازہ کھولتے کھولتے صورتِ حال یہ ہوئی کہ بیکی کی ٹانگیں بالکل ہی جواب دے گئیں۔ چنانچہ چارلی کو اسے گود میں اُٹھا کر فرسٹ فلور تک جانا پڑا۔ اوپر پہنچ کر اسے ایک بار پھر دروازہ کھولنے کے مرحلے سے گزرنا پڑا، جبکہ وہ بیکی کو اُتار بھی نہیں سکتا تھا۔

بالآخر وہ لڑکھڑاتا ہوا فلیٹ میں داخل ہوا۔ بیکی کو اس نے ڈرائنگ روم میں صوفے پر لٹا دیا اور فلیٹ کا جائزہ لینے لگا۔ لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بیکی کا بیڈ روم کدھر ہوگا......؟

اس طرف سے مایوس ہو کر وہ فلیٹ سے نکلنے ہی والا تھا کہ بیکی صوفے پر سے گر گئی۔ چارلی دوبارہ اس طرف گیا۔ بیکی منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ چارلی کی سمجھ میں بس ایک ہی لفظ آیا۔

''منگنی......!''

اس بار چارلی نے بیکی کو اُٹھا کر کندھے پر ڈالا اور ایک دروازے کی طرف بڑھا۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ بیڈ روم کی طرف جانے والی راہداری ہے۔ وہ آگے بڑھا اور بیڈ روم میں داخل ہوا۔ بڑی آہستگی سے اس نے بیکی کو بیڈ پر لٹا دیا۔

وہ دبے قدموں بیڈ روم سے نکل رہا تھا کہ بیکی نے دوبارہ کروٹ لی۔ چارلی نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ بیڈ کی پٹی تک آگئی تھی۔ چارلی نے بڑھ کر اسے بیڈ پر دھکیلا اور وہیں کھڑا ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ بیکی کو بیڈ سے گرنے سے بچانے کے لئے ضروری تھا کہ اسے بیڈ کے ساتھ اڑسے ہوئے کمبل اور چادر کے کور کے درمیاں لٹایا جائے۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ اس لباس میں وہ گہری نیند ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

چند لمحے وہ ہچکچاتا رہا۔ پھر اس نے بیکی کو اوندھا کیا اور اس کی فراک کے بٹن کھولنے لگا۔

اس نے بیکی کا لباس اُتارا اور تہہ کر کے کرسی پر رکھ دیا۔ پھر اس نے بیکی کو غور سے دیکھا۔

"چارلی ٹرمپر......! تم آنکھوں والے اندھے ہو......؟"

وہ بڑبڑایا۔

"اور تم بہت عرصے سے اندھے ہو...... اور تمہیں اس کا علم ہی نہیں تھا۔"

اس نے بیکی کو کورز کے درمیان لٹا دیا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ بیکی گرے گی نہیں، سکون سے سوتی رہے گی۔ اس نے جھک کر بیکی کے رُخسار کو نرمی سے چوما اور بیڈ روم سے نکل آیا۔

"اور چارلی ٹرمپر......! تم اندھے ہی نہیں ہو، پرلے درجے کے بے وقوف بھی ہو۔"

فلیٹ سے باہر نکل کر اس نے خودکلامی کی۔

☆☆☆

بیکی نے دُکان کے گوشے سے چارلی کو پکارا۔

"ابھی آتا ہوں......!"

چارلی نے آلو تولتے ہوئے کہا۔ پھر وہ گاہک کی طرف متوجہ ہوا۔

"اور کچھ لیں گی میڈم......؟ یہ سیب بالکل تازہ ہیں اور یہ ساؤتھ افریقہ کا گرے فروٹ آج صبح ہی مارکیٹ میں آیا ہے۔"

"نہیں مسٹر ٹرمپر......! شکریہ......! آج کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔"

"تو یہ ہوئے دو شلنگ اور پانچ پینس مسز سامنڈز......! اور باب......! ذرا تم کاؤنٹر سنبھالو۔ میں ذرا مس سالمن سے بات کرلوں۔"

"سارجنٹ ٹرمپر......؟"

چارلی نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کے سامنے ایک دراز قد شخص کھڑا تھا۔

"میں چہرے کبھی نہیں بھولتا۔"

سامنے کھڑے ہوئے شخص نے کہا۔

چارلی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے نہیں پہچان سکا تھا۔

پھر سامنے کھڑے شخص نے اپنی ایک آنکھ پر عدسہ لگایا۔

اب چارلی اسے پہچان گیا۔

"گڈ گاڈ......!"

اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور وہ اٹین شن ہوگیا۔

"نہیں بھئی......! صرف کرنل سے کام چل جائے گا۔"

دراز قد شخص نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور اٹین شن ہونے کی ضرورت نہیں۔ اب زمانہ اور ہے۔ ویسے کچھ اندازہ ہے کہ ہم کتنے عرصے کے بعد مل رہے ہیں مسٹر ٹرمپر......؟"

"تقریباً دو سال ہوگئے سر......!"

"مجھے تو بہت ہی پرانی بات لگتی ہے۔"

کرنل نے کہا۔

"اب مجھے خیال آتا ہے کہ پریسکوٹ کے بارے میں تمہاری بات درست ثابت ہوئی۔ تم اس کے بہت سچے دوست تھے۔"

"وہ خود بہت اچھا دوست تھا سر......!"

"اور بہت اچھا اور بہادر سپاہی...... وہ اس میڈل کا حق دار تھا۔"

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا سر......!"

"تمہیں معلوم ہے، وہ میڈل تمہیں بھی مل سکتا تھا ٹرمپر......! لیکن پریسکوٹ کیونکہ جان دے چکا تھا، اس لئے میڈل اسے ملا۔ تاہم تمہارا نام ہماری تجاویز کی خط و کتابت کے ریکارڈ میں موجود ہے۔"

"میں پھر کہوں گا سر......! کہ ٹامی سے زیادہ اس میڈل کا حقدار کوئی نہیں تھا۔"

"بہرحال......! عجیب موت تھی اس کی۔ آج بھی میں اسے یاد کرتا ہوں تو دُکھی ہو جاتا ہوں۔ عین اس وقت، جب وہ اپنی خندق میں پہنچنے والا تھا......"

"اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں سر......! اگر قصور کسی کا تھا تو صرف میرا۔"

"نہیں ٹرمپر......! تمہارا کیا قصور......؟"

کرنل نے کہا۔

"اور اب تو یہی بہتر ہے کہ وہ سب کچھ بھلا دیا جائے۔"

"اور رجمنٹ کا کیا حال ہے سر......! میرے بغیر ذرا مشکل سے گزارا کر رہی ہوگی......؟"

چارلی نے مزاحیہ لہجے میں کہا۔

"ستم در ستم یہ کہ بے چاری مجھ سے بھی محروم ہوگئی۔"

کرنل نے چند سیب منتخب کرتے ہوئے کہا۔

"رجمنٹ تو انڈیا چلی گئی ہے۔ مگر اپنے بڈھے گھوڑے کو گھاس چرنے کے لئے یہاں چھوڑ دیا ہے۔"

"مجھے یہ سن کر افسوس ہوا سر......! رجمنٹ ہی تو آپ کی زندگی تھی۔"

"ہاں......! یہ سچ ہے۔ لیکن میں ابتداء ہی سے توپ خانے کا آدمی تھا۔ یہ دورِ جدید کے ٹینک مجھے اچھے نہیں لگتے۔"

"اگر وہ چند برس پہلے ایجاد ہوگئے ہوتے تو بے شمار جانیں بچ سکتی تھیں۔"

"یہ تم نے ٹھیک کہا۔ بہرحال، مجھے خوشی ہے کہ میں نے اپنے فرائض احسن طریقے سے ادا کئے۔ ارے ہاں ٹرمپر......! یہ بتاؤ، رجمنٹ کے ڈِنر میں ملاقات ہوگی......؟"

"مجھے تو اس کا علم بھی نہیں ہے سر......!"

"یہ کیا بات ہوئی......؟ میں آفس میں بات کروں گا۔ وہ خود تم سے رابطہ کریں گے۔ ہر سال دو پارٹیاں ہوتی ہیں، ایک جنوری میں، دوسری مئی میں۔ اس میں رقص کی تقریب بھی ہوتی ہے۔ اس بہانے پرانے کامریڈ مل بیٹھتے ہیں۔ اس سال میں رقص کمیٹی کا صدر ہوں۔ اور ہمیں اچھے ٹرن آؤٹ کی اُمید ہے۔"

"میں ضرور آؤں گا سر......!"

چارلی نے کہا۔

"دس شلنگ کا ٹکٹ ہوتا ہے۔ تمہارے لئے زیادہ تو نہیں ہوگا

نا......؟"

کرنل نے دُکان کا جائزہ لیا اور گاہکوں کے ہجوم کو طمانیت بھری نظروں سے دیکھا۔

"پینے پر وہاں کوئی پابندی نہیں...... جتنی چاہو پیئو......!"

"اور کچھ پیش کروں آپ کو سر......؟"

چارلی کو اچانک خیال آیا کہ گاہکوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ دُکانداری کے اُصول کے خلاف تھا۔ گاہک زیادہ ہوں تو انہیں جلد از جلد فارغ کرنا چاہئے۔

"نہیں بھئی......! تمہارا اسسٹنٹ بہت مستعد ہے۔ مجھے جو خریدنا تھا خرید چکا ہوں۔ میری بیوی نے جو فہرست مجھے دی تھی، اس کی تعمیل ہو چکی ہے۔"

کرنل نے اسے لسٹ دکھاتے ہوئے کہا۔

"بس تو پھر ڈنر پر آپ سے ملاقات ہوگی۔"

کرنل نے سر کو تفہیمی جنبش دی اور دُکان سے نکل گیا۔

بیکی خود ہی اس کی طرف چلی آئی۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس دوران چارلی بھول چکا ہے کہ وہ اس سے بات کرنے کے لئے آئی ہوئی ہے۔

"تم اب بھی اٹینشن کھڑے ہو چارلی......!"

اس نے اسے یاد دلایا۔

"وہ میرا کمانڈنگ آفیسر تھا...... کرنل سر ڈینورز ہملٹن......!"

چارلی نے احترام آمیز لہجے میں کہا۔

"بہت اچھا انسان ہے۔ محاذِ جنگ پر وہ ہماری قیادت کر رہا تھا۔ دیکھو...... اسے میرا نام یاد تھا۔"

"چارلی......! یہ سب کچھ اپنی جگہ...... لیکن تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ اس وقت وہ بے روزگار ہے، جبکہ تم ایک کامیاب بزنس مین ہو۔"

"مگر پھر بھی وہ کمانڈنگ آفیسر ہے۔ تم یہ بات کیسے سمجھ سکتی ہو......؟"

"کمانڈنگ آفیسر ہے نہیں...... تھا۔"

بیکی نے تصحیح کی۔

"اور اس نے خاص طور پر تمہیں جتایا کہ اس کی رجمنٹ انڈیا جا چکی ہے۔ اسے چھوڑ کر۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"چارلی ٹرمپر......! میری یہ بات لکھ کر رکھ لو کہ عنقریب یہ شخص تمہیں سر کہہ کر پکارا کرے گا۔"

☆☆☆

گائی کو روانہ ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ بیکی اسے ہر وقت یاد کرتی تھی۔ گزشتہ رات وہ دیر تک اسے خط لکھنے کی خاطر جاگتی رہی تھی۔ اس کے باوجود وہ اگلے روز خط پوسٹ نہ کر سکی۔ اس کا ذمہ دار اس کے خیال میں مسٹر پامر تھا۔

بیکی بہرحال مایوس تھی۔ کیونکہ گائی کے ساتھ اس کی منگنی کا اعلان دی ٹائمز میں اب تک شائع نہیں ہوا تھا۔ اس سلسلے میں اس کی مایوسی اتنی بڑھی کہ اگلے پیر کو اس نے جیرارڈ جیولرز کو فون کیا۔ وہاں سے اسے بتایا گیا کہ رائل فیوزیلیرز کے کسی کیپٹن ٹرینتھم نے انہیں کسی انگوٹھی کا آرڈر نہیں دیا ہے۔ بیکی نے سوچا۔ ایک ہفتہ اور انتظار کیا جائے۔ پر وہ گائی سے اس سلسلے میں خط لکھ کر پوچھے گی۔ اس کا خیال تھا کہ اس معاملے میں معمولی سی کوئی گڑبڑ ہوگی اور گائی

کی وضاحت اس کو مطمئن کر دے گی۔

وہ جان وڈ کے دفتر میں داخل ہوئی۔ مگر اس وقت بھی وہ گائی ہمار
بارے میں سوچ رہی تھی۔ کاؤنٹر پر موجود کلرک سے اس نے کہا کہ وہ مسٹر پا
سے بات کرنا چاہتی ہے۔

''مسٹر پامر......؟ وہ تو اب یہاں کام نہیں کرتے۔''

کلرک نے کہا۔

''میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں......؟''

''اس صورت میں میں آپ کی فرم کے کسی پارٹنر سے بات کر
چاہوں گی۔''

''کس سلسلے میں......؟''

''میں چیلسی ٹیرس کی دُکان نمبر 131 اور 135 کے بارے میں با
چاہتی ہوں۔''

''اوہ......! آپ کا نام......؟''

''مس ربیکا سالمن......!''

''میں ابھی آیا......!''

کلرک یہ کہہ کر اندر چلا گیا۔ چند منٹ بعد وہ آیا تو اس کے سا
ایک معمر شخص تھا۔ وہ سیاہ کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ ا
کی واسکٹ کی جیب سے چاندی کی ایک زنجیر جھول رہی تھی۔

''گڈ مارننگ مس سالمن......!''

بوڑھے آدمی نے کہا۔

''میرا نام کراؤتھر ہے۔ آپ اندر آجائیے......!''

اس نے کاؤنٹر کا چھوٹا دروازہ کھولا۔

بیکی کاؤنٹر کے دوسری طرف چلی گئی۔

''موسم خاصا خوشگوار ہے، کیوں مادام......؟''

بیکی نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ سڑک پر ہر طرف چھتریاں ہی چھتریاں تھیں۔

''اسے خوشگوار موسم کون کہہ سکتا ہے......؟''

بیکی نے دل سوچا اور غور سے مسٹر کراؤتھر کو دیکھا۔ تاہم اختلاف کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

مسٹر کراؤتھر اسے عقب میں بنے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے گئے۔

''یہ میرا دفتر ہے۔''

انہوں نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''آپ پلیز......! تشریف رکھئے مادام......!''

انہوں نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا، جو دیکھنے میں نہایت غیر آرام دہ لگ رہی تھی۔

مسٹر کراؤتھر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔

''میں اس فرم کا پارٹنر ہوں......لیکن بہت جونیئر پارٹنر......!''

اپنے اس مذاق پر وہ خود ہی خوب ہنسے۔ پھر بولے۔

''میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں......؟''

''میں اور میرا ساتھی 131 اور 135 چیلسی ٹیرس خریدنا چاہتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے......!''

مسٹر کراؤتھر نے کہا اور سامنے رکھی فائل کا جائزہ لیا۔

''اور کیا اس موقع پر مس ڈیفن ہارکورٹ براؤن آپ کی......''

''جی نہیں......! مس ڈیفن اس معاملے میں نہیں پڑیں گی اور اگر کی وجہ سے آپ مسٹر میپر سے ڈیل کرتے ہوئے گھبرا رہے ہیں تو یہ کوئی نہیں ہمارے لئے۔ ہم پارٹی سے ڈائریکٹ بات کر لیں گے۔''

''ارے نہیں مادام......! آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔ ہمیں آپ کے ساتھ بزنس جاری رکھنے میں کوئی دُشواری نہیں۔''

مسٹر کراؤتھر نے جلدی سے کہا۔

''شکریہ......!''

''اب ہم 135 سے شروع کرتے ہیں۔''

مسٹر کراؤتھر پھر فائل کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''ہاں......! یہ دُکان مسٹر کینڈرک کی ہے۔ آپ جانتی ہیں کہ وہ اوّل درجے کے قصائی ہیں...... بہت کامیاب...... لیکن بدقسمتی سے وہ قبل از وقت ریٹائرمنٹ پر غور کر رہے ہیں۔''

بیکی نے گہری سانس لی اور مسٹر کراؤتھر نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا۔

''ڈاکٹر نے اسے بتا دیا ہے کہ کام جاری رکھنے کی صورت میں بمشکل چند ماہ جی سکے گا۔''

بیکی بولی۔

''جی ہاں......! جی ہاں......!''

مسٹر کراؤتھر نے سر ہلایا اور دوبارہ فائل پر جھک گئے۔

''وہ اس پراپرٹی کی قیمت ڈیڑھ سو پاؤنڈ طلب کر رہے ہیں اور کاروباری ساکھ کے عوض سو پاؤنڈ مزید......''

''اور وہ راضی کہاں تک ہو جائیں گے......؟''

''معاف کیجئے گا......! میں سمجھا نہیں آپ کی بات......!''

''مسٹر کراؤتھر......! اب اپنا اور آپ کا وقت ضائع کرنے سے بچانے کے لئے میں رازداری کے ساتھ آپ کو ایک بات بتا دوں۔ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ مناسب ترین قیمت پر ہم چیلسی ٹیرس کی کوئی بھی پراپرٹی خریدیں گے۔ کیونکہ ہمارا ارادہ یہ پورا بلاک خریدنے کا ہے، خواہ اس میں بیس برس لگ جائیں۔ لیکن جو آپ کا موجودہ روّیہ ہے، اس میں میں آپ کے آفس میں دوبارہ قدم رکھنا بھی پسند نہیں کروں گی۔ لیکن آپ تعاون کریں گے تو ہماری ترقی کے ساتھ ساتھ آپ کی بھی ترقی ہوگی۔ اب فرمایئے......! میری بات پوری طرح واضح ہے...... کوئی ابہام تو نہیں اس میں......؟''

''میرا خیال ہے، مسٹر کینڈرک 120 پاؤنڈ پر رضامند ہو جائیں گے، بشرطیکہ جب تک وہ زندہ ہیں، آپ انہیں 25 پاؤنڈ سالانہ پنشن کے طور پر ادا کریں۔''

مسٹر کراؤتھر نے ناک کھجاتے ہوئے کہا۔

''زندہ تو وہ قیامت تک بھی رہ سکتے ہیں۔''

''میں یاد دلا دوں مادام......! کہ ان کی موجودہ خرابیِ صحت کے بارے میں نشان دہی آپ نے ہی کی تھی۔''

مسٹر کراؤتھر نے کرسی سے ٹیک لگا لی۔

''ٹھیک ہے......! میں مسٹر کینڈرک کو پنشن کے حق سے محروم نہیں کرنا چاہتی۔''

بیکی نے کہا۔

''پلیز......! آپ ہماری طرف سے انہیں سو پاؤنڈ یک مشت اور بیس پاؤنڈ سالانہ تاحیات پنشن کی پیش کش کر دیں۔ پنشن میں اضافے کے بارے

میں ہم غور کر سکتے ہیں۔ لیکن سو پاؤنڈ سے اوپر ہم ایک پینس بھی نہیں دیں گے۔ سمجھ گئے آپ......؟''

''جی مس سالمن......! بہت اچھی طرح سمجھ گیا۔''

''اور پنشن کے عوض ہمیں یہ حق حاصل ہوگا کہ جب بھی ہمیں کاروباری مشورے کی ضرورت ہوتو مسٹر کینڈرک ہمیں دستیاب ہوں۔''

''جی ٹھیک ہے......!''

کراؤتھراب ہر بات کو حاشیے میں درج کر رہا تھا۔

''اب مجھے 131 کے بارے میں بتائیں......!''

مسٹر کراؤتھر نے نیچے سے ایک اور فائل نکال کر کھولی۔

''یہ ذرا ٹیڑھی لکیر ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ پوری صورتِ حال سے واقف ہیں یا نہیں......لیکن......''

بیکی نے فیصلہ کیا کہ اس بار وہ اپنی معلومات اپنی حد تک ہی رکھے گی۔ وہ مسکرا دی۔

''مسٹر تھرفورڈ نیویارک جا کر اپنے ایک دوست کی شراکت میں نوادرات کا کاروبار کرنا چاہتے ہیں۔''

''اور ان کی یہ شراکت کچھ خلافِ معمول نوع کی ہے۔''

بیکی نے کہا۔

''میرا خیال ہے، وہ برکسٹن جیل کی ایک کوٹھڑی میں زندگی گزارنے پر نیویارک کے ایک اچھے اپارٹمنٹ میں زندگی گزارنے کو ترجیح دیں گے۔''

اب مسٹر کراؤتھر کی پیشانی عرق آلود ہوگئی تھی۔ انہوں نے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا۔

''بجا فرمایا آپ نے۔ یہ صاحب اپنی دُکان سے ہر چیز ہٹا لینا چاہتے

ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان کے مال کی قیمت مین ہٹن میں یہاں سے زیادہ ملے گی۔''

''یعنی یہاں ہمیں پنشن ادا کرنے کی بھی ضرورت نہیں......؟''

''جی ہاں......! ظاہر ہے......!''

مسٹر کراؤتھر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مجھے توقع ہے کہ وہ معقول قیمت طلب کریں گے۔ کیونکہ وہ دباؤ میں ہیں۔''

''میں اس سے اختلاف کروں گا۔''

مسٹر کراؤتھر نے کہا۔

''کیونکہ یہ دُکان چیلسی ٹیرس کی سب سے بڑی دُکان ہے۔''

''جی ہاں......! اس کا رقبہ 1422 مربع فٹ ہے۔ جبکہ 147 جو ہم نے خریدی، ہزار مربع فٹ کی تھی۔''

''میں یہ یاد دلا دوں مس سالمن......! کہ وہ صورتِ حال مختلف تھی۔ اور آپ کو وہ دُکان غیر معمولی طور پر سستی مل گئی۔''

''تاہم......''

مسٹر کراؤتھر کی پیشانی پر پسینے کا ایک اور قطرہ نمودار ہوگیا۔

''آپ مجھے مجوزہ قیمت کے بارے میں تو بتائیں......!''

بیکی نے کہا۔

''وہ دو سو پاؤنڈ طلب کر رہے ہیں۔''

مسٹر کراؤتھر نے فائل کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے بیکی کو بولنے کا موقع دیئے بغیر جلدی سے اضافہ کیا۔

''تاہم میرا خیال ہے کہ فوری ادائیگی کی صورت میں وہ پونے دو سو

پاؤنڈ بھی قبول کرلیں گے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے دوست کے پاس امریکہ پہنچ جانا چاہتے ہیں۔"

"اس صورت میں تو وہ ڈیڑھ سو تک بھی آجائیں گے اور فوری کے بجائے چند روز بعد ادائیگی ہو تو وہ 160 پاؤنڈ بھی قبول کرلیں گے۔"

بیکی نے کہا۔

مسٹر کراؤتھر نے رومال نکال کر پیشانی سے پسینہ پونچھا۔

"جی ہاں......! ممکن ہے......!"

بیکی نے کھڑکی سے دیکھا۔ باہر اب بھی بارش ہو رہی تھی۔

"اور کچھ مادام......؟"

مسٹر کراؤتھر نے رومال کو جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں مسٹر کراؤتھر......! میں اور میرا پارٹنر یہ چاہیں گے کہ آپ چیلسی ٹیرس کی پراپرٹی پر نظر رکھیں، اور اس سے پہلے کہ وہ فروخت ہونے کے لئے مارکیٹ میں آئے، مجھے یا مسٹر ٹرمپر کو مطلع کر دیں۔"

"ایسا ہے کہ میں بلاک کی تمام دکانوں کے بارے میں مکمل معلوماتی دستاویز تیار کر کے آپ کو دوں اور اس کے بعد ہر ہفتے ان کے بارے میں تازہ ترین رپورٹ آپ لوگوں کو دیتا رہوں۔"

بیکی اس اچانک مہربانی پر حیران ہوئی۔ تاہم اس نے بڑے وقار سے کہا۔

"یہ تو بہت ہی اچھی تجویز ہے۔"

پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی، جیسے کسی ایگزیکٹیو نے بورڈ کی میٹنگ ختم ہونے کا اشارہ دیا ہو۔

مسٹر کراؤتھر اسے چھوڑنے کاؤنٹر تک آئے۔

"میری معلومات کے مطابق نمبر 147 چیلسی کے لوگوں کی مقبول ترین دکان بن چکی ہے۔"

انہوں نے بالکل ہی اچانک کہا۔

بیکی اس بار بھی حیران ہوئی۔

"یہ آپ کو کیسے پتا چلا......؟"

"میری بیوی کہیں اور سے سبزی اور پھل خریدنا گوارا ہی نہیں کرتی۔ حالانکہ ہم لوگ فلہم میں رہتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ یہاں آتی ہے۔"

"وہ بہت عقل مند خاتون ہیں مسٹر کراؤتھر......!" بیکی نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں یہ بات......!"

مسٹر کراؤتھر پہلی بار مسکرائے۔

☆☆☆

بیکی کا خیال تھا کہ اسٹیٹ ایجنٹ کی طرح بینک والے بھی ایسا ہی پرجوش تعاون کریں گے۔ اس نے ابتداء کے لئے آٹھ بینک منتخب کئے تھے۔ لیکن بہت جلد اسے اندازہ ہوگیا کہ خریدار کی جو عزت ہوتی ہے، وہ قرض لینے والے کو نہیں ملتی۔ پہلی بات تو یہ کہ اس کے حصے میں بینک کے جونیئر اسسٹنٹ ہی آئے۔ اور ہر بار اس نے ان کے سر کو منفی حرکت کرتے دیکھا۔ اس بینک تک میں یہی رویہ تھا، جس میں ٹرمپرز کا اکاؤنٹ تھا۔ ایک بینک میں تو یہ بھی کہہ دیا گیا کہ اگر کبھی اس کی شادی ہوگئی تو بینک کو اس کے شوہر کے ساتھ کاروبار کر کے خوشی ہوگی۔

اس نے یہ بات ڈیفن کو بتائی تو وہ خوب ہنسی۔

''دیکھا تم نے، یہ مردوں کی دُنیا ہے۔''

اس نے میگزین کو ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

''عورت کا مقام کچن میں ہے اور اگر خوب صورت ہو تو وقتاً فوقتاً بیڈ روم میں۔''

بیکی نے بڑی سوگواری سے اثبات میں سر ہلایا۔

''یہ ایک ذہنی رویہ ہے۔''

ڈیفن نے کہا۔

''مگر اس کی وجہ سے میں کچھ پریشان نہیں ہوئی۔ مگر وجہ یہ ہے کہ میں تمہاری طرح آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی لگن سے پیدائشی طور پر محروم ہوں۔ بہرحال...... یہ تمہارے لئے اپنی دوسری لائف لائن استعمال کرنے کا وقت ہے۔''

''لائف لائن......؟''

''ہاں......! تمہیں اس مسئلے کو ایسے حل کرنا چاہئے، جیسے کلاس روم میں کیا جانے والا کوئی سوال ہو۔''

''تب تو بے وقوف ہی لگوں گی میں۔''

''نہیں......! یہ عقل مندی ہوگی۔ مسائل کی جڑ تک پہنچنا چاہئے۔ یہاں دو مسائل ہیں۔ ایک یہ کہ تم عورت ہو۔ دوسرے یہ کہ چارلی کوکنی لہجے میں بولتا ہے۔ یہ دوسرا مسئلہ پوری طرح نہ سہی، لیکن تقریباً حل کر دیا ہے میں نے۔ لیکن تمہاری جنس تو کسی بھی طرح تبدیل نہیں کی جا سکتی۔''

''تو نتیجہ کیا نکلا......؟''

بیکی نے بے حد معصومیت سے پوچھا۔

''بے صبرا پن مت کرو ڈارلنگ......! چارلی کی طرح ہم بے وقوفوں

کو وضاحت کرنے کی مہلت تو دو......!''

''چلو...... دی......!''

بیکی نے اپنے دونوں ہاتھ گود میں رکھتے ہوئے کہا۔

''پہلے تو یہ سمجھ لو کہ بینکار کسی پر آسانی سے اعتماد نہیں کرتے۔ ورنہ وہ بھی تمہارے ہی حال میں ہوتے۔''

ڈیفن نے کہا۔

''وہ ذہانت میں تم سے کم ہیں۔ اس لئے وہ ذہانت کی پرکھ بھی نہیں رکھتے۔ وہ تمہارے عورت ہونے سے خائف ہیں اور چارلی کا لہجہ بھی انہیں عدم تحفظ سے دوچار کرے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ ان سے نمٹنے کے لئے تمہیں کسی معزز آدمی کی ضرورت ہے۔ اور تمہارے لئے یہ کام وہی معزز شخص کر سکتا ہے، جو اس وقت تنگ دست ہو، جسے خود پیسے کی ضرورت ہو۔''

''فرنٹ مین......؟''

''ہاں......! جو بہ وقت ضرورت تمہارے ساتھ بینک جا سکے۔ ضروری نہیں کہ وہ شخص تمہاری طرح ذہین اور چارلی کی طرح محنتی ہو۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ مرد ہو، اور انداز و اطوار اور بول چال سے طبقۂ امراء کا نمائندہ لگتا ہو۔ خطاب یافتہ ہو تو اور بھی اچھا ہے۔ لیکن سب سے ضروری یہ ہے کہ وہ ضرورت مند ہو۔ تمہارا کام نکلوائے تو اس کا اپنا بھی بھلا ہو۔''

''ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں......؟''

بیکی کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

''بالکل ہیں......! بلکہ ایسے لوگوں کی اکثریت ہے۔''

ڈیفن پُراعتماد انداز میں مسکرائی۔

''مجھے دو ہفتے کی مہلت دو تو میں ایسے کم از کم تین افراد تمہیں فراہم

کر دوں گی۔"

"تم بے حد تعجب خیز لڑکی ہو......!"

"مگر جواب میں مجھے بھی کچھ چاہئے۔"

"جو تم کہو......!"

"سنو ڈارلنگ......! مجھ جیسے کسی شخص سے ڈیل کرتے وقت ا
احمقانہ بات کبھی منہ سے نہ نکالنا۔"

ڈیفن نے مشورہ دیا۔

"بہر حال...... اس وقت تو میں تم سے وہ مانگ رہی ہوں، جو
تمہارے لئے آسان ہے۔"

"کچھ بولو تو......!"

"اگر چارلی تمہیں رجمنٹل ڈنر میں جانے کی دعوت دے تو انکار
کرنا۔"

"کیوں......؟"

"کیونکہ ریگی آربٹ نے مجھے مدعو کیا ہے اور میں اسے منع نہیں کر
سکتی۔ وجہ یہ ہے کہ نومبر میں میں اس کی جاگیر پر جانا چاہتی ہوں۔ مجھے بہت اشتیاق ہے ان کی زمینیں دیکھنے کا۔"

ڈیفن نے قہقہہ لگایا۔

"اب مسئلہ یہ ہے کہ مجھے ریگی کے ساتھ رقص پر جانے میں تو کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتی کہ وہ اپنے فلیٹ چلنے کو کہے۔ اس صورت میں مجھے لازمی طور پر انکار کرنا ہوگا، جو مناسب نہیں ہوگا۔ اس لئے میں کہہ رہی ہوں کہ تم چارلی کے ساتھ اس رجمنٹل ڈنر میں شرکت کرو تو میں تمہیں ایک فرنٹ مین فراہم کر دوں گی۔ بولو ہاں یا نہیں......؟"

"ہاں......! ہاں......! ہاں......!"

☆☆☆

بیکی بلا جھجک اس کے ساتھ رجمنٹل ڈنر میں شرکت پر راضی ہوگئی۔

چارلی کو اس پر کوئی حیرت نہیں ہوئی، کیونکہ ڈیفن پہلے ہی اسے سب کچھ بتا چکی تھی۔ لیکن جب تقریب میں بیکی تمام مردوں کی نگاہوں کا مرکز بن گئی تو اسے زبردست شاک لگا۔ اسے افسوس ہوا کہ اس نے کبھی بیکی کو ایک مرد کی نظر سے دیکھا ہی نہیں۔

تقریب ایک بہت بڑے جمنازیم میں منعقد کی گئی تھی۔ سبھی لوگ بھولے بسرے قصے سنا رہے تھے۔ کسی کو ایڈن برگ میں تربیت کے دوران پیش آنے والا کوئی واقعہ یاد آ رہا تھا تو کسی کو محاذِ جنگ کا کوئی معرکہ۔ کھانا بہت زبردست تھا۔

کھانے کے دوران بیکی نے اچانک چارلی سے پوچھا۔

"ڈیفن کہاں ہے......؟"

"وہ اس طرف ہے......! بڑے افسروں کے درمیان۔"

چارلی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"ہم جیسوں کے درمیان نظر آنا تو وہ پسند نہیں کرے گی۔"

ڈنر ختم ہوا تو جام تجویز کئے جانے لگے۔ ہر رجمنٹ، ہر افسر اور ہر رجمنٹ کے نام کے جام لنڈھائے جا رہے تھے۔ بیکی سب کی باتیں غور سے سن رہی تھی۔ وہاں موجود زیادہ تر لوگ ایسے تھے، جو محاذ سے زندہ واپس آجانے پر خود کو دُنیا کا خوش قسمت ترین آدمی سمجھتے تھے۔

پھر سابق کمانڈنگ آفیسر کرنل ڈینور ہملٹن نے پُر اثر تقریر کی اور اپنے

جوانوں کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان میں وہ بھی تھے، جو بہ وجوہ ڈنر میں شریک نہیں تھے۔ ٹامی پریسکوٹ کے تذکرے پر چارلی کا جسم واضح طور پر تن گیا۔

تقریر کے آخر میں سب نے ان جوانوں کے نام کا جام پیا، جو میدانِ جنگ میں ختم ہوگئے تھے۔

کرنل بیٹھا تو میزیں ایک طرف ہٹائی جانے لگیں، تاکہ رقص کی محفل کے لئے جگہ بن سکے۔ اور پھر رجمنٹل بینڈ نے پہلی دُھن چھیڑی۔ اسی وقت ڈیفن ان کی طرف چلی آئی۔

''چلو چارلی......! میں تمہیں ٹاپ ٹیبل کے لوگوں سے ملواؤں۔''

''مجھے بہت خوشی ہوگی مادام......! شکریہ......!''

چارلی نے بے حد شائستگی سے کہا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

''مگر وہ آپ کے ریگی کا کیا بنا......؟ کیا نام ہے اس کا......؟''

''آربٹ...... میں اسے ایک لڑکی کے ساتھ رقص میں لگا آئی ہوں۔ احمق کہیں کا...... اور وہ لڑکی جونک ہے۔ آسانی سے چھوڑے گی نہیں اسے۔''

''یہ جونک کا کیا مطلب ہوا......؟''

''اس کی عمر۔''

چارلی پورے اعتماد سے ڈیفن کے ساتھ رقص کر رہا تھا۔''

بیکی ان دونوں کو دیکھتی رہی۔ میز پر بیٹھے ہوئے چارلی کے ایک دوست نے جس کا نام سارجنٹ مائیک پارکر تھا، اس سے کہا۔

''یہ ڈیفن بڑے کمال کی لڑکی ہے۔''

بیکی جانتی تھی کہ سارجنٹ پارکر مارن کے محاذ پر چارلی کے ساتھ تھا۔ وہ چیمبرویل میں گوشت بیچتا تھا۔ اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

چند منٹ بعد سارجنٹ پارکر نے احترام سے سرخم کرتے ہوئے بیکی سے ہم رقص بننے کی درخواست کی۔ بیکی چند لمحے ہچکچائی، مگر پھر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

مگر اس کے ساتھ رقص کرتے ہوئے اسے ایسا لگا کہ وہ محض بکرے کی ران ہے، جسے قصائی دُکان میں ٹانگنے کے لئے لے جا رہا ہے۔ سارجنٹ پارکر کو رقص کا بالکل شعور نہیں تھا۔ وہ جب بھی لے کا ساتھ دینے کی کوشش کرتا، بیکی کے پاؤں کچلے جاتے۔

میز کی طرف واپس آتے ہوئے بیکی خوش تھی کہ اس سے جان چھوٹی۔ پھر وہ خاموشی سے فلور پر تھرکتے جوڑوں کو دیکھتی رہی۔ وہ خوش تھی کہ سارجنٹ کے بعد کوئی اور اس کی طرف رقص کے لئے نہیں بڑھا۔ فرصت کے ان لمحوں میں وہ گائی کے بارے میں سوچنے لگی اور اسے خیال آیا کہ اگلے دو ہفتوں کے درمیان ''معمولات'' جاری نہیں ہوئے تو اسے ڈاکٹر سے رجوع کرنا پڑے گا۔

''میں آپ سے رقص کی درخواست کر سکتا ہوں......؟''

اس آواز پر صرف بیکی نے ہی سر نہیں گھمایا۔ ہر شخص اس طرف متوجہ ہوگیا تھا۔ درخواست کرنے والا کمانڈنگ آفیسر کرنل سرڈینور ہملٹن تھا۔

بیکی اس کے ساتھ فلور پر چلی آئی۔ ابتداء ہی میں اسے اندازہ ہوگیا کہ کرنل ایک ماہر رقاص ہے۔ یہی نہیں، اس کی گفتگو میں شائستگی اور شگفتگی کا بہت خوب صورت امتزاج تھا۔ اور اس کے روّیے میں وہ مربیانہ پن بھی نہیں تھا، جس کا مظاہرہ پچھلے عرصے میں بینک منیجرز کرتے رہے تھے۔

رقص کے بعد کرنل بیکی کو اپنے ساتھ ٹاپ ٹیبل کی طرف لے گیا۔ وہاں اس نے اسے اپنی بیوی سے متعارف کرایا۔

ڈیفنی یہ سب دیکھ رہی تھی۔ اس نے چارلی سے کہا۔

''میں تمہیں خبردار کر دوں کہ آگے بڑھنے کی شائق مس سالی ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا تمہارے لئے ایک بڑا چیلنج ہے۔ لیکن اگر تم سے چپکے رہو اور میری باتوں پر توجہ دیتے رہو تو ہم اسے خوب دوڑائیں گے مفت کا منافع کس کو نہیں ملنا چاہئے۔''

ڈانس کے مزید تین چار راؤنڈز کے بعد ڈیفنی نے بیکی سے کہا۔

''بھئی میں نے تو اپنے حصے کا کام کر دیا ہے۔ اب یہاں سے چلنے کا وقت آ گیا ہے۔''

بیکی کے لئے یہ خوش کن اطلاع تھی، کیونکہ کرنل کے ساتھ اسے رقص کرتے دیکھنے کے بعد بے شمار جوان آفیسرز اسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

چیلسی ٹیرس کی طرف جاتے ہوئے چارلی بہت مگن تھا۔ اس کے ہاتھ میں اب بھی شیمپین کی آدھی بوتل تھی۔ ڈیفنی اور بیکی اس کے ساتھ تھیں۔

''میرے پاس تمہارے لئے ایک اچھی خبر ہے۔''

ڈیفنی نے چارلی سے کہا۔

''وہ کیا ہے میری جان......؟''

''اے......میں تمہاری جان وان نہیں ہوں۔''

ڈیفنی نے اسے ڈانٹا۔

''میں نچلے طبقے میں سرمایہ کاری تو کر سکتی ہوں، لیکن اس سے آگے بڑھنا میری شان کے خلاف ہے۔ آخر میرا تعلق امراء کے قدیم طبقے سے ہے۔''

چارلی ہنسنے لگا۔

''چلو ٹھیک ہے......! خبر تو سناؤ......!''

''تم نے اپنا حق ادا کر دیا تو مجھے بھی تو اپنے حصے کا کام کرنا ہے۔''

''مطلب کیا ہے......؟''

چارلی نے خواب ناک لہجے میں کہا۔ اب وہ بس سو جانا چاہتا تھا۔

''اپنے بینکوں سے ڈیلنگ والے مسئلے کو حل ہی سمجھو۔ میں نے وعدے کے مطابق تین ممکنہ فرنٹ مین دریافت کر لئے ہیں۔''

چارلی کی آنکھیں ایک دم چوپٹ ہو گئیں۔

''پہلا اُمیدوار ایک نواب کا دوسرا بیٹا ہے۔''

ڈیفنی نے کہا۔

''کنگال لیکن معزز اور خوش اطوار۔ دوسرا بارٹ ہے، جو تمہارا کام کرے گا اور تم تے تگڑی فیس وصول کرے گا۔ تیسرا ایک وسکاؤنٹ ہے، جو اب کمرشل کام کرنے پر مجبور ہے۔''

''ان سے ملاقات کب ہوگی......؟''

''جب تم چاہو...... کہو تو کل ہی......''

''اس کی ضرورت نہیں......!''

بیکی نے بہت دھیمے لہجے میں کہا۔

''کیوں بھئی......؟''

''کیوں مجھے فرنٹ مین مل گیا ہے......؟''

''اور وہ کون ہے ڈارلنگ......؟ پرنس آف ویلز......؟''

ڈیفنی نے اسے چھیڑا۔

''نہیں......! کرنل سر ڈینور ہملٹن...... وہ خطاب یافتہ بھی ہے اور معزز فوجی بھی۔''

چارلی کے ہاتھ سے بوتل چھوٹ گئی۔

''لیکن وہ رجمنٹ کا کرنل ہے۔نہیں بھئی......! یہ ناممکن ہے۔ وہ تیار نہیں ہوگا اس پر۔''

''میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ وہ انکار نہیں کرے گا۔''

''تم اتنے یقین سے کیسے کہہ رہی ہو یہ بات......؟''

''کیونکہ میں اس سے وقت لے چکی ہوں......کل صبح گیارہ بجے۔''

☆☆☆

ڈیفن نے ہاتھ اُٹھا کر آتی ہوئی بگھی کو رُکنے کا اشارہ کیا۔بگھی رُ کوچ بان نے ہیٹ اُتار کر انہیں تعظیم دی۔

''کہاں جائیں گی مس......؟''

''172 ہارلے اسٹریٹ......!''

ڈیفن نے کہا۔ وہ دونوں بگھی میں بیٹھ گئیں۔

کوچ بان نے چابک لہرایا اور بگھی ہائیڈ پارک کارنر کی طرف لگی۔

''تم نے چارلی کو بھی بتایا......؟''

بیکی نے ڈیفن سے پوچھا۔

''نہیں......!''

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر ڈیفن نے کہا۔

''کیا پتا......؟ بتانے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔''

''کاش......! ایسا ہی ہو......!''

بیکی نے کہا۔

ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔بگھی اب آکسفورڈ اسٹریٹ سے گزر رہی تھی۔

''تمہارا یہ ڈاکٹر ہمدرد انسان ہے......؟''

بیکی نے اچانک پوچھا۔

''ماضی کے تجربات تو یہی بتاتے ہیں۔''

ڈیفن نے جواب دیا۔

''مائی گاڈ......! میں بہت خوفزدہ ہوں۔''

''فکر مت کرو......! ابھی تھوڑی دیر میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ یا معاملہ اِدھر ہو جائے گا یا اُدھر۔''

بگھی 172 ہارلے اسٹریٹ کے دروازے پر رُکی۔ وہ دونوں اُتریں۔بیکی تو گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ جبکہ ڈیفن نے کوچ بان کو چھ پینس دیئے۔

دستک کے جواب میں دروازہ کھلا۔ وہ دونوں تین قدمچے چڑھ کر اندر داخل ہوئیں۔ سفید کالر والے نیلے یونیفارم میں ملبوس نرس انہیں اپنے ساتھ اندر لے گئی۔تاریک راہ داری میں بس گیس کی ایک لالٹین روشن تھی۔

نرس انہیں ایک ویٹنگ روم میں لے آئی، جہاں میز پر کئی میگزین پڑے تھے۔ وہاں متعدد کرسیاں بھی تھیں۔وہ دونوں بیٹھ گئیں۔

نرس کے جانے کے بعد ڈیفن نے کہا۔

''میں......''

اسی وقت بیکی نے کہا۔

''اگر......''

دونوں ہنس دیں۔لیکن وہ دونوں ہی نروس ہو رہی تھیں۔

"یہ بتاؤ......! تم کیا کہہ رہی تھیں......؟"

ڈیفنی نے کہا۔

"نہیں......! پہلے تم بتاؤ......!"

بیکی نے کہا۔

"میں یہ جاننا چاہتی تھی کہ تمہارا کرنل کیسا جا رہا ہے......؟"

"ابھی تو اس نے مجھ سے بریفنگ لی ہے۔"

بیکی نے کہا۔

"کل صبح سے ہم اپنی مہم کا آغاز کریں گے۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ اسے ایک اعتبار سے ریہرسل ہی سمجھا جائے گا۔ مگر ایک ہفتے میں نتائج سامنے آنے شروع ہو جائیں گے۔"

"اور چارلی......؟"

"اس کے دماغ سے یہ بات کسی طرح نکلتی ہی نہیں کہ کرنل اب بھی اس کا کمانڈنگ آفیسر ہے۔ اس کا انداز فدویانہ ہوتا ہے۔"

"اس کی جگہ تم ہوتیں تو تمہارا بھی یہی حال ہوتا۔"

"مگر میری پڑھائی کا بہت حرج ہو رہا ہے۔"

"کوئی بات نہیں......! ڈگری تو تمہیں مل ہی جائے گی۔"

وہ پھر ہنسنے لگیں۔ اصل معاملے پر وہ دونوں ہی بات نہیں کرنا چاہتی تھیں، جس کی وجہ سے اس وقت وہ یہاں موجود تھیں۔

اچانک دروازہ کھلا۔ انہوں نے سر گھما کر دیکھا۔ نرس واپس آئی تھی۔

"اب ڈاکٹر صاحب آپ کو دیکھیں گے۔"

اس نے کہا۔

"میں بھی ساتھ جا سکتی ہوں......؟"

ڈیفنی نے نرس سے پوچھا۔

"جی......! کیوں نہیں......؟"

وہ دونوں اُٹھیں اور نرس کے پیچھے پیچھے ڈاکٹر کے کمرے کی طرف چل دیں۔ دروازے پر تختی لگی تھی۔

"فرگس گولڈ...... ایم ڈی......"

نرس نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ جواب میں ایک مردانہ آواز نے کہا۔

"کم آن......!"

ڈیفنی اور بیکی ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئیں۔

"گڈ مارننگ لیڈیز......!"

ڈاکٹر نے خوش گوار انداز میں کہا۔ لہجے میں وہ اسکارٹ لینڈ کا لگتا تھا۔ اس نے ان دونوں سے باری باری ہاتھ ملایا۔

"بیٹھیے...... بیٹھیے...... ٹیسٹ کی رپورٹ بہت حوصلہ افزا ہے۔"

اس نے سامنے رکھی ہوئی فائل کھولی۔

وہ دونوں مسکرائیں۔ کئی دن کے بعد پہلی بار انہوں نے سکون کی سانس لی تھی۔

"مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہو رہی ہے کہ آپ کی صحت قابل رشک ہے۔ مگر شاید یہ آپ کا پہلا بچہ ہے۔"

ڈاکٹر کہتے کہتے رُک گیا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ ان دونوں کے چہرے سپید پڑ گئے ہیں۔

"اس لئے اگلے چند ماہ میں آپ کو بہت احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ البتہ یہ میں یقین دلا سکتا ہوں کہ پیچیدگی کوئی نہیں ہے۔ ولادت نارمل ہوگی۔

اب میں آپ کو مبارک باد دوں...... شاید میں مبارک باد دینے والا پہلا آدمی ہوں۔"

"اوگاڈ......! نو......!"

بیکی بے ہوش ہونے لگی۔ اسے چکر آ گئے۔

"آپ تو کہہ رہے تھے کہ رپورٹ حوصلہ افزا ہے......؟"

"وہ تو میں اب بھی کہہ رہا ہوں۔ کیا آپ کو خوشی نہیں ہوئی......؟"

ڈیفن نے جلدی سے مداخلت کی۔

"دراصل ڈاکٹر......! ایک مسئلہ ہے۔ میری دوست شادی شدہ نہیں ہے۔"

"اوہ......! سمجھا......!"

ڈاکٹر کا لہجہ بدل گیا۔

"افسوس کہ مجھے اس بات کا بالکل اندازہ نہیں تھا۔ آپ نے پہلی ملاقات میں بتایا ہی نہیں۔"

"غلطی میری ہے ڈاکٹر گولڈ......! اصل میں مجھے اُمید تھی کہ......"

"نہیں......! غلطی تو میری ہی ہے۔"

ڈاکٹر نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

"یہاں تو یہ کام غیر قانونی ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ سویڈن میں ایسے ڈاکٹر مل جائیں گے، جو......"

"یہ ممکن نہیں ہے۔"

بیکی نے کہا۔

"دیکھیں نا...... میرے والدین نے جس انداز میں میری تربیت کی ہے، اس کے تحت میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتی۔ میرے والد ہوتے تو کہتے

یہ ناقابل قبول رویہ ہے۔ غلطی تو معاف کی جا سکتی ہے، لیکن قتل نہیں۔"

☆☆☆

کرنل بینک میں داخل ہوا تو ٹاپ کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ سر پر ہیٹ تھا اور ہاتھ میں چھڑی۔ وہ مارچ کرتا ہوں منیجر کی طرف بڑھا۔

"صبح بخیر ہیڈلی......! کیسے ہو......؟"

"صبح بخیر سر ڈینور......!"

منیجر نے بڑے تپاک سے کہا۔

"میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ آپ کی آمد ہمارے اس چھوٹے سے بینک کے لئے کتنا بڑا اعزاز ہے۔"

بیکی حیران رہ گئی۔ چند ہفتے پہلے وہ اسی بینک میں آئی تھی تو منیجر کا رویہ بالکل برعکس تھا۔

"پلیز......! آپ میرے دفتر میں تشریف لے چلئے۔"

منیجر نے کہا۔ پھر آگے بڑھ کر اپنے دفتر کا دروازہ کھولا۔

"ضرور......! لیکن پہلے میں تم سے مسٹر ٹرمپر اور مس سالمن کا تعارف کرا دوں۔ یہ دونوں اس بزنس میں میرے شریک ہیں۔"

"ارے جناب......! بڑی خوشی سے۔"

منیجر چارلی اور بیکی کے سامنے احتراماً دہرا ہو گیا۔

بیکی نے محسوس کیا کہ چارلی خلافِ توقع چپ چپ ہے۔ وہ کچھ نروس بھی لگ رہا تھا۔ اس موقع کے لئے اس نے بطورِ خاص نیا سوٹ سلوایا تھا۔

وہ سب منیجر کے دفتر میں جا بیٹھے۔ منیجر نے پوچھا۔

"کافی لیں گے آپ لوگ یا......"

''نہیں......! کسی چیز کی ضرورت نہیں......!''

کرنل نے کہا۔

بیکی کڑھ کر رہ گئی۔ اسے اس وقت کافی کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن منیجر نے کرنل کے جواب کو تینوں کا جواب سمجھ لیا تھا۔

''تو یہ فرمائیں سر ڈینور......! کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں......؟''

اب منیجر نروس لگ رہا تھا اور بار بار اپنی ٹائی کی گرہ چیک کر رہا تھا۔

''میں اور میرے یہ شریک اس وقت چیلسی ٹیرس کی دُکان نمبر ... کے مالک ہیں۔ دُکان چھوٹی ہے۔ لیکن اس وقت علاقے کی کامیاب دُکان ہے......''

منیجر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ جیسے چپک کر رہ گئی تھی۔

''یہ دُکان ہم نے ڈیڑھ سال پہلے سو پاؤنڈ میں خریدی تھی۔ اس ... پہلے سال ہمیں 43 پاؤنڈ کا منافع حاصل ہوا ہے۔''

''جی......! بے حد تسلی بخش......!''

منیجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میں نے آپ کا وہ لیٹر پڑھ لیا ہے، جو آپ نے قاصد کے ذریعے بھجوایا تھا۔ اس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔''

چارلی کا جی چاہا کہ بتا دے...... کہ وہ قاصد کون تھا......؟

''اب ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے لئے پھیلاؤ کا مناسب وقت آ گیا ہے۔''

کرنل نے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں ایک ایسے بینک کی خدمات درکار ہیں جو

بینکوں کی نسبت زیادہ جرأت مند ہو۔ ایک ایسا بینک جس کی نگاہ مستقبل پر بھی ہو۔ ہمارے جو موجودہ بینکر ہیں، مجھے لگتا ہے کہ اب بھی انیسویں صدی میں جی رہے ہیں۔ وہ صرف کھاتے کھولنے کے قائل ہیں۔ اس لئے ہمیں ایک حقیقی بینک کی تلاش ہے۔''

''جی......! میں آپ کا نکتۂ نظر سمجھ رہا ہوں۔''

''یہ مجھے پریشان کر رہی ہے۔''

کرنل نے اپنی بائیں آنکھ پر عدسے جماتے ہوئے کہا۔

منیجر پریشان نظر آنے لگا۔

''کیا چیز پریشان کر رہی ہے آپ کو......؟''

''آپ کی ٹائی......!''

''میری ٹائی......؟''

منیجر نے گھبرا کر اپنی ٹائی کی ناٹ کو چھوا۔

''ہاں......! یہ بنسی ہی کی ہے نا......؟''

''اوہ...... جی...... جی ہاں......!''

''خیر......! تو میں کہہ رہا تھا کہ اب ہم کاروبار کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے چند بینکوں کو منتخب کیا ہے اور اب ان سے رابطہ کر رہے ہیں۔ آپ ہمارا پہلا رابطہ ہیں، اور جمعرات کے دن جس بینک سے ہمیں رابطہ کرنا ہے، وہ آپ کا حریف بینک ہے۔''

''جمعرات کو......؟''

منیجر نے دہرایا اور کچھ سوچنے لگا۔ پھر وہ ایک کاغذ پر کچھ لکھنے لگا۔

''آپ کو یہ بات ذہن میں رکھنا چاہئے کہ میں نے ان پر بہرحال آپ کو ترجیح دی۔''

کرنل نے جتایا۔

''یہ ہمارے لئے اعزاز ہے سر ڈینور......!''

منیجر ہیڈلو نے کہا۔

''اچھا......! یہ تو بتایئے کہ آپ ہم سے کن شرائط پر قرضہ چا ہیں......؟ ظاہر ہے کہ آپ کا اپنا بینک ان پر راضی نہیں ہوا ہوگا۔''

کرنل نے پل بھر توقف کیا۔ بیکی پریشان ہوگی، کیونکہ اس نکتے اس بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔ دراصل انہیں یہ اُمید بھی نہیں تھی کہ ہی میٹنگ میں بات یہاں تک پہنچ جائے گی۔

کرنل نے کھنکھار کر گلا صاف کیا۔

''قدرتی بات ہے، اگر ہم اپنا اکاؤنٹ آپ کے بینک میں منتقل کر گے تو آپ سے بہتر شرائط اور زیادہ تعاون کی اُمید تو رکھیں گے۔ آپ خوبی یہ ہے کہ آپ طویل المیعاد معاملات کو اہمیت دیتے ہیں اور مستقبل طرف خود قدم بڑھاتے ہیں۔''

منیجر ہیڈلو اس جواب سے متاثر نظر آیا۔ اس نے سامنے رکھے کاغذ دیکھا۔

''دیکھئے......! بات یہ ہے کہ آپ دُکان نمبر 131 اور 135 چا ٹیرس کی خریداری کے لئے ہم سے ڈھائی سو پاؤنڈ کا قرضہ چاہتے ہیں۔ آپ کے اکاؤنٹ کی صحت کے پیش نظر اس سلسلے میں اوور ڈرافٹ کی سہولت استفادہ کرنا ہوگا۔''

وہ کہتے کہتے رُکا اور جیسے دل ہی دل میں حساب لگانے لگا۔

''کم از کم 170 پاؤنڈ کا اوور ڈرافٹ......!''

''بالکل درست ہیڈلو......! میں تمہاری مستعدی سے متاثر ہوا ہوں

یعنی تم زیرِ نظر مسئلے کو ہر پہلو اور ہر زاویے سے سمجھ چکے ہو۔''

منیجر مسکرایا۔

''موجودہ صورتِ حال میں ہم آپ کو یہ ایڈوانس دے سکتے ہیں، بشرطیکہ آپ کے اور آپ کے شرکاء کے لئے چار فیصد سالانہ شرحِ سود قابل قبول ہو۔''

کرنل پھر ہچکچایا۔ مگر بیکی کے ہونٹوں پر دبی دبی مسکراہٹ اسے حوصلہ افزاء لگی۔

''میرا خیال ہے ہیڈلو......! کہ تم اس سے بے خبر ہوگے کہ ہمارا موجودہ بینک یہی ایڈوانس ساڑھے تین فیصد پر دے رہا ہے۔''

اس نے کہا۔

''لیکن آپ یہ بھی تو دیکھیں کہ وہ ایک رسک بھی تو نہیں لے رہے ہیں۔ اوور ڈرافٹ تو وہ صرف پچاس پاؤنڈ کا دے رہے ہیں۔''

منیجر ہیڈلو نے کہا۔ پھر کرنل کو موقع دیئے بغیر جلدی سے اضافہ کیا۔

''تاہم اس معاملے میں بھی ہم پیچھے نہیں رہیں گے۔ محض آپ کی خاطر...... چلئے......! ساڑھے تین فیصد ہی سہی......! اب کیا خیال ہے آپ کا......؟''

کرنل نے کوئی فوری تبصرہ نہیں کیا۔ وہ بیکی کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ بیکی اب کھل کر مسکرا رہی تھی۔

''میں سمجھتا ہوں ہیڈلو......! کہ تمہاری یہ آفر ہمارے لئے قابل قبول ہے۔''

کرنل نے ایسے باوقار انداز میں کہا، جیسے بینک کو قرضہ دے رہا ہو۔ بیکی اور چارلی اثبات میں سر ہلا رہے تھے۔

"تو میں کاغذی کارروائی شروع کراؤں......؟اس میں بھی چند
لگیں گے۔"

منیجر ہیڈلو نے کہا۔

"ضرور ہیڈلو......! اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تمہارے بینک ر
ہماری رفاقت بہت طویل اور بہت منفعت بخش ثابت ہوگی۔

منیجر بہت تیزی سے اُٹھا اور ان کے سامنے احتراماً سر جھکا کر
ہوگیا۔ اس تعظیم پر تو بادشاہوں کو بھی رشک آجاتا۔ پھر اس نے کرنل کا ہاتھ
اور بینک کے دروازے تک انہیں رُخصت کرنے کے لئے گیا۔

راستے میں کرنل نے کہا۔

"میرا پرانا دوست ڈک ورتھ اب بھی اس بینک سے وابستہ
ہے......؟"

"لارڈ ڈک ورتھ ہمارے چیئرمین ہیں۔"

منیجر کا لہجہ اور مودبانہ ہوگیا۔

"بہت اچھا انسان ہے وہ۔ ہم جنوبی افریقہ کے محاذ پر ساتھ تھے
ہیڈلو......! اگر تمہاری اجازت ہو تو میں اس ملاقات کا تذکرہ ڈک ورتھ سے
ضرور کروں گا۔ کلب میں اس سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔"

"ضرور سر ڈینور......! میں آپ کا شکرگزار رہوں گا۔"

ہیڈلو نے کہا۔

"اور سر......! آپ جب چاہیں مجھ سے رابطہ کرسکتے ہیں۔"

وہ تینوں باہر نکل آئے اور کارنر کی طرف بڑھنے لگے۔ کرنل کی رفتار
اتنی تیز تھی کہ چارلی اور بیکی کو تقریباً دوڑنا پڑ رہا تھا۔ اور ان کی سمجھ میں نہیں
رہا تھا کہ کرنل کس چکر میں ہے۔

کارنر سے مُڑ کر کرنل رُک گیا۔

"کیا ہوا سر......؟"

چارلی نے پوچھا۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے......؟"

"میں بہ خیر و عافیت ہوں ٹرمپر......! لیکن ایک بات بتا دوں، ایسی
کسی ملاقات کے مقابلے میں محاذِ جنگ پر ایک ہزار افغان جنگ جوؤں کا سامنا
کرنا زیادہ آسان ہے۔ ویسے یہ بتاؤ، میں کیسا رہا......؟"

"زبردست......!"

بیکی نے خوش ہو کر کہا۔

"میں دعوے سے کہتی ہوں کہ اگر آپ اپنے جوتے اُتار کر ہیڈلو کو
دیتے تو وہ بلا جھجک ان کو اپنے رومال کی مدد سے چمکانے لگتا۔"

"گڈ......! اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ ہوا، وہ ٹھیک تھا۔"

"ٹھیک نہیں......! بہترین کہئے......!"

بیکی بولی۔

"شام کو میں جان وڈ جا کر دونوں دُکانوں کا بیعانہ جمع کرا آؤں گی۔"

"خدا کا شکر ہے......! تمہاری بریفنگ کا شکریہ......! جس کی بدولت
یہ سب کچھ ممکن ہوسکا۔"

کرنل پہلی بار تن کر کھڑا ہوگیا۔

"ایک بات بتاؤں......! تم بہترین اسٹاف آفیسر ثابت ہوسکتی ہو مس
سالمن......!"

بیکی مسکرائی۔

"یہ تو بہت بڑی تعریف ہے میرے لئے......!"

"کیوں ٹرمپر......! تم ہی بتاؤ......! میں نے غلط تو نہیں کہا......؟"
کرنل چارلی کی طرف مُڑا۔
"ویسے داد دیتا ہوں تمہیں......! کیا پارٹنر ڈھونڈ کر لائے ہو، اپنے
لئے......!"
"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر......!"
چارلی نے کرنل کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے کہا، جواب آگے
رہا تھا۔
"لیکن سر......! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، جو
پریشان کر رہی ہے۔"
"پوچھو ٹرمپر......!"
"اگر بینک کے چیئرمین سے آپ کی دوستی ہے تو اس ملاقات کی
ضرورت تھی......؟ آپ چیئرمین سے ہی براہِ راست مل لیتے۔"
کرنل چلتے چلتے رُک گیا۔
"مائی ڈیئر ٹرمپر......! ڈھائی سو پاؤنڈ کے قرضے کے لئے براہِ راست
چیئرمین سے ملاقات نہیں کی جاتی۔"
اس نے کہا۔
"لیکن مجھے یقین ہے کہ ہمیں وہاں تک پہنچنے میں بھی دیر نہیں
گی۔ لیکن اس وقت ہمیں دوسرے اہم مسائل کی فکر کرنی چاہئے۔"
"دوسرے مسائل......؟"
"ہاں ٹرمپر......! سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت مجھے
سخت ضرورت ہے۔"
کرنل نے کہا اور سڑک کے پار ایک پب کی طرف اشارہ کیا۔

"اور خیال رہے کہ مجھے ڈبل پیگ درکار ہوگا۔"

☆☆☆

اگلے روز بیکی نے چارلی کو وہ خبر سنا ہی دی۔
"میں ماں بننے والی ہوں۔"
چارلی کے لئے وہ بہت بڑا شاک تھا۔ ذرا سنبھلنے کے بعد اس نے پوچھا۔
"کتنے دن ہو گئے......؟"
"تین ماہ پورے ہونے والے ہیں۔"
بیکی اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔
"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا......؟"
چارلی کے لہجے میں دُکھ بھی تھا اور شکایت بھی۔ پھر اس نے دُکان کے دروازے پر لٹکی ہوئی تختی کا رُخ بدلا، جس پر ایک طرف اوپن اور دوسری طرف کلوزڈ لکھا تھا۔ پھر وہ اندرونی زینے کی طرف بڑھ گیا۔ بیکی اس کے پیچھے تھی۔
فلیٹ میں پہنچ کر چارلی نے کہا۔
"تم نے ٹرینتھم کو تو خط لکھ دیا ہوگا......؟"
"لکھنا چاہتی تھی لیکن لکھا ہی نہیں گیا۔"
بیکی اس کا سامنا کرنے کے بجائے فرنیچر پر سے گرد جھاڑنے لگی۔
"لکھا نہیں گیا کا مطلب......؟"
چارلی پھنکارا۔
"تمہیں تو اس کو ہفتوں پہلے مطلع کر دینا چاہئے تھا۔ دیکھو نا...... سب

سے پہلے تو اسی کو معلوم ہونا چاہئے تھا۔ یہ سب کچھ اسی خبیث کا تو کیا ہوا ہے۔''

''یہ اتنا آسان نہیں ہے چارلی......!''

''کیوں بھئی......؟ اس میں مشکل کیا ہے......؟''

''دیکھو......گائی کو اپنے کیریئر کی بہت فکر ہے۔ جبکہ یہ بات عام ہوگئی تو اس کا کیریئر ختم ہو جائے گا۔ وہ تمہارے کرنل کی طرح ہے۔ صرف 23 سال کی عمر میں سپہ گری ترک کرنا اس کے لئے ناقابل تصور ہے۔''

''وہ کرنل جیسا ہرگز نہیں ہے۔''

چارلی نے کہا۔

''اور ویسے بھی وہ جوان آدمی ہے۔ اپنی روزی روٹی کی فکر کر سکتا ہے...... ہماری طرح۔''

''چارلی......! اس کی شادی مجھ سے نہیں، فوج سے ہوئی ہے۔ کیوں دونوں کی زندگی خراب کی جائے...... اپنی بھی اور اس کی بھی۔''

''اس کے باوجود اسے بتانا تو چاہئے۔ کم از کم اسے فیصلے کا موقع تو دیا جائے۔''

''تم سمجھ نہیں رہے ہو چارلی......! میں نے اسے مطلع کر دیا تو اس بے چارے کا پاس چوائس ہی کب رہے گی......؟ وہ فوراً ہی سب کچھ چھوڑ کر واپس آئے گا اور مجھ سے شادی کر لے گا۔ وہ ایک عزت دار آدمی ہے...... خالص مرد۔''

''وہ تو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔''

چارلی نے کہا۔

''خیر...... اگر وہ اتنا ہی عزت دار ہے تمہاری نظر میں، تو مجھ سے ایک

وعدہ کرو۔''

''بولو......!''

''تم آج ہی اسے خط لکھ گی اور اسے سب کچھ بتا دوں گی۔''

بیکی چند لمحے ہچکچاتی رہی۔ مگر بالآخر اس نے کہا۔

''چلو......ٹھیک ہے......!''

''آج ہی......؟''

''ہاں......! آج ہی......!''

''اور تمہیں اس کے والدین کو بھی یہ اطلاع دینی ہوگی۔''

''نہیں چارلی......! یہ میں ہرگز نہیں کروں گی۔''

پہلی بار بیکی ڈٹ گئی۔

''اس کی وجہ......؟ کیا ان بے چاروں کے کیریئر بھی خطرے میں پڑ جائیں گے......؟''

چارلی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں......! لیکن اس صورت میں اس کے والد اس سے فوراً واپس آ کر مجھ سے شادی پر اصرار کریں گے۔''

''تو اس میں برائی کیا ہے......؟''

''اور اس کی ماہ کہے گی کہ میں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت گائی کو پھانسنے کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے۔ یہی نہیں......''

''اور کچھ بھی ہے......؟''

''ہاں......! وہ یہ بھی کہہ سکتی ہے کہ یہ بچہ گائی کا ہے ہی نہیں۔''

''تو اس کی بات پر یقین کون کرے گا......؟''

''جو بھی کرنا چاہے گا۔''

"لیکن یہ تو غلط ہے...... زیادتی ہوگی یہ۔"

"زندگی میں سب کچھ ہوتا ہے۔ ٹاٹا کہتے تھے...... ہر آدمی کی زندگی میں ایک وقت آتا ہے، جب وہ بڑا ہو جاتا ہے...... بڑا اور ذمہ دار۔ تمہاری زندگی میں یہ وقت مغربی محاذ پر آیا۔ میری زندگی میں اب آیا ہے۔"

"تو اب ہم کیا کریں گے......؟"

چارلی نے کہا۔

"ہم......؟"

"ہاں ہم......! دیکھو نا...... آخر ہم پارٹنر ہیں۔ یہ بات کبھی نہ بھولا کرو۔"

"پہلے تو مجھے رہنے کے لئے کوئی ٹھکانہ تلاش کرنا ہوگا۔ کیونکہ اِس صورتِ حال میں ڈیفن کے ساتھ رہنا اس کے ساتھ زیادتی ہوگی۔"

"وہ اتنی اچھی دوست ثابت ہوئی ہے۔"

"ہم دونوں کے لئے......!"

بیکی نے کہا۔

چارلی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور مضطربانہ انداز میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ بیکی کو وہ دن یاد آ گئے، جب اسکول میں وہ دونوں ساتھ پڑھتے تھے۔

"میرا خیال تو نہیں ہے کہ......"

چارلی نے کہا۔ مگر بات پوری نہیں کی۔

"کیا کہنا چاہتے ہو......؟"

"میرا خیال تو نہیں ہے کہ......"

وہ پھر ہچکچانے لگا۔ اب وہ نروس نظر آ رہا تھا۔

"کیا بات ہے......؟"

"تم مجھ سے شادی کرنے کی تجویز پر تو غور بھی نہیں کرو گی۔"

بیکی کو ایسا شک لگا کہ دیر تک وہ کچھ بول ہی نہیں سکی۔ پھر ذرا سنبھلی تو اس نے بے ساختہ کہا۔

"اور ڈیفن کا کیا ہوگا......؟"

"ڈیفن......؟ تو کیا تم سمجھتی رہی ہو کہ میرے اور اس کے درمیان اس طرح کا کوئی تعلق ہے......؟ یہ سچ ہے کہ وہ رات کو مجھے وقت دیتی ہے۔ مگر وہ اس طرح کا نہیں ویسے بھی ڈیفن کی زندگی میں صرف ایک مرد ہے، اور وہ چارلی ٹرمپر ہرگز نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ بھی جانتی ہے کہ چارلی ٹرمپر کی زندگی میں صرف ایک عورت ہے۔ دوسری کبھی آئے گی ہی نہیں۔"

"لیکن......!"

"میں تو بہت پہلے سے تم سے محبت کرتا ہوں بیکی......!"

"او مائی گاڈ......!"

بیکی نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

"آئی ایم سوری......!"

چارلی نے کہا۔

"میں سمجھا تھا کہ تم یہ بات جانتی ہو۔ ڈیفن کہتی ہے کہ عورتوں کو ایسی باتیں خودبخود معلوم ہو جاتی ہیں۔"

"مجھے تو ذرا بھی اندازہ نہیں تھا چارلی......! میں شاید بے وقوف ہوں...... اور اندھی بھی۔"

"ایڈن برگ سے واپس آنے کے بعد میں نے تمہارے سوا کسی کو نظر

بھر کر نہیں دیکھا۔ اور میں بس یہی سوچتا تھا کہ کاش مجھے تمہاری تھوڑی سی محبت مل جائے...... بہت تھوڑی سی......!''

''تم سے تھوڑی سی محبت تو میں ہمیشہ کروں گی۔ لیکن سوری چارلی......! میں تو گائی کی محبت میں بری طرح گرفتار ہوں۔''

''وہ بہت خوش قسمت ہے حالانکہ تمہیں میں نے پہلے دیکھا تھا۔ یاد نہیں، تمہارے ٹاٹا نے ایک بار مجھے اپنی دُکان سے نکالا تھا۔ جانتی ہو، کس بات پر......؟ میں تمہیں پیٹھ پیچھے موٹی ڈبل روٹی کہتا تھا۔''

بیکی مسکرائی۔

''اور بیکی......! زندگی میں جو کچھ مجھے اچھا لگا، میں نے اسے حاصل کر کے چھوڑا۔ پتا نہیں، تم کیسے بچ نکلیں......؟''

بیکی میں اس سے نظر ملانے کی ہمت نہیں تھی۔

''بہرحال......! وہ ایک افسر ہے، جو میں نہیں ہوں۔ سیدھی سی بات ہے۔''

چارلی نے کہا اور ٹہلتے ٹہلتے بیکی کے سامنے رُک گیا۔ وہ بہت دل شکستہ لگ رہا تھا۔

''تم تو جنرل ہو چارلی......!''

''بہرحال اب تو کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔''

☆☆☆

97 چیلسی ٹیرس
لندن ساؤتھ ویسٹ 3
20 مارچ 1920ء

''میری جان گائی!

یہ میری زندگی کا مشکل ترین خط ہے۔ سچ کہوں، یہی سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں سے شروع کروں۔ تمہیں انڈیا گئے ہوئے تین ماہ ہوگئے۔ اور یہاں جو کچھ ہوا، میرا خیال ہے، وہ تم فوری طور پر جاننا چاہو گے۔ میں ابھی ڈیفن کے ڈاکٹر کے پاس ہوکر آئی ہوں اور......''

بیکی لکھتے لکھتے رُک گئی۔ اس نے اپنے لکھے ہوئے چند جملوں کو کئی بار پڑھا۔ پھر اس نے کاغذ کا گولا سا بنایا اور اسے ڈسٹ بن میں اچھال دیا۔ وہ اٹھی اور اِدھر اُدھر ٹہلنے لگی۔ وہ یہ خط لکھنا نہیں چاہتی تھی اور اس کے لئے معقول عذر تلاش کر رہی تھی۔

اس وقت رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے اور نیند کا اس کی آنکھوں میں نام ونشان بھی نہیں تھا۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ تھکن کی وجہ سے اس سے خط نہیں لکھا جا رہا ہے۔ لیکن اس عذر سے تو وہ خود کو بھی نہیں بہلا سکتی تھی، چارلی کو کیسے یقین دلاتی۔ اور یہ بھی جانتی تھی کہ یہ خط لکھے بغیر وہ سو ہی نہیں سکے گی۔

وہ دوبارہ میز کی طرف آئی۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے دوبارہ کاغذ قلم سنبھالا۔ اس نے لکھنا شروع کیا۔

''مائی ڈیئر گائی......!

مجھے ڈر ہے کہ یہ خط تمہارے لئے باعث حیرت ہوگا۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ پچھلے ماہ جو میں نے تمہیں خط لکھا تھا، اس میں دُنیا جہان کی باتیں لکھ دی تھیں، سوائے اس اہم ترین بات کے۔ کچھ خوف تھے، جن کی وجہ

سے میں یہ نہیں لکھ سکی۔ اب خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ وہ خوف بے بنیاد تھے۔ لیکن حقیقت اپنی جگہ ہے۔ حالات کا تقاضا ہے کہ تمہیں حقیقت سے باخبر کروں۔

تمہاری انڈیا روانگی سے پہلے والی رات میں نے تمہارے ساتھ اپنی زندگی کا خوب صورت ترین وقت گزارا تھا۔ اگلے ماہ میرے ایام، مس ہوگئے۔ میں نے یہ سوچ کر اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دی کہ کبھی کبھی ایسا ہوجاتا ہے۔''

اس کا ہاتھ پھر رُک گیا۔

''یہ میں کیا لکھ رہی ہوں......؟ اور کیسے لکھ رہی ہوں......؟''

اس نے سوچا! اور اس کاغذ کو بھی موڑ تروڑ کر ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔ پھر وہ کچن میں گئی اور اپنے لئے پاٹ میں چائے بنا کر لے آئی۔ دیر تک وہ سوچتی، اُلجھتی اور چائے پیتی رہی۔ دوسری پیالی پینے کے بعد کچھ ہمت ہوئی۔ مگر وہ اب بھی ہچکچا رہی تھی۔ بہرحال اس نے پھر لکھنا شروع کیا۔

''ڈیئر گائی......!

اُمید ہے، انڈیا میں سب کچھ ٹھیک ہوگا اور تم خیریت سے ہوگے۔ میں بیان نہیں کرسکتی کہ تمہیں کتنا مس کر رہی ہوں۔ میں پڑھائی میں مصروف ہوں اور چارلی اپنے توسیع پسندانہ منصوبے میں اُلجھا ہوا ہے۔ تین مہینے یوں پلک جھپکتے گزر گئے۔ شاید تمہیں یہ جان کر خوشی ہوگی کہ چارلی نے تمہارے سابق کمانڈنگ آفیسر کرنل سر ڈینور

ہملٹن کی......''

''اور ہاں......! یہ بھی بتا دوں کہ میں اُمید سے ہوں۔''

بیکی نے ہاتھ روک کر بلند آواز میں کہا۔ اس کے لہجے میں جھنجلاہٹ تھی۔

''اہم باتیں کہیں ایسے سرسری انداز میں بھی کی جاتی ہیں......؟''

اس نے کاغذ کو پرزے پرزے کیا اور ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔

اب ایک بار پھر وہ مضطربانہ انداز میں ٹہل رہی تھی۔ پھر اس نے کھونٹی پر سے اپنا کوٹ اُتارا اور اسے پہن کر فلیٹ سے نکل آئی۔

باہر سنسان سڑک پر وہ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر ٹہلتی رہی۔ یہ دیکھ کر اسے اطمینان ہوا کہ دُکان نمبر 131 اور 135 کے باہر اب برائے فروخت کی تختی لگا دی گئی ہے۔

یونہی کچھ خیال آیا تو اس نے نوادرات کی دُکان میں جھانکنے کی کوشش کی۔ اس کی نگاہ شیشے کے پار، اندر کے اندھیرے سے مانوس ہوئی تو اسے زبردست شاک لگا۔ مسٹر رتھرفورڈ نے عملاً دُکان سے ہر چیز ہٹا لی تھی۔ حد یہ ہے کہ دیواروں سے گیس کی فٹنگز اور مینٹل پیس تک ہٹا دیئے گئے تھے۔

''چلو...... یہ تجربہ بھی ہوگیا مجھے......!''

وہ بڑبڑائی۔

''اگلی بار میں دستاویزات کو زیادہ غور سے پڑھنا سیکھ لوں گی۔''

اسی وقت اسے دُکان کے فرش پر ایک چوہا نظر آیا۔

''میرا خیال ہے، یہاں ہمیں ہیٹ شاپ کھولنی چاہئے۔''

بے ساختہ اس نے بلند آواز میں کہا۔

''میں سمجھا نہیں مس......!''

اچانک کسی نے کہا۔

بیکی نے گھوم کر دیکھا۔ وہ ایک پولیس مین تھا جو دُکان نمبر 133 کے دروازے پر لگے تالے کو ہلا جلا کر چیک کر رہا تھا۔

''اوہ...... ! گڈ ایوننگ...... کانسٹیبل...... !''

اس نے چہک کر کہا۔ لیکن بغیر کسی وجہ کے اس وقت اسے احساس ہو رہا تھا، جیسے اس نے کوئی جرم کیا ہے۔

''تقریباً صبح کے دو بج رہے ہیں مس...... ! اور آپ کہتی ہیں گڈ ایوننگ......؟''

''ارے...... کیا واقعی......؟''

بیکی نے چونک کر رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔

''توبہ...... ! میں بھی کتنی بے پرواہ ہوں۔ خیر...... کانسٹیبل...... ! میں اسی سڑک پر نمبر 97 میں رہتی ہوں۔''

بیکی نے سوچا۔

''اب وضاحت کرنا بھی ضروری ہے۔''

''مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے میں چہل قدمی کرنے کے لئے نکل آئی۔''

''تو آپ پولیس فورس جوائن کر لیں۔ اس صورت میں رات بھر ٹہلنے میں کوئی مسئلہ ہی نہیں ہوگا۔''

بیکی ہنسنے لگی۔

''نہیں بھئی کانسٹیبل...... ! بہت بہت شکریہ...... ! میں تو اب اپنے فلیٹ جا کر سونے کی کوشش کروں گی۔ گڈ نائٹ...... !''

''گڈ نائٹ مس...... !''

پولیس والے نے اپنے ہیلمٹ کو چھوتے ہوئے کہا۔ وہ اب نوادرات کی دُکان کے تالے کو چیک کر رہا تھا۔

بیکی پلٹی اور ایک عزم کے ساتھ فلیٹ کی طرف چل دی۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ اوپر پہنچی اور کوٹ اُتار کر اپنی میز کی طرف بڑھی، جہاں ہر چیز جوں کی توں موجود تھی۔

وہ کرسی پر بیٹھی، اور محض ایک لمحے کی ہچکچاہٹ کے بعد اس نے قلم اُٹھایا اور لکھنا شروع کر دیا۔

''ڈیئر گائی...... !

تمہارے انڈیا جانے کے بعد میرے ساتھ جو کچھ ہوا، اسے تمہیں بتانے کے لئے میں سو سو طرح سے سوچتی رہی کہ ایسے بتاؤں گی اور ویسے بتاؤں گی۔ مگر کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ اب میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ بہتری اسی میں ہے کہ سچ کو سیدھے سادے طریقے سے بیان کر دیا جائے۔

تو سچ یہ ہے کہ میرا حمل قرار پائے 14 ہفتے ہو چکے ہیں۔ یہ سوچ کر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے کہ میں تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔ لیکن اس خوشی کے ساتھ خوف بھی ہے۔ خوشی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ میں دُنیا میں ہر چیز اور ہر شخص سے بڑھ کر تم سے محبت کرتی ہوں۔ اور پریشانی یہ ہے کہ یہ خبر کہیں رجمنٹ میں تمہارے مستقبل کے لئے منحوس ثابت نہ ہو۔

میں یہ بتانا ضروری سمجھتی ہوں کہ میں تمہارے

کیریئر کو کسی بھی صورت میں نقصان نہیں پہنچانا چاہتی۔ لہٰذا میں تم سے شادی پر اصرار بھی نہیں کروں گی۔ اگر تم صرف قرض نبھانے کے لئے مجھ سے شادی کر کے خود کو عمر قیدی کی سزا دینا چاہو تو یہ میں گوارہ نہیں کروں گی۔ کیونکہ جو کچھ ہوا، وہ تو محض چند ساعتوں کی قربت کا نتیجہ تھا۔ اس کی سزا اتنی طویل نہیں ہونی چاہئے۔

جہاں تک میرا تعلق ہے تو مجھے تم سے محبت ہے۔ تمہارے ساتھ زندگی گزارنا ایک اعزاز ہے۔ لیکن اگر تمہیں مجھ سے ایسی محبت نہیں تو میں ہرگز نہیں چاہوں گی کہ صرف مردانہ وقار کی خاطر تم اپنا روشن مستقبل اور کامیاب کیریئر بھینٹ چڑھا دو۔

میری جان......! کبھی ایک لمحے کے لئے بھی میری بے پناہ محبت پر، اور اپنے کیریئر اور مستقبل میں میری ازحد دلچسپی پر شبہ نہ کرنا۔ اس کی خاطر تو میں یہ بھی کر سکتی ہوں کہ اعلان کر دوں کہ تم سے کبھی میرا تعلق نہیں رہا۔ بس تم ایک بار مجھے یہ حکم دے دینا۔

گائی......! میں عمر بھر تم سے محبت کروں گی، اور تمہاری وفادار رہوں گی۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ ہے۔

بے حد محبت کا ساتھ

تمہاری اپنی بیکی......!"

لکھنے کے بعد اس نے اپنے لکھے ہوئے خط کو دو بار پڑھا۔ دوسری بار پڑھتے ہوئے وہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکی۔ وہ خط کو تہہ کر رہی تھی کہ

دروازہ کھولا اور ڈیفن آنکھیں ملتی ہوئی اندر آئی۔ وہ یقیناً سوتے سے اُٹھی تھی۔

"تم......تم ٹھیک تو ہونا جان......؟"

ڈیفن نے اس سے پوچھا۔

"ہاں......! بس ذرا بے چینی تھی تو ٹہلنے کے لئے باہر چلی گئی تھی۔"

بیکی نے خط لفافے میں رکھتے ہوئے کہا۔

"اب میں اُٹھ ہی گئی ہوں تو چائے بنالوں۔ پیو گی......؟"

"نہیں......! شکریہ......! میں دو پیالیاں پہلے ہی پی چکی ہوں۔"

ڈیفن کمرے سے نکلی اور کچن کی طرف چلی گئی۔ بیکی نے لفافہ اُٹھایا اور اس پر پتا لکھنے لگی۔

"کیپٹن گائی ٹریتھم ایم سی، سیکنڈ بٹالین، رائل فیوزیلیرز، ویلنگٹن بیرکس، پونا، انڈیا۔"

پھر وہ فلیٹ سے نکلی اور چیلسی ٹیرس کے کارنر پر نصب لیٹر باکس میں وہ لفافہ ڈال کر واپس آ گئی۔ اس وقت تک چائے کے پانی میں اُبال بھی نہیں آیا تھا۔

☆☆☆

سیل کا کینیڈا سے خط کبھی کبھار آجاتا تھا۔ وہ ایک بیٹے کی اور پھر ایک بیٹی کی ماں بن چکی تھی۔ گریس کو بھی جب اسپتال سے فرصت ملتی تو وہ بھی اس سے رابطہ کر لیتی تھی۔ کٹی کا آنا البتہ بہت ہی کم ہوتا تھا۔ مگر وہ جب بھی آتی تو ایک ہی مقصد سے آتی۔

"مجھے گزارے کے لئے چند پاؤنڈ درکار ہیں چارلی......!"

وہ فلیٹ میں آتی اور سب سے آرام دہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہتی۔

اس روز بھی یہی ہوا۔

چارلی اسے بہت غور سے دیکھنے لگا۔ کٹی اس سے صرف ڈیڑھ سال بڑی تھی۔ مگر دیکھنے میں پوری عورت لگتی تھی۔ ایسی عورت، جس کی عمر تیس سال سے اوپر ہو۔ اور اب وہ بھدی بھی ہوگئی تھی۔ وہ خوب صورتی نہ جانے کہاں کھو گئی تھی، جس کے زور پر وہ ایسٹ اینڈ کے جوانوں کو دیوانہ بناتی پھرتی تھی۔

''پچھلی بار تم نے صرف ایک پاؤنڈ مانگا تھا۔''

چارلی نے کہا۔

''اور اس بات کو بھی کچھ زیادہ دن نہیں ہوئے ہیں۔''

''میں جس کے ساتھ رہ رہی تھی، وہ مجھے چھوڑ بھاگا۔ چارلی......! اب میں بے سہارا ہوں۔ میرے سر پر تو چھت بھی نہیں۔ پلیز......! میری مدد کرو......!''

چارلی اسے گھورتا رہا۔ دل میں وہ شکر ادا کر رہا تھا کہ بیکی ابھی یونیورسٹی سے واپس نہیں آئی ہے۔ ویسے اسے ایک بات کا یقین تھا کہ کٹی موقع دیکھ کر ہی آتی ہے...... دو باتوں کا خاص خیال رکھتے ہوئے......! ایک تو گلہ بھرا ہوا ہو اور دوسرے بیکی موجود نہ ہو۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد چارلی نے کہا۔

''میں ابھی آیا......!''

وہ کمرے سے نکلا اور سیڑھیاں اُتر کر دُکان میں پہنچا۔ چند منٹ ملازمین کی توجہ اِدھر اُدھر ہونے کے انتظار میں لگے۔ پھر موقع پا کر اس نے گلے سے ڈھائی پاؤنڈ نکالے اور زینے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے انداز میں بے زاری تھی۔

کٹی دروازے پر ہی اس کی منتظر تھی۔ چارلی نے اس کی طرف رقم

بڑھائی، جو اس نے جھپٹ لی۔ پھر وہ بغیر ایک لفظ کہے رُخصت ہوگئی۔

چارلی اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ سیڑھیوں سے اُتر کر کٹی نے سلیقے سے چنے ہوئے آڑوؤں میں سے دو آڑو اُٹھائے اور دُکان سے نکل گئی۔ چارلی نے ذہن میں ان آڑوؤں کی قیمت کا تعین کیا، اور پھر سوچا کہ آج رات گلے کا حساب اسے خود کرنا ہوگا۔

☆☆☆

''آخر میں تمہیں یہ بینچ ہی خریدنی ہوگئی مسٹر ٹرمپر......!''

بیکی نے چارلی کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

''جی نہیں......! اگر میں اس بلاک کی ہر دُکان کا مالک ہوا تو یہ نوبت کیسے آئے گی......؟''

چارلی نے کہا۔ پھر غور سے اسے دیکھا۔

''تمہارے مہمان کی آمد کب متوقع ہے......؟''

''ڈاکٹر کا خیال ہے کہ اب پانچ ہفتے رہ گئے ہیں۔''

''تم نے اس کے استقبال کے لئے فلیٹ کو آراستہ کر لیا ہے نا......؟''

''ڈیفن کی یہ مہربانی بھی کم نہیں کہ اس نے مجھے فلیٹ سے نکالا نہیں۔''

''میں اسے بہت مس کر رہا ہوں۔''

''میں بھی......! حالانکہ پرسی کے ڈسچارج ہونے پر جتنا خوش میں نے اسے دیکھا ہے، پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں جانتی ہوں کہ وہ بہت خوش ہوگی۔ اس کے باوجود میں اسے مس کر رہی ہوں۔''

''اب تھوڑے ہی عرصے میں ان کی منگنی ہو جائے گی۔''

بیکی نے سر اُٹھا کر سڑک کے پار دیکھا۔ سامنے اب تین دُکانوں پر ٹرمپرز کے سنہرے حروف نیلے بورڈ پر لکھے نظر آ رہے تھے۔ سبزی اور پھل کی دُکان بہت کامیاب جا رہی تھی۔ باب میکنز چارلی کی صحبت میں بہت اچھا سیلز مین بن چکا تھا۔ مسٹر کینڈرک کے ریٹائرمنٹ کے بعد گوشت کی دُکان کے گاہکوں میں معمولی سی کمی ہوئی تھی۔ لیکن چارلی کے محاذِ جنگ کے ساتھ مائیک پارکر کی آمد کے بعد وہ خسارہ ختم ہو گیا تھا۔

جب پہلی بار چارلی نے بیکی کو بتایا کہ وہ گوشت کی دُکان کے لئے مائیک پارکر کو ملازم رکھ رہا ہے، تو بیکی نے خشک لہجے میں کہا تھا۔

''کاش......! جیسا وہ رقاص ہے، ویسا قصائی نہ ہو۔''

لیکن اب چارلی کے افتخار اور دلچسپی کا مرکز ان کی تیسری دُکان تھی، جو کریانے کی تھی۔ وہ پہلے ہی دن سے بہت اچھی چلی تھی۔ یہ عجیب بات تھی کہ تینوں دُکانوں کے سیلز مینوں کا متفقہ خیال تھا کہ چارلی بیک وقت تینوں دُکانوں پر موجود ہوتا ہے۔

''کیا زبردست آئیڈیا تھا میرا......!''

چارلی نے کہا۔

''نوادرات کی دُکان کی جگہ پرچون کی دُکان......!''

''تو اب تم خود کو پرچون فروش کہو گے......؟''

بیکی نے پوچھا۔

''ہرگز نہیں......! میں پھل اور سبزی والا ہوں، اور ہمیشہ یہی رہوں گا۔''

''پورا بلاک خریدنے کے بعد کیا تم لڑکیوں کو یہی بتایا کرو گے......؟''

بیکی نے اسے چھیڑا۔

''اس میں تو بہت وقت لگے گا۔ ہاں......! یہ بتاؤ......! نئی دُکانوں کا حساب کتاب کیا بتاتا ہے......؟''

''پہلے سال تو دونوں دُکانیں خسارہ ہی دکھائیں گی۔''

''لیکن ابھی تو وقت ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ منافع ہی ہو جائے۔ اور یہ تو ممکن ہے ہی کہ برابر پر جان چھوٹے۔''

چارلی کے لہجے میں احتجاج تھا۔

''اور پرچون کی دُکان سے تو مجھے......''

''ہش......! اتنا زور سے مت بولو......!''

بیکی نے اسے ٹوکا۔

''میں نہیں چاہتی کہ مسٹر ہیڈلو اور ان کے اسٹاف کو پتا چلے کہ ہم اپنی توقع سے بڑھ کر کامیاب ہوئے ہیں۔''

''ربکا سالمن......! اس میں کوئی شک نہیں کہ تمہارا دماغ شیطانی انداز میں کام کرتا ہے۔''

''چارلی ٹرمپر......! اگلی بار تم قرض کے لئے میرے پاس آؤ گے تو یہ بات نہیں کہہ رہے ہو گے۔''

''اگر تم اتنی ہی ہوشیار ہو تو ذرا مجھے بتاؤ کہ مجھے بک شاپ کیوں نہیں مل سکتی......؟''

چارلی نے سامنے دُکان نمبر 141 پر نظریں گاڑھتے ہوئے کہا۔ وہاں روشن صرف ایک بلب گواہی دے رہا تھا کہ دُکا ابھی نہیں کھلی ہے۔

''کئی ہفتوں سے اس دُکان نے گاہک کی شکل بھی نہیں دیکھی ہے کوئی اس دُکان میں جاتا بھی ہے تو صرف کسی کا پتا پوچھنے کے لئے۔''

"یہ تو مجھے نہیں معلوم......!"

بیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں مسٹر اسٹینڈلز سے کئی بار بات کر چکی ہوں، مگر وہ دُکان بیچنے میں انٹرسٹڈ نہیں ہیں۔ اس کی نفسیاتی وجہ ہے۔ بیوی کی موت کے بعد اس دُکان کو چلانے کے سوا ان کے پاس جینے کا کوئی سبب ہے ہی نہیں......!"

"لیکن کتابوں پر سے گرد جھاڑنے کے سوا وہاں کام ہی کیا ہے......؟"

"وہاں بیٹھ کر اپنی پسند کی کتابیں پڑھنا ان کی واحد خوشی ہے۔ مہینے میں دو کتابیں بھی بک جائیں تو ان کے گزارے کے لئے بہت ہے۔"

بیکی نے کہا۔

"ویسے بھی ڈیفن ہر وقت مجھے یاد دلاتی رہتی ہے کہ ہر آدمی کا مقصد حیات لکھ پتی بننا نہیں ہوتا۔ یہ بات مسٹر اسٹینڈلز پر پوری طرح صادق آتی ہے۔"

"ہاں......! ممکن ہے...... تم ایسا کرو کہ انہیں ڈیڑھ سو گنّی کی آفر کرو۔ دُکان وہ بدستور چلاتے رہیں اور ہمیں سالانہ دس گنّی کرایہ ادا کریں۔"

"اس کا فائدہ......؟"

"ان کا انتقال ہوتے ہی دُکان ہماری ہو جائے گی۔"

"تم آسانی سے خوش ہونے والے آدمی نہیں ہو چارلی ٹرمپر......! قناعت تمہارے مزاج میں ہے ہی نہیں۔ خیر......! تم کہتے ہو تو میں یہ بات بھی کر دیکھوں گی۔"

"ہاں......! ربیکا سالمن......! اسی میں میری خوشی ہے۔"

"میں کوشش کروں گی۔ مگر خیال رہے کہ مجھے بی اے کی ڈگری بھی

حاصل کرنی ہے۔ جبکہ اس دوران میرے ہاں ولادت بھی ہونے والی ہے۔"

"یہ کوئی مناسب امتزاج نہیں لگتا مجھے......! بہرحال، تمہیں میری خاطر ایک اور لشکرکشی بھی کرنی ہوگی۔"

"ایک اور لشکرکشی......؟"

"ہاں......! ہمیں فوتھرگل کا مورچہ بھی جیتنا ہے۔"

"کارنر والی دُکان......؟"

"ہاں مس سالمن......! تم جانتی ہو کہ مجھے کارنر کی دُکانوں سے کیسا عشق ہے......؟"

"جانتی ہوں مسٹر ٹرمپر......! مگر مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم فنونِ لطیفہ کے "ف" سے بھی نابلد ہو۔ اور نیلامی کے فن سے بھی ناواقف ہو۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ لیکن میں اس مارکیٹ کا سروے کر چکا ہوں۔ اور میرا خیال ہے کہ یہاں تمہاری بی اے کی ڈگری کام آئے گی۔"

"اوہ......! تو تم میری زندگی کی پلاننگ بھی کر رہے ہو......؟ ذرا تفصیل سے بتاؤ مجھے......! میں بھی تو جانوں کہ مجھے کیا کچھ کرنا ہے......؟"

"میں چاہتا ہوں کہ ڈگری حاصل کرنے کے بعد تم سوتھبی یا کرسٹی کی آرٹ گیلری میں ملازمت کی درخواست دو۔ وہاں تم تین سال سے پانچ سال تک کا عرصہ گزارو اور اس فیلڈ کے تمام اسرار و رموز سیکھو۔ جب مطمئن ہو جاؤ تو وہ جاب چھوڑ دو، بلکہ وہاں سے کسی بے حد لائق آدمی کو ملازمت کی آفر کرو اور اسے لے کر نمبر 1، چیلسی ٹیرس چلی آؤ، پھر وہاں ایک بہترین آرٹ گیلری قائم کرو۔"

"میں سن رہی ہوں چارلی ٹرمپر......!"

"دیکھو ربیکا سالمن......! تمہیں اپنے باپ سے کاروباری شعور ورثے

میں ملا ہے۔ اور آرٹ سے محبت تمہاری فطرت ہے۔ ان دونوں چیزوں کو کرو گی تو بہت اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔"

"تعریف کا شکریہ......! اب یہ بھی بتا دو کہ تمہارے اس ماسٹر پلان میں مسٹر فوتھرگل کی گنجائش کہاں نکلتی ہے......؟"

"وہ تو ہے ہی نہیں......!"

"کیا مطلب......؟"

"وہ تو پچھلے تین سال سے مسلسل خسارے میں ہے۔ اس وقت ا سمیت اس کی دُکان کی جو قیمت ہے، وہ بمشکل تین سال کے نقصان کو پورا کرے گی۔ اس کا مطلب سمجھ رہی ہو۔ اب مزید دُکان چلائے گا تو نقصان اور بڑھ جائے گا کہ اس کی تلافی بھی ممکن نہیں ہوگی۔ اب اس کے بعد تو تمہیں سمجھ جانا چاہئے کہ تمہیں کیا کرنا ہے......؟"

"میں سمجھ گئی ہوں مسٹر ٹرمپر......!"

☆☆☆

ستمبر کا مہینہ آیا اور گزر گیا۔ اب تو بیکی کو بھی یہ یقین ہونے لگا کہ گائی اس کے خط کا جواب دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ اگست کے آخر میں ڈیفن نے بتایا کہ مسز ٹرینتھم سے اس کی اتفاقیہ ملاقات ہوئی تھی۔ مسز ٹرینتھم نے اسے بتایا کہ ان کا بیٹا گائی انڈیا میں کسی ایک مقام پر ٹھہرا ہوا نہیں ہے، بلکہ متحرک ہے۔ اور یہی نہیں، قوی امکان ہے کہ اسے میجر کے عہدے پر ترقی دے دی جائے گی۔ ڈیفن نے اگر بیکی سے وعدہ نہ کیا ہوتا تو اس سے بیکی کے متعلق ضرور بات کرتی۔

بچے کی ولادت کا وقت قریب آ رہا تھا۔ چارلی اب بیکی کا بہت زیادہ

خیال رکھ رہا تھا۔ اس نے سبزی اور فروٹ کی دُکان پر کام کرنے والی ایک لڑکی کو بیکی کی دیکھ بھال پر مامور کر دیا تھا۔ بیکی کا کہنا تھا کہ وہ اس کی عادتیں بگاڑ رہا ہے۔

آٹھ ماہ تک بیکی منگنی کے اعلان کی اشاعت کے بارے میں پُراُمید رہی تھی۔ وہ ہر روز دی ٹائمز میں اعلانات کے کالم کا بغور جائزہ لیتی۔ لیکن بالآخر وہ مایوس ہوگئی۔ ڈیفن نے گائی کے بارے میں جس رائے کا ابتداء ہی میں اظہار کیا تھا، وہ اب درست ثابت ہو رہی تھی۔ بیکی کو اس پر حیرت ہوتی تھی کہ وہ خود گائی کو کتنی تیزی سے بھلا رہی ہے۔ اس کی یادیں بہت تیزی سے محو ہو رہی تھیں، اس کے باوجود کہ اس کی نشانی اس کے پیٹ میں پرورش پا رہی تھی۔

بیکی کو اس بات پر بہت شرمندگی ہوتی تھی کہ اس کے ہونے والے بچے کے بارے میں بیشتر لوگوں کا گمان یہ ہے کہ اس کا باپ چارلی ہے اور اس پر وہ مزید شرمندہ ہوتی تھی کہ چارلی کبھی اس بات کی تردید بھی نہیں کرتا تھا۔

اُدھر چارلی کی نگاہیں دو ایسی دُکانوں پر لگی تھیں، جن کے مالکان اب ڈانواں ڈول ہو رہے تھے۔ لیکن ڈیفن نے سختی سے کہہ دیا تھا کہ بچے کی پیدائش تک کاروبار میں مذاکرات بالکل نہیں ہوں گے۔

"جب تک بیکی ماں نہیں بن جاتی اور اسے بی اے کی ڈگری نہیں مل جاتی، میں اسے تمہاری کاروباری سرگرمیوں میں ملوث نہیں ہونے دوں گی۔"

اس نے سختی سے کہا۔

"میری بات واضح ہے یا کچھ ابہام ہے......؟"

"سمجھ گیا مادام......!"

چارلی نے ایڑھیاں بجاتے ہوئے کہا۔ اس نے یہ بتانا ضروری نہیں

سمجھا کہ بیکی مسٹر اسینڈلز سے ڈیل فائنل کرچکی ہے۔ ان کی موت کی صورت میں بک شاپ خودبخود ان کی ہو جاتی۔ بس اس معاہدے میں ایک شق تھی، جس کی طرف سے وہ فکرمند تھا...... اور وہ تھی دُکان مال سمیت، چارلی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کتابوں کو وہ کہاں کھپائے گا......؟

☆☆☆

اس سہ پہر چارلی دُکان میں گاہکوں کو نمٹا رہا تھا کہ باب نے سرگوشی میں اس سے کہا۔

''ابھی مس بیکی کا فون آیا ہے۔ وہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا آپ آسکیں گے......؟ شاید وقت بہت قریب آگیا ہے۔''

''ارے......! ڈاکٹر کے حساب سے تو ابھی دو ہفتے باقی ہیں۔''

چارلی نے ایپرن کھولتے ہوئے کہا۔

''یہ تو مجھے نہیں معلوم مسٹر ٹرمپر......! البتہ مس بیکی نے آپ کو فوراً بلایا ہے۔''

''مڈوائف کو بلا لیا ہے اس نے......؟''

''مجھے یہ بھی نہیں معلوم سر......!''

''ٹھیک ہے......! تم دُکان سنبھالو......! اب آج تو شاید میں نہیں آسکوں گا۔''

چارلی گاہکوں کو مسکراہٹ سے نوازتا دُکان کے دروازے کی طرف بڑھا۔ دُکان سے نکل کر وہ 97 نمبر کی طرف لپکا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ فلیٹ میں داخل ہوا اور سیدھا بیکی کے بیڈروم کی طرف گیا۔

''تم نے دائی کو بلوا لیا ہے......؟''

اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

''یقیناً......! خاتون یہ کام کرچکی ہے۔''

ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

چارلی نے پلٹ کر آواز کی سمت دیکھا۔ وہ بے حد جیم شیم عورت تھی۔ وہ براؤن رنگ کا رین کوٹ پہنے تھی، جو اس کے جسم پر بے حد مختصر لگ رہا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک سیاہ بیگ تھا۔ وہ یقیناً اس کے پیچھے ہی سیڑھیاں چڑھ کر آئی تھی۔ اس کا سانس پھول رہا تھا۔

''میں مسز ویسٹ لیک ہوں۔ سینٹ اسٹیفن ہاسپٹل سے میرا تعلق ہے۔''

وہ بولی۔

''مجھے اُمید ہے کہ میں بروقت پہنچ گئی ہوں۔ اب تم فٹافٹ جاؤ اور پانی اُبال کر لاؤ۔ جلدی کرو......!''

اس کا لہجہ ایسا تحکمانہ تھا کہ لگتا تھا، اس کی بات کبھی ٹالی نہیں گئی ہوگی۔

چارلی اس کی بات سنتے ہی کچن کی طرف دوڑ گیا۔

مسز ویسٹ لیک نے اپنا بیگ فرش پر رکھا اور بیکی کی نبض چیک کرنے لگی۔

''دردوں کے دورانیے میں کتنا وقفہ ہوتا ہے......؟''

اس نے پوچھا۔

''بیس منٹ کے لگ بھگ......!''

بیکی نے جواب دیا۔

''بہت خوب......! اس کا مطلب ہے کہ ہمیں بہت زیادہ انتظار نہیں

کرنا پڑے گا۔"

چارلی گرم پانی کی دیگچی لئے بیڈ روم میں داخل ہوا۔

"اور بتایئے......! کیا کرسکتا ہوں میں......؟"

"گھر میں جتنے بھی صاف ستھرے تولیے ہیں، سب جمع کر کے مجھے دو......! اور ہاں......! مجھے چائے کی ایک پیالی بھی لا دو......!"

چارلی پھر کچن کی طرف دوڑ گیا۔

"ایسے موقعوں پر شوہر بھی بہت بڑا وبال بن جاتے ہیں۔"

مسز ویسٹ لیک نے کہا۔

"اس لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی کام میں انہیں لگا دیا جائے۔ ٹک کر بیٹھنے ہی نہیں دیا جائے۔ ان کے پاس مہلت ہو نہ فرصت۔ تب سکون رہتا ہے۔"

بیکی تردید کرنے ہی والی تھی کہ درد کی ایک تند لہر نے اسے روک دیا۔

"گہری گہری سانسیں لو مائی ڈیئر......! اور ذرا رُک رُک کر۔"

مسز ویسٹ لیک نے نرم لہجے میں کہا۔

اسی وقت چارلی تین تولیے اور چائے کی کیتلی لئے کمرے میں چلا آیا۔

"تولیوں کو سائیڈ بورڈ پر رکھ دو......!"

مسز ویسٹ لیک نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"اور ایک اور بڑی دیگچی میں پانی گرم کرو۔ میں جب بھی طلب کروں تو گرم پانی مجھے تیار ملنا چاہئے۔"

چارلی پھر کچھ کہے بغیر کمرے سے نکل گیا۔

"کاش......! یہ میرے کہنے پر بھی ایسی ہی فرمانبرداری سے عمل

کرے۔"

بیکی نے ستائشی لہجے میں کہا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو ڈیئر......! میرا شوہر بہت نافرمان ہے۔ لیکن ہمارے سات بچے ہو چکے ہیں۔"

چند منٹ بعد چارلی نے پھر دروازہ کھولا۔

"یہ لیجئے...... اور گرم پانی......!"

"نیچے رکھ دو......! اور اب یہ پچھلی دیگچی لے جاؤ......! یہ پانی ٹھنڈا ہو چکا ہے۔ اسے دوبارہ گرم کر لاؤ......! اور ہاں......! کیتلی تو تم لے آئے چائے کی۔ لیکن پیالی نہیں لائے ہو۔ اور ہاں......! تولیے مجھے اور درکار ہیں۔"

بیکی کے منہ سے تیز کراہ نکلی، لگتا تھا، سانس لینا اس کے لئے مشکل ہو رہا ہے۔

"میرا ہاتھ تھامو ڈیئر......! اور گہری گہری سانسیں لو......!"

مسٹر ویسٹ لیک نے بیکی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

ذرا دیر بعد چارلی چائے کی پیالی لے آیا اور اس کے بعد گرم پانی کی دیگچی۔ اس وقت تک پچھلا پانی ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ مسٹر ویسٹ لیک نے اسے اس کو گرم کرنے پر لگا دیا۔ اس کے بعد وہ آیا تو مسز ویسٹ لیک نے کہا۔

"شکریہ......! اب تم باہر انتظار کرو......! اور جب تک میں نہ بلاؤں......مت آنا......!"

چارلی دروازہ بند کرتے ہوئے باہر چلا گیا۔

نہ جانے کتنی دیر وہ کمرے کے باہر ٹہلتا رہا، چائے پر چائے پیتا رہا۔ پھر اسے بالآخر کسی ننھے سے بچے کے رونے کی آواز سنائی دی۔

بیڈ پر لیٹی بیکی نے دیکھا کہ مسز ویسٹ لیک نے ایک ٹانگ پکڑ کر

بچے کو لٹکایا اور بڑی بے دردی سے اس کے کولہے پر دھپ رسید کیا۔

''یہ کام مجھے سب سے اچھا لگتا ہے۔''

دائی نے کہا۔

''کسی انسان کو سب سے اہم کام یاد دلانا...... یہ کہ اسے سانس لینی ہے۔ اور خوشی ہوتی ہے کہ میں کسی کو اس دُنیا میں لانے کی سعادت حاصل کر چکی ہوں۔''

پھر اس نے بچے کو نہلا دُھلا کر کمبل میں لپیٹا اور بیکی کی طرف بڑھایا۔

''آپ نے بتایا نہیں کہ......''

''بیٹا ہے......!''

مسز ویسٹ لیک نے تاسف سے کہا۔

''یعنی دُنیا میں معمولی سا اضافہ۔ کوئی بات نہیں۔ اگلی بار بیٹی کے لئے کوشش کرنا۔''

وہ مسکرائی۔ پھر اس نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''مگر اس کے لئے اسے خوش، صحت مند اور طاقتور رکھنا ضروری ہے۔''

''لیکن وہ تو......''

بیکی نے کہنا چاہا۔

''میں جانتی ہوں کہ وہ جوان ہے۔ لیکن عورتیں یہ غلطی بہرحال کرتی ہیں کہ شوہر کو بھول بھال کر بچے کی فکر میں لگ جاتی ہیں۔ وہیں سے گڑبڑ شروع ہوتی ہے۔ شوہر کو اوّلیت دینا بہرحال ضروری ہوتا ہے۔''

یہ کہہ کر مسز ویسٹ لیک نے دروازہ کھولا۔

''ہاں بھئی......! مسٹر سالمن......! معاملہ نمٹ گیا۔ تم یہ پریشانی کا تاثر چہرے سے مٹاؤ اور جا کر اپنے بیٹے سے ملاقات کرو......!''

اس بار وہ چارلی سے مخاطب تھی۔

چارلی جلدی سے کمرے میں گھسا۔ موٹی دائی گرتے گرتے بچی۔ پھر وہ بیڈ کے پاس کھڑا بیکی کے ہاتھوں میں موجود ننھے سے بچے کو حیرت اور مسرت سے دیکھتا رہا۔

''یہ چھوٹا سا...... بدصورت سا آدمی ہے۔ ہے نا......؟''

''تو اس کے ذمہ دار تم ہی تو ہو۔''

دائی نے چیخ کر کہا۔

''بہرحال بڑا ہو کر خوب صورت ہو جائے گا۔ اور سنو......! میں تمہاری بیوی کو بھی بتا چکی ہوں اور اب تمہیں بھی بتا رہی ہوں، اب تمہیں ایک بیٹی کی فکر کرنی ہوگی۔ ارے ہاں......! اس کا نام کیا رکھو گے تم......؟''

''ڈینیل جارج......!''

بیکی نے ہچکچائے بغیر کہا۔

''میرے ٹاٹا کے نام پر......!''

پھر اس نے سوالیہ نظروں سے چارلی کو دیکھا۔

چارلی نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

''اچھا مسز سالمن......! اب میں چلتی ہوں۔ کل صبح سویرے ہی آؤں گی۔''

مسز ویسٹ لیک نے کہا۔

''سنیں......! یہ سالمن میرے والد کا نام ہے۔''

بیکی نے دھیرے سے کہا۔

"درحقیقت میں مسز ٹرمپر ہوں۔"

"اوہ......! میرا خیال ہے، میری کالی شیٹ پر نام گڈمڈ ہوگئے ہیں۔ خیر......! تو مسز ٹرمپر......! اب کل ملاقات ہوگی۔"

مسز ویسٹ لیک کے جانے کے بعد کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر چارلی نے بیکی سے پوچھا۔

"یہ مسز ٹرمپر کا کیا چکر ہے......؟"

"جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، تم نے چند ماہ پہلے مجھے پروپوز کیا تھا مسٹر ٹرمپر......! بھول گئے کیا......؟"

"نہیں......! بھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا......مگر......"

"مجھے اعتراف ہے مسٹر ٹرمپر......! کہ میں بہت بے وقوف ہوں۔ معاملات کو بہت دیر میں سمجھتی ہوں۔ اور فیصلہ کرنے میں بہت دیر لگاتی ہوں۔ اب میں نے سوچ لیا ہے کہ میں مسز ٹرمپر ہوں۔ کہیں تم اپنی پیش کش سے دستبردار تو نہیں ہوگئے......؟"

"کیسی باتیں کرتی ہو......؟"

چارلی نے باچھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"مسز ٹرمپر......!"

☆☆☆

ڈیفن کی کہانی......خود اُس کی زُبانی

(1918ء تا 1921ء)

مجھے اعتراف ہے کہ وہ خط کھولتے ہوئے میں کنفیوز ہو رہی تھی۔ فوری طور پر تو میں سمجھ ہی نہیں سکی کہ یہ بیکی سالمن کون ہے جس نے مجھے خط لکھا ہے......؟ مگر پھر مجھے یاد آیا کہ سینٹ پال میں ایک موٹی سی مگر بہت ذہین لڑکی میری ہم جماعت تھی، جو کریم کیک کھلانے کو ہر وقت تیار رہتی تھی۔ مجھے اس نے بے شمار بن اور کیک کھلائے تھے مگر میں نے جواب میں اسے تحفے میں بس ایک آرٹ بک دی تھی......اور وہ بھی کرسمس کے موقع پر۔

میں نے اس کا خط دوبارہ پڑھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ مجھ سے کیوں ملنا چاہتی ہے......؟ پھر میں نے سوچا۔

"یہ معلوم کرنے کی ایک ہی صورت ہے۔ وہ یہ کہ میں اسے چیلسی ٹیرس والے فلیٹ پر چائے پر مدعو کرلوں۔"

اسکول کے بعد بیکی سے وہ پہلی ملاقات تھی۔ میں اسے دیکھ کر حیران رہ گئی۔ اس کا فاضل وزن چھٹ چکا تھا اور سچی بات یہ ہے کہ وہ اشتہاری

بورڈز پر نظر آنے والی ماڈلز سے زیادہ خوب صورت ہوگئی تھی۔ اس کے چہرے پر شبنم سے دُھلے ہوئے گلاب کی سی تازگی تھی۔ سچ یہ ہے ہ مجھے اس پر رشک آیا تھا۔

بیکی نے مجھے بتایا کہ اسے لندن میں رہنے کے لئے ایک کمرے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ یونیورسٹی میں داخلہ لے رہی تھی۔ مجھے خوشی ہوئی کہ میں اس کے کام آ سکتی ہوں۔ اس میں میرا بھی فائدہ تھا۔ مما میرے لندن میں فلیٹ میں اکیلے رہنے کو ناپسند کرتی تھیں۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ لندن میں 26 لاؤنڈز اسکوائر پر ہماری ذاتی اقامت گاہ موجود ہے۔ مما اور پاپا ہمیشہ کہتے تھے کہ فلیٹ میں رہنے کے لئے مجھے کوئی اچھی ساتھی تلاش کرنی چاہئے۔

یوں ہم دونوں کا مسئلہ حل ہوگیا۔ میں نے مما کو خط لکھ کر یہ اطلاع دے دی کہ مجھے ایک اچھی لڑکی مل گئی ہے، جو میرے ساتھ رہے گی۔

پھر میں ویک اینڈ پر ہارکورٹ ہال گئی تو مما نے پوچھا۔

''وہ لڑکی ہے کون......؟ ہمارے جاننے والوں میں ہے......؟''

''نہیں مما......! سینٹ پال میں وہ میرے ساتھ پڑھتی تھی۔ پڑھاکو ٹائپ کی لڑکی ہے۔ بیڈفورڈ کالج میں اس نے داخلہ لیا ہے۔ وہاں وہ تاریخ فنونِ لطیفہ کے مضمون میں بی اے کرے گی۔''

''یہ لڑکیاں کب سے ڈگریوں کے چکر میں پڑنے لگیں......؟''

پاپا نے کہا۔

''یہ نئے برطانیہ کے لئے اس ولیس مین کا آئیڈیا ہے۔''

پاپا لائیڈ جارج کا حوالے دے رہے تھے

مما نے تہدیدی انداز میں کہا۔

''کیسے بات کرتے ہو اس کے بارے میں......؟ آخر وہ ہمارا وزیر

اعظم ہے۔''

''تمہارا ہوگا...... میرا نہیں ہے۔''

پاپا نے کہا۔

''میرے نزدیک تو وہ ہمارے معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والا ہے۔''

''تمہارا تو معاشرے سے بگاڑ کا فلسفہ ہی اور ہے۔''

مما بولیں اور پھر میری طرف مڑیں۔

''مجھے تو لگتا ہے ڈیفن......! کہ اس لڑکا کا ساتھ تم پر اچھے اثرات مرتب کرے گا۔ ارے ہاں......! اس کے والدین کے بارے میں کیا بتایا ہے تم نے......؟''

''ابھی کہاں بتایا ہے......؟''

میں نے کہا۔

''اس کے والد کاروباری آدمی تھے...... ایسٹ کے کسی علاقے میں۔ اور ہاں مما......! اگلے ہفتے میں ان کے ہاں چائے پر مدعو ہوں۔''

''کاروبار تو بس ملایا میں ہے...... ربر کا کاروبار۔''

پاپا بولے۔

''نہیں پاپا......! اس کے والد اس فیلڈ میں نہیں تھے۔''

''بہرحال...... اس لڑکی کو کسی شام چائے پر یہاں بھی لاؤ۔''

مما نے کہا۔

''بلکہ سنو......! ویک اینڈ پر بلا لو نا اسے...... شکار کا شوق ہے اسے......؟''

''نہیں مما......! بہرحال کسی روز اسے چائے پر تو میں بلا ہی لوں گی۔''

تاکہ آپ دونوں اسے دیکھ لیں۔''

سچی بات یہ ہے کہ مجھے بیکی کی ماں سے ملنے کے خیال سے سنسنی کا احساس ہو رہا تھا۔ میری مما کی طرح وہ بھی میرے بارے میں تصور کرنے کی کوشش کر رہی ہوں گی، اور سوچتی ہوں گی کہ پتا نہیں، میں ان کی بیٹی کے ساتھ رہنے کے قابل بھی ہوں یا نہیں......؟ وہ کچھ بھی سوچیں، لیکن میں جانتی تھی کہ میں بیکی کے ساتھ رہنے کے قابل نہیں ہوں۔

ایسیکس جانا میرے لئے غیر ملکی دورے کے مترادف تھا۔ کیونکہ مشرق کی سمت میں نے کبھی سفر نہیں کیا تھا۔

خوش قسمتی سے رومفورڈ کا سفر میرے پاپا کے شوفر ہوسکنز کی وجہ سے بخیر و عافیت ہوگیا۔ وہ اسی طرف کا رہنے والا تھا اور راستوں سے بخوبی واقف تھا۔ ادھر مسز سالمن اور ان کی بہن بے حد مہمان نواز ثابت ہوئیں۔ میں نے دیکھا کہ بیکی کی ماں بے حد عملیت پسند، سمجھدار اور خوفِ خدا رکھنے والی خاتون ہیں۔ چائے کے ساتھ میری پسند کے کیک تھے۔ مزہ آ گیا۔

اگلے ہفتے بیکی میرے فلیٹ میں منتقل ہوگئی۔ میں نے قریب رہ کر اسے دیکھا تو دہشت زدہ ہو کر رہ گئی۔

''خدایا......! کوئی اتنا محنتی بھی ہوسکتا ہے......؟''

پورا دن بیڈفورڈ کالج جیسے مقام پر گزارنا کوئی آسان کام نہیں۔ گھر واپس آ کر وہ ایک سینڈوچ کھا کر ایک گلاس دودھ پیتی اور پڑھائی میں مصروف ہو جاتی۔ یہاں تک کہ رات ہوتی اور اسے نیند آ جاتی۔ جبکہ میں اس سے پہلے ہی سو چکی ہوتی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس کی اتنی مشقت کا حاصل کیا ہے......؟ کیا نتیجہ نکلے گا اس کا......؟

جب پہلی بار وہ جان وڈ کی اسٹیٹ ایجنسی گئی، اس کے بعد مجھے

چارلی ٹرمپر کے بارے میں معلوم ہوا، جس کے پاس نہ صرف اونچے خواب تھے، بلکہ وہ ان کی تعبیر کے لئے ان تھک کام کرنے کا جذبہ بھی رکھتا تھا۔ پھر مجھے تفصیلات کا علم ہوا۔ بیکی دُکان خریدنے کی کوشش صرف اس لئے کر رہی تھی کہ اس نے چارلی سے پوچھے بغیر اس کا ٹھیلا بیچ دیا تھا۔ میں نے بیکی کو بہت سمجھایا کہ یہ اتنا سنگین جرم نہیں کہ اس کی سزا کے طور پر وہ اپنی زندگی خراب کر لے۔ لیکن ایک بات طے تھی۔ بیکی نے درست اور غلط کے سلسلے میں بے حد واضح اصول وضع کر رکھے تھے۔

''اور پھر صرف سو پاؤنڈ ہی کی تو بات ہے۔''

بیکی بار بار کہتی۔

''وہ سو پاؤنڈ جو تمہارے پاس نہیں ہیں۔''

میں اسے یاد دلاتی۔

''چالیس تو میرے پاس ہیں۔ اور میرے خیال میں یہ اتنی منفعت بخش سرمایہ کاری ہے کہ اس کے لئے کوئی بھی راضی ہو جائے گا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ چارلی بہت باصلاحیت ہے۔ ارے...... وہ تو کسی اسکیمو کو بھی برف فروخت کر سکتا ہے۔''

''یہ بتاؤ......! اس کی غیر موجودگی میں تم دُکان کیسے چلاؤ گی......؟''

''کیسی باتیں کرتی ہو ڈیفنی......! جنگ ختم ہوتے ہی چارلی آئے گا اور دُکان سنبھال لے گا۔ اس میں زیادہ عرصہ تو نہیں ہے۔''

''جنگ ختم ہوئے کئی ہفتے ہو چکے ہیں۔ اور ابھی تک تمہارے چارلی کی جھلک بھی دکھائی نہیں دی ہے۔''

''وہ میرا چارلی نہیں ہے۔'' بیکی نے برا مانے بغیر، بے حد سادگی سے کہا۔

اگلے تیس دنوں میں میں نے بیکی پر خاص طور سے نظر رکھی۔ یہ بات پندرہ دن میں ہی واضح ہوگئی کہ وہ 60 پاؤنڈ کا بندوبست نہیں کر سکے گی۔ خوددار وہ اتنی تھی کہ اس نے مجھ سے یہ رقم نہیں مانگی۔ میں نے اپنے طور پر فیصلہ کیا کہ مجھے ایک بار اور روم فورڈ جانا ہوگا۔ تیس دن کی میعاد پوری ہونے سے پہلے جو معلومات مجھ درکار تھیں، وہ مسز سالمن ہی سے مل سکتی تھیں۔

اس کی ماں مجھے اکیلا دیکھ کر پریشان ہوئی۔

"بیکی خیریت سے تو ہے......؟"

اس نے مجھے دیکھتے ہی پوچھا۔

"جی ہاں......! بالکل......!"

"اصل میں اس کے باپ کی موت کے بعد میں اس کی طرف سے بہت فکر مند رہتی ہوں۔" اس نے وضاحت کی اور مجھے ڈرائنگ روم میں لے گئی۔ ذرا دیر بعد میرے سامنے چائے اور دیگر لوازمات رکھے ہوئے تھے۔

میں چائے پی چکی تو مسز سالمن نے کہا۔

"اب بتاؤ......! مسئلہ کیا ہے......؟"

"میں چیلسی ٹیرس پر سبزی کی ایک دُکان میں سرمایہ کاری کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔"

میں نے کہا۔

"مسٹر جان وڈ نے مجھے یقین دلایا ہے کہ یہ اچھی سرمایہ کاری ہوگی۔ مگر مجھے ایک بہت اچھا منیجر چاہئے ہوگا۔"

مسز سالمن کے چہرے پر اُلجھن تھی۔

"بیکی کسی چارلی ٹرمپر کی بہت تعریف کرتی ہے۔ میں اس کے بارے میں آپ کی رائے جاننا چاہتی ہوں۔"

"چارلی ٹرمپر......! وہ جاہل لفنگا......"

"مجھے بڑی مایوسی ہوئی یہ سن کر۔ بیکی تو کہہ رہی تھی کہ آپ کے شوہر اس کے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتے تھے۔"

"وہ تو میں اس کی شخصیت کے بارے میں کہہ رہی تھی۔ ورنہ سنہری اور فروٹ کے کام میں اس کا کوئی جواب نہیں۔ سالمن کہتا تھا...... دیکھ لینا، یہ لڑکا بہت اوپر جائے گا۔ وہ کہتا تھا، چارلی اپنے دادا سے کسی طرح کم نہیں۔"

"اور اس کے داد کیسے تھے......؟"

"......میں ایسے لوگوں کے ساتھ کبھی گھلتی ملتی نہیں ہوں۔ لیکن سب لوگ کہتے ہیں کہ وائٹ چیپل میں اس جیسا کاروباری آدمی دوسرا کوئی نہیں...... وہ بااصول، کھرا اور دیانت دار آدمی تھا...... اور ہر دل عزیز دُکاندار۔"

"یہ تو بڑی خوبیاں ہیں۔"

"ہاں......! اس کی ایمانداری کی تو وہاں مثالیں دی جاتی تھیں۔ اور جہاں تک چارلی کا تعلق ہے تو اس سے زیادہ محنتی لڑکا میں نے نہیں دیکھا۔ مگر مس ہارکورٹ براؤن، وہ تمہارے ٹائپ کا تو نہیں ہے۔"

"میں اسے ملازمت دے رہی ہوں مسز سالمن......! اپنی فیملی میں تو شامل نہیں کر رہی ہوں۔"

اگلی صبح میں جان وڈ کے دفتر گئی اور 90 پاؤنڈ کا چیک جمع کرا کے سودا مکمل کر دیا۔ وہاں سے میں اپنے خاندانی وکیل کے پاس گئی اور ایک معاہدہ تیار کرایا۔ سچی بات یہ ہے کہ میری سمجھ میں اسے معاہدے کا ایک لفظ بھی نہیں آیا تھا۔ میں جانتی تھی کہ خوددار بیکی کو میری مداخلت پسند نہیں آئے گی، اس لئے میں نے معاہدے کی شرائط بہت سخت رکھوائی تھیں۔ بیکی کو یہ جتانا ضروری تھا کہ میرے پیش نظر اپنا فائدہ ہے۔

جیسے ہی یہ بات بیکی کی سمجھ میں آئی، اس نے فوری طور پر 90 پاؤنڈ کے قرضے میں سے تیس پاؤنڈ کی ادائیگی کر دی۔

مجھے ابتداء ہی میں اندازہ ہوگیا کہ بیکی دُکان کے سلسلے میں بہت سنجیدہ ہے۔ چند ہی دنوں میں وہ کینسنگٹن سے دُکان کے لئے ایک منیجر لے آئی۔ دُکان کا حساب کتاب وہ خود کرتی تھی۔ اس کی مصروفیت دیکھ کر مجھے گھبراہٹ ہوتی تھی۔ خود میں تو صبح سویرے اُٹھنے کی بھی قائل نہیں تھی۔

بیکی کے نئے معمولات سیٹ ہوگئے تو ایک رات میں نے اسے اوپیرا پر مدعو کیا۔ اس سے پہلے وہ میری ایسی دعوتوں کو مسترد کر دیتی تھی۔ لیکن اس بار میں نے اس سے اصرار کیا، بلکہ التجا بھی، کیونکہ ہم دو لڑکیاں دو دوستوں کے ساتھ جانے کا پروگرام بنائے بیٹھے تھے۔ پھر میری سہیلی کو کسی وجہ سے پروگرام کینسل کرنا پڑے گا۔ اب ایسے میں مدد کے لئے بیکی کے علاوہ کس کی طرف دیکھتی۔

''لیکن تم جانتی ہو، میرے پاس ایسی تقریبات کے لائق لباس نہیں ہیں۔''

بیکی نے بڑی بے بسی سے کہا۔

''تم میرا جو لباس پسند آئے، لے لو......!''

میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے بیڈ روم میں لے گئی اور وارڈ روب کے سامنے کھڑا کر دیا۔

اس کے چہرے سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اس پیش کش کو وہ رد نہیں کر سکتی۔ وارڈ روب نے اسے مسحور کر دیا تھا۔

ایک گھنٹے بعد وہ میرا ایک لباس پہن کر تیار ہوئی تو مجھے وہ ماڈل یاد آ گئی، جسے وہ لباس پہنے دیکھ کر میں نے وہ ڈریس خریدنے کا فیصلہ کیا تھا۔ بلکہ

سچ تو یہ ہے کہ وہ اس ماڈل سے بھی حسین لگ رہی تھی۔

''تمہارے ساتھ جانے والے کون ہیں......؟''

بیکی نے پوچھا۔

''ایک تو الجرنن پیڈک ہے۔ وہ پرسی وائٹ شائر کا بہترین دوست ہے۔ پرسی کو تو تم جانتی ہی ہو...... میں نے تمہیں بتایا ہے نا کہ میں اس سے شادی کروں گی۔''

''اور دوسرا......؟''

''گائی ٹرینتھم......! وہ رائل فیوزیلیرز میں کیپٹن ہے۔ قابل قبول شخصیت ہے۔ وہ حال ہی میں مغربی محاذ سے لوٹا ہے۔ کہتا ہے، وہاں زبردست اور کامیاب جنگ لڑی ہے اس نے۔ ملٹری کراس بھی ملا اسے۔ میں اور وہ برک شائر کے ایک ہی گاؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔ بچپن میں ہم ساتھ کھیلے ہیں۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ہماری آپس میں بنتی نہیں۔ وہ بلاشبہ خوب رو ہے، اور لڑکیوں میں کچھ زیادہ ہی دلچسپی لیتا ہے۔''

ہم اوپیرا گئے۔ اس لحاظ سے وہ کوئی بہت کامیاب شام نہیں تھی کہ الجرنن سے مجھے پرسی کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن میں دیکھ رہی تھی کہ گائی کی نظریں بیکی کے چہرے اور جسم سے ہٹ ہی نہیں رہی ہیں۔ جبکہ بیکی اس میں دلچسپی نہیں لے رہی تھی۔

لیکن گھر آ کر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ لگتا تھا کہ بیکی کے پاس گفتگو کے لئے گائی کے سوال کچھ ہے ہی نہیں۔ گائی کی خوب روئی اور وجاہت، اس کی خوش گفتاری، خوش اطواری اور اس کی توجہ۔ بیڈ روم میں جانے تک وہ اسی کے بارے میں باتیں کرتی رہی۔ میں نے اسے یقین دلایا کہ جتنا وہ گائی سے متاثر ہوئی ہے، اس سے کئی گنا گائی اس پر فدا ہوا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ نادانستگی میں میں ان دونوں کے درمیان کیوپڈ کا رول ادا کر رہی تھی۔ اگلے روز گائی نے مجھ سے کا کہ وہ بیکی کو ویسٹ اینڈ میں ایک ڈرامہ دکھانے کے لئے لے جانا چاہتا ہے۔ میں نے گائی کو یقین دلایا کہ بیکی اس کی دعوت ضرور قبول کرے گی اور ہوا بھی یہی۔

اس کے بعد وہ دونوں اتنی تیزی سے ایک دوسرے سے قریب ہوئے کہ میں یہ سوچ کر پچھتانے لگی کہ میں نے انہیں ملوایا ہی کیوں......؟ کیونکہ میں جانتی تھی کہ مسکراہٹوں کے اس سفر کا اختتام آنسوؤں پر ہوگا۔ اور مرد کبھی آنسو نہیں بہاتے۔ آنسو تو عورتوں ہی کے حصے میں آتے ہیں۔

مگر میں نے دیکھ لیا تھا کہ بیکی پورے وجود کے ساتھ گائی کی محبت میں ڈوب چکی ہے۔

چند ہفتے بعد چارلی ٹرمپر چیلسی ٹیرس کے اُفق پر طلوع ہوگیا......!

مجھ سے چارلی کی ملاقات اس کی آمد کے خاصے عرصے بعد ہوئی۔ اور جب میں اس سے ملی تو مجھے دل میں اعتراف کرنا پڑا کہ برک شائر میں اس طرح کے مرد پیدا ہی نہیں ہوتے۔ وہ ملاقات ایک اطالوی ریسٹورنٹ میں ڈِنر کے دوران ہوئی تھی۔

میں یہ ضرور کہوں گی کہ وہ کوئی خوشگوار شام ثابت نہیں ہوئی۔ کچھ اس لئے گائی کا روّیہ خلیقانہ ہرگز نہیں تھا۔ مگر اس کا اصل سبب یہ تھا کہ بیکی نے چارلی کو گفتگو میں شامل کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ بلکہ اس کے نزدیک تو جیسے چارلی وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ میں ہی چارلی سے باتیں کرتی رہی، اس سے سوال کرتی رہی، اسے جواب دیتی رہی۔

ڈِنر کے بعد فلیٹ کی طرف جاتے ہوئے میں نے چارلی سے کہا کہ گائی اور بیکی کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ میں اور چارلی جب 147 نمبر

کے سامنے پہنچے تو چارلی مجھ سے ان تبدیلیوں کے بارے میں بتانے لگا، جو اس نے دُکان میں کی تھیں۔ اس کا انداز اتنا پُرجوش تھا کہ صرف اس کی باتیں سن کر کوئی بھی بڑی سے بڑی سرمایہ کاری کے لئے آمادہ ہو جاتا۔ مگر مجھے سب سے زیادہ متاثر اس کی کاروباری ذہانت اور کاروباری شعور نے کیا۔ وہ ایسی جزئیات بیان کر رہا تھا، جن پر میں نے کبھی توجہ ہی نہیں دی تھی۔ اس لمحے میں نے فیصلہ کر لیا کہ چارلی کے دونوں مقاصد پورے کرنے کے لئے میں ہر ممکن تعاون کروں گی۔

مجھے بیکی کے بارے میں اس کے جذبات جان کر کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ مگر مسئلہ یہ تھا کہ بیکی گائی کی محبت میں سر تا پا ایسے غرق تھی کہ اسے چارلی کے وجود تک کا احساس نہیں تھا۔

چارلی وہ خوبیاں بیان کر رہا تھا، جو اسے ایک عورت میں پسند تھیں۔ اس لمحے میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ چارلی کو تعلیم فراہم کروں گی...... ویسی روایتی تعلیم نہیں، جو بیکی حاصل کر رہی ہے۔ مگر وہ غیر روایتی تعلیم جو چارلی کو اس کے مستقبل کے خوابوں کی تعبیر دینے میں بہت مددگار ثابت ہوگی۔

میں نے چارلی کو یقین دلایا کہ بہت جلد گائی بیکی سے بور ہو جائے گا۔ ماضی میں اس سے جڑنے والی بے شمار لڑکیوں کا انجام اس کی نشان دہی کر رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ عقل سے کام لے۔ پکا ہوا سیب خود بخود اس کی جھولی میں آ گرے گا۔ اس حوالے سے میں نے اسے نیوٹن کے بارے میں بتایا، جو پھلوں اور خاص طور پر سیبوں کے کاروبار سے بالکل نابلد تھا۔ پھر بھی سیب اس کے سر پر آ گرا تھا۔

پھر بیکی گائی کی دعوت پر ایش ہرسٹ گئی۔ مجھے یقین تھا کہ یہ ان آنسوؤں کا نکتہ آغاز ثابت ہوگا، جو بیکی کو مستقبل میں بہانے ہیں۔ لیکن مجھے

بیکی کی بہرحال مدد کرنا تھی، اس لئے اسی اتوار کو جب مجھے مسز ٹریتھم چائے پر مدعو کیا تو میں نے وہ دعوت قبول کر لی۔

میں پونے چار بجے کے قریب وہاں پہنچی جو میرے خیال میں چا
کے لئے مناسب ترین وقت تھا۔ میں وہاں پہنچی تو اپنے اطراف میں چائے
سامان سجائے مسز ٹریتھم وہاں اکیلی بیٹھی تھیں۔

''ارے......! وہ دو محبت کے مارے کہاں ہیں......؟''

میں نے پوچھا۔

''اگر تم اپنے مخصوص مکروہ انداز میں میرے بیٹے اور مس سالمن
بارے میں پوچھ رہی ہو ڈیفن......! تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ دونوں لن
واپس جانے کے لئے روانہ ہو چکے ہیں......؟''

مسز ٹریتھم نے اپنے مخصوص متکبرانہ لہجے میں جواب دیا۔

''ساتھ ہی گئے ہوں گے......؟''

''ہاں......! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میرے لڑکے کو اس میں ایسا
نظر آ گیا ہے......؟''

مسز ٹریتھم نے چائے کی پیالی میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''بھئی......! مجھے تو وہ بہت عام سی لڑکی لگی۔''

''گائی دو چیزوں سے متاثر ہوا ہوگا...... اور وہ ہیں حسن
ذہانت......!''

اسی وقت میجر ٹریتھم کمرے میں آئے۔ میں نے مسکرا کر ان
خیریت دریافت کی۔ میں بچپن سے ہی انہیں دیکھتی آئی تھی اور پاپا ہی کی ط
ان کا احترام کرتی تھی۔ میری سمجھ میں ایک بات کبھی نہیں آئی تھی۔ وہ ا
پیارے آدمی تھے، ایتھل ہارڈ کیسل جیسی کسی عورت کے دام میں کیسے

گئے......؟

''گائی بھی چلا گیا......؟''

انہوں نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں......! وہ مس سالمن کے ساتھ ہی لندن چلا گیا۔''

مسز ٹریتھم نے کہا۔

''بہت ہی شاندار لڑکی ہے......!''

میجر بولے۔

''گھٹیا ٹائپ کی لڑکیوں میں شاندار......!''

مسز ٹریتھم کیسے خاموش رہ سکتی تھیں......؟

''میرا اندازہ ہے کہ گائی اس پر مرمٹا ہے۔''

میں نے انہیں مطلع کیا اور جوابی حملے کے لئے تیار ہونے لگی۔

''خدا اس پر رحم فرمائے......!''

مسز ٹریتھم نے سرد لہجے میں کہا۔

''خدا کا اس میں کوئی پیچ نہیں ہے۔''

''مگر میرا تو ہے۔ میں اپنے بیٹے کو ایسٹ اینڈ کے کسی دکاندار کی بیٹی سے تو شادی ہرگز نہیں کرنے دوں گی۔''

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس میں حرج کیا ہے......؟''

میجر صاحب نے مداخلت کی۔

''تمہارے دادا بھی تو دکاندار ہی تھے۔''

''جیرالڈ، کیسی باتیں کرتے ہو......؟ وہ یارک شائر کے کامیاب ترین تاجر تھے، ایسٹ اینڈ کے نہیں۔''

''دکاندار اور تاجر میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اب فرق رہ جاتا ہے

صرف جگہ کا۔"

میجر نے کہا۔

"اور مجھے یاد ہے، تمہارے والد نے بڑے فخر سے مجھے بتایا تھا کہ
کے پاپا نے ہڈرز فیلڈ کے کسی عقبی شیڈ سے اس کاروبار کا آغاز کیا تھا، جو
ہارڈ کیسل کہلاتا ہے۔

"جیرالڈ......! مجھے یقین ہے کہ وہ مذاق کر رہے ہوں گے۔"

مسز ٹینتھم کے لہجے میں تنبیہ تھی۔

"تمہارے پاپا کو میں نے کبھی پر مزاح نہیں پایا۔"

میجر نے کہا۔

"وہ بڑے سنجیدہ اور صاف گو انسان ہیں، اور چالاک ہونے کی حد
تک ذہین بھی۔"

"ایسا ہے، تب بھی یہ بہت پرانی بات ہوئی۔"

"اور ایک بات بتاؤں......! مستقبل میں ربیکا سالمن کی اولاد
جیسوں کی اولاد سے کہیں زیادہ کامیاب اور معزز ثابت ہوگی۔"

"جیرالڈ......! تم بے سوچے سمجھے بولتے ہو اور بہت زیادہ بولتے ہو
اور تمہاری زبان بھی اس ڈرامہ نگار جارج برنارڈ شا کے ڈراموں کی طرح
خراب ہوتی جا رہی ہے۔ ارے ہاں......! مجھے تو شا کا ڈرامہ "پگمالین" میں
سالمن ہی کی کہانی لگتا ہے۔"

"جی نہیں......! بیکی لندن یونیورسٹی سے بی اے کر رہی ہے۔"

اس بار میں نے مداخلت کی۔

"یہ وہ کام ہے جو پچھلی گیارہ صدیوں میں ہماری پوری فیملی مل کر بھی
نہیں کر سکی ہے۔"

"چلو......! میں نے مان لیا۔ مگر اس کی اس ڈگری سے گائی کے کیریئر
کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے......؟ اور اب جبکہ وہ اپنی رجمنٹ کے ساتھ انڈیا جا رہا
ہے۔"

مسز ٹینتھم نے فاتحانہ لہجے میں اعتراض کیا۔

میں اس اطلاع پر ششدر رہ گئی۔ مجھے یقین تھا کہ بیکی بھی اس بات
سے بے خبر ہوگی۔

"اور جب وہ انڈیا سے واپس آئے گا تو مجھے اس کے لئے ایک ایسی
بیوی کی تلاش ہوگی جو معزز گھرانے سے ہو اور جس کے پاس دوست ہو۔
لوگوں کی جانبداری کی وجہ سے جیرالڈ اپنی رجمنٹ کا کمانڈنگ آفیسر نہیں بن
سکا۔ لیکن میں گائی کے ساتھ ایسا نہیں ہونے دوں گی۔"

"مبالغے کی کوئی ضرورت نہیں......! مجھ میں اتنی اہلیت ہی نہیں تھی۔"

میجر نے سادگی سے کہا۔

"سر ڈینور پوری طرح اس اعزاز کے مستحق تھے اور سب سے بڑی
بات یہ کہ مجھے کمانڈنگ آفیسر بنوانے کا سودا صرف تمہارے سر میں سمایا ہوا
تھا۔"

"بہرحال...... میرے خیال میں سینڈ ہرسٹ میں گائی کا رزلٹ......"

"کچھ بھی تو نہیں...... بس وہ اوسط سے ذرا اوپر رہا۔ تم تو اس پر بھی
اسے شمشیر اعزاز کا مستحق قرار دو گی۔"

"لیکن اسے میدانِ جنگ میں دادِ شجاعت دینے کے سلسلے میں ملٹری
کراس دیا گیا......"

میجر کے حلق سے ڈکراہٹ سی نکلی۔ لگتا تھا، اس موضوع پر وہ بارہا
گفتگو کر چکے ہیں۔

"خیر......! دیکھنا لینا...... وقت آنے پر گائی اپنی رجمنٹ کا کمانڈر آفیسر بن جائے گا۔ میں تمہیں یہ بتانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی کہ میرے ذہن میں ایک شخص ہے، جو اس سلسلے میں گائی کی مدد کر سکتا ہے، اور دیکھو...... بیویاں تو شوہروں کا مستقبل بنانے کے لئے ہی ہوتی ہیں۔ کیا ڈیفن......! تم جانتی ہو نا یہ بات......؟"

"یہ بات مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔"

میجر نے کہا۔

میں لندن واپس آئی تو بڑی حد تک مطمئن تھی۔ مجھے یقین تھا کہ جو ماحول میں دیکھ کر آئی ہوں، اس میں ایک دن اور ایک رات گزار کر بیکی کی گائی سے محبت برقرار نہیں رہ سکتی۔ سچی بات یہ ہے کہ اب تک اس ناقابل اعتبار گائی کو دیکھ کر رہی میں چڑنے لگی تھی۔

اس شام میں فلیٹ پہنچی تو وہاں اندھیرا تھا اور بیکی ایک صوفے پر بیٹھ کر کچھ سوچ رہی تھی۔ میں نے روشنی کی۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور جسم میں کپکپاہٹ تھی۔ اس نے مجھے ایش ہرسٹ کے وزٹ کے بارے میں بتایا۔ وہ بہت دل شکستہ ہو رہی تھی۔ مگر اس نے یہ بھی بتایا کہ گائی نے اسے شادی کے لئے کہا ہے۔

میں اسے انڈیا کے بارے میں بتانے ہی والی تھی کہ وہ بولی۔

"وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے۔"

"لیکن میجر صاحب تمہیں بہت زیادہ پسند کرتے ہیں۔"

"وہ بہت مہربان آدمی ہیں۔ جانتی ہو، انہوں نے مجھے جاگیر کی سیر کرائی تھی۔"

"میری جان......! سات سو ایکڑ کو جاگیر کا نام ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔"

میں نے اسے سمجھایا۔

"تمہارے خیال میں اب گائی مجھ سے ملنا چھوڑ دے گا......؟"

میں کہنا چاہتی تھی کہ مجھے اُمید تو یہی ہے۔ مگر میں نے خود کو روک لیا۔

"اگر اس شخص کا کوئی کیریکٹر ہے تو وہ ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔"

میں نے سفارت کاروں کے سے انداز میں کہا۔

لیکن گائی اس سے ملنے آتا رہا۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ اپنی ماں کے بارے میں بیکی سے بات نہیں کرتا ہوگا۔

بہر حال میرا خیال یہ تھا کہ بیکی اور چارلی کے بارے میرا طویل المیعاد منصوبہ کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے، خواہ رفتار کچھوے کی ہو۔ مگر ایک روز میں گھر آئی تو وہاں عجیب منظر تھا۔ میرا ایک پسندیدہ ترین ڈریس فرش پر بکھرا ہوا تھا۔ اس کے آگے زیر جامے تھے۔ میں ان کا تعاقب کرتے ہوئے بیکی کے بیڈ روم تک پہنچی۔ دروازہ کھلا تو بھونچکی رہ گئی۔

بیکی اس رومانس کو وہاں تک لے گئی تھی کہ جو میرے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔

☆☆☆

گائی اگلے روز انڈیا کے لئے روانہ ہوگیا اور اس کے جاتے ہی بیکی ہر جاننے والے کو اس سے اپنی منگنی کے بارے میں بتانے لگی۔ لیکن اس کی انگلی انگوٹھی سے محروم تھی۔ اور پھر اخبار میں منگنی کا اعلان شائع ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اس کی بات کی تصدیق کسی طرح سے بھی نہیں ہو پا رہی تھی۔

کوئی کچھ پوچھتا تو بیکی تڑ سے کہتی۔

''میرے لئے گائی کا کہنا ہی کافی ہے۔''

کہنے والا دم بخود رہ جاتا۔

اس رات میں فلیٹ آئی تو بیکی میرے بیڈ پر سوئی ہوئی تھی۔ صبح ناشتے پر اس نے مجھے بتایا کہ چارلی نے اسے وہاں لٹایا تھا۔ لیکن اس نے اس سلسلے میں مزید کوئی وضاحت نہیں کی۔

اگلے اتوار کو میں ازخود ایش ہرسٹ گئی۔ مسز ٹرینتھم نے مجھے بتایا کہ گائی نے انہیں یقین دلایا ہے کہ جس روز وہ اپنے گھر سے مس سالمن کو لندن لے کر گیا تھا، اس کے بعد سے وہ اب تک اس سے نہیں ملا ہے۔

''لیکن یہ تو......''

میں تردید کرتے کرتے رُک گئی۔ کیونکہ بیکی نے مجھے یہ بتانے کو منع کیا تھا کہ وہ اور گائی ملتے رہے ہیں۔

ایک ہفتے بعد بیکی نے مجھے بتایا۔

''شاید کوئی گڑبڑ ہوگئی ہے۔ میرا پیریڈ مس ہوگیا ہے۔''

میں نے اس سے راز رکھنے کا وعدہ کیا۔ لیکن اسی شام چارلی کو یہ بات بتا دی۔ چارلی تو یہ سن کر گم سم ہوگیا۔ اس کے لئے یہ اور بڑی آزمائش تھی کہ بیکی سے اسے پہلے ہی کی طرح ملنا تھا...... یہ ظاہر کرنا تھا کہ جیسے وہ اس بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں۔

''خدا کی قسم......! وہ مردود اب انگلینڈ آئے گا تو میں سے قتل کر دوں گا۔''

چارلی ڈرائنگ روم میں اِدھر سے اُدھر ٹہلتے ہوئے یہی ایک جملہ بار بار دہرائے جا رہا تھا۔ حالانکہ عام حالات میں وہ قسم کبھی نہیں کھاتا تھا۔

''اگر وہ اس وقت انگلینڈ واپس آجائے تو درجنوں لڑکیوں کے عزت دار باپ اسے تم سے پہلے ہی قتل کر دیں گے۔''

میں نے کہا۔

''تو یہ بتاؤ......! مجھے کیا کرنا ہوگا......؟''

''کچھ بھی نہیں......! میرا خیال ہے کہ وقت اور آٹھ ہزار میل کا فاصلہ خود بخود تمہارے لئے راہ ہموار کر دے گا۔''

کرنل کو پتا چلا تو وہ بھی گائی ٹرینتھم کے متوقع قاتلوں کی قطار میں شامل ہوگیا۔ وہ اپنی رجمنٹ کی عزت اور آبرو کے بارے میں بہت حساس تھا۔ پھر اس نے زیرلب کچھ ایسا بھی کہا کہ وہ خود جا کر میجر ٹرینتھم سے بات کرے گا۔ میں اسے بتانا چاہتی تھی کہ بے چارے میجر صاحب کوئی مسئلہ نہیں ہیں۔ بلکہ اصل فساد مسز ٹرینتھم ہے۔ لیکن میں نے اسے بتایا نہیں۔ کیونکہ میں جانتی تھی کہ اپنے بے پناہ جنگی تجربے اور دُشمن کے تنوع کے باوجود کرنل کا سابقہ مسز ٹرینتھم جیسی کسی بلا سے کبھی نہیں پڑا ہوگا۔

اسی دوران پرسی ولٹ شائر کو فوج سے ڈسچارج کر دیا گیا۔ پچھلے کئی ماہ سے تو صورتِ حال بہتر ہوگئی تھی۔ اس کی ماں مجھے فون کرتی تو مجھے گھبراہٹ نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ جنگ ختم ہو چکی تھی۔ مگر 1916ء اور 1919ء کے درمیان تو اس کا فون آتا اور میں اعصاب زدہ ہو کر سوچتی کہ شاید اس نے مجھے پرسی کی موت کے بارے میں بتانے کے لئے فون کیا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے محاذِ جنگ سے اس کے والد اور بڑے بھائی کی موت کی خبریں آ چکی تھیں۔

میں پرسی سے ملی۔ ایک دن پرسی نے مجھے پروپوز کیا...... بالکل اچانک۔ اور اس کے بعد میں پرسی میں کھو گئی۔ اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ پرسی کی قربت میں میں بیکی کے لئے اپنے فرائض کو بھول گئی۔ فلیٹ بہرحال

میں نے اس کے حوالے کر دیا تھا اور جب تک میں پری کی محبت کے ابتدائی حملے سے سنبھلتی، بیکی ڈینیل کو جنم دے چکی تھی۔

بچے کی پیدائش کے چند ماہ بعد ایک دن بالکل اچانک میں فلیٹ جا پہنچی۔ دروازہ کھلا تو چارلی نے میرا خیر مقدم کیا۔ اس کے ہاتھ میں اخبار تھا۔ سامنے صوفے پر بیکی بیٹھی ایک موزے کو رفو کر رہی تھی۔ اور ننھا ڈینیل بہت تیزی سے گھٹنوں کے بل چلتا میری طرف بڑھ رہا تھا۔ میں نے جلدی سے اسے گود میں لے لیا۔

"کتنی خوشی ہو رہی ہے تمہیں دیکھ کر۔"

بیکی خوشی سے اُچھل رہی تھی۔

"لگتا ہے، صدیاں ہوگئیں تمہیں دیکھے۔ میں تمہارے لئے چائے بناتی ہوں۔"

"شکریہ......! میں یہ دیکھنے آئی تھی کہ تم یہاں خوش اور......"

میری نظر اچانک مینٹل پیس پر لگی تصویر پر پڑی۔

"واہ......! کیا زبردست تصویر ہے۔"

میں نے بے ساختہ کہا۔

"لیکن یہ تصویر تو تم پہلے بھی بہت بار دیکھ چکی ہوگی۔"

بیکی نے کہا۔

"کیونکہ یہ چارلی کے......"

"نہیں......! یہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔"

میں نے جواب دیا۔

میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے......؟

☆☆☆

ڈیفن کی کہانی

(پانچویں درویش کی زبانی)

اس روز انہیں آسکوٹ میں رائل انکلوژر کا دعوت نامہ ملا تھا۔ پھر بکنگھم پیلس کی گارڈن پارٹی میں شرکت کا دعوت نامہ بھی تھا۔ مگر ڈیفن کے نزدیک جلسہ تقسیمِ اسناد ان دونوں تقاریب سے زیادہ اہم تھا۔ اس نے پری کو یہ بات جتا دی تھی۔

اس کا منگیتر...... ابھی تک وہ پری کو منگیتر ہونے کی حیثیت سے سوچنے کی عادی نہیں ہوئی تھی...... بہرحال پری نے بھی یہ اعتراف کیا تھا کہ یہ اس کے لئے ایک مختلف تقریب ہے۔ ایسی کسی تقریب میں اسے پہلے کبھی مدعو نہیں کیا گیا تھا۔

اس روز پری لنچ کے لئے اسے ساتھ لے گیا۔

"مجھے اُمید ہے کہ وہاں ہم سے عجیب نوعیت کے سوال نہیں کئے جائیں گے۔"

ڈیفن نے تفکر آمیز لہجے میں کہا۔

"کیونکہ یہ طے ہے کہ میں ان کے جواب نہیں دے سکوں گی۔"

"مجھے اُمید ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔"

پرسی نے کہا۔

"اگرچہ مجھے ایسی کسی تقریب میں شرکت کا تجربہ نہیں ہے۔ دیکھو نا...... ہم ولٹ شائر والوں نے کبھی حکامِ تعلیم کو کوئی زحمت دی ہی نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ اپنے مخصوص انداز میں ہنسنے لگا۔ اس کی ہنسی کھانسی سے مشابہ تھی۔

"تمہیں یہ عادت چھوڑ دینی چاہئے پرسی......!"

ڈیفن نے اسے ٹوکا۔

"ہنسنا ہے تو ہنسو......! کھانسنا ہے تو کھانسو......! لیکن دونوں کو گڈمڈ مت کرو......!"

"جو حکم اولڈ گرل......!"

"اور مجھے اولڈ گرل کہہ کر مت پکارو......! میری عمر صرف 23 سال ہے اور میرے والدین نے میرا بہت خوب صورت نام رکھا ہے۔"

"جو حکم اولڈ گرل......!"

"اس کا مطلب ہے کہ تم میری بات سن ہی نہیں رہے ہو۔"

ڈیفن نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا۔

"اور اب کہیں چل دینا چاہئے۔ میں لیٹ ہونا پسند نہیں کروں گی۔"

"ٹھیک کہتی ہو......!"

پرسی نے کہا اور ویٹر کو بل لانے کا اشارہ کیا۔

باہر نکل کر وہ رولز میں آبیٹھے۔ ہوسکنز ڈرائیو کر رہا تھا۔

گاڑی میں بیٹھ کر ڈیفن نے اپنے محبوب کو غور سے دیکھا۔ وہ سوچ

رہی تھی کہ انتخاب کے معاملے میں وہ بہت خوش قسمت ثابت ہوئی ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اس نے جس وقت پرسی کو اپنے لئے منتخب کیا، اس وقت وہ صرف 16 سال کی تھی۔ اور اس وقت اسے اب تک کبھی ایک لمحے کے لئے بھی اسے یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ انتخاب کے معاملے میں اس سے چوک ہوئی ہے۔ پرسی کو بالکل علم نہیں تھا کہ وہ اس کے بارے میں کس انداز سے سوچتی ہے......؟ ڈیفن جانتی تھی کہ پرسی ایک مہربان، بہت کرنے والا اور شاندار آدمی ہے۔ وہ بہت خوب رو تو نہیں تھا لیکن اس کے معزز ہونے میں کوئی کلام نہیں تھا۔ اب وہ ہر رات خدا کا شکر ادا کرتی تھی کہ اس نے اس خطرناک جنگ کے دوران پرسی کی حفاظت فرمائی۔ وہ یہ کیسے بھول سکتی تھی کہ جو تین سال پرسی نے فرانس میں گزارے، وہ اس کے لئے سب سے ڈراؤنے تین سال تھے۔ ہر لمحہ، ہر پیغام پر، ہر فون کال پر اس کا دل اندیشوں کے بوجھ سے مرجھا جاتا تھا کہ کہیں کوئی بری خبر نہ ہو۔ پرسی کی غیر موجودگی میں بے شمار مردوں نے اس پر ڈورے ڈالے لیکن سب ناکام ہوگئے۔ ڈیفن محبت میں وفا کی شدت سے قائل تھی۔

اور اب اپنے باپ اور بڑے بھائی کی موت کے بعد پرسی ٹائٹل کا حق دار بن گیا تھا۔ وہ ولٹ شائر کا بارہواں مارکوئس تھا۔

"ہوسکنز......! تم راستہ بھول تو نہیں گئے......؟"

ڈیفن نے ڈرائیور سے پوچھا۔

"جی نہیں مائی لیڈی......!"

ہوسکنز نے جواب دیا۔ اگرچہ ابھی پرسی اور ڈیفن کی شادی نہیں ہوئی تھی، مگر وہ ڈیفن کو خطاب کے ساتھ پکارنا پسند کرتا تھا۔

ڈیفن کو خوشی تھی کہ پرسی نے اپنی جاگیر کی دیکھ بھال کی خاطر فوج

سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ اسے فوجی سے زیادہ زمیندار پسند تھے۔ فوج کی وردی میں پرسی اسے بہت اچھا لگتا تھا۔ لیکن وہ اس کے ساتھ انڈیا یا افریقہ ہرگز نہیں جانا چاہتی تھی۔

اس لمحے گاڑی میلٹ اسٹریٹ میں داخل ہوئی۔ وہاں لوگوں کا اژدہام تھا۔

''یہ لو...... ہم پہنچ گئے۔''

ڈیفن نے کہا۔

''یس مائی لیڈی......!''

''اور پرسی......! تم یاد رکھنا......!''

''کیا اولڈ گرل......؟''

''جب تک تم سے بات نہ کی جائے، خاموش رہنا۔ یہ کوئی ہوم گراؤنڈ نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ یہاں ہم دونوں میں سے کوئی بھی بے وقوف ثابت ہو۔''

پرسی دبی دبی آواز میں ہنسنے لگا۔

''یہ تم ہنس رہے ہو یا کھانس رہے ہو......؟''

''کھانس رہا ہوں۔''

''خیر......! اب وہ ٹکٹ نکالو، جن پر ہمارے سیٹ نمبر ہیں۔ یاد ہے......! وہ کہاں ہیں......؟''

''ہاں......! کچھ کچھ یاد تو آتا ہے کہ کہیں رکھے تھے میں نے۔''

پرسی جیبیں ٹٹولنے لگا۔

''آپ کی جیکٹ کی اوپر والی بائیں جیب میں ہیں یور لارڈ شپ......!''

ہوسکنز نے کار کو بریک لگاتے ہوئے کہا۔

''ہاں......! مل گئے...... شکریہ ہوسکنز......!''

''میں آپ کا خادم ہوں مائی لارڈ......!''

''چلو......! اب لوگوں کے پیچھے چل پڑو...... اور ایسا ظاہر کرو کہ تم ہر ہفتے یہاں آتے رہتے ہو۔''

ڈیفن نے کہا۔

وہ لوگ ہال میں داخل ہوئے۔ ایک کلرک نے ان کے ٹکٹوں کا جائزہ لیا اور انہیں قطار ''M'' کی طرف لے گیا۔

''میں کسی تھیٹر میں اتنا پیچھے کبھی نہیں بیٹھی۔''

ڈیفن نے بیٹھنے کے بعد کہا۔

''میں نے بھی اتنا پیچھے بیٹھنا کسی تھیٹر میں گوارہ نہیں کیا، سوائے ایک بار کے۔''

پرسی بولا۔

''اور وہ تھیٹر تھا حقیقی جنگ کا۔ اسٹیج پر جرمن رجمنٹ براجمان تھی۔ عافیت پیچھے ہی رہنے میں تھی۔''

پھر وہ یا تو کھانسنے لگا یا ہنسنے لگا۔

ڈیفن نے اس بار اسے ٹوکا بھی نہیں۔ وہ دونوں سامنے اسٹیج کو گھورنے لگے۔ وہاں 14 کرسیاں تھیں۔ ان میں دو کرسیاں جو عین درمیان میں تھیں، تخت شاہی سے مشابہ تھیں۔

دو بج کر پچپن منٹ پر دس مرد اور دو عورتوں کے ساتھ اسٹیج پر آئے۔ وہ سیاہ رنگ کے گاؤن پہنے ہوئے تھے۔ گلے میں جامنی رنگ کے اسکارٹ تھے۔ وہ سب جس انداز میں درمیانی کرسیوں کو چھوڑ کر دوسری کرسیوں پر بیٹھے،

اس سے لگتا تھا کہ ان میں سے ہر ایک کی نشست مخصوص ہے۔ اب صرف دو تخت جیسی مسندیں ہی خالی تھیں۔

تین بجتے ہی بگل بجنے لگے۔ ہال میں اور گیلریوں میں موجود تمام لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ شاہ اور ملکہ اسٹیج پر نمودار ہوئے اور خالی مسندوں پر بیٹھ گئے۔ قومی ترانہ بجایا جانے لگا اور اس دوران سب لوگ کھڑے رہے۔

''بہت اچھے لگ رہے ہیں یہ''

پرسی نے تبصرہ کیا۔

''خاموش رہو......! یہاں سب کو معلوم ہے کہ وہ بادشاہ ہے۔''

سب بیٹھ گئے۔ مگر ایک معمر شخص کھڑا رہا۔ وہ لوگوں کی خاموشی کا منتظر تھا۔ خاموشی ہوئی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو اس شخص نے ملکہ اور شاہ کو جھک کر تعظیم پیش کی اور ان سے اجازت لینے کے بعد خطاب کا آغاز کیا۔

وہ بہت دیر تک بولتا رہا۔ پرسی سے رہا نہیں گیا۔

''یہ یقیناً بہت اچھی باتیں کر رہے ہوں گے۔ مگر جو شخص چوتھی جماعت میں ہی لاطینی کی وجہ سے تعلیم چھوڑ بھاگا ہو، وہ ان کی بات کیسے سمجھ سکتا ہے......؟''

''ایک سال سے زیادہ لاطینی پڑھنے کی تو مجھے بھی ہمت نہیں ہوئی۔''

''تب تم بھی میری مدد نہیں کر سکو گی اولڈ گرل......!''

اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص نے پلٹ کر خشمگیں نگاہوں سے انہیں گھورا۔

تقریب شروع ہوگئی۔ وہ دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ اگرچہ یہ بہت مشکل کام تھا۔ پرسی جب بھی کسمسا کر پہلو بدلتا، ڈیفن اس کے گھٹنے کو زور سے دباتی۔

''کنگ کے لئے تو یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔''

پرسی نے کراہتے ہوئے کہا۔

''وہ تو گدیلی مسند پر بیٹھے ہیں، مگر میں......''

اسناد پانے والوں کے نام حروفِ تہجی کے اعتبار سے پکارے جا رہے تھے۔ اس لئے انہیں طویل اور صبر آزما انتظار کرنا پڑا۔ بالآخر بات ''T'' تک پہنچ گئی۔ وائس چانسلر نے پکارا۔

''بیچلر آف آرٹس، مسز چارلس ٹرمپر فرام بیڈفورڈ کالج......!''

اس پکار کے ساتھ تالیوں کی گونج دوسرے ناموں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ تھی۔ بلکہ جب بھی کسی لڑکی کا نام پکارا جاتا تو اس کے حصے میں زیادہ داد آتی تھی۔

بیکی نے جھک کر شاہ کو تعظیم دی، ان سے ہڈ اور ڈگری وصول کی اور دو قدم پیچھے ہٹ کر دوبارہ انہیں تعظیم دینے کے بعد اسٹیج سے نیچے اُتر آئی۔

''واہ......! کیا باوقار انداز ہے......؟ میں بھی ہوتا تو ایسا ہی کرتا۔''

پرسی نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

''مگر میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اس کو یہ آداب کس نے سکھائے ہوں گے......؟ اسے بھی تو انعام ملنا چاہیے۔''

بالآخر تقریب ختم ہوئی اور وہ چائے کے لئے گارڈن میں آ گئے۔

پرسی سر گھما کر اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔

''وہ کہیں نظر نہیں آ رہے ہیں۔''

''دیکھتے رہو...... وہ لازماً آئیں گے۔''

ڈیفن نے کہا۔

''گڈ آفٹر نون مس ہارکورٹ براؤن......!''

ڈیفن نے سر گھما کر دیکھا۔

''اوہ......! ہیلو......مسز سالمن......! بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔ یہ ہیٹ تو آپ کا بہت اچھا ہے۔ پرسی......! ان سے ملو......! یہ بیکی کی والدہ ہیں اور مسز سالمن......! یہ میرے منگیتر......!''

''آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی یور لارڈ شپ......!''

مسز سالمن نے پرسی سے کہا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ روم فورڈ میں لوگوں کو بتائے گی کہ وہ مارکوئس آف ولٹ شائر سے ملی تھی تو کون یقین کرے گا اس پر......؟''

''آپ کو تو اپنی بیٹی پر بڑا فخر ہوگا۔''

پرسی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں......! یور لارڈ شپ......!''

''سوال یہ ہے کہ وہ عالمہ ہے کہاں......؟''

''میں یہ رہی......!''

بیکی نے اردگرد کی بھیڑ میں سے نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

''کب سے آپ لوگوں کو ڈھونڈ رہی ہوں۔''

''ہم تمہیں ڈھونڈ رہے تھے۔''

ڈیفن نے کہا اور گرم جوشی سے اسے لپٹا لیا۔

''ہیلو پرسی......! کیا حال ہے......؟''

چارلی پرسی کی طرف بڑھا۔

''حال اچھا رکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مگر مستقبل کی طرف سے خوفزدہ ہوں۔''

پرسی ڈیفن کی طرف دیکھتے ہوئے کھانسنے لگا۔ ڈیفن نے اسے گھور

کر دیکھا تو وہ جلدی سے بولا۔

''مجھے کھانسنے کی عادت ہوگئی۔ اس پر مجھے خود بھی ہنسی آتی ہے۔''

''بیکی......! اسٹیج پر جاتے ہوئے تم نروس تھیں......؟''

ڈیفن نے پوچھا۔

''بالکل تھی......! اور جب شاہ نے میرے سر پر ہڈ رکھا تو میری ٹانگیں بری طرح کپکپا رہی تھیں۔ اور اس پر ستم یہ کہ جب میں اپنی سیٹ پر پہنچی تو وہاں کیا دیکھتی ہوں کہ چارلی رو رہا ہے۔''

''ہرگز نہیں......! میں تو نہیں رو رہا تھا۔''

چارلی نے احتجاج کیا۔

بیکی نے مزید کچھ کہے بغیر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''یہ جامنی ہڈ مجھے بھی بہت اچھا لگا ہے۔''

پرسی نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے اولڈ گرل......؟''

''اسے حاصل کرنے کے لئے بہت ان تھک محنت کرنی پڑتی ہے پرسی، اور وہ بھی پڑھائی میں۔''

وہ سب اس آواز کی طرف پلٹے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ شاہِ معظم تھے۔ پرسی نے انہیں جھکتے ہوئے تعظیم دی۔

''یور میجسٹی ہمیشہ درست فرماتے ہیں۔ اور اپنے سابقہ ریکارڈ کے پیش نظر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ میں کبھی حاصل نہیں کر سکوں گا۔''

شاہ معظم مسکرائے۔

''ویسے یہ تمہارا میدان نہیں۔ میں تمہیں یہاں دیکھ کر حیران ہوں۔ تم یہاں کیسے......؟''

"ڈیفن کی ایک سہیلی کی وجہ سے۔"

"ڈیفن......! او مائی ڈیئر......! کیسی ہو تم......؟"

شاہِ معظم ڈیفن کی طرف مڑے۔

"ابھی تک میں تمہیں منگنی کی مبارکباد نہیں دے سکا ہوں۔"

"ملکہ معظّمہ کا مبارک باد کا خط کل ہی مجھے ملا ہے یور میجسٹی......! شادی میں آپ دونوں کی شرکت ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہوگی۔"

"جی ہاں یور میجسٹی......! اور اب میں آپ کو مسز ٹرمپر سے ملواؤں، جنہوں نے آج ہی ڈگری حاصل کی ہے۔"

ایک ہی دن میں وہ دوسرا موقع تھا کہ بیکی شاہِ معظم سے ہاتھ ملا رہی تھی۔

"اور یہ ہیں مسٹر چارلس ٹرمپر......! ان کے شوہر، اور یہ مز سالمن......! ان کی ماں۔"

شاہِ معظم نے ان دونوں سے بھی ہاتھ ملایا۔ پھر بیکی سے بولے۔

"مسز ٹرمپر......! ویل ڈن...... میری دُعا ہے کہ یہ ڈگری آپ کے اور ملک کے لئے کارآمد ثابت ہو۔"

"اب فائن آرٹس کی عملی تربیت کے لئے میں سوتھبی آرٹ گیلری کو جوائن کر رہی ہوں یور میجسٹی......!"

"گڈ......! میں آپ کی مسلسل کامیابی کے لئے دُعا گو ہوں مز ٹرمپر......! اب شاید آپ سے پرسی کی شادی میں ملاقات ہوگی۔"

یہ کہہ کر شاہِ معظم آگے بڑھ گئے۔

"بہت عمدہ انسان ہیں۔ دیکھیں، کیسے یہاں چلے آئے......؟"

پرسی نے کہا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ تمہیں جانتے ہوں......"

بیکی نے کہنا چاہا۔

"ارے وہ...... بات یہ ہے کہ میرے سگڑ دادا نے ان کے سگڑ دادا کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر میرے سگڑ دادا کامیاب ہوگئے ہوتے تو آج میں ان کی جگہ ہوتا۔ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی وہ میرے ساتھ شفقت کرتے ہیں۔"

"یہ بتائیں......! آپ کے سگڑ دادا کا کیا بنا......؟"

چارلی نے پوچھا۔

"انہیں جلاوطن کر دیا گیا۔"

پرسی نے کہا۔

"اور بجا طور پر کیا گیا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ یہاں رہتے تو دوبارہ کوشش کرتے۔"

"خدا کی پناہ......!"

بیکی کو ہنسی آ گئی۔

"کیا ہوا......؟"

چارلی نے اس سے پوچھا۔

"ابھی ابھی میں یہ حساب لگانے میں کامیاب ہوئی ہوں کہ پرسی کے وہ سگڑ دادا کون تھے......؟"

☆☆☆

ڈیفن کو اس کے بعد شادی کی تقریب تک بیکی سے ملنے کا موقع نہیں ملا۔ آخری چند ہفتوں کے دوران تو وہ شادی کے سلسلے میں بہت مصروف رہی

تھی۔ تاہم لیڈی ڈنھم کے استقبالیہ میں کرنل سے ملاقات ہوگئی تھی۔ اس کے ذریعے وہ چیلسی ٹیرس کے معاملات پر باخبر رہی۔ کرنل نے اسے بتایا کہ چارلی بینک کا سب سے بڑا مقروض ہے۔ وہ دوسرے مقروض کھاتے داروں سے آگے نکل چکا ہے اور مزید قرض کا اُمیدوار ہے۔

ڈیفن مسکرائی۔ اسے یاد آیا کہ اس کا قرضہ چارلی نے اپنے مخصوص انداز میں طے شدہ مہلت سے کئی ماہ پہلے ادا کر دیا تھا۔

”مجھے پتا چلا ہے کہ اب وہ ایک اور دُکان پر نظریں گاڑے بیٹھا ہے۔“

کرنل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس بار کس کی باری ہے......؟“

”نمبر 145 ...... بیکری......“

”یہ تو بیکی کے والد کا میدان تھا۔“

ڈیفن نے کہا۔ پھر پوچھا۔

”کچھ کامیابی کا امکان بھی ہے......؟“

”میرا خیال ہے، دُکان چارلی کو مل جائے گی۔ مگر اس بار نسبتاً مہنگی پڑے گی۔“

”وہ کیوں......؟“

”دیکھو نا...... بیکری والے کی دُکان سبزی اور فروٹ کی دُکان کے برابر ہی ہے۔ آب بیکری والا جانتا ہے کہ چارلی اس کی دُکان خریدنا چاہتا ہے۔ وہ نخرے کر رہا ہے۔ ویسے چارلی نے مسٹر رینالڈ کو کہا ہے کہ وہی دُکان کا منیجر ہوگا اور منافع میں حصہ دار بھی۔“

”اور وہ منیجری اس کی کب تک چلے گی......؟“

”میرے خیال میں جیسے ہی چارلی بیکری کے کام کے اسرار و رموز پر قدرت حاصل کرے گا، رینالڈ کی منیجری ختم ہو جائے گی۔“

”اور بیکی کا کیا حال ہے......؟“

”اس نے سوتھبی آرٹ گیلری میں جاب شروع کر دی ہے۔ فی الحال وہ وہاں کاؤنٹر کلرک ہے۔“

”کاؤنٹر کلرک......؟“ ڈیفن نے حیرت سے دہرایا۔

”یہی کچھ کرنا تھا تو اس کے لئے ڈگری لینے کی کیا ضرورت تھی......؟“

”سوتھبی میں پہلا کام یہی ملتا ہے، خواہ کوئی کتنا ہی قابل ہو۔“

کرنل نے وضاحت کی۔

”کاؤنٹر پر وہ یہ دیکھتے ہیں کہ کون کس قابل ہے......؟ پھر اسے اس کی اہلیت کے مطابق کام دیتے ہیں۔ فوج کی طرح نہیں، جہاں یا تو خاندانی پس منظر کی سفارش چلتی ہے یا سینیارٹی۔“

”ویسے بیکی کی نظر وہاں کس ڈیپارٹمنٹ پر ہے......؟“

ڈیفن نے پوچھا۔

”وہ کسی پمبرٹن کے ساتھ کام کرنا چاہتی ہے، جو نشاۃ الثانیہ کے دور کا ماہر سمجھا جاتا ہے۔“

”میرا دعویٰ ہے کہ بیکی چند ہفتوں سے زیادہ کاؤنٹر پر نہیں رہے گی۔“

”چارلی تمہاری طرح بیکی کو اتنا کمتر نہیں سمجھتا۔“

کرنل نے کہا۔

”اچھا......! تو اس کا کیا کہنا ہے......؟“

کرنل مسکرایا۔

"وہ کہتا ہے کہ بیکی زیادہ سے زیادہ دس دن کاؤنٹر پر کام کرے گی۔"

☆☆☆

لاؤنڈیز اسکوائر کا معمول تھا کہ صبح ڈاک آتی تو بٹلر وینٹ ورتھ تمام خطوط چاندی کی ٹرے پر رکھ کر بریگیڈیئر صاحب کی خدمت میں لے جاتا۔ وہ ان میں سے اپنے خط چھانٹتے اور ٹرے بٹلر کو دے دیتے۔ پھر وہ خطوط گھر کی خواتین تک پہنچتے۔

لیکن جب سے ان کی بیٹی کی شادی کا اعلان دی ٹائمز میں چھپا تھا، صورتِ حال بدل گئی تھی۔ شادی کے سلسلے میں پانچ سو سے زیادہ دعوت نامے بھیجے گئے تھے۔ قبولیت کے خطوط کا تانتا بندھ گیا تھا۔ بریگیڈیئر صاحب نے بٹلر سے کہا تھا کہ اب وہ معمولات اُلٹ دے۔ خطوط کی چھانٹی گھر کی خواتین سے کرائے اور بعد میں ان کے خطوط انہیں لا دے۔

جون 1921ء میں پیر کی اس صبح وینٹ ورتھ نے مس ڈیفنی کے دروازے پر دستک دی اور خطوط کا بھاری بنڈل لے کر کمرے میں داخل ہوا۔ ڈیفنی نے سب سے پہلے وہ خطوط الگ کئے جو اس کی ماں کے نام تھے۔ پھر اپنی ڈاک الگ نکال کر اس نے باقی خطوط وینٹ ورتھ کو دے دیئے۔ وینٹ ورتھ نے جھک کر اسے تعظیم دی اور کمرے سے نکل گیا۔

وینٹ ورتھ کے جاتے ہی ڈیفنی اُچھل کر بستر سے اُتری۔ خطوط اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے اور باتھ روم میں گھس گئی۔ ساڑھے دس بجے وہ تیار ہو کر ڈریسنگ ٹیبل پر آئی۔ اس نے خطوط اُٹھائے اور ایک ایک کر کے لفافے چاک کرنے لگی۔ اگلے مرحلے میں اُن کی مدد سے ماسٹر لسٹ میں مدعوئین کے ناموں کے آگے نشان لگاتے تھے۔ اس کا فائدہ یہ تھا کہ انہیں تقریب تما

شرکت کرنے والوں کی درست تعداد کا علم ہوتا اور طعام کا بندوبست کرنے میں آسانی رہتی۔ نہ کھانا کم پڑتا، نہ ضائع ہوتا۔

اس روز 31 خطوط آئے تھے۔ ان میں 22 ایسے تھے، جن میں تقریب میں شرکت کی رضامندی ظاہر کی گئی تھی۔ رضامندی ظاہر کرنے والوں میں ایک شہزادی، ایک وسکاؤنٹ، دو لارڈز، ایک سفیر اور کرنل اور لیڈی ہملٹن تھے۔ ڈیفنی نے ماسٹر لسٹ پر ٹک اور کراس کے نشان بنائے۔ چار خطوط انکار کے تھے۔

اس کام سے نمٹ کر وہ دوسرے پانچ خطوط کی طرف متوجہ ہوئی۔ ایک خط اس کی 87 سالہ خالہ اگاتھا کا تھا۔ انہوں نے شرکت سے معذرت کی تھی کہ لندن سے یہاں تک کا سفر ان کے لئے بہت سخت تھا۔ تاہم انہوں نے دعوت دیتے ہوئے لکھا تھا کہ شادی کے بعد ڈیفنی اپنے شوہر کے ساتھ ان کے گھر آئے تو انہیں بڑی خوشی ہوگی۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

ڈیفنی بڑبڑائی۔

"میرے پاس بہت کام ہیں...... بوڑھے لوگوں کو وزٹ کرنے کے سوا۔"

مگر پھر اس کی نظر خاص نوٹ پر پڑی۔

"جب تم اپنے شوہر کے ساتھ کلیو لینڈ آؤ گی تو ایک اور اہم کام میں میری مدد کر سکو گی۔ اور وہ ہے میری وصیت۔ کیونکہ میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کو کیا دوں......؟ اور اپنی حویلی تو میں کسی خوش ذوق اور محبت کرنے والے بھلے انسان کو ہی دوں گی۔"

"بہت چالاک ہیں بڑی بی......!"

ڈیفن بڑبڑائی۔ وہ جانتی تھی کہ آنٹی اگاتھا تمام رشتہ داروں سے خط و کتابت کرتی رہتی ہے، اور یہ نوٹ ان سے ہر خط کا حصہ ہوتا ہے۔ تاکہ رشتہ داران سے ملنے آتے جاتے رہیں اور وہ تنہائی کا شکار نہ ہوں۔

دوسرا خط کیٹرنگ کمپنی کی طرف سے تھا، جس میں 800 افراد کے کھانے کا تخمینہ دیا گیا تھا۔ ڈیفن کو وہ کچھ مہنگا لگا۔ تین سو گنی کوئی معمولی رقم تو نہیں ہوتی۔ بہرحال یہ پاپا کا میدان ہے۔ اس نے خط ایک طرف رکھ دیا۔

تیسرے اور چوتھے خط پر اس کی مما کا نام تھا اور وہ ان کی سہیلیوں کے خط تھے۔ انہیں کھولنے کا اسے کوئی حق نہیں تھا۔ اب رہ گیا پانچواں خط۔ وہ اس نے دانستہ طور پر آخر کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ اس پر کئی رنگین ٹکٹ لگے تھے۔ لفافے کے دائیں جانب ایک ڈاک ٹکٹ تھا، جس پر تاجِ برطانیہ کی تصویر تھی۔ ٹکٹ پر نیچے کی طرف انگریزی میں لکھا تھا۔

"دس آنے......!"

اس نے لفافہ کھولا۔ اندر سے کئی کاغذ نکلے۔ وہ رائل فیوزیلیرز کے لیٹر پیڈز پر لکھا گیا خط تھا۔ پہلے صفحے پر ڈیئر ڈیفن پڑھنے کے بعد اس نے جلدی سے آخری صفحے کا جائزہ لیا تاکہ یہ پتا چلے کہ لکھنے والا کون ہے......؟ خط کا آخری جملہ تھا۔

"ہمیشہ کی طرح تمہارا دوست......!

گائی......!"

ڈیفن نے خط ابتداء سے پڑھنا شروع کیا۔

"15 مئی 1921ء

ڈیئر ڈیفن......!

مجھے اُمید ہے کہ پرانے خاندانی تعلقات کے پیش نظر تم اس زحمت پر مجھے معاف کر دو گی۔ دراصل ایک ایسا مسئلہ کھڑا ہوگیا ہے، جس سے شاید تم واقف بھی ہو۔ بہرحال مجھے لگتا ہے کہ اس معاملے میں مجھے صرف تم سے ہی مدد اور رہنمائی مل سکتی ہے۔

کچھ عرصہ پہلے مجھے تمہاری دوست ربیکا سالمن کا خط موصول ہوا تھا......"

ڈیفن نے خط کو ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کاش یہ خط اس کے ہنی مون پر جانے کے بعد آیا تھا۔ وہ مہمانوں کی فہرست کا جائزہ لیتی رہی۔ مگر پھر اسے احساس ہوا کہ منہ چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ خط پڑھ کر دیکھا تو جائے کہ گائی اس سے کیا اُمید رکھتا ہے......؟

اس نے خط اُٹھایا اور پڑھنے لگی۔

"......جس میں اس نے مجھے اطلاع دی تھی کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ اس نے یہ بھی لکھا کہ میں اس کے ہونے والے بچے کا باپ ہوں۔

اب حقیقت یہ ہے کہ اس شام 97 چیلسی ٹیرس میں اس نے ہی بہ اصرار مجھے ڈنر پر مدعو کیا تھا۔ اس کے باوجود کہ میں اسے رٹز میں مدعو کرنا چاہتا تھا۔

اس شام وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ دانستہ طور پر مجھے زیادہ پلا رہی ہے، تاکہ مجھے نشہ ہو جائے۔ اور میں جب بھی واپسی کا ارادہ کرتا تو وہ مجھ سے لپٹ جاتی۔ میں نشے میں تو تھا، لیکن اتنا بھی نہیں

کہ اپنی بیرکس نہ پہنچ پاتا۔

ایسے میں ربیکا نے مجھے رُکنے کے لئے کہا۔

''ہم ساتھ سوئیں گے......!''

یہ اس کے اپنے الفاظ تھے۔ قدرتی بات ہے کہ میں نے انکار کر دیا۔ اس پر اس نے کہا کہ میں تمہارے کمرے میں سوسکتا ہوں، کیونکہ تم اب اگلے روز ہی واپس آؤ گی۔

میں نے ربیکا کی پیش کش قبول کر لی۔ میں تمہارے کمرے میں سو گیا۔ پھر میری آنکھ کسی کے دروازہ پیٹنے کی آواز سے کھلی۔ دروازہ کھلا تو مجھے تم نظر آئیں۔ اور یہ دیکھ کر میں دہشت زدہ ہوگیا کہ ربیکا نہ جانے کب بستر میں مجھ سے آ لپٹی تھی......؟ اور نہایت ناگفتہ بہ حال میں تھی۔

فطری طور پر تم بہت شرمندہ ہوئیں اور فوراً ہی کمرے سے نکل گئیں۔ میں بھی بغیر کچھ کہے اُٹھا، کپڑے پہنے اور فوراً ہی بیرکس چلا گیا۔ ڈیڑھ بجے سے پہلے میں وہاں اپنے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔

اگلی صبح میں روانگی کے لئے واٹرلو اسٹیشن پہ پہنچا تو مجھے حیرت ہوئی کہ ربیکا پلیٹ فارم پر میری منتظر تھی۔ میں اس سے صرف چند منٹ کے لئے بے رخی سے ملا۔ کیونکہ مجھے پوری طرح یاد تھا کہ گزشتہ رات اس نے میرے ساتھ کیا کھیل کھیلا ہے......؟

اس الوداعی ملاقات کے بعد مجھے ہرگز یہ اُمید نہیں تھی کہ زندگی میں کبھی اس سے واسطہ پڑے گا۔ چند ماہ بعد مجھے اس کی طرف سے وہ اخلاق سوز خط ملا، جس کے سلسلے میں میں تم سے مدد اور رہنمائی کا خواست گار ہوں۔''

ڈیفن نے ورق اُلٹتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا۔ اب وہ بالکل نہیں جاننا چاہتی تھی کہ گائی اس سے کیا توقع کر رہا ہے......؟ وہ تو یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ کس کے کمرے پایا گیا تھا......؟

بہرحال...... اب جی چاہے نہ چاہے، پورا خط تو پڑھنا ہی تھا۔

''اس سلسلے میں کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر کرنل سر ڈینور ہملٹن نے اس معاملے کو بلاوجہ پیچیدہ بنا دیا۔ انہوں نے میرے نئے کمانڈنگ آفیسر کرنل فوربس کو خط لکھ کر وہ کہانی سنا ڈالی، جو ربیکا سالمن نے گھڑی تھی۔ اس کے نتیجے میں مجھے ایک انکوائری کمیشن کے سامنے طلب کرلیا گیا۔

میں نے پوری سچائی کے ساتھ اس رات کے واقعات بیان کر دیئے۔ لیکن کیونکہ رجمنٹ میں اب بھی کرنل ہملٹن کا اثر و نفوذ ہے، اس لئے کمیشن کے بعد اراکین نے میرے بیان کو سچ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ خوش قسمتی سے چند ہفتے بعد میری والدہ کو یہ خط لکھنے کا موقع مل گیا کہ مس سالمن نے اپنے برسوں پرانے عاشق سے شادی کر لی ہے، جس کا نام چارلی ٹرمپر ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ چارلی ہی اس بچے کا اصل باپ

ہے۔ اگر کرنل فوربس میری والدہ کا استدلال قبول نہیں کرتے تو مجھے فوری طور پر استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا جاتا۔ مگر خوش قسمتی سے میں اس بے انصافی سے بچ گیا۔

اب میری والدہ نے خط لکھ کر مجھے بتایا ہے کہ تم ہنی مون کے لئے انڈیا آنے والی ہو۔ اس صورت میں کرنل فوربس سے تمہارا سامنا ضرور ہوگا۔ ممکن ہے، وہ اس سلسلے میں تم سے بات کریں، کیونکہ تمہارا نام اس سلسلے میں لیا جاتا رہا ہے۔ اس لئے میری تم سے التجا ہے کہ میری کیریئر کو تباہ ہونے سے بچا لو۔ درحقیقت میں چاہتا ہوں کہ تم میرے مؤقف کی سچائی کی گواہی دو۔ تاکہ یہ افسوس ناک معاملہ اختتام کو پہنچے۔

ہمیشہ کی طرح تمہارا دوست......!

گائی......!"

ڈیفنی نے خط کو پڑھنے کے بعد ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا اور بالوں کو برش سے سنوارنے لگی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے......؟ وہ اس مسئلے پر اپنے والدین سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اور وہ پرسی کو بھی اس معاملے میں گھسیٹنا نہیں چاہتی تھی۔ یہ بھی طے تھا کہ اپنا لائحہ عمل طے کرنے تک وہ بیکی کو بھی کچھ نہیں بتائے گی۔ ایک بات پر اسے تعجب ہو رہا تھا۔ گائی کے خیال میں اس کی یادداشت بہت کمزور تھی۔

برش رکھنے کے بعد اس نے آئینے میں خود کو دیکھا۔ پھر اس نے خط مزید دوبارہ پڑھا۔ بالآخر اس نے خط کو لفافے میں رکھ دیا۔ اب وہ خط کے مندرجات کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن دھیان اس سے ہٹ

ہی نہیں رہا تھا۔ اسے رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔ گائی نے اسے سمجھا کیا ہے......؟

"کند ذہن......؟ بے وقوف......؟ بھلکڑ......؟"

پھر اچانک اس کی سمجھ میں آگیا کہ اس معاملے میں اسے کسی سے مشورہ کرنا چاہئے۔ اس نے فون اُٹھایا اور آپریٹر سے چیلسی ٹیرس کا ایک نمبر بلانے کو کہا۔ یہ جان کر اسے خوشی ہوئی کہ کرنل ابھی گھر میں ہی ہے۔

☆☆☆

"میں کلب جانے والا تھا۔"

کرنل نے کہا۔

"خیر......! یہ بتاؤ......! بات کیا ہے......؟"

"بہت اہم بات ہے......! لیکن فون پر نہیں کی جا سکتی۔"

کرنل چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔

"کیوں نہ لنچ میرے ساتھ کرو...... ان اینڈ آؤٹ میں۔ میں لیڈیز روم میں میز ریزرو کرا لیتا ہوں۔"

"جی......! میں بہت شکرگزار ہوں۔"

ایک بج کر پانچ منٹ پر ہوسکنز نے اسے پکاڈلی پر اُتارا۔ وہ کلب میں داخل ہوئی۔ کرنل دروازے پر اس کا منتظر تھا۔

"خوش آمدید......! ایسی خوب صورت اور معزز خاتون کے ساتھ لنچ کا اعزاز کم ہی نصیب ہوتا ہے۔ میری تو یہاں ساکھ بن جائے گی۔ تم ساتھ ہوگی تو میں یہاں موجود ہر بریگیڈیئر اور ہر جنرل کو وِش کروں گا۔ مقصد صرف جتانا ہوگا۔"

ڈیفنی پریشان نہ ہوتی تو کرنل کے مزاحیہ انداز پر کھلکھلا کر ہنستی۔

لیکن اس وقت اس کے اندر کی فضاء بہت گمبھیر تھی۔

کرنل اس کا ہاتھ تھام کر اسے لیڈیز روم میں لے گیا۔ ویٹر کو کھانے کا آرڈر نوٹ کرانے کے بعد ڈیفن نے اپنے بیگ میں گائی کا خط نکالا اور کچھ کہے بغیر اسے کرنل کی طرف بڑھا دیا۔

کرنل نے آنکھ پر عدسہ لگایا اور خط پڑھنے لگا۔ کبھی کبھی وہ نظر اُٹھا کر ڈیفن کو دیکھتا، جس نے سامنے رکھے سوپ کو ابھی چھوا بھی نہیں تھا۔

''بہت گندا آدمی ہے اور بہت گھناؤنا معاملہ ہے۔''

خط پڑھ کر کرنل نے تبصرہ کیا۔

''درست......! لیکن یہ بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے......؟''

''وہ تو بعد میں دیکھتے ہیں۔ پہلی اور بنیادی بات یہ ہے کہ بیکی اور چارلی کو اس کا پتا نہ چلے۔ اب دوسری بات...... یہ تو تمہیں گائی ٹرینتھم کو بتانا ہوگا کہ اگر یہ معاملہ تمہارے سامنے آئے گا تو تم حقیقت بتانے پر مجبور ہوگی۔''

کرنل نے سوپ لیتے ہوئے کہا۔

''اور یہ بات تو طے ہے کہ اب میں زندگی میں کبھی مسز ٹرینتھم سے کلام نہیں کروں گا۔''

اس نے اس وضاحت طلب بات کی کوئی وضاحت نہیں کی۔

ڈیفن کو بہرحال حیرت ہوئی۔ کیونکہ اب تک وہ یہی سمجھتی رہی تھی کہ مسز ٹرینتھم سے کرنل کا کبھی سامنا نہیں ہوا ہے۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر کرنل نے کہا۔

''میرا خیال ہے، ہم دونوں کو مل کر جوابی خط کا مضمون تیار کرنا ہوگا۔''

''آپ میری مدد کریں گے تو میں بہت شکر گزار ہوں گی۔''

ڈیفن نروس ہو رہی تھی۔

''لیکن میرا خیال ہے کہ پہلے آپ کو وہ سب کچھ بتا دوں جو میں جانتی ہوں۔''

کرنل نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

''شاید آپ کو علم ہوگا کہ بنیادی غلطی میری تھی۔ میں نے ہی ان دونوں کو ملوایا تھا۔''

جس دوران ڈیفن نے کرنل کو پوری کہانی سنائی، کرنل اپنی کھانے کی پلیٹ صاف کر چکا تھا۔

''اس میں بیشتر تو مجھے پہلے ہی معلوم تھا۔''

کرنل نے نیپکن سے ہاتھ پونچھتے ہوئے کہا۔

''پھر بھی دو تین بہت اہم باتیں تم سے معلوم ہوئی ہیں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ ٹرینتھم اتنا عیاش آدمی ہے۔ اب تو میں سوچتا ہوں کہ ملٹری کراس کے لئے اس کا نام بھیجتے ہوئے مجھے بہت غور کرنا چاہئے تھا۔ اب تم ایسا کرو کہ کچھ دیر کافی روم میں بیٹھ کر کوئی میگزین پڑھو۔ میں اتنی دیر میں خط کا مضمون سوچتا ہوں۔''

''مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو اتنا پریشان کیا۔''

''احمقانہ باتیں مت کرو۔ مجھے تو خوشی ہے کہ تم نے مجھے اپنا سمجھا۔''

کرنل نے کہا اور اُٹھ کر رائٹنگ روم میں چلا گیا۔

ڈیفن بیٹھ کر رسالوں کی ورق گردانی کرتی رہی۔ کوئی ایک گھنٹے بعد کرنل واپس آیا۔ اس نے کاغذ ڈیفن کی طرف بڑھایا۔

''لو...... دیکھ لو......!''

ڈیفن نے پڑھا، پھر وہ بولی تو اور نروس لگ رہی تھی۔

''اگر میں نے یہ خط اسے لکھ بھیجا تو خدا ہی جانے، اس کا کیا ردِعمل

"ہوگا......؟"

"سیدھی سی بات ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ فوری طور پر استعفیٰ دے دے گا۔"

کرنل نے کہا۔

"اور میرے خیال میں اس کے لئے اب یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لینے کا وقت آگیا ہے کہ اپنا بویا ہوا کانٹا بھی پڑتا ہے۔ مگر واضح رہے کہ یہ بات میں بیکی اور بچے کے حوالے سے خاص طور پر کہہ رہا ہوں۔"

"لیکن چارلی اور بیکی شادی کر چکے ہیں اور بہت خوش ہیں۔"

ڈیفن کے لہجے میں التجا تھی۔

"تم نے اس بچے کو کب سے نہیں دیکھا ہے......؟"

"کئی ماہ پہلے دیکھا تھا اسے...... کیوں......؟"

"تو یہ ضروری ہے کہ اب جا کر اسے دیکھو۔ کیونکہ ٹرمپر اور سالس بری فیملیز میں کئی پشتوں سے سنہرے بال، رومن انداز کی ناک اور گہری نیلی آنکھیں کسی بچے میں نہیں دیکھی گئیں۔ اس بچے کو ایک نظر دیکھ کر پتا چلتا ہے کہ اس کا تعلق ایش ہرسٹ، برک شائر سے ہے...... بلکہ ٹرینتھم فیملی سے ہے۔ اور میں تو کہوں گا کہ بیکی اور چارلی کو جلد از جلد ڈینیل کو حقیقت بتانی ہوگی ورنہ انہیں بڑے سنگین مسائل کا سامنا کرنا ہوگا۔ اور سنو......! تم یہ خط پوسٹ کر دو۔"

ڈیفن لاؤنڈیز اسکوائر پہنچی تو سیدھی اپنے کمرے میں گئی۔ وہاں میز پر بیٹھ کر وہ چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر کرنل کے خط کو لفظ بہ لفظ اپنی تحریر میں لکھنا شروع کر دیا۔ خط لکھنے کے بعد اس نے کئی بار اس پیراگراف کو پڑھا، جو اس نے چھوڑ دیا تھا۔ جبکہ کرنل نے اس کی اہمیت کے حوالے سے اس پر اصرار کیا

تھا۔ اب وہ دُعا ہی کر سکتی تھی کہ کرنل کا اندازہ درست ثابت نہ ہو۔

اپنا خط مکمل کرنے کے بعد اس نے کرنل کے دیئے ہوئے صفحے کو پھاڑ کر ڈسٹ بن میں ڈال دیا۔ پھر اس نے وینٹ ورتھ کو طلب کرنے کے لئے گھنٹی بجائی۔

"یہ خط پوسٹ کرنا ہے۔"

اس نے وینٹ ورتھ کو خط دیتے ہوئے کہا۔

☆☆☆

شادی کی تیاریوں کی مصروفیت ایسی پاگل کر دینے والی تھی کہ وینٹ ورتھ کو وہ خط دینے کے بعد ڈیفن کے دماغ سے ٹرینتھم کا مسئلہ نکل ہی گیا۔ خاندان کے تمام بڑے اس سے نالاں تھے کہ وہ شادی کے تمام انتظامات میں ذاتی طور پر دلچسپی لے رہی ہے۔ اور مسائل کم نہیں تھے۔ شادی کا جوڑا کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں تھا۔ پھر اس بات کا خیال رکھنا کہ کون کہاں بیٹھے گا......؟ کیونکہ خاندان کے بہت سے لوگوں کی آپس میں ان بن تھی۔ اس بات کا خیال رکھنا ضروری تھا کہ ایسے لوگوں کو ایک ہی میز پر نہ بٹھایا جائے۔ ان میں بعض تو ایسے تھے، جنہوں نے برسوں سے ایک دوسرے سے بات بھی نہیں کی تھی۔

شادی میں ایک ہفتہ رہ گیا تو ڈیفن نے پرسی سے کہا کہ کیوں نہ وہ چپکے سے رجسٹرار کے آفس چلے جائیں اور خاموشی سے شادی کر لیں......؟ کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔

"جو حکم اولڈ گرل......!"

پرسی نے رٹا رٹایا جواب دیا۔

اس بار ڈیفن نے اسے نہیں بتایا کہ وہ اولڈ گرل نہیں، اس کی عمر

صرف 23 سال ہے اور والدین نے اس کا بہت خوب صورت نام رکھا ہے۔

☆☆☆

16 جولائی 1921ء کی صبح ڈیفن 5 بج کر 43 منٹ پر بیدار ہوئی تو بہت نڈھال اور تھکن سے بے حال تھی۔ لیکن جب دوپہر پونے دو بجے اس نے گھر سے باہر دُھوپ میں قدم رکھا تو اس کا وجود جیسے زندگی کی اُمنگ، ولولے اور خوش اُمیدی سے معمور ہوگیا۔

اس کے والد نے سہارا دے کر اسے کھلی بگھی میں سوار کرایا۔ یہ وہی بگھی تھی جو اس کی دادی اور اس کی ماں کو ان کی شادی کے دن چرچ لے کر گئی تھی۔ ملازمین نے تالیاں بجائیں اور بگھی ویسٹ منسٹر کی طرف روانہ ہوگئی۔

وہ شمالی دروازے سے چرچ میں داخل ہوئی۔ اس کا ہاتھ اس کے والد نے تھام رکھا تھا۔ پرسی وہاں پہلے ہی سے موجود تھا۔ ان دونوں نے جھک کر شاہِ معظم اور ملکہ کو تعظیم دی، جو قربان گاہ کے پہلے میں خاص الخاص عبادتی نشستوں پر تشریف فرما تھے۔

چند منٹ بعد شادی کی تقریب شروع ہوگئی۔ آرگن نے مبارک باد کی دُھن چھیڑ دی تھی۔

تقریب ختم ہوئی تو دُلہا اور دُلہن ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چرچ سے نکلے اور ویسٹ منسٹر کی دُھوپ میں نہائی ہوئی سڑکوں پر چلنے لگے۔ ونسنٹ اسکوائر میں جہاں دعوت ہونا تھی، مہمانوں نے ان کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔ وہاں انہوں نے تقریباً ہر مہمان سے ذاتی طور پر گفتگو کی۔ اس میں کافی وقت لگا۔ وقت کی بڑی اہمیت تھی کیونکہ اسی روز انہیں ہنی مون کے لئے روانہ ہونا تھا۔

الجرنن پیٹرک نے نوبیاہتا جوڑے کے لئے جامِ صحت تجویز کیا۔ جبرت

انگیز طور پر پرسی نے اس کا بے حد اثر انگیز جواب دیتے ہوئے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

وہ باہر نکلے تو ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ ہوسکنز وہاں رولز رائس لئے انہیں ساؤتھمپٹن لے جانے کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اندر لان میں مہمان دعوت اُڑا رہے تھے..... مگر دُلہا دُلہن کے بغیر۔

''اب تم ساری زندگی کے لئے میرے ساتھ پھنس گئے پرسی ولٹ شائر.....!''

ڈیفن نے کہا۔

''اور یہ پلاننگ ہماری ماؤں نے اس وقت کی تھی، جب ہم ملے بھی نہیں تھے۔ ہے نا عجیب بات.....!''

پرسی نے جواب دیا۔

''عجیب کیسے.....؟''

''میں برسوں پہلے انہیں ناکام بنا سکتا تھا..... صرف یہ کہہ کر مجھے کسی سے بھی شادی نہیں کرنی۔''

ہوسکنز نے انہیں جہاز کی روانگی سے دو گھنٹے پہلے گودی پر پہنچا دیا۔ قلیوں نے گاڑی کی ڈِگی سے ان کے دو بھاری ٹرنک نکالے۔ چودہ ٹرنک گزشتہ روز ان سے پہلے ہی کارگو میں روانہ کئے جا چکے تھے۔

ڈیفن اور پرسی گینگ پلینک کی طرف بڑھے۔ وہاں جہاز کا پرسران کا منتظر تھا۔

پرسران کے استقبال کے لئے بڑھا ہی تھا کہ مجمع میں سے کسی نے چیخ کر کہا۔

''گڈ لک یور لارڈ شپ.....! میں اپنے اور اپنی اہلیہ کی جانب سے

آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ آپ کی اہلیہ بس ٹھیک ٹھاک ہیں۔"

ان دونوں نے ہنستے ہوئے اس طرف دیکھا۔ وہاں بیکی اور چارلی کھڑے تھے۔

پرسر ان چاروں کو نیلسن اسٹیٹ روم میں لے گیا۔ وہاں شیمپین کی برف لگی بوتل ان کی منتظر تھی۔

"تم لوگ ہم سے پہلے یہاں کیسے پہنچ گئے......؟"

ڈیفن نے بیکی سے پوچھا۔

"ہمارے پاس رولز رائس نہ سہی مادام......!"

چارلی نے کوکنی لہجے میں کہا۔

"مگر ٹوسیٹر تو ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ مجھے وہ شارٹ کٹ بھی معلوم ہیں، جن سے ہوسکنز بے خبر ہے۔"

وہ سب ہنس دیئے، سوائے بیکی کے، جو مسحور ہو کر ہیروں کے ایک بروچ کو دیکھ رہی تھی، جو ڈیفن نے لگایا ہوا تھا۔

جہاز نے ہوٹر بجایا۔ پرسر نے کہا۔

"مسٹر اور مسز ٹرمپر! اب میرے خیال میں آپ کو اُتر جانا چاہئے۔"

چارلی نے گینگ پلینک سے ہاتھ ہلاتے ہوئے پکارا۔

"خدا حافظ......! اب دیکھیں، کب ملاقات ہوتی ہے......؟ میرا خیال ہے، ایک سال تو لگے گا ہی......!"

"اتنے عرصے میں تو ہم آدمی دُنیا گھوم چکے ہوں گے۔ کیوں اولڈ گرل؟"

پرسی نے ڈیفن سے کہا۔

"ہاں! اور اس وقت تک یہ دونوں نہ جانے کیا کیا کر چکے ہوں گے؟"

☆☆☆

کرنل ہملٹن کی کہانی...... خود اُس کی زُبانی

(1920ء تا 1922ء)

چہروں کے معاملے میں میری یادداشت بہت اچھی ہے۔ جس وقت میں نے اسے آلو تولتے ہوئے دیکھا تو ایک نظر میں پہچان لیا۔ لیکن نام ذہن میں نہیں آ رہا تھا۔ میں نے دُکان کی پیشانی پر لکھے نام کو یاد کیا۔

"ہاں......!"

وہ کارپورل چارلی ٹرمپر تھا۔ جو سارجنٹ کے عہدے پر پہنچ گیا تھا۔

"اور اس کا دوست کا کیا نام تھا......؟ وہ جسے ایم ایم ملا تھا......؟"

پھر مجھے وہ بھی یاد آ گیا۔

"پرائیویٹ پریسکوٹ......!"

اس کی موت کا سبب میرے نکتۂ نظر سے غیر واضح اور غیر تسلی بخش تھا۔ ہے نا حیرت انگیز بات......! کچھ باتیں کیسے یاد رہ جاتی ہیں......؟

میں لنچ کے لئے گھر واپس آیا تو میں نے اپنی میم صاحب کو بتایا کہ آج میں سارجنٹ ٹرمپر سے ملا ہوں۔ میری بیوی نے اس بات کو کوئی اہمیت

نہیں دی۔ میں نے سبزی اور فروٹ کی باسکٹ اسے تھما دی۔

''کہاں سے لائے ہو......؟''

''ٹرمپرز سے......!''

میری بیوی نے طمانیت سے سر ہلایا۔ لیکن نام کی معنویت اب بھی اس تک نہیں پہنچی۔

اگلے روز میں نے اپنے رجنٹل سکریٹری کو ہدایت کی کہ وہ سالانہ ڈنر اور ڈانس کے دو ٹکٹ ٹرمپر کو بھیج دے۔ اس کے بعد میں اسے بھول گیا۔ پھر جب میں نے ان دونوں کو سارجنٹ ٹیبل پر بیٹھے دیکھا تو مجھے ٹرمپر کا خیال آیا۔ دونوں سے مراد یہ ہے کہ وہاں ٹرمپر کے ساتھ غیر معمولی طور پر حسین اور پرکشش ایک لڑکی بھی تھی۔ عجیب بات یہ تھی کہ چارلی ٹرمپر بیشتر وقت اس لڑکی کو نظر انداز کرتا رہا۔ ایک ایسی خاتون کے لئے، جو آفیسرز ٹیبل پر مجھ سے چند نشستوں کے فاصلے پر بیٹھی تھی۔

میرے اڈ جوائنٹ نے الزبتھ سے رقص کی درخواست کی تو مجھے موقع مل گیا۔ میں سارجنٹ ٹیبل کی طرف بڑھا تو وہاں موجود تمام لوگوں کی نظریں مجھ پر جمی ہوئی تھیں۔ میں نے بے حد تہذیب سے سر جھکاتے ہوئے اس لڑکی سے رقص کی درخواست کی۔

رقص کے دوران مجھے پتا چلا کہ وہ مس سالمن ہے۔ رقص وہ کسی افسر کی بیوی کی طرح کر رہی تھی۔ اس کا حسن نہ صرف نگاہوں کو خیرہ کر دینے والا تھا، بلکہ اس میں عجیب سی تمکنت بھی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ٹرمپر اسے کیوں نظر انداز کر رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ اس سے اس سلسلے میں بات کروں۔ پھر مجھے خیال آیا کہ یہ تو دخل در معقولات کے مترادف ہوگا۔

رقص کے بعد میں مس سالمن کو الزبتھ سے ملوانے کے لئے لے گیا۔

وہ بھی اس لڑکی سے بہت متاثر ہوئی۔ بعد میں الزبتھ نے مجھے بتایا کہ مس سالمن میری رجمنٹ کے ایک افسر کیپٹن ٹرینتھم کی منگیتر ہے۔ اور رجمنٹ ان دنوں انڈیا میں ہے۔

ذہن پر زور دینے کے نتیجے میں مجھے یاد آیا کہ میری رجمنٹ میں وہ ایک نوجوان افسر تھا، جسے مارن کے محاذ کی کارکردگی پر ایم سی دیا گیا تھا۔ لیکن کوئی اور بات بھی تھی، جو مجھے یاد نہیں آ رہی تھی۔ مجھے بہرحال اس لڑکی پر ترس آنے لگا۔ میری بیوی الزبتھ پر بھی اس وقت ایسی ہی گزری تھی، جب 1882ء میں میری پوسٹنگ افغانستان میں ہوئی تھی۔

راستے میں الزبتھ نے بتایا کہ اس نے مس سالمن اور ٹرمپر کو صبح کی چائے پر بلایا ہے۔

''کیوں......؟''

میں نے پوچھا۔

''ان کے پاس کوئی تجویز ہے تمہارے لئے......!''

وہ دونوں ٹھیک گیارہ بجے میرے گھر آئے۔ میں نے انہیں ڈرائنگ روم میں بیٹھایا۔

''یہ کیا چکر ہے ٹرمپر......؟''

میں نے اس سے پوچھا۔

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جواب مس سالمن کی طرف سے آیا، جو اس کی ترجمان تھی۔ اس نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں مجھے پیش کش کی کہ میں ان کے بزنس میں شامل ہو جاؤں۔

''یہ نان ایگزیکٹیو عہدہ ہوگا۔''

اس نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

''آپ کی سالانہ تنخواہ سو پاؤنڈ ہوگی۔''

اس کی پیش کش میرے شایانِ شان تو نہیں تھی۔ لیکن ان کے اعتبار نے میرا دل جیت لیا تھا۔

''میں اس پیش کش پر بہت سنجیدگی سے غور کروں گا۔''

میں نے کہا۔

''بہت جلد میں تمہیں تحریری طور پر مطلع کر دوں گا۔''

الزبتھ بھی مجھ سے متفق تھی کہ وہ پیش کش میرے شایانِ شان نہیں ہے۔ تاہم اس نے بھی کہا کہ پہلے میں اپنے طور پر مارکیٹ میں ان کی ساکھ اور عزت کے بارے میں چھان بین کروں، اور اس سے پہلے انکار نہ کروں۔

اگلے ہفتے، ہر روز میں چیلسی ٹیرس پر گھومتا رہا۔ دُکان نمبر 147 پر میری خاص نظر تھی۔ زیادہ تر میں دُکان کے سامنے والی بینچ پر بیٹھ کر ان کے طریق کاروبار کا جائزہ لیتا۔ میں نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ وہ مجھے نہ دیکھ پائیں۔ بوجوہ میں نے دن کے ہر حصے میں دُکان کا مشاہدہ کیا۔ صبح سویرے بھی اور رش ٹائم میں بھی۔ ایک بار میں نے دُکان بند ہونے کا منظر بھی دیکھا۔ مجھے ایک بات کا اندازہ ہوگیا۔ سارجنٹ چارلی ٹرمپر گھڑی دیکھنے کا قائل نہیں تھا۔ چیلسی ٹیرس کی دُکانوں میں ٹرمپرز سب سے آخر میں بند ہونے والی دُکان تھی۔ وہ گاہکوں کو مایوس کرنے کا قائل نہیں تھا اور مس سالمن تو مجھے بہت ہی اچھی لگی تھی۔ وہ ہر اعتبار سے عجیب و غیر معمولی جوڑی تھی۔ ایسے جوڑے کم ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ بات میں نے الزبتھ سے بھی کہی۔

پچھلے چند ہفتوں کے دوران ٹرمپر کی آفر کے علاوہ مجھے کام کی صرف ایک آفر ملی تھی۔ امپیریل وار میوزیم والوں نے مجھے اپنی کونسل میں شامل کرنے کی پیش کش کی تھی۔ لیکن وہ میرے لئے بالکل بے کشش اور بے معنی تھی۔

کیونکہ انہیں مجھ سے ہفتے میں صرف ایک گھنٹے کا وقت چاہئے تھا۔ مجھے اندازہ ہوگیا کہ ایک طرح سے وہ بس اعزازی کام ہوگا۔ اور معاوضہ بھی نہ ہونے کے برابر ہوگا۔

میں نے بہت غور و خوض کیا۔ پھر مس ڈیفن ہارکورٹ براؤن سے تفصیلی بات چیت کی۔ ادھر الزبتھ نے بھی میری حوصلہ افزائی کی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ میں دن بھر ہاتھ پر ہاتھ دھرے گھر میں بیٹھا رہوں۔ بالآخر میں نے مس سالمن کو رقعہ بھیج دیا کہ میں ان کے ساتھ کام کرنے کو تیار ہوں۔

اگلی صبح مجھے پتا چلا کہ مجھے کرنا کیا ہوگا......؟ گیارہ بجے مس سالمن میرے گھر آئی اور مجھے میرے پہلے اسائن مینٹ کے بارے میں بتایا۔ اس کی جزئیات بنی بے حد متاثر کن تھی۔ اپنی طویل فوجی ملازمت کے دوران مجھے کبھی ایسا مستعد اور معلومات سے بھرا ہوا اسسٹنٹ کبھی نہیں ملا تھا۔

مس سالمن نے مجھ سے اصرار کیا کہ تکلف کو بالائے طاق رکھ کر میں اسے ہیکی کہہ کر پکارا کروں۔ کیونکہ اب ہم پارٹنر ہیں۔ اس نے مجھے بلایا کہ ہم صرف پریکٹس کی خاطر سب سے پہلے اس بینک کا رُخ کریں گے، جہاں کامیابی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اس نے بتایا کہ اصل ہدف پر ہم ایک ہفتے بعد دھاوا بولیں گے۔ تاکہ ریہرسل ہر اعتبار سے مکمل ہوجائے۔

اگلی صبح ہم پہلے بینک ہی گئے۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نروس تھا اور پسینے میں نہا رہا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ میں حملے سے پہلے ہی پسپائی کی کیفیت سے دوچار تھا۔ وہ تو ان دو جوان چہروں پر تھرکتی ہوئی اُمید نے مجھے فرار ہونے سے روک دیا۔ ورنہ میں تو بینک میں گھستا بھی نہیں۔

بہرکیف میری توقع کے برعکس کوئی ایک گھنٹے بعد ہم بینک سے نکلے تو پہلے ہی حملے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ جبکہ یہ ہمارا ہدف تھا بھی نہیں۔ ہم تو

صرف ریہرسل کی غرض سے گئے تھے۔ مگر وہاں تو ریہرسل پر ہی ایوارڈ مل گیا۔ اور میں سچائی کے ساتھ دعویٰ کرسکتا ہوں کہ میں نے اپنی ٹیم کو مایوس نہیں ہونے دیا۔ بے شک اس میں ہیڈلو کی کمزور شخصیت کا بھی بڑا دخل تھا، جو اپنے قدامت پسندانہ روّیے کی وجہ سے بآسانی مرعوب ہو جانے والا آدمی تھا۔ دوسرے بفس بینک کو کبھی بھی اوّل درجے کا بینک قرار نہیں دیا جاتا۔

اس لمحے سے میں ٹرمپرز کی سرگرمیوں پر ہر لمحہ نظر رکھتا تھا۔ میں نے اصرار کیا کہ ہر ہفتے دُکان میں ایک میٹنگ ہونی چاہیۓ، تاکہ میرے علم میں رہے کہ معاملات کس رخ پر جا رہے ہیں......؟ اس میٹنگ میں میں عموماً ان کی حوصلہ افزائی کرتا۔ کبھی کبھی کوئی مشورہ بھی دے دیتا۔

ابتداء میں صورتِ حال بہت حوصلہ افزاء تھی۔ سہ ماہی حسابات بے حد متاثر کن تھے۔ پھر مئی 20ء کے اواخر میں چارلی نے ایک پرائیویٹ میٹنگ کی درخواست کی۔ میں جانتا تھا کہ اس کی نظر چیلسی ٹیرس کی ایک اور دُکان پر ہے۔ اور وہ اسی سلسلے میں مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے۔

میں ٹرمپر کے فلیٹ پر اس سے ملنے کے لئے گیا۔ کیونکہ میں اسے کلب بلاتا تھا تو وہ نروس رہتا تھا۔ میں پہنچا تو میں نے چارلی کو بہت پریشان اور مضطرب دیکھا۔ مجھے لگا کہ تین دُکانوں میں سے کوئی ایک نقصان میں جا رہی ہوگی۔ لیکن چارلی نے تردید کر دی۔

''تو پھر بات کیا ہے......؟ تم اپنا بوجھ ہلکا کردو......!''

''بات بیکی سے متعلق ہے۔''

وہ جیسے پھٹ پڑا۔

''وہ بلاشبہ بہت اچھی لڑکی ہے......!''

میں نے کہا۔

''بے شک......! لیکن وہ ماں بننے والی ہے۔''

مجھے یہ بات چند روز پہلے خود بیکی نے بتائی تھی۔ لیکن مجھ سے راز داری کا وعدہ لیا تھا۔ اس لئے میں نہ صرف بے خبر بنا رہا۔ بلکہ میں نے اس اطلاع پر حیرت بھی ظاہر کی۔

''آپ اس بچے کے باپ کے متعلق بھی جاننا چاہیں گے......؟''

چارلی نے کہا۔

''میں تو سمجھا تھا کہ......''

چارلی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے میری بات کاٹ دی۔

''نہیں......! میں نہیں ہوں۔ کاش کہ میں ہی ہوتا۔ اس صورت میں میں بآسانی اس سے شادی کر لیتا اور آپ کو زحمت بھی نہ دیتا۔''

''تو پھر مجھے بتاؤ کہ وہ بدمعاش کون ہے......؟''

وہ ایک لمحہ ہچکچایا۔ پھر بولا۔

''گائی ٹرینتھم......!''

''کیپٹن ٹرینتھم......؟ لیکن وہ تو انڈیا میں ہے۔''

''جی ہاں سر......! اور میں سرتوڑ کوشش کر رہا ہوں کہ بیکی اسے خط لکھ کر یہ بات بتائے۔ مگر وہ مانتی ہی نہیں۔ کہتی ہے کہ اس طرح گائی کا کیریئر تباہ ہو جائے گا۔''

''نہیں......! بتانے کی صورت میں اس کی اپنی زندگی تباہ ہو جائے گی۔''

میں نے کہا۔

''ابھی ہمارا معاشرہ اتنا ترقی یافتہ اور آزاد خیال نہیں ہوا ہے کہ ایسی عورت کو اور اس کے بچے کو قبول کر لے۔ اور پھر بعد میں بھی گائی کو پتا تو چلنا

ہی ہے۔"

"بیکی تو اسے بتائے گی نہیں...... اور میرے بتانے کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔"

"تم ٹرینتھم کے بارے میں مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو ٹریمپر......؟ کو... ایسی بات جو مجھے معلوم ہونی چاہیئے......؟"

"نہیں سر......!"

چارلی نے جواب دینے میں اتنی جلدی کی تھی کہ میرا شبہ اور تو... ہوگیا۔

"تو پھر تم ٹرینتھم کا مسئلہ مجھ پر چھوڑ دو۔ اور تم اپنی دکانوں پر... دیتے رہو اور مجھے باخبر رکھنا۔"

"یہ بات تو سر تھوڑے ہی عرصے میں پوری دنیا پر کھل جائے گی۔"

یہ کہتے ہوئے کہ یہ مسئلہ مجھ پر چھوڑ دو، مجھے اندازہ بھی نہیں تھا ک... مجھے کیا کرنا ہے......؟ میں نے اس رات اس معاملے پر الزبتھ سے تبادلہ خیا... کیا۔ اس نے مشورہ دیا کہ میں اس سلسلے میں ڈیفن سے بات کروں۔ وہ اس معاملے میں یقیناً بہت باخبر ہوگی۔

اور بات اس کی معقول تھی......!

دو دن بعد ہم نے ڈیفن کو چائے پر اپنے گھر بلایا۔ ڈیفن نے ... صرف چارلی کی ہر بات کی تصدیق کی بلکہ بکھرے ہوئے تصویری معمے ک... مزید کچھ ٹکڑے بھی پیش کر دیئے۔

ڈیفن کے خیال میں وہ گائی ٹرینتھم کا پہلا سنجیدہ رومانس تھا۔ اور ایک بات وہ پورے وثوق سے کہہ رہی تھی۔ بیکی کا کبھی کسی مرد سے کسی بھی نوع ... تعلق نہیں رہا تھا۔ بلکہ کیپٹن ٹرینتھم کے ساتھ بھی اس کی قربت ایک ہی بار ہوئی

تھی، اور یہ اس کا نتیجہ تھا۔ جبکہ گائی ایک گھاگ اور تجربہ کار مرد تھا۔

ڈیفن نے یہ بھی کہا کہ گائی کی ماں سے یہ اُمید نہ رکھی جائے کہ وہ اپنے بیٹے کو بیکی کی شادی کے معاملے میں حوصلہ افزائی کرے گی۔

"میں اس کے باپ سے بات کروں......؟"

میں نے پوچھا۔

"ہم دونوں ایک ہی رجمنٹ میں تھے۔ مگر بٹالین الگ تھی۔ پھر بھی ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں۔"

"اس گھر میں وہ واحد شخص ہیں، جسے میں اچھی سمجھتی ہوں۔"

ڈیفن نے کہا۔

"اور وہ برک شائر ولٹ کے ایم پی ہیں...... لبرل پارٹی کے۔"

"بس تو میں اس سے بات کروں گا۔ سیاسی اختلاف اپنی جگہ، لیکن غلط کو تو سبھی غلط کہتے ہیں۔"

میں نے میجر ٹرینتھم کو رقعہ بھیجا۔ جواب میں اس نے اگلے پیر کو چیسٹر ہاؤس میں مجھے ڈرنکس پر مدعو کر لیا۔

میں ٹھیک چھ بجے وہاں پہنچا۔ ڈرائنگ روم میں ایک بے حد پرکشش خاتون نے میرا خیر مقدم کیا اور اپنا تعارف کرایا۔ وہ مسز ٹرینتھم تھی۔ مجھے وہ ڈیفن کے بیان سے تو یکسر مختلف لگی۔ اس نے بے حد مہذب انداز میں مجھ سے معذرت کی کہ اس کے شوہر اس وقت دارالعوام کے اجلاس میں پھنسے ہوئے ہیں۔

بدلی ہوئی صورتِ حال میں میں نے فوری طور پر فیصلہ کیا...... اور غلط فیصلہ کیا...... کہ اس معاملے میں اب ذرا سی بھی تاخیر ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ میجر کے لئے اس کی بیوی کے پاس پیغام چھوڑنا مناسب رہے گا۔

"دراصل معاملہ ایسا ہے کہ اس پر بات کرتے ہوئے مجھے شرمندگی محسوس ہو رہی ہے۔"

میں نے کہا۔

"آپ بے فکری سے کھل کر بات کریں۔ میرے شوہر مجھ سے کچھ بھی نہیں چھپاتے۔"

وہ بولی۔

"بات یہ ہے مسز ٹرینتھم......! کہ بات آپ کے بیٹے گائی کے متعلق ہے۔"

"اوہ......!"

"اور اس کی منگیتر مس سالمن کے بارے میں......!"

"وہ گائی کی منگیتر نہ کبھی تھی، نہ ہے......!"

مسز ٹرینتھم کی آواز اچانک دھار دار ہوگئی۔

"لیکن جہاں تک مجھے علم ہے......"

"کہ میرے بیٹے نے مس سالمن سے ایسا کوئی وعدہ کیا تھا......؟ نہیں کرنل......! میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ یہ غلط ہے...... جھوٹ ہے......!"

مجھے خاصا دھچکا لگا۔ اب میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس سے کیسے چھپاؤں......؟ کیسے چھپاؤں کہ اس کے شوہر سے ملاقات کا مقصد کیا تھا میرا......؟ جب کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو میں نے کہا۔

"کیا وعدے کیے گئے یا نہیں کیے گئے......؟ اس سے ہٹ کر میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کے شوہر کے علم میں یہ بات ہونی چاہئے کہ مس سالمن ماں بننے والی ہے۔"

"تو اس کا مجھ سے کیا تعلق......؟"

اب وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہی تھی۔

"وہ اس طرح سے ہے کہ اس بچے کا باپ بلاشبہ آپ کا بیٹا ہے۔"

"یہ تو وہ کہہ رہی ہے نا......کوئی ثبوت تو نہیں ہے اس کا۔"

"آپ بہت زیادتی کر رہی ہیں میڈم......! میں مس سالمن کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ سچی، کھری اور عزت دار لڑکی ہے۔ اور پھر اگر اس بچے کا باپ آپ کا بیٹا نہیں ہے تو اور کون ہوگا......؟"

"یہ تو خدا ہی جانتا ہے۔ جو اس کی شہرت ہے، اس کے پیش نظر تو اسے مشتبہ افراد کی تعداد درجن بھر تو ہوگی۔ ذرا سوچو تو...... اس کا باپ ایک تارکِ وطن یہودی تھا۔"

"شاہِ معظم کے دادا بھی تارکِ وطن تھے۔ لیکن اس مقام پر وہ ہوتے تو انہیں بھی معلوم ہوتا کہ انہیں کیا کرنا چاہئے......؟"

"میں نہیں سمجھی کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کرنل......؟"

"میرا مطلب واضح ہے۔ یا تو آپ کے بیٹے کو مس سالمن سے شادی کرنی ہوگی یا پھر رجمنٹ سے استعفیٰ دینا ہوگا۔ اور ہاں......! اس بچے کی پرورش کے تمام اخراجات بھی اسی کو ادا کرنے ہوں گے۔"

"میں آپ کو ایک بار پھر بتا دوں کرنل......! کہ اس صورتِ حال کا ذمہ دار میرا بیٹا نہیں ہے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ انڈیا جانے سے کئی ماہ پہلے گائی نے اس لڑکی سے ملنا چھوڑ دیا تھا۔"

"میں جانتا ہوں میڈم......! کہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ......"

"ایک بات بتاؤ کرنل......!"

مسز ٹرینتھم نے میری بات کاٹ دی۔

"تمہارا اس معاملے سے کیا تعلق ہے......؟"

""مس سالمن اور مسٹر ٹرمپر میرے کاروباری رفیق ہیں۔""

""اوہ......! تب تو میرے خیال میں اس بچے کے حقیقی باپ کو تلاش کرنے کے لئے آپ کو کہیں دُور نہیں جانا ہوگا۔""

""آپ پھر زیادتی کر رہی ہیں میڈم......! چارلی ٹرمپر ہرگز ایسا نہیں......""

""اب مزید گفتگو کا کوئی فائدہ نہیں کرنل......!""

مسز ٹریتھم اُٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے پلٹ کر میری طرف دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔

""اور میں آپ کو خبردار کر دوں کرنل......! کہ اگر یہ بات باہر کہیں بھی کہی یا سنی گئی تو میں ازالۂ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں ہچکچاؤں گی۔ میں اپنے بیٹے کا دفاع کر سکتی ہوں۔""

میں ہل کر رہ گیا تھا۔ لیکن میں نے بھی سوچ لیا تھا کہ یہ معاملہ یہاں پر اس طرح ختم نہیں ہوگا۔ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے میں نے سوچا کہ اب میجر ٹریتھم میری آخری اُمید ہے۔

مسز ٹریتھم نے میرے لئے دروازہ کھولا تو میں نے بے حد متحکم لہجے میں کہا۔

""کیا میں آپ سے یہ اُمید رکھوں میڈم......! کہ آپ یہ گفتگو اپنے شوہر تک پہنچا دیں گی......؟""

""مجھ سے ایسی کوئی اُمید نہ رکھنا۔""

اس نے تیز لہجے میں کہا اور دھڑ سے دروازہ بند کر دیا۔ زندگی میں پہلے کبھی کسی نے میرے ساتھ ایسا توہین آمیز سلوک نہیں کیا تھا۔ توہین کے احساس سے میرا چہرہ سنسنا رہا تھا۔

میں نے یہ سب کچھ الزبتھ کو سنایا۔ وہ چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر بولی۔

""میرے خیال میں اب تمہارے سامنے صرف تین امکانات رہ گئے ہیں۔ پہلی تو یہ کہ براہِ راست کیپٹن ٹریتھم کو خط لکھ کر اسے اس کا فرض یاد دلاؤ۔ دوسرا راستہ یہ ہے کہ خط لکھ کر اس کے موجودہ کمانڈنگ آفیسر کو سب کچھ بتا دو۔""

وہ خاموش ہوگئی تھی۔ میں نے چند منٹ انتظار کرنے کے بعد پوچھا۔

""اور تیسرا......؟""

""تیسرا یہ کہ آئندہ کبھی اس مسئلے پر منہ نہ کھولو......!""

میں اس کی بات پر غور کرتا رہا۔ پھر میری سمجھ میں یہی آیا کہ دوسرا آپشن میرے لئے قابل قبول ہے۔ میں اپنے جانشیں کرنل فوربس کو خوب اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ بہت اچھا انسان تھا۔ یہ زیادہ مناسب تھا کہ میں جو کچھ بھی جانتا ہوں، پوری سچائی کے ساتھ فوربس کو لکھ بھیجوں۔

میں نے الفاظ کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ مجھے احساس تھا کہ اگر مسز ٹریتھم نے عدالت میں جانے کی اپنی دھمکی پر عمل کیا تو اس میں رجمنٹ کی بدنامی ہوگی...... بلکہ وہ تمسخر کا نشانہ بنے گی۔

اسی دوران میں بیکی کو دیکھتا اور سراہتا رہا۔ وہ اس وقت ایک ایسی شمع کی مانند تھی جو نہ صرف دونوں سروں سے جل رہی تھی، بلکہ درمیان سے بھی جل رہی تھی۔ ایک طرف تو اس پر یہ افتاد پڑی تھی، دوسری طرف اسے امتحان کی تیاری کرنا تھی اور ایک پھلتے پھولتے کاروبار میں سکریٹری اور اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے بھی اسے بلامعاوضہ کام کرنا تھا۔ جبکہ اسے دیکھنے والا ہر شخص سمجھ سکتا تھا کہ چند ہی ہفتوں میں اسے ماں بننے کے مرحلے سے بھی گزرنا ہے۔

کرنل فوربس کا جواب مجھے موصول ہوگیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ

اس نے اس معاملے پر ایک انکوائری پینل بٹھا دیا ہے۔ مگر اس کے باوجود گزرتے ہفتے کے ساتھ مجھے یہ احساس پہلے سے زیادہ ستاتا کہ ٹرینتھم کے خلاف میں کچھ بھی نہیں کر سکا ہوں۔ میں نے ڈیفن اور چارلی سے پوچھا، مگر وہ دونوں بھی میری طرح تھے۔ کہیں کوئی پروگریس نہیں تھی۔

اکتوبر کے وسطے میں ڈینیل جارج کی ولادت ہوئی۔ بیکی نے مجھے بچے کے گاڈ فادر کی حیثیت دے کر میرے دل کو چھولیا۔ اس تقریب میں ڈیفن اور باب میکنز بھی موجود تھے۔ مزید خوشی بیکی سے یہ سن کر ہوئی کہ اگلے ہفتے وہ چارلی سے شادی کر رہی ہے۔ میں جانتا تھا کہ اس سے لوگوں کی زبانیں تو بند نہیں ہوں گی لیکن کم از کم بچے کو قانونی تحفظ تو حاصل ہو جائے گا۔ اسے ناجائز بچہ تو کوئی نہیں کہے گا۔

چیلسی کے رجسٹرار کے دفتر میں سادہ سی تقریب میں میرے اور الزبتھ کے علاوہ ڈیفن، پری، باب میکنز اور مس روش بھی موجود تھے۔ بعد میں چارلی کے فلیٹ میں دعوت ہوئی۔

میں مطمئن ہوگیا کہ سب کچھ ٹھیک ہوگیا ہے۔ مگر چند ماہ گزرے تھے کہ ڈیفن کا فون آیا۔ وہ بہت پریشان لگ رہی تھی، اور مجھ سے ملنا چاہتی تھی۔ میں نے اسے لنچ پر کلب میں بلا لیا۔ وہاں اس نے مجھے وہ خط پڑھوایا جو گائی ٹرینتھم نے اسے لکھا تھا۔ وہ پڑھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ مسز ٹرینتھم کو اس خط کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے جو میں نے کرنل فوربس کو لکھا تھا۔ اور اس نے کرنل کو عدالت میں جانے کی دھمکی دے کر بلیک میل بھی کیا ہوگا...... رجمنٹ کی رُسوائی کے حوالے سے۔

بہرکیف میں نے فیصلہ کر لیا کہ گائی ٹرینتھم کو یوں آسانی سے جان نہیں چھڑانے دوں گا۔

میں نے ڈیفن کو کافی روم میں بٹھایا اور خود رائٹنگ روم میں چلا گیا۔ وہاں برانڈی کے گھونٹ لیتے ہوئے میں ڈیفن کے جوابی خط کا مضمون تیار کرتا رہا۔ خط لکھتے ہوئے میں نے حالات کو پیش نظر فراست سے بھی کام لیا اور حقیقت پسندی سے بھی۔

ڈیفن نے میرا شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا کہ وہ فوری طور پر یہ خط لکھ کر گائی ٹرینتھم کو بھجوا دے گی۔

اس کے بعد میری ڈیفن سے ملاقات ایک ماہ بعد اس کی شادی کے موقع پر ہوئی۔ اور وہ ایسا موقع نہیں تھا کہ اس سے کیپٹن ٹرینتھم کے بارے میں بات کی جا سکتی۔

تقریب کے بعد میں ٹہلتا ہوا ونسنٹ اسکوائر کی طرف چلا گیا، جہاں شادی کے بعد استقبالیہ دیا جا رہا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہاں مسز ٹرینتھم بھی مدعو ہوگی۔ مجھے اس پر نظر رکھنی تھی۔ کیونکہ اب میں کبھی اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

بہرحال وہاں چارلی اور بیکی سے ملاقات ہوئی۔ بیکی اتنی حسین لگ رہی تھی کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے چہرے پر ایسی تازگی اور چمک تھی، جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ چارلی بھی بہت اچھا لگ رہا تھا۔ وہ بہت اچھا لباس پہنے ہوئے تھا۔

”چارلی......! اب تمہیں مارننگ کوٹ بھی خرید لینا چاہئے......!“ میں نے اسے کہا۔

”ایسی تقریبات میں تو اب تم مدعو کئے جاتے رہو گے۔“

”میں پیسہ ضائع کرنے کا قائل نہیں ہوں سر......!“

”مگر کیوں......؟ جبکہ اب تم خوب کما رہے ہو......!“

"بات یہ ہے کہ میں ذاتی ٹیلرنگ شاپ کے چکر میں ہوں۔"
اس نے کہا۔
"مدت سے میری نظر دُکان نمبر 143 پر ہے۔ اور مجھے مسٹر کراؤ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ دُکان بھی فروخت کے لئے مارکیٹ میں آ رہی ہے۔"

اب اس کے جواب میں میں کیا کہہ سکتا تھا......؟ چارلی کو اپ میں سوٹ سلوانے تھے۔ وہ کہیں اور جاتا تو یہ تو واقعی پیسے کا ضیاع تھا۔
"آپ نے مارشل فیلڈ کے بارے میں سنا ہے کرنل......؟"
"کیا وہ ہماری رجمنٹ میں تھا......؟"
میں نے اپنی یادداشت کو کریدتے ہوئے پوچھا۔
"جی نہیں......!"
چارلی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔
"مارشل فیلڈ شکاگو میں ایک ڈیپارٹمنٹل اسٹور ہے۔ وہاں آپ کو ہر چیز موجود ملے گی، جو آپ خریدنا چاہیں۔ اور جانتے ہیں، اس اسٹور کا کور بیس لاکھ مربع فٹ ہے۔"
یہ تصور ہی میرے لئے ناقابل قبول تھا۔ مگر وہ اتنا پُر جوش تھا کہ کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔
"اس کی عمارت پورے ایک بلاک پر محیط ہے۔"
وہ کہہ رہا تھا۔
"اور آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ اس اسٹور میں داخل ہونے کے دروازے ہیں...... میں بتاؤں...... 28 ...... اور اشتہار کے مطابق سیب سے لے کر کار تک ہر وہ چیز وہاں دستیاب ہے، جسے خریدنے کے بارے میں آپ

سوچ بھی سکتا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اگر کوئی چیز ان کے پاس موجود نہیں ہے تو بھی وہ آرڈر دینے پر ایک ہفتے کے اندر وہ چیز آپ کو مہیا کریں گے۔ ان کا موٹو ہے...... جو آپ چاہیں، وہ سب حاضر......!"
"تو کیا تم یہ بتا رہے ہو کہ 147 چیلسی ٹیرس کے بدلے تم مارشل فیلڈ خریدنا چاہتے ہو......؟"
میں نے چھیڑا۔
"فوری طور پر تو یہ ممکن نہیں کرنل......!"
اس نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔
"پہلے میں چیلسی ٹیرس کی تمام دُکانیں ہتھیا لوں، پھر انہی کے انداز میں کام کروں گا۔ لندن میں یہ اس طرح کی پہلی دُکان ہوگی۔ اس کی تشہیر کا انداز بھی میں نے سوچ لیا ہے۔"
میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے اُلو بنا رہا ہے۔
"وہ کیا ہے......؟"
میں نے بڑی سادگی سے پوچھا۔
"دُنیا کا سب سے بڑا اسٹور...... جہاں سوئی سے لے کر ہوائی جہاز تک ہر چیز دستیاب ہے۔"
وہ بولا۔
"اور تم اس سلسلے میں کیا کہتی ہو بیکی......؟"
میں بیکی کی طرف مڑا۔
"چارلی کی وجہ سے پہلے جملے میں ترمیم کرنا ہوگی۔ وہ دُنیا کا سب سے بڑا ٹھیلا ہوگا۔"

☆☆☆

کرنل ہملٹن کی کہانی

(پانچویں درویش کی زُبانی)

ٹرمپرز کی پہلی سالانہ جنرل میٹنگ 147 چیلسی ٹیرس کے اوپر فلیٹ کے اوپر فلیٹ کے فرنٹ روم میں منعقد ہوئی۔ چھوٹی سی میز کے گرد وہ بیٹھے سوچ رہے تھے کہ کارروائی کیسے شروع کی جائے......؟

کرنل نے ان کا مسئلہ حل کر دیا۔ وہ اُٹھ کر کھڑا ہوا۔

''میں جانتا ہوں کہ ہم صرف تین افراد ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہمارے اجلاس کی کارروائی ہمیشہ پروفیشنل انداز میں ہونی چاہیے۔''

چارلی نے سوالیہ انداز میں بھوئیں اُچکائیں۔ لیکن مداخلت نہیں کی۔

''اس لئے یہ پہلا ایجنڈا میں خود ہی مرتب کر رہا ہوں۔ آئندہ میٹنگ سے پہلے ترتیب دیا جائے گا۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی اہم بات رہ نہیں جاتی۔ ورنہ میٹنگ ختم ہونے کے بعد اچانک کسی کو یاد آئے گا کہ فلاں اہم ترین بات ہو ہی نہیں سکی۔''

کرنل نے اپنے لکھے ہوئے ایک کاغذ کی دو نقول چارلی اور بیکی کی

طرف بڑھائیں، اور ایک اپنے سامنے رکھ لی۔

''ایجنڈے کا پہلا نکتہ ہے مالیاتی رپورٹ۔ بیکی سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں مالی پوزیشن میں مطلع کرے۔''

بیکی اس کام کے لئے پوری طرح تیار تھی۔ اس کے پاس دو رجسٹر تھے......ایک سرخ، دوسرا نیلا۔ تحریری رپورٹ اس کے علاوہ تھی۔ اس دن کے لئے وہ خاص طور پر تیاری کرتی رہی تھی۔ چارلی صبح بہت سویرے خریداری کے لئے نکلتا تو وہ بھی اُٹھ جاتی اور پرچوں پر لکھے حساب کتاب کو رجسٹر میں منتقل کرتی۔

اس نے سرخ رجسٹر کھولا اور بولنا شروع کیا۔ درمیان میں کبھی نیلا رجسٹر بھی کھولنا پڑتا تھا۔

''31 دسمبر 1921ء کو ختم ہونے والے سال کے دوران ہمیں سات دُکانوں سے 1312 پاؤنڈ 4 شلنگ کا ٹرن آوٹ ملا۔ منافع 219 پاؤنڈ 11 شلنگ ہے، یعنی 17 فی صد۔ ادارے پر بینک کا قرضہ اب 771 پاؤنڈ رہ گیا ہے۔ اس میں گزشتہ سال کا ٹیکس بھی شامل ہے۔ سات دُکانوں کی ویلیو 1290 پاؤنڈ ہے۔ یاد رہے کہ یہ دُکانیں ہم نے اسی قیمت میں خریدی تھیں۔ یہ ان کی موجودہ مارکیٹ ویلیو نہیں ہے۔

''میں نے آپ لوگوں کے لئے ہر دُکان کا الگ الگ حساب بھی تیار کیا ہے۔''

یہ کہہ کر بیکی نے چند صفحات کرنل اور چارلی کی طرف بڑھائے۔

وہ دونوں ان کا جائزہ لینے لگے۔

''یعنی کریانے کی دُکان اب بھی سب سے زیادہ کما رہی ہے۔''

بالآخر کرنل نے تبصرہ کیا۔

"ہارڈ ویئر اسٹور برابر پر چھوٹ رہا ہے۔ جبکہ ٹیلر کی دُکان ہم پر بوجھ بن گئی ہے۔"

"ہاں......! یہ دُکان خریدنے میں ہم سے چوک ہوگئی۔"

چارلی نے کہا۔

"دُکان کی اور اسٹاک کی قیمت بھی میں نے زیادہ ادا کی۔ پھر جو اسٹاف ملا، اس کی نااہلی کو میں نہیں سمجھ سکا۔ لیکن جب سے میجر آرنلڈ نے دُکان کا چارج سنبھالا ہے، صورتِ حال بہتر ہوئی ہے۔"

کرنل مسکرایا۔ یہ خوشی کی بات تھی کہ اس کا ایک سابق ماتحت بہتری کا سبب بنا تھا۔ اسے لانے والا کرنل ہی تھا۔ ٹام آرنلڈ جب جنگ سے واپس آیا تو اس کی پرانی آسامی پر ایک اور فوجی قابض ہو چکا تھا، جو ان سے پہلے ڈسچارج ہوا تھا۔ چنانچہ آرنلڈ کو منیجری چھوڑ کر سینئر اسسٹنٹ کے عہدے پر کام کرنا پڑا۔ جب کرنل نے اسے ٹرمپرز میں کام پیش کیا تو اس نے ہچکچائے بغیر ہامی بھر لی۔

"اس میں ایک بڑا دخل اُدھار والوں کا بھی ہے۔"

جیکی نے ٹیلر شاپ کے حساب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لوگ دوسرے قرضے تو چکا دیتے ہیں۔ لیکن اپنے درزی کو وعدوں پر ٹرخاتے رہتے ہیں۔ یہ دیکھیں اُدھار والوں کی فہرست......!"

"ٹھیک کہہ رہی ہو......!"

چارلی نے سر اُٹھا کر کہا۔

"اور اس سے قطع نظر میجر آرنلڈ کو تین کاریگروں کو بہتری کے ساتھ تبدیل کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر ہم بہتری کی اُمید نہیں رکھ سکتے۔ میرا خیال ہے مزید چھ ماہ تک ہمیں اس دُکان سے منافع کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ البتہ میرا

اندازہ ہے کہ نو ماہ کے عرصے میں دُکان کم از کم نقصان سے پیچھا چھڑا لے گی۔"

"گڈ......!"

کرنل نے کہا۔

"اب ذرا ہارڈ ویئر کی دُکان پر بات ہو جائے۔ پہلے سال اس نے خاصا منافع دیا تھا۔ تو اب اس کا گراف ایک دم گر کیوں گیا ہے......؟ 1920ء کے مقابلے میں اس کا ٹرن آؤٹ 60 پاؤنڈ کم ہوا ہے۔ پہلی بار یہ دُکان نقصان میں آئی ہے۔"

"سیدھی سی بات ہے۔ گلے پر ہاتھ صاف کیا جا رہا ہے۔"

بیکی نے کہا۔

"کیا بات کر رہی ہو......؟"

کرنل نے حیرت سے کہا۔

"میں بیکی سے متفق ہوں۔"

چارلی نے کہا۔

"اکتوبر کے مہینے سے دُکان میں ہفتہ وار رسیدوں کی تعداد گھٹنا شروع ہوئی تھی۔ بیکی نے ابتداء ہی میں نشان دہی کر دی تھی۔ بعد میں اس میں اور اضافہ ہوگیا۔"

"یہ پتا چلا کہ چور کون ہے......؟"

کرنل نے پوچھا۔

"ہاں......! ایک دن اسٹاف کا ایک آدمی چھٹی پر تھا۔ ہم نے اس کی جگہ باب میکنز کو وہاں بھیج دیا۔ اس نے ایک دن میں ہی پتا چلا لیا۔"

"چارلی......! بس کرو......!"

بیکی نے مداخلت کی۔

لیکن چارلی اپنی کہتا رہا۔

”دراصل دُکان کے منیجر ریگ لارکنس کو جوئے کی لت ہے۔ ا وجہ سے وہ مقروض رہتا ہے۔ ایسے قرضے خطرناک بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا، سے اپنے قرض ادا کرتا رہا۔ قرضے بھی بڑھتے رہے اور چوری بھی۔“

”تو تم نے اسے نکال دیا......؟“

کرنل نے پوچھا۔

”اسی دن......!“

چارلی نے کہا۔

”اس نے بڑا ہنگامہ کیا۔ کہتا تھا کہ اس نے کبھی ایک پنی بھی چرائی۔ مگر اس کے بعد سے خاموشی ہے۔ اس کے بعد کے تین ہفتوں دُکان کی معیشت کافی بہتر ہوئی ہے۔ بہرحال میں نئے منیجر کی تلاش ہوں۔ جتنا جلد مل جائے، اتنا ہی اچھا ہے۔ چیرنگ کراس روز پر کڈسنز میں کرنے والے ایک جوان پر میری نظر ہے۔“

”گڈ......! تو یہ تھے پچھلے سال کے مسائل......؟ اب چارلی...... ہمیں مستقبل کے پھیلاؤ کے بارے میں اپنے منصوبے سنا کر ڈرا سکتے ہو۔“

چارلی نے چمڑے کا وہ خوب صورت کیس کھولا، جو بیکی نے ا جنوری کو اسے تحفے میں دیا تھا۔ اس میں سے اس نے جان وڈ کی طرف موصول ہونے والی تازہ ترین رپورٹ نکالی اور ڈرامائی انداز میں کھنکھار کر صاف کیا۔

بیکی نے اپنی ہنسی چھپانے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

”مسٹر کراؤتھر نے چیلسی ٹیرس کی دُکانوں کے سروے کی

رپورٹ بھیجی ہے۔“

چارلی نے بات شروع کی۔

”اور اس کے عوض ہم سے دس گنی وصول بھی کئے ہیں۔“

بیکی نے ٹکڑا لگایا۔

”اگر یہ سودمند ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔“

کرنل نے فیصلہ سنایا۔

”فائدہ تو پہلے ہی ہو چکا ہے۔“

چارلی نے رپورٹ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

”آپ دونوں جانتے ہیں کہ چیلسی ٹیرس پر 36 دُکانیں ہیں، جن میں سے سات اس وقت ہماری ہیں۔ کراؤتھر کا کہنا ہے کہ اگلے بارہ ماہ میں ان میں سے پانچ برائے فروخت ہوں گی۔ تاہم اس نے نشان دہی کی ہے کہ چیلسی ٹیرس کے تمام دُکاندار میرے عزائم سے واقف ہو چکے ہیں۔ اس لئے اب کوئی دُکان کم قیمت پر نہیں مل سکے گی۔“

”یہ تو جلد یا بہ دیر ہونا ہی تھا۔“

کرنل نے تبصرہ کیا۔

”میں آپ سے متفق ہوں کرنل......!“

چارلی نے کہا۔

”لیکن یہ میری توقع سے خاصا پہلے ہوگیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ شاپس کمیٹی کا چیئرمین سنڈریکسل ہماری طرف سے چوکنا ہوگیا ہے۔“

”سنڈریکسل کو کیا تکلیف ہے......؟“

”چیلسی ٹیرس کے اس سرے پر اس کی اسلحے کی دُکان ہے۔ وہ اب بڑے گاہکوں کو بتاتا ہے کہ میں چیلسی ٹیرس کی تمام دُکانیں ہتھیا کر چھوٹے

دُکانداروں کو ہانکنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"بات تو اس کی معقول ہے۔"

بیکی بولی۔

"ممکن ہے۔ لیکن مجھے اس سے یہ اُمید نہیں تھی کہ وہ میرے خلاف اجتماعی محاذ قائم کر کے مجھے مزید دُکانیں خریدنے سے روکنے کی کوشش کرے گا۔ بلکہ میری تو نظر اس کی دُکان پر بھی تھی۔ لیکن اب اس موضوع پر بات ہو تو وہ سینہ تان کر کہتا ہے...... میری لاش پر سے گزر کر ہی ٹرمپر میری دُکان میں قدم رکھ سکتا ہے۔"

"تو مسئلہ کیا ہے......؟"

"مسئلہ یہ ہے کہ وہ لاش نہیں ہے۔ اب اس کی یہ شرط میں کیسے پوری کروں......؟"

"یعنی تمہارے لئے یہ بہت سنگین مسئلہ ہے......؟"

کرنل نے کہا۔

"خیر......! ایسا بھی نہیں ہے۔ زندگی میں بحران تو آتے ہی رہتے ہیں۔ ہمیں ریکسل پر نظر رکھنی ہوگی۔ جیسے ہی وہ کسی بحران سے دوچار ہو، ہمیں تیزی سے پیش قدمی کرنی ہوگی۔ لیکن اس سے پہلے اگر کوئی دُکاندار اپنی دُکان بیچنے کا فیصلہ کرتا ہے تو مجبوراً ہمیں اس کو منہ مانگی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔"

"مطلب یہ کہ اس سلسلے میں ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے......؟"

"جی......! وقتاً فوقتاً انہیں مایوس کرنے کے سوا ہم کچھ نہیں کر سکتے۔"

"اس بات کی وضاحت تو کرو......!"

"ابھی حال ہی میں دو دُکانوں کی پیش کش آئی تھی...... مکمل قبضے کے ساتھ...... میں نے فوراً ہی اسے مسترد کر دیا۔"

"کیوں......؟"

"ایک تو وہ اوقات سے بڑھ کر قیمت مانگ رہے تھے۔ دوسرے بیکی ہر وقت مجھے اوور ڈرافٹ کی رقم کی طرف سے ڈراتی رہتی ہے۔"

"پھر دونوں دُکانداروں نے اپنے مطالبے میں تخفیف کی......؟"

"جی...... ایک نے کی۔ اب وہ معقول قیمت مانگ رہا ہے۔ جبکہ دوسرا اپنی جگہ ڈٹا ہوا ہے۔"

"ڈٹ جانے والا کون ہے......؟"

"کتھرٹ...... دُکان نمبر 101، شراب کی دُکان والا۔ مگر ہمیں کوئی جلدی نہیں۔ کیونکہ کراؤتھر کا کہنا ہے کہ کتھرٹ ایک اور علاقے میں دُکانیں دیکھتا پھر رہا ہے۔ کراؤتھر اس پر نظر رکھے گا۔ یوں ہمیں حملہ کرنے کے مناسب ترین وقت کا علم ہو جائے گا۔"

"کراؤتھر اچھا کام کر رہا ہے۔"

کرنل نے ستائشی لہجے میں کہا۔

"ویسے یہ تو بتاؤ کہ اتنی معلومات تمہیں ملتی کیسے ہیں......؟"

"نیوز ایجنٹ مسٹر بیلز اور خود سڈ ریکسل کے ذریعے......!"

"لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ ریکسل ہمارا مخالف ہے۔"

"وہ اپنے کسٹمرز سے باتیں بہت کرتا ہے۔ جو ایک پیگ پلا دے، اسے ساری خبریں سنا دیتا ہے۔ ہمارا باب میکنز شراب خانے میں اس سے ملتا ہے اور خاصا فیاض ثابت ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مجھے تو شاپس کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی کی تحریری رپورٹ بھی مل جاتی ہے۔"

کرنل ہنسنے لگا۔

"اور نمبر 1...... نیلام کنندگان کی کیا پوزیشن ہے......؟ کیا وہ اب بھی

ہماری لسٹ پر ہیں۔"

"بالکل نہیں۔ مسٹر فوتھرگل قرض میں دھنستے چلے جا رہے ہیں۔ بس سمجھ لیں، بڑی مشکل سے اپنا سر وہ اوپر رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے اگلے چھ ماہ میں پانی ان کے سر سے اونچا ہو جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ ایک سال میں میں انہیں تنکے کا سہارا پیش کر رہا ہوں گا، اور وہ اسے قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اور اُمید ہے کہ اس وقت تک بیکی بھی سوتھبی گیلری کی ملازمت چھوڑنے کے لئے تیار ہوگی۔"

"میں تو بھئی...... ابھی سیکھ رہی ہوں۔"

بیکی نے کہا۔

"ابھی تو میں صرف بہت بڑے مصوروں کے بارے میں جان پائی ہوں۔ مجھے تو جتنا وقت ملے، کم ہے۔ ان دنوں میں جدید فنِ مصوری کے ماسٹرز پر کام کر رہی ہوں۔ گیلری والوں کو ابھی اندازہ نہیں ہے کہ میں کس چکر میں ہوں......؟ اور انہیں پتا چلنے سے پہلے میں زیادہ سے زیادہ تجربہ حاصل کر لینا چاہتی ہوں۔ اس لئے میں ہر نیلام میں حصہ لیتی ہوں، خواہ وہ چاندی کے نوادرات کا ہو یا پرانی کتابوں کا۔ میری تو خواہش یہ ہے کہ دُکان نمبر 1 ہماری تحویل میں سب سے آخر میں آئے۔"

"لیکن بیکی......! اگر وہ دُکان توقع سے پہلے ہی بکنے لگی تو تم ہی ہماری آخری اُمید ہو۔ اسے تمہارے سوا کوئی نہیں چلا سکتا۔"

"ہاں...... تو میں کام کر تو رہی ہوں اس پر۔ ایک اہم بات یہ کہ میں نے اس دُکان کے لئے جنرل منیجر منتخب کر لیا ہے۔ سائمن میتھیوز اس کا نام ہے۔ سوتھبی میں وہ گزشتہ بارہ سال سے کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک زیر تربیت لڑکا ہے، جو مستقبل میں اچھا معلف ثابت ہوگا۔ معقول پیش کش کی

جائے تو وہ بخوشی ہمارے پاس آجائے گا۔"

"ویسے بیکی جتنا عرصہ سوتھبی میں کام کرے، ہمارے لئے اتنا ہی اچھا ہے۔"

چارلی نے کہا۔

"کیونکہ مسٹر کراؤتھر نے ایک اور مسئلے کی نشان دہی کی ہے، جس سے مستقبل قریب میں ہمارا واسطہ پڑ سکتا ہے۔"

"وہ کیا ہے......؟"

"اپنی رپورٹ کے صفحہ نمبر 9 پر مسٹر کراؤتھر نے نشان دہی کی ہے کہ چیلسی ٹیرس کے وسط میں 25 نمبر سے 99 نمبر تک 37 فلیٹس کا ایک پورا بلاک، جہاں دو سال پہلے ڈیفن اور بیکی رہتی تھیں، وہ بھی بکنے کے لئے مارکیٹ میں آ سکتا ہے۔ اس وقت وہ ایک چیرٹی ٹرسٹ کی ملکیت ہے۔ ٹرسٹ والے اپنی اس سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے منافع سے مطمئن نہیں ہیں۔ اس لئے مسٹر کراؤتھر کے خیال میں اس پراپرٹی کو بیچنے کے موڈ میں ہیں۔ اب میرے طویل المیعاد منصوبے کو ذہن میں رکھیں تو اس بلاک کی بڑی اہمیت ہے۔ برسوں انتظار کرنے کے بجائے اسے جلد از جلد خرید لینا زیادہ بہتر رہے گا۔ کیونکہ برسوں بعد وہ ہمیں بہت مہنگا ملے گا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت ہم اسے خرید ہی نہ پائیں۔"

"38 فلیٹ......!"

کرنل نے پُرخیال انداز میں ہنکارا بھرا۔

"کراؤتھر کے خیال میں اس کی کیا قیمت ہوگی......؟"

"دو ہزار پاؤنڈ کے لگ بھگ۔ اس وقت اس سے ہونے والی سالانہ آمدنی 210 پاؤنڈ ہے۔ فلیٹوں کی دیکھ بھال اور مرمت، رنگ و روغن اور دیگر

کاموں پر جو خرچ ہوتا ہے، اس کے پیشِ نظر ٹرسٹ والوں کا خیال ٹھیک ہے
کیونکہ منافع تو اس میں نکلتا ہی نہیں۔ اگر یہ بلاک مارکیٹ میں برائے فروخت
آتا ہے اور ہم کسی طرح اسے خرید لیتے ہیں تو مسٹر کراؤتھر کا مشورہ ہے کہ
آئندہ فلیٹ صرف دس سال کی لیز پر دیئے جائیں۔ اور خالی فلیٹوں میں ہم
اپنے اسٹاف کو بسائیں یا پھر غیر ملکی مہمانوں کو کرائے پر دیں۔ کیونکہ نہ وہ عام
کرایہ داروں کی طرح نخرے کریں گے اور نہ ہی ایک ہفتے کے نوٹس پر فلیٹ
خالی کر کے جائیں گے۔"

"یعنی دُکانوں سے حاصل ہونے والا منافع فلیٹوں پر خرچ ہوگا.....؟"

بیکی نے اعتراض کیا۔

"ہاں..... یہ تو ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ دو نہیں تو تین سال م
میں لازمی طور پر وہاں سے بھی منافع حاصل کر لوں گا۔"

"لیکن اپنے اوور ڈرافٹ کی صورتِ حال کے پیشِ نظر ہمیں ایک با
پھر بیڈ کو لنچ کرانا ہوگا۔ جو کہ ہمارے وسائل پر اضافی بوجھ ہوگا۔"

کرنل نے کہا۔

"لیکن اگر وہ فلیٹ خریدنے ہیں تو یہ کرنا ہی پڑے گا۔ کلب میں
بھی ممکن ہے کہ ڈک ورتھ سے ملاقات ہو جائے۔ ہوگئی تو میں اس کے کان
میں بھی پھونک دوں گا۔ اور ایک بات، ہیڈلو کے ذہن میں بھی چند آئیڈیے
ہیں، جن پر ہمیں غور کرنا چاہیے۔ میں انہیں اگلی میٹنگ کے ایجنڈے میں شامل
کر رہا ہوں۔"

بیکی کا ہاتھ لکھتے لکھتے رُکا۔ اس نے سر اُٹھا کر دیکھا۔

"دو سال میں ہمارے کاروبار نے جس طرح ترقی کی ہے، ہیڈلو ا
سے بہت متاثر ہوا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اوور ڈرافٹ اور اس کے علاوہ

ے نکتۂ نظر سے ہمیں اب پارٹنر شپ ختم کر کے اسے کمپنی کی شکل دینی
چاہیے۔"

"کیوں.....؟ اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا.....؟"

"دارالعوام نے نیا فنانس بل پیش کیا ہے۔"

بیکی وضاحت کے لئے آگے بڑھی۔

"ٹیکس کے قوانین میں جو تبدیلی آ رہی ہے، ہمیں اس سے فائدہ
ٹھانا چاہیے۔ اس وقت ہم سات الگ الگ دُکانیں چلا رہے ہیں تو ٹیکس بھی
ات دُکانوں کا ہی ادا کریں گے۔ لیکن ہم ان سات دُکانوں کو کمپنی بنا دیں تو
بلر شاپ اور ہارڈ ویئر شاپ کے نقصانات کمپنی کا منافع کم کر دیں گے۔ یوں
یکس کا بوجھ بھی کم ہو جائے گا۔ کوئی سال مالی اعتبار سے خراب ثابت ہو تو اس
ل اس سے بہتر فائدہ ہوگا۔"

"بات تو معقول لگتی ہے۔"

چارلی نے کہا۔

"تو اس پر عمل کیا جائے۔"

"یہ اتنا آسان بھی نہیں ہے.....!"

کرنل بولا۔

"مثلاً اگر ہم کمپنی بناتے ہیں تو ہیڈلو کا مشورہ ہے کہ ہمیں مزید
ائریکٹرز بھی درکار ہوں گے، تاکہ جن شعبوں میں ہم پیشہ ورانہ تجربوں سے
روم ہیں، انہیں کور کیا جا سکے۔"

"ہیڈلو کون ہوتا ہے ہمیں یہ مشورہ دینے والا.....؟"

چارلی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہم نے اپنے کاروبار میں پہلے کسی کو مداخلت نہیں کرنے دی۔"

''اب اس کی معقول وجہ موجود ہے چارلی......! ہمارا بزنس جس تیزی سے پھیل رہا ہے، اس میں ہمیں پیشہ ورانہ مہارت اور مشوروں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بہت سے معاملات ایسے ہیں، جو ہماری سمجھ میں نہیں آتے۔ اب یہ فلیٹس کی خریداری ہی کو دیکھ لو۔ ہم کیا جانتے ہیں اس کے بارے میں......؟

''اس کے لئے مسٹر کراؤتھر ہیں نا......!''

''یہ سوچو کہ اگر وہ ہمارے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں ہوئے تو دھیان زیادہ دیں گے۔ تب تو وہ ان کی ذمہ داری ہوگی نا......''

چارلی کا منہ پھول گیا۔

''میں تمہارے جذبات سمجھ رہا ہوں۔ یہ تمہارا شو ہے...... تم کاروبار۔ تم اس میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتے۔ لیکن تم یہ بات نہیں رہے ہو کہ کمپنی بن جانے کے باوجود اس کاروبار کے مالک تم ہی ہوگے کیونکہ تمام شیئرز تمہارے اور بیکی کے نام ہوں گے۔ تمام اثاثوں پر تم کنٹرول ہوگا۔ اور تم جب ضرورت محسوس کرو گے، نان ایگزیکٹیو ڈائریکٹرز مشورہ کرسکو گے۔''

کرنل نے اسے سمجھایا۔

''اور وہ ہماری رقم خرچ کریں گے اور ہمارے فیصلوں کو رد کریں گے۔''

چارلی نے کہا۔

''میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ باہر کے لوگ ہمیں بتائیں کہ کیا کر چاہئے......؟ اور کیا نہیں کرنا چاہئے......؟''

''ایسا کہیں نہیں ہوتا......!''

اس بار بیکی بولی۔

''بہرحال...... میرا دل نہیں مانتا۔''

''چارلی......! کبھی خود کو سن کر بھی دیکھو۔ اڑیل بچے کی طرح بولتے ہو۔''

''کیوں نہ ہم ووٹنگ کرلیں۔''

کرنل نے معاملے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پیش کش کی۔

''پتا چل جائے گا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔''

''ووٹنگ......؟ کس چیز پر......؟ اور کیوں......؟ دُکان تو میری ہے۔''

''تمہاری نہیں......! ہم دونوں کی ہے۔''

بیکی نے سر اُٹھایا۔

''اور کرنل نے مشورہ دینے کا حق اپنی کارکردگی سے کمایا ہے۔''

''آئی ایم سوری کرنل......! میرا یہ مطلب ہرگز نہیں......!''

''میں جانتا ہوں چارلی......! لیکن بیکی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ اگر تمہیں اپنے عزائم پورے کرنے ہیں تو باہر سے مدد لینی ہوگی۔ جو خواب تم دیکھ رہے ہو، اکیلے اس کی تعبیر حاصل نہیں کرسکتے۔''

''اور باہر والوں کی مداخلت کے نتیجے میں ہمیں تعبیر مل جائے گی......؟''

''پہلی بات یہ کہ اسے مداخلت نہ سمجھو۔ وہ پیشہ ورانہ اعانت ہوگی۔''

''تو اب ووٹنگ کس سلسلے میں ہوگی......؟''

چارلی نے اب بھی اکھڑا ہوا تھا۔

''ہم میں سے کوئی یہ قرارداد پیش کرے گا کہ اپنے کاروبار کو کمپنی میں تبدیل کردیا جائے۔ اب اگر وہ قرارداد منظور ہوجاتی ہے تو ہم کرنل چیئرمین بننے کی دعوت دیں گے۔ پھر کرنل تمہیں منیجنگ ڈائریکٹر اور مجھے سکریٹری کا

عہدہ تفویض کرے گا۔ اس کے علاوہ بینک سے ایک نمائندے کو اور مسٹر کراؤتھر کو ڈائریکٹر بنا دیا جائے گا۔''

''اوہ......! یعنی تم پہلے سے سب کچھ طے کر چکی ہو......؟''

''ہاں مسٹر ٹرمپر......!''

''تم جانتی ہوں کہ ہم مارکس اینڈ اسپینسر نہیں ہیں۔''

''فی الحال تو نہیں ہیں۔''

کرنل مسکرایا۔

''اور یاد رکھو کہ ہم نے یہ سب کچھ تم سے ہی سیکھا ہے۔ یہ تمہارا ہی خواب ہے۔''

''مجھے یقین ہے کہ انجامِ کار قصور وار بھی میں ہی ثابت ہوں گا......!''

''اب میں تجویز پیش کرتی ہوں کہ اس کاروبار کو کمپنی میں تبدیل کر دیا جائے۔''

بیکی نے کہا۔

''جو قرارداد کے حق میں ہیں، وہ ہاتھ اُٹھا دیں۔''

کرنل اور بیکی نے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ چند سیکنڈ کی ہچکچاہٹ کے بعد چارلی نے بھی ہاتھ کھڑا کر دیا۔

''اوہو......! یہ تو متفقہ طور پر منظور ہوگئی۔''

بیکی نے چہک کر کہا۔

''اب کیا ہوگا......؟''

''میری دوسری تجویز یہ ہے کہ کرنل سر ڈینور ہملٹن کو چیئرمین بنایا جائے۔''

اس بار چارلی نے سب سے پہلے ہاتھ اُٹھایا۔

''شکریہ......!''

کرنل نے کہا۔

''اب چیئرمین کی حیثیت سے میں سب سے پہلے مسٹر چارلی ٹرمپر کو مینجنگ ڈائریکٹر اور مسز ٹرمپر کو سکریٹری کا عہدہ تفویض کرتا ہوں۔''

''شکریہ......!''

چارلی اور بیکی نے بیک وقت کہا۔

''اور آپ کی اجازت سے میں مسٹر کراؤتھر اور مسٹر ہیڈلو کو بورڈ میں شامل ہونے کی دعوت دوں گا۔''

''منظور......!''

بیکی نے کہا۔ اور وہ جلدی جلدی تفصیل نوٹ کر رہی تھی۔

''اور کوئی اہم نکتہ......؟''

''میری تجویز ہے مسٹر چیئرمین......!''

بیکی نے کہا۔

کرنل بے ساختہ مسکرایا۔

''......کہ ہمیں فل بورڈ کی پہلی ماہانہ میٹنگ کی تاریخ کا تعین کر لینا چاہیے۔''

''میں تو ہر وقت تیار ہوں۔''

چارلی نے کہا۔

''کیونکہ ایک بات طے ہے کہ ان سب کو ایک وقت میں میز پر لانا آسان نہیں ہوگا۔ یہ الگ بات کہ میٹنگ کا وقت صبح ساڑھے چار بجے مقرر کیا جائے۔ اس کا یہ بھی فائدہ ہے کہ ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ صحیح معنوں میں محنت

کرنے والے کون ہیں......؟''

کرنل ہنسنے لگا۔

''تمہیں کوئی قرار داد منظور کرانی ہو، ایسے کہ کسی کو پتا بھی نہیں چلے اس کے لئے میٹنگ ساڑھے چار بجے ہی بلایا کرنا۔ لیکن چارلی......! میں تمہیں خبردار کر دوں کہ کورم پورا نہ ہونے کی صورت میں کوئی قرار داد منظور نہیں ہو سکتی۔''

''یہ کورم کیا بلا ہے......؟''

''اراکین کی کم سے کم تعداد، جو کوئی قرار داد منظور کر سکے۔''

بیکی نے وضاحت کی۔

''کبھی قرار داد کی منظوری کے لئے صرف میں ہی کافی تھا۔''

چارلی نے آہ بھر کے کہا۔

''مسٹر اسپینسر سے ملنے سے پہلے مسٹر مارک کی بھی یہی پوزیشن تھی۔''

کرنل نے کہا۔

''تو اگلی ماہانہ میٹنگ آج سے ٹھیک ایک ماہ بعد ہوگی۔''

بیکی اور چارلی نے اثبات میں سر ہلائے۔

''اب اگر کوئی اور نکتہ نہیں تو میٹنگ ختم کی جائے۔''

''ایک بات اور ہے۔ لیکن میں اسے میٹنگ کے منٹس میں شامل نہیں کروں گی۔''

''ٹھیک ہے......!''

کرنل کے لہجے میں اُلجھن تھی۔

بیکی نے چارلی کا ہاتھ تھام لیا۔

''یہ معاملہ متفرق اخراجات کا ہے۔''

وہ بولی۔

''میں ماں بننے والی ہوں۔''

چارلی تو گنگ ہو کر رہ گیا۔

''یہاں کہیں شیمپین کی کوئی بوتل ہے۔''

کرنل نے کہا۔

''اس خوش خبری پر ایک جام ہونا چاہئے۔''

''جی نہیں......! چارلی نے مجھے منع کر دیا ہے کہ جب تک شراب کی دُکان اپنی نہ ہو، میں شراب نہیں خرید سکتی۔''

''معقول بات ہے۔''

کرنل نے کہا۔

''تو پھر میرے گھر چلیں......!''

یہ کہہ کر وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اپنی چھتری سنبھالی۔

''یوں الزبتھ بھی شریک جشن ہو جائے گی۔ میں میٹنگ ختم کرتا ہوں۔''

چند لمحے بعد وہ نیچے اُترے۔ وہ دکان سے نکل ہی رہے تھے کہ ڈاکیے نے ایک خط بیکی کو تھما دیا۔

''اتنے ڈاک ٹکٹ لگے ہیں۔ یہ ڈیفنی ہی کا ہو سکتا ہے۔''

بیکی نے لفافہ چاک کرتے ہوئے کہا۔ سڑک پر قدم بڑھاتے ہوئے وہ خط پڑھتی رہی۔

''کچھ بتاؤ تو...... کیا کرتی پھر رہی ہے وہ......؟''

چارلی نے بے تابی سے کہا۔

''وہ امریکہ اور چین جا چکی ہے اور میرے خیال میں اب انڈیا جانے

والی ہے۔"

بیکی نے کہا۔

"اس کا وزن بھی کچھ بڑھ گیا ہے، اور اس دوران وہ مسٹر کیلون ا
سے ملی ہے۔ اب یہ نہیں معلوم کہ مسٹر کولج کا جغرافیہ کیا ہے.....؟"

"وہ امریکہ کے نائب صدر ہیں۔"

چارلی نے کہا۔

"واقعی.....؟ اور وہ اگست میں واپس آئیں گے، تبھی ہمیں ان ک
سفر کی تفصیل معلوم ہو سکے گی۔"

بیکی نے کاغذ سے نگاہیں اُٹھائیں تو پتا چلا کہ اس کے ساتھ صرف
کرنل ہے۔

"چارلی کہاں گیا.....؟"

"ارے واقعی.....؟"

کرنل نے بے ساختہ کہا۔

دونوں نے سر گھما کر اِدھر اُدھر دیکھا تو انہیں ایک چھوٹا سا ٹاؤن ہاؤس نظر آیا، جس کی دیوار پر "برائے فروخت" کی تختی لگی ہوئی تھی۔ چارلی وہاں کھڑا تختی کو دیکھ رہا تھا۔

وہ دونوں اس کی طرف بڑھے۔

"اس بارے میں کیا خیال ہے.....؟"

چارلی نے ان کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

"خیال سے کیا مراد ہے تمہاری.....؟"

بیکی بولی۔

"میرا خیال ہے کہ ٹرمپر اس مکان کے بارے میں تمہاری را

دریافت کر رہا ہے.....؟"

کرنل نے کہا۔

بیکی نے تین منزل مکان کو ناقدانہ نظروں سے دیکھا۔

"بہت اچھا ہے..... شاندار.....!"

"نہیں.....! یہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔"

چارلی نے واسکٹ کی دونوں جیبوں میں انگوٹھے پھنساتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارا ہے۔ یہ ایک ایسے شخص کے لئے مثالی اقامت گاہ ہے، جس کی ایک بیوی اور تین بچے ہوں اور جو چیلسی کے ایک اُبھرتے ہوئے کاروبار کا منیجنگ ڈائریکٹر ہو۔"

"لیکن تیسرا تو دُور کی بات ہے، ابھی تو ہمارے ہاں دوسرا بچہ بھی نہیں ہوا۔"

"تمہی نے سکھایا تھا مجھے کہ مستقبل کو ذہن میں رکھ کر منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔"

"کیا ہم یہ افورڈ کر سکتے ہیں.....؟"

"بالکل نہیں.....! لیکن مجھے یقین ہے کہ اس علاقے میں پراپرٹی کی قیمت چڑھنے والی ہے۔ خاص طور پر جب انہیں یہ پتا چلے گا کہ دُنیا کا سب سے بڑا اسٹور یہاں ان کے گھر سے پیدل چلنے کی مسافت پر واقع ہے۔ بہرحال اب یہ اچھا ہوا یا برا..... اس پر بات کرنا بے سود ہے۔ کیونکہ میں آج صبح اس کا بیعانہ دے چکا ہوں۔"

چارلی نے ویسکٹ کی جیب سے ایک چابی نکالی۔

"اور تم نے مجھ سے مشورہ کرنے کی بھی زحمت نہیں کی.....؟"

"کیونکہ میں جانتا تھا کہ تم کیا کہو گی.....؟"

"ذرا مجھے بھی بتا دو کہ میں کیا کہتی......؟"

"یہی کہ ابھی ہم اسے افورڈ نہیں کر سکتے۔ دلیل اس کی یہ ہے دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں، بلکہ ہر دُکان خریدتے وقت تم مجھے یہی جتا رہی ہو۔"

چارلی دروازے کی طرف بڑھا۔ بیکی اس کے ایک قدم پیچھے تھی۔

"لیکن......"

"یہ معاملات تم دونوں آپس میں ہی نمٹاؤ......!"

کرنل نے کہا۔

"اور یہاں سے نمٹ کر میرے گھر آجانا۔ وہاں شیمپین کا کاگ اُڑ کر ہر کامیابی اور خوش خبری کا جشن منائیں گے۔"

یہ کہہ کر کرنل آگے بڑھ گیا۔

کرنل نے یہ سب کچھ الزبتھ کو بتایا۔ الزبتھ کے پاس سوال ہی سوال تھے...... ہونے والے بچے کے بارے میں، کمپنی کے اکاؤنٹس کی صورتِ حال کے بارے میں۔

کرنل کے چیمپئن بنائے جانے کے بارے میں، کرنل نے بڑی مشکل سے جان چھڑائی اور نوکر سے کہا کہ وہ شیمپین کی بوتل کو برف کی ٹوکری میں لگا دے۔ پھر وہ اسٹڈی میں آیا اور وقت گزاری کے لئے اپنی اس روز کی ڈاک چیک کرنے لگا۔

اس کی میز پر تین خط موجود تھے، جو کھولے جانے کے منتظر تھے۔ ایک درزی کا تھا، جس میں اس نے بیکی کی تکنیکی سمجھ بوجھ کو سراہا تھا۔ دوسرا ایک سالانہ تقریب کا دعوت نامہ تھا۔ تیسرا ڈیفن کا خط تھا، جس کے بارے میں کرنل کا خیال تھا کہ اس میں وہی کچھ لکھا ہوگا، جو بیکی نے پڑھ کر سنایا تھا۔

لیکن نہیں......! اس لفافے پر انڈیا کے ٹکٹ لگے تھے اور وہ دہلی سے پوسٹ کیا گیا تھا۔ کرنل نے بے تابی سے لفافہ چاک کیا۔ رسمی باتوں کے بعد ڈیفن نے لکھا تھا کہ اس کے پاس گائی ٹریتھم کے سلسلے میں خبر ہے۔ اس نے لکھا تھا کہ پونا میں اس کے اور پرسی کے قیام کے دوران ایک شام گائی سے ان کی ملاقات آفیسرز کلب میں ہوئی۔ وہ سویلین ڈریس میں تھا اور اتنا کمزور نظر آرہا تھا کہ پرسی نے بڑی مشکل سے اسے پہچانا۔ گائی نے پرسی کو بتایا کہ اسے فوج سے استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اس کے اس زوال کا سبب ایک کارپورل ہے، جو ماضی میں بھی اس کے بارے میں جھوٹی خبریں پھیلاتا رہا۔ جبکہ خود اس کی دوستی جرائم پیشہ لوگوں سے تھی۔ گائی نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اس کارپورل کو خود اس نے ایک چوری کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا تھا، اور اب انگلینڈ واپس پہنچتے ہی وہ اس کارپورل کو......

اسی وقت اطلاعی گھنٹی بجی......

"ڈینور......! ذرا جا کر دروازہ کھول دو......!"

الزبتھ نے ریلنگ پر جھکتے ہوئے اسے پکارا۔

"میں اوپر پھولوں کو ترتیب دے رہی ہوں۔"

کرنل نے جا کر بیکی اور چارلی کے لئے دروازہ کھولا۔ مگر وہ غصے سے کھول رہا تھا۔ اسے یہ بھی یاد نہیں تھا کہ وہ دونوں یہاں کیوں آئے ہیں......؟

بیکی نے اس کے چہرے کے تاثر کو بھانپتے ہوئے اسے یاد دلایا۔

"آپ نے ہمیں شیمپین پر مدعو کیا تھا کرنل......! کیا سب خوش خبریاں بھول گئے......؟"

"ارے نہیں......! سوری......!"

کرنل نے ہڑبڑا کر کہا۔ اس نے ڈیفن کو کوٹ جلدی سے جیب میں

ٹھونس لیا۔

”اب تک تو بوتل خوب ٹھنڈی ہو چکی ہوگی۔ آؤ...... آجاؤ......!“

وہ ان دونوں کو ڈرائنگ روم میں لے گیا۔

”یہ سوا دو عدد ٹرمپرز نازل ہو چکے ہیں الزبتھ......!“

اس نے اوپر رُخ کر کے بیوی کو پکار کر مطلع کیا۔

☆☆☆

کرنل کو اس پر حیرت ہوتی تھی کہ چارلی کس طرح ایک سے اور دوسری سے تیسری دُکان کی طرف لپکتا ہے، اپنے تمام ملازمین پر نظر ... ہے اور نقصان میں جانے والی دُکان پر خصوصی توجہ دیتا ہے۔ اس کی بھرپور توانائی حیرت انگیز تھی۔

لیکن ایک بات تھی۔ چارلی کے انداز سے پتا چلتا تھا کہ بڑی فروٹ کی دُکان اسے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ وہ اس کے لئے سب سے بڑی خوشی ہے اور وہ اس پر فخر کرتا ہے۔ وہاں کام کرتے ہوئے اس کی ... دیدنی ہوتی۔ آستینیں چڑھائے، ہونٹوں پر کشادہ مسکراہٹ سجائے، اپنے ... کوکنی لہجے میں گاہکوں کو لبھاتے ہوئے وہ بہت خوش نظر آتا تھا۔ دن میں ... گھنٹے کے لئے وہ باب میکنز کو لازمی طور پر چھٹی دے دیتا اور خود دُکان ... کرتا۔ اس وقت شاید وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس وقت وہ وائٹ چیپل میں اپنے ... کے ٹھیلے پر ہے۔

”آدھا پاؤنڈ ٹماٹر اور ایک پاؤنڈ گاجر...... وہی آپ کا پرانا معمول ... سائمنڈ......؟ کیوں......؟ مجھے یاد ہے نا......؟“

وہ جتاتا۔

”تھینک یو مسٹر ٹرمپر......! آپ واقعی کبھی نہیں بھولتے......!“

مسز سائمنڈ کہتیں۔

”اور آپ کی مسز کا کیا حال ہے......؟“

”بالکل ٹھیک......! فٹ فاٹ......!“

”اور ولادت کب متوقع ہے......؟“

”ڈاکٹر کے خیال میں، تین ماہ بعد......!“

”آج کل آپ خود دُکان میں کم ہی نظر آتے ہیں۔ کیوں......؟“

”میں صرف اپنے خاص الخاص کسٹمرز کی خاطر یہاں آتا ہوں۔“

چارلی پھر جتاتا۔

”اور دیکھیں نا...... آپ تو میری پہلی کسٹمر ہیں۔“

”بے شک......! یاد رکھنے کا شکریہ......! اور آپ کی فلیٹ والی ڈیل کا کیا ہوا......؟“

چارلی ان کی طرف ریزگاری بڑھا رہا تھا، ایک دم ٹھٹک گیا۔ وہ اپنی حیرت چھپا نہیں سکا۔

”فلیٹ والی ڈیل......؟“

”ہاں مسٹر ٹرمپر......! نمبر 25 سے 99 تک جو فلیٹ ہیں، میں ان کی بات کر رہی ہوں۔“

”آپ کیوں پوچھ رہی ہیں......؟“

”کیونکہ اس میں دلچسپی لینے والے آپ اکیلے نہیں ہیں۔“

”یہ آپ کو کیسے پتا چلا......؟“

”اتوار کی صبح ایک جوان آدمی بلڈنگ کے باہر چابیوں کا گچھا ہاتھ میں لئے کسی گاہک کو معائنہ کرا رہا تھا۔ میں نے خود دیکھا تھا۔“

چارلی کو یاد آیا کہ مسز سائمنڈ فلیٹس کے قریب ہی رہتی ہیں۔

''آپ انہیں پہچانتی ہیں......؟''

''نہیں......! وہ ایک کار میں آئے تھے۔ میں انہیں اُترتے ہوئے نہ دیکھ سکی۔ کیونکہ میرے شوہر نے ناشتے کے لئے اودھم مچا رکھا تھا۔''

چارلی خاموشی سے مسز سائمنڈ کو دُکان سے نکلتے دیکھتا رہا۔

☆☆☆

سڈریکسل کی مخالفت اور مسز سائمنڈ کے کئے ہوئے دھماکے کے باوجود چارلی اپنی دھن میں لگا رہا۔ میجر آرنلڈ کی مستعدی، مسٹر کراؤتھر کی معلومات اور مسٹر ہیڈلو کے دلائے ہوئے قرضے کی بدولت جولائی کے اواخر میں چارلی کو چیلسی ٹیرس کی ایک اور دُکان کا قبضہ مل گیا۔ وہ نمبر 39 تھی...... خواتین کے ملبوسات کی دُکان۔ اگست کے ماہانہ اجلاس میں بیکی نے تجویز پیش کی کہ میجر آرنلڈ کو کمپنی کا ڈپٹی مینیجنگ ڈائریکٹر بنا دیا جائے۔ اس حیثیت میں چیلسی ٹیرس کے معاملات پر توجہ رکھنا اس کی ذمہ داری ہوگی۔

اس بار چارلی بالکل نہیں ہچکچایا۔ اپنی دو آنکھوں اور دو کانوں پر گزارا کرنا اب مشکل ہو رہا تھا۔ اسے اضافی آنکھوں اور کانوں کی ضرورت تھی۔ بیکی تو اپنی آرٹ گیلری کی ملازمت میں اُلجھی ہوئی تھی۔ ایسے میں آرنلڈ اس کے لئے بڑی نعمت تھا۔

کرنل ہملٹن کو بھی اس تقرری پر بہت خوشی ہوئی۔ آخر میجر آرنلڈ اس کا ہی انتخاب تھا۔

میٹنگ کے آخر میں کرنل نے پوچھا۔

''کوئی اور اہم بات......؟''

''جی ہاں......! میں جاننا چاہتا ہوں کہ فلیٹس کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے......؟''

چارلی نے کہا۔

''میں نے ہدایت کے مطابق دو ہزار پاؤنڈ کی آفر کر دی تھی۔''

مسٹر کراؤتھر نے کہا۔

''ایجنٹ کا کہنا ہے کہ اس نے اپنے موکل کو یہ پیش کش قبول کر لینے کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن ان کا کہنا ہے کہ ان کے پاس اس سے کہیں زیادہ بڑی آفر موجود ہے۔''

''وہ غلط نہیں کہہ رہے ہیں۔ یہ بتاؤ......! دوسری آفر کتنے کی ہے......؟''

''ڈھائی ہزار پاؤنڈ......!''

مسٹر کراؤتھر نے کہا۔

بورڈ روم میں خاموشی چھا گئی۔ کئی منٹ تک کسی نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

''اتنی بھاری سرمایہ کاری......؟''

بالآخر مسٹر ہیڈلو نے زبان کھولی۔

''اس پر اس معیار کا منافع کہاں سے آئے گا......؟''

''یہ تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔''

''تم انہیں تین ہزار پاؤنڈ کی آفر کر دو......!''

''کیا......؟ کیا کہا تم نے......؟''

کرنل نے چارلی کو گھورا۔

''تین ہزار پاؤنڈ کی آفر......!''

چارلی نے دہرایا۔

''لیکن چارلی......! ہمارے درمیان تبادلۂ خیال ہوا تھا اس پر کہ ہزار پاؤنڈ کی آفر بھی زیادہ ہی ہے۔''

بیکی نے کہا۔

''اب ایک ماہ کے اندر ان فلیٹس کی قیمت اتنی کیسے بڑھ گ ہے......؟''

''دیکھو...... وہ فلیٹ ہر قیمت میں سستے ہیں۔''

چارلی نے کہا۔

''لہٰذا ہمارے سامنے دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔''

''لیکن مسٹر ٹرمپر......!''

ہیڈلو نے کچھ کہنا چاہا۔

''اگر ہم چیلسی ٹیرس کی تمام دُکانیں خرید لیں اور وہ فلیٹس نہ خر پائیں تو میری ساری محنت برباد ہو جائے گی۔ چند سو پاؤنڈ کی خاطر یہ نقصا میں گوارہ نہیں کروں گا۔''

''لیکن اتنی بڑی رقم آئے گی کہاں سے......؟''

کرنل نے سوال اُٹھایا۔

''اب پانچ دُکانیں منافع میں جا رہی ہیں۔''

بیکی نے رجسٹر میں چیک کرنے کے بعد کہا۔

''دو نہ نفع میں ہیں نہ نقصان میں۔ جبکہ ایک دُکان مسلسل خسارے میں ہے۔''

''آگے بڑھنے کے لئے ہمیں حوصلہ مندی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔''

چارلی نے کہا۔

''وہ فلیٹ خریدو اور مسمار کر دو۔ ان کی جگہ چھ دُکانیں تعمیر کی جا سکتی ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ بہت تھوڑے وقت میں ان سے منافع آنے لگے گا۔''

کراؤتھر نے بورڈ کے اراکین کو سوچنے کے لئے چند منٹ کا وقت دیا۔ پھر بولا۔

''تو کیا کہتے ہیں آپ لوگ......؟''

''میں چارلی کی تین ہزار پاؤنڈ کی آفر کے حق میں ہوں۔''

کرنل نے کہا۔

''یہ ٹھیک کہہ رہا ہے کہ آگے بڑھنے کے لئے حوصلہ چاہئے۔ اس سوال یہ ہے مسٹر ہیڈلو......! کہ بینک یہ رقم دے سکے گا......؟''

بینک منیجر نے اعداد و شمار کا جائزہ لینے کے بعد کہا۔

''تین ہزار پاؤنڈ لینے کے بعد آپ اپنے اوور ڈرافٹ کی حد کو پہنچ جائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل میں ہم کوئی دُکان نہیں خرید سکیں گے۔''

''میں نے کہا نا...... ہمارے پاس کوئی چوائس نہیں......!''

چارلی نے کراؤتھر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کوئی ان فلیٹس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اور اس مرحلے پر ہم یہ افورڈ نہیں کر سکتے کہ ہمارا کوئی حریف وہ فلیٹ خرید لے۔''

''تو پھر بورڈ کی اجازت سے میں کل تین ہزار پاؤنڈ پر ڈیل کر لوں گا۔''

کراؤتھر نے کہا۔

''ٹھیک ہے......!''

کرنل نے کہا۔

''اب اگر کوئی اور نکتہ نہ ہو تو ہم میٹنگ برخواست کریں۔''

میٹنگ برخواست ہوئی تو کرنل کراؤتھر اور ہیڈلو کو ایک طرف لے گیا۔

''سنو......! یہ فلیٹس والا معاملہ مجھے گمبھیر لگتا ہے۔ یوں اچانک ا بڑی آفر کا آنا خالی از علت نہیں ہو سکتا۔''

اس نے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال ہے......!''

کراؤتھر بولا۔

''میرے خیال میں سڈریکسل اور شاپس کمیٹی والے مشترکہ طور پر چارلی کا راستہ کاٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔''

چارلی انہی کی طرف آ رہا تھا۔ اس نے یہ آخری بات سن لی۔

''نہیں......! یہ سڈ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے پاس کار نہیں ہے۔''

اس نے پُراسرار لہجے میں کہا۔

''اور ڈھائی ہزار پاؤنڈ کی ان کی اوقات بھی نہیں ہے۔''

''تو تمہارے خیال میں یہ کوئی باہر والا ہے......؟''

ہیڈلو نے پوچھا۔

''اور اس کے ذہن میں بھی چیلسی ٹیرس کے لئے وہی تمہاری والی اسکیم ہے۔''

''میرے خیال میں وہ کوئی ایسا سرمایہ کار ہے، جس نے تمہارے عزائم بھانپ لئے ہیں، اور یہ سوچ کر قیمت بڑھا رہا ہے کہ تم زیادہ سے زیادہ لٹو۔''

کراؤتھر نے چارلی سے کہا۔

''یہ تو میں نہیں جانتا۔ البتہ یہ مجھے معلوم ہے کہ مسابقت شروع کرنے کا ہمارا فیصلہ غلط نہیں ہے۔''

چارلی نے کہا۔

''میں تم سے متفق ہوں۔''

کرنل یہ کہہ کر کراؤتھر کی طرف مڑا۔

''ڈیل فائنل کرتے ہی مجھے اطلاع دینا۔ اب میں رُک نہیں سکتا۔ آج ایک خاص الخاص خاتون کو لنچ کے لئے کلب لے جا رہا ہوں۔''

''کوئی ایسی خاتون جسے میں جانتا ہوں......؟''

چارلی نے پوچھا۔

''ڈیفن ولٹ شائر......!''

''اسے میری طرف سے پیار دینا اور کہنا کہ میں اور بیکی بدھ کے روز اس کے ساتھ ڈنر کے بے چینی سے منتظر ہیں۔''

کرنل رخصت ہو گیا۔

میٹنگ توقع سے زیادہ طویل ثابت ہوئی تھی، اس لئے کرنل ٹھیک طرح سے بیٹھ بھی نہیں پایا تھا کہ ڈیفن لیڈیز روم میں داخل ہوئی۔ وہ کسی قدر موٹی ضروری ہوئی تھی، مگر بھدی نہیں، بلکہ پہلے سے خوب صورت ہو گئی تھی۔

کرنل نے ڈرنکس منگوائے۔ ڈیفن امریکہ کی جدت اور خوب صورتی اور افریقہ کی بے تحاشا گرمی کے بارے میں بتاتی رہی۔ لیکن کرنل کو یقین تھا کہ اصل بات کچھ اور ہی ہے۔

''تم انڈیا کی سناؤ......!''

کرنل نے کہا۔

''وہاں کیسا رہا......؟''

''کچھ زیادہ اچھا نہیں......!''

ڈیفن نے ڈرنک کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''بلکہ بہت خراب......!''

''عجیب بات ہے......! مجھے تو ہندوستانی لوگ بڑے دوستانہ مزاج کے لگتے ہیں۔''

''مسئلہ ہندوستانی لوگ نہیں تھے۔''

''یعنی ٹرینتھم تھا......؟''

''جی ہاں......!''

''اسے تمہارا خط نہیں ملا تھا......؟''

''ملا تھا۔ مگر واقعات کی رفتار زیادہ تیز تھی۔ اب میں سوچتی ہو کاش میں نے آپ کے مشورے پر عمل کیا ہوتا۔ آپ کے لکھے ہوئے خط کو لفظ بہ لفظ نقل کر کے بھیجا ہوتا۔ مگر میں نے اسے یہ نہیں لکھا تھا کہ اگر کسی نے براہ راست مجھ سے پوچھا تو میں حقیقت بتا دوں گی...... یہ حقیقت کہ گائی ہی ڈیڈلی کا باپ ہے۔''

''کیوں......؟ تم نے یہ بات کیوں چھوڑ دی......؟ جبکہ میں نے اصرار کیا تھا تم سے......؟''

ڈیفن نے جام ایک دم خالی کر دیا۔

''سوری کرنل......! لیکن وہ مجبوری تھی۔ خیر......! میں اور پری جب پونا پہنچے تو سب سے پہلے کرنل فوربس سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ کیپٹن ٹرینتھم نے فوج سے استعفیٰ دے دیا ہے۔''

''یہ تو تم نے خط میں بھی لکھا تھا۔ مگر وجہ نہیں بتائی تھی۔ اب......''

''......!''

''اس کا اپنی بیوی کے ساتھ کوئی مسئلہ تھا۔ یہ بات پری نے بڑی مشکل سے معلوم کی۔ کیونکہ وہاں کوئی اس موضوع پر بات کرنے کے لئے تیار ہی نہیں تھا۔ آپ تو جانتے ہیں کہ آفیسرز میس میں اس طرح کی گفتگو نہیں کی جاتی۔''

''بہت ہی خبیث آدمی ہے وہ...... کاش میں......''

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ لیکن ابھی بدتر بات تو آپ نے سنی ہی نہیں......!''

کرنل نے مزید ڈرنکس کا آرڈر دیا اور دوبارہ ڈیفن کی طرف متوجہ ہوا۔

''گزشتہ ویک اینڈ پر میں ایش ہرسٹ گئی تھی۔ وہاں میجر ٹرینتھم نے مجھے گائی کا خط دکھایا جو اس نے اپنی ماں کو لکھا تھا۔ اس وضاحتی خط میں اس نے لکھا کہ اسے فیوزیلیزر سے استعفیٰ پر مجبور کیا گیا تھا، اس لئے کہ آپ نے کرنل فوربس کو خط لکھ کر بتایا تھا کہ اس نے وائٹ چیپل کی ایک فاحشہ کی محبت میں اپنے خاندانی وقار کو ٹھکانے لگا دیا...... بالکل یہی الفاظ تھے کرنل......!''

کرنل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''جبکہ وقت نے ثابت کر دیا کہ چارلی ٹرمپر ہی اس فاحشہ کے بچے کا اصل باپ ہے۔ بہرحال یہ وہ کہانی ہے، جو وہ سناتا پھر رہا ہے۔''

''اس شخص کے پاس ضمیر نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔''

''جی ہاں......! لگتا تو یہی ہے۔''

ڈیفن نے کہا۔

''اور اس نے لکھا کہ چارلی نے اسی لئے آپ کو ملازمت دی ہے کہ

آپ کا منہ بند رہے۔ جو الفاظ اس نے استعمال کئے ہیں، وہ چارلی
تیس سکوں سے منہ بند کر دیا...... ہیں۔"

"اس شخص کو تو کوڑے لگانے چاہئیں۔"

"مگر اتنا خطرہ نہ آپ کو ہے نہ بیکی کو، جتنا چارلی کو لاحق ہے۔"

"مطلب......؟"

"انڈیا سے روانگی سے پہلے گائی پرسی سے ملا تھا۔ وہاں اس نے
کہ وہ ایسا انتقام لے گا کہ ٹرمپر عمر بھر نہیں بھولے گا۔"

"لیکن اس کا نزلہ چارلی پر کیوں گر رہا ہے......؟"

"پرسی نے بھی یہی پوچھا تھا اس سے۔ اس نے کہا کہ ٹرمپر نے ایک پرانا حساب برابر کرنے کے لئے آپ کو استعمال کیا ہے۔ چنانچہ اصل مجرم وہی ہے۔"

"لیکن یہ سچ نہیں ہے......!"

"پرسی نے بھی یہی کہا۔ لیکن وہ کچھ سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔"

"اور یہ پرانا حساب کون سا ہے......؟ جو میرے ذریعے برابر کیا جا رہا ہے۔"

"معلوم نہیں......! بس وہ ایک تصویر کا حوالہ بار بار دے رہا تھا...... مقدس ماں اور ننھے مسیح کی تصویر کا۔"

"یہ وہ تو نہیں جو چارلی کے فرنٹ روم میں لگی ہے......؟"

"جی ہاں......! وہی۔ اور جب میں نے کہا کہ میں نے بھی وہ تصویر دیکھی ہے، تو اس نے جلدی سے موضوع بدل دیا۔"

"مجھے تو لگتا ہے کہ وہ پاگل ہو گیا ہے۔"

کرنل نے کہا۔

"مجھے بھی یہی لگ رہا تھا۔"

"یہ تو شکر ہے کہ وہ انڈیا میں پھنسا ہوا ہے۔ یہاں ہوتا تو نہ جانے کیا حشر ہوتا......؟"

"لیکن زیادہ دن نہیں رہے گا وہاں......!"

"کیا مطلب......؟"

"میجر ٹرینتھم نے مجھے بتایا ہے کہ اگلے ماہ وہ واپس آ رہا ہے۔"

☆☆☆

ڈیفن کے ساتھ لنچ کے بعد کرنل گھر واپس گیا تو غصے سے بے حال ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے......؟

بٹلر نے دروازہ کھولتے ہی کہا۔

"کوئی مسٹر کراؤتھر اسٹڈی میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"کراؤتھر......؟ خیر تو ہے......؟"

وہ بڑبڑایا۔

وہ اسٹڈی میں داخل ہوا تو کراؤتھر نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"گڈ آفٹر نون چیئرمین......! آپ نے کہا تھا کہ فلیٹ والے معاملے میں آپ کو پل پل باخبر رکھوں۔"

"ارے ہاں......! یاد آ گیا۔ تو کیا ہوا......؟ ڈیل فائنل کر لی تم نے......؟"

"نہیں جناب......! میں نے ایجنٹ کو حسب ہدایت تین ہزار پاؤنڈ کی آفر کر دی تھی۔ ابھی دس منٹ پہلے فون پر اس نے مجھے اطلاع دی کہ دوسری پارٹی نے چار ہزار پاؤنڈ کی پیش کش کر دی ہے۔"

"چار ہزار......؟"

کرنل کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

"لیکن وہ کون......"

"میں نے اس سے کہا کہ ہم اس سے اوپر نہیں جا سکتے۔ میں نے اس سے اس دوسری پارٹی کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا، یہ تو کھلا معاملہ ہے۔ اس نے نام بتایا اور میں سیدھا آپ کے پاس چلا آیا کہ شاید آپ اس دوسری پارٹی کو جانتے ہوں۔"

"تم مجھے تو بتاؤ اس کا۔"

"کوئی مسٹر جیرالڈ ٹرینتھم ہیں۔"

☆☆☆

چارلی کی کہانی...... چارلی کی زُبانی

(1919ء تا 1926ء)

میں چیلسی ٹیرس کی اس بینچ پر بیٹھا سامنے والی دُکان کو دیکھ رہا تھا، جس پر ٹرمپرز کا بورڈ لگا تھا۔ میرے ذہن میں سوالات کا ہجوم تھا۔ پھر اچانک میں نے موٹی ڈبل روٹی کو دیکھا...... نہیں، بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ مجھے لگا کہ یہ وہی ہے۔ کیونکہ اب وہ جوان ہو چکی تھی، اور کوئی اندھا بھی اسے موٹی ڈبل روٹی نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ چمکیلی براؤن آنکھیں نہ ہوتیں تو میں اسے پہچان بھی نہیں پاتا۔ وہ تو کسی ماہرفن سنگ تراش کا تراشا ہوا حسین مجسمہ بن گئی تھی، ایسا مجسمہ، جس میں جان بھی پڑ گئی ہو۔

وہ سیدھی دُکان میں گئی اور دُکان چلانے والے سے بات کرنے لگی۔ اس لڑکے کا رویہ ایسا تھا، جیسے وہ منیجر ہو۔ میں نے لڑکے کو نفی میں سر ہلاتے دیکھا۔ پھر بیکی دُکان میں کام کرنے والی دونوں لڑکیوں کی طرف مڑی۔ ان کا انداز بھی مؤدبانہ تھا۔ بیکی نے گلا چیک کیا اور رقم گننے لگی۔

میں بیکی کی آمد سے ایک گھنٹہ پہلے سے دُکان پر نظر رکھے ہوئے تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس دوران میں دیکھ چکا تھا کہ وہ لڑکا بہت اچھا ہے۔ اور اس دوران م... اقدامات بھی سوچ چکا تھا، جو دُکان کی بہتری کے لئے ضروری تھے۔ ان... ایک تو کاؤنٹر کو پیچھے دھکیل کر فروٹ کے کریٹ سامنے رکھنے کی جگہ بنائی ج... اس طرح گاہک خوامخواہ ہی پھل خریدنے کے بارے میں سوچتے۔

''تمہیں صرف بیٹھ کر گاہک کے آنے کی دُعا نہیں کرنی چاہئے۔''

دادا ہمیشہ مجھ سے کہا کرتے تھے۔

''اپنا بہترین پھل سامنے رکھو، تاکہ وہ اس کی وجہ سے کھنچے آئیں۔''

بہرحال میں تحمل اور ثابت قدمی کے ساتھ بینچ پر بیٹھا مشاہدہ کرتا ر... یہاں تک کہ دُکان بند ہونے کا وقت ہوگیا۔ اس دوران بیکی باہر آئی اور ا... نے اِدھر اُدھر متلاشی نظروں سے دیکھا۔ انداز ایسا تھا، جیسے اسے کسی کا انت... ہو۔ پھر تالا اور چابی لے کر لڑکا بھی باہر آیا۔ اس کی نظر مجھ پر پڑی تو اس۔ بیکی کو اشارے سے میری طرف توجہ دلائی۔ تب بیکی نے پہلی بار میری طر... دیکھا۔

وہ میری طرف دیکھ رہی تھی۔ میں اُٹھا اور سڑک پار کر کے اس... طرف گیا۔ چند لمحے ہم دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ م... جی چاہتا تھا کہ اسے لپٹا لوں۔ مگر میں نے صرف ہاتھ ملانے پر اکتفا کیا۔ پ... میں نے پوچھا۔

''یہ کیا چکر ہے......؟''

اس نے مجھے تفصیل سے بتایا کہ کیسے اس نے اپنی دُکان اور میرا ا... فروخت کئے اور کیسے یہ دُکان شروع کی۔ اس رات اسٹاف کے جانے کے بعد اس نے مجھے دُکان کے اوپر فلیٹ دکھایا۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ...

تھا۔ وہاں باتھ روم اور ٹوائلٹ بھی تھا اور کچن بھی۔ اور کچن میں برتن وغیرہ بھی موجود تھے۔ ایک فرنٹ روم تھا، جہاں ایک میز اور کرسیاں تھیں۔ ایک بیڈ روم تھا، جہاں ایسا بیڈ تھا کہ بیٹھو تو دھنستے ہی چلے جاؤ۔

ایک بار پھر میں اسے لپٹا لینا چاہتا تھا۔ مگر اس کے بجائے میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ میرے ساتھ ڈنر کرے گی۔ کیونکہ مجھے اس سے بہت کچھ پوچھنا ہے۔

''سوری......! آج رات تو یہ ممکن نہیں......!''

اس نے معذرت کی۔

میں نے اپنا سامان نکالنا شروع کیا۔

''میں آج کسی کے ساتھ کنسرٹ میں جا رہی ہوں۔''

اس نے وضاحت کی۔ ٹامی کی چھوڑی ہوئی تصویر پر تبصرہ کرنے کے بعد وہ چلی گئی۔ میں وہاں اکیلا رہ گیا۔

میں نے کوٹ اُتارا، آستینیں چڑھائیں اور نیچے دُکان میں چلا گیا۔ کئی گھنٹوں تک میں چیزوں کو اِدھر سے اُدھر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میری مرضی کی سیٹنگ ہوگئی۔ اس کام میں اتنی تھکن ہوگئی کہ میں پورے کپڑوں میں بستر پر گرا اور فوراً ہی سو گیا۔ لیکن اس سے پہلے میں نے کھڑکیوں کے پردے ہٹا دیئے تھے۔ تاکہ چار بجے جاگ جاؤں۔

صبح چار بجے اُٹھ کر میں مارکیٹ جانے کے لئے تیار ہوا۔ یہ خیال بہت ہیجان انگیز تھا کہ میں ایک بار پھر خریداری کے لئے سبزی منڈی جا رہا ہوں۔ دو سال سے میں نے مارکیٹ کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔

مارکیٹ میں باب میکنز سے چند منٹ پہلے ہی پہنچ گیا تھا۔ ذرا سی دیر میں مجھے اندازہ ہوگیا کہ میکنز مارکیٹ سے بے خبر نہیں ہے۔ اسے سب معلوم تھا

کہ کیا کہاں سے ملے گا......؟ لیکن خریداری کا سلیقہ اس میں نہیں تھا۔ اسے کوالٹی کی سمجھ بھی نہیں تھی۔ میں نے سوچا۔

''چند روز میں مجھے پتا چل جائے گا کہ کس ڈیلر کے پاس اچھے اور تازہ مال کے سپلائرز آتے ہیں۔ پھر میں ان سے رابطہ بڑھاؤں گا۔ یوں ریٹ بھی مناسب ملے گا اور بہ وقت ضرورت اُدھار بھی مل جائے گا۔''

مجھے اندازہ ہوگیا کہ باب کو ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ بلکہ وہ تو انہیں سمجھتا ہی نہیں ہے۔

اس روز میں نے اسے آزادی کے ساتھ خریداری کرنے کا موقع دیا۔

صبح میں نے پہلی بار دُکان کھولی۔ مجھے پہلے ہی لمحے اس دُکان سے محبت ہوگئی۔ باب میکنز اور دونوں لڑکیاں مجھے سر کہہ کر مخاطب کرتی تھیں، اور مجھے اُلجھن ہوتی تھی۔ چند روز میں، میں اس کا بھی عادی ہوگیا۔ لیکن ان لوگوں کو میری ترتیب سمجھنے میں زیادہ وقت لگا۔ اور انہیں یہ بات بھی عجیب لگی کہ میں گاہکوں کے جاگنے سے پہلے پھلوں کے کریٹ باہر سجانے کا قائل ہوں۔

بہرحال بیکی نے دیکھا تو نئی سیٹنگ کو بے ساختہ سراہا۔ لیکن وہ اس سے ڈر رہی تھی کہ مقامی انتظامیہ پھلوں کے کریٹ اور سبزیوں کی ٹوکریاں باہر رکھنے پر اعتراض نہ کرے۔

''کیوں......؟ کیا چیلسی میں یہ رواج نہیں......؟''

میں نے اس سے پوچھا۔ مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ایک مہینے کے اندر اندر مجھے دُکان کے مستقل گاہکوں کے نام
ہوگئے۔ دو ماہ میں مجھے ان کی پسند، ناپسند، مقصد حیات...... بلکہ ان باتوں کا بھی علم ہوگیا جو وہ اپنی دانست میں اپنے تک محدود رکھتے تھے۔ ہر روز دُکان بند ہونے کے بعد میں اسی مخصوص بینچ پر جا بیٹھتا اور چیلسی ٹیرس میں آنے

جانے، چلنے پھرنے والوں پر نظر رکھتا۔ تھوڑے ہی دن میں مجھے اندازہ ہوگیا کہ وائٹ چیپل ٹیرس میں فرق صرف معیارِ زندگی کا ہے۔ ورنہ سیب بھی وہی ہے اور سیب خریدنے والے بھی وہی۔ دونوں جگہ کے باسیوں کی ضرورتیں ایک جیسی ہیں۔

شاید اسی مشاہدے کی وجہ سے مجھے دوسری دُکان خریدنے کی سوجھی۔ اور کیوں نہ سوجھتی......؟ چیلسی ٹیرس پر ''ٹرمپرز'' واحد دُکان تھی جس کے باہر گاہکوں کی باقاعدہ طویل قطار لگتی تھی۔ لوگ صبر و تحمل سے اپنی باری کا انتظار کرتے تھے۔

بیکی اس دوران یونیورسٹی میں اپنی پڑھائی میں لگی تھی۔ اس کے علاوہ وہ مسلسل مجھے اپنے دوست سے ملوانے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ اس کی دوستی گائی ٹرینتھم سے ہے۔ چنانچہ میں اس ملاقات سے بچتا رہتا تھا۔ کیونکہ میں ایسے شخص سے تعلقات نہیں رکھ سکتا تھا، جس کے بارے میں مجھے پورا یقین تھا کہ اس نے میرے دوست ٹامی کو قتل کیا ہے۔

لیکن کب تک میں عذر سے کام چلاتا......؟ بالآخر ایک دن مجھے ان کے ساتھ ڈنر کی ہامی بھرنی پڑی۔ لیکن جب بیکی ڈیفنی اور ٹرینتھم کے ساتھ ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی تو میں پچھتانے لگا۔ کاش میں یہاں نہ آیا ہوتا۔ دوسری طرف ٹرینتھم کا بھی یہی حال تھا۔ اس کے چہرے پر بھی وہی نفرت تھی، جو میرے دل میں دہک رہی تھی۔

بیکی کی سہیلی ڈیفنی کا انداز بے حد دوستانہ تھا۔ وہ خوب صورت لڑکی تھی۔ مگر اس سے بڑھ کر اس کی کھنک دار ہنسی مردوں کو اس کی طرف متوجہ کرتی تھی۔ اس کا اندازہ مجھے ریسٹورنٹ میں صرف چند منٹ میں ہوگیا۔ لیکن نیلی آنکھیں اور سنہرے بال مجھے کبھی پسند نہیں رہے تھے۔ وہ میرے ٹائپ کی ہرگز

نہیں تھی۔ میں نے وہاں مصلحتاً یہی ظاہر کیا کہ میں اور ٹرینتھم ایک دوسرے سے کبھی نہیں ملے ہیں۔

وہ میری زندگی کی سب سے مشکل اور ناخوش گوار شام تھی۔ میرا جی چاہتا تھا کہ بیکی کو اس خبیث کے بارے میں وہ سب کچھ بتا دوں، جو میں جانتا ہوں۔ لیکن بیکی کا والہانہ انداز بتاتا تھا کہ وہ میری بات پر کان نہیں دھرے گی۔ پھر ڈنر کے دوران بیکی بار بار مجھے بدمزگی سے دیکھتی رہی۔ حالانکہ اس کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ میں بھی سر جھکا کر کانٹے سے مٹر کے دانے شکار کرنے کی کوششوں میں مصروف رہا۔

بیکی کی سہیلی ڈیفن نے پُرمزاح گفتگو سے ماحول کو بہتر بنانے کی سر توڑ کوشش کی۔ لیکن وہاں اس کی جگہ چارلی چپلن ہوتا تو وہ بھی ناکام ہو جاتا۔ کیونکہ تین آدمیوں کے موڈ خراب ہوں تو ان کا چوتھا ساتھی کسی بھی طرح انہیں نہیں ہنسا سکتا۔

گیارہ بجے کے قریب میں نے بل منگوایا۔ چند منٹ بعد ہم ریسٹورنٹ سے نکل آئے۔ میں نے بیکی اور ٹرینتھم کو آگے نکلنے کا موقع دیا، تاکہ میں وہاں سے کھسک لوں۔ لیکن ڈیفن مجھ سے چپک گئی۔ اس کا کہنا تھا کہ دُکان میں جو میں نے تبدیلیاں کی ہیں، وہ ان کے بارے میں جاننا چاہتی ہے۔

میں نے دُکان کا دروازہ کھولا۔ اس وقت ڈیفن نے مجھ سے جو سوال کیا، اس سے مجھے اس کی غیر معمولی قوتِ مشاہدہ کا احساس ہوگیا۔

"تم بیکی سے محبت کرتے ہونا......؟ ہے نا......؟"

اس کے لہجے میں کامل یقین تھا۔

"ہاں......!"

میں نے حیرت انگیز ڈھٹائی سے کہا۔ کیونکہ میں اپنے ذاتی معاملات پر کسی سے گفتگو پسند نہیں کرتا۔

اس کا دوسرا سوال اور زیادہ حیران کن تھا۔

"اور گائی ٹرینتھم کو تم کب سے جانتے ہو......؟"

دُکان کے اندر فلیٹ کی طرف جانے والے زینے پر چڑھتے ہوئے میں نے اسے بتایا کہ مغربی محاذ پر ہم ساتھ تھے۔ لیکن رینک کے فرق کی وجہ سے ہمارا کچھ زیادہ سامنا نہیں ہوا۔

"تو پھر تم اسے اتنا ناپسند کیوں کرتے ہو......؟"

ڈیفن نے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

میں ایک لمحے کو ہچکچایا۔ مگر پھر غصے کی ایک تند لہر اُٹھی، جو ہر احتیاط، ہر تکلف کو بہا لے گئی۔ میں نے اسے ٹامی کی موت کا واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ سنا دیا۔ میں نے اسے بتایا کہ مجھے یقین ہے کہ میرے دوست کو ٹرینتھم نے شوٹ کیا تھا۔

ہم دونوں خاصی دیر خاموش بیٹھے رہے۔ پھر میں نے کہا۔

"تم بیکی کو یہ سب کچھ ہرگز نہ بتانا۔ کیونکہ میرے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔"

اس نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔ پھر وہ مجھے دُنیا میں اس واحد شخص کے بارے میں بتانے لگی، جو اسے محبوب تھا۔ مجھے اندازہ ہوگیا کہ ہم دونوں کے درمیان دوستی کا اٹوٹ رشتہ قائم ہو چکا ہے اور سن کر مجھے اندازہ ہوا کہ ڈیفن کی محبت اتنی سچی، شفاف اور پاکیزہ ہے کہ اس نے میرے دل کی گہرائیوں کو چھو لیا ہے۔

آدھی رات کے بعد ڈیفن رخصت ہونے لگی تو اس نے مجھ سے

وعدہ کیا کہ وہ گائی کی شخصیت پر گرے پردے جلد از جلد اُٹھانے کی کوشش کرے گی۔ یہ جملہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس نے وضاحت کی، اور پہلی بار مجھے پڑھانے کے لئے بیٹھی۔ وہ میری پہلی ٹیوشن تھی۔ ڈیفن نے مجھے خبردار کیا کہ مجھے بہت محنت کرنی پڑے گی۔ کیونکہ بیکی مجھ سے پورے دس سال آگے ہے۔

دوسرے سبق کے دوران مجھے پتا چلا کہ بیکی ریسٹورنٹ میں مجھے بدمزگی سے کیوں دیکھ رہی تھی......؟ بات کھانے کے آداب اور سلیقے کی تھی، جس سے میں یکسر نابلد تھا۔

اگلے چند ماہ میں ڈیفن سے مسلسل ملتا رہا۔ بیکی کو بالکل اندازہ نہیں تھا کہ ہمارے درمیان کس نوع کا تعلق ہے۔ ڈیفن مجھے اس نئی دُنیا کے کسٹمز کے بارے میں بتاتی سکھاتی رہی۔ پریکٹیکل کے لئے وہ مجھے باہر بھی لے جاتی تھی، کبھی ملبوسات کی دُکانوں پر، کبھی سینماؤں میں اور کبھی ویسٹ اینڈ کے تھیٹرز میں۔

ان ڈراموں میں اگرچہ رقص نہیں ہوتا تھا پھر بھی مجھے لطف آتا تھا۔ ایک بات میں نے اس کی قبول نہیں کی۔ میں ہر ہفتے کوفٹ بال میچ دیکھتا تھا۔ اس نے کوشش کی کہ اس کے بجائے میں رگبی کے میچ دیکھوں۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔

ڈیفن نے ایک اہم ترین کام یہ کیا کہ مجھے نیشنل گیلری لے گئی، جہاں پانچ ہزار عظیم پینٹنگز موجود ہیں۔ وہاں میں اس محبت کا اسیر ہوا، جو عورتوں کی محبت سے کہیں زیادہ مہنگی ثابت ہوتی ہے۔ اس کے بعد تو یہ ہوا کہ کہیں تصاویر کی نمائش ہوتی تو میں خود اسے گھسیٹ کر وہاں لے جاتا۔ ان دنوں لندن کی اعلیٰ سوسائٹی میں رینوائر، مینٹ اور اسپین کا ایک ابھرتا ہوا

نوجوان مصور پکاسو بہت مقبول ہو رہے تھے۔

مجھے اُمید تھی کہ میرے اندر یہ تبدیلی بیکی کو پسند آنے لگی۔ لیکن اسے تو گائی ٹرینتھم کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔

ڈیفن کے اصرار پر میں نے دو روزنامے باقاعدگی سے پڑھنے شروع کر دیئے...... وہ تھے ڈیلی ایکسپریس اور نیوز کرونیکل۔ کبھی وہ مجھے لاؤنڈیز اسکوائر، اپنے گھر بھی لے جاتی تھی۔ وہاں میں اس کے پسندیدہ میگزین بھی پڑھ لیتا تھا۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ بڑے اور اہم لوگوں کے بارے میں میری معلومات میں اضافہ ہونے لگا۔ ایک بار میں سوتھبی بھی گیا۔ وہاں ایک تصویر کی میں نے ناقابلِ تصور رقم میں نیلامی چھوٹتے دیکھی...... نو سو گنی! خدا کی پناہ......! میری تو سانس رُکنے لگی تھی۔ اتنے کی تو میری پوری دُکان مع اپنے مال اور ساز و سامان کے بھی نہیں تھی۔

لیکن اتنی تصویریں دیکھنے کے باوجود ٹامی کی دی ہوئی...... کنواری مریم اور بچہ مسیح کی تصویر میرے نزدیک شاہکار تھی۔ میں اس پر فخر کرتا تھا کہ میں اس کا مالک ہوں۔

جنوری 1920ء میں بیکی نے پچھلے سال کا حساب پیش کیا۔ وہ بہت حوصلہ افزا تھا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ دوسری دُکان کا جو خواب میں دیکھ رہا ہوں، وہ محض خواب نہیں ہے۔ اس تعبیر بھی ملنی ہے۔

پھر اچانک اسی ماہ چیلسی ٹیرس کی دو دُکانیں برائے فروخت کی حیثیت سے مارکیٹ میں آگئیں۔ میں نے فوراً ہی بیکی کو کہہ دیا کہ ان دُکانوں کی خریداری کے لئے اسے کسی نہ کسی طرح سرمائے کا بندوبست کرنا ہے۔

ڈیفن نے جو ہر روز مجھے پڑھانے آتی تھی، مجھے بتا دیا کہ رقم کے حصول میں بیکی کو بہت پریشانی ہو رہی ہے۔ میں ذہنی طور پر بیکی کی طرف سے

اس اطلاع کے لئے تیار ہوگیا کہ رقم کا بندوبست ممکن نہیں ہے۔ ایک تو وہ اِس طرف توجہ نہیں دے پا رہی تھی۔ اس کا دھیان تو ڑینتھم کی طرف لگا ہوا تھا۔ پھر اب تو وہ اور پریشان تھی کہ ڑینتھم اپنی رجمنٹ کے ساتھ انڈیا جا رہا تھا۔

پھر جس دن ڑینتھم انڈیا کے لئے روانہ ہوا، بیکی نے اعلان کر دیا کہ گائی کے ساتھ اس کی منگنی ہوگئی ہے۔ میرا جی تو یہ چاہا کہ پہلے بیکی کو مار دوں، اور پھر خود مر جاؤں۔ لیکن ڈیفن نے مجھے یقین دلایا کہ لندن میں ایسی دسیوں لڑکیاں موجود ہیں، جنہیں کبھی یہ سبز باغ دکھائے گئے تھے۔ بعد میں حقیقت بہت سنگین اور سنگ لاخ ثابت ہوئی۔ دوسری طرف بیکی پُراعتماد تھی کہ گائی اسے دھوکہ نہیں دے رہا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ان دونوں میں سے کس کی بات پر یقین کروں......؟

اگلے ہفتے میرا سابق کمانڈر خریداری کے لئے میری دُکان پر آیا۔ مجھے تو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ کرنل نے نہ صرف مجھے پہچان لیا، بلکہ مجھے رجمنٹ کے ڈِنر پر مدعو کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ اور پھر اس نے وعدہ پورا بھی کیا۔

لیکن کرنل سے ملنے کی وہ خوشی 24 گھنٹے بھی نہیں رہی۔ کیونکہ رات کو ڈیفن نے مجھے بتایا کہ بیکی اُمید سے ہے۔ اس وقت میں نے سوچا کہ کاش میں نے ڑینتھم کو مغربی محاذ پر ہی ختم کر دیا ہوتا، جہاں میں نے اس کی جان بچا کر زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی تھی۔ بہرحال میں نے سوچا کہ یہ اطلاع ملتے ہی وہ سب کچھ چھوڑ کر انڈیا سے واپس آئے گا اور یہاں بچے کی پیدائش سے پہلے بیکی سے شادی کر کے اپنا فرض نبھائے گا۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ تصور کہ وہ ہماری زندگی میں پھر سے آ جائے گا، میرے لئے ناقابل برداشت تھا۔ لیکن اس مسئلے کا باعزت حل ایک یہی تھا۔ ورنہ تو بیکی اپنی باقی کی زندگی معاشرے

میں اچھوت کی حیثیت سے گزارنے پر مجبور رہتی۔

خیر......! اس عرصے میں ڈیفن نے مجھے یہ بات سمجھائی کہ اگر ہمیں کاروبار میں توسیع کے لئے بینک سے قرض لینا ہے تو ہمیں ایک ایسے فرنٹ مین کی ضرورت ہوگی، جو بہت معزز ہو اور معاشرے میں ایک مقام رکھتا ہو۔ چونکہ بیکی کا عورت ہونا اس کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

ڈیفن ہمارے لئے فرنٹ مین کی تلاش میں لگ گئی۔ لیکن کامیابی بیکی کو حاصل ہوئی۔ رجمنٹ کے ڈِنر سے واپسی پر اس نے ڈیفن کو بتایا کہ اس نے ہمارے سابق کمانڈنگ آفیسر کرنل ہملٹن کا انتخاب کیا ہے۔ وہ ہمیں بینکوں سے قرضے دلوانے میں فرنٹ مین کا کردار ادا کرے گا۔ میں اس معاملے میں پُرامید نہیں تھا۔ لیکن بیکی کا کہنا تھا کہ اس نے کرنل کی بیوی سے وعدہ کر لیا ہے۔ لہٰذا ہمیں ایک بار کرنل کے گھر جا کر بات ضرور کرنی ہے۔

میں بے دلی سے سہی، لیکن چلا گیا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ دس دن بعد کرنل نے تحریری طور پر ہماری پیش کش قبول کر لی۔

چند روز بعد بیکی نے خود مجھے بتایا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ اس لمحے سے میری ساری دلچسپی اس بات پر مرکوز ہوگئی کہ اس اطلاع پر ڑینتھم کا کیا ردِعمل ہوا ہوگا۔ مگر بیکی نے یہ بتا کر مجھے حیران کر دیا کہ ابھی تک اس نے گائی کو یہ اطلاع نہیں دی ہے۔ جبکہ حمل قرار پائے چار ماہ ہو چکے تھے۔

سب سے پہلے تو میں نے بیکی سے یہ وعدہ لیا کہ وہ اسی رات ڑینتھم کو خط لکھے گی اور صبح ہی پوسٹ کرے گی۔ لیکن بیکی نے میرا یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا کہ وہ گائی کو دھمکی دے کہ اگر اس نے وعدہ نہیں نبھایا تو وہ اس کے خلاف عدالت میں جائے گی۔

اگلے روز ڈیفن نے مجھے بتایا کہ خط پوسٹ ہو چکا ہے۔ اس نے خود

بیکی کو خط لیٹر باکس میں ڈالتے دیکھا تھا۔

میں نے کرنل سے ملاقات کی اور اسے بیکی کی ابتلا کے بارے میں بتایا۔ کرنل نے کہا۔

"یہ دردِ سر تم مجھ پر چھوڑ دو......!"

چھ ہفتے بعد بیکی نے مجھے بتایا کہ ابھی تک گائی ڑینتھم کی طرف سے خط کا کوئی جواب نہیں آیا ہے۔ تب پہلی بار مجھے احساس ہوا کہ ڑینتھم کے بارے میں اس کے جذبات سرد پڑتے جا رہے ہیں۔

میں نے بیکی کو شادی کی پیش کش کی۔ مگر اس نے اسے سنجیدگی سے نہیں لیا۔ حالانکہ زندگی میں اس سے زیادہ سچی اور مخلصانہ پیش کش میں نے کبھی نہیں کی تھی۔ اس رات میں دیر تک جاگتا اور سوچتا رہا کہ میں خود کو بیکی کا اہل کیسے بناؤں......؟

دن گزرتے تھے۔ ڈیفن اور میں بیکی کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔ بیکی کی صورتِ حال اب چڑھتے چاند کی سی تھی۔ ادھر انڈیا سے اب تک جوابی خط نہیں آیا تھا۔ بچے کی پیدائش سے کافی پہلے بیکی نے گائی کا نام لے کر اس کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیا تھا۔

جب میں نے ڈینیل کو پہلی بار دیکھا تو سوچا، کاش میں اس کا باپ ہوتا۔ مجھے اس سے ایک نظر میں محبت ہوئی تھی۔ اس کی پیدائش میرے لئے مبارک تھی۔ کیونکہ بیکی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں اب بھی اس سے محبت کرتا ہوں......؟

"محبت......!"

وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میں اس سے کتنی محبت کرتا ہوں۔

ایک ہفتے بعد ہماری شادی ہوگئی۔ تقریب میں کرنل، باب

ڈیفن شریک تھے۔

اگلے موسم گرما میں پرسی اور ڈیفن کی شادی بھی ہوگئی۔ اس تقریب میں مجھے دھڑکا لگا تھا کہ مسز ڑینتھم کا سامنا ہوگا۔ لیکن پھر پرسی نے مجھے بتایا کہ اسے مدعو ہی نہیں کیا گیا ہے۔ مجھے افسوس ہوا۔ کیونکہ مجھے اس کو دیکھنے کا اشتیاق تھا۔

ڈینیل بہت تیزی سے بڑا ہو رہا تھا۔ جب اس نے پہلی بار بولنا سیکھا تو بار بار ایک ہی لفظ دہراتا رہا۔ میری خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔ کیونکہ وہ لفظ تھا۔

"ڈیڈ......!"

مگر میں اُداس بھی ہوگیا۔ میں جانتا تھا کہ کبھی نہ کبھی...... بلکہ وہ دن بہت زیادہ دُور نہیں جب ہمیں ڈینیل کو حقیقت بتانی ہوگی...... کہ میں اس کا باپ نہیں...... اور اس کے حقیقی باپ نے اسے اپنایا نہیں ہے، کیونکہ وہ شادی کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوا۔

"قبل از مرگ واویلا سے کیا فائدہ......؟"

بیکی مجھے سمجھاتی۔

لیکن میں خوفزدہ رہتا۔ میں جانتا تھا کہ ڈینیل کو کچھ نہ بتانے کا نتیجہ اور بھیانک ہوگا۔ یہ تو آفتاب آور دلیلِ آفتاب والا معاملہ تھا۔ چیلسی ٹیرس کے بہت سے لوگ تو ابھی سے حقیقت جن چکے تھے۔

سیل نے ٹورنٹو سے مجھے مبارک باد کا خط بھیجا۔ اس نے یہ اطلاع بھی دی کہ اب وہ کبھی ماں نہیں بنے گی۔ اس کے چار بچے تھے...... دو بیٹے اور دو بیٹیاں۔ اور یہ اس کے لئے کافی ہیں۔ اس کے شوہر کی بھی ترقی ہوگئی تھی۔ سب کچھ ہوا، لیکن اس نے یہ کبھی نہیں لکھا کہ اس کا انگلینڈ آنے کا ارادہ ہے۔ میرا

خیال ہے، وطن کی، گھر کی یادیں اس کے لئے خوش گوار نہیں تھیں۔ اسے کبھی ٹھیک سے کھانے کو ملا تھا اور نہ ہی آزادانہ طور پر سونے کے لئے بیڈ نصیب ہوا تھا۔

سی نے میری تعریف کی اور گریس کی شکایت کہ گریس مجھے خط لکھنے والی تھی، مگر لکھتی نہیں تھی۔ یہ عذر اس کے لئے ناقابل قبول تھا کہ کو وقت نہیں ملتا۔

"تم سے زیادہ مصروف تو نہیں ہوگی وہ۔"

سیل نے لکھا۔

لیکن میں جانتا تھا کہ گریس مجھ سے زیادہ مصروف ہے۔ وہ کے ایک ٹیچنگ ہاسپٹل میں مارڈسسٹر تھی۔ یہ خط پڑھ کر بیکی نے بھی مجھ اتفاق کیا۔ میں نے یہ بات سیل کو خط میں لکھ بھی دی۔

کٹی وقتاً فوقتاً چیلسی ٹیرس آتی رہتی تھی...... مگر صرف مجھ سے رقم اینٹھنے کے لئے۔ ہر بار اس کا مطالبہ پہلے سے زیادہ کا ہوتا تھا۔ لیکن وہ ہر بار غیر موجودگی میں آنے کا خاص طور پر اہتمام کرتی تھی۔ اور ہر بار وہ اتنا ہی تھی، جتنا اسے مل سکتا تھا۔

میں نے کٹی کی خوشامد کی، اسے سمجھایا کہ وہ کوئی ملازمت کر لے کہ میں نے خود اسے جاب کی پیش کش کی۔ لیکن وہ کہتی تھی کہ اس کی کسی طرح کے کام سے بنتی ہی نہیں ہے۔ اور ہمارے درمیان گفتگو کبھی چند منٹ سے زیادہ ہوتی ہی نہیں تھی۔ کیونکہ رقم ہاتھ میں آتے ہی وہ ہوا کے جھونکے کی طرح کھسک لیتی تھی۔

مجھے اندازہ ہوگیا کہ جیسے جیسے میری دُکانوں کی تعداد بڑھے گی، کے مطالبات بھی بڑھیں گے، اور اسے ملازمت پر قائل کرنا قطعاً ناممکن

جائے گا۔ پھر جب میں اور بیکی جلسٹن روڈ پر اپنے گھر میں منتقل ہوگئے تو کٹی کی آمد کا دورانیہ اور سکڑ گیا۔ وہ بار بار دُکان پر آنے لگی۔

میری کوشش تھی کہ چیلسی ٹیرس پر بکنے والی ہر دُکان خرید لوں۔ سٹر یکسل میری راہ میں مزاحم تھا۔ لیکن اس کی سرتوڑ کوشش کے باوجود میں پہلی سات دُکانیں بآسانی خریدنے میں کامیاب ہوگیا۔ اب میری نگاہیں 25 نمبر سے 99 نمبر تک کی پراپرٹی پر تھیں۔ اس پراپرٹی پر وہ فلیٹ تھے، جن میں سے ایک میں کبھی بیکی رہا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ میں ایک نمبر دُکان بھی خریدنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ میرے طویل المیعاد منصوبے میں سب سے زیادہ اہم تھی۔

1922ء میں معاملات بہت اچھی طرح سے چل رہے تھے۔ اب میں ڈیفن اور پرسی کی ہنی مون سے واپسی کی راہ دیکھ رہا تھا۔ میں اسے اب تک کی کامیابیوں کی تفصیل بتانے کے لئے بے تاب تھا۔

انگلینڈ واپسی کے ایک ہفتہ بعد ڈیفن نے مجھے اور بیکی کو ایٹن اسکوائر میں اپنے نئے گھر میں ڈنر پر مدعو کیا۔ میں اس دعوت کے لئے لمحہ لمحہ گن رہا تھا۔ میں سوچتا تھا کہ وہ یہ سن کر کتنی خوش ہوگی کہ اب میں آٹھ دُکانوں کا مالک بن چکا ہوں، اور جلسٹن روڈ پر میرا اپنا مکان ہے، اور یہ کہ میں فلیٹ والی پراپرٹی خریدنے والا ہوں۔

تصور میں اسکے دروازے پر کھڑے ہوکر ایک لمحے کو میں نے سوچا کہ وہ مجھے دیکھتے ہی مجھ سے کیا پوچھے گی؟ میرے پاس بھی اس کا جواب تیار تھا۔

"پورا بلاک خریدنے میں ابھی مجھے مزید دس سال لگیں گے۔"

میں کہوں گا۔

"اور آندھی، طوفان، جنگ، کوئی رکاوٹ مجھے نہیں روک سکے گی۔"

مگر اس ملاقات سے پہلے ہی ایک دھماکہ ہوگیا۔

11، جیلسٹن پر میرے گھر کے دروازے کی جھری سے ایک خط ڈا
گیا۔

میں نے وہ خط دیکھا۔ لفافے کی جلی تحریر کو میں خوب پہچانتا تھا۔ میں نے لفافہ کھولا اور کرنل کا خط پڑھنے لگا۔ خط پڑھ کر میری طبیعت بگڑنے لگی۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کرنل کو یوں اچانک استعفیٰ دینے کی کیا سوجھی ہے......؟

چارلی کی کہانی

(پانچویں درویش کی زُبانی)

چارلی نے ہال میں کھڑے ہو کر خط پڑھا اور فوراً ہی فیصلہ کیا کہ ڈیفن کے ہاں ڈِنر سے پہلے بیکی کو اس خط کے بارے میں کچھ نہیں بتائے گا۔ وہ بے چاری کب سے اس ڈِنر کی بے چینی سے منتظر ہے۔ کرنل کا یہ غیر متوقع استعفیٰ اس کے لئے دھچکا ثابت ہوگا۔

''تم ٹھیک تو ہو نا ڈارلنگ......؟''

بیکی نے زینے پر نمودار ہوتے ہوئے پوچھا۔

''تمہارا چہرہ اتنا زرد کیوں لگ رہا ہے......؟''

چارلی نے جلدی سے خط کو جیکٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

''ہاں......! میں ٹھیک ہوں......!''

اس نے نروس لہجے میں کہا۔

''اب آ بھی جاؤ......! ورنہ مجھے تو لگتا ہے کہ ہم وہاں پہنچ ہی نہیں سکیں گے۔''

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس نے سر اُٹھا کر دیکھا۔ بیکی وہ گلابی ڈریس پہنے تھی، جو اُ… پسند کیا تھا۔

"دیکھی میری پسند......!"

اس نے کہا۔

"تم اس ڈریس میں بے حد اشتہا انگیز لگ رہی ہو۔ اس گاؤن… ڈیفن بھی رشک کرے گی۔"

"تم خود بھی کم اچھے نہیں لگ رہے ہو......!"

"اس سوٹ میں میں تو خود کو رٹز کا ویٹر محسوس کر رہا ہوں۔"

چارلی نے کہا۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو......؟"

بیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جبکہ تم کبھی رٹز گئے ہی نہیں......!"

"بہرحال...... یہ سوٹ ہماری اپنی دُکان کا سلا ہوا ہے۔"

چارلی نے کہا اور بڑھ کر بیکی کے لئے دروازہ کھولا۔

"تو یہ بتاؤ کہ سلائی کا بل ادا کر دیا یا نہیں......؟"

اٹین اسکوائر تک کے سفر میں بیکی مسلسل بولتی رہی۔ لیکن چارلی… ہوں ہاں کرتا رہا۔ وہ یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آخر ایسا کیا …ا کہ… نے استعفیٰ دے دیا۔ جبکہ معاملات ٹھیک ٹھاک چل رہے ہیں۔

"تو پھر بتاؤ کہ میں اس سلسلے میں کیا کروں......؟"

بیکی نے پوچھا۔

"جو مناسب سمجھو......!"

"میں اتنی دیر سے بولے جارہی ہوں، اور تم نے ایک لفظ بھی نہ

سنا۔"

بیکی نے کہا۔

"کیا تم مجھے نادان سمجھتے ہو چارلی ٹرمپر......؟ اور یہ بھی بھول جاتے ہو کہ ہماری شادی کو دو سال ہو چکے ہیں......؟"

"سوری......!"

چارلی نے اپنی چھوٹی آسٹن کو پارک کرتے ہوئے کہا۔

"ویسے سنو......! رہنے کے لئے یہ جگہ بھی بری نہیں۔"

اس نے بیوی کے لئے کار کا دروازہ کھولا۔

"ابھی ہم اس قابل نہیں ہیں......؟"

"کیوں......؟"

"کیونکہ مسٹر ہیڈلو اس کے لئے ہمیں قرض نہیں دلوا سکیں گے۔"

انہوں نے اطلاعی گھنٹی بجائی اور داخلی دروازے کے قدمچوں پر قدم رکھے۔ ان کے اوپری قدمچے پر پہنچنے سے پہلے ہی بٹلر نے ان کے لئے دروازہ کھول دیا۔

"مجھے یہ بھی برا نہیں لگے گا۔"

چارلی نے کہا۔ اس کا اشارہ بٹلر کی طرف تھا۔

"زیادہ مت پھیلو......!"

"ٹھیک ہے......! مجھے اپنا مقام یاد رکھنا چاہئے۔"

بٹلر ان دونوں کو ڈرائنگ روم میں لے گیا۔ وہاں ڈیفن بیٹھی کچھ پی رہی تھی۔ بیکی اس کی طرف لپکی اور اس سے لپٹ گئی۔ بیکی نے اس کے سراپا کا جائزہ لیا اور شکایتاً بولی۔

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں......؟"

''دیکھنا چاہتی تھی کہ کب تک راز، راز رہ سکتا ہے......؟''

ڈیفن نے کہا۔

''لیکن حسب سابق اس معاملے میں بھی تم مجھ سے آگے ہی ہو۔''

''بہت زیادہ تو نہیں، تمہارے ہاں کب متوقع ہے......؟''

''ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ جنوری میں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کلارنس آتا ہے یا کلاریسا......؟''

بیکی اور چارلی ہنسنے لگی۔

''مذاق مت اُڑاؤ......! یہ پرسی کے خاندان کے ممتاز ترین لوگوں کے نام ہیں۔''

اسی وقت پرسی ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

''یہ ٹھیک کہہ رہی ہیں لیکن یہ کسی کو بھی نہیں معلوم کہ اپنے کس کارنامے کی وجہ سے میرے یہ اجداد مشہور اور ممتاز ہوئے......؟''

''گھر واپسی مبارک ہو......!''

چارلی نے اُٹھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔

''شکریہ چارلی......!'

پرسی نے کہا۔ پھر بیکی کے رُخسار پر ہلکا سا بوسہ دیا۔

''تم دونوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔''

اسی وقت ایک ملازم وہسکی اور سوڈا لے آیا۔

''اب تم بتاؤ بیکی......! کہ یہاں کیا کچھ ہوتا رہا ہے......؟ پوری تفصیل سے بتاؤ......! چھوڑنا کچھ نہیں......!''

بیکی اور پرسی ایک صوفے پر اور ڈیفن چارلی کی طرف بڑھ گئی، جو دیوار پر آویزاں پینٹنگز کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ سب روغنی تصاویر تھیں۔

''یہ پرسی کے اجداد کی تصویریں ہیں۔''

ڈیفن نے اسے بتایا۔

''یہ تمام کی تمام دوسرے درجے کے مصوروں کی بنائی ہوئی ہیں۔ تمہارے ڈرائنگ روم میں جو کنواری مریم کی تصویر ہے، اس کے بدلے میں یہ سب تمہیں دینے کو تیار ہوں۔''

''نہیں......! یہ تصویر تم نہیں دو گی۔''

چارلی ایک تصور کے سامنے ٹھہر گیا۔ وہ سیکنڈ مارکوئس آف ولٹ شائر کی تصویر تھی۔

''آں ہاں......! ٹھیک کہہ رہے ہو۔''

ڈیفن نے کہا۔

''یہ ہول بائن کی بنائی ہوئی ہے۔''

''اور ہول بائن نے کبھی ایسٹ اینڈ کے علاقے میں قدم بھی نہیں رکھا ہوگا۔''

چارلی نے ہنستے ہوئے کہا۔

ڈیفن بھی ہنسنے لگی۔

''اس پر مجھے یاد آیا چارلی......! وہ تمہارا کوکنی لہجہ کیا ہوا......؟''

''ابھی لو......!''

یہ کہہ کر چارلی نے اپنے کوکنی لہجے میں چند جملے اس کی طرف اُچھالے۔

''یہ ہوئی نا بات......! میری نائٹ کلاسز ہوگئیں نا بے کار......!''

''شش......!''

چارلی نے بیکی کی طرف دیکھتے ہوئے سرگوشی میں کہا۔

''میری بیوی کو یہ بات معلوم نہیں، اور ابھی میں اسے بتانا بھی نہیں چاہتا۔''

''ٹھیک ہے......! بے فکر رہو......! میں اسے نہیں بتاؤں گی۔ پتا ہے...... میں نے پرسی کو بھی کچھ نہیں بتایا ہے۔''

ڈیفن نے بھی سرگوشی میں کہا۔ اس نے بیکی کی طرف دیکھا، جو بڑے انہماک سے اس کے شوہر سے بات کر رہی تھی۔

''ویسے تمہارے خیال میں کتنا عرصہ......''

''میرا اندازہ ہے کہ دس سال تو لگیں گے۔''

''اوہ......! میرا خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ نو ماہ لگتے ہیں۔''

ڈیفن نے کہا۔

''اب اگر تم ہاتھی ہو تو اور بات ہے......!''

اپنی غلطی محسوس کر کے چارلی مسکرایا۔

''اچھا......! وہ...... میرے خیال میں دو ماہ ہیں۔ بیٹا ہوا تو ٹامی، بیٹی ہوئی تو ڈیبی۔ پھر دیکھیں گے کہ تمہارے کلارنس یا کلاریسا سے اس کی جوڑی جمتی ہے یا نہیں......؟''

''آئیڈیا تو اچھا ہے۔ لیکن دُنیا جس طرح تبدیل ہو رہی ہے، اس کے تحت مجھے ڈر ہے کہ میری اولاد تمہارے کاؤنٹر پر کام کرتی نظر آئے گی۔''

اس کے بعد ڈیفن کے سوالات کی بمباری شروع ہوگئی۔ مگر چارلی کا دھیان ہول بائن کے بنائے ہوئے پورٹریٹ سے ہٹ ہی نہیں رہا تھا۔ بالآخر ڈیفن نے کہا۔

''چلو چارلی......! اب کچھ کھا پی لو......! آج کل مجھے بھوک بہت لگ رہی ہے۔''

پرسی اور بیکی بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ چاروں ڈائننگ روم میں چلے گئے۔ وہاں جو چھ تصویریں لگیں تھیں، وہ سب کی سب رینالڈز کی بنائی ہوئی تھیں۔

''ان میں جو سب سے بدصورت ہے، وہ پرسی کے رشتہ دار کی ہے۔''

ڈیفن نے چارلی کو مطلع کیا۔

چارلی نے دیکھا، وہ گرے لباس میں ایک خاتون کی تصویر تھی۔

''اگر ان کے پاس کثیر دولت نہ ہوتی تو یہ کبھی والٹ شائر فیملی میں داخل نہ ہو پاتیں۔''

کھانے کے دوران ان کے درمیان معلومات کا تبادلہ ہوتا رہا۔ کافی کا دوسرا دور چلا تو ڈیفن اور بیکی مردوں کو سگار سے لطف اندوز ہوتا چھوڑ کر چل دیں۔

''اچھا ہوا کہ انہوں نے ہمیں کچھ دیر کے لئے اکیلا چھوڑ دیا۔''

پرسی نے کہا۔

''کیونکہ اب ایک ناخوش گوار موضوع پر بات ہونی ہے۔''

چارلی کی زندگی کا وہ پہلا سگار تھا، اور وہ سوچ رہا تھا کہ یہ اذیت ہر روز اُٹھانا کیسا لگتا ہوگا......؟

''میں اور ڈیفن انڈیا بھی گئے تھے۔''

پرسی نے کہا۔

''وہاں ہمارا سامنا اس لفنگے ٹرینتھم سے ہوا۔''

چارلی کو پھندا لگ گیا۔ وہ کھانسنے لگا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے میزبان کی گفتگو پر دھیان دے رہا تھا۔ اس نے سگار بجھا دیا۔

''اس نے دھمکی دی کہ وہ وطن واپس آ کر تم سے نمٹے گا۔ اب یہ محض

اس کا بڑبولا پن بھی ہو سکتا ہے۔"

پرسی نے کہا۔

"لیکن ڈیفن کا کہنا تھا کہ ہمیں تم کو بہر حال باخبر رکھنا چاہئے۔"

"مگر میں کیا کر سکتا ہوں......؟"

"میرے خیال میں کچھ بھی نہیں......! پھر بھی بے خبری نامناسب تھی۔ اب ٹرینتھم کسی دن بھی واپس آسکتا ہے۔ اس کی ماں تمام جاننے والوں کو بتاتی پھر رہی ہے کہ اسے یہاں ایسی آفر کی گئی ہے، جو رد ہی نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے وہ اپنا فوج کا کیریئر قربان کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے، سب لوگوں کو اس کی بات پر یقین ہے۔ اب سچے لوگ تو سب کو سچا ہی سمجھتے ہیں۔"

"تمہارا کیا خیال ہے......؟ میں بیکی کو بتا دوں یہ بات......؟"

چارلی نے پوچھا۔

"نہیں......! یہ مناسب نہیں۔ خود میں نے ٹرینتھم سے دوسری ملاقات کے بارے میں ڈیفن کو کچھ بھی نہیں بتایا۔ تو بیکی کو بلاوجہ یہ تفصیل کیوں بتائی جائے......؟ دیکھو نا...... اس وقت وہ ایسے مرحلے سے گزر رہی ہے۔"

"ٹھیک کہتے ہو......!"

"اس لئے فی الحال اس مسئلے کو نظر انداز کر دو۔ اب ان کے پاس چلتے ہیں۔"

دوسرے کمرے میں بیکی ڈیفن سے امریکہ کے قصے سن رہی تھی۔ ڈیفن کہہ رہی تھی کہ برطانیہ کو امریکہ کو آزادی نہیں دینی چاہئے تھی۔ پھر وہ انڈیا کے بارے میں بتانے لگی۔ وہاں گاندھی انگریزوں کو نکالنے کے درپے تھا۔ اس کے جثے اور حلیے کے بارے میں سن کر بیکی کو ہنسی آگئی۔

"مجھے تو وہ شخص بہت متاثر کن لگتا ہے۔"

چارلی نے سگار کا کش لیتے ہوئے تبصرہ کیا۔

بیکی حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

واپسی کے سفر میں بیکی مسلسل بولتی رہی۔ جو کچھ اس نے ڈیفن سے سنا تھا، دہرا رہی تھی۔ چارلی کو اندازہ ہوگیا کہ ڈیفن نے بیکی کو گائی ٹرینتھم کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے۔

چارلی کی وہ رات بڑی بے چینی میں گزری۔ اس کے ذہن میں کرنل کے استعفے کا بوجھ تھا۔ اور اس پر مستزاد یہ فکر کہ ٹرینتھم واپس آ رہا ہے۔ اب نہ جانے وہ کیا گھٹیا حرکت کرے گا......؟

صبح چار بجے وہ اُٹھا۔ مارکیٹ جانے کے لئے اس نے اپنے پرانے کپڑے پہنے۔ اب بھی ہفتے میں کم از کم ایک بار وہ خریداری کے لئے مارکیٹ خود جانے کی کوشش کرتا تھا۔ اس کے خیال میں اسٹاف میں ابھی تک اس کا نعم البدل نہیں تھا۔ مارکیٹ میں ایک تیز طرار تاجر نیڈ ڈیننگ نام کا تھا۔ اس سے تنگ آ کر چارلی نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اسے اپنے ہاں لے آئے گا۔

اور اگلے پیر کو چارلی اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا۔ وہ نیڈ ڈیننگ کو نمبر 147 میں پہلے جنرل منیجر کی حیثیت سے لے آیا۔ سپلائی کے لئے اس نے ایک وین بھی خرید لی تھی۔

اس روز چارلی نے مارکیٹ سے شاپنگ کی۔ نمبر 147 اور 131 میں سامان لگایا اور سات بج کر پانچ منٹ پر ناشتے کے لئے گھر چلا گیا۔ کرنل کو فون کرنے کے لئے اس کے نزدیک یہ مناسب وقت نہیں تھا۔

ناشتہ اس نے ڈینیل اور اس کی انا کے ساتھ کیا۔ بیکی کی طبیعت کچھ خراب تھی، اس لئے وہ نیچے نہیں آئی۔ ننھے ڈینیل کے پاس سوالات ہی سوالات ہوتے تھے۔ ان کے جواب دینا چارلی کو بہت اچھا لگتا تھا۔

بہت دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر انّا ڈینیل کو زبردستی اوپر
میں لے گئی۔ وہ جانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اس کی ایک نہ چلی۔ اس کے
کے بعد چارلی نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ آٹھ بج چکے تھے۔ مگر چارلی
ابھی بھی فون کرنا مناسب نہیں سمجھا اور وقت گزاری کرتا رہا۔

نو بجے اس نے کرنل کا نمبر ملایا۔

''میں کرنل سے بات کر سکتا ہوں......؟''

''میں ابھی انہیں بتاتا ہوں۔ آپ ہولڈ کریں۔''

تھوڑی دیر بعد کرنل کی آواز اُبھری۔

''گڈ مارننگ چارلی......! کیسے ہو......؟''

''میں آپ سے ملنے آنا چاہتا ہوں جناب......!''

''ضرور......! ایسا کرو کہ دس بجے آ جاؤ......! اس وقت تک الزبتھ اپنی
بہن سے ملنے کے لئے جا چکی ہوگی۔''

''جی بہتر......! میں ٹھیک دس بجے پہنچ جاؤں گا۔''

چارلی وقت گزاری کے لئے چیلسی ٹیرس پہنچ گیا۔ اس نے اپنی
آٹھوں دُکانوں کا سروے کیا، فلیٹ والی زمین کا جائزہ لیا۔ پھر وہ ہارڈ ویئر
اسٹور میں جا کر میجر آرنلڈ سے ملا۔ اس سے وہ کام کے بارے میں بات کرتا
رہا۔ اسے شراب کی دُکان کے بارے میں تشویش تھی، جو فی الحال خسارے میں
جا رہی تھی۔ چارلی کو فخر تھا کہ لندن میں وہ پہلا دُکاندار ہے جو ٹیلی فون پر آرڈر
لے کر مال گھروں پر پہنچاتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ سہولت صرف سبزی اور فروٹ
کی دُکان کے لئے تھی۔ لیکن انہوں نے اسے شراب کی دُکان پر بھی پہنچا دیا
تھا۔ اس کے باوجود خسارے سے نجات نہیں ملی تھی۔

یہ سامان گھر پہ پہنچانے والا آئیڈیا اسے امریکہ سے ملا تھا۔ امریکہ

اُڑان

سے وہ بہت متاثر تھا۔ وہ خود وہاں جا کر کاروبار کے نت نئے انداز دیکھنے کا
خواہاں تھا۔

ویسے اسے یاد تھا کہ یہ سلسلہ اس نے ایسٹ اینڈ میں شروع کیا تھا۔
اس وقت کٹی ڈلیوری گرل تھی۔ لیکن اب اس کے پاس ڈلیوری کے لئے ایک
گاڑی تھی۔ جس پر جلی حروف میں...... ٹرمپر، ایماندار تاجر، قائم کردہ
1823ء......لکھا تھا۔

چیلسی ٹیرس کے کارنر پر وہ رُکا اور اس نے وہاں کی سب سے نمایاں
دُکان کا جائزہ لیا، جو اپنی بڑی کھڑکی اور ڈبل ڈور کی وجہ سے بہت اچھی لگتی
تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ وہ مسٹر فوتھرگل سے اس سلسلے میں
بات کرے۔ دُکان پر کام کرنے والے ایک سابق ملازم نے اسے بتا دیا تھا کہ
مسٹر فوتھرگل اب تک دو ہزار پاؤنڈ کے مقروض ہو چکے ہیں۔

چارلی دُکان نمبر 1 میں داخل ہوا۔ وہ کنواری مریم کی تصویر دوبارہ
فریم کرنے کے لئے دے کر گیا تھا۔ اصولاً اب سے تین ہفتے پہلے اسے تصویر
لینے آنا چاہئے تھا۔ مگر اس نے دانستہ دیر کی تھی۔

''میری تصویر فریم ہو گئی......؟''

اس نے دُکان میں کام کرنے والی لڑکی سے پوچھا۔

کام میں تاخیر پر اس نے کوئی شکایت نہیں کی۔ اس بہانے وہ یہاں
بار بار آتا اور سن گن لیتا رہا تھا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ وال پیپر جگہ جگہ سے
بے رنگ اور بوسیدہ ہو رہا تھا۔ ریسپشن پر اب صرف ایک لڑکی تھی۔ اس سے
اس نے اندازہ لگایا کہ ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی باقاعدگی سے نہیں کی جا
رہی ہوگی۔ مجموعی طور پر گویا صورتِ حال اس کے لئے حوصلہ افزا تھی۔

بالآخر مسٹر فوتھرگل فریم شدہ تصویر لے کر آئے اور تصویر اسے پیش

کی۔

''شکریہ......!''

چارلی نے کہا اور تصویر کو بڑی محبت سے دیکھا۔ اس احساس ہوا کہ وہ تصویر کے لئے ہڑک رہا تھا۔

''ایک بات بتائیں......!''

اس نے سرسری انداز میں مسٹر فوتھرگل سے پوچھا۔

''اس کی قیمت کے بارے میں آپ کا کیا اندازہ ہے......؟''

یہ کہتے ہوئے اس نے دس شلنگ کا نوٹ ان کی طرف بڑھایا۔

''زیادہ سے زیادہ چند پاؤنڈ......!''

اپنے شعبے کے ماہر فوتھرگل نے اپنی ٹائی کو چھوتے ہوئے کہا۔

''مقدس کنواری ماں اور مقدس بیٹے کی ایسی بے شمار تصاویر مارکیٹ میں موجود ہیں، جو غیر معروف مصوروں نے بنائی ہیں۔ شاید سینکڑوں کی تعداد میں ہوں گی، ایسی تصویریں۔''

''مگر مجھے کچھ اور لگتا ہے۔ نہ جانے کیوں......؟''

چارلی بڑبڑایا۔ پھر وہ دُکان سے نکل آیا۔

وہ چہل قدمی کرنے والے انداز میں پرنس گارڈن سے گزرا اور کرنل کے گھر کی طرف بڑھا۔ انداز ایسا تھا، جیسے اس کے پاس فرصت ہی فرصت ہے۔ وہ دس بجے سے ذرا پہلے وہاں پہنچنا چاہتا تھا۔

ابھی دن چڑھا نہیں تھا۔ لیکن چیلسی کے فٹ پاتھ پر بڑی گہما گہمی تھی۔ راستے میں اپنے کئی کسٹمرز سے اس کی علیک سلیک ہوئی۔

''گڈ مارننگ مسٹر ٹرمپر......!''

''گڈ مارننگ مسز سائمنڈز......!''

وہ اپنے ذہن کو اصل مسئلے پر مرکوز رنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پہلے تو اسے یہ معلوم کرنا تھا کہ چیئرمین شپ سے کرنل استعفیٰ کیوں دے رہا ہے......؟ اور اس کے بعد اسے قائل کرنا تھا۔ یہ بات طے تھی کہ وہ اس تجربہ کار سپاہی کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔

پارک کی تنگ روش سے گزرتے ہوئے اس نے ایک طرف ہٹ کر ایک عورت کو راستہ دیا، جو اپنے بچے کے پرام کو دھکیلتی ہوئی آ رہی تھی۔ پھر اس نے بینچ پر بیٹھے ہوئے ایک ریٹائرڈ فوجی کو سلیوٹ کیا، جو سگریٹ سلگا رہا تھا۔

پارک کراس کر کے وہ جلسٹن روڈ پر آ گیا۔ اب اس کی رفتار قدرے تیز تھی۔ اپنے گھر کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ مسکرایا۔ اس وقت تک وہ بغل میں دبی فریم شدہ تصویر کو بھول ہی چکا تھا۔ اصل میں اس کا ذہن اسی سوال میں اُلجھا ہوا تھا۔

''کرنل استعفیٰ کیوں دے رہا ہے......؟''

اسی وقت ایک چیخ سنائی دی۔ اور اس کے بعد دروازہ بند ہونے کی زوردار آواز۔ چارلی محض اضطراری طور پر پلٹا تھا۔ ورنہ اسے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ وہ کیا معاملہ ہے......؟

وہ جہاں تھا، وہیں رُک گیا۔ ایک بدحال شخص سڑک پر دوڑتا ہوا اسی طرف آ رہا تھا، جہاں وہ کھڑا تھا۔ وہ شخص حلیے سے کوئی لفنگا لگ رہا تھا۔ چارلی سحر زدہ سا کھڑا اسے قریب آتے دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ اس سے محض چند فٹ کے فاصلے پر وہ شخص بھی رُک گیا۔

چند لمحوں تک وہ دونوں ساکت و صامت کھڑے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ بدحال شخص کا شیو بڑھا ہوا تھا۔ اس لئے چارلی کو دُشواری ہوئی۔ لیکن بالآخر وہ اسے پہچان گیا۔ اور پہچاننے کے بعد وہ بے یقینی کا شکار ہو گیا۔

چارلی کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ بڑھی ہوئی شیو والا وہ گندا آدمی وہ شخص ہے، جسے اس نے پانچ سال پہلے پہلی بار ایڈن برگ کے ریلوے اسٹیشن پر دیکھا تھا۔

مگر وہ کیپٹن ٹرینتھم ہی تھا۔ یہ الگ بات کہ اس کے اوورکوٹ پر جہاں کیپٹن کے عہدے کی تین پٹیاں رہی ہوں گی، اب وہاں ان پٹیوں کا محض نشان تھا، وہ پٹیاں اُکھاڑ لی گئی تھیں۔

ٹرینتھم چند لمحے چارلی کے ہاتھ میں موجود تصویر کو گھورتا رہا۔ پھر اس کی نظریں جھک گئیں۔ پھر بالکل اچانک...... بے سان وگمان وہ چارلی پر جھپٹا۔ اس کا ہدف چارلی نہیں، بلکہ وہ تصویر تھی۔ چارلی کے لئے وہ سب کچھ اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ دفاع نہ کر سکا۔ تصویر اس کے ہاتھ سے چھین لی گئی۔

گائی ٹرینتھم پلٹا اور تیزی سے مخالف سمت میں بھاگ کھڑا ہوا۔ چارلی بھی اس کے پیچھے بھاگا۔ دونوں کے درمیان چند لمحوں کا فرق تھا۔ لیکن ٹرینتھم کو بھاری اوورکوٹ کی وجہ سے اور چھینی ہوئی تصویر کی وجہ سے بھاگنے میں دُشواری ہو رہی تھی۔

درمیانی فاصلہ اب بمشکل تین فٹ کا تھا۔ چارلی جھپٹ کر اسے کمر سے تھامنے ہی والا تھا کہ اسے دوسری چیخ سنائی دی۔ وہ ایک لمحے کو ہچکچایا۔ اسے ایسا لگا کہ چیخ کی آواز اس کے گھر کے اندر سے آئی ہے۔

اب وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے گائی ٹرینتھم کو نکل جانے دیا۔ وہ پلٹا اور گیارہ نمبر کی سیڑھیوں کی طرف لپکا۔ ڈرائنگ روم میں پہنچ کر اس نے بیکی کو دیکھا۔ باورچی اور انا اس پر جھکے ہوئے تھے۔ بیکی صوفے پر چت پڑی تھی۔ اس کی چیخوں میں ہی نہیں، چہرے پر بھی شدید اذیت تھی۔

چارلی کو دیکھ کر بیکی کی آنکھوں میں اُمید چمکی۔

"بچہ...... بچہ آ رہا ہے...... بچہ......!"

چارلی نے باورچی سے کہا کہ وہ بیکی کو کار تک لے جانے میں اس کی مدد کرے۔

وہ دونوں بیکی کو گھر سے باہر لائے۔ اتنی دیر میں انا گاڑی کا دروازہ کھول چکی تھی۔ انہوں نے بیکی کو عقبی نشست پر لٹا دیا۔ چارلی بہت غور سے بیکی کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ بالکل پیلا پڑ گیا تھا، اور وہ بہت تیزی سے بے ہوشی کی طرف جا رہی تھی۔

چارلی نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا۔

"گائیز ہاسپٹل میں میری بہن کو فون کر کے بتاؤ کہ ہم وہاں آ رہے ہیں۔ اس کو بتا دینا کہ یہ ایمرجنسی ہے۔"

اس نے باورچی کو ہدایات دیں۔ اسی لمحے گاڑی آگے بڑھ گئی۔

سڑکوں پر رش تھا۔ مگر وہ بچتے بچاتے بہت تیز رفتاری کے ساتھ ڈرائیو کر رہا تھا۔ بار بار وہ پلٹ کر بیکی پر بھی نظر ڈالتا، جیسے اس کے زندہ ہونے کا یقین حاصل کرنا چاہتا ہو۔

"خدایا......! ان دونوں کو زندہ رکھنا......!"

وہ حلق کے بل چلایا۔

وہ ساؤتھ وارک برج پر تھا کہ اس نے پہلی بار بیکی کے کراہنے کی آواز سنی۔

"بس......! ذرا دیر خود کو سنبھال لو ڈارلنگ......! میری خاطر...... بس ہم پہنچنے ہی والے ہیں۔"

اس کے لہجے میں التجا تھی۔

پل سے اُترتے ہی اس نے گاڑی پوری رفتار سے دوڑا دی۔ اب

سامنے ہاسپٹل کا گیٹ نظر آ رہا تھا۔

گاڑی گیٹ سے گزارتے ہی اس کی متلاشی نظروں کو گریس نظر آگئی اس کے ساتھ لمبے سفید کوٹ پہنے دو آدمی تھے، جن کے پاس اسٹریچر تھا۔ اس نے گاڑی وہاں لے جا کر روک دی۔

دونوں آدمیوں نے بیکی کو اسٹریچر پر ڈالا اور تیزی سے ہاسپٹل میں داخل ہوگئے۔ چارلی لپکتے قدموں سے اسٹریچر کے ساتھ چل رہا تھا۔ اس نے بیکی کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

”تم فکر نہ کرو......!“

گریس اسے تسلی دے رہی تھی۔

”میں نے سب سے سینئر ڈاکٹر آرمیٹیج کو بلوا لیا ہے۔ وہ منتظر ہیں۔“

پھر وہ بیکی کو آپریشن تھیٹر میں لے گئے۔ چارلی باہر اکیلا رہ گیا۔ وہ از خود فراموشی کی کیفیت میں اِدھر سے اُدھر ٹہلتا رہا۔ اسے کسی آنے جانے والے کی موجودگی کا احساس بھی نہیں تھا۔ اس وقت وہ کرۂ ارض پر اکیلا تھا۔

چند منٹ بعد گریس اسے تسلی دینے کے لئے باہر آئی۔ اس کا کہنا تھا کہ ڈاکٹر آرمیٹیج نے معاملات سنبھال لئے ہیں۔ اب بیکی محفوظ ہاتھوں میں ہے اور کسی بھی لمحے وہ نومولود کے رونے کی آواز سن سکے گا۔ پھر وہ دوبارہ آپریشن تھیٹر میں چلی گئی۔

چارلی ٹہلتا رہا۔ وہ بیکی کے بارے میں سوچ رہا تھا...... اور اپنے اور بیکی کے پہلے بچے کے بارے میں۔ کاش ......! وہ بیٹا ہو۔ وہ اس کا نام ٹامی رکھے گا...... ٹامی جو ڈینیل کا بھائی ہوگا...... اور ایک دن ٹرمپرز کا کاروبار سنبھالے گا۔ وہ خدا سے بیکی کے لئے دُعا کرتا رہا۔

”اے خدا......! بیکی کو زیادہ تکلیف نہ ہونے دینا۔“

وہ ٹہلتا رہا...... بڑبڑاتا رہا...... ایک بار پھر اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ بیکی سے کتنی شدید محبت کرتا ہے۔

اور اس دوران اس نے ایک بار بھی گائی ٹرمپر کے بارے میں نہیں سوچا۔ محبت نفرت سے کتنی بڑی ہوتی ہے...... اتنی بڑی کہ نفرت کو مٹا دیتی ہے......!

کوئی سوا گھنٹے بعد آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ایک دراز قد بھاری بھرکم شخص باہر آیا۔ اس کے پیچھے گریس تھی۔ چارلی نے ڈاکٹر کے چہرے کو ٹٹولنے والی نگاہوں سے دیکھا۔ لیکن اس چہرے سے وہ آپریشن کے نتیجے کا اندازہ نہیں کرسکا، کیونکہ اس چہرے پر سرجیکل ماسک تھا۔

پھر ڈاکٹر آرمیٹیج نے چہرے سے ماسک ہٹایا۔ اس کے چہرے پر چارلی کی دُعاؤں کا جواب لکھا تھا۔

”میں تمہاری بیوی کی زندگی بچانے میں کامیاب ہوگیا مسٹر ٹرمپر......!“

ڈاکٹر نے کہا۔

”لیکن مجھے افسوس ہے کہ تمہاری بچی اس دُنیا میں ایک سانس بھی نہیں لے سکی۔ سوری مسٹر ٹرمپر......!“

☆☆☆

آپریشن کے بعد کئی دن تک بیکی اسپتال کے اس کمرے میں رہی۔ چارلی کو بعد میں گریس سے پتا چلا کہ اگرچہ ڈاکٹر اس کی بیوی کی زندگی بچانے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ لیکن بیکی اتنی کمزور ہوگئی تھی کہ سنبھلنے کے لئے اسے کئی ہفتے درکار تھے۔ بیکی کو یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ اب شاید وہ کبھی ماں نہیں بن سکے

گی۔ اور اس نے ایسی کوئی کوشش کی تو اس کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

یہ بیکی کے لئے ایک اور صدمہ تھا۔

چارلی صبح و شام اس سے ملنے جاتا تھا۔ لیکن دو ہفتے بعد بیکی اس قابل ہوئی کہ اسے بتا سکے کہ کس طرح گائی ٹرینتھم اس روز گھر میں گھسا تھا اور کیسے اس نے اسے دھمکی دی تھی کہ وہ اسے بتائے کہ وہ تصویر کہاں ہے ورنہ وہ اسے ختم کر دے گا۔

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں......؟''

چارلی نے کہا۔

''آخر کیوں......؟''

''کچھ پتا چلا اس تصویر کا......؟''

''نہیں......! ابھی تک تو کہیں اس کی جھلک بھی دکھائی نہیں دی۔''

اسی وقت ڈیفن کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں باسکٹ تھی، جس میں کھانے پینے کی اشیاء تھیں۔ اس نے بیکی کے رُخسار پر بوسہ دیا، پھر اسے دو تازہ پھل پیش کئے جو اس نے ٹرمپرز سے خریدے تھے۔ پھر وہ بیڈ پر ٹک کر تازہ ترین خبریں سنانے لگی۔

اس نے انہیں بتایا کہ وہ ٹرینتھم کے گھر گئی تھی۔ گائی آسٹریلیا چلا گیا ہے، اور نہیں معلوم کہ وہاں کس جگہ مقیم ہے۔ اور اس کی ماں کا دعویٰ ہے کہ انگلینڈ کی سرزمین پر تو اس نے قدم بھی نہیں رکھا۔ وہ تو انڈیا سے ہی سیدھا سڈنی کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔

''براستہ جکسٹن روڈ......!''

چارلی نے تپ کر کہا۔

''پولیس کا یہ نظریہ نہیں ہے۔ ان کے خیال میں گائی 1920ء میں

انگلینڈ سے گیا تھا، اور اب تک واپس نہیں آیا ہے۔''

''تو ٹھیک ہے......! ہم انہیں بتائیں گے بھی نہیں۔''

چارلی نے بیکی کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

''کیوں بھئی......؟''

ڈیفن نے پوچھا۔

''کیونکہ آسٹریلیا اتنی دُور ہے کہ گائی کو اس کے حال پر چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ اور اب اس کے پیچھے پڑنے سے کچھ حاصل بھی نہیں ہوگا۔ اگر آسٹریلیا والوں نے اسے مناسب طوالت میں رسّی فراہم کر دی تو وہ خود کو پھانسی بھی دے لے گا۔''

''لیکن آسٹریلیا ہی کیوں......؟''

بیکی نے سوال اٹھایا۔

''مسز ٹرینتھم سب سے کہہ رہی ہیں کہ گائی کو وہاں کسی نے مویشیوں کی افزائش کے کاروبار میں شراکت کی پیش کش کی ہے۔ اب ایسی پیش کش ٹھکرائی تو نہیں جا سکتی، چاہے اس کے لئے فوج سے استعفیٰ دینا پڑے۔ تاہم پادری ہی وہ واحد آدمی ہے، جس نے اس کہانی پر یقین کیا ہے۔''

''یہ بتاؤ......! گائی کے لئے وہ آئل پینٹنگ اتنی اہم کیوں ہے کہ وہ ہر حال میں اسے حاصل کرنا چاہتا ہے......؟''

چارلی نے ڈیفن سے پوچھا۔

''یہ بات تو میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔''

ڈیفن نے بے بسی سے کہا۔

کرنل اور الزبتھ بھی کئی بار بیکی کی عیادت کے لئے آئے۔ کرنل مستقل کمپنی کے مستقبل کے بارے میں بات کرتا رہا۔ اس نے ایک بار بھی

اپنے استعفے کا تذکرہ نہیں کیا۔ چارلی نے بھی اس موضوع پر بات کرنے گریز نہیں کیا۔

بالآخر کراؤتر نے چارلس کو بتایا کہ فلیٹس کس نے خریدے ہیں......؟

☆☆☆

چھ ہفتے بعد چارلی اپنی بیوی کو لے کر جلسٹن روڈ گیا۔ گاڑی کی رفتا اتنی کم تھی کہ جیسے وہ شیشے کا سامان گاڑی میں رکھ کر لے جا رہا ہو۔ ڈاکٹر آرمٹیج نے بیکی کو ایک ماہ بیڈ ریسٹ کا مشورہ دیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ پوری طر سنبھلنے تک وہ کوئی کام نہیں کرے۔

اگلی صبح چارلی نے بیکی کو بستر میں ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف چھوڑا اور چیلسی ٹیرس کے لئے روانہ ہوگیا۔ وہاں وہ سیدھا جیولری شاپ میں گیا، جو اس نے اپنی بیوی کے غیاب میں خریدی تھی۔

وہاں چارلی نے بڑی چھان بین اور غور وخوض کے بعد سچے موتیوں کی ایک مالا، سونے کا ایک بریسلٹ اور وکٹورین طرز کی ایک نسوانی گھڑی خریدی۔ پھر اس نے ہدایت دی کہ یہ گائی ہاسپٹل میں گریس کو بھیج دی جائیں۔ گریس وہ نرس تھی، جس سے اسپتال میں بیکی کی دیکھ بھال کی تھی۔ اس نے بیکی کے لئے دن رات ایک کر دیئے تھے۔

وہاں سے وہ سبزی اور فروٹ کی دُکان پر گیا۔ اس نے باب کو عمدہ ترین پھلوں کی باسکٹ تیار کرنے کو کہا۔ پھر اس نے نمبر 101 سے مہنگی وائن کی ایک بوتل لی۔

''یہ باسکٹ اور بوتل 7 کیڈوگن اسکوائر، لندن، SW1 کے پتے پر میری طرف سے شکریہ کے ساتھ ڈاکٹر آرمیٹج کو بھیج دو......!''

اس نے کہا۔

''ابھی لیں......!''

باب نے کہا۔

''اور کچھ......؟''

''ہاں......! اور یہ تمام چیزیں زندگی بھر، ہر پیر کو انہیں بھجواتے رہو۔''

☆☆☆

تقریباً ایک ماہ بعد نومبر 1922ء میں چارلی کو پتا چلا کہ آرنلڈ کو ایک شاپ اسسٹنٹ کا متبادل تلاش کرنے میں دُشواری پیش آ رہی ہے۔ درحقیقت پچھلے کچھ عرصے سے اسٹاف کا انتخاب آرنلڈ کے لئے سب سے بڑا دردِسر بن گیا تھا۔ کیونکہ ایک آسامی جو خالی ہوتی تھی، اس کے لئے پچاس سے سو تک اُمیدوار آجاتے تھے۔ آرنلڈ کو ان کی شارٹ لسٹ تیار کرنی ہوتی تھی۔ کیونکہ چارلی کا اصرار تھا کہ انٹرویو آرنلڈ ہی لے گا۔

اس پیر کو پھلوں کی دُکان پر ریٹائر ہونے والے سیلز اسسٹنٹ کی جگہ آرنلڈ چند لڑکیوں کو منتخب کر چکا تھا۔

''میں نے تین لڑکیاں چنی ہیں۔''

اس نے چارلی کو بتایا۔

''میرا خیال ہے، ایک لڑکی جسے میں نے مسترد کیا، ایسی ہے، جس میں آپ کو دلچسپی ہوگی۔ لیکن میرے خیال میں اس جاب کی اہلیت نہیں رکھتی۔ تاہم......''

چارلی نے اس کی فراہم کی ہوئی شارٹ لسٹ کا جائزہ لیا۔

''جو آن مور......؟ میں کیوں دلچسپی لوں گا اس میں......؟''

چارلی نے کہا۔ پھر وہ چونکا۔

''اوہ......! اب میں سمجھا۔ تم واقعی ہر طرف دھیان دیتے ہو۔''

اس نے لڑکی کے بارے میں چند سطریں پڑھیں۔

''لیکن مجھے اس کی ضرورت...... مگر دوسرے زاویے سے دیکھو تو اس کی ضرورت ہے۔''

اس نے سر اُٹھا کر آرنلڈ کو دیکھا۔

''ٹھیک ہے......! تم اگلے ہفتے اس لڑکی سے میری ملاقات کا بندوبست کرو......!''

اگلی جمعرات کو چارلی نے خود جوان مور کا انٹرویو لیا۔ انٹرویو جلسٹن روڈ پر اس کے گھر میں ہوا۔ اس کا پہلا تاثر یہ تھا کہ لڑکی خوش مزاج، لیکن قدرے ناپختہ ہے۔ بہرحال بیکی کی خادمہ کی حیثیت سے اسے ملازمت دینے سے پہلے چند اہم سوال ضروری تھے۔

''کیا تم نے یہ درخواست اس لئے دی ہے کہ تم میری بیوی کے اور اپنے سابقہ آجر کے تعلق سے باخبر تھیں......؟''

لڑکی نے بڑے اعتماد سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

''جی ہاں......! جی ہاں جناب......!''

''تو کیا آپ کو وہاں سے نکال دیا گیا ہے......؟''

''جی نہیں جناب......! لیکن رُخصت ہوتے وقت انہوں نے مجھے ریفرنس دینے سے انکار کر دیا تھا۔''

''اس کی کوئی وجہ بتائی انہوں نے......؟''

''میرے سیکنڈ فٹ مین سے تعلقات تھے، اور میں نے بٹلر کو اس

بات سے آگاہ نہیں کیا تھا......؟''

''تو اس سے اب بھی تمہارے تعلقات ہیں......؟''

لڑکی ایک لمحے کو ہچکچائی۔ پھر اس نے جواب دیا۔

''یس سر......! کچھ رقم پس انداز کر پائیں تو ہم شاید کر لیں گے۔''

''گڈ......! تو پیر کی صبح سے تم کام پر آ جاؤ......! مسٹر آرنلڈ تمام معاملات طے کر لیں گے۔''

چارلی نے بیکی کو بتایا کہ اس نے اس کے لئے ایک خادمہ رکھی ہے تو اس نے پہلے تو ہنسی میں بات اُڑا دی۔ پھر سنجیدگی سے بولی۔

''میں اس کا کیا کروں گی......؟''

چارلی نے اسے تفصیل بتائی کہ اس کا کیا فائدہ ہے......؟

''یہ بات طے ہے چارلی ٹرمپر......! کہ تمہارا ذہن شیطانی انداز میں کام کرتا ہے۔''

بیکی نے کہا۔

☆☆☆

فروری 1924ء کی بورڈ میٹنگ میں کراؤتھر نے اراکین کو مطلع کیا کہ دُکان نمبر 1 ان کی توقع سے پہلے ہی فروخت کے لئے مارکیٹ میں آنے والی ہے۔

''اس کی وجہ......؟''

چارلی نے پُرتشویش لہجے میں پوچھا۔

''آپ کی پیش گوئی کہ فوتھرگل بمشکل دو سال اور جھیل سکے گا، درست ثابت ہو رہی ہے۔''

''اور وہ مانگ کیا رہا ہے......؟''

''یہ معاملہ اتنا سادہ اور آسان نہیں......!''

''کیسے......؟''

''اس نے اپنی پراپرٹی خود نیلام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔''

''نیلام کرنے کا......؟''

بیکی نے حیرت سے کہا۔

''جی ہاں......! یوں وہ پراپرٹی ایجنٹ کا کمیشن بچا لے گا۔''

''اوہ......! اچھا، تمہارے خیال میں کتنے تک میں نکل سکتی ہے اس کی پراپرٹی......؟''

کرنل نے پوچھا۔

''اس کا جواب دینا آسان نہیں......!''

کراؤتھر نے جواب دیا۔

''یہ ٹیرس کی ہر دُکان سے کم از کم چار گنا بڑی ہے۔ اس کی پانچ منزلیں ہیں۔ چیلسی میں یہ سب سے بڑے فرنٹ والی دُکان ہے۔ اس کے دو دروازے ہیں، جن میں سے ایک فلہم روڈ پر کھلتا ہے۔ ان وجوہات کے تحت اس کی قیمت کا تعین آسان نہیں۔''

''پھر بھی کوئی اندازہ تو لگاؤ......!''

کرنل نے کہا۔

''میرے نزدیک یہ کم از کم دو ہزار پاؤنڈ کی پراپرٹی ہے۔''

کراؤتھر نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

''لیکن خریدار زیادہ ہوئے تو یہ تین ہزار پاؤنڈ تک بھی جا سکتی ہے۔''

''اور اسٹاک کے بارے میں کیا کہو گے......؟''

بیکی نے پوچھا۔

''اس کی کیا پوزیشن ہے......؟''

''اسٹاک دُکان کے ساتھ ہی فروخت ہوگا۔''

''تمہارا کیا اندازہ ہے......؟ دُکان میں کتنا مال ہوگا......؟''

چارلی نے پوچھا۔

''میرے خیال میں یہ تخمینہ مسز ٹرمپر مجھ سے بہتر طور پر لگا سکتی ہیں۔''

''اب یہ اتنا متاثر کن نہیں۔ اچھا مال تو پہلے ہی بک چکا ہے۔ اس باوجود ایک ہزار کا مال تو ہوگا دُکان میں۔''

بیکی نے کہا۔

''تو دُکان کی قیمت تین ہزار کے لگ بھگ ہوگی۔''

ہیڈلو نے کہا۔

''لیکن میں بتا دوں......نمبر 1 اس سے زیادہ مہنگی بکے گی۔''

چارلی بولا۔

''کیوں......؟''

ہیڈلو نے پوچھا۔

''کیونکہ مسز ٹینتھم بھی اس کی اُمیدوار ہیں۔''

''تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو......؟''

کرنل نے پوچھا۔

''کیونکہ بیکی کی خادمہ کا ان کے فٹ مین سے رومانس چل رہا ہے۔''

اس پر سب لوگ ہنس دیئے۔ لیکن کرنل نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

''ابھی تو فلیٹس کا معاملہ تھا۔ اب وہ اور آگے جائے گی۔ کب تک گا یہ سلسلہ......؟''

"اس کے مرنے تک......!"

چارلی نے کہا۔

"میرا خیال ہے، یہ سلسلہ اس کے بعد بھی نہیں رُکے گا۔"

بیکی نے اضافہ کیا۔

"اگر تمہارا اشارہ اس کے بیٹے کی طرف ہے تو وہ بارہ ہزار میل بیٹھ کر ہمارے لئے رکاوٹیں نہیں کھڑی کر سکے گا۔ لیکن اس کی ماں بہرحال بہت خطرناک ہے۔ وہ فساد مچاتی رہے گی۔"

"اب مجھے یہ بتایا جائے کہ بورڈ نمبر 1 کے لئے مجھے کس حد تک جانے کی اجازت دے گا......؟" کرنل نے کہا۔

"میرا خیال ہے، موجودہ صورتِ حال میں پانچ ہزار کی منظوری دے دی جائے۔"

بیکی نے تجویز پیش کی۔

"لیکن اس سے زیادہ ہرگز نہیں......!"

ہیڈلو نے بیلنس شیٹ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"اور میری تجویز ہے کہ نیلامی میں مسز ٹریپر ہماری نمائندگی کریں ان کے تجربے کے پیشِ نظر......"

"آپ کا شکریہ کرنل......! لیکن مجھے بہرحال اپنے شوہر کی مدد کی ضرورت ہوگی۔"

بیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تو ہم سب ان کی اہمیت کو سمجھ چکے ہیں۔ بہرحال اس سلسلے میں میرا ایک منصوبہ ہے۔"

اس نے اپنے ساتھیوں کو اس خاکے کے بارے میں بتایا۔

"واہ......! بہت خوب......! یہ بتائیں...... مجھے شرکت کی اجازت مل سکے گی......؟"

کرنل نے خوش ہو کر کہا۔

"جی ہاں......! بلکہ آپ کی موجودگی ضروری ہوگی۔ میں اور چارلی وہاں مسز ٹریتھم کے عین پیچھے والی قطار میں بیٹھیں گے۔ ہم عین وقت پر وہاں پہنچیں گے اور کوشش کریں گے کہ مسز ٹریتھم کو ہماری موجودگی کا پتا نہ چلے۔"

"کتنا پریشان کیا ہے اس عورت نے......؟"

کرنل بڑبڑایا۔

"لیکن یہ ذہن میں رکھیں کہ وہ بہرحال کوئی کاروباری ذہن نہیں رکھتی۔ وہ امیچر ہے۔"

"اس کی کیا اہمیت ہے......؟"

ہیڈلو نے پوچھا۔

"ایسے لوگ نیلامی کے موقع پر جذباتیت کا شکار ہو کر بہت آگے نکل جاتے ہیں، جبکہ پروفیشنل آدمی اپنی حد سے تجاوز کبھی نہیں کرتا۔ ہمیں ہی بات ذہن میں رکھنی ہوگی کہ مسز ٹریتھم پہلی بار کسی نیلام میں شرکت کر رہی ہیں۔ اور یہ بھی ذہن میں رکھو کہ اس پراپرٹی کی ان کے لئے بھی وہی اہمیت ہے، جو ہمارے لئے ہے۔ اور وسائل کے معاملے میں انہیں ہم پر فوقیت حاصل ہے۔ ہمیں ذہانت اور چالاکی سے کام لینا ہوگا۔"

اس بات سے کوئی اختلاف نہیں کر سکتا تھا۔

اجلاس ختم ہوا تو بیکی چارلی کو اپنے پلان کے بارے میں بتانے لگی۔

"تم ایک بار نیلام میں شرکت کرو......!"

اس نے کہا۔

''صرف وہاں کے ماحول کو سمجھنے کی خاطر.....!''

چارلی نے ایسا ہی کیا۔ لیکن وہاں سے وہ ایک ایسا پاٹ خرید لایا، جسے خریدنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

''کوئی بات نہیں......!''

بیکی نے اسے دلاسہ دیا۔

''سیکھنے کے لئے نقصان تو اُٹھانا پڑتا ہے۔ شکر کرو کہ تم نے ریمبراں کی کسی پینٹنگ کے لئے بولی نہیں لگائی۔''

کھانے کے دوران وہ اسے نیلامی کے بارے میں اسرار و رموز سے آگاہ کرتی رہی۔ اس نے بہت تفصیل سے بات کی تھی۔

''لیکن یہ تو طے ہے کہ مسز ٹریتھم تمہاری موجودگی کو نوٹ کر لیں گی۔''

چارلی نے کہا۔

''کیونکہ آخر میں تم دونوں ہی رہ جاؤ گی۔''

''اگر تم نے میری ہدایات کے مطابق انہیں غیر متوازن کر دیا تو انہیں نیلامی میں میری شمولیت کا احساس نہیں ہوگا۔''

''لیکن بورڈ نے منظوری دی ہے کہ تم.....''

''اب اگر مگر نہیں چلے گی چارلی......!''

بیکی نے کہا۔

''نیلامی کے دن تم اپنا بہترین سوٹ زیب تن کرو گے اور وہاں ساتویں قطار میں موجود ہوگے۔ اور یہ ضروری ہے کہ تم نہایت خوش اور آسودہ نظر آؤ۔ پھر تم نیلامی میں شریک ہونا۔ تین ہزار پاؤنڈ کے اوپر مزید ایک بولی لگانا، اور مسز ٹریتھم یقیناً اس سے اوپر جائے گی۔ اس وقت تمہیں کھڑے ہونا،

شکست خوردگی کا تاثر دینا اور مایوس انداز میں وہاں سے رُخصت ہو جانا۔ تمہاری غیر موجودگی میں بولی میں لگاؤں گی۔''

''آئیڈیا اچھا ہے......! لیکن مسز ٹریتھم اس چال کو یقیناً سمجھ جائیں گی۔''

''بالکل نہیں......! کیونکہ میں سامنے نہیں آؤں گی۔ میں منتظم سے پہلے ہی اشارے طے کر لوں گی۔ مسز ٹریتھم ان رموز سے ناواقف ہیں۔ وہ نہیں سمجھ پائیں گی کہ بولی میں لگا رہی ہوں۔''

''میں سمجھ پاؤں گا......!''

''کیوں نہیں......؟ میرا چشمہ میرا اشارہ ہوگا۔''

''مگر تم چشمہ کب پہنتی ہو......؟''

''اس روز پہنوں گی۔ اور جب تک میں چشمہ لگائے رہوں گی، منتظم سمجھ جائے گا کہ میں نیلامی میں شامل ہوں اور بولی بڑھا رہی ہوں۔ چشمہ اُتارنے کا مطلب یہ ہوگا کہ میں دستبردار ہوگئی۔ تمہارے جانے کے بعد نیلام کا معلن میری طرف دیکھتا رہے گا کہ میں نے چشمہ تو نہیں اُتارا ہے، اور بولی بڑھتی رہے گی، مسز ٹریتھم یہ سمجھیں گی کہ تم جا چکے ہو۔ میرا خیال ہے، اس کے بعد انہیں بولی میں کوئی دلچسپی نہیں رہے گی۔ وہ سوچیں گی، کوئی اور خرید رہا ہے تو مجھے کیا......؟ وہ پیچھے ہٹ جائیں گی۔''

''تم تو ہیرا ہو بیکی......! ہیرا......!''

چارلی نے خوش ہو کر کہا۔

''لیکن اگر اسے اس اشارے کے بارے میں معلوم ہو گیا تو......؟''

''ایسا نہیں ہوگا۔ مسٹر فوتھر گل سے یہ اشارہ میں نیلامی سے محض چند منٹ پہلے طے کروں گی، اور یہ وہ لمحہ ہوگا، جب تم پورے طمطراق سے کمرے

میں داخل ہوگے۔ مسز ٹرینتھم کی توجہ تمہاری طرف ہوگی۔"

"میں نے بہت چالاک عورت سے شادی کی ہے۔"

"یہ بھی بتا دو کہ یہ تعریف ہے یا تاسف......؟"

☆☆☆

نیلامی کی صبح ناشتے کی میز پر چارلی نے اعتراف کیا کہ وہ نروس ہو رہا ہے۔ اس کے برعکس بیکی بے حد پُرسکون تھی۔ جوآن نے اسے اندر کی خبر فراہم کی تھی کہ مسز ٹرینتھم چار ہزار پاؤنڈ سے اوپر نہیں جائیں گی۔

"میں سوچ رہا ہوں......"

"......کہ کہیں اس نے جان بوجھ کر تو یہ بات باورچی سے نہیں کی......؟"

بیکی نے اس کی بات پوری کر دی۔

"ہاں......! یہ ممکن ہے۔ وہ تم سے کم چالاک نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم نے اپنے منصوبے پر پوری طرح عمل کیا تو مجھے یقین ہے کہ ہم کامیاب رہیں گے۔"

اشتہار کے مطابق نیلامی صبح دس بجے شروع ہونا تھی۔ مسز ٹرینتھم اس سے بیس منٹ پہلے ہی وہاں پہنچ گئیں۔ وہ تیسری قطار کے وسط میں ایک نشست پر بیٹھ گئیں۔ اپنا بیگ انہوں نے داہنی جانب والی اور نیلام گھر کا کیٹلاگ بائیں جانب والی سیٹ پر رکھ کر گویا خود کو مداخلتِ بے جا سے محفوظ کر دیا۔

نو بج کر پچاس منٹ پر کرنل اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس وقت تک کمرہ نصف کے لگ بھگ بھر چکا تھا۔ ہدایت کے

مطابق وہ اپنی حریف کے عین پیچھے کی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ مسز ٹرینتھم ان کی طرف سے بے نیاز بنی بیٹھی رہی۔

مزید پانچ منٹ بعد چارلی آیا۔ وہ سیٹوں کے درمیانی راستے پر بڑھا۔ ایک شناسا خاتون کو اس نے ہیٹ اُتار کر صبح بخیر کہا۔ اپنے چند گاہکوں سے ہاتھ ملائے اور ان کی خیریت دریافت کی۔ پھر وہ اپنے برابر کی سیٹ والے شخص سے انگلینڈ کی آسٹریلیا کا دورہ کرنے والی کرکٹ ٹیم کے بارے میں باآواز بلند باتیں کرتا رہا۔

بالآخر دس بج گئے۔

کمرہ بہت بڑا نہیں تھا۔ پھر بھی اس میں جیسے تیسے مختلف سائز کی سو کرسیاں لگا دی گئی تھیں۔ چارلی گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا۔ دیواروں پر پینٹ بہت پرانا لگ رہا تھا۔ جگہ جگہ ہکوں کے نشان تھے، جہاں کبھی تصاویر آویزاں کی جاتی رہی ہوں گی۔ قالین اتنا بوسیدہ ہو چکا تھا کہ اس کے نیچے جگہ جگہ فرش دکھائی دے رہا تھا۔ اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ دُکان نمبر 1 پر خریداری کے بعد بھی اسے کافی خرچ کرنا پڑے گا۔ یعنی یہ دُکان اس کی توقع سے بڑھ کر مہنگی ثابت ہوگی۔

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اس کا اندازہ تھا کہ وہاں 70 کے قریب افراد موجود ہیں۔ یہ اندازہ لگانا ناممکن تھا کہ ان میں سے کتنے ایسے ہیں، جو اس دُکان کو خریدنے میں دلچسپی رکھتے ہیں......؟ لیکن اسے یہ اندازہ بہرحال تھا کہ اکثریت اس کا اور مسز ٹرینتھم کا مقابلہ دیکھنے آئی ہے۔

شاپس کمیٹی کا نمائندہ سڈریکسل پہلی قطار میں موجود تھا۔ وہ دُکان کا امیدوار تھا۔ لیکن چارلی کو یقین تھا کہ وہ دو یا تین بولیوں سے آگے نہیں جا سکے گا۔ پھر چارلی کی نظر تیسری قطار کی طرف اُٹھ گئی، جہاں مسز ٹرینتھم بیٹھی

تھی۔

دس بجنے میں دو منٹ پر بیکی کمرے میں داخل ہوئی، اور چارلی اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ مسز ٹرینتھم توقع کے عین مطابق اس کی طرف متوجہ ہوگئی۔ وہ اپنے حریف پر نظر رکھنا چاہتی تھی۔ چارلی نے عقبی کمرے میں جا کر وہاں سے ایک کیٹلاگ لیا اور معصومانہ انداز میں اپنی سیٹ کی طرف واپس چلا آیا۔ اس کے انداز میں عجلت ہرگز نہیں تھی۔ راستے میں اس نے ایک دُکاندار سے علیک سلیک کی، جو وہاں محض تماشائی کی حیثیت سے آیا تھا۔

واپس آتے ہوئے اس نے نہ بیکی کی طرف دیکھا اور نہ ہی مسز ٹرینتھم کی طرف۔ لیکن طمانیت کی بات یہ تھی کہ مسز ٹرینتھم اس پر نظر رکھے ہوئے تھی۔ گویا وہ بیکی سے بے خبر تھی۔

ٹھیک دس بجے مسٹر فوتھر گل چھوٹے سے اسٹیج پر چڑھے۔ انہوں نے لکڑی کا ہتھوڑا سنبھالتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔

''لیڈیز اینڈ جینٹل مین......! گڈ مارننگ......!''

کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔ سب لوگ مسٹر فوتھر گل کی طرف متوجہ تھے۔

''یہ اہتمام چیلسی ٹیرس کی دُکان نمبر 1 کی نیلامی کے لئے ہے۔''

انہوں نے اعلان کیا۔

''یہ اپنے تمام ساز و سامان، دُکان میں موجود مال کے ساتھ نیلامی کے لئے پیش کی جا رہی ہے۔ کامیاب بولی لگانے والے کو کل رقم کا دس فیصد فوری طور پر جمع کرانا ہوگا۔ بولی کی باقی رقم اسے 90 دن کے اندر ادا کرنا ہوگی۔ یہ تمام شرائط کیٹلاگ پر بھی تحریر ہیں۔ پھر بھی میں نہیں چاہتا کہ کسی کو

کوئی غلط فہمی ہو۔''

مسٹر فوتھر گل نے کھنکھار کر گلا صاف کیا۔ چارلی کو احساس ہو رہا تھا کہ اس کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھ گئی ہے۔ اس نے کرنل کی طرف دیکھا، جو بیکی کی طرف متوجہ تھا۔ بیکی نے اپنے بیگ سے رنگین شیشوں والا ایک چشمہ نکال کر اپنی گود میں رکھ لیا تھا۔

''تو بولی کا آغاز ہوتا ہے...... ایک ہزار پاؤنڈ...... ایک ہزار پاؤنڈ ایک......''

مسٹر فوتھر گل کی آواز کمرے میں گونجی۔ پھر انہوں نے سڈریکسل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہے کوئی بڑھ کر بولی لگانے والا......؟''

''ڈیڑھ ہزار پاؤنڈ......!''

چارلی نے بلند آواز میں کہا۔

اردگرد کے لوگوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔

''ڈیڑھ ہزار پاؤنڈ......! ہے کوئی دو ہزار پاؤنڈ والا......؟''

مسٹر فوتھر گل نے پکارا۔

''دو ہزار پاؤنڈ......!''

سڈریکسل نے بولی بڑھائی۔

''ڈھائی ہزار......!''

چارلی نے خود کو نمایاں کرتے ہوئے بلند آواز میں اعلان کیا۔

''ڈھائی ہزار ایک...... ہے کوئی تین ہزار......؟''

مسٹر فوتھر گل نے چیلنج کیا۔

ایک لمحے کو سڈریکسل کا ہاتھ اُٹھنے لگا۔ مگر اس نے فوراً ہی اسے نیچے

کر لیا۔

''ڈھائی ہزار ایک...... ڈھائی ہزار دو......! ہے کوئی تین ہزار والا......؟''

چارلی کو اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ نمبر ایک اسے صرف ڈھائی ہزار میں ملنے والی تھی۔

''ہے کوئی تین ہزار والا......؟''

مسٹر فوتھر گل کے لہجے میں مایوسی تھی۔

''ڈھائی ہزار ایک...... ڈھائی ہزار دو...... ڈھائی ہزار......''

اور مسٹر فوتھر گل کا ہتھوڑے والا ہاتھ اوپر کی طرف اُٹھنے لگا۔

اسی لمحے مسز ٹرینتھم نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔

''تین ہزار پاؤنڈ......!''

مسٹر فوتھر گل نے سکون کی سانس لی۔

''ہاں بھئی......!''

''ساڑھے تین ہزار......!''

چارلی نے تیزی سے کہا۔

مسٹر فوتھر گل نے مسکرا کر اُسے دیکھا۔ لیکن اسی لمحے مسز ٹرینتھم نے ہاتھ اُٹھایا۔ یہ ان کا اشارہ تھا۔

''تو حاضرین......! چیلسی ٹیرس کی دُکان نمبر 1، مال اور ساز و سامان سمیت، بولی لگی ہے چار ہزار پاؤنڈ......!''

چند سیکنڈ کے بعد چارلی نے چہرے پر مایوسی کا تاثر سجایا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی چال میں شکست خوردگی تھی۔ اس نے دانستہ بیکی کی طرف دیکھنے سے گریز کیا، جس نے گود میں رکھا ہوا چشمہ آنکھوں پر لگا لیا تھا۔ وہ بولی

بڑھانے کا طے شدہ اشارہ تھا۔

مسز ٹرینتھم کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ لہرائی۔

''چار ہزار ایک...... ہے کوئی ساڑھے چار ہزار......؟''

مسٹر فوتھر گل نے پکارا۔ پھر کن انکھیوں سے بیکی کی طرف دیکھنے کے بعد طمانیت بھرے لہجے میں اعلان کیا۔

''میرے پاس اب ساڑھے چار ہزار کی بولی ہے۔ ساڑھے چار ہزار ہے......''

اس نے مسز ٹرینتھم کی طرف دیکھا۔

''پانچ ہزار پاؤنڈ مادام......؟''

مسز ٹرینتھم نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ لیکن اندازہ نہیں لگا سکی کہ ساڑھے چار ہزار کی بولی کس کی ہے......؟ کمرہ سرگوشیوں سے بھر گیا تھا۔ ہر شخص اس بات کے بارے میں متجسس تھا کہ بولی لگانے والا کون ہے......؟

اور بیکی آخری قطار میں بے تاثر چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی۔

''پلیز......! سب خاموش ہو جائیں......!''

مسٹر فوتھر گل کی آواز اُبھری۔

''ساڑھے چار ہزار کی بول لگ چکی ہے۔ ہے کوئی پانچ ہزار کی آواز لگانے والا......؟''

اس کی نظر مسز ٹرینتھم کی طرف اُٹھی تھی۔

مسز ٹرینتھم نے دھیرے سے ہاتھ اُٹھایا۔ ساتھ ہی تیزی سے گھومی، دوسرے بولی لگانے والے کو دیکھ سکے۔ لیکن اسے ایسا کوئی نظر نہیں آیا۔

''اب میرے پاس بولی ہے ساڑھے پانچ ہزار کی...... کوئی ہے جو چھ ہزار کی بولی لگائے......؟''

اس کی نگاہ حاضرین کو ٹٹولتی ہوئی پھر مسز ٹرینتھم پر جا رکی۔

لیکن مسز ٹرینتھم حیران و پریشان بیٹھی تھی۔ ہاتھ اس کی گود میں رکھے تھے۔

''تو پھر ساڑھے پانچ ہزار ایک...... ساڑھے پانچ ہزار دو...... اور ساڑھے پانچ......''

''چھ ہزار......!''

مسز ٹرینتھم کی صاف آواز سنائی دی۔

کمرے میں سنسنی سی دوڑ گئی۔ بیکی نے سرد آہ بھر کے اپنی آنکھوں سے چشمہ اُتار دیا۔ یہ احساس تکلیف دہ تھا کہ اس کا اتنا اچھا منصوبہ ناکام ہوگیا ہے۔ لیکن یہ بات اس کے ملال کو دھونے کے لئے کافی تھی کہ مسز ٹرینتھم نے یہ دُکان چیلسی ٹیرس کی عام دُکانوں سے تین گنا زیادہ قیمت میں خریدی ہے۔

مسز فوتھر گل نے عقبی قطار کی طرف دیکھا۔ مگر بیکی کا چشمہ اب اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ بولی نہیں بڑھا رہی ہے۔ اس نے مسز ٹرینتھم کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

''چھ ہزار ایک...... چھ ہزار دو...... اور چھ......''

ہتھوڑے والا ہاتھ پھر فضا میں بلند ہوا۔

''سات ہزار پاؤنڈ......!''

کمرے کے عقبی حصے سے بلند آواز اُبھری۔ سب لوگوں نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ چارلی تھا۔ وہ اپنا دایاں ہاتھ بلند کیے، نشستوں کے درمیانی راستے میں کھڑا تھا۔

اسے بولی لگاتے دیکھ کر کرنل کے تو پسینے چھوٹ گئے۔ جبکہ لوگوں کے درمیان اسے یہ بات بہت ناپسند تھی۔ اس نے جلدی سے جیب سے رومال

نکالا اور اپنا پسینہ پونچھا۔

''تو صاحبو......! سات ہزار کی بولی لگ چکی ہے......!''

مسز فوتھر گل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آٹھ ہزار......!''

مسز ٹرینتھم نے کہا۔ اس کی نظریں چارلی پر جمی ہوئی تھیں۔

''نو ہزار......!''

چارلی نے بلا توقف بولی لگائی۔

سرگوشیاں اب بڑبڑاہٹوں میں تبدیل ہوگئی تھیں۔ بیکی اُٹھی کہ چارلی کو دھکیل کر کمرے سے باہر کر دے۔

مسٹر فوتھر گل حیران تھے۔ کرنل مسلسل پسینہ پونچھ رہا تھا۔ مسٹر اوتھم کا منہ کھلا ہوا تھا اور ہیڈلو دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے بیٹھا تھا۔

''دس ہزار پاؤنڈ......!''

مسز ٹرینتھم نے بولی اور بڑھا دی۔

''ہے کوئی گیارہ ہزار والا......؟''

مسٹر فوتھر گل نے بمشکل کہا۔ ان کی دُکان کی جو قیمت لگ رہی تھی، وہ انہوں نے خواب میں بھی نہیں سوچی تھی۔

چارلی کے چہرے پر فکرمندی تھی۔ پھر اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈال لئے۔

بیکی نے سکون کی سانس لی۔ اس کے تنے ہوئے اعصاب پُرسکون ہوئے اور اس نے اضطراری طور پر ہاتھ میں پکڑا ہوا چشمہ آنکھوں پر لگا لیا۔ وہ اس وقت یہ بھول چکی تھی کہ یہ مسٹر فوتھر گل کے ساتھ بولی بڑھانے کا ں کا طے شدہ اشارہ ہے۔

مسٹر فوتھر گل نے اسے چشمہ لگاتے دیکھا تو اعلان کیا۔

''خواتین و حضرات......! میرے پاس گیارہ ہزار کی بولی بھی ہے۔''

کمرے میں ہل چل مچ گئی۔ بیکی کی سمجھ میں آیا تو وہ گھبرا کر ا... کے لئے اُٹھی۔ اس دوران اس نے جلدی سے آنکھوں پر لگا چشمہ اُتار دیا۔ چارلی اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

مسز ٹرینتھم نے بھی سر گھما کر دیکھا۔ بیکی پر ان کی نظر پڑی تو وہ... گئیں کہ کون بولی بڑھاتا رہا ہے......؟

''یہ لڑکی......؟''

یہ لڑکی انہیں کیسے شکست دے سکتی ہے......؟ اسے شکست دینے... لئے تو وہ کہیں بھی جا سکتی ہیں۔ وہ بڑی طمانیت سے مسکرائیں اور انہوں... نہایت پُراعتماد اور مستحکم لہجے میں بولی بڑھائی۔

''بارہ ہزار پاؤنڈ......!''

مسٹر فوتھر گل نے سوالیہ نظروں سے بیکی کی طرف دیکھا۔ مگر وہ ا... دیر میں اپنے چشمے کو ہینڈ بیگ میں رکھ چکی تھی۔ انہوں نے چارلی کی طرف دیکھا۔

وہ بدستور دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے کھڑا تھا، جیسے اب کبھی انہیں باہر ہی نہیں نکالے گا۔

''بارہ ہزار پاؤنڈ......! ہے کوئی تیرہ ہزار والا......؟''

مسٹر فوتھر گل نے پکارا۔ لیکن اب ان کے انداز میں دلچسپی نہیں تھی۔

''تو پھر بارہ ہزار ایک...... بارہ ہزار دو...... اور بارہ ہزار تین......!''

اس بار ہتھوڑا اوپر گیا، نیچے آیا اور میز سے ٹکرایا۔

''تو اب بارہ ہزار پاؤنڈ میں یہ پراپرٹی مسز جیرالڈ ٹرینتھم کی ہوئی۔''

انہوں نے اعلان کیا۔

بیکی دروازے کی طرف لپکی۔ چارلی پہلے ہی باہر جا چکا تھا۔

''یہ تم کیا کر رہے تھے چارلی......؟''

بیکی نے تند لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم تھا کہ وہ دس ہزار تک جائے گی۔ کیونکہ بینک میں اس کے پاس اتنی ہی رقم ہے۔ اور چھ ہزار کے بعد معاملات ہمارے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ میں نے سوچا، پراپرٹی ہمیں نہیں ملتی ہے تو نہ سہی۔ اس چڑیل کے دس ہزار تو جائیں!''

''اور وہ پیچھے ہٹ جاتی تو......؟''

''ناممکن......! مجھے پکا معلوم تھا۔''

''کیسے......؟''

''آج صبح مسٹر ٹرینتھم کے دوسرے فٹ مین نے مجھے یہ اطلاع فراہم کی تھی۔''

چارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور ہاں......! اب وہ ہمارے ہاں بٹلر کی حیثیت سے کام کرے گا۔''

اسی لمحے چیئرمین بھی باہر آگیا۔

''ربیکا......! تمہارا منصوبہ زبردست تھا۔ سچ پوچھو تو تم نے مجھے بھی بے وقوف بنا دیا۔''

اس نے بیکی سے کہا۔

''مجھے بھی......!''

چارلی نے جلدی سے کہا۔

''تم نے بہت بڑا جوا کھیلا تھا چارلی ٹرمپر......!''

بیکی نے ان دونوں کی باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے سخت لہجے میں چارلی سے کہا۔

''مجھے معلوم تھا کہ وہ کہاں تک جائے گی......؟''

چارلی نے وضاحت کی۔

''مگر تم بتاؤ کہ تم نے گیارہ ہزار کی بولی کیسے لگا دی......؟ اگر اس چڑیل نے بارہ ہزار نہ کہا ہوتا تو گیارہ ہزار کی بولی ہمارے گلے پڑ جاتی۔''

''میں نے تو گھبراہٹ میں، سوچے سمجھے بغیر چشمہ لگا لیا تھا......اے چارلی......! یہ تم ہنس کیوں رہے ہو......؟ یہ بھی سن لو کہ میری گھبراہٹ کا سبب بھی تم ہی بنے۔ تمہیں تو بولی لگانی ہی نہیں تھی۔''

''خیر......! اس کا امیچور ہونا کام آ گیا۔''

''کیا مطلب......؟''

''مسز ٹرینتھم نے سمجھا کہ تم بولی لگا رہی ہو۔ اب وہ پیچھے بھی نہیں ہٹ سکتی تھی۔ بری طرح پھنس گئی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی حد سے گزر گئی۔ اور نقصان صرف اس کا ہی نہیں ہوگا۔ مجھے تو ترس......''

''مسز ٹرینتھم پر......؟''

بیکی نے حیرت سے کہا۔

''اس پر کیوں ترس آئے گا مجھے؟ میں تو مسٹر فوتھرگل کی بات کر رہا ہوں۔''

''ان کو تو فائدہ ہی ہوا ہے۔''

''جی نہیں......! اب 90 دن تک وہ ہوا میں اُڑتے رہیں گے۔ اور

پھر ایک دم سے زمین پر گریں گے، دھڑ سے۔''

''کیا مطلب......؟''

''مسز ٹرینتھم بارہ سو پاؤنڈ کا نقصان تو جیسے تیسے برداشت کر لے گی۔ تم کیا سمجھتی ہو کہ وہ باقی رقم ادا کرے گی اور دُکان خریدے گی......؟''

''میں تو یہی سمجھتی ہوں۔''

''ہرگز نہیں......! اس کے پاس اتنی رقم ہے ہی نہیں۔ ہوتی تو بھی وہ اسے یوں ضائع نہ کرتی۔ اب اتنی امیچور بھی نہیں ہے وہ۔''

☆☆☆

مسز ٹرینتھم کہانی...... خود اُس کی زُبانی

(1919ء تا 1927ء)

لوگ مجھے معزز کہتے ہیں۔ مگر یہ درست نہیں۔ تاہم میں میکسم کے اس قول پر یقین رکھتی ہوں کہ ہر چیز کا اپنا ایک مقام ہے اور ہر چیز اپنے مقام ہے اور ہر چیز اپنے مقام پر ہی اچھی لگتی ہے۔ اور اس اعتبار سے انسان بھی چیز ہی ہوتے ہیں۔ میرا نظریہ ہے کہ ہر شخص کو اپنی اوقات میں رہنا چاہیے۔

میں یارک شائر میں پیدا ہوئی۔ وہ وکٹورین سلطنت کے عروج کا دور تھا اور میں یہ بھی بتا دوں کہ اس دور کی تاریخ میں میرے خاندان کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکے گا۔ کیونکہ میرے اجداد نے اس عروج میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

میرے والد سر ریمنڈ ہارڈ کیسل ایک موجد اور زرخیز تخیل کے مالک صنعت کار ہی نہیں تھے۔ انہوں نے قوم کے لئے ایک کامیاب ترین کمپنی بھی قائم کی۔ ان کے اپنے ورکرز کے ساتھ ایسا رویہ تھا، جیسے وہ ان کی فیملی ہوں۔ یہ مثال انہوں نے قائم کی، اور میں نے اسے اپنے لئے مشعل راہ بنالیا۔

میرا کوئی بھائی نہیں۔ بس ایک بڑی بہن ہے۔ وہ مجھ سے زیادہ بڑی نہیں۔ لیکن اگر میں کہوں کہ میرے اور اس کے درمیان قربت ہے تو یہ منافقت ہوگی۔ کیونکہ ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔ میری بہن شرمیلی اور کم آمیز تھی، جبکہ میں بچپن میں خوش مزاج اور ہر دل عزیز تھی، خاص طور پر جنس مخالفت کے لوگوں کے ساتھ میں نے اپنے والد کے ساتھ مل کر اس کے لئے مناسب شوہر تلاش کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن وہ تو امرِ محال ثابت ہوا۔ بالآخر والد نے بھی ہار مان لی۔ اب ایمی کی عمر چالیس سے بھی تجاوز ہے۔ والدہ کی بے وقت وفات کے بعد اس نے بوڑھے باپ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سنبھال لی ہے۔ میرے خیال میں یہ ان دونوں ہی کے لئے بہتر ثابت ہوا ہے۔

مجھے اپنے لئے شوہر تلاش کرنے میں کوئی دُشواری نہیں ہوئی۔ میرا خیال ہے، جیرالڈ چوتھا یا پانچواں مرد تھا، جس نے میرے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر میرا ہاتھ تھامتے ہوئے مجھے پروپوز کیا۔

جیرالڈ سے میں پہلی بار نورفوک میں لیڈی فین شاء کے مضافاتی مکان میں ملی، جہاں میں مہمان کی حیثیت سے گئی تھی۔ فین شاء فیملی سے میرے والد کے بہت پرانے تعلقات تھے۔ میرا ان کے بیٹے انتھونی کے ساتھ بھی کافی عرصے سلسلہ رہا۔ لیکن جب مجھے پتا چلا کہ اسے اپنے والد سے نہ تو خطاب ملے گا اور نہ ہی قابل ذکر جائیداد، تو میں نے پیچھے ہٹ جانا ہی مناسب سمجھا۔ کیوں خوامخواہ اس کا وقت برباد کرتی......؟ جہاں تک مجھے یاد ہے، میرے والد کو میرا یہ طرزِ فکر وعمل پسند نہیں آیا تھا۔ بلکہ انہوں نے میری خاص سرزنش بھی کی تھی۔ بہرحال میں نے انہیں بڑی تفصیل سے سمجھایا تھا۔

جیرالڈ اگرچہ میرے عاشقوں میں سب سے ہلکا تھا۔ لیکن بہرحال اس

کا تعلق ایک اچھے کاشت کار گھرانے سے تھا۔ تین کاؤنٹیوں میں ان کی زمینیں تھیں اور ایبرڈین میں بڑی جائیداد تھی۔

جولائی 1894ء میں ہماری شادی ہوئی۔ دو سال بعد بڑا بیٹا گائی پیدا ہوا۔ والد مجھے اور ایمی کو برابر کی اہمیت دیتے تھے۔ لیکن بارہا مجھے یہ تاثر ملتا کہ وہ مجھے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اگر خلافِ انصاف نہ ہوتا تو وہ یقیناً اپنی تمام جائیداد اور اثاثے میرے نام کر دیتے۔ لیکن وہ منصف مزاج آدمی تھے۔ میرے گائی پر تو وہ جان چھڑکتے تھے۔ لیکن انہوں نے آدھی املاک ایمی کے نام کر دی، جو ان کی وفات پر اسے ملتی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب ایمی کے کس کام کا......؟ اسے تو بس باغ بانی کا اور کروشیے کی کڑھائی کا شوق ہے۔

اب میں گائی کی بات کرتی ہوں۔ ابتداء ہی سے تمام لوگ اسے نہایت ہینڈسم بچہ قرار دیتے تھے۔ اگرچہ میں نے اسے لاڈ پیار میں بگاڑا کبھی نہیں، لیکن اس بات کو بھی یقینی بنایا کہ زندگی میں اسے وہ تمام سہولیات میسر ہیں، جو کسی انسان کو کامیابی کی طرف لے جاتی ہیں۔ مجھے اس کے بارے میں پورا یقین تھا کہ وہ بہت کامیاب آدمی بنے گا۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے بہترین اسکولوں کا انتخاب کیا۔ میں نے طے کیا تھا کہ بالآخر اس کی منزل رائل ملٹری اکیڈمی ہوگی۔ اس کے نانا نے بھی اس کی تعلیم میں بہت دلچسپی لی اور اس پر دل کھول کر خرچ کیا۔

چھ سال بعد میرے ہاں دوسرا بیٹا پیدا ہوا...... نیجل۔ اس کی پیدائش کچھ قبل از وقت ہوئی تھی۔ شاید اسی وجہ سے اس کی اٹھان اپنے بڑے بھائی جیسی نہیں تھی۔ گائی اس دوران پرائیویٹ ٹیوٹرز سے پڑھ رہا تھا، جن میں سے بعض کے نزدیک وہ ضرورت سے زیادہ جوشیلا تھا۔ درحقیقت وہ اسے بدتمیز سمجھتے تھے۔ لیکن آپ خود سوچیں کہ اس عمر میں کون بچہ چنچل نہیں ہوتا۔ چھ سال

کا بچہ اگر آپ کے نہانے کے پانی میں مینڈک چھوڑ دے یا آپ کے جوتوں کے تسمے کاٹ ڈالے تو یہ کون سی بڑی بات ہے......؟ پھر یہ کہ ذہین بچے شریر تو ہوتے ہی ہیں۔

نو سال کی عمر میں گائی آئس گارتھ میں داخل ہوا اور اس کے بعد ہارو میں پہنچا۔ ریورنڈ پری بینڈری انتھونی وُڈ وہاں اس کا ہیڈ ماسٹر تھا۔ میں نے اسے یاد دلایا کہ گائی اس درس گاہ میں داخل ہونے والا ٹرینتھم خاندان کی ساتویں پشت کا بچہ ہے۔

ہارو میں گائی نے کمبائنڈ کیڈٹ فورس میں کمال حاصل کیا اور فائنل ایئر میں کمپنی سارجنٹ میجر بن گیا۔ ساتھ ہی وہ باکسنگ رنگ میں چھا گیا۔ اس نے رنگ ہی اپنے ہر حریف کو فلور چٹا دیا، سوائے ریڈلے کے خلاف ایک میچ کے، جس میں اس کا مقابلہ ایک نائیجیرین سے ہوا۔ بعد میں مجھے پتا چلا کہ اس کے اس حریف کی عمر 25 سال سے بھی زیادہ تھی۔

میں اس بات پر بڑی اُداس ہوئی کہ اسکول کی آخری ٹرم کے دوران گائی کو مانیٹر نہیں بنایا گیا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ وہ اتنی ساری چیزوں میں بیک وقت الجھ گیا تھا کہ انتظامیہ نے اس کی اپنی بہتری کے لئے اسے اس اضافی بوجھ سے بچا لیا۔

اگرچہ میرے خیال میں امتحان میں اس کو زیادہ بہتر نمبروں سے کامیاب ہونا چاہئے تھا۔ لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں کہ گائی ان لڑکوں میں سے ہے، جو نہایت ذہین ہوتے ہیں، لیکن کتابی نہیں ہوتے۔ ان کی قابلیت کو نمبروں میں نہیں تولا جا سکتا۔ گھر پر پڑھانے والے ایک ٹیچر نے بعض مضامین میں اس کے نمبر دیکھ کر حیرت ظاہر کی اور کہا کہ اسے گائی سے اتنے زیادہ نمبروں کی توقع نہیں تھی۔ مگر میں جانتی ہوں کہ وہ ٹیچر متعصب تھا اور گائی کو

ناپسند کرتا تھا۔

بہرحال اس سے سب کے باوجود میرے بیٹے کو سینڈہرسٹ میں داخلہ مل گیا۔

اکیڈمی میں گائی نے خود کو اوّل درجہ کا کیڈٹ ثابت کیا۔ ساتھ ہی باکسنگ میں بھی دلچسپی لیتا رہا، یہاں تک کہ وہ مڈل ویٹ کیٹگری کا چیمپئن کیڈٹ بن گیا۔ دو سال بعد جولائی 1916 میں اس نے پاس آوٹ کیا اور اپنے باپ کی پرانی رجمنٹ میں شامل ہوگیا۔

اس موقع پر یہ واضح کر دوں کہ جیرالڈ نے اپنے باپ کی موت کے بعد برک شائر میں زمینوں کا انتظام سنبھالنے کی وجہ فیوزیلیئرز سے ریٹائرمنٹ لیا تھا، اور اس وقت وہ کرنل تھا۔ بیشتر لوگوں کے خیال میں وہ رجمنٹ کا اگلا کمانڈنگ آفیسر ہوتا۔ مجبوراً ریٹائر ہونے کی وجہ سے وہ اس سے محروم رہ گیا، اور اس کے حصے کا یہ اعزاز اسے ملا، جو فرسٹ بٹالین میں شامل تک نہیں تھا۔ اس شخص کا نام تھا ڈینورز ہملٹن۔ میں اس سے کبھی نہیں ملی۔ لیکن اس کے بعض ساتھیوں کا کہنا تھا کہ وہ سفارش کے بل پر کمانڈنگ آفیسر بنا۔

بہرحال مجھے یقین تھا کہ گائی اپنے خاندان کی اس محرومی کا ازالہ کر کے رہے گا۔

میرا شوہر جیرالڈ اگرچہ جنگ عظیم میں عملاً حصہ نہ لے سکا۔ تاہم آزمائش کے ان برسوں میں اس نے برک شائر ولٹ کے حلقے سے پارلیمانی اُمیدوار کی حیثیت سے اپنا نام پیش کر کے وطن عزیز کی خدمت کی۔ وہ لبرل تھا۔ پامرسٹن کے دور میں تین بار وہ بلا مقابلہ منتخب ہوا اور عقبی بنچوں پر بیٹھ کر پارٹی کی خدمت کرتا رہا۔ یوں اس نے یہ واضح کر دیا کہ اسے کسی عہدے کا لالچ نہیں ہے۔ وہ بے غرض خدمت اور ایثار کی اعلیٰ مثال تھی۔

گائی کو جب کنگز کمیشن ملا تو اسے سیکنڈ لیفٹن کی حیثیت سے ایلڈر شوٹ بھیج دیا گیا۔ وہاں مغربی محاذ پر اپنی رجمنٹ جوائن کرنے کے سلسلے میں اس کی ٹریننگ ہوتی رہی۔ پھر اس کا تبادلہ ایڈن برگ ہوا۔ اس کے بعد انہیں فرانس بھیج دیا گیا۔

اس دوران نیجل ہارو پہنچ چکا تھا اور اپنے بھائی کے نقش قدم پر چل رہا تھا۔ لیکن وہ اہلیت میں اپنے بھائی کا ہم پلہ نہیں تھا۔ وہ جب چھٹیاں گزارنے آتا تو ہمیشہ شکایت کرتا کہ اس کے ساتھ بہت سختی کی جاتی ہے۔ میں اسے یاد دلاتی کہ ملک ان دنوں بڑے بحران سے گزر رہا ہے۔ ہم حالت جنگ میں ہیں۔ میں اسے یہ بھی بتاتی کہ گائی نے کبھی ایسی باتوں کی پرواہ نہیں کی تھی۔

گائی جب بھی چھٹی پر گھر آتا تو نیجل سے دُور دُور ہی رہتا تھا۔ میں نیجل کو سمجھاتی کہ بڑے بھائی کی توجہ جیتنے کے لئے اسے بہت محنت کرنی ہوگی، بہت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ لیکن نیجل کے لئے اس کے مقابلے میں بھائی سے منہ چھپانا اور اس سے دُور رہنا زیادہ آسان تھا۔

گرمیوں کی چھٹی میں گائی گھر آیا تو میں نے گائی کو مشورہ دیا کہ وہ یارک شائر جا کر اپنے نانا سے ملے۔ بلکہ میں نے اسے نظموں کی وہ کتاب بھی خرید کر دی، جو میرے والد کو بہت پسند تھی، جسے وہ اپنی لائبریری میں دیکھنا چاہتے تھے۔ گائی ایک ہفتہ وہاں رہ کر آیا، اور اس نے اعتراف کیا کہ ولیم بلیک کی اس کتاب کی وجہ سے نانا اس سے بہت خوش ہوئے۔

قدرتی طور پر اس دور کی ہر ماں کی طرح میں بھی یہی چاہتی تھی کہ میرا بیٹا جنگ سے صحیح و سلامت گھر واپس آئے۔ کیونکہ حالت جنگ میں بھی اپنے بیٹے کو گنوانا کوئی ماں پسند نہیں کرتی۔ خوش قسمتی سے ہوا بھی یہی۔

گائی بہت کم عمری میں ہی کیپٹن کے عہدے پر پہنچ گیا۔ مارنے کی

دوسری جنگ کے دوران اسے ملٹری کراس کے اعزاز سے نوازا گیا۔ جن لوگوں نے اس معرکے کی تفصیل پڑھی، ان میں سے بہت سوں کا کہنا تھا کہ گائی درحقیقت وکٹوریہ کراس کا مستحق تھا۔ اب میں انہیں کیا بتاتی کہ اعزازات کے لئے نام تجویز کرنا کمانڈنگ آفیسر کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور گائی کا کمانڈنگ آفیسر ڈینور ہملٹن تھا۔ ایسے میں ملٹری کراس ملنا بھی بڑی بات تھی۔ ڈینور ہملٹن سے کوئی اچھی اُمید نہیں رکھی جاسکتی۔

گائی محاذ سے واپس آیا اور اس کی ڈیوٹی ہاؤنسلو میں رجمنٹل بیرکس میں لگا دی گئی۔ اس دوران میرے چھوٹے بیٹے نیجل کو میرے شوہر جیرالڈ کے اثر و رسوخ کی بنا پر بالآخر ملٹری اکیڈمی میں داخلہ مل گیا تھا۔

لندن واپسی کے بعد گائی نے کچھ عرصہ بے راہ روی میں بھی گزارا۔ مگر جوان لڑکوں کو اتنا مارجن تو دینا پڑتا ہے۔ لیکن یہ بات وہ جانتا تھا کہ تیس سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے شادی اس کے کیریئر کے لئے ضرر رساں ہوگی۔

ویک اینڈ پر وہ کئی لڑکیوں کو ایشرٹس لے کر آیا۔ لیکن میں جانتی تھی کہ وہ کسی کے ساتھ بھی سنجیدہ نہیں ہے۔ میری نظر میں اس کے لئے پہلے ہی برابر والے گاؤں کی ایک لڑکی سما چکی تھی۔ ان لوگوں سے ہمارے پرانے مراسم تھے۔ ان کی نسل کسی بھی پشت میں خطاب اور اعزاز سے محروم نہیں ہوئی تھی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ایشرٹ سے ہسینگز تک ان کی جاگیر پھیلی ہوئی تھی۔

ایسے میں ایک بار ویک اینڈ پر گائی ربیکا سالمن نامی لڑکی کو لایا تو مجھے شاک لگا۔ وہ کسی اعتبار سے اس لائق نہیں تھی ہارکورٹ براؤن کی بیٹی کے ساتھ اقامت شیئر کرے۔ یہ حوالے میرے لئے ناقابل یقین تھا۔ ہارکورٹ براؤن تو بہت معزز فیملی ہے۔

یہ بات میں پہلے یہ واضح کر چکی ہوں کہ نہ تو میں مغرور ہوں اور نہ

نی دوسروں کو حقیر اور کمتر سمجھنے کی مجھے عادت ہے۔ لیکن مس سالمن ان لڑکیوں میں سے تھی، جن کو محض دیکھ کر میرے اندر اشتعال لہریں لینے لگتا تھا۔ غلط نہ سمجھئے گا۔ مجھے ہی سے محض اس بنیاد پر خدا واسطے کا بیر نہیں ہوتا کہ وہ اعلیٰ تعلیم کا خواہاں ہے بلکہ مناسب حد تک میں تو خود تعلیم کی حامی ہوں۔ لیکن میں یہ نہیں مانتی کہ تعلیم کے زور پر آدمی کو خاندانی خوبیوں کے بغیر معاشرے میں کوئی مقام خود بخود مل جاتا ہے۔ میں آدمی کو اس کے مقام پر رکھنے کی قائل ہوں۔ اور میں نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ مس ربیکا سالمن کس ارادے کے ساتھ ہمارے گھر آئی ہے......؟

ہم سب جانتے تھے کہ گائی لندن میں آزاد زندگی گزار رہا ہے۔ اور مس سالمن تو تھی ہی اس ٹائپ کی لڑکی۔ اگلے ویک اینڈ پر موقع نکال کر میں نے گائی کو سمجھایا کہ وہ مس سالمن کے جال میں نہ پھنسے۔ اسے سمجھ لینا چاہئے کہ مس سالمن کی طرح کے بیک گراؤنڈ کی لڑکیوں کے لئے تو وہ شاندار شکار کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس پر گائی ہنس دیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ربیکا سالمن سے اس کا کوئی سنجیدہ یا دُور تک جانے والا تعلق نہیں ہے۔ اور ویسے بھی اب وہ سرکاری طور پر پونا کے لئے روانہ ہونے والا ہے۔ پھر شاید مجھے غیر مطمئن دیکھ کر اس نے مزید وضاحت کی۔ اس نے بتایا کہ مس سالمن کا ان دنوں اس کی رجمنٹ کے ایک سارجنٹ کے ساتھ چکر چل رہا ہے، اور دونوں میں گاڑھی چھن رہی ہے۔

پھر دو ہفتے بعد گائی اپنے ساتھ وکٹوریہ برکلے کو ایشرٹ لایا۔ وہ خاندانی اعتبار سے بہتر لڑکی تھی۔ اگر اس کا باپ پھکڑ نہ ہوتا تو وہ گائی کے لئے اچھا جوڑ ثابت ہوسکتی تھی۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کے بعد گائی نے کبھی میرے سامنے ربیکا

سالمن کا نام نہیں لیا۔ چند ماہ بعد وہ ہندوستان کے لئے روانہ ہوگیا۔ میرا خیال تھا کہ اب اس منحوس لڑکی ربیکا سالمن سے ہماری جان چھوٹ گئی ہے۔

نیجل اپنے بھائی کی رجمنٹ میں نہ جا سکا۔ اکیڈمی میں دو سال کے عرصے نے یہ ثابت کر دیا کہ میرا چھوٹا بیٹا فوجی نہیں بن سکتا۔ جیرالڈ نے اسے شہر کے ایک معروف اسٹاک بروکر کے پاس رکھوا دیا، جہاں اس کا ایک کزن سینئر پارٹنر تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ وہاں سے اس کے بارے میں کبھی مجھے حوصلہ افزاء رپورٹس نہیں ملیں۔ یہاں تک کہ ایک دن میں نے جیرالڈ کے کزن کو جتا دیا کہ مجھے نیجل کے نانا کے مالی معاملات سنبھالنے کے لئے کسی کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس کے بعد نیجل کی پوزیشن اس کی فرم میں بتدریج مضبوط ہوتی گئی۔

کوئی چھ ماہ بعد سر ڈینور ہملٹن کا رقعہ جیرالڈ کو موصول ہوا کہ وہ ذاتی طور پر اس سے کچھ بات کرنا چاہتا ہے۔ جیرالڈ نے مجھے یہ بات بتائی تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ خالی از علت نہیں۔ پچھلے برسوں میں میں جیرالڈ کے ساتھی افسروں سے ملتی رہی تھی۔ میں جانتی تھی کہ کس کو کیسے ہینڈل کیا جانا چاہئے......؟ جبکہ جیرالڈ اس معاملے میں سادہ لوح ہے۔ وہ ہمیشہ دوسروں کو شک کا فائدہ دیتا ہے۔

میں نے کرنل ہملٹن کو پیر کی شام چھ بجے بلا لیا۔ مجھے معلوم تھا کہ اس وقت جیرالڈ دارالعوام میں مصروف ہوگا۔ اس کی گھر میں اس وقت موجودگی ممکن ہی نہیں تھی۔ میں نے دارالعوام کے وِھپ سے اس امر کی تصدیق کر لی تھی۔

پیر کو شام پانچ بجے جیرالڈ نے فون کیا کہ وہ مصروف ہے۔ چھ بجے تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کرنل سے کہوں کہ وہ اس سے دارالعوام میں مل لے۔ میں نے کہا کہ میں کوشش کروں گی۔

ایک گھنٹے بعد سر ڈینور ہملٹن آ گیا۔ میں نے اسے جیرالڈ کی مصروفیت کے بارے میں بتاتے ہوئے معذرت کی اور پھر جیسے تیسے اسے اس پر قائل کر لیا کہ وہ مجھ سے وہ بات کرے۔

خاصی ردّ و قدح کے بعد وہ راضی ہوگیا۔ اس نے مجھے مطلع کیا کہ ربیکا سالمن ماں بننے والی ہے۔

''اس بات سے میرا یا جیرالڈ کا کیا تعلق ہوسکتا ہے......؟''

میں نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

وہ ایک لمحے کو ہچکچایا پھر بولا۔

''تعلق ہے......! اس لئے کہ وہ بچہ گائی کا ہے۔''

میں نے فوراً ہی سمجھ لیا کہ معاملہ سنگین ہے۔ اگر میں نے نرمی برتی تو یہ بات پھیلے گی، اور پونا تک پہنچی تو میرے بیٹے کی ترقی کے امکانات معدوم ہو جائیں گے۔ چنانچہ میں نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔

''آپ پاگل ہوگئے ہیں کرنل......! آپ نے یہ بات سوچی بھی کیسے......؟ مجھ سے کہنا تو بڑی بات ہے۔''

کرنل نے بہت زور لگایا۔ لیکن بالآخر اسے بے نیل و مرام جانا پڑا۔

چند ہفتے بعد سیلیا لٹل چائلڈ کے گھر برج کھیلتے ہوئے سیلیا کے منہ سے یوں ہی نکل گیا کہ اس نے اپنے پہلے شوہر سے چھٹکارے کے لئے ایک پرائیویٹ سراغ رساں کی خدمات حاصل کی تھیں، جس نے ثبوت فراہم کئے تھے کہ وہ بے وفائی کر رہا ہے۔ اس سراغ رساں کا نام ہیرس تھا۔

اس کے بعد میں کھیل پر توجہ ہی نہ دے سکی۔ میری پارٹنر کو غصہ آتا رہا۔

گھر واپس آکر میں نے لندن کی ٹیلی فون ڈائریکٹری میں ہیرس کا

نام تلاش کیا۔ وہ میکس ہیرس تھا...... اسکاٹ لینڈ یارڈ میں کام کرتا رہا تھا۔ چند منٹ ہچکچانے کے بعد میں نے اس کا نمبر ملایا۔

''مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے...... ایک دوست کے لئے...... تم سمجھ رہے ہو نا......؟''

''آپ بے فکر ہو کر بات کریں۔ ویسے بالمشافہ بات ہو تو زیادہ بہتر ہے۔''

ہیرس نے کہا۔

''لیکن میں تمہارے آفس نہیں آ سکتی۔''

''میں سمجھ رہا ہوں مادام......! ساؤتھ کینسنگٹن میں، بیوری اسٹریٹ پر سینٹ ایگنس ہوٹل کے بارے میں کیا خیال ہے......؟''

''مناسب ہے......!''

''تو کل چار بجے وہاں آ جائیں......!''

''ٹھیک ہے......!''

میں نے فون رکھ دیا۔ اس کے بعد مجھے خیال آیا کہ اسے تو میرا نام بھی معلوم نہیں، اور میں اسے پہچانتی بھی نہیں۔

اگلے روز میں اس سڑے ہوئے ہوٹل میں پہنچی۔ اس بلاک کے کئی چکر میں نے لگائے۔ اندر گھسنے کو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔ پھر سوچا، آ ہی گئی ہوں تو کام ادھورا کیوں چھوڑوں......؟ یہ سوچ کر میں لابی میں داخل ہوگئی۔ وہاں 35 کے لگ بھگ عمر کا ایک شخص استقبالیہ ڈیسک سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ سیدھا ہوگیا۔

''کیا آپ کو مسٹر ہیرس کی تلاش ہے......؟''

اس نے مجھ سے پوچھا۔

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ مجھے ٹی روم میں لے گیا۔ وہاں ایک الگ تھلگ میز پر اس نے مجھے بٹھایا اور میرے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب میں نے ذرا تفصیل سے اس کا جائزہ لیا۔ اس کا قد پانچ فٹ دس انچ کے لگ بھگ تھا۔ بال اور مونچھیں براؤن تھیں۔ جسم بھاری بھرکم۔ وہ معقول لباس میں تھا۔

اب اپنے کام کے بارے میں تو مجھے بتانا تھا۔ میں نروس ہونے لگی۔ وہ اپنے ہاتھوں کی اُنگلیاں چٹخانے لگا۔ میرا جی چاہا کہ وہاں سے اُٹھ کر بھاگ جاؤں، اور بھاگ بھی جاتی۔ لیکن میرا کام بہت ضروری تھا۔

پہلے تو مجھے ہیرس کو یہ یقین دلانے میں خاصا وقت لگا کہ میں کوئی طلاق کا کیس نہیں ہوں۔ پھر میں نے اس پر اپنی پریشانی واضح کی۔ یہ سن کر مجھے شاک لگا کہ وہ پانچ شلنگ فی گھنٹہ کے حساب سے فیس وصول کرے گا۔ یہ تو بہت زیادہ تھا۔ لیکن میں مجبور تھی۔ میں نے حامی بھر لی۔

طے یہ پایا کہ وہ اگلے روز سے کام شروع کرے گا اور ہم ایک ہفتے بعد دوبارہ ملیں گے۔

اس نے اپنی پہلی رپورٹ میں مجھے اطلاع دی کہ چیلسی کے بارے میں تمام لوگ یہی سمجھتی ہیں کہ ربیکا سالمن کے بچے کا باپ چارلی ٹرمپر ہے۔ اور جب ہیرس نے یہ بات خود چارلی سے پوچھی تو اس نے بھی تردید نہیں کی۔ اور یہ بھی حقیقت تھی کہ بچے کی پیدائش کے چند روز بعد ہی ان دونوں نے رجسٹرار کے آفس میں جا کر خاموشی سے شادی کر لی تھی۔

مسٹر ہیرس کو بچے کے برتھ سرٹیفکیٹ کے حصول میں بھی کوئی دُشواری نہیں ہوئی۔ اس کے مطابق ڈینیل جارج ٹرمپر 147 چیلسی ٹیرس میں رہنے والے چارلی ٹرمپر اور ربیکا سالمن کا بیٹا تھا۔

ہیری نے مجھے کچھ تصویریں بھی دی تھیں۔ میں نے بچے کے برتھ سرٹیفکیٹ کے ساتھ وہ تصویریں گائی کو پوسٹ کر دیں۔ ساتھ ہی شادی کی تفصیلات اور ٹرمپر بورڈ میں کرنل ہملٹن کا چیئرمین بنایا جانا بھی خط میں لکھ دیا۔ میری دانست میں معاملہ نمٹ گیا تھا۔

تاہم دو ہفتے بعد مجھے گائی کا خط موصول ہوا۔ میرا خیال ہے، اس نے وہ خط میرا خط ملنے سے پہلے لکھا تھا۔ اس میں اس نے لکھا تھا کہ کرنل ہملٹن نے اس کے کمانڈنگ آفیسر کرنل فوربس سے رابطہ کیا ہے۔ اور فوربس کے اصرار پر کہ یہ ممکنہ طور پر بدعہدی کا معاملہ ہے، اسے اپنے ساتھی افسروں کے ایک گروپ کے سامنے پیش ہو کر اپنے اور مس سالمن کے درمیان تعلقات کے بارے میں وضاحت پیش کرنی پڑی ہے۔

میں نے فوری طور پر کرنل فوربس کو خط لکھا کہ گائی اس سلسلے میں خود شہادتیں پیش نہیں کر سکتا، جو میں نے اپنے طور پر جمع کی ہیں۔ میں نے تمام دستاویزات کی نقول بھی اس خط کے ساتھ منسلک کر دیں۔ میں نے لکھا کہ کرنل سر ڈینور ہملٹن کو چیئرمین بنا کر انہیں ایک طرح سے رشوت دی گئی ہے، اور اب وہ ٹرمپرز سے باقاعدہ طور پر مالی منفعت حاصل کر رہے ہیں۔ گائی کا اس لڑکی ربیکا سے نہ کوئی تعلق تھا، نہ ہے۔ یہ ماننے میں مجھے کوئی عار نہیں کہ اس سلسلے میں ہیرس کی ہفتہ وار رپورٹس بہت معاون ثابت ہوئیں، حالانکہ وہ مجھے بہت مہنگی پڑ رہی تھیں۔

بہرحال کچھ عرصے کے لئے صورتِ حال نارمل ہوگی۔ جیرالڈ اپنے پارلیمانی فرائض میں اُلجھا ہوا تھا۔ میری اپنی مصروفیات تھیں۔

لیکن مسئلہ میری سوچ سے بڑھ کر گمبھیر ہوگیا۔ اتفاقاً ہی یہ بات میرے علم میں آئی کہ ڈیفن ہارکورٹ براؤن کی مارکوئیس ولٹ شائر سے شادی

کے شرکاء کی فہرست سے میرا نام خارج کر دیا گیا ہے۔ پری سے مجھے یہ اُمید نہیں تھی۔ بعد میں شادی کے بعض شرکاء نے مجھے بتایا کہ کرنل سر ڈینور ہملٹن کے علاوہ ربیکا اور چارلی ٹرمپر بھی اس شادی میں شریک تھے۔

اس تمام عرصے میں سراغ رساں ہیرس مجھے باقاعدگی سے ٹرمپرز کے بارے میں رپورٹس دیتا رہا تھا۔ ان کے مطابق ان کا کاروبار بہت کامیاب جا رہا تھا۔ بلکہ بہت تیزی سے پھیل رہا تھا۔ مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ کاروبار کی دُنیا سے میرا کوئی واسطہ ہی نہیں تھا۔ لیکن میں نے ہیرس کو نہیں روکا۔ کیونکہ میں گائی کے دُشمنوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتی تھی۔

چند ہفتے بعد مجھے کرنل فوربس کا ایک رقعہ ملا، جو ایک طرح سے میرے خط کی رسید تھا۔ لیکن گائی کے بارے میں مجھے کچھ پتا نہیں چلا تھا کہ اس پر کیا گزر رہی ہے......؟ میں نے تو یہ سمجھا کہ میں نے بڑی کامیابی سے کرنل ہملٹن کے فریب کا پردہ چاک کر دیا ہے۔

پھر اگلے سال، جون کی ایک صبح جیرالڈ کو وار آفس میں طلب کر لیا گیا۔ ہم دونوں یہی سمجھے کہ وہ معمول کی پارلیمانی بریفنگ ہوگی۔

لیکن جیرالڈ واپس آیا تو پریشان تھا۔ میں نے اسے اتنا پریشان پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ ایک بری خبر ہے۔

"گائی نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ کاغذی کارروائی مکمل ہوتے ہی وہ انگلینڈ واپس آجائے گا۔"

اس نے بتایا۔

میں سناٹے میں آگئی۔

"لیکن کیوں......؟"

میں نے پوچھا۔

''کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ اس اطلاع کے لئے ہی مجھے وار آفس طلب
کیا گیا تھا۔''

جیرالڈ نے کہا۔

''لیکن رجمنٹ کے میرے ایک پرانے ساتھی نے مجھے بتایا کہ
استعفیٰ نہ دیتا تو اسے بے عزت کر کے فوج سے نکالا جاتا۔''

☆☆☆

میں گائی کے واپس آنے کا انتظار کرتی رہی۔ اس دوران مجھے ٹر
کے کاروبار کے بارے میں رپورٹس ملتی رہیں۔ وہ بہت تیزی کے ساتھ
کاروباری سلطنت میں تبدیل ہو رہا تھا۔ میں ان رپورٹس کو کوئی اہمیت نہیں
تھی۔ ہیرس البتہ اپنی فیس کھری کرنے کے لئے بہت تفصیلی رپورٹس بھجواتا تھا

ایک دن ایک رپورٹ کا جائزہ لیتے ہوئے مجھے ایک ایسی بات
آئی جو ٹرمپرز کے لئے شاید اتنی ہی اہم تھی، جتنی میرے لئے گائی کی ساکھ
عزت......!

اس کے بعد میں نے ضروری معلومات خود حاصل کیں۔ اتوار کی
صبح میں نے اس پراپرٹی کا جائزہ بھی لیا۔ پھر پیر کے روز میں نے مسٹر سیل
فون کر کے ڈھائی ہزار پاؤنڈ کی آفر کی۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے ایجنٹ
فون کر کے بتایا کہ کسی اور پارٹی نے اس پراپرٹی کے لئے تین ہزار پاؤنڈ کی
لگائی ہے۔

میں جانتی تھی کہ وہ پارٹی ٹرمپرز ہیں۔

''تو ٹھیک ہے......! تم چار ہزار پاؤنڈ کی بولی لگا دو......!''

میں نے کہا اور فون رکھ دیا۔

بعد میں سہ پہر کے وقت اسٹیٹ ایجنٹ نے مجھے بتایا کہ 25 تا 99
چیلسی ٹیرس...... 37 فلیٹ کا وہ بلاک اب میری ملکیت ہے۔ اس نے مجھے
یقین دلایا کہ وہ ٹرمپرز کو بتا دے گا کہ ان کا نیا پڑوسی کون ہے......؟

☆☆☆

مسز ٹرینتھم کی کہانی
(پانچویں درویش کی زبانی)

ستمبر 22ء کی ایک سرد سہ پہر میں جبکہ گبسن چائے کے برتن سمیٹ چکا تھا، گائی ٹرینتھم 19 چیسٹر اسکوائر کی دہلیز پر پہنچا۔ اس کی ماں اس منظر کو کبھی نہیں بھول سکے گی۔ کیونکہ گائی جب ڈرائنگ روم میں آیا تو وہ اسے پہچان نہیں سکی۔ وہ اس وقت اپنی ڈیسک پر بیٹھی ایک خط لکھ رہی تھی کہ گبسن نے اطلاع دی۔

”کیپٹن گائی......!“

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ اسی وقت گائی ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور بغیر کچھ کہے آتش دان کے پاس جا کھڑا ہوا۔ وہاں وہ پاؤں پھیلا کر آتش دان کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا۔ وہ سلگتی ہوئی آنکھوں سے سامنے کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتا رہا۔

مسز ٹرینتھم نے دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ اس وقت ان کا شوہر دارالعوام میں ہونے والی ایک بحث میں حصہ لے رہا ہے، اور یہاں موجود نہیں

ہے۔ ابھی نہیں، رات دس بجے سے پہلے وہ واپس بھی نہیں آئے گا۔

گائی کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ اس نے کئی دنوں سے شیو نہیں کیا ہے۔ بلکہ اسے نہائے ہوئے بھی یقیناً کئی دن ہو گئے تھے۔ اس کا سوٹ میلا اور بوسیدہ تھا۔ اور اس کے جسم میں ہلکی سی تھرتھری تھی۔

پھر گائی اس کی طرف مڑا۔ مسز ٹرینتھم کو اس کے ہاتھ میں براؤن کاغذ میں لپٹا ہوا ایک پارسل نظر آیا۔

مسز ٹرینتھم کے جسم میں سرد لہر سی دوڑ گئی۔ لیکن اس کی وجہ ٹھنڈ نہیں تھی۔ کیونکہ کمرہ بہت گرم تھا۔ وہ اپنی ڈیسک پر بیٹھی رہی۔ اپنے لاڈلے بیٹے کو لپٹانے کی کوئی خواہش اس کے دل میں نہیں اُبھری۔ نہ ہی وہ کچھ بولی۔

”آپ کو کیا بتایا گیا ہے ممی......؟“

بالآخر گائی نے خاموشی توڑی۔ اس کی آواز میں لرزش اور لہجے میں بے یقینی تھی۔

”کوئی ایسی اہم بات نہیں بتائی گئی۔“

مسز ٹرینتھم کے لہجے میں اُلجھن تھی۔

”بس...... اتنا ہی کہ تم نے استعفیٰ دے دیا، اور یہ کہ اگر تم استعفیٰ نہ دیتے تو فوج سے بے عزت کر کے نکالے جاتے۔“

”اور یہ سچ ہے......!“

گائی نے کہا اور ہاتھ میں موجود پارسل کو میز پر رکھ دیا۔

”لیکن اس کا سبب یہ ہے کہ میرے خلاف سازش کی گئی۔“

”کس نے کی......؟“

”کرنل ہملٹن، ٹرمپر اور اس منحوس لڑکی نے۔“

”تو میرا خط ملنے کے باوجود کرنل فوربس نے مس سالمن کی بات کو

درخورِ اعتنا سمجھا......؟''

مسز ٹرینتھم نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''جی ہاں......! ایسا ہی ہوا۔ دراصل رجمنٹ میں کرنل ہملٹن کے دوست خاص تعداد میں ہیں۔ اور وہاں ایسے میرے حریف بھی ہیں، جو مجھے راستے سے ہٹانا چاہتے تھے۔''

مسز ٹرینتھم اس کی طرف دیکھتی رہی۔ وہ بے چین تھا۔ کبھی ایک پاؤں پر زور دیتا اور کبھی پہلو بدلتا۔

''میرا تو خیال تھا کہ میرے خط کے بعد اس معاملے میں کوئی ابہام ہی نہیں رہا۔''

وہ بولی۔

''کیونکہ میں نے خط کے ساتھ برتھ سرٹیفکیٹ بھی......''

''اگر اس پر ان دونوں کے دستخط ہوتے تو سب کچھ ٹھیک ہو جاتا۔ لیکن اس پر صرف لڑکی کے دستخط تھے، چارلی کے نہیں تھے۔ اس پر ستم یہ کہ کرنل ہملٹن نے مس سالمن کو مشورہ دیا کہ وہ مجھے اس بچے کا باپ نامزد کرتے ہوئے مجھ پر وعدہ خلافی کا کیس کر دے۔ اور ایسا ہو جاتا تو اس کے باوجود کہ میں بے قصور ہوں اور اس بچے کا باپ نہیں ہوں، پولیس یہاں آتی۔ ہماری خاندانی عزت ملیا میٹ ہوتی اور میری رجمنٹ کی بھی بدنامی ہوتی۔ میرے سامنے اور کوئی راستہ نہیں تھا کہ یہ سب کچھ بچانے کے لئے استعفیٰ دے دوں۔''

گائی کی آواز میں تلخی در آئی۔

''اور یہ سب اس لئے ہوا کہ ٹرمپر کو خوف تھا کہ سچ سامنے آجائے گا۔''

''کیا کہہ رہے ہو گائی......؟''

گائی نے اپنی ماں سے نظر نہیں ملائی۔ وہ ڈرنک کیبنٹ کی طرف بڑھا اور اپنے لئے وہسکی کا ایک بڑا جام بنایا۔ اس نے اس میں سوڈا ملانے کی بھی زحمت نہیں کی، اور ایک ہی گھونٹ میں تمام مشروب حلق سے اُتار لیا۔

مسز ٹرینتھم خاموشی سے اس کی وضاحت کا انتظار کرتی رہی۔

''مارنے کی دوسری جنگ کے بعد کرنل ہملٹن نے میدانِ جنگ میں چارلی کی بزدلی کے بارے میں ایک انکوائری میرے سپرد کی تھی۔ بہت لوگوں کا خیال تھا کہ اس کا کورٹ مارشل ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اس صورتِ حال کا واحد عینی گواہ پرائیویٹ پریسکوٹ بدقسمتی سے ہماری صفوں میں محض چند گز کے فاصلے پر دشمنوں کی طرف سے آنے والی ایک اندھی گولی کا شکار ہو گیا تھا۔ میں اپنی صفوں کی طرف آتے ہوئے ان دونوں کی قیادت کر رہا تھا اور آگے آگے تھا۔ فائر کی آواز سن کر میں نے پلٹ کر دیکھا تو پریسکوٹ کو زمین پر گرے دیکھا اور چارلی ٹرمپر کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ دیکھی۔ اور اس نے مجھے دیکھتے ہوئے بس اتنا کہا...... بیڈ لک کیپٹن......! تم اپنے واحد عینی گواہ سے محروم ہوگئے۔''

''تم نے اس بارے میں کسی کو بتایا......؟''

گائی نے اپنے لئے دوسرا جام بنایا۔

''بغیر گواہ کے میں کیا کر سکتا تھا......؟ بس میں مرنے والے کے لئے ملٹری میڈل کی سفارش ہی کر سکتا تھا۔ حالانکہ اس کی ہی وجہ سے چارلی ٹرمپر اس انجام سے بچ نکلا۔ بعد میں مجھے پتا چلا کہ ٹرمپر نے میرے خلاف بیان دیا تھا۔ شکر ہے کہ میں ملٹری کراس سے محروم نہیں ہوا ورنہ اس کی پوری کوشش تو کی گئی تھی۔''

''اور اب جبکہ اسی کی وجہ سے تم استعفیٰ دینے پر مجبور ہوئے ہو تو اس کے خلاف تمہارے بیان کی کوئی اہمیت نہیں۔''

مسز ٹرینتھم نے خیال آرائی کی۔

''ایسا ہی ہوتا، اگر ٹرمپر سے ایک بڑی غلطی سرزد نہ ہوئی ہوتی۔ اب وہی اس کی تباہی کا سبب بنے گی۔''

''ذرا اس کی بھی وضاحت کر دو......!''

''جنگ کے دوران میں ان دونوں کو بچانے کے لئے وہاں پہنچا تھا۔ وہ دونوں ایک تباہ شدہ چرچ میں چھپے ہوئے تھے۔ میں نے فیصلہ کیا کہ اندھیرا ہونے تک ہم وہیں رُکیں گے۔''

اب گائی کے لہجے میں اعتماد تھا۔

''ہم وہاں سورج غروب ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ چارلی سمجھا کہ میں سو گیا ہوں۔ اس نے وہاں قربان گاہ پر لگی ہوئی کنواری مریم کی ایک شاندار آئل پینٹنگ اُتار لی۔ اسے اس نے اپنے بیگ میں رکھ لیا۔ میں سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ لیکن میں نے اس پر یہ بات ظاہر نہیں ہونے دی۔ میں نے سوچا، یہ اس کے خلاف ثبوت ہوگا۔ بعد میں وہ پینٹنگ چرچ کو واپس کر دی جائے گی۔ واپس اپنے مورچوں میں پہنچتے ہی میں نے اس کے سامان کی تلاشی لی، تاکہ اسے چوری کے الزام میں گرفتار کر لوں۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ اس کے سامان میں وہ پینٹنگ برآمد نہیں ہوئی۔''

''تو اب تم اسے کیسے استعمال کر سکتے ہو......؟''

مسز ٹرینتھم نے پوچھا۔

''کیونکہ وہ تصویر دوبارہ سامنے آ گئی ہے۔''

''دوبارہ سامنے آ گئی ہے......؟''

''جی ہاں......! ڈیفن ہارڈ کورٹ براؤن نے مجھے بتایا تھا کہ ایسی ایک تصویر اس نے چارلی ٹرمپر کے ڈرائنگ روم میں لگی دیکھی ہے۔ بلکہ اس نے تصویر کے متعلق مجھے بہت تفصیل سے بتایا۔ میں سمجھ گیا کہ مسیحؑ کو گود میں اُٹھائے کنواری مریم کی یہ وہی پینٹنگ ہے، جو چرچ سے چرائی گئی تھی۔''

''اب تصویر اس کے گھر میں موجود ہے، تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے......؟''

''اب وہ وہاں نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے تو میں یہ بھیس بدلے ہوئے ہوں۔''

''معموں میں باتیں مت کرو گائی......! اپنی بات واضح کرو......!''

''آج میں ٹرمپر کے گھر گیا تھا۔ میں نے ہاؤس کیپر کو بتایا کہ میں اس کے آقا کے ساتھ محاذِ جنگ پر رہ چکا ہوں۔''

''یہ کوئی عقل مندی تو نہیں تھی گائی......!''

''میں نے اسے اپنا نام فاؤلر بتایا۔ میں نے کہا کہ میں کافی عرصے سے چارلی کو تلاش کر رہا ہوں۔ یہ مجھے معلوم تھا کہ چارلی اس وقت گھر میں نہیں تھا، کیونکہ میں صبح سے ہی گھر کی نگرانی کر رہا تھا، اور چند منٹ پہلے ہی وہ گھر سے نکلا تھا۔ بہرحال ہاؤس کیپر مجھے مشتبہ نظروں سے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ میں ہال میں انتظار کروں، وہ مسز ٹرمپر کو بلانے جا رہی ہے۔ وہ اوپر گئی تو مجھے موقع مل گیا۔ وہ تصویر واقعی ڈرائنگ روم میں دیوار پر لگی تھی۔ بس میں نے وہ تصویر اُتاری اور ان کے نیچے آنے سے پہلے ہی وہاں سے نکل آیا۔ ان کی تو سمجھ میں بھی نہیں آیا ہوگا کہ چکر کیا ہے......؟''

''لیکن وہ پولیس میں رپورٹ درج کرائیں گے اور پولیس تمہیں پکڑ لے گی۔''

"اس کا کوئی امکان نہیں......!"

گائی نے میز پر سے پارسل اُٹھایا اور اسے کھولنے لگا۔

"چارلی ٹرمپر کبھی نہیں چاہے گا کہ یہ پولیس کے ہاتھ لگے۔"

اس نے کہا اور تصویر اپنی ماں کی طرف بڑھا دی۔

وہ آئل میں بنی چھوٹی پینٹنگ تھی۔ مسز ٹرینتھم اسے غور سے دیکھتی رہی۔

"بس اب تم ٹرمپر کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔"

اس نے بغیر کسی وضاحت کے کہا۔

گائی پہلی بار مسکرایا۔

"تاہم سب سے پہلے ہمیں تمہارے مستقبل کے بارے میں سوچنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میں اب بھی شہر میں تمہیں پوزیشن دلا سکتی ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں......"

گائی نے اس کی بات کاٹ دی۔

"یہ بات یوں نہیں بنے گی ممی......! اور آپ یہ بات جانتی ہیں۔ فی الوقت اس ملک میں میرا کوئی مستقبل نہیں ہے اور میں لندن میں رہنا نہیں چاہتا۔ کس کس کے سامنے وضاحت کروں گا کہ اب میں رجمنٹ میں نہیں ہوں۔ نہیں ممی......! مجھے ملک سے باہر جانا ہوگا۔"

"تو مجھے سوچنے کا وقت دو......!"

مسز ٹرینتھم نے کہا۔

"تم اوپر جاؤ، نہاؤ، شیو کرو اور صاف ستھرے کپڑے پہنو۔ میں اسی دوران سوچوں گی کہ ہمیں کیا کرنا ہے......؟"

گائی کے جانے کے بعد مسز ٹرینتھم نے تصویر کو اپنی ڈیسک کی بائیں

جانب والی نچلی دراز میں رکھ کر دراز کو مقفل کر دیا۔ چابی اس نے اپنے بیگ میں ڈال لی۔ اب وہ اس پر سوچ رہی تھی کہ بیٹے کو رُسوائی اور بدنامی سے بچانے کے لئے کیا کیا جائے......؟ وہ تو ٹرینتھم خاندان کی رُسوائی تھی۔

کھڑکی سے باہر دیکھ کر سوچتے ہوئے اس کے ذہن میں ایک خاکہ سا تشکیل پانے لگا۔ اس کے لئے اگرچہ اسے اپنے سمٹتے ہوئے وسائل میں سے مزید خرچ کرنا تھا۔ لیکن اس سے کم از کم ٹرمپر جھوٹا اور چور ثابت کرنے کا موقع بہرحال مل سکتا تھا۔ ساتھ ہی وہ بیٹے کے دامن پر لگا داغ مٹا سکتی تھی۔

بیڈ روم کی تجوری میں اگرچہ بمشکل پچاس پاؤنڈ ہوں گے، لیکن شادی کے موقع پر اس کے باپ نے جو اسے بیس ہزار پاؤنڈ دیئے تھے، ان میں سے سولہ ہزار ابھی اس کے اکاؤنٹ میں موجود تھے۔ باپ نے وہ رقم اسے دیتے ہوئے کہا تھا۔

"آڑے وقتوں میں یہ رقم کام آئے گی۔"

اب وہ سوچ رہی تھی کہ انہوں نے کتنی سچی بات کہی تھی۔

مسز ٹرینتھم نے دراز سے کاغذ نکالا اور کچھ نوٹ کرنے لگی۔ وہ اس بات سے آگاہ تھی کہ اس کا بیٹا اب گھر سے نکلے گا تو نہ جانے کب اسے واپس آنے کا موقع ملے گا......؟

کوئی چالیس منٹ بعد اس نے اپنے نوٹس کا جائزہ لیا۔ وہ اہم نکات یہ تھے:

نقد رقم...... 50 پاؤنڈ......

سڈنی......

میکس ہیرس......

گریٹ کوٹ......

پانچ ہزار پاؤنڈ (چیک)......

بنٹیلے......

تصویر......

مقامی پولیس......

گائی کی واپسی اسے دوبارہ حال میں کھینچ لائی۔ وہ کچھ زرد رو لگ رہا تھا۔ لیکن بہرحال اب وہ پرانا والا گائی لگ رہا تھا۔ مسز ٹرینتھم نے کاغذ کو تہہ کیا۔ وہ طے کر چکی تھی کہ کس سلسلے میں اسے کیا قدم اُٹھانا ہے۔

''اب تم بیٹھو اور میری بات دھیان سے سنو......!''

اس نے گائی سے کہا۔

اس رات، اپنے باپ کی آمد سے ایک گھنٹہ پہلے، نو اور ساڑھے نو بجے کے درمیان گائی ٹرینتھم چیسٹر اسکوائر سے رُخصت ہوگیا۔ 53 پاؤنڈ نقد رقم کے علاوہ اس کے پاس پانچ ہزار پاؤنڈ کا ایک چیک تھا، جو کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا تھا۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ سڈنی پہنچتے ہی وہ اپنے باپ کو خط لکھ کر وضاحت کرے گا کہ وہ انگلینڈ آنے کے بجائے سیدھا آسٹریلیا کیوں چلا گیا......؟ ماں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ اس کے دامن کے داغ دھونے کے لئے وہ سب کچھ کرے گی، جو اس کے بس میں ہوا۔ تاکہ وہ سرخ روئی کے ساتھ انگلینڈ واپس آکر گھرانے کے سربراہ کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں سنبھال سکے۔

ملازمین میں صرف دو ایسے تھے، جو اس بات سے واقف تھے کہ کیپٹن گائی ٹرینتھم اور روز چیسٹر اسکوائر آیا تھا۔ انہیں ان کی مالکن نے سختی سے کہہ دیا کہ وہ اس کی آمد کا کسی سے تذکرہ نہ کریں...... خاص طور پر اس کے شوہر سے۔

اس رات اپنے شوہر کی گھر واپسی سے پہلے مسز ٹرینتھم نے آخری کام جو کیا، وہ تھا پولیس کو فون کرنا۔ جس پولیس والے نے اس کی گمشدگی کے سلسلے میں رپورٹ درج کی، اس کا نام کانسٹیبل رگلے تھا۔

اپنے بیٹے کے خط کے انتظار کے دوران، جو کئی ہفتوں پر محیط تھا، مسز ٹرینتھم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھی۔ گائی کے جانے کے اگلے ہی روز وہ سینٹ اگنس ہوٹل میں سراغ رساں ہیرس سے ملنے کے لئے گئی۔ اس کے ہاتھ میں براؤن کاغذ میں لپٹا ایک پارسل تھا۔ اس نے ہیرس کی تفصیلی ہدایات دینے کے بعد وہ پارسل جو اس کے لئے نعمت غیر مترقبہ کی حیثیت رکھتا تھا، اس کے حوالے کر دیا۔

دو دن بعد ہیرس نے رپورٹ دی کہ کنواری مریم اور نومولود مسیح کا وہ پورٹریٹ بنٹیلے کی نوادرات کی دُکان پہ پہنچا دیا گیا۔ رسید کے مطابق اسے پانچ سال کی مدت کے لئے رہن رکھا گیا ہے، یعنی اس سے پہلے اسے فروخت نہیں کیا جا سکے گا۔ ثبوت کے طور پر اس نے تصویر کا فوٹو اور رہن نامے کی رسید مسز ٹرینتھم کو پیش کر دی۔

مسز ٹرینتھم نے فوٹو اپنے بیگ میں رکھ لیا، لیکن ہیرس سے یہ نہیں پوچھا کہ جن پانچ پاؤنڈز کے عوض تصویر گروی رکھی گئی ہے، ان کا کیا ہوا......؟ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ وہ ہیرس کا انعام ہے۔

''بہت خوب......! میں تمہارے کام سے مطمئن ہوں۔''

اس نے کہا۔

''اب کہیں تو میں اسکاٹ لینڈ یارڈ کے کسی مناسب آدمی کو بنٹیلے کی طرف اشارہ کر دوں......؟''

''ہرگز نہیں......! میں چاہتی ہوں کہ تم اس تصویر کے بارے میں

ریسرچ کرو۔ میرے اندازے کے مطابق اب یہ تصویر سوتھبی کے نیلام گھر میں عام لوگوں کے سامنے پیش ہوگی۔"

☆☆☆

"صبح بخیر مادام......! آپ کو اس طرح زحمت دینے پر میں معذرت خواہ ہوں۔"

"زحمت کی کوئی بات نہیں......!"

مسز ٹرینتھم نے پولیس آفیسر سے کہا، جس کا نام گبسن نے انسپکٹر رچرڈز بتایا تھا۔

"اصل میں مجھے آپ سے نہیں ملنا تھا مسز ٹرینتھم......!"

انسپکٹر نے وضاحت کی۔

"مجھے آپ کے بیٹے کیپٹن گائی ٹرینتھم سے ملنا ہے۔"

"اس کے لئے تو تمہیں بہت طویل سفر کرنا پڑے گا انسپکٹر......!"

"میں سمجھا نہیں مادام......!"

"میرا بیٹا آسٹریلیا میں ہے...... اپنے خاندانی مفادات کی دیکھ بھال میں مصروف۔ وہاں وہ مویشیوں کی افزائش کرنے والی ایک بڑی فرم کا پارٹنر ہے۔"

انسپکٹر اپنی حیرت چھپا نہیں سکا۔

"اور وہ وہاں کب سے ہیں......؟"

"کافی عرصہ ہوگیا انسپکٹر......!"

"وضاحت تو کیجئے عرصے کی۔"

"کیپٹن ٹرینتھم فروری 20ء میں اپنی رجمنٹ کو جوائن کرنے کی غرض

سے انگلینڈ سے انڈیا کے لئے روانہ ہوا۔ شاید تم واقف ہوگے کہ مارنے کی دوسری جنگ کے دوران شجاعت کے صلے میں اسے ملٹری کراس دیا گیا۔"

اس نے مینٹل پیس کی طرف اشارہ کیا۔

انسپکٹر اب بے حد متاثر نظر آرہا تھا۔

"تاہم کیپٹن ٹرینتھم کا ارادہ فوج میں رہنے کا نہیں تھا۔ وہ ہمیشہ کہتا تھا کہ برک شائر میں اپنی جاگیر کا انتظام سنبھالنے سے پہلے وہ کسی نو آبادی میں وقت گزارنا چاہتا ہے۔"

"آسٹریلیا جانے سے پہلے وہ یہاں نہیں آئے......؟"

"نہیں انسپکٹر......! فوج سے استعفیٰ دیتے ہی وہ انڈیا سے ہی آسٹریلیا چلا گیا۔ میرے شوہر جو پارلیمنٹ میں برک شائر ولٹ کی نمائندگی کرتے ہیں، اس بات کے گواہ ہیں، تم ان سے پوچھ سکتے ہو۔"

"نہیں مادام......! میں انہیں زحمت کیوں دوں گا......؟"

مرعوب انسپکٹر نے جلدی سے کہا۔

"اب یہ تو بتا دو کہ میرے بیٹے سے کیوں ملنا چاہتے تھے تم......؟"

"چیلسی کے علاقے میں ایک پینٹنگ کی چوری کے سلسلے میں ہمیں تفتیش کرنی ہے۔"

مسز ٹرینتھم نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

انسپکٹر نے اپنی بات جاری رکھی۔

"آپ کے بیٹے کے حلیے پر پورا اُترنے والے ایک شخص کو جو آرمی کے پرانے گریٹ کوٹ میں تھا، اس علاقے میں دیکھا گیا۔ ہمارا خیال تھا کہ اس تفتیش کے سلسلے میں کیپٹن ٹرینتھم ہماری رہنمائی کر سکیں گے۔"

"چوری کی یہ واردات کب ہوئی......؟"

''گزشتہ ستمبر کی بات ہے۔''

انسپکٹر نے جواب دیا۔

''اور تصویر کیونکہ بازیاب نہیں کرائی جا سکی ہے، اس لئے تفتیش جاری ہے......''

مسز ٹرینتھم ایک طرف سر جھکا کے گویا بڑے غور سے اس کی بات سن رہی تھی۔

''......لیکن اب پتا چلا ہے کہ شکایت کنندہ کا اس رپورٹ پر اصرار نہیں ہے۔ اس لئے عنقریب ہم اس کیس کو بند کر دیں گے۔ یہ آپ کے بیٹے ہیں مادام......؟''

انسپکٹر نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی گائی کی تصویر کی طرف اشارہ کیا، جس میں وہ مکمل فوجی وردی پہنے تھا۔

''ہاں انسپکٹر......! یہ ہے میرا بیٹا...... کیپٹن گائی ٹرینتھم......!''

''یہ ہمیں دیئے گئے حلیے کے عین مطابق ہیں۔''

انسپکٹر کے لہجے میں اُلجھن تھی۔

''بہر حال...... آپ کہتی ہیں کہ یہ اس وقت آسٹریلیا میں تھے تو یہ تو ٹھوس شہادت ہے۔''

انسپکٹر خوش کرنے والے انداز میں مسکرایا۔

لیکن مسز ٹرینتھم کے چہرے کا تاثر نہیں بدلا۔

''کہیں تم اس طرف اشارہ تو نہیں کر رہے ہو کہ میرا بیٹا اس چوری میں ملوث ہے......؟''

اس نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہرگز نہیں مادام......!''

انسپکٹر نے جلدی سے کہا۔

''بس ہمیں ایک گریٹ کوٹ ملا ہے، جس کے بارے میں سیوائل روَو ٹیلرز کا کہنا ہے کہ مصدقہ طور پر وہ انہوں نے کیپٹن ٹرینتھم کے لئے سیا تھا۔ وہ کوٹ ہمیں ایک بوڑھا فوجی پہنے ملا، جو......''

''اس کا تو مطلب یہ ہے کہ تم نے اس چور کو پکڑ لیا ہے۔''

مسز ٹرینتھم نے خشک لہجے میں کہا۔

''نہیں مادام......! وہ فوجی ایک ٹانگ سے پوری طرح معذور تھا۔''

مسز ٹرینتھم پر اس کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا۔

''تو تم چیلسی پولیس اسٹیشن سے اس سلسلے میں بات کرو۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں سے تمہیں اس معاملے میں مزید معلومات حاصل ہو سکیں گی۔''

''لیکن میں تو خود چیلسی پولیس اسٹیشن سے آیا ہوں۔''

انسپکٹر کے لہجے میں حیرت بھی تھی اور اُلجھن بھی۔

مسز ٹرینتھم صوفے سے اُٹھی اور اپنی ڈیسنگ کی طرف گئی۔ اس نے دراز کھول کر ایک کاغذ نکالا اور انسپکٹر کی طرف بڑھا دیا۔

وہ کاغذ پڑھتے ہوئے انسپکٹر پر رنگ سا دوڑ گیا۔ پڑھنے کے بعد اس نے وہ کاغذ مسز ٹرینتھم کو واپس کر دیا۔

''میں معافی چاہتا ہوں مادام......!''

اس نے شرمندگی سے کہا۔

''مجھے علم نہیں تھا کہ آپ نے اسی دن اس گریٹ کوٹ کو کھو جانے کی رپورٹ لکھوا دی تھی۔ میں پولیس اسٹیشن پہنچتے ہی کانسٹیبل رگلے کی خبر لوں گا کہ اس نے مجھے مطلع کیوں نہیں کیا......؟''

مسز ٹرینتھم کا چہرہ اب بھی بے تاثر تھا۔

"میں آپ کا مزید وقت نہیں لوں گا۔ مجھے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے......!"

مسز ٹرینتھم نے اثبات میں سر ہلایا اور انسپکٹر کو جاتے دیکھتی رہی۔ انسپکٹر کے باہر جاتے ہی وہ ٹیلی فون کی طرف لپکی۔ آپریٹر سے اس نے یارڈ کا ایک نمبر ملانے کو کہا۔

ریسیور رکھنے سے پہلے اس نے سراغ رساں سے بس ایک ہی بات کہی تھی۔

☆☆☆

اپنے بلیک اکاؤنٹ کے ذریعے مسز ٹرینتھم کو پتا چل گیا تھا کہ گائی بخیر و عافیت آسٹریلیا پہنچ چکا ہے۔ سڈنی کے ایک بینک کے توسط سے اس نے اس کا دبا ہوا پانچ ہزار پاؤنڈ کا چیک کیش کرا لیا تھا۔

پھر گائی کا لکھا ہوا خط بھی آ گیا، جو اس نے باپ کے نام لکھا تھا۔

جیرالڈ نے جب اسے بتایا کہ گائی انگلینڈ واپس آنے کے بجائے آسٹریلیا چلا گیا ہے، جہاں اس نے مویشیوں کی افزائش کرنے والی ایک بڑی فرم میں شراکت کر لی ہے تو مسز ٹرینتھم نے حیران ہونے کی اداکاری کی۔

"یہ بغیر بتائے اس نے اتنا بڑا قدم اُٹھا لیا......؟"

لیکن جیرالڈ ٹرینتھم نے اس معاملے میں کسی دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

چند ماہ گزر گئے۔ ہیری کی طرف سے آنے والی ہفتہ وار رپورٹس یہ ظاہر کرتی تھیں کہ ٹرمپر کی فرم مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن مسز ٹرینتھم ہر بار یہ سوچ کر مسکراتی کہ صرف چار ہزار پاؤنڈ کی قربانی دے کر اس نے چارلی ٹرمپر کی پیش قدمی کو روک دیا ہے۔

جب سیولز کی طرف سے اسے خط موصول ہوا کہ کیا وہ ربیکا سالمن کے ذریعے چارلی ٹرمپر کو ایک اور زخمِ محرومی دینا چاہتی ہے تو وہ مسکرا نہیں سکی۔ اس بار قیمت پہلے سے زیادہ تھی۔

اس نے اپنا بینک بیلنس چیک کیا، اور مطمئن ہو گئی کہ جو کچھ اس کے ذہن میں ہے، اس کے لئے اس کے پاس ضرورت سے زیادہ رقم موجود ہے۔

کئی برسوں سے سیولز نے چیلسی ٹیرس کے علاقے میں بکنے والی دُکانوں کے بارے میں باقاعدگی سے معلومات فراہم کی تھیں۔ لیکن اس نے کسی بھی دُکان کے معاملے میں ٹانگ نہیں اڑائی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ صرف فلیٹس خرید کر وہ چارلی ٹرمپر کے پورے چیلسی ٹیرس کو ہتھیانے کے خواب کو بکھیر سکتی ہے۔ لیکن جب دُکان نمبر 1 کا معاملہ سامنے آیا تو اس نے سمجھ لیا کہ یہ بات مختلف ہے۔ نمبر ایک چیلسی ٹیرس نہ صرف کارنر کی دُکان تھی، بلکہ اس کا فرنٹ فلہم روڈ کی طرف بھی تھا۔ وہ اس علاقے کے سب سے بڑی دُکان تھی۔ وہ چارلی ٹرمپر کے لئے یقیناً اہم ترین دُکان تھی۔

پھر مسٹر فوتھرگل کی طرف سے اسے خط موصول ہوا، جس کے ساتھ نیلام میں شرکت کا دعوت نامہ بھی تھا۔

اس نے اسی روز سیولز کو خط لکھ دیا کہ وہ اسے مطلوبہ پراپرٹی کی ممکنہ قیمت کے بارے میں مطلع کریں۔

سیولز کے جوابی خط میں کئی "اگر" اور کئی "لیکن" تھے۔ لیکن یہ بات انہوں نے یقین سے کہی تھی کہ یہ پراپرٹی بڑی منفرد ہے۔ لیکن دُکان میں موجود اسٹاک کی قیامت کا تخمینہ لگانا ان کے لئے ممکن نہیں۔ بہرحال ان کی رائے میں اس کی قیمت چار ہزار پاؤنڈ سے زیادہ ہی تھی۔

اس نیلامی کے لئے مسز ٹرینتھم نے خاص طور پر تیاری کی تھی۔ کیونکہ

اسے اس کا تجربہ نہیں تھا، اس لئے اس نے کئی جگہ شرکت کی۔ اگرچہ ن... ہاتھ کھڑا کیا اور نہ ہی بولی لگائی۔ وہ تو صرف طریق کار اور نیلامی کے ماحول... سمجھنا چاہتی تھیں، تاکہ نیلامی کے دن انہیں اجنبیت کا احساس نہ ہو۔

نمبر ایک چیلسی ٹیرس کے نیلام والے دن انہوں نے اچھے لباس... اہتمام کیا۔ مقررہ وقت سے بیس منٹ پہلے وہ وہاں پہنچیں۔ تیسری قطار... انہوں نے اپنے لئے جگہ منتخب کی۔ انہوں نے ہر حریف پر نظر رکھی۔ سٹر... بہت سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔ ہیری نے پہلے ہی انہیں اس کے بارے م... دیا تھا۔

مقررہ وقت سے دس منٹ پہلے کرنل ہملٹن اپنے دو ساتھیوں کے ہم... آیا۔ وہ لوگ مسز ٹرینتھم کے عقب میں بیٹھ گئے۔ مسز ٹرینتھم نے کرنل کی طر... دیکھا۔ لیکن اس سے علیک سلیک نہیں کی۔ نیلام شروع ہونے میں سات من... رہ گئے تھے، لیکن مسٹر اور مسز ٹرمپر ابھی تک نظر نہیں آئے تھے۔

سیولز نے مسز ٹرینتھم کو خبردار کر دیا تھا کہ وہ دونوں کسی ایجنٹ ک... خدمات بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن مسز ٹرینتھم جو کئی برس سے ٹرمپر کو سمجھنے ک... کوشش کر رہی تھیں، جانتی تھیں کہ وہ کسی پر انحصار کرنے والا نہیں۔

بالآخر پانچ منٹ پہلے چارلی ٹرمپر بھی آ گیا۔ اس کی جو تصویر انہوں نے دیکھی تھی، وہ اس کے مقابلے میں چند برس بڑا لگ رہا تھا۔ لیکن اسے پہچاننے میں انہیں کوئی دُشواری نہیں ہوئی۔ وہ بہت عمدہ سلا ہوا سوٹ پہنے تھا۔ اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ وہ بڑھتے ہوئے وزن کے مسئلے سے دوچار ہے۔ وہ ہر وقت مسکراتے رہنے کا عادی تھا، جبکہ مسز ٹرینتھم اس مسکراہٹ کو اس کے چہرے سے نوچ پھینکنے کی خواہاں تھی۔

چارلی ٹرمپر یقیناً چھچھورا بھی تھا۔ اس کے انداز میں خودنمائی تھی۔

آتے ہی اس نے سب کو جتا دیا تھا کہ وہ آ گیا ہے۔ کئی اشخاص سے اس نے علیک سلیک کی۔ پھر اُن سے دو قطار پیچھے وہ ایک نشست پر بیٹھ گیا۔

مسز ٹرینتھم چارلی ٹرمپر اور مسٹر فوتھرگل دونوں پر نظر رکھے ہوئی تھی۔

اچانک چارلی ٹرمپر اُٹھا اور کمرے کے عقبی حصے کی طرف گیا۔ مسز ٹرینتھم اسے دیکھتی رہی۔ مگر وہ وہاں محض میز پر رکھا ہوا پمفلٹ اُٹھانے کے لئے گیا تھا۔ پمفلٹ لے کر وہ واپس آنے لگا۔ مسز ٹرینتھم کے خیال میں اس عمل کے پیچھے بھی کوئی اہم وجہ تھی۔ وہ کچھ مضطرب سی ہوگئی۔ اس کی نگاہیں عقبی قطاروں کو ٹٹولتی رہیں۔ لیکن اسے کوئی غیر معمولی بات نظر نہیں آئی۔

اسی دوران اس کی توجہ مسٹر فوتھرگل کی طرف سے ہٹ گئی تھی۔

پھر نیلام شروع ہونے کا وقت آ گیا۔ مسٹر فوتھرگل پلیٹ فارم پر پہنچے۔ مسز ٹرینتھم کو حیرت تھی کہ مسز ٹرمپر اب تک نظر نہیں آئی تھی۔

پھر بولی شروع ہوئی۔ جو کچھ ہو رہا تھا، وہ مسز ٹرینتھم کے لئے خلافِ توقع تھا۔ اس کی ساری تیاری دھری رہ گئی۔ ایسا نیلام تو اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہاں تو معاملہ مسابقت کا تھا۔

اور صرف چھ فٹ بعد مسٹر فوتھرگل نے آخری بولی...... اس کی بولی...... بارہ ہزار پاؤنڈ قبول کر لی۔

مسز ٹرینتھم کو خود پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے اتنے لوگوں کے درمیان خود کو تماشا بنا لیا۔ بہرحال اس نے دُکان کو چارلی ٹرمپر کی دسترس سے محفوظ کر کے ربیکا ٹرمپر کو دھچکا پہنچایا تھا۔ البتہ سودا مہنگا تھا، اور اسے یقین نہیں تھا کہ وہ یہ قیمت ادا کر سکے گی۔

80 دن تک وہ سوچتی اور اُلجھتی رہی۔ اس نے اپنے شوہر سے یا اپنے باپ سے مدد مانگنے کے بارے میں بھی غور کیا۔ لیکن آخر میں اس نے

فیصلہ کیا کہ بارہ سو پاؤنڈ پر صبر کر لینے ہی میں عافیت ہے۔ حالانکہ یہ اس کے لئے اپنے زخم چاٹنے کے مترادف تھا۔ دوسری طورف میں اسے اپنے شوہر کو بتانا پڑتا کہ اس روز نیلامی میں اس سے کتنی بڑی حماقت سرزد ہوئی ہے۔

☆☆☆

وقت گزرتا رہا۔ مسز ٹریتھم کو باقاعدگی سے اپنے بیٹے کے خط موصول ہوتے رہے...... پہلے سڈنی سے اور پھر ملبورن سے۔ زیادہ تر وہ مزید رقم منگوانے کے لئے خط لکھتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ کاروبار بڑھانا ہے، اس لئے پارٹنر کی حیثیت سے اسے بھی مزید سرمایہ کاری کرنی پڑ رہی ہے۔ چار سال میں مسز ٹریتھم نے اسے مزید چھ ہزار پاؤنڈ بھیجے۔ مگر مسز ٹریتھم کو اس کا ملال نہیں تھا۔ وہ تو بس اپنے بیٹے کو کامیاب دیکھنا چاہتی تھی۔ اسے پورا اعتماد تھا کہ وہ چارلی ٹرمپر کی اصلیت دُنیا کے سامنے لائے گی اور وہ جھوٹا اور چور ثابت ہوگا۔ تب اس کے بیٹے کی عزت بحال ہوگی اور وہ سرخ رو ہو کر اپنے باپ کے سامنے آسکے گا۔

اچانک...... عین اس وقت، جب وہ اپنے منصوبے کے اگلے مرحلے پر عمل درآمد شروع کرنے والی تھی کہ ملبورن سے ایک ٹیلی گرام موصول ہوا۔ اور وہ جہاں سے آیا تھا، اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے مسز ٹریتھم کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ بلا تاخیر ملبورن پہنچے۔

اس رات کھانے کی میز پر اس نے جیرالڈ کو اپنی روانگی کے بارے میں بتایا تو جیرالڈ کے انداز میں بے پرواہی تھی۔ مسز ٹریتھم کو اس پر حیرت نہیں ہوئی، کیونکہ چار سال پہلے جب جیرالڈ کو وار آفس بلا کر گائی کے استعفیٰ کے بارے میں بتایا گیا تھا، تب سے کبھی گائی کا نام بھی اس کی زُبان پر نہیں آیا تھا۔

جیرالڈ کے نزدیک اب نیجل ہی اس کا واحد بیٹا تھا۔

جیرالڈ ٹریتھم کو علم تھا کہ اس کی بیوی اپنے دوستوں اور ملنے والوں کو گائی کی آسٹریلیا میں عظیم الشان کامیابیوں کی کہانیاں سناتی ہے۔ لیکن اس نے بہت پہلے ہی ان کہانیوں پر یقین کرنا چھوڑ دیا تھا۔ بلکہ بعد میں تو وہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اُڑا دیتا تھا۔ گائی کے خط آتے رہتے تھے۔ لیکن وہ کبھی بیوی سے اس کی خیریت بھی نہیں پوچھتا تھا۔

اگلے پیر کو روانہ ہونے والے بحری جہاز اورنس پر مسز ٹریتھم کو جگہ ملی۔ اس نے ملبورن میں اپنی آمد کی اطلاع بھجوا دی۔

پانچ ہفتے کا وہ سفر مسز ٹریتھم کے لئے بہت زیادہ طویل تھا۔ سفر کے دوران وہ اپنے کیبن تک محدود رہی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی سے اس کی جان پہچان ہو۔ اور یہ سوچ کر تو اس کا دم نکلتا تھا کہ کہیں جہاز پر کسی شناسا سے سامنا نہ ہو جائے۔

جہاز سڈنی کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ مسز ٹریتھم نے صرف ایک دن آرام کیا، پھر وہ ملبورن کے لئے روانہ ہوگئی۔ اسپنسر اسٹریٹ کے اسٹیشن سے اس نے رائل وکٹوریہ ہاسپٹل کے لئے ٹیکسی کی۔ ہاسپٹل میں سسٹر انچارج نے واضح طور پر اسے بتا دیا کہ اس کا بیٹا بس ہفتہ دس دن کا مہمان ہے۔

اسے فوری طور پر گائی سے ملوانے کا اہتمام کیا گیا۔ ایک پولیس آفیسر اسے ساتھ لے کر ایک الگ تھلگ ونگ میں گیا۔ وہاں وہ بے یقینی سے گائی کے چہرے کو دیکھتی رہی، جسے پہچاننا ممکن ہی نہیں تھا۔ اس کے بال چھدرے اور سفید ہوگئے تھے اور چہرے پر اتنی گہری جھریاں تھیں کہ مسز ٹریتھم کو لگا کہ وہ جیسے اپنے شوہر کو عالمِ نزع میں دیکھ رہی ہے۔

ڈاکٹر نے بتایا کہ جب مریض کو پتا چل جائے کہ اب وہ بچنے والا

نہیں تو یہی حال ہوتا ہے۔ مسز ٹرینتھم ایک گھنٹہ وہاں کھڑی بیٹے کو تکتی رہی، لیکن اسے بیٹے کی آواز سننا بھی نصیب نہیں ہوا۔ تاہم اس نے اسپتال میں کسی کو نہیں پتا چلنے دیا کہ اس پر کیا گزر رہی ہے......؟

اس شام مسز ٹرینتھم نے ایک پرسکون کنٹری کلب میں اپنے لئے بکنگ کرائی۔ اپنے کمرے میں جانے سے پہلے اس نے کلب کے مالک مسٹر سکلیر اسمتھ سے بس ایک ہی بات پوچھی۔

اگلی صبح وہ ملبورن میں وکلا کی سب سے پرانی فرم کے دفتر پہنچی۔ فرم کا نام اسگارتھ، جینکنس اینڈ کمپنی تھا۔ وہاں ایک جوان آدمی نے، جو اسے جانا پہچانا لگ رہا تھا، اس سے پوچھا۔

"آپ کا مسئلہ کیا ہے......؟"

"مجھے اس فرم کے سینئر پارٹنر سے ملنا ہے۔"

"آپ ویٹنگ روم میں انتظار کیجئے......!"

مسز ٹرینتھم وہاں بیٹھی رہی، یہاں تک کہ مسٹر اگارتھ اس سے ملاقات کے لئے فارغ ہوگئے۔

وہ بوڑھے آدمی تھے۔ انہوں نے سکون سے اس کی کہانی سنی۔ پھر انہوں نے اس کی مدد کے لئے ہامی بھر لی۔ انہوں نے میت کو انگلینڈ بھجوانے کے لئے اس کے نام سے درخواست بھی تیار کر دی۔

مسز ٹرینتھم اپنے بیٹے کی موت کے دن تک ہر روز اسے دیکھنے کے لئے جاتی رہیں۔ اس سے بس یوں ہی سی گفتگو رہی۔ تاہم اسے اس مسئلے کے بارے میں علم ہوگیا، جو اسے انگلینڈ واپس جانے سے پہلے لازماً حل کرنا تھا۔

بدھ کی شام وہ پھر مسٹر اسگارتھ کے پاس گئی اور انہیں اپنی تازہ ترین دریافت کے بارے میں بتاتے ہوئے ان سے مشورہ مانگا۔ مسٹر اسگارتھ

تفصیلات نوٹ کرتے رہے۔ پھر مسز ٹرینتھم کے خاموش ہونے کے بعد خاصی دیر تک سوچتے رہے۔

"اگر تم اسے راز رکھنا چاہتی ہو تو نام کی تبدیلی لازمی ہے۔"

بالآخر انہوں نے کہا۔

"ہمیں اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ مستقبل میں بھی کوئی کسی طرح یہ پہچان نہ کر سکے کہ اس کا باپ کون تھا......؟"

مسز ٹرینتھم نے کہا۔

"اس کے لئے تو تمہیں مس بینسن پر پوری طرح انحصار کرنا ہوگا۔"

وکیل کے لہجے میں فکر مندی تھی۔

"وہ اپنی خاموشی کی جو قیمت بھی مانگے، میں ادا کروں گی۔"

اگلے چار دنوں میں وکیل نے اپنی موکلہ کی خواہش کے مطابق تمام کاغذی کارروائی مکمل کر لی۔ اب مسز ٹرینتھم سکون سے انگلینڈ واپس جا سکتی تھی۔

23 اپریل 27ء کی صبح 7 بج کر 3 منٹ پر ڈاکٹروں نے گائی ٹرینتھم کی موت کا اعلان کیا۔ اگلے روز مسٹر ٹرینتھم نے بیٹے کے تابوت کے ساتھ واپسی کے سوگوار سفر کا آغاز کیا۔ وہ مطمئن تھی کہ اس کے علاوہ صرف دو افراد ہیں، جنہیں حقیقت کا علم ہے۔ ان میں سے ایک محض چند ماہ بعد ریٹائر ہونے والا ہے، اور دوسری ایک عورت ہے، جو باقی زندگی اس عیش و آرام سے گزار سکتی ہے، جس کا چند روز پہلے وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس عیش و آرام کی خاطر وہ کبھی زبان نہیں کھولے گی۔

مسز ٹرینتھم نے مختصر ترین الفاظ میں اپنے شوہر کو تار بھیج دیا تھا۔ انگلینڈ پہنچتے ہی وہ چیسٹر اسکوائر، اپنے گھر گئی اور شوہر کو اس المیے کی تفصیل

بتائی۔ جیرالڈ نے ہچکچانے کے باوجود اگلے روز کے دی ٹائمز میں تعزیتی کا
کے لئے یہ خبر بک کرادی۔

"ٹی بی کے مرض میں ایک طویل عرصے مبتلا رہنے کے بعد کیپٹن ٹرینتھم، ملٹری کراس انتقال کر گئے۔ ان کی تدفین ایشرسٹ، برک شائر کے سینٹ میری چرچ کے قبرستان میں منگل 8 جون 27ء کو ہوگی۔"

☆☆☆

گائی ٹرینتھم کو اس پلاٹ مین دفنایا گیا، جو درحقیقت اس کے باپ کے لئے مخصوص تھا۔

مسز ٹرینتھم کو سو سے زیادہ تعزیتی خط موصول ہوئے۔ ان میں سے چند ایک میں اسے یاد دلایا گیا تھا کہ اس کے آنسو پونچھنے اور دُکھ کو کم کرنے کے لئے خدا کی عنایت سے اس کے پاس ایک اور بیٹا موجود ہے۔

اگلے روز بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھے فریم میں بڑے بھائی کی جگہ نجل کی فوٹوگراف نے لے لی......!

☆☆☆

چارلی کی کہانی......خود اُس کی زُبانی

(1926ء تا 1945ء)

میں ٹام آرنلڈ کے ساتھ پیر کی صبح کے گشت پر نکلا تھا۔ تب اس نے پہلی بار رائے دی۔

"ایسا کبھی نہیں ہوگا۔"

میں نے کہا۔

"ممکن ہے، آپ ٹھیک کہتے ہوں سر......! لیکن تمام دُکاندار اب پریشان ہورہے ہیں۔"

"بزدلوں کا ٹولہ ہے یہ......!"

میں نے حقارت سے کہا۔

"بے روزگاری کا یہ عالم ہے۔ ایسے میں مٹھی بھر بے وقوف ہی مکمل ہڑتال کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔"

"ممکن ہے، لیکن شاپ کمیٹی اب بھی اپنے ممبروں کو یہ مشورہ دے رہی ہے کہ وہ اپنی کھڑکیوں پر تختے لگوالیں۔"

"سڈریکسل تو بزدل آدمی ہے۔ اس کی دُکان میں کوئی کاک روچ بھی داخل ہو جائے تو وہ کھڑکیوں پر تختے لگوا لے گا۔"

ٹام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھرکنے لگی۔

"یعنی آپ جنگ کے لئے تیار ہیں مسٹر ٹریپر......؟"

"بالکل......! اس معاملے میں میں مسٹر چرچل سے متفق ہوں۔"

میں ہیٹ اور اسکارٹ کی دُکان کی ونڈو پر جائزہ لینے کے لئے رُکا۔

"ایک بات بتاؤ......! اس وقت ہمارے ملازمین کی کیا تعداد ہے......؟"

"71......!"

اس نے جواب دیا۔

"اور تمہارے خیال میں ان میں سے کتنے اسٹرائیک پر آمادہ ہیں......؟"

"چھ سات...... زیادہ سے زیادہ دس...... اور وہ بھی وہ ہیں جو شاپ ورکرز یونین کے ممبر ہیں۔ لیکن یہ بھی سوچیں کہ پبلک ٹرانسپورٹ کی ہڑتال کی وجہ سے بھی تو ہمارے اسٹاف کو کام پر آنے میں دشواری ہوگی۔"

"تم مجھے آج شام تک اُن لوگوں کے نام دو، جو ہڑتال میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اس ہفتے میں ایک ایک کر کے ان میں سے ہر ایک سے بات کروں گا۔ کمپنی میں ان کے طویل المدت مفادات کے حوالے سے ان میں سے دو تین کو تو میں قائل کر ہی لوں گا۔"

"اور اگر ہڑتال طول پکڑ گئی اور کامیاب ہوئی تو کمپنی کا مستقبل کیا ہوگا......؟"

"تم یہ بات اپنے بھیجے میں کب بٹھاؤ گے ٹام......! کہ کوئی چیز ٹریپرز

پر اثر انداز نہیں ہوگی۔"

"سڈریکسل کا خیال ہے کہ......"

"میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کا جو بھی خیال ہے، ویسا کچھ نہیں ہوگا۔"

"اس کا خیال ہے کہ اگلے ماہ کم از کم تین مالک اپنی دُکانیں فروخت کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اگر ہڑتال ہوگئی تو ان کی تعداد میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ کان کن دُباؤ بڑھا رہے ہیں......"

"وہ چارلی ٹریپر پر دباؤ نہیں ڈال سکتے۔"

میں نے کہا۔

"تم مارکیٹ میں فروخت کے لئے آنے والی دُکانوں سے باخبر رہنا۔ کیونکہ میں ان کا خریدار ہوں۔"

"یعنی جس دوران لوگ دُکانیں فروخت کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں......"

"ہاں ٹام......! وہی تو وقت ہوتا ہے خریداری کا۔"

میں نے اسے بات پوری نہیں کرنے دی۔

"ٹرام پر اس وقت سوار ہونا چاہئے، جب بڑی تعداد میں لوگ ٹرام سے اُتر رہے ہوں۔ خیر......! تم شام تک اسٹاف کے نام مجھے دے دینا۔ میں تو اب بینک جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر میں نائٹس برج کی طرف چل دیا۔

برومپٹن روڈ پر واقع اپنے نئے دفتر میں ہیڈلو نے مجھے بتایا کہ ٹریپرز کا ڈپازٹ اس وقت بارہ ہزار پاؤنڈ سے کچھ اوپر ہے۔

"یعنی ہڑتال کو اگر برسات کا موسم سمجھ لیا جائے تو تمہارے چھتے میں

ضرورت سے زیادہ ہی شہد موجود ہے۔''

''میں کہتا ہوں، ہڑتال ہوگی ہی نہیں......!''

میں نے پرُزور لہجے میں کہا۔

''اور ہوئی تو محض چند روز میں ناکام ہو کر ختم ہو جائے گی۔''

''پچھلی جنگ کی طرح......؟''

ہیڈلو نے اپنی عینک کے اوپر سے مجھے گھورا۔

''میں بہت محتاط آدمی ہوں مسٹر ٹرمپر......!''

''اور میں بالکل نہیں ہوں۔''

میں نے اس کی بات کاٹ دی۔

''چنانچہ تم بہت اچھے استعمال کے لئے کیش تیار رکھو......!''

''آدھی رقم تو میں نے یہ سوچ کر الگ رکھ لی ہے کہ مسز ٹریتھم اگر نمبر 1 چیلسی ٹیرس نہ خرید پائی تو ہمیں موقع ملے گا۔''

ہیڈلو نے کہا۔

''ابھی اس کے پاس 32 دن کی مہلت باقی ہے۔''

''اس کا مطلب ہے کہ اگلے مہینے ہمیں اپنے اعصاب پر قابو رکھنا ہوگا۔''

''اگر مارکیٹ کریش ہوتی ہے تو خطرہ مول لینا مناسب نہیں ہوگا۔ آپ کا کیا خیال ہے مسٹر ٹرمپر......؟''

''میں ایسا نہیں سمجھتا۔ اسی لئے میں......''

میں نے بروقت خود کو روک لیا۔

''ٹھیک کہتے ہیں آپ......! اسی لئے تو میں نے ہمیشہ آپ کو دل و جان سے سپورٹ کیا ہے۔''

چند روز گزرے تو مجھے دل میں تسلیم کرنا پڑا کہ جنرل اسٹرائیک ہو کر رہے گی۔ ہر طرف بے یقینی کی فضاء تھی۔ ہر شخص مستقبل سے خوفزدہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک ایک کر کے دُکانیں فروخت کے لئے مارکیٹ میں آنے لگیں۔

پہلی دو دُکانیں مجھے اتنی کم قیمت پر ملیں کہ جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ کسی کو موقع نہیں ملا سوچنے کا، اور میں نے یک مشت نقد ادائیگی کر کے معاملہ نمٹا دیا۔ اس میں کراؤتھر اور ہیڈلو کی تیز رفتاری کا بھی بڑا دخل تھا۔ یوں جوتوں کی دُکان اور کیمسٹ کی دُکان بھی میرے تجارتی بیڑے میں شامل ہو گئیں۔

منگل 4 مئی 26ء کو ہڑتال شروع ہوئی۔ اس روز سورج طلوع ہوتے ہی میں اور کرنل سڑک پر آ گئے۔ ہم نے شمال سے جنوب تک اپنی ہر دُکان کا جائزہ لیا۔ سڈریکسل اور اس کی کمیٹی کے اراکین کی دُکانیں کھڑکیوں پر تختے جڑے جانے سے بہت بدنما لگ رہی تھیں۔ میں نے ایسا نہیں کیا تھا۔ میرا یہ خیال بھی تھا کہ ایسا کرنے سے ہڑتالیوں کا حوصلہ بڑھے گا۔ بہرحال کرنل کے مشورے پر میں نے احتیاطاً آپریشن لاک اَپ کی منظوری دے دی تھی۔ ٹام آرنلڈ نے اس کا اہتمام کیا تھا، بلکہ اس کا کامیاب مظاہرہ بھی کر کے دکھایا تھا کہ ہمارا سگنل ملنے پر وہ تین منٹ میں پوری 13 دُکانوں کو محفوظ طریقے سے بند کر سکتا ہے۔

ہڑتال کی صبح موسم خوشگوار تھا۔ تاہم میں نے ایک احتیاط اور کی۔ دُکان نمبر 131 اور 147 کا سامان جو دُکان کے باہر بھی سجایا جاتا تھا، اسے باہر نہیں لایا گیا۔

آٹھ بجے صبح ٹام آرنلڈ نے مجھے مطلع کیا کہ ہمارے ملازمین میں

سے صرف پانچ ایسے ہیں، جو کام پر نہیں آئے ہیں۔ ان میں سے ایک کے آنے کا سبب یہ ہے کہ وہ واقعتاً بیمار ہے۔ اور دوسرے پبلک ٹرانسپورٹ کی ہڑتال اور ٹریفک جام ہونے کے سبب سے نہیں پہنچ سکے ہیں۔

میں اور کرنل ٹیرس پر چہل قدمی کر رہے تھے۔ ہمارے خلاف نعرے لگے۔ لیکن مجموعی طور پر لوگوں کا میلان تشدد کی طرف نہیں تھا۔ ادھر پا کر علاقے کے لڑکوں نے سڑک پر فٹ بال کھیلنا شروع کر دیا۔

تاہم اگلی صبح بے چینی کی پہلی علامت سامنے آئی، جب جیولری گھڑیوں کی دُکان کی ونڈو پر ایک اینٹ پھینکی گئی۔ میں نے دو تین لڑکوں دیکھا کہ وہ ڈس پلے پر رکھی ہوئی چیزوں پر اندھا دھند ہاتھ مار رہے ہیں۔ فوراً ہی بھاگ بھی لیے۔ لیکن لوگ پُرجوش نعرے لگانے لگے۔ میں نے آرنلڈ کو اشارہ کیا اور کھٹا کھٹ تمام دُکانیں بند کر دی گئیں۔ اس کام میں منٹ بھی نہیں لگے تھے۔

میں اس دوران اپنی جگہ ڈٹ کر کھڑا رہا۔ پولیس آئی اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ لوگوں میں اشتعال پھیلا۔ مگر ایک گھنٹے بعد صورت معمول پر آ گئی۔ میں نے ٹام کو اشارہ کیا کہ دُکانیں کھول دی جائیں۔ گھنٹے میں جیولری شاپ کی ونڈو کی مرمت بھی ہو گئی۔

جمعرات کے دن ہمارے صرف تین ملازم غیر حاضر تھے۔ لیکن کی چار مزید دُکانوں پر تختے جڑ دیئے گئے تھے۔

صبح ناشتے کے دوران بیکی نے مجھے بتایا کہ ہڑتال کی وجہ سے ٹائمز شائع نہیں ہو سکے گا۔ تاہم گورنمنٹ نے برٹس گزٹ کے نام سے ایک اخبار کے اجراء کا فیصلہ کیا ہے۔ اخبار کے پہلے شمارے میں خبر تھی کہ ریلوے ٹرانسپورٹ کے ورکرز ہڑتال چھوڑ کر کام پر واپس آ رہے ہیں۔

گیارہ نمبر مچھلی کی دُکان تھی۔ اس کے مالک نارمن کا حوصلہ جواب دے گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس کی دُکان خرید لوں۔ یہ سودا اسی وقت طے ہو گیا۔ میں نے نقد ادائیگی کر کے دُکان کا قبضہ لے لیا۔ میں نے ٹام کو دُکان سنبھالنے کی ہدایت کی۔

"بے چارہ ٹام......!"

اس کے جسم تک سے مچھلی کی بو آنے لگی تھی۔ کئی ہفتے بعد اسے اس دُکان کے لئے مناسب لڑکا ملا تو اس کی جان چھوٹی۔

سرکاری طور پر ہڑتال نویں صبح دم توڑ گئی۔ اس عرصے میں میں سات دُکانیں خرید چکا تھا۔ اس دوران بینک کے چکر لگانے کے سوا میں نے کوئی قابل ذکر کام نہیں کیا تھا۔ لیکن سب خوش تھے۔ کیونکہ وہ بہت سستی ملی تھیں۔

تاہم ہیڈلو نے مجھے خبردار کیا کہ ہمارے فنڈز خطرناک حد تک سکڑ گئے ہیں۔

بورڈ کی اگلی میٹنگ میں میں نے اعلان کیا کہ اب چیلسی ٹیرس پر ٹرمپرز کی 20 دُکانیں ہیں۔ یعنی اب شاپ کمیٹی کے اراکین سے زیادہ دُکانیں ہمارے پاس ہیں۔ ہیڈلو کا کہنا تھا کہ اب کمپنی کو توسیع کو بھول کر استحکام کی طرف توجہ دینا ہو گی۔ سات نئی دُکانوں پر اپنی پرانی تیرہ دُکانوں والا معیار قائم کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

اس کے بعد میں نے ایک تجویز پیش کی، جسے تمام اراکین نے منظور کر لیا۔ ٹام آرنلڈ کو بورڈ کا رُکن بنا دیا گیا۔

☆☆☆

مجھے اب بھی فرصت کے اوقات میں نمبر 147 کے سامنے بینچ پر بیٹھ کر چیلسی ٹیرس کا نظارہ کرنا بہت پسند تھا۔ پہلی بار مجھ پر ان دُکانوں کا جو میری

تھیں، ان دُکانوں سے مختلف ہونا واضح طور پر نظر آیا، جنہیں میں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ نمبر 1 اب بھی میرا خواب تھی۔

نیلام کو 72 دن گزر چکے تھے۔ مسٹر فوتھرگل اب بھی نمبر 147 سے پھل اور سبزیاں خریدتے تھے۔ لیکن انہوں نے مسز ٹرینتھم کے ساتھ اپنی دُکان کے سودے کے بارے میں کبھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ جو آن مور نے میری بیوی کو بتایا کہ مسٹر فوتھرگل حال ہی میں مسز ٹرینتھم سے ملنے گئے تھے۔ باورچی باتیں تو نہیں سن سکا۔ لیکن اس کے بیان کے مطابق دونوں کے درمیان خاصی تیز وتند گفتگو ہوئی تھی۔

اگلے ہفتے ڈیفن سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے مسز ٹرینتھم کے بارے میں پوچھا۔

''اس منحوس عورت کی طرف سے پریشان ہونا چھوڑ دو......!''

ڈیفن نے کہا۔

''ویسے بھی 90 دن پورے ہونے والے ہیں۔ تمہیں مسز ٹرینتھم کے مالی وسائل پر سر کھپانے کے بجائے اپنے پارٹ ٹو کی فکر کرنی چاہئے......!''

''ٹھیک کہہ رہی ہو......! لیکن میں اسی رفتار سے چلتا رہا تو اپنا کام اگلے سال تک مکمل نہیں کرسکوں گا۔''

میں نے اس کے لئے آلوچے منتخب کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لئے پھل میں خود نکالتا تھا۔

''تمہیں ہمیشہ جلدی پڑی رہتی ہے چارلی......!''

ڈیفن نے کہا۔

''تم ہر کام کی ڈیڈ لائن کیوں مقرر کرتے ہو آخر......؟''

''کیونکہ یہی مجھے متحرک رکھنے والا ایندھن ہے۔''

''لیکن تم مزید ایک سال لگا دو، تب بھی بیکی تم سے متاثر ہوکر رہے گی۔''

''وہ بات تو نہیں ہوگی نا...... نہیں ڈیفن......! مجھے بہت زیادہ محنت کرنی ہے۔''

''دن میں 24 گھنٹے ہوتے ہیں، انہیں تم بڑھا نہیں سکتے۔''

''ہاں......! اس پر تو میرا اختیار نہیں۔ لیکن ہر ہر منٹ سے استفادہ تو کرسکتا ہوں میں......!''

ڈیفن ہنسنے لگی۔

''اور لوئینی پر بیکی کا مقالہ کیا جا رہا ہے......؟''

''وہ اس نے مکمل کر لای ہے۔ اب وہ تیس ہزار الفاظ پر مشتمل حتمی مسودے کی پڑتال کر رہی ہے۔ یعنی وہ مجھ سے بہت آگے ہے۔ ادھر یہ پڑتال، پھر دُکانوں کے سودے اور مسز ٹرینتھم کے معاملات کی وجہ سے میں ڈینیل کو میچ دکھانے بھی نہیں سے جاسکا ہوں۔''

''ایک بات بتاؤ......! بیکی کو پتا تو نہیں چلا کہ تم کیا چکر چلا رہے ہو......؟''

''نہیں......! میں دُکان سے صرف اس وقت غائب ہوتا ہوں، جب وہ سوتھبی میں کیٹلاگنگ میں اُلجھی ہوتی ہے۔ اسے ابھی تک پتا نہیں چلا ہے کہ میں صبح ساڑھے چار بجے اُٹھتا ہوں۔ اور وہی میرے کام کرنے کا اصل وقت ہوتا ہے۔''

میں نے پھلوں کا تھیلا ڈیفن کی طرف بڑھایا۔

''ہم دونوں بھی بڑے عیار اور سازشی ہیں۔''

ڈیفن نے کہا۔

"اور ہاں......! میں نے ابھی تک پرسی کو بھی پتا نہیں چلنے دیا ہے۔ مگر سوچتی ہوں کہ اسے پتا چلے گا تو وہ اس کے لئے کتنا بڑا دھماکا ہوگا......؟"

"شش......! خاموش......! ابھی کچھ نہیں کہنا......!"

☆☆☆

جب آپ عرصے سے کسی چیز کے پیچھے لگے ہوں، مگر وہ ہاتھ نہ آ رہی ہو۔ ایسے میں اچانک ہی، جبکہ آپ اس کی توقع بھی نہیں کر رہے ہوں، اور وہ آپ کی جھولی میں آ گرے تو کتنا عجیب لگتا ہے......؟

اس صبح میں خود نمبر 147 پر گاہکوں کو نمٹا رہا تھا۔ جب بھی میں آستینیں چڑھا کر میدان میں اُترتا، باب میکنس کو بہت برا لگتا۔ لیکن وہ میری پہلی دُکان تھی، جیسے پہلا بیٹا ہوتا ہے۔ مجھے اپنے پرانے گاہکوں کو سودا دیتے ہوئے ان سے بات کرنا بہت اچھا لگتا تھا۔ کبھی کسی سے کوئی اُڑتی خبر بھی مل جاتی تھی اور کبھی کوئی چٹ پٹی افواہ...... مگر کافی عرصے سے اس کے لئے موقع ہی نہیں ملتا تھا۔

بہرحال اس صبح میں نے موقع نکال ہی لیا تھا۔

مسٹر فوتھر گل کی باری آئی تو گاہکوں کی قطار دوسری شاپ تک پہنچی ہوئی تھی۔

"گڈ مارننگ......!"

میں نے مسٹر فوتھر گل سے کہا۔

"آپ کو کیا پیش کروں آج......؟ میرے پاس بہت ہی عمدہ......"

"مجھے تم سے تنہائی میں بات کرنی ہے مسٹر ٹریپر......!"

مسٹر فوتھر گل نے کہا۔

مجھے اتنی حیرت ہوئی کہ کچھ دیر تو میں کچھ بول ہی نہیں سکا۔ مجھے معلوم تھا کہ مسز ٹریتھم کے پاس اب بھی نو دن کی مہلت ہے۔ میں سمجھ رہا تھا کہ اس سے پہلے مسٹر فوتھر گل مجھ سے بات نہیں کریں گے۔

"سوری......! اس وقت تو اسٹور روم کے سوا کوئی ایسی جگہ دستیاب نہیں۔ اوپر کا فلیٹ میرے منیجر کے پاس ہے۔"

میں نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"چلے گا...... چلے گا......!"

مسٹر فوتھر گل نے ہیجانی لہجے میں کہا۔

میں نے اپنا اوول آل اُتارا، آستینیں برابر کیں اور انہیں اسٹور روم میں لے گیا۔ وہاں میں نے نارنگیوں کا ایک خالی کریٹ اُلٹ کر ان کے لئے رکھا۔

"اب یہاں کرسی بھی نہیں ہے۔ اسی پر بیٹھنا پڑے گا۔"

"کوئی بات نہیں......!"

وہ کریٹ پر بیٹھ گئے۔

میں دوسرا کریٹ ان کے سامنے رکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی ڈیل میں کس ماحول میں کر رہا ہوں......؟ بہرحال میں اپنے اندرونی ہیجان کو دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں کام کی بات کروں گا...... سیدھی سیدھی......!"

مسٹر فوتھر گل نے کہا۔

"مسز ٹریتھم نے نیلام کے بعد سے اب تک رابطہ نہیں کیا ہے اور اب تو وہ میرا فون بھی ریسیو نہیں کر رہی ہے۔ دوسری طرف سیول والوں کا کہنا ہے کہ مسز ٹریتھم کی طرف سے انہیں کاغذی کارروائی مکمل کرنے کو نہیں کہا گیا

ہے۔ بلکہ اب تو وہ کہہ رہے ہیں کہ مسز ٹینتھم نے ان پر واضح کر دیا ہے کہ انہیں اب میری پراپرٹی میں کوئی دلچسپی نہیں۔"

"تو کیا ہوا......؟ بارہ سو پاؤنڈ تو تمہیں مفت کے مل گئے......!"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے......! لیکن اس مسودے کی بنیاد پر میں کئی کمٹ منٹ کر چکا ہوں۔ اُدھر ہڑتال نے......"

"بے شک......! یہ کڑا وقت ہے۔"

میں نے کہا۔ میری ہتھیلیاں پسینے میں بھیگ گئی تھیں۔

"لیکن تم نے کبھی نہیں چھپایا کہ تم میری دُکان میں انٹرسٹڈ ہو۔"

"درست......! لیکن نیلام کے بعد میں نے کئی دُکانیں خریدی ہیں۔ اس رقم سے دو میں نے تمہاری دُکان خریدنے کے لئے الگ ڈالی ہوئی تھی۔"

"مجھے معلوم ہے مسٹر مپر......! لیکن اب میں پہلے سے زیادہ معقول قیمت پر......"

"تو تمہیں یاد ہوگا کہ میری آفر ساڑھے تین ہزار پاؤنڈ کی تھی۔"

"مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے، آپ کی طرف سے آخری بولی نو ہزار پاؤنڈ کی تھی۔"

"وہ تو حکمت عملی تھی میری......جس سے تمہیں بھی فائدہ پہنچا۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ میں نو ہزار میں تمہاری دُکان خریدنے والا نہیں تھا۔"

"تمہاری بیوی کی گیارہ ہزار کی بولی کو میں نظر انداز کر دوں......تب بھی ساڑھے پانچ ہزار کی ان کی بولی تو سنجیدہ تھی۔"

"میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔"

میں نے کہا۔

"تم بھی جانتے ہو کہ ایسٹ اینڈ کے علاقے کی عورتیں بہت غیر محتاط ہوتی ہیں......غیر محتاط اور فضول خرچ۔"

"میں سات ہزار پاؤنڈ قبول کر لوں گا...... مگر یہ پیش کش صرف تمہارے لئے ہے۔"

"ایسی بات نہیں، پانچ ہزار پاؤنڈ میں تو دُکان تم کسی کو بھی دے دو گے، خواہ وہ ٹی بی کا مریض ہی کیوں نہ ہو......؟"

"ناممکن......!"

"میں شرط لگا سکتا ہوں کہ نو دن کے بعد یہی کچھ ہوگا۔"

میں نے کہا۔

"مگر میں ایک اور بات کرتا ہوں۔"

میں آگے کی طرف جھکا۔

"میری بیوی نے جو ساڑھے پانچ ہزار کی بولی لگائی تھی، میں اسے قبول کرتا ہوں۔ یہ وہ حد تھی، جو ہماری کمپنی کے بورڈ نے مقرر کی تھی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آج رات بارہ بجے سے پہلے کاغذات پر دستخط ہو جائیں۔"

وہ اس پر احتجاج کرنا چاہتا تھا۔ مگر میں نے اس کا موقع ہی نہیں دیا۔

"یہ تمہارے لئے کوئی بڑی بات نہیں......! تیار کاغذات تمہارے پاس موجود ہیں۔ ان پر صرف خریدار کا نام تبدیل کرنا ہوگا۔ اب اجازت ہو تو میں اپنے گاہکوں کو نمٹا لوں......؟"

یہ کہہ کر میں اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اس سے پہلے کبھی کسی نے میرے ساتھ اس طرح کا سلوک نہیں کیا۔"

مسٹر فوتھر گل نے برہمی سے کہا۔ پھر وہ اُٹھے اور تیز قدموں سے چلتے

اسٹور روم سے نکل گئے۔ انہوں نے پلٹ کر مجھے دیکھا تک نہیں۔

☆☆☆

رات میں نے ڈینیل کو معمول کے مطابق سونے سے پہلے کہانی سنائی۔ اس کے سونے کے بعد میں نچلی منزل پر بیکی کے ساتھ ڈنر کے لئے گیا۔ کھانے کے دوران میں نے اسے مسٹر فوتھر گل سے ہونے والے مذاکرات کی تفصیل سنائی۔

”کاش اس نے مجھ سے رابطہ کیا ہوتا......؟“

بیکی نے متاسفانہ لہجے میں کہا۔

”اب شاید ہم کبھی نمبر 1 نہ خرید سکیں۔“

میں نے بستر پر لیٹنے سے پہلے گیس لائٹ بجھائی اور سوچنے لگا کہ شاید بیکی نے ٹھیک ہی کہا ہے۔

مجھے اونگھ سی آ گئی تھی کہ اطلاعی گھنٹی کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔

”ساڑھے گیارہ بجے ہیں۔“ بیکی نے نیند میں ڈوبی آواز میں کہا۔

”اس وقت کون آ گیا......؟“

”ایک ایسا شخص جو ڈیڈ لائن کی اہمیت کو سمجھتا ہے۔“

میں نے اُٹھ کر گیس لائٹ جلاتے ہوئے کہا۔

پھر میں نے نیچے جا کر دروازہ کھولا۔ میں مسٹر فوتھر گل کو اپنی اسٹڈی میں لے گیا۔

”آیئے مسٹر فوتھر گل......! تشریف رکھئے......!“

”شکریہ چارلس......!“

اس بار مسٹر فوتھر گل کے انداز میں بے تکلفی اور اپنائیت تھی۔

میں دل ہی دل میں ہنسا۔ میں نے وہ دراز کھولی، جس میں کمپنی کی چیک بک ہوتی تھی۔ چیک بک نکال کر قلم اُٹھاتے ہوئے میں نے کہا۔

”جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، ساڑھے پانچ ہزار پاؤنڈ کی بات ہوئی تھی، ہے نا......؟ تو یہ ہے......! یک مشت ادائیگی کا چیک......؟“

میں نے دستخط کر کے چیک دیا۔ ہم دونوں نے ہاتھ ملائے۔ پھر میں انہیں رُخصت کرنے دروازے تک گیا۔ میں خوش تھا کہ بالآخر نمبر 1 چیلسی ٹیرس میری ملکیت ہو گئی تھی۔

میں واپس آیا تو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ بیکی اپنی رائٹنگ ٹیبل پر بیٹھی تھی۔

”تم کس چکر میں جاگ رہی ہو......؟“

”میں سوتھبی کے لئے استعفیٰ لکھ رہی ہوں۔“

☆☆☆

ٹام آرنلڈ نمبر 1 کی تزئین و آرائش میں مصروف ہو گیا۔ ایک ماہ بعد بیکی ٹرمپرز فائن آرٹس اسپیشلسٹ اینڈ آکشنیرز کی مینجنگ ڈائریکٹر کی حیثیت سے چارج سنبھالنے والی تھی۔ ٹام کو احساس تھا کہ یہ دُکان ہمارے تجارتی ملک کے لئے دارالحکومت کی حیثیت کا حامل ہو گی۔ چنانچہ ہیڈلو کے ناخوش ہونے کے باوجود وہ اس پر دل کھول کر خرچ کر رہا تھا۔

16 جولائی 26ء کو بیکی سوتھبی کی ملازمت سے سبک دوش ہو گئی۔ اگلی صبح سات بجے اس نے ہماری نئی دُکان کا چارج سنبھال لیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹام آرنلڈ بھی آزاد ہو گیا۔ بیکی نے سب سے پہلے نمبر 1 کے بیسمنٹ کو اسٹور روم میں تبدیل کرا دیا۔ گراؤنڈ فلور پر مین ریسیپشن تھا، اور نیلام گھر پہلی منزل پر۔

بیکی اور اس کی ساتھی اسپیشلسٹ دوسری اور تیسری منزل پر تھے اور

ٹاپ فلور، جو کہ پہلے مسٹر فوتھر گل کی اقامت گاہ رہی تھی، وہاں اب انتظ
دفاتر تھے۔ ایک کمرہ بورڈ کی میٹنگ کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔
اس کمرے میں بورڈ کی پہلی میٹنگ 17 اکتوبر 26 کو ہوئی۔

☆☆☆

تین ماہ کے اندر بیکی نے سوتھبی کے گیارہ میں سے سات ملازمین
توڑ لیا، جنہیں وہ اپنی ملازمت کے دوران اپنی دُکان کے لئے پہلے ہی منتخب
چکی تھی۔ چار ملازمین اس نے بونہم اینڈ فلپس سے توڑ لئے۔
بورڈ کی پہلی میٹنگ میں بیکی نے خبردار کیا کہ نمبر 1 پر اب تک جو
خرچ ہوا ہے، وہ برابر کرنے میں کم از کم تین سال لگیں گے۔ اور اس کے مز
تین سال بعد اس دُکان سے معقول منافع کی اُمید رکھی جا سکتی ہے۔
''میری پہلی دُکان میں ایسا نہیں ہوا تھا۔''
میں نے بورڈ کے اراکین سے کہا۔
''میں صرف تین ہفتے میں اس دُکان سے منافع کمانے لگا تھا۔''
اتنا خوش ہونے اور فخر کرنے کی ضرورت نہیں چارلی ٹرمپر......! میر
آلو اور گوبھی کی دُکان نہیں ہے۔''
بیکی نے ترکی بہ ترکی کہا۔
21 اکتوبر کو ہماری شادی کی چھٹی سالگرہ تھی۔ میں نے اپنی بیوی
تحفے میں وان گوف کی پینٹنگ...... ''آلو کھانے والے'' پیش کی۔ اور وہ تصو
خاصی مہنگی تھی۔
کچھ عرصے تک مسز ٹرینتھم کے محاذ پر خاموشی رہی۔ میں فکر مند ہو گیا۔
کیونکہ جانتا تھا کہ مسز ٹرینتھم چین سے بیٹھنے والی نہیں۔ جب بھی کوئی شاپ

زرخت کے لئے مارکیٹ میں آتی، مجھے خدشہ ہوتا کہ وہ اس میں ٹانگ اڑائے
گی۔ کہیں کوئی بھی گڑبڑ ہوتی، مجھے لگتا کہ اس میں اسی کا ہاتھ ہے۔ بیکی اور
ڈیفن اس امر پر متفق تھیں کہ میرا نفسیاتی مرض بنتا جا رہا ہے۔
پھر ایک دن ٹام آرنلڈ نے مجھے بتایا کہ وہ شراب خانے میں بیٹھا تھا
کہ سڈریکسل نے مسز ٹرینتھم کی کال ریسیو کی۔ ٹام یہ نہ سن سکا کہ ان کے
درمیان کیا گفتگو ہوئی، کیونکہ فون پب کے عقبی کمرے میں تھا۔ اس کے بعد
بیکی کو ماننا پڑا کہ مسز ٹرینتھم کی آتش انتقام ابھی سرد نہیں ہوئی ہے۔
مارچ میں جو آن نے ہمیں اطلاع دی کہ اس کی سابق مالکن ساؤتھمپٹن
جا رہی ہے، جہاں سے وہ آسٹریلیا کے لئے جہاز پر سوار ہوگی۔ اگلے ہفتے ڈیفن
ز کے لئے ہمارے گھر آئی تو اس نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔
''اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے خطرناک بیٹے سے ملنے جا رہی ہے۔''
میں نے کہا۔
''کب سے وہ اس کی کامیابیوں کے افسانے سنائے جا رہی ہے،
اہے کوئی سنے یا نہ سنے! تو اب یوں چپ چاپ آسٹریلیا جانے کا مطلب؟''
ڈیفن نے کہا۔
''اسے تو شور مچانا چاہئے تھا کہ گائی کی وجہ سے گورنر جنرل نے اسے
ی طور پر مدعو کیا ہے۔''
ڈیفن بولی۔
''بات تو معنی خیز ہے۔''
بیکی نے کہا۔
''کہیں ایسا تو نہیں کہ گائی نے انگلینڈ واپس آنے کا فیصلہ کر لیا ہو؟''
''یہ ناممکن ہے......!''

ڈیفن کے لہجے میں قطعیت تھی۔

''اس کے والد اس سے اتنے خفا ہیں کہ وہ یہاں آنے کی ہمت ہی نہیں کرسکتا۔ دوسرے اگر وہ یہاں آ رہا ہوتا تو اس کی چڑیل ماں کو آخر یہ جانے کی کیا ضرورت تھی......؟''

''بہرحال کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہے......!''

میں نے کہا۔

''مسز ٹرینتھم کا اتنی رازداری کے ساتھ آسٹریلیا جانا بے سبب نہیں!''

☆☆☆

تین ماہ بعد جون 27ء میں کرنل نے مجھے دی ٹائمز کا تعزیتی کالم دکھایا، جس میں گائی ٹرینتھم کی موت کی خبر چھپی تھی۔

''موت اچھی نہیں ہوتی۔ لیکن یہ تو بہت بری موت ہے۔''

اس نے تبصرہ کیا۔

ڈیفنی تدفین میں شریک ہوئی۔ اس کا کہنا تھا کہ وہاں محض اس لئے گئی کہ اپنی آنکھوں سے گائی کو منوں مٹی کے نیچے دفن ہوتے دیکھ سکے۔ کیونکہ اس کے بغیر اسے اس کی موت کا یقین آنا مشکل تھا۔ اس نے یہ بھی کہا: موت کا جو سبب بتایا گیا ہے، اسے اس میں شبہ ہے۔

''بہرحال تمہیں کم از کم اس طرف سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔''

میں نے کہا۔

''اس کے لئے مسز ٹرینتھم کو ٹھکانے لگانا ہوگا۔ اس کے ہوتے ہوئے ایسے کوئی ضمانت کوئی بھی نہیں دے سکتا۔''

☆☆☆

چارلی کی کہانی

(پانچویں درویش کی زبانی)

29ء میں ٹرمپرز لٹل بولٹن کے علاقے میں ایک بڑے مکان میں منتقل ہوگئے۔ ڈیفن نے اسے درست سمت میں اہم قدم قرار دیا۔ اس نے بیکی کی طرف نظر اُچھالتے ہوئے کہا۔

''بہرحال ابھی ایٹن اسکوائر سے بہت دُور ہو تم لوگ......!''

ہاؤس وارمنگ پارٹی کی اہمیت بیکی کے لئے یوں اور بڑھ گئی کہ اسے ماسٹر آف آرٹس کی ڈگری بھی ملنے والی تھی۔ پری اکثر اسے اس بات پر چھیڑتا تھا کہ اپنا مقالہ مکمل کرنے میں اس نے بہت زیادہ وقت لگایا ہے۔ اور وہ اس کی ذمہ داری چارلی پر ڈال دیتی۔

اس روز بھی یہی ہوا۔ اور چارلی نے اپنے دفاع میں کچھ کہنے کے بجائے پری کے جام میں اور برانڈی اُنڈیل دی۔ پھر وہ اپنے سگار کا کونا چبانے لگا۔

''ہوسکنس ہمیں اس تقریب میں شرکت کے لئے لے کر جائے گا۔''

ڈیفنی نے اعلان کیا۔

"تو اب تم سے وہیں ملاقات ہوگی۔ بشرطیکہ منتظمین نے ہمیں آگے کی تیس قطروں میں سے کسی کا اہل سمجھا۔"

چارلی وہاں پہنچا تو اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہ ڈیفنی اور پری والی قطار میں ہے...... ان کے ساتھ......! وہاں سے اسٹیج صاف طور پر اور بغیر کسی رکاوٹ کے نظر آ رہا تھا۔

چودہ باوقار بوڑھے معززین پلیٹ فارم پر نمودار ہوئیں۔ انہوں نے لمبے سیاہ رنگ کے گاؤن پہنے تھے اور جامنی رنگ کے ہڈ لگائے تھے۔ وہ اسٹیج پر موجود کرسیوں پر متمکن ہو گئے۔

"یہ کون ہیں......؟"

ڈینیل نے پوچھا۔

"یہ سینیٹ کے اراکین ہیں۔"

بیکی نے اسے بتایا۔

"انہی کی سفارش پر ڈگریاں دی جاتی ہیں۔ لیکن ڈینیل، میں تمہیں خبردار کر دوں کہ تم اسی طرح تفتیش کرتے رہے تو گرد و پیش کے لوگ تمہیں باہر نکلوانے کی سفارش کریں گے۔"

اس وقت وائس چانسلر اسٹیج پر آ گیا۔

"مجھے ڈر ہے کہ پہلے ہمیں تمام بی اے والوں کو بھگتنا ہوگا، تب کہیں میری باری آئے گی۔"

بیکی نے کہا۔

"اتنا مت اتراؤ ڈیئر......!"

آگے بیٹھی ہوئی ڈیفنی نے کہا۔

"ہم سب کو معلوم ہے کہ آج کا دن تمہارے لئے کتنا اہم ہے۔"

"مگر ڈیڈی کو ڈگری کیوں نہیں مل رہی ہے......؟"

8 سالہ ڈینیل نے سوال اُٹھایا۔

"جبکہ یہ آپ سے زیادہ ہوشیار ہیں۔ کیوں ممی......؟"

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن تمہارے ڈیڈی کا اسکول میں دل نہیں لگتا تھا۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔"

"لیکن دادا نے تمہارے ڈیڈی کو سبزیوں اور پھلوں کے بارے میں، اور تجارت کے بارے میں وہ گُر سکھائے، جو زندگی بھر کام آئیں گے۔"

چارلی بولا۔

ڈینیل کچھ دیر خاموش رہا۔ وہ دونوں بیانات پر تولنے والے انداز میں غور کر رہا تھا۔

تقریب شروع ہوئے ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا تھا اور ابھی تقریب صرف "P" تک پہنچی تھی۔

"اس رفتار سے تو پورا دن ہی کم پڑ جائے گا۔"

بیکی بڑبڑائی۔

"کوئی بات نہیں......! ہم انتظار کر لیں۔"

ڈیفنی نے کہا۔

"آج ہماری کوئی اور مصروفیت نہیں ہے۔"

ڈینیل لسٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔ اچانک اس نے ہیجانی لہجے میں کہا۔

"یہ دیکھیں ممی......! اس فہرست میں ایک اور آرنلڈ، ایک مور اور ایک ٹرمپر ہیں۔"

بیکی نے پروگرام پر نظر نہیں ڈالی تھی، اس نے بے پرواہی سے کہا۔

"یہ تو عام سے نام ہیں بیٹے......!"

"پتا نہیں......! یہ دیکھنے میں کیسے ہوں گے......؟"

ڈینیل نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

"کیا سب ٹرمپر ایک جیسے ہوتے ہیں ممی......؟"

"نہیں بے وقوف......! ساختہ اور سائز کے لحاظ سے سب ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔"

"لیکن مسٹر ٹرمپر کا پہلا نام ڈیڈی والا ہی ہے۔"

ڈینیل نے بلند آواز میں کہا۔

"شش......!"

بیکی نے ہونٹوں پر اُنگلی رکھتے ہوئے اسے ٹوکا۔ کیونکہ لوگ مُڑ کر اُن کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

"بیچلر آف آرٹس، ریاضی سیکنڈ کلاس۔ چارلس جارج ٹرمپر۔"

"اب دیکھو، یہ دیکھنے میں بھی تمہارے ڈیڈی جیسا ہی لگتا ہے نا......!"

چارلی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ چارلی......! خود کو تماشا نہ بناؤ......!"

بیکی نے سخت لہجے میں کہا۔

"ارے......! کمال کر رہی ہو، وائس چانسلر مجھے پکار رہے ہیں۔ نہ کر کیا ان کی بے عزتی کروں میں۔"

چارلی نے کہا اور ہاتھ چھڑا کر اسٹیج کی طرف چل دیا۔ لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔ لیکن جب لوگوں نے اس گریجویٹ کی دیکھی تو ان کا جوش وخروش اور بڑھ گیا۔ تالیوں کی گونج اب سماعت شکن تھی۔

بیکی تو ایسے بیٹھی تھی، جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔ اسے یقین ہی نہیں آ رہا
تھا۔ بڑی حیران ہو کر آنکھیں مل رہا تھا، جیسے یہ یقین حاصل کرنے کی کوشش کر
رہا ہوں کہ یہ خواب نہیں ہے۔ لیکن ڈیفن پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

بیکی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے ڈیفن سے پوچھا۔

"تمہیں کب سے معلوم تھی یہ بات......؟"

"جس دن تمہیں بی اے کی ڈگری ملی تھی، چارلی نے اس کے اگلے روز ہی برک بیک کالج میں رجسٹریشن کرا لیا تھا۔"

"لیکن اسے پڑھنے کا وقت کیسے ملا......؟"

"یہ تقریباً آٹھ سال سے محنت کر رہا ہے...... مسلسل محنت۔"

ڈیفن نے جواب دیا۔

"صبح بہت سویرے جب تم سو رہی ہوتی تھیں، تو یہ اپنی نیند قربان کر کے پڑھ رہا ہوتا تھا۔"

☆☆☆

دوسرا سال شروع ہو چکا تھا۔ دُکان نمبر 1 کے لئے بیکی نے جو پیش
ئی کی تھی، وہ ناکام ہوتی معلوم ہو رہی تھی۔ ہر مہینے دُکان پر اوور ڈرافٹ
ھتا جا رہا تھا۔ 27 ویں مہینے میں پہلی بار دُکان نے کچھ کما کر دیا...... بلکہ یہ
ہا جائے کہ اپنے اوپر لدے ہوئے قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں پہلا عملی قدم
ٹھایا۔

بیکی نے بورڈ کے اراکین کے سامنے اس بات کی شکایت کی کہ
منٹ ڈائریکٹر اس صورتِ حال کا ذمہ دار ہے۔ کیونکہ دُکان سے جو منافع ہوتا
ہے؛ وہ اسے نایاب تصاویر کی خریداری میں صرف کر دیتا ہے۔

"لیکن یہ تو سوچو کہ ہمارے اثاثے بڑھ رہے ہیں مسز ٹرمپر......"
چارلی نے کہا۔

"ہمارے پاس فن کا بہت بڑا ذخیرہ تشکیل پا رہا ہے۔"

"اور اس کی وجہ سے ٹیکس کی بچت بھی ہو رہی ہے۔"
ہیڈلو نے نشان دہی کی۔

"اور بعد میں یہ ذخیرہ بہت کثیر منافع بھی دے گا۔"

"ممکن ہے۔ لیکن فی الوقت تو اس کی وجہ سے ہماری بیلنس شیٹ مایوس کن ہو رہی ہے۔ منیجنگ ڈائریکٹر کی یہ روش برقرار رہی تو میں معاملات نہیں سنبھال سکوں گی۔"

"آپ اپنی انفرادی حیثیت کو بھول کر خود کو کمپنی کا حصہ تصور کریں مسز ٹرمپر......!"
چارلی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر آپ سوتھبی میں ہی کام کرتی رہتیں تو یہ دُکان ہمیں زیادہ سستی پڑتی۔"

"یہ بات کارروائی سے حذف کر دی جائے۔"
چیئرمین نے سخت لہجے میں کہا۔

☆☆☆

جس دوران بیکی دُکان نمبر ایک کی کامیابی کے لئے جدوجہد کر رہی تھی، چارلی نے چار دُکانیں اور خرید لی تھیں۔ ان میں ایک جام کی دُکان ... اور ایک نیوز ایجنٹ کی۔ اور ان کی خریداری میں مسز ٹرینتھم نے رکاوٹ بننے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"میرے خیال میں اب اس کے پاس اتنی مالی قوت نہیں رہی کہ ہمارا راستہ روک سکے۔"
چارلی نے بورڈ کی میٹنگ میں کہا۔

"لیکن اپنے باپ کی موت کی صورت میں اسے جو ترکہ ملے گا، اس سے وہ ہمارے سیلف میڈ ایم ڈی کو ناکوں چنے چبوا دے گی۔"

"یہ بات درست ہے......!"
چارلی نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ وقت آنے سے پہلے ہی ہم اس پورے بلاک پر قابض ہو چکے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا باپ ابھی مزید کئی سال جیئے گا۔ میری دُعائیں اس کے ساتھ ہیں۔"

"اس پر مجھے یاد آیا کہ اگلے مئی میں میں 65 سال کا ہو رہا ہوں۔"
کرنل نے کہا۔

"میرے خیال میں وہ میرے ریٹائرمنٹ کے لئے مناسب وقت ہوگا۔"

اس اعلان نے چارلی اور بیکی دونوں کو گنگ کر دیا۔ انہوں نے تو کبھی اس امکان پر غور ہی نہیں کیا تھا۔
پھر چارلی نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں آپ ستر سال کی عمر تک یہ ذمہ داری سنبھال سکتے ہیں۔"

"میں اس تجویز پر تمہارا شکر گزار ہوں چارلی......!"
کرنل نے کہا۔

"لیکن یہ ممکن نہیں۔ میں نے الزبتھ سے وعدہ کیا ہے کہ ہم زندگی

کے آخری سال اس کی پسندیدہ جزیرے پر ایک دوسرے کی قربت میں گزاریں گے اور ویسے بھی میرا خیال ہے کہ اب تمہیں یہ ذمہ داری سنبھال لینی چاہئے۔''

☆☆☆

کرنل اگلے سال مئی کے مہینے میں ریٹائر ہو گیا......!

چارلی نے دی سیوائے میں اس کے اعزاز میں الوداعی پارٹی دی، جس میں کمپنی کا ہر ملازم اپنی فیملی کے ساتھ شریک ہوا۔ وہاں پانچ کورس کا ڈنر اور تین طرح کی وائن سرو کی گئی۔ کرنل اس رات کو کبھی بھلا نہیں سکتا تھا۔

ڈنر کے بعد چارلی کھڑا ہوا اور اس نے ٹرمپرز کی طرف سے کرنل کو ایک بیش قیمت تحفہ پیش کیا۔

پھر ملازمین کے اصرار پر کرنل کھڑا ہوا۔ اس نے سب لوگوں کا شکریہ ادا کیا، جنہوں نے اس کے ریٹائر ہونے پر اس کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا تھا۔ اس نے حاضرین کو بتایا کہ 20ء میں جب وہ چارلی ٹرمپر اور مس سالمن سے ملا تھا تو ان کے پاس چیلسی ٹیرس کی صرف ایک دُکان تھی...... دُکان نمبر 147۔ وہاں سبزیاں اور پھل فروخت ہوتے تھے۔ وہ دُکان [illegible] پاؤنڈ میں خریدی گئی تھی۔

اس پر ٹرمپرز کے نئے اور نوجوان ملازمین کی آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئیں۔

''اب ہمارے پاس 24 دُکانیں ہیں۔''

کرنل نے کہا۔

''اور ملازمین کی تعداد 72 ہے۔ مجھے یاد ہے، برسوں پہلے میں نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ میں مسٹر ٹرمپر کو اس پورے بلاک کا مالک بنتے دیکھنے

تک زندہ رہوں گا۔ مجھے یقین تھا کہ چارلی ٹرمپر اس بلاک کو دُنیا کا سب سے بڑا اور مہنگا ٹھیلا بنا کر دم لے گا۔''

اس پر خوب قہقہے لگے، تالیاں بجائی گئیں۔

''اور مجھے اب بھی یقین ہے کہ ایسا ہی ہو گا۔''

کرنل نے اپنا جام بلند کرتے ہوئے کہا۔

''مسٹر ٹرمپر کے نام، خوش قسمتی کی دُعاؤں کے ساتھ......!''

تالیاں دیر تک بجتی رہیں۔

پھر چارلی دوبارہ کھڑا ہوا۔

''جناب چیئرمین......!''

اس نے جوابی خطاب میں کہا۔

''یہاں موجود ہر شخص اس حقیقت سے خوب واقف ہے کہ میں اور بیکی آپ کی مدد کے بغیر ٹرمپرز کو یہاں تک کبھی نہیں پہنچا سکتے تھے۔ بلکہ میں سب لوگوں کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ نہ ہوتے تو ہم کبھی دوسری اور تیسری دُکان نہیں خرید پاتے۔ مجھے فخر ہے کہ میں آپ کا مقلد ہوں۔ آپ کے بعد ٹرمپرز کا چیئرمین بننا میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ جب بھی کوئی اہم اور مشکل فیصلہ کرنا ہوا، میں آپ کی چھوڑی ہوئی مثالوں سے اس کے لئے رہنمائی حاصل کروں گا۔ کمپنی کے چیئرمین کی حیثیت سے آپ نے جو آخری تجویز پیش کی، اس پر کل سے عمل درآمد شروع ہو گا۔ اب ٹام آرنلڈ مینیجنگ ڈائریکٹر ہو گا اور نیڈ ڈیننگ اور باب میکنز بورڈ کے نئے اراکین۔ اور ٹرمپرز میں آپ کی اس پالیسی کو ہمیشہ قبولیت حاصل ہو گی کہ ترقی اندر کے لوگوں کا حق ہے۔''

چارلی نے نئے اسٹاف کی طرف رُخ کیا۔

''تم لوگ ہماری نئی نسل ہو۔ آج یہ پہلا موقع ہے کہ ہم سب ایک

چھت کے نیچے یکجا ہیں۔ تو آؤ...... آج عہد کریں کہ ہم ہمیشہ ایک چھت کے نیچے رہ کر کام کریں گے...... اور اس چھت کا نام ہے...... چیلسی ٹیرس کی کو ٹرمپرز...... اور ہماری منزل ہے 1940ء......''

تمام لوگوں نے ایک آواز ہو کر کہا۔

''انیس سو چالیس......!''

اور وہ نعرہ بن گیا۔

اس کے ساتھ ہی بال روم میں رقص کی تقریب شروع ہو گئی۔

''تمہیں یاد ہے، پہلی بار تم نے مجھے رقص کے لئے کب کہا تھا......؟''

بیکی نے کرنل سے کہا۔

''ہاں......! یاد ہے۔ اس کے بعد ہی تو میں اس چکر میں پھنسا تھا۔ اور اب یہ کمپنی ہے۔''

کرنل نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''اس کا الزام مجھے نہیں...... اس کو دو......!''

بیکی نے چارلی کی طرف اشارہ کیا۔

اس وقت تک چارلی الزبتھ بیکسٹر کا ہاتھ تھام کر ڈانس فلور پر پہنچ چکا تھا۔

کرنل مسکرایا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ چارلی کے ریٹائر ہونے پر کیسی زبردست تقریریں ہوں گی۔''

اس نے پُرخیال لہجے میں کہا۔ پھر بولا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ اس کے بعد اس کی جگہ لینے کی جرأت کون کر سکے گا......؟''

''شاید...... شاید کوئی عورت......!''

بیکی نے جواب دیا۔

اگلے ہی لمحے وہ دونوں بھی ڈانس فلور پر تھے۔

☆☆☆

35ء میں شاہ جارج پنجم اور ملکہ میری کی سلور جوبلی کی تقریب دھوم دھام سے منائی گئی۔ اس میں بھی ٹرمپرز کے تمام ملازمین اپنی فیملی سمیت شریک ہوئے تھے۔ ہر دُکان کی کھڑکی میں شاہ اور ملکہ کی رنگین تصاویر اور پوسٹر آویزاں تھے۔ اس موقع پر ٹام آرنلڈ نے ٹرمپرز کی تمام دُکانوں کے درمیان آرائشی مقابلے کا انعقاد کیا تھا۔

چارلی نے اس موقع پر دُکان نمبر 147 کا چارج سنبھال لیا۔ اس دُکان سے اسے بہت محبت تھی۔ باب میکنز کی بیٹی کے ساتھ مل کر جو چیلسی اسکول آف آرٹ میں فرسٹ ائیر کی طالبہ تھی، چارلی نے ہر پھل اور ہر سبزی کے ذریعے شاہ اور ملکہ کا ماڈل تیار کیا۔

اس مقابلے کے ججوں میں کرنل کے علاوہ مارکوئیس آف ولٹ شائر اور ان کی اہلیہ بھی تھے۔ ججوں نے متفقہ طور پر پھولوں کی دُکان کو پہلا، اور دُکان نمبر 147 کو دوسرا انعام دیا۔ چارلی کی خوشی کی کوئی حد نہیں تھی۔

اگلے روز چارلی نے اپنے تمام ملازمین کو چھٹی دینے کا اعلان کیا۔ اس صبح وہ بیکی اور ڈینیل کو لے کر ساڑھے چار بجے مال پہنچا، تاکہ انہیں شاہ اور ملکہ کی صاف جھلک نظر آجائے، جنہیں اس روز بکنگھم پیلس سے سینٹ پالز کیتھڈرل جانا تھا۔

لیکن وہ وہاں پہنچے تو مال پر پہلے ہی ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود

تھے۔ کچھ لوگوں نے تو وہاں خیمے لگا لئے تھے، اور کچھ سلیپنگ بیگز میں تھے۔ اور کوئی صرف کمبل سے کر ہی وہاں رات گزارنے آ گیا تھا۔

انتظار کی ان ساعتوں میں چارلی وہاں موجود لوگوں سے دوستیاں بناتا رہا۔ وہاں ایسے لوگ بھی تھے، جو ملک کے دُور دراز کے علاقوں سے شاہ اور ملکہ کے دیدار کے لئے آئے تھے۔

پھر جب شاہی جلوس سامنے آیا تو ڈینیل فرطِ مسرت سے گنگ ہو کر رہ گیا۔ اس میں انڈیا، افریقہ، آسٹریلیا اور کینیڈا کے علاوہ 36 ممالک سے آئے ہوئے فوجی تھے، جو پریڈ میں حصہ لے رہے تھے۔ وہ ایک رنگا رنگ تقریب تھی۔ پھر جب شاہی بگھی میں ملکہ اور شاہ کی آمد ہوئی تو چارلی اس وقت تک سلیوٹ کی حالت میں کھڑا رہا، جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئے۔

اس وقت اسے پرسی اور ڈیفن پر رشک آ رہا تھا، جنہیں اس تقریب میں شرکت کے لئے سینٹ پال میں مدعو کیا گیا تھا۔

واپس جاتے ہوئے ڈینیل نے دُکان نمبر 147 کی کھڑکی کی آرائش اور اس پر بڑا بڑا ''سیکنڈ'' لکھا نظر آیا تو اس نے اس کی وجہ پوچھی۔

بیکی نے اسے انعامی مقابلے کے بارے میں بتایا۔

''اور آپ کی دُکان کون سے نمبر پر رہی ممی......؟''

''26 میں سے 16 ویں نمبر پر۔''

چارلی نے جواب دیا۔

''اور وہ بھی محض اس لئے کہ تینوں جج ان کے دوست تھے۔''

☆☆☆

8 ماہ بعد شاہ کا انتقال ہو گیا......!

چارلی کو یقین تھا کہ شاہ ایڈورڈ ہشتم کی تخت نشینی کے ساتھ ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ ساتھ ہی اس نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ عرصے سے امریکہ کے جس دور کو وہ ٹالتا آ رہا ہے، وہ اب ناگزیر ہو چکا ہے۔

اگلی میٹنگ کے دوران اس نے کمپنی کے بورڈ کو اس بارے میں مطلع کیا۔

''میرے اس دورے سے کوئی حقیقی مسئلہ تو نہیں ہوگا......؟''

''اس نے منیجنگ ڈائریکٹر سے پوچھا۔

''دورے سے تو اس کا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن مجھے جیولری شاپ کے لئے نئے منیجر اور عورتوں کے ملبوسات کے لئے چند معاونین کی ضرورت ہے۔''

آرنلڈ نے کہا۔

چارلی مطمئن ہو گیا کہ آرنلڈ اور بورڈ کے اراکین ان معاملات سے اس کے بغیر بھی نمٹ سکتے ہیں۔ پھر اس نے کوئین میری نامی بحری جہاز کے افتتاحی سفر کی خبر پڑھی۔ اس نے جہاز کے افتتاحی سفر کے لئے دو افراد کا ایک کیبن ریزرو کرا لیا۔

بیکی نے پانچ دن اس شاندار اور یادگار سفر میں گزارے۔ اس کے لئے خوشی کی اضافی بات یہ بھی تھی کہ برسوں کے بعد وہ اپنے شوہر کو پہلی بار مطمئن، قانع اور پرسکون دیکھ رہی تھی۔ شاید اس لئے کہ یہاں آرنلڈ اور ڈینیل، دونوں سے رابطے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ ڈینیل تو پہلی بار اپنے بورڈنگ اسکول میں مقیم تھا۔ چارلی کی سمجھ میں آ گیا تھا کہ یہاں جہاز پر موجودگی کے دوران وہ کسی کو تنگ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ وہ جہاز پر موجود سہولتوں سے استفادہ کرنے لگا۔ اس کے نتیجے میں اس کا وزن بڑھا، اور دیکھتے ہی وہ

ایک اَن فٹ ادھیڑ عمر مرد لگنے لگا۔

پیر کی صبح جہاز نیویارک کی بندرگاہ پر لگا، جہاں ہزاروں افراد افتتاحی سفر کرنے والوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھے۔

چارلی نے والڈ ورف آسٹریا ہوٹل میں بکنگ کرائی ہوئی تھی۔ اس کا مشورہ اسے ڈیفن نے دیا تھا۔

لیکن کمرے میں پہنچ کر سامان کھولتے ہی چارلی بے فکری کی قید سے آزاد ہوگیا۔ اب پاؤں پھیلا کر بیٹھنے اور ریلیکس کرنے کی کوئی ضروری نہیں تھی۔ اگلی صبح وہ ساڑھے چار بجے اُٹھا اور نیویارک ٹائمز پڑھنے میں مصروف ہوگیا۔ اخبار کے ذریعے پہلی بار اسے مسز والس سمپسن کے نام کا علم ہوا۔ اخبار چاٹنے کے بعد وہ چہل قدمی کے لئے ففتھ ایونیو پر نکل گیا۔ وہاں وہ مختلف دُکانوں کی کھڑکیوں پر ڈس پلے دیکھتا پھرا۔ ذرا دیر بعد وہ اس میں گم ہوگیا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ یہاں جدت اور انفرادیت ہے۔ آکسفورڈ اسٹریٹ کے مقابلے میں مین ہٹن جدید بھی تھا اور لوگوں کی ذہانت کا مظہر بھی۔

نو بجے دُکانیں کھلیں تو اسے زیادہ تفصیل سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس بار وہ دُکانوں کے اندر گیا۔ ان کی تزئین و ترتیب پر بھی اس کی نظر تھی۔ وہ یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ دُکانوں میں مال کیسا ہے......؟ اور خریداری کرنے والوں کا بھی وہ سروے کر رہا تھا کہ کون سا گاہک کیا خرید رہا ہے......؟

نیویارک میں قیام کے پہلے تین دنوں میں وہ ہر روز شام کو ہوٹل واپس پہنچا تو تھکن سے نڈھال تھا۔

دوسرے روز چارلی نے ففتھ ایونیو اور میڈیسن کا جائزہ مکمل کرلیا اور لیکسنگٹن کی طرف متوجہ ہوگیا۔ وہاں وہ بلومنگ ڈیلز سے متعارف ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی بیکی کو یہ اندازہ بھی ہوگیا کہ اب نیویارک میں وہ اپنے شوہر کو کو

ہی ہے۔ کم از کم یہاں اب وہ اسے ہرگز نہیں ملے گا۔

پہلے دو گھنٹوں کے دوران تو چارلی نے متحرک سیڑھیوں پر چڑھنے اُترنے کے سوا کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں تک کہ عمارت کا پورا نقشہ اسے ازبر ہوگیا۔ پھر اس نے ایک ایک منزل کا اور ایک ایک شعبے کا جائزہ لیا۔ ساتھ میں وہ نوٹس بھی لے رہا تھا۔ گراؤنڈ فلور پر پرفیومز، چمڑے کی بنی ہوئی اشیاء اور جیولری تھی۔ پہلی منزل پر اسکارٹ، ہیٹ، دستانے اور اسٹیشنری تھی۔ دوسری منزل پر مردانہ اور تیسری منزل پر زنانہ ملبوسات تھے۔ چوتھی منزل پر گھریلو استعمال کی اشیاء تھیں۔ ہر ہر منزل کو اپنے ذہن میں سیٹ کرتے ہوئے وہ بارہویں منزل پر پہنچا، جہاں کمپنی کے دفاتر تھے۔ لیکن انہیں ''نو انٹری'' کی ایک بہت بڑی سائن نے چھپا رکھا تھا۔

چارلی اس منزل کا خاص طور پر جائزہ لینا چاہتا تھا۔ لیکن اس کی صورت نہیں تھی۔

چوتھے روز اس نے کاؤنٹر پوزیشن پر تنقیدی نظر ڈالی اور اس کا لے آؤٹ بنا لیا۔ وہ تیسری منزل لے جانے والی متحرک سیڑھیوں پر تھا کہ وہ تنومند نوجوان اس کا راستہ روک کر کھڑے ہوگئے۔

''کیا بات ہے......؟ کوئی گڑبڑ ہے......؟''

چارلی نے ان سے پوچھا۔

''ہم یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے جناب......!''

ان میں سے جو زیادہ جسیم تھا، اس نے کہا۔

''ہم اسٹور کے ڈیٹیکٹیو ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ چلنے کی زحمت کریں گے......؟''

''بخوشی......!''

چارلی نے کہا۔ ویسے وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ مسئلہ کیا ہے......؟

وہ اسے لفٹ کے ذریعے اس فلور پر لے گئے، جس کا جائزہ لینے کا اسے موقع نہیں ملا تھا۔ وہاں وہ ایک طویل راہ داری سے گزرے اور ایک دروازے پر رُکے، جہاں نہ کوئی تختی تھی نہ شناخت کے لئے کوئی اور نشانی۔

اور وہ کمرہ اندر سے بھی خالی اور بے روح تھا۔ نہ دیوار پر تصویریں تھیں، نہ فرش پر قالین۔ وہاں فرنیچر کے نام پر بس تین چوبی کرسیاں اور ایک میز تھی۔ وہاں وہ اسے اکیلا چھوڑ گئے۔

چند لمحے بعد دو معمر آدمی کمرے میں آئے۔

آپ کو ہمارے چند سوالوں کا جواب دینا ہے، آپ مائنڈ تو نہیں کریں گے......؟''

ان میں سے دراز قد نے پوچھا۔

''کیوں نہیں......؟''

چارلی نے جواب دیا۔ لیکن جو کچھ اس کے ساتھ ہو رہا تھا، وہ اس پر اُلجھ رہا تھا۔

''آپ کہاں سے آئے ہیں......؟''

''انگلینڈ سے......!''

''اور یہاں کیسے پہنچے آپ......؟''

''کوئین میری کا افتتاحی سفر کر کے آیا ہوں میں۔''

چارلی نے دیکھا کہ اس کے اس جواب کے بعد وہ نروس نظر آنے لگے۔

''تو جناب......! یہ دو دن سے جو آپ ہمارے پورے اسٹور کو چیک کرتے پھر رہے ہیں، نوٹس لے رہے ہیں، نقشے بنا رہے ہیں، لیکن خریدا آپ

نے کچھ نہیں، یہ سب کیا ہے......؟''

چارلی ہنسنے لگا۔

''بات یہ ہے کہ لندن میں میری 26 دُکانیں ہیں۔''

اس نے کہا۔

''میں اپنے ہاں کے طور طریقوں کا امریکی اسٹائل سے موازنہ کر رہا ہوں۔''

ان دونوں نے ایک دوسرے سے کچھ سرگوشیاں کیں، اب وہ اور نروس تھے۔

''میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں جناب......؟''

''ٹرمپر...... چارلی ٹرمپر......!''

ان میں سے ایک اُٹھا اور کمرے سے چلا گیا۔ چارلی سمجھ گیا کہ ان لوگوں سے اس کی سنائی ہوئی کہانی ہضم نہیں ہو رہی ہے۔ جو شخص اب بھی کمرے میں اس کے سامنے بیٹھا تھا، وہ خاموش تھا۔

کچھ دیر دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ پھر اچانک دروازہ دھڑ سے کھلا اور دراز قد اور خوش لباس شخص کمرے میں داخل ہوا۔ ہر ظاہری چیز اور انداز سے اس کا گیٹ اپ ظاہر ہو رہا تھا۔ وہ بانہیں پھیلائے ہوئے چارلی کی طرف لپکا اور اسے لپٹا لیا۔

''میں معافی چاہتا ہوں مسٹر ٹرمپر......!''

اس نے کہا۔

''ہمیں تو یہ علم بھی نہیں تھا کہ آپ نیویارک آئے ہوئے ہیں، کجا کہ ہمارے اسٹور میں۔ پہلے میں اپنا تعارف کرا دوں۔ میں جان بلومنگ ڈیل ہوں اور یہ میرا چھوٹا سا اسٹور ہے، جس کا سنا ہے کہ آپ دو دن سے جائزہ لے

رہے ہیں۔"

"جی ہاں......!"

بلومنگ ڈیل نے اسے آگے کچھ کہنے کا موقع نہیں دیا۔

"یہ آپ کا حق ہے۔ کیونکہ میں نے بھی چیلسی ٹیرس میں آپ کی دُکانوں کا جائزہ لیا ہے۔ بلکہ ان سے چند ایک آئیڈیے بھی مستعار لئے ہیں۔"

"ٹرمپرز سے......؟"

چارلی کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

"جی......! آپ نے ہماری فرنٹ ونڈو میں امریکی پرچم نہیں دیکھا، جہاں 48 ریاستوں کو مختلف رنگ کے پھولوں کے ذریعے اُجاگر کیا گیا ہے۔"

"وہ میں نے دیکھا ہے......لیکن......"

"میں اور میری بیوی شاہ اور ملکہ کی سلور جوبلی کے موقع پر لندن گئے تھے۔ وہاں چیلسی ٹیرس پر آپ کی دُکانوں کے درمیان آرائشی مقابلہ ہوا تھا۔ وہاں آپ کی پھولوں کی دُکان کی آرائش دیکھ کر مجھے یہ خیال سوجھا تھا۔ بہرحال میں آپ کی ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں مسٹر ٹرمپر......!"

دونوں ڈیٹیکٹیو اب معذرت خواہانہ انداز میں مسکرا رہے تھے۔

اس رات بیکی اور چارلی کی بلومنگ ڈیل کے گھر پر دعوت تھی۔ کھانے کے بعد بہت دیر تک چارلی کسی پولیس افسر کی طرح بلومنگ ڈیل سے تفتیش کرتا رہا۔ بلومنگ ڈیل بڑی خوشی سے اس کو سب کچھ بتاتا رہا۔

اگلے روز بلومنگ ڈیل کی بیوی بیکی کو سیر کرانے لے گئی۔ جبکہ بلومنگ ڈیل نے چارلی کو اپنے چھوٹے سے اسٹور کا سرکاری طور پر سروے کرایا۔

ان کی اگلی منزل شکاگو تھی۔ سفر انہوں نے ٹرین سے کیا۔ وہ اپنے ہوٹل پہنچے تو پتا چلا کہ مارشل فیلڈ کے مسٹر جوزف فیلڈ نے ان کے کمرے کو

سوئٹ سے تبدیل کرا دیا ہے کہ وہ یہاں ان کے میزبان ہیں۔ انہیں مسٹر مارشل کا لکھا ہوا رقعہ بھی ملا، جس میں انہوں نے توقع ظاہر کی تھی کہ رات کے کھانے پر مسٹر اور مسز ٹرمپر انہیں شرفِ میزبانی عطا کریں گے۔

جوزف فیلڈ کا گھر لیک شور ڈرائیو کے علاقے میں تھا۔

"آپ اپنے اسٹور کی تشہیر میں یہ دعویٰ کرتے ہیں مسٹر فیلڈ کہ آپ کا اسٹور دُنیا کا سب سے بڑا اسٹور ہے۔"

چارلی نے کھانے کے بعد گفتگو میں کہا۔

"لیکن میں آپ کو بتا دوں کہ چیلسی ٹیرس اپنے طول کے اعتبار سے آپ کے اسٹور سے سات گز بڑی ہے۔"

"درست......! لیکن آپ کو وہاں 21 منزلیں تعمیر کرنے کی اجازت تو نہیں ملے گی......؟"

"کیوں نہیں......؟ میں تو بائیں منزلوں کی اجازت لوں گا۔"

چارلی نے کہا۔ حالانکہ اسے ذرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ لندن کی سٹی کونسل اسے کس حد تک جانے کی اجازت دے گی......؟

اگلے روز چارلی نے مارشل فیلڈ کو اندر سے دیکھا تو اسے پتا چلا کہ بہت بڑا اسٹور کیسا ہوتا ہے......؟ اسے خاص طور پر یہ بات اچھی لگی کہ وہاں اسٹاف ایک ٹیم ہونے کا بھرپور تاثر چھوڑتا تھا۔ وہاں اسسٹنٹ لڑکیوں کی سبز رنگ کی خوب صورت یونیفارم تھی، جس پر MF کے حروف کڑھے ہوئے تھے۔ اور تمام منیجر ڈارک بلیو کلر کے بلیزر پہنے ہوئے تھے۔

"یوں میرے گاہکوں کو ایک نظر میں پتا چل جاتا ہے کہ کون اسٹور کے اسٹاف میں سے ہے......؟ اور کسی بھی معاملے میں اس کی رہنمائی کر سکتا ہے۔"

جوزف فیلڈ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''خاص طور پر جب گاہکوں کا رش ہو تو یونیفارم کی وجہ سے کوئی کنفیوژن نہیں ہوتا۔''

چارلی اسٹور میں اُلجھا ہوا تھا۔ ادھر بیکی شکاگو آرٹ انسٹیٹیوٹ میں وقت گزار رہی تھی۔ وائتھ اور ریمنگٹن کے کام نے اسے بہت متاثر کیا تھا۔ اور وہ سوچ رہی تھی کہ لندن میں ان کی تصویروں کی نمائش ہونی چاہئے۔ اس نے دونوں کے فن کا ایک ایک نمونہ اپنے نئے سوٹ کیس میں رکھ لیا تھا۔ لیکن کئی برس تک برطانوی عام نہ تو اس آئل پینٹنگ کو دیکھ سکے نہ اسے مجسمے کو۔ کیونکہ سوٹ کیس سے باہر آتے ہی وہ چارلی کی نظر میں آگئے تھے۔ اور اس نے انہیں گھر سے باہر جانے ہی نہیں دیا۔

مہینہ پورا ہوتے ہوتے وہ دونوں تھک چکے تھے۔ لیکن ایک بات طے تھی۔ وہ پھر امریکہ آنا چاہتے تھے...... بلکہ بار بار آنا چاہتے تھے۔

امریکہ میں جو مہمان نوازی انہوں نے دیکھی، وہ جانتے تھے کہ وہ اس کا حق ادا نہیں کرسکیں گے۔ تاہم جوزف فیلڈ نے چارلی سے ایک چھوٹا سا فیور مانگا تھا۔ اور چارلی نے وعدہ کیا تھا کہ وطن واپس پہنچتے ہی وہ خود ذاتی طور پر اس معاملے کو دیکھے گا۔

☆☆☆

شاہ کے مسز سمپسن سے معاشقے کی خبریں امریکہ میں تو پہلے سے شائع ہو رہی تھیں۔ لیکن اب وہ برطانیہ میں بھی عام ہونے لگیں۔ چارلی کے لئے وہ بڑا سوگوار دن تھا، جب شاہ نے تخت چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری اچانک ہی غیر متوقع طور پر ڈیوک آف یارک کے کندھوں پر آپڑی

اور وہ شاہ جارج ششم بن گئے۔

دوسری طرف اخبارات کے صفحہ اول پر نازی جرمنی کے اڈولف ہٹلر کی طاقت میں مسلسل اضافے کی خبریں چھپ رہی تھیں۔

''ہمارے وزیر اعظم چیمبرلین گھونسہ مار کر اس خبیث کی ناک کیوں نہیں توڑ دیتے......؟''

چارلی نے کہا۔

''کیونکہ وہ کوئی ایسٹ اینڈ کے ٹھیلے والے نہیں ہیں، وہ وزیر اعظم ہیں۔''

بیکی نے اسے سمجھایا۔

''یہ تو بڑی خرابی ہے۔ کیونکہ ہٹلر اسی سلوک کا مستحق ہے۔''

امریکہ سے واپسی پر ٹام نے چارلی کو کوئی بڑی خبر نہیں سنائی تھی۔ لیکن ٹام نے یہ دیکھ لیا تھا کہ اس کا چیئرمین امریکہ سے بہت متاثر ہو کر واپس آیا ہے۔ اس کے ذہن میں نت نئے خیالات کے پرندے پر پھڑپھڑا رہے ہیں۔

''شاپ کمیٹی اس پر غور کر رہی ہے کہ جرمنی سے جنگ کی صورت میں کاروبار پر کتنا اثر پڑے گا......؟''

ٹام نے اسے بتایا۔

''یہ لوگ اس سے زیادہ کیا سوچ سکتے ہیں......؟ بہرحال جرمنی میں اتنی ہمت نہیں کہ برطانیہ یا اس کے کسی حلیف کے خلاف جنگ چھیڑ سکے۔ پچھلی بار کی مار وہ کیسے بھول سکتے ہیں......؟''

چارلی نے کہا۔

''خیر...... یہ بتاؤ......! اور کوئی مسئلہ ہے......؟''

''جیک سلیڈ کے ریٹائر ہونے کے بعد مجھے اب تک جیولری ڈ
کے لئے مناسب منیجر نہیں ملا ہے۔''

''تو کاروباری رسالوں میں اشتہار دو اس سلسلے میں کوئی آئے تو ا
مجھ سے ملا دینا۔ اور کچھ......؟''

''جی...... کوئی مسٹر بین شوبرٹ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔''

''کس سلسلے میں......؟''

''وہ جرمنی سے فرار ہو کر آنے والے یہودیوں میں سے ہیں۔ کیو
ملنا چاہتے ہیں آپ سے......؟ یہ انہوں نے مجھے نہیں بتایا۔''

''تو ٹھیک ہے......! اگلی بار آئیں تو انہیں ملاقات کا وقت د
دینا۔''

''وہ تو اس وقت بھی ویٹنگ روم میں بیٹھے ہیں۔''

''ویٹنگ روم میں......؟''

چارلی کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

''جی......! وہ ہر صبح یہاں آتے ہیں اور خاموشی سے بیٹھ کر آپ
انتظار کرتے رہتے ہیں۔''

''تم نے انہیں بتایا نہیں کہ میں امریکہ گیا ہوا ہوں......؟''

''بتایا تھا۔ مگر اس سے مسٹر شوبرٹ پر کوئی اثر نہیں پڑا۔''

''اچھا......! انہیں اندر بھیج دو......!''

اندر آنے والا کم خمیدہ سا تھکا تھکا آدمی تھا۔ چارلی کے انداز
مطابق وہ اس کا ہم عمر ہوگا۔ وہ اندر آیا، اور جب تک چارلی نے اسے بیٹ
کے لئے نہیں کہا، وہ کھڑا رہا۔

چارلی اُٹھا، اور اس نے بڑی عزت سے اسے آتش دان کے قریب

ایک آرام کرسی پہ بیٹھنے کو کہا۔

''میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی......؟''

شوبرٹ نے اسے بتایا کہ کس طرح وہ اپنی بیوی اور دو بیٹیوں کے ساتھ ہمبرگ بے فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔ جبکہ اس کے متعدد دوست اور جاننے والے عقوبتی کیمپوں میں پھینک دیئے گئے، اور تب سے ان کا کہیں نام ونشان بھی نہیں ہے۔

چارلی خاموشی سے اس کی داستانِ غم سنتا رہا، جو نازیوں کے مظالم سے عبارت تھی۔ وہ سب کچھ اخباری رپورٹوں سے کہیں زیادہ ہولناک تھا۔

''میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں......؟''

بالآخر چارلی نے اس سے پوچھا۔

شوبرٹ پہلی بار مسکرایا۔ چارلی نے دیکھا۔ اس کے دو دانت سونے کے تھے۔ اس نے اپنے پہلو کی طرف رکھا ہوا چھوٹا بریف کیس اُٹھایا اور اسے چارلی کی میز پر رکھا۔ پھر اس نے بڑی نرمی اور نزاکت سے بریف کیس کو کھولا۔

چارلی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ اس نے زندگی میں اتنے خوب صورت اور نفاست سے ترشے ہوئے جواہرات پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ ان میں ہیرے تھے، نیلم، یاقوت اور نہ جانے کیا کیا......؟

شوبرٹ نے اوپری سطح اٹھائی تو اندر بے شمار ناتراشیدہ جواہرات نظر آئے۔ بریف کیس ان سے بھرا ہوا تھا۔

''یہ محض ایک نمونہ ہے۔''

اس نے چارلی سے کہا۔

''جو میں وہاں چھوڑ آیا، اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ کاروبار

ہمارے خاندان میں میرے پردادا کے زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ اب مجھے اپنے بچوں کو فاقوں سے بچانے کے لئے یہ سب بیچنا پڑ رہا ہے۔"

"آپ جیولر تھے......؟"

"26 سال سے......لڑکا ہی تھا، جب سے یہ کام کر رہا ہوں۔"

"اور آپ یہ سب کتنے میں بیچنا چاہ رہے ہیں......؟"

"تین ہزار پاؤنڈ......!"

بین شوبرٹ نے ہچکچائے بغیر کہا۔

"ان کی اصل قیمت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ لیکن آدمی مجبور ہو تو سونا بھی پیتل کے بھاؤ بیچنا پڑتا ہے۔"

چارلی نے اپنی دراز کھولی، چیک بک نکالی اور تین ہزار پاؤنڈ کا چیک لکھ کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"لیکن آپ نے تو انہیں چیک بھی نہیں کرایا ہے۔"

بین نے حیرت سے کہا۔

"میرے خیال میں اس کی ضرورت بھی نہیں۔"

چارلی نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ میری جیولری شاپ کے منیجر کی حیثیت سے انہیں بیچنا بھی تمہیں ہی ہے۔ اور اگر یہ اتنے کے نہیں بکے، جتنے کے یہ تمہارے بیان کے مطابق ہیں تو تمہیں میرے سامنے جواب دہی بھی کرنی ہوگی۔ اور یہ جو رقم ہم نے تمہیں دی ہے، یہ ایڈوانس ہے، اس کے پورے ہونے کے بعد ہم تمہارے کمیشن کے بارے میں بات کریں گے۔"

بین شوبرٹ مسکرایا۔

"ایسٹ اینڈ میں بہت اچھی کاروباری تعلیم دی جاتی ہے مسٹر ٹرمپر!"

"ایک بات بتا دوں۔ میرا سسر بھی یہودی تھا۔ اس لحاظ سے تم میرے سسرالی رشتہ دار ہو۔"

بین شوبرٹ اس سے لپٹ گیا۔

اس دن کے بعد چارلی ٹرمپر اپنی جیولری شاپ کی طرف سے بے نیاز ہو گیا۔ وہ محفوظ ہاتھوں میں تھی۔

☆☆☆

یہ اس کے ایک ہفتہ بعد کی بات ہے کہ ٹام آرنلڈ دستک دیئے بغیر چارلی کے دفتر میں داخل ہوا۔ وہ پریشانی اور متوحش دکھائی دے رہا تھا۔ چارلی نے اُسے ایک نظر دیکھا اور پوچھا۔

"کیا مسئلہ ہے ٹام......؟"

"ہاتھ کی صفائی......!"

"کہاں......؟"

"نمبر 133 ...... لیڈیز کے ملبوسات کی دُکان۔"

"کیا چوری ہوا......؟"

"دو جوڑی جوتے اور ایک اسکرٹ۔"

"تو تمہیں کمپنی کے ضابطوں کا علم تو ہے۔ سب سے پہلے تمہیں پولیس کا طلب کرنا چاہئے۔"

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔"

"مجھے تو اس میں کوئی دُشواری نظر نہیں آتی۔ چور تو چور ہی ہے۔"

"لیکن چرانے والی خاتون کا کہنا ہے کہ......"

"اس کی بوڑھی ماں ہے...... 90 سال کی، اور اسے کینسر ہے اور اس

کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، اور سب کے سب معذور ہیں۔''

''ایسی کوئی بات نہیں جناب......! دراصل وہ آپ کی بہن ہے۔''

چارلی ایک لمحے کو سناٹے میں آگیا، پھر اس نے گہری سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

''تو تم نے کیا کیا......؟''

''کچھ بھی نہیں......! میں منیجر سے انہیں روکے رکھنے کو کہا اور آپ کے پاس چلا آیا۔''

ٹام نے سادگی سے کہا۔

''چلو......! تو اس معاملے کو نمٹاتے ہیں۔''

چارلی اُٹھ کھڑا ہوا۔

تمام راستے دونوں خاموش رہے۔ بوکھلایا ہوا منیجر نمبر 133 کے دروازے پر ان کا منتظر تھا۔

''سوری چیئرمین......!''

اس نے چارلی کو دیکھتے ہی کہا۔

''تم بلاوجہ پریشان ہو رہے ہو۔''

چارلی نے اسے تسلی دی۔

کٹی عقبی کمرے میں بیٹھی آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے اپنی لپ اسٹک تازہ کر رہی تھی۔ چارلی کو دیکھتے ہی اس نے آئینہ جلدی سے اپنے بیگ میں رکھ لیا۔ چوری کی ہوئی اشیاء اس کے سامنے میز پر رکھی تھیں۔

چارلی کو دیکھ کر وہ مسکرائی۔ مگر وہ بجھی بجھی مسکراہٹ تھی۔

''اوہو......! اب تو تم بگ باس کو بھی لے آئے۔''

کٹی نے جم کو گھورتے ہوئے کہا۔

''اب یہ خود تمہیں بتائے گا کہ میں کون ہوں......؟''

''ہاں......! تم ایک چور ہو۔ صرف اور صرف چور......!''

چارلی نے سخت لہجے میں کہا۔

''چھوڑو نا چارلی......! اتنی معمولی چیزوں کی تمہارے لئے کیا اہمیت ہے......؟''

کٹی منمنائی۔

''بات چیزوں کی قیمت کی نہیں کٹی......! اگر میں......''

''اگر میں چور کی حیثیت سے گرفتار کرا دی گئی تو اخبار والوں کے تو مزے آجائیں گے۔ تمہاری تو وہ عزت افزائی ہوگی کہ بھلائے نہیں بھولے گی۔ تم مجھے گرفتار کرانے کی ہمت نہیں کر سکتے چارلی......! یہ بات تم بھی جانتے ہو اور میں بھی جانتی ہوں۔''

''اس بار ایسا نہیں ہوگا۔''

چارلی نے کہا۔

''لیکن میرا وعدہ ہے کہ یہ آخری موقع ہے۔ اگلی بار میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔''

یہ کہہ کر وہ منیجر کی طرف مڑا۔

''اگلی بار یہ خاتون ایسی کوئی حرکت کرے تو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اسے پولیس کے حوالے کر دینا۔ سمجھ گئے میری بات......؟''

''یس سر......!''

''یس سر نو سر تھری بیگز فل۔''

کٹی نے مسخرے پن سے کہا۔

''تم فکر نہ کرو چارلی......! اب میں تمہیں کبھی پریشان نہیں کروں

گی۔''

چارلی بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا۔

''اگلے ہفتے میں کینیڈا جا رہی ہوں۔ وہاں گھر کا ایک ایسا فرد موجود ہے، جسے میری پرواہ ہے۔''

کٹی نے کہا۔

چارلی احتجاج کرنا چاہتا تھا، لیکن کٹی نے تیزی اور ڈھٹائی سے چرائی ہوئی چیزیں اپنے بیگ میں رکھیں اور اکڑ کر چلتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

''ایک منٹ خاتون......!''

ٹام نے اسے پکارا۔

''شٹ اَپ......!''

کٹی نے رُکنے کی زحمت بھی نہیں کی۔

ٹام نے بے بسی سے چارلی کو دیکھا۔ چارلی نے کندھے جھٹک دیئے۔

دفع کرو ٹام......! یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔''

اس نے کہا۔

☆☆☆

30 ستمبر 38ء کو وزیراعظم جرمن چانسلر سے مذاکرات کے بعد میونخ سے واپس آئے۔ انہوں نے اخبار نویسوں کو ایک دستاویز دکھاتے ہوئے امن کی خوشخبری سنائی۔ امن عزت کے ساتھ......!

لیکن چارلی پُرامید نہیں تھا۔ بین شوبرٹ سے جرمنی کا احوال سننے کے بعد اسے یقین ہو چکا تھا کہ جرمنی سے جنگ ناگزیر ہے۔

ڈینیل کا سینٹ پال میں وہ آخری سال تھا۔ پھر اسے یونیورسٹی میں داخلے کے امتحان میں بیٹھنا تھا۔ چند ہفتے بعد اسے کیمبرج کے ٹرمینٹی کالج میں وظیفے کے ساتھ داخلہ مل گیا۔

یکم مارچ 39ء کو نازی فوجوں پولینڈ میں داخل ہوگئیں۔ اور دو دن برطانیہ حالت جنگ میں تھا۔

اس عرصے میں ریسٹورینٹ پر برائے فروخت کا بورڈ لگ گیا۔ چارلی نے مسٹر اسکالینی کو معقول رقم کی پیش کی۔ انہوں نے بے جھجک قبول کر لی۔ وہ جلد از جلد فلورنس واپس جانا چاہتے تھے۔ وہ خوش قسمت تھے۔ کیونکہ جو لوگ اپنے ناموں سے ہی جرمن یا اطالوی حیثیت سے پہچانے جا سکتے تھے، بڑی پریشانی میں تھے۔

چارلی نے ریسٹورینٹ کو فوراً ہی بند کر دیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس جگہ پر وہ کیا کرے......؟ 40ء میں انگریز گھر سے باہر، ریستوران میں کھانا کھانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

اب صرف نایاب کتابوں کی دُکان اور سڈریکسل کی دُکان چارلی کے قبضے سے باہر تھیں۔ ایسے میں مسز ٹرینتھم کے فلیٹس کے بلاک کی اہمیت ہر گزرتے دن کے ساتھ نمایاں ہوتی جا رہی تھی۔

7 ستمبر 40ء کو لندن پر پہلا بڑا حملہ ہوا۔ اس کے بعد لندن والے مضافاتی علاقوں کا رُخ کرنے لگے۔ لیکن چارلی ملنے والا نہیں تھا۔ بلکہ اس نے تو اپنی تمام دُکانوں کی کھڑکیوں پر لکھوا دیا۔

''کاروبار معمول کے مطابق......!''

دو ماہ بعد، آدھی رات کو ایک کانسٹبل نے چارلی کو سوتے سے جگایا اور اطلاع دی کہ چیلسی ٹیرس کے علاقے میں پہلا بم گرا ہے۔ چارلی اپنے

ڈریسنگ گاؤن میں ہی دوڑا ہوا گیا کہ جا کر نقصان کا جائزہ لے۔

''کوئی مرا تو نہیں......؟''

راستے میں اس نے کانسٹبل سے پوچھا۔

''شاید نہیں......!''

''بم کس دُکان پر گرا ہے......؟''

''اس کا تو جواب میرے پاس نہیں ہے مسٹر ٹرمپر......! مجھے تو لگتا ہے کہ پورے چیلسی ٹیرس میں آگ لگی ہوئی ہے۔''

اور فلہم روڈ سے مُڑتے ہی چارلی کو نظر آ گیا۔ شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ بم مسٹر ڈینتھم کے خالی فلیٹوں کے عین درمیان گرا تھا۔ وہ سب کے سب تباہ ہو گئے تھے۔ چارلی کی تین دُکانوں کی کھڑکیاں دھماکے سے ٹوٹ گئی تھیں۔ ہیٹ اور اسکارٹ کی دُکان کی چھت کو نقصان پہنچا تھا۔

فائر بریگیڈ کے آتے آتے فلیٹوں کا کچھ بھی نہیں رہ گیا تھا۔ وہاں بس ملبہ اور راکھ تھی۔

اگلے چند ہفتوں میں چارلی کو اندازہ ہو گیا کہ چیلسی ٹیرس کے عین قلب میں پڑے اس بدصورت ملبے کو ہٹانے کے لئے مسز ڈینتھم کچھ بھی نہیں کرے گی۔

☆☆☆

مئی 40ء میں چرچل نے وزارتِ عظمیٰ کا منصب سنبھالا۔ اس کے نتیجے میں چارلی مستقبل کے بارے میں کچھ پُر امید ہوا۔ تب اس نے بیکی سے دوبارہ فوج جوائن کرنے کے سلسلے میں بات کی۔

''کب سے آئینہ نہیں دیکھا ہے تم نے......؟''

بیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ کوئی مسئلہ نہیں......! میں دوبارہ فٹ ہو جاؤں گا۔''

چارلی نے اپنی توند پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

''اور انہیں فرنٹ لائن پر لڑنے والے ہی تو نہیں درکار ہیں۔''

''تم یہ دُکانیں کھلی رکھ کر، عوام الناس کو ان کی ضرورتیں فراہم کر کے بھی ملک و قوم کی خدمت کر سکتے ہو۔''

''یہ کام تو ٹام آرنلڈ بھی کر سکتا ہے۔''

چارلی نے کہا۔

''اوہ وہ عمر میں مجھ سے پندرہ سال بڑا بھی ہے۔''

لیکن چند روز کے غور و خوض کے بعد چارلی اسی نتیجے پر پہنچا کہ بیکی ٹھیک کہہ رہی ہے۔

ڈیفنی آئی اور اس نے بتایا کہ پرسی نے بھی اپنی رجمنٹ سے رجوع کیا تھا۔

''انہوں نے کہا کہ اب اس کی عمر ایسی نہیں کہ وہ محاذِ جنگ پر لڑ سکے۔ تو انہوں نے اسے وار آفس میں ڈیسک جاب دے دی ہے۔''

اگلی سہ پہر چارلی گزشتہ رات کی بمباری سے ہونے والے نقصان کا جائزہ لے رہا تھا کہ ٹام آرنلڈ نے اسے بتایا کہ شاپ کمیٹی اپنی گیارہ دُکانوں کو فروخت کرنے پر غور کر رہی ہے۔

''اس سلسلے میں جلد بازی کی ضرورت نہیں......!''

چارلی نے کہا۔

''ایک سال میں تو وہ یہ تمام دُکانیں کوڑیوں کے مول بھی [illegible]

''لیکن اس سے پہلے ہی مسز ڑینتھم نے وہ دُکانیں خرید لیں تو......؟''

''جنگ کے دوران تو وہ ہرگز نہیں خریدے گی۔ وہ جانتی ہے کہ ا ِز کے ملبے کی موجودگی میں میں بہت کچھ نہیں کرسکتا۔''

اسی وت سائرن کی آواز سنائی دی۔

''لعنت ہو......!''

ٹام بڑبڑایا۔

''وہ منحوس گدھ پھر آ رہے ہیں۔''

چارلی نے آسمان کی طرف دیکھا۔

''یقیناً......! تم اپنے تمام اسٹاف کو بیسمینٹ میں لے جاؤ۔ جلدی سے......!''

یہ کہہ کر وہ سڑک کی طرف دوڑا۔ وہاں ایک سائیکل سوار اے آر پی کا نمائندہ لوگوں کو کہہ رہا تھا کہ وہ زیرِ زمین پناہ گاہوں میں چھپ جائیں۔

ٹام آرنلڈ نے اپنے تمام منیجرز کو تیزی سے دُکانیں بند کر کے بیسمینٹ میں اسٹاف لے جانے کی مشق کرا رکھی تھی۔ منٹوں میں کھانے پینے کی تمام اشیاء بیسمینٹ میں پہنچا دی گئیں۔

چارلی کے جوان ملازمین کی اکثریت فوج میں بھرتی ہوگئی تھی۔ اسٹاف اب بمشکل دو تہائی رہ گیا تھا۔ اس میں بھی اکثریت عورتوں کی تھی۔

بمباری شروع ہوگئی۔

''یہ بم کہیں قریب ہی گرا ہے۔''

بیکی نے دھماکے کی آواز سننے کے بعد چارلی سے کہا۔

''ممکن ہے، سڈریکسل کے پب پر گرا ہو۔''

چارلی نے دُعائیہ انداز میں کہا۔

فضاء میں گرد اور دُھویں کے سوا کچھ نہیں رہا تھا۔

چارلی کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ بم مسٹر ریکسل کے پب پر ہی گرا تھا۔ پھر اس نے بیکی کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو اسے سکتہ سا ہوگیا۔ ایک بم اس کی سنہری اور فروٹ کی دُکان پر بھی گرا تھا۔

''سالے کمینے......! حد سے گزر گئے ہیں اس بار......!''

چارلی غرایا۔

''اب تو میں فوج جوائن کر کے ہی رہوں گا۔''

''اس سے فائدہ کیا ہوگا......؟''

''مجھے نہیں معلوم......! میں بس یہ جانتا ہوں کہ انہوں نے میرے خلاف اعلانِ جنگ کیا ہے۔ اب میں خاموش بیٹھ کر تماشا نہیں دیکھ سکتا۔''

''اور دُکانوں کا کیا ہوگا......؟ انہیں کون سنبھالے گا......؟''

بیکی نے کہا۔

''آرنلڈ سنبھالے گا میری غیر موجودگی میں۔''

''اور ڈینیل کا اور میرا کیا ہوگا......؟ کیا ہماری ذمہ داری بھی ٹام اٹھائے گا......؟''

بیکی کی آواز غصے میں بلند ہونے لگی۔

چارلی چند لمحے خاموش کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ بالآخر اس نے کہا۔

''ڈینیل بچہ نہیں ہے، اپنا خیال خود رکھ سکتا ہے۔ اور تم میری کمپنی کے بیڑے کو ڈوبنے سے بچانے کی جدوجہد میں مصروف رہو گی۔ اس لئے پلیز......! اب کچھ نہ کہنا۔ میں فیصلہ کر چکا ہوں۔''

اب بیکی کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ فیوزیلیرز نے اپنے پرانے سارجنٹ کو بخوشی قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے فوری طور پر اسے

کارڈف کے قریب ایک ٹریننگ کیمپ میں بھیج دیا۔

چارلی نے بیوی کو پیار کیا، ڈینیل کو لپٹایا اور آرنلڈ سے ہاتھ ملایا۔ آرنلڈ بہت پریشان تھا۔ وہ خاموشی سے چارلی کو رُخصت ہوتے دیکھتا رہا۔

کارڈف جانے والی ٹرین میں جوانوں کا ہجوم تھا۔ وہ سب اسے کہہ کر پکار رہے تھے۔ چارلی کو لگا کہ وہ ایک بوڑھا آدمی ہے۔

اسٹیشن سے ایک ٹرک نے انہیں بیرکس میں پہنچا دیا۔

''تم سے دوبارہ مل کر بہت خوشی ہوئی ٹرمپر......!''

ایک جانی پہچانی آواز نے اسے چونکا دیا۔

''اسٹان رسل......! خدا کی پناہ......! تم اب کمپنی سارجنٹ میجر ہو یہاں......؟''

چارلی نے حیرت سے کہا۔

''اس وقت تو تم محض لانس کارپورل تھے۔''

وہ بیس سال بعد مل رہے تھے۔

''جی سر......! یہ میں ہی ہوں۔ اور میں خیال رکھوں گا کہ آپ کو ان رنگروٹوں کا سا ٹریٹمنٹ نہ ملے۔''

''اس کی ضرورت نہیں......! وہ مجھ سے بہتر سلوک کے مستحق ہیں۔''

چارلی نے اپنے پیٹ کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

چارلی کے ساتھ اگرچہ بہت رعایت کی جا رہی تھی، اس کے باوجود تربیت کا پہلا ہفتہ اس کے لئے بہت سخت ثابت ہوا۔ اب اسے خیال آ رہا تھا کہ گزشتہ بیس برسوں میں ایکسرسائز نہ کرنا کتنا غلط تھا۔ یہاں کے بستر پر اسے ٹھیک سے نیند بھی نہیں آتی تھی۔ وہ آسائشات کا عادی ہوگیا تھا۔

دو ہفتے بعد اسے بتایا گیا کہ اگر وہ چاہے تو اسے یہاں ٹریننگ انچ

مقرر کیا جا سکتا ہے۔ اس کو کیپٹن کا عہدہ ملے گا۔

''کیوں......؟ کیا یہاں جرمنوں کی آمد متوقع ہے......؟ مجھے نہیں پتا تھا کہ انہیں رگبی اور فٹ بال میں بھی دلچسپی ہے۔''

اس کا جواب لفظ بہ لفظ کمانڈنگ آفیسر کو پہنچا دیا گیا۔ چنانچہ چارلی کارپورل کی حیثیت سے اپنی ٹریننگ میں مصروف رہا۔ آٹھواں ہفتہ آتے آتے اسے سارجنٹ بنا دیا گیا۔ اب اس کی اپنی پلاٹون اس کی ذمہ داری تھی۔

اس کے بعد تو وہ باکسنگ سے لے کر نشانہ بازی تک ہر میدان میں اپنے جوانوں کے لئے ناقابل شکست بن گیا۔ اسے ٹرمپرز ٹیریئر کہا جانے لگا۔

ٹریننگ مکمل ہونے میں صرف دس دن باقی تھے کہ اسٹان نے اسے بتایا کہ بٹالین کو افریقہ جانا ہوا۔ چارلی یہ سن کر بہت خوش ہوا۔

اس روز وہ اپنے جوانوں کو چیک کر رہا تھا کہ ایک لیفٹن ہانپتا کانپتا اس کے پاس آیا۔

''مسٹر ٹرمپر......!''

''سر......!''

چارلی نے اسے سلیوٹ کیا۔

''کمانڈنگ آفیسر نے فوری طور پر آپ کو طلب کیا ہے۔''

''جی بہت بہتر......!''

چارلی نے کہا اور اس کے ساتھ چل دیا۔

لیفٹن بہت تیز چل رہا تھا۔ چارلی نے اس سے اس کی وجہ پوچھی۔

''کمانڈنگ آفیسر مجھے تلاش کرتے ہوئے آئے تو وہ بھی اسی طرح دوڑ رہے تھے''، لیفٹن نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ غداری کا کیس ہے۔''

چارلی نے فکرمندی سے کہا۔

''کیا معاملہ ہے......؟ یہ تو وہاں پہنچ کر ہی معلوم ہوگا۔''

لیفٹن نے کمانڈنگ آفیسر کے دفتر کے دروازے پر دستک دینے کی زحمت بھی نہیں کی، سیدھا اندر گھس گیا۔ چارلی اس کے ساتھ تھا۔

''7312087، سارجنٹ ٹرمپر رپورٹنگ......''

''رسمی باتیں چھوڑو ٹرمپر......!''

کمانڈنگ آفیسر نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ اپنے کمرے میں مضطربانہ انداز میں ٹہل رہا تھا۔

''میری کار گیٹ پر تمہارے لئے کھڑی ہے۔ تمہیں فوری طور پر لندن جانا ہے۔''

''لندن......؟''

''ہاں ٹرمپر......! لندن...... مسٹر چرچل فوری طور پر تم سے ملنا چاہتے ہیں۔''

☆☆☆

کرنل کے ڈرائیور نے کوشش کی تھی کہ چارلی ٹرمپر کو جلد از جلد لندن پہنچا دے۔ گاڑی وہ تقریباً تمام وقت 80 کی رفتار سے چلاتا رہا تھا۔ لیکن فوجی قافلوں کی سڑکوں پر موجودگی جگہ جگہ رکاوٹ کا سبب بن رہی تھی۔

اور جب وہ لندن کے مضافات میں پہنچے تو انہیں بلیک آؤٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر ایک فضائی حملہ ہوا۔ تب کہیں جا کر وہ ڈاؤننگ اسٹریٹ پہنچے۔

چھ گھنٹے کے اس سفر کے دوران چارلی کو یہ سوچنے کی خاصی مہلت ملی تھی کہ مسٹر چرچل نے اسے کیوں طلب کیا ہے......؟ لیکن سچ یہ ہے کہ بات

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ بات کیوں سمجھ میں آنے والی تھی ہی نہیں۔

اس نے دروازے پر کھڑے پولیس مین کو اپنا نام بتایا۔ پولیس مین نے ایک کلپ بورڈ کا جائزہ لیا، پھر اسے اندر جانے کی اجازت دے دی۔

10 ڈاؤننگ اسٹریٹ میں داخل ہوتے ہی چارلی کو شاک لگا۔ وزیراعظم کی سرکاری رہائش گاہ ڈیفن کے ایٹن اسکوائر کے گھر کے سامنے ہیچ تھی۔ وہ رقبے کے اعتبار سے بھی کم تھی اور آرائش کے اعتبار سے بھی۔

ایک استقبالیہ افسر اسے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے گئی۔

''اس وقت وزیراعظم امریکی سفیر کے ساتھ ہیں۔''

اس نے وضاحت کی۔

''لیکن مسٹر کینیڈی کے ساتھ یہ میٹنگ بس اب ختم ہی ہونے والی ہے۔''

''شکریہ......!''

''آپ چائے لیں گے......؟''

''نہیں...... شکریہ......!''

چارلی نے کہا۔ وہ بری طرح نروس ہو رہا تھا۔ اس نے وقت گزاری کے لئے ایک میگزین اُٹھا لیا۔

تمام رسالوں سے فارغ ہو کر وہ دیواروں پر لگی تصاویر کی طرف متوجہ ہوا۔ تصویریں بھی بس ایسی ہی تھیں۔ بیکی تو انہیں خریدنا بھی پسند نہیں کرتی۔

اس پر اسے خیال آیا کہ بیکی کو تو یہ علم بھی نہیں کہ اس وقت وہ لندن میں ہے۔ وہ قریب رکھے فون کو تکنے لگا۔

''کیا یہاں سے بیکی کو فون کرنا مناسب رہے گا......؟''

وہ اس پر غور کر ہی رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور خاتون افسر اندر آئی۔

"وزیراعظم اب آپ سے ملیں گے مسٹر ٹرمپر......!"

وہ اسے ایک تنگ زینے پر لے گئی۔ وہاں دیوار پر سابق وزرائے اعظم کے پورٹریٹ لگے تھے...... کوالٹی کے اعتبار سے پورٹریٹ بہت اعلیٰ تھے۔

"ٹرمپر......! اتنے مختصر نوٹس پر تم آئے، میں تمہارا شکر گزار ہوں۔"

مسٹر چرچل نے اسے چونکا دیا۔ وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھا رہے تھے۔

"میں آپ کے لئے ہر وقت حاضر ہوں جناب......!"

"تم سوچ رہے ہوگے کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے......؟"

وزیراعظم نے اپنا سگار سلگاتے ہوئے کہا۔ پھر انہوں نے سامنے رکھی ایک فائل کھولی اور اسے پڑھنے لگے۔

"ہمارے درمیان کچھ مشترک ہے۔"

ذرا دیر بعد انہوں نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں جناب......!"

"ہم دونوں ہی پہلی جنگ عظیم میں لڑے ہیں۔"

وزیراعظم نے کہا اور دوبارہ فائل کی طرف متوجہ ہوگئے۔ ذرا دیر بعد وہ پھر بولے۔

"لیکن اس جنگ میں ہمیں زیادہ اہم کردار ادا کرنا ہے مسٹر ٹرمپر......! میں نہیں چاہتا کہ تمہارا وقت رنگروٹوں کی تربیت کرتے ہوئے ضائع ہو۔"

"تو انہیں سب کچھ معلوم ہے......؟"

چارلی نے سوچا۔

"جب کوئی قوم حالت جنگ میں ہو مسٹر ٹرمپر......! تو اس کے جیتنے کا انحصار اس پر ہوتا ہے کہ اس کی فوج بڑی ہو اور جدید آلات سے لیس ہو۔ لیکن

ہار جیت کا انحصار کچھ ایسی چیزوں پر بھی ہوتا ہے، جن پر کمانڈر کا اختیار نہیں ہوتا۔ آج میں نے وار آفس میں ایک نیا محکمہ قائم کیا ہے...... کوڈ بریکنگ کا۔ اس کے لئے میں نے کیمبرج کے دو نہایت اہل پروفیسرز اور ان کے معاونین کی خدمات حاصل کی ہیں۔"

"یس سر......! چارلی نے مستعدی سے کہا۔ حالانکہ وہ اس گفتگو کا مقصد سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"ایسا ہی ایک اور معاملہ توجہ طلب ہے مسٹر ٹرمپر......! اور میرے مشیروں کا کہنا ہے کہ تم وہ شخص ہو جو اس مسئلے کو بہترین انداز میں حل کر سکتا ہے۔"

"شکریہ سر......!"

اب چارلی کی حیرت کی کوئی حد نہیں تھی۔

"وہ مسئلہ ہے خوراک...... اس کا حصول اور اس کی تقسیم و ترسیل۔ وزیر خوراک نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری سپلائی تیزی سے کم ہو رہی ہے۔ آئرلینڈ سے آلو آنے کم ہوگئے ہیں۔ تو میرے لئے اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ میں قوم کا پیٹ کیسے بھروں......؟ جنگ جاری ہے، سمندری ناکہ بندی کا سامنا ہے۔ ایسے میں رسد کے راستے کیسے کھلے رکھے جائیں......؟ وزیر خوراک کا کہنا ہے کہ غذائی اجناس بندرگاہ پر پہنچنے کے بعد کئی کئی دن پڑی رہتی ہے۔ ان کی ترسیل نہیں ہو پاتی۔ اکثر اجناس خراب ہو جاتی ہیں، اور یہ بڑی خطرناک بات ہے۔"

"اب دوسرے رُخ سے دیکھو۔ کسانوں کو شکایت ہے کہ محنتی کاشتکاروں کو تو ہم بھرتی کر کے محاذ پر بھیج رہے ہیں۔ اور حکومت کی طرف سے انہیں ان کا متبادل بھی نہیں مل رہا ہے۔ تو مجھے ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے،

جس کی زندگی خرید و فروخت اور ڈسٹری بیوشن میں گزری ہو...... خاص طور
غذائی اجناس کی۔ اسے مارکیٹ کی سمجھ بوجھ ہو اور کسان اور آڑھتی، دونوں
اس کی عزت کرتے ہوں۔ مختصراً یہ کہ مسٹر ٹرمپر، مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ میں
تمہیں اپنے وزیر خوراک مسٹر وولٹن کا دست راست بنانا چاہتا ہوں۔ تمہاری
ذمہ داری یہ ہے کہ رسد جاری رہے اور صحیح مقامات تک پہنچتی رہے۔ یہ بہت
اہم ذمہ داری ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تم اس چیلنج کو قبول کرو گے اور اس پر
پورے بھی اُترو گے۔"

چارلی کی آنکھوں میں قبولیت کی جو چمک اُبھری، وہ وزیر اعظم نے دیکھ لی۔ کیونکہ انہوں نے اس کے جواب میں انتظار کئے بغیر کہا۔

"تم بنیادی آئیڈیے کو سمجھ چکے ہو۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تم کل صبح آٹھ بجے وزارتِ خوراک کے دفتر پہنچ جاؤ۔ کار صبح پونے آٹھ بجے تمہیں تمہارے گھر سے لانے کے لئے پہنچ جائے گی۔"

"شکریہ سر......!"

چارلی نے کہا۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ جہاں ہے، وہاں سے وزارتِ خوراک تک تین گھنٹے سے زیادہ کا سفر ہے۔

"اور تم اپنا کام آسانی سے کرسکو، تمہارے پاس اتھارٹی ہو، اس کے لئے میں تمہیں بریگیڈیئر کا عہدہ دے رہا ہوں۔"

"سر......! میرے لئے صرف چارلی ٹرمپر ہونا کافی ہے۔"

"کیوں......؟"

"کیونکہ اس کام کے دوران مجھے کسی جنرل سے اُلجھنے کی ضرورت بھی پڑسکتی ہے۔"

صدر نے منہ سے سگار نکالا اور زوردار قہقہہ لگایا۔ پھر انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"جب ضرورت پڑے، تم براہِ راست مجھ سے رابطہ کر سکتے ہو، دن ہو یا رات...... کسی بھی وقت۔ میں سوتا بہت کم ہوں۔"

"شکریہ جناب......!"

"گڈ لک ٹرمپر......! میرے فوجیوں کو اور میرے لوگوں کو بھوکا نہ رہنے دینا۔"

"یس سر......!"

اس بار پولیس مین اسے چھوڑنے گاڑی تک آیا۔ حالانکہ چارلی اب بھی سارجنٹ کی وردی میں تھا۔

لندن کے اندرونی سفر نے چارلی کو دُکھی کر دیا۔ جرمن بمباروں نے لندن کے کسی علاقے کو بھی نہیں بخشا تھا۔ وہ گھر پہنچا تو بیکی نے دروازہ کھولا، اور اس سے لپٹ گئی۔

"مسٹر چرچل کیا چاہتے ہیں تم سے......؟"

اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں ان سے ملنے آیا ہوں۔"

"سب سے پہلے انہوں نے مجھے یہ تو فون کیا تھا...... یہ جاننے کے لئے کہ تم کہاں ملو گے......؟ اب بتاؤ نا......!"

"انہوں نے مجھے یومیہ بنیادوں پر سبزی اور فروٹ کی سپلائی کا آرڈر دیا ہے۔"

☆☆☆

چارلی کو اپنا نیا باس بہت پسند آیا۔ جیمز وولٹن نے اسے مکمل تعاون کی

یقین دہانی کرائی تھی۔

چارلی کو اس راہ داری میں بہت بڑا آفس دیا گیا، جہاں وزیر خوراک کا دفتر تھا۔ اس کا اسٹاف 14 افراد پر مشتمل تھا، جن کا چیف اس کا پرسنل اسسٹنٹ تھا۔ اس کا نام آرتھر سلیوان تھا۔

چارلی کو جلد ہی اندازہ ہوگیا کہ آرتھر کا ذہن بہت تیز کام کرتا ہے۔ وہ چارلی کی فیلڈ کا نہیں تھا، لیکن ہر بات بہت تیزی سے سمجھتا اور سیکھ لیتا تھا۔

نیوی کی طرف سے چارلی کو ایک پرسنل سکریٹری ملی...... جیسیکا ایلن۔ وہ کام کرنے میں اس کے ساتھ تھی، دن ہو یا رات۔ چارلی کو حیرت ہوتی تھی کہ اتنی پرکشش لڑکی اور سوشل لائف سے بے نیاز۔ لیکن اس کی پرسنل فائل دیکھنے پر پتا چلا کہ اس کا منگیتر ڈنکرک کے ساحل پر مارا گیا تھا۔

چارلی کو اپنے پرانے معمول پر لوٹنے میں وقت نہیں لگا۔ وہ صفائی کرنے والوں سے بھی پہلے دفتر پہنچ جاتا تھا...... یعنی ساڑھے چار بجے صبح۔ آٹھ بجے تک وہ تمام اخبارات پڑھ لیتا تھا۔ یوں اس کا اسٹاف بھی پانچ بجے صبح دفتر آنے لگا۔ لیکن رات تک اس کا ساتھ دینے کا اسٹیمنا صرف آرتھر سلیوان میں تھا۔

پہلے ماہ چارلی نے رپورٹیں پڑھنے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ اس کے علاوہ وہ پیچیدہ معاملات پر آرتھر کے تبصرے سنتا تھا۔ دوسرے ماہ اس نے تمام اہم بندرگاہوں کا دورہ کیا۔ لیور پول میں اسے اندازہ ہوا کہ وہاں فوجیوں اور ٹینکوں کی روانگی کو خوردنی اشیاء پر فوقیت دی جاتی ہے، اس کے نتیجے میں بہت سا خوراک اسٹور میں پڑے پڑے سڑ جاتی ہے۔ اس نے اپنی منسٹری سے اپنے ٹرانسپورٹ کا مطالبہ کیا۔ تاکہ خوردنی اشیاء کی ترسیل بلا رکاوٹ جاری رہے۔

وولٹن نے اس کے لئے جیسے تیسے 62 ٹرکوں کا بندوبست کر دیا۔ ان

میں سے بیشتر محکمہ جنگ کے مسترد کردہ تھے۔

”لیکن ڈرائیور فراہم کرنا آسان نہیں۔“

وزیر نے کہا۔

”اس صورت میں آپ مجھے دو سو عورتیں فراہم کر دیں۔“

چارلی نے تجویز پیش کی۔

اخباروں میں اس کا بڑا مذاق اُڑایا گیا۔ لیکن نتائج حیرت انگیز طور پر مثبت تھے۔ اب غذائی اجناس اور خوردنی اشیاء بندرگاہ پر اُتارے جانے کے دو گھنٹے کے اندر ان کی ترسیل کا کام شروع ہو جاتا تھا۔

ڈسٹری بیوشن کے مسائل حل ہونے شروع ہوئے تو دو اور مسائل سامنے آئے۔ ایک طرف کاشت کاروں کو شکایت تھی کہ کھیتوں میں کام کرنے والے بہترین افراد کو فوج میں بھرتی کیا جا رہا ہے، اس لئے وہ پیداوار میں اضافہ نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف بیرونِ ملک کی سپلائی جرمن یو بوٹس کی وجہ سے کم ہو رہی تھی۔ سامانِ رسد ناکافی تھا۔

اس نے وولٹن کے سامنے اس پریشانی کے دو ممکنہ حل رکھے۔

”آپ نے خاتون ڈرائیورز مجھے فراہم کر دیں۔ اب کھیتوں میں کام کرنے والی لڑکیوں اور عورتوں کی ضرورت ہے۔ اور وہ بھی دو چار سو نہیں، پانچ ہزار......!“

اگلے روز وزیر نے بی بی سی پر قوم سے اس سلسلے میں اپیل کی۔ اس کا بہت مثبت نتیجہ نکلا۔ پہلے دن ہی پانچ سو درخواستیں موصول ہوئیں۔ دس ہفتوں میں پانچ ہزار کی تعداد پوری ہوگئی۔

دوسرا مسئلہ تھا رسد کی کمی۔ آلو کی قلت کے نتیجے میں چارلی نے وزیر کو چاول خریدنے کا مشورہ دیا۔

”لیکن کہاں سے لیں......؟ چین اور مشرقِ بعید بہت دُور ہے۔ ایک تو فاصلہ، اس پر رکاوٹیں۔“

”مصر سے ہمیں ہر ماہ دس لاکھ ٹن چاول مل سکتا ہے۔“

چارلی نے کہا۔

”وہاں کے ایک سپلائر کو میں جانتا ہوں۔“

”اس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے......؟“

”جی نہیں......! لیکن اس کا بھائی اب بھی ایسٹ اینڈ میں کام کرتا ہے۔ ہمیں اس کے توسط سے کام کرنا ہوگا۔“

”کیسے......؟“

”اسے چند ماہ کے لئے اندر کر دیں۔ پھر اس کی فیملی سے مذاکرات کئے جائیں، مجھے یقین ہے کہ ڈیل ہو جائے گی۔“

”پریس کو پتا چل گیا تو زندگی اجیرن ہو جائے گی۔“

”میں تو انہیں کچھ بتانے سے رہا جنابِ منسٹر......! البتہ آپ کے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔“

وزیر کو ہنسی آگئی۔

اگلے روز علی خلیل برکسٹن جیل میں تھا، اور چارلی قاہرہ میں۔ وہاں اس نے نسیم خلیل سے بات کی اور معاملات طے پا گئے۔ اٹلی بھیجا جانے والا چاول اب برطانیہ بھیجا جائے گا۔ ادائیگی آدھی پاؤنڈز میں ہوگی اور آدھی اطالوی کرنسی میں۔ مصر کی حکومت کو کچھ پتا نہیں چلے گا۔

”یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن میرے بھائی کا کیا ہوگا......؟“

نسیم نے پوچھا۔

”ہر مہینے چاول بھیجتے رہو۔ وہ خیریت سے رہے گا۔“

”خیریت سے......لیکن جیل میں......؟“

نسیم نے افسردگی سے کہا۔

”جنگ ختم ہوتے ہی اسے رہا کر دیا جائے گا۔ اور جیل میں اسے شاہی مہمان کی حیثیت سے تمام مراعات دی جائیں گی۔“

”بہت خوب......! زندگی بھی اور اس کے ساتھ یہ اعزاز بھی۔ چلو...... منظور ہے......!“

☆☆☆

چارلی ہفتے میں دو تین گھنٹے ٹام آرنلڈ کے ساتھ بھی گزارنا چاہتا تھا۔ وہ چیلسی ٹیرس کے معاملات سے بے خبر نہیں رہنا چاہتا تھا۔ ٹام نے اسے مطلع کیا کہ ٹرمپرز اب مسلسل خسارے میں ہے۔ پانچ دُکانیں بند کرنی پڑی تھیں، اور مزید چار دُکانیں بند ہونے والی تھیں۔

چارلی اُداس ہوگیا۔ ابھی حال ہی میں سڈ ریکسل نے اسے خط لکھا تھا کہ وہ پب سمیت کمپٹی کی تمام دُکانیں چھ ہزار پاؤنڈ میں دینے کو تیار ہے۔ اس نے کاغذات بھی تیار کر کے بھجوائے تھے۔ چارلی کو بس دستخط کر کے ادائیگی کا چیک بھجوانا تھا۔

چارلی کو یاد تھا کہ چھ ہزار پاؤنڈ کی آفر اس نے خود کی تھی، اور سڈ نے اس کا حوالہ بھی دیا تھا۔

چارلی نے جوابی خط میں لکھا کہ اس کی آفر جنگ شروع ہونے سے پہلے کی تھی۔ اب جنگ کی وجہ سے صورتِ حال بدل چکی ہے۔ یہ لکھتے ہوئے اسے یقین تھا کہ وہ تمام دُکانیں اسے چار ہزار پاؤنڈ میں مل سکتی ہیں۔

”تم اسے مٹھی میں رکھنے کی کوشش کرو ٹام......!“

چارلی نے خط ٹام کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

''مشکل ہے......! بمباری سے گھبرا کر سڈ چیشائر چلا گیا ہے۔''

چارلی کو ساؤتھمپٹن جانا تھا، جہاں مصر سے چاولوں کا پہلا شپمنٹ پہنچنے والا تھا۔

وہاں ایک رکاوٹ موجود تھی۔ ٹرک بھی موجود تھے اور جہاز سے چاول اُتارنے والے مزدور بھی۔ لیکن بندرگاہ کا منیجر کاغذی کارروائی کو بڑی اہمیت دیتا تھا۔ اور یہ شپمینٹ قانونی تھا ہی نہیں۔

چارلی سیدھا جنرل منیجر کے پاس چلا گیا۔

''وہ تو اس وقت مصروف ہیں......!''

کلرک نے اسے بتایا۔

چارلی جنرل منیجر کے کمرے میں گھس گیا۔ وہ اس معاملے کو مستقل طور پر سیدھا کرنے کے موڈ میں تھا۔ ہر مہینے یہاں آنا تو اس کے نزدیک وقت ضائع کرنا تھا۔

مسٹر سمکن کے سامنے چائے کی پیالی تھی۔

''تم کون ہو......؟''

اس نے حیرت سے چارلی سے پوچھا۔

''چارلی ٹرمپر......! اور یہ پوچھنے آیا ہوں کہ چاول کیوں نہیں اُتارنے دے رہے ہوتم......؟''

''نہ تو قاہرہ سے کوئی کاغذات آئے ہیں نہ لندن سے۔ میں کس اتھارٹی کے تحت چاول اُتارنے کی اجازت دوں......؟''

''کاغذی کارروائی میں تو کئی دن لگ جائیں گے۔''

''یہ میرا دردِ سر نہیں......!''

سمکن نے خشک لہجے میں کہا۔

''تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ہم حالت جنگ میں ہیں۔''

''اس لئے تو ضابطوں کا خیال رکھنا اور ضروری ہوگیا ہے۔''

''جہنم میں گئے ضابطے...... یہاں ہر ماہ دس لاکھ ٹن چاول آئے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد اس کی ترسیل ہو۔ سمجھ میں آیا کچھ......؟''

''کاغذات کے بغیر کچھ نہیں ہوگا۔''

''میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ چاول فوری طور پر اُتروا ؤ......!''

چارلی نے گرجتے ہوئے کہا۔

''چیخنے کی ضرورت نہیں مسٹر ٹرمپر......! میں اپنا مؤقف تم پر واضح کر چکا ہوں۔ یہاں کا انچارج میں ہوں، تم مجھے حکم نہیں دے سکتے۔''

چارلی نے میز پر رکھا فون اُٹھایا اور ایک نمبر ملانے کو کہا۔

''یہ کیا کر رہے ہوتم......؟ یہ میرا ٹیلی فون ہے۔ تم بغیر اجازت......''

دوسری طرف رابطہ ملتے ہی چارلی نے کہا۔

''میں چارلی ٹرمپر بات کر رہا ہوں۔ وزیر اعظم سے بات کرائیے میری......!''

سمکن کا چہرہ پہلے تو سرخ ہوا، پھر ایک دم سپید پڑ گیا۔

''اس کی کوئی ضرورت نہیں......!''

اس نے بمشکل کہا۔

''صبح بخیر جناب......! میں یہاں ساؤتھمپٹن میں ہوں۔''

چارلی نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

''رات آپ سے چاول کے سلسلے میں بات ہوئی تھی نا...... مگر یہاں ایک رکاوٹ سامنے آئی ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ......''

سمکن اب چارلی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایسے ہاتھ ہلا رہا تھا، جیسے سمندر میں کوئی ڈوبنے والا کسی جہاز کے لوگوں کو اشارے کرتا ہے۔ ساتھ ہی وہ شدت سے اثبات میں سر بھی ہلا رہا تھا۔

''دس لاکھ ٹن چاول پہنچ چکا ہے۔ لاری گرلز بھی موجود ہیں جناب وزیر اعظم......!''

اب سمکن چارلی کے ارد گرد ناچ رہا تھا۔

''سب کچھ ہو جائے گا۔ میرا یقین کریں۔''

وہ سرگوشی میں کہہ رہا تھا۔

''آپ انچارج سے خود بات کریں گے جناب......؟''

''نہیں نہیں......!''

سمکن نے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں......سب ہو جائے گا۔''

''ٹھیک ہے جناب......! میں اسے بتا دوں گا۔''

چارلی نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے فون پر کہا۔ ایک لمحے کے توقف کے بعد اس نے کہا۔

''مجھے شام کو لندن آنا ہے......یس سر......! جی ہاں......میں پہنچتے ہی آپ کو بریفنگ دوں گا۔ گڈ بائی پرائم منسٹر......!''

جب چارلی نے یہ پورا قصہ اپنے وزیر کو سنایا تو وہ ہنستے ہنستے بے حال ہو گیا۔ جیسیکا ایلن بھی وہاں موجود تھی۔

''ایک بات بتاؤں......''

وولٹن نے کہا۔

''اگر تم سچ مچ وزیر اعظم سے بات کرتے تو بھی یہی ہوتا۔''

''لیکن سمکن کو ہارٹ اٹیک ہو جاتا۔ اور میرا چاول، میری گاڑیاں اور میرے ڈرائیور وہیں پھنسے رہ جاتے۔''

چارلی نے کہا۔

''جب میں پرائم منسٹر کا ہوّا استعمال کر سکتا ہوں تو اصل پرائم منسٹر کو استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے......؟''

☆☆☆

جس وقت لندن سے وہ ارجنٹ کال آئی، چارلی کارلائل میں کاشت کاروں کی ایک کانفرنس میں شرکت کر رہا تھا۔

''کون ہے......؟''

اس نے بے زاری سے پوچھا۔ اس وقت اس کا ذہن کاشت کاروں کے مسائل میں اُلجھا ہوا تھا۔

''ولٹ شائر کی نواب بیگم......!''

آرتھر سلوان نے سرگوشی میں بتایا۔

''ٹھیک ہے......! میں ریسیو کروں گا۔''

وہ کانفرنس روم سے نکلا اور اپنے کمرے میں آیا۔ ہوٹل کے آپریٹر نے کال وہاں منتقل کر دی۔

''ڈیفنی......! کیا حال ہے......؟ مجھے کیسے یاد کیا تم نے......؟''

اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

''میں کیا کر سکتا ہوں تمہارے لئے......؟''

''میں تمہیں ہمیشہ تمہارے لئے ہی کال کرتی ہوں، اور تمہارے کسی کام آتی ہوں۔ آج کا ٹائمز دیکھا ہے تم نے......؟''

''صرف شہ سرخیوں پر نظر ڈالی تھی۔ کیوں......؟ کیا بات ہے......؟''

''تو پھر احتیاط سے تعزیتی کالم کا جائزہ لو۔ خاص طور پر ہر پیغام کی آخری سطر کا۔ اب میں تمہارا زیادہ وقت نہیں لوں گی ڈیئر......! وزیراعظم صاحب ہمیں بتاتے رہتے ہیں کہ تم کتنا اہم کام کر رہے ہو۔ یہ قوم پر تمہارا احسان ہے۔''

چارلی نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہوگیا۔

''میں کچھ مدد کرسکتا ہوں آپ کی......؟''

آرتھر سلیوان نے پوچھا۔

''ہاں......! مجھے آج کا ٹائمنر لا دو......!''

آرتھر نے دو منٹ بعد ٹائمنر کا اس روز کا شمارہ اسے تھما دیا۔ چارلی نے صفحات کھولے اور تعزیتی کالم والے صفحے کا جائزہ لیا۔

''ایڈمرل سر الیگزنڈر ڈیکٹر، جے ٹی میکفرسن اور پھر بالآخر سر ریمنڈ ہارڈ کیسل، معروف صنعت کار......''

اس نے متوفی کے کیریئر کی پوری تفصیل پڑھی۔ لیکن ڈیفن نے ٹھیک کہا تھا۔ آخری سطر ہی کام کی تھی۔

''سر ریمنڈ کی بیوی کا انتقال 14ء میں ہوا تھا۔ انہوں نے سوگواروں میں دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ مس ایمی ہارڈ کیسل اور مسز جیرالڈ ٹرہیتھم۔''

چارلی نے فون کا ریسیور اٹھایا اور آپریٹر کو چیلسی کا ایک نمبر ملانے کو کہا۔ چند منٹ بعد وہ ٹام آرنلڈ سے بات کر رہا تھا۔

''یہ سڈریکسل کہاں ملے گا......؟ اس دن تم بتا رہے تھے نا......''

اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

''میں نے بتایا تھا کہ وہ چیشائر میں پپی پوچر کے نام سے ایک پب چلا رہا ہے۔ گاؤں کا نام ہیتھرٹن ہے۔''

چارلی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور ریسیور رکھ دیا۔

''اور کچھ......؟''

آرتھر نے خشک لہجے میں پوچھا۔

''میری آج کی طے شدہ مصروفیات کیا ہیں آرتھر......؟''

''ابھی تو آپ کو کدو، پیاز، ٹماٹر وغیرہ کے مسائل حل کرنے ہیں۔ اس کے بعد ایسے ہی کئی وفود سے سیشن کرنے ہیں۔ شام کو ایک سرکاری ڈنر ہے، اور صبح فارمرز کے سالانہ ڈیری ایوارڈز کی تقسیم کی تقریب میں شرکت کرنی ہے۔''

''دعا کرو کہ میں ڈنر تک واپس آجاؤں۔''

چارلی نے اپنا اوورکوٹ اُٹھاتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کے ساتھ چلوں......؟''

''نہیں آرتھر......! شکریہ......! یہ ایک نجی معاملہ ہے۔ میری غیر موجودگی میں تمہیں یہاں مجھ کو کور کرنا ہوگا۔''

چارلی تیزی سے نیچے اُترا اور اس نے کار میں اونگھتے ہوئے ڈرائیور کو ہلایا۔

''چلو......! ہمیں ہیتھرٹن چلنا ہے۔''

''ہیتھرٹن......؟''

''ہاں......! ہیتھرٹن۔ کارلائل سے جنوب کی طرف چلو۔ آگے راستہ میں بتاؤں گا۔''

عقبی نشست پر بیٹھ کر چارلی نے نقشہ کھول کر گھٹنوں پر پھیلا لیا۔

وہاں پانچ ہیتھرٹن موجود تھے۔ البتہ خوش قسمتی سے چیشائر میں صرف ایک ہیتھرٹن تھا، اور وہی اس کی منزل تھی۔

پورے سفر کے دوران وہ ڈرائیور کو مسلسل ایڑھ لگاتا رہا۔

"اور تیز......! اور تیز...... اور......"

چارلی کو دیکھ کر سڈ ریکسل کی آنکھیں اس کے حلقوں سے اُبل پڑیں۔

"ایک اسکاچ ایگ اور ایک پنٹ بہترین مکھن، لیکن ڈنڈی نہ مارنا دوست......!"

چارلی نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ اور یہاں مسٹر ٹرمپر......!"

اس کے لہجے میں خوشگوار حیرت تھی۔ پھر اس نے اندر کے دروازے کی طرف رُخ کر کے چارلی کا آرڈر دہرایا اور بولا۔

"ذرا آ کر تو دیکھو ہلڈا......! کون آیا ہے......؟"

"میں کارلائل میں کاشت کاروں کی ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے جا رہا تھا۔"

چارلی نے وضاحت کی۔

"سوچا تم سے بھی ملتا چلوں......!"

"تم تو بہت مصروف ہو چارلی......! تمہاری دُکانیں کون سنبھال رہا ہے......؟"

"ٹام آرنلڈ...... بے چارہ اپنی سی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن حالات سے تو تم واقف ہو۔ اب تک پانچ دُکانیں ہمیں بند کرنی پڑی ہیں اور سچی بات یہ ہے سڈ......"

وہ سڈ کی طرف جھکا اور رازدرانہ لہجے میں سرگوشی کی۔

"اگر جلد ہی حالات بہتر نہ ہوئے تو میں تمہیں دُکانیں بیچ دوں گا۔"

اس لمحے سڈ کی بیوی ہلڈا چارلی کا آرڈر لے کر آ گئی۔

"ہیلو مسز ریکسل......!"

چارلی نے بے حد تپاک سے کہا۔

"آپ سے ملنا بہت اچھا لگا۔ سڈ......! تم اور ہلڈا میری طرف سے ایک جام پیو۔"

"شکریہ چارلی......!"

جام بنانے اور پیش کرنے کے بعد سڈ نے کہا۔

"سنڈیکیٹ کی دُکانوں اور میرے پب کا کوئی خریدار ہو چیلسی میں تو بتاؤ......!"

"بات یہ ہے سڈ......! کہ بمباری سے تباہ ہوئی دُکانوں کی جو تم قیمت مانگ رہے ہو، اس میں تو ان کا بکنا ناممکن ہے۔ سوچو تو...... وہ دُکانیں کہاں...... اب ملبہ ہیں۔ تم خود کتنے میں خریدو گے انہیں......؟"

"میں نے تو تمہاری لگائی ہوئی قیمت قبول کر لی تھی...... 6 ہزار پاؤنڈ......!"

سڈ نے آہ بھر کے کہا۔

"مگر جب آرنلڈ نے مجھے بتایا کہ اب تمہیں اس سودے میں کوئی دلچسپی نہیں رہی ہے تو مجھے بڑی حیرت ہوئی۔"

"ہائیں...... آرنلڈ نے یہ کہا تم سے......؟"

چارلی نے نہایت حیران ہو کر کہا۔

"ہاں......! بلکہ چارلی......! میں نے تو کاغذات تک تیار کرا کر بھیجے تھے تمہارے دستخط کے لئے......!"

"مجھے یقین نہیں آتا۔ لیکن سڈ......! تمہیں براہِ راست مجھ سے رابطہ کرنا چاہئے تھا۔ وہ آفر تو میں نے خود کی تھی تمہیں......!"

"آج کل تم سے رابطہ کرنا آسان ہے کیا......؟ اتنی اہم سرکاری پوزیشن ہے تمہاری۔ میری کہاں اتنی حیثیت......؟"

"ارے نہیں......! ہم بہرحال پرانے دوست ہیں۔ لیکن آرنلڈ کو بہرحال ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ وہ شاید جانتا نہیں کہ تمہارا اور میرا تعلق کتنا پرانا ہے......؟ بہرحال میں اس کی طرف سے معذرت کرتا ہوں۔ اور یار رکو سڈ......! تمہارے لئے تو میں ہر وقت دستیاب ہوں۔ ویسے ایک بات بتاؤ...... وہ تیار شدہ دستاویزات اس وقت موجود ہیں تمہارے پاس......؟"

"ہاں......! بالکل ہیں۔ ان سے تو میری بات کی سچائی ثابت ہوگی۔"

سڈ نے کہا اور اُٹھ کر اندر چلا گیا۔

"ذرا دیر بعد وہ واپس آیا اور اس نے کاغذات کاؤنٹر پر رکھ دیے۔

"لو...... خود دیکھ لو......!"

چارلی نے معاہدے کا جائزہ لیا۔ یہ معاہدہ آرنلڈ نے اسے کوئی ڈیڑھ سال پہلے دکھایا تھا۔ اس پر سڈ ریکسل کے دستخط پہلے ہی سے موجود تھے۔

"اس پر صرف تمہارے دستخط ہونے تھے۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا چارلی......! کہ اتنے برسوں کے تعلق کے بعد تم میرے ساتھ ایسا کرو گے......؟"

سڈ نے شکایتاً کہا۔

"تم جانتے ہو سڈ......! کہ میں قول کا سچا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ آرنلڈ نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔ بہرحال اب جبکہ اتفاقاً موقع ملا ہے تو میں اس کی تلافی کروں گا۔"

یہ کہہ کر چارلی نے جیب سے چیک نکالا، اس میں چھ ہزار پاؤنڈ کی رقم درج کی اور اس پر دستخط کر کے اسے سڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"تم صحیح معنوں میں جنٹل مین ہو چارلی......!"

سڈ نے تشکر سے کہا۔ ہلڈا بھی اسے دیکھ کر مسکرائی۔

چارلی نے معاہدہ اور اس سے منسلک دستاویزات کو اُٹھایا اور اپنے بریف کیس میں رکھ لیا۔ پھر اس نے سڈ سے ہاتھ ملایا۔

"اب یہ بتاؤ کہ میرا بل کتنا ہے......؟"

"ارے نہیں چارلی......! ہم مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں۔ ان سے بل نہیں لیتے۔"

سڈ نے عاجزی سے کہا۔

"لیکن سڈ......!"

"نہیں چارلی......! ایک پرانے دوست کو میں کسٹمر کبھی نہیں سمجھ سکتا۔"

اسی لمحے فون کی گھنٹی بجی۔ ہلڈا فون ریسیو کرنے کے لئے اندر چلی گئی۔

"اب میں چلتا ہوں سڈ......! ورنہ کانفرنس کے لئے لیٹ ہو جاؤں گا۔ میری مصروفیت کا تو تمہیں پتا ہے۔ پھر ملیں گے۔"

وہ دروازے پر پہنچ لیا۔ اسی وقت ہلڈا جھپٹتی ہوئی باہر آئی اور کاؤنٹر کی طرف لپکی۔

"بیرونِ شہر سے تمہارے لئے کال ہے سڈ......! کوئی مسز ٹرینتھم تم سے بات کرنا چاہتی ہیں۔"

چارلی نے اسے کہتے سنا۔

"صرف ایک منٹ کا فرق تھا، ورنہ دُکانیں ہاتھ سے نکل جاتیں۔"

چارلی نے سوچا۔

☆☆☆

اگلے چند مہینوں میں چارلی اپنے ہنر میں طاق ہوگیا۔ کسی پورٹ ڈائریکٹر کو پتا نہیں ہوتا تھا کہ کب اچانک وہ آ دھمکے گا۔ سپلائرز کے لئے وہ ہوّا بن گیا تھا۔ البتہ نیشنل فارمرز یونین والے اس پر جان چھڑکتے تھے۔

اسے کبھی وزیراعظم کو فون کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ اگرچہ خود وزیراعظم نے چند ایک بار اسے فون کیا۔ ایک بار تو صبح پونے پانچ بجے انہوں نے چارلی کو فون کیا اور چارلی اس وقت اپنے دفتر میں تھا۔

''گڈ مارننگ......!''

''ٹرمپر......؟''

''کون بات کر رہا ہے......؟''

''چرچل......!''

''گڈ مارننگ پرائم منسٹر......! میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں جناب......؟''

''کچھ بھی نہیں......! میں تو یہ چیک کر رہا تھا کہ تمہارے بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے، حقیقت ہے یا افسانہ......؟ بہرحال...... شکریہ......!''

اور فون رکھ دیا گیا۔

چارلی وقتاً فوقتاً ڈینیل کے ساتھ لنچ کے لئے وقت نکال ہی لیتا تھا۔ لیکن وہ اس سے اپنے کام کے بارے میں بات نہیں کرتا۔ پھر بھی ڈینیل کو دار آفس میں فطری طور پر دلچسپی تھی۔

پھر اسے کیپٹن بنا دیا گیا۔ اب اسے یہ فکر رہتی تھی کہ بیکی نے کبھی

اسے یونیفارم میں دیکھ لیا تو اس کا کیا ردِعمل ہوگا۔

مہینے کے آخر میں چارلی ٹام آرنلڈ سے ملنے کے لئے گیا تو پتا چلا کہ بینک کا منیجر ہیڈلو ریٹائر ہوگیا ہے۔ اور اس کی جگہ کوئی مسٹر پال میرک نے لی ہے۔ وہ تعاون کرنے کے معاملے میں خاصا کنجوس تھا۔

''وہ کہتا ہے کہ ہمارا اوور ڈرافٹ حد سے تجاوز کر گیا ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں کچھ کرنا چاہئے۔''

آرنلڈ نے اسے بتایا۔

''ٹھیک ہے......! میں اس سے ملوں گا۔ اسے کچھ زمینی حقائق کے بارے میں آگاہ کرنا ہوگا۔''

اگرچہ بک شاپ کو چھوڑ کر چیلسی ٹیرس کی تمام دُکانیں چارلی کی ملکیت تھیں، لیکن مسز ٹرینتھم اور اس کے خریدے ہوئے ملبہ نما فلیٹ اب بھی اس کے لئے دردِ سر بنے ہوئے تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ جنگ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

42ء کے اواخر میں جنگ نے پہلی بار مثبت رُخ اختیار کیا۔ چارلی کو یقین ہوگیا کہ چرچل کی بات غلط نہیں ہے کہ وقت بدلنے والا ہے۔ پہلے افریقہ، پھر اٹلی اور فرانس، اور بالآخر جرمنی کو تسخیر کرلیا گیا۔

اس وقت تک مسٹر میرک کے اس مطالبے میں شدت آچکی تھی کہ اسے چارلی ٹرمپر سے ملنا ہے۔

چارلی پہلی بار مسٹر میرک کے کمرے میں داخل ہوا تو اسے شاک لگا۔ مسٹر ہیڈلو کا جانشین اس کی توقع سے کہیں زیادہ کم عمر تھا۔ اور وہ لباس کے معاملے میں بے حد غیر روایتی تھا۔ وہ لمبائی اور چوڑائی میں چارلی سے بڑھ کر تھا۔ البتہ مسکراہٹ کے معاملے میں وہ فضول خرچ نہیں تھا۔

جلد ہی چارلی کو اندازہ ہوگیا کہ وہ اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت ضائع کرنے کا بھی قائل نہیں ہے۔

"مسٹر ٹرمپر......! آپ کو احساس ہے کہ آپ کی کمپنی 47 ہزار پاؤنڈ کا اوورڈرافٹ لے چکی ہے۔ جبکہ آپ کی موجودہ آمدنی اس رقم پر......"

"یہ اوورڈرافٹ میری پراپرٹی کی مالیت کا 20 فیصد بھی نہیں ہے۔"

چارلی نے اس کی بات کاٹ دی۔

"بشرطیکہ اسے کوئی خریدار میسر آجائے۔"

میرک نے کہا۔

"یہاں بیچ کون رہا ہے اسے......؟"

چارلی نے بے پرواہی سے کہا۔

"اگر بینک اپنی رقم فوری طور پر واپس مانگے تو آپ کے پاس اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہوگا۔"

"ہوگا......!"

چارلی نے اعتماد سے کہا۔

"مجھے بینک تبدیل کرنا ہوگا۔"

"آپ کو شاید اپنی کمپنی کے بورڈ کے حالیہ اجلاس کی تفصیل پڑھنے کی فرصت نہیں ملی ہے مسٹر ٹرمپر......! آخری میٹنگ میں مسٹر آرنلڈ نے اراکین کو بتایا کہ گزشتہ ماہ انہوں نے چھ بینکوں سے رابطہ کیا۔ لیکن آپ کی کمپنی کا اکاؤنٹ لینے پر کوئی تیار نہیں ہوا۔"

چارلی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چنانچہ میرک نے اپنی بات جاری رکھی۔

"مسٹر کراؤتھر نے اجلاس کو بتایا کہ پراپرٹی کی قیمت خطرناک حد تک

گر چکی ہے۔"

"لیکن جنگ ختم ہوتے ہی صورتِ حال بدل جائے گی۔"

"ممکن ہے۔ لیکن اس میں کئی برس لگیں گے، اور اس وقت تک آپ دیوالیہ ہو چکے......"

"میرا اندازہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک سال لگے گا......"

"......ہوں گے۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ آپ تین ہزار پاؤنڈ کی پراپرٹی بے فکری کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ میں خریدتے رہے۔"

"لیکن میں نے وہ دُکانیں نہ خریدی ہوتیں......"

"تو آپ اتنے برے حال میں نہ ہوتے۔"

چارلی چند لمحے خاموش رہا۔ پھر بولا۔

"تو تم مجھ سے کیا توقع کر رہے ہو......؟"

"میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی تمام پراپرٹی اور کمپنی کے تمام اسٹاک اور ڈرافٹ کی رقم کے بدلے بینک کے سپرد کر دیں۔ میں نے کاغذات تیار کرا لئے ہیں۔"

اس نے کاغذات چارلی کی طرف بڑھا دیئے۔

"اگر آپ ان پر دستخط کر دیں تو میں آپ کو مزید ایک سال کی مہلت دے سکتا ہوں۔"

"اور اگر میں انکار کر دوں تو......؟"

"تو میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا کہ میں 28 دن کے اندر اس کیس کو دیوالیہ بورڈ کو بھجوا دوں۔"

چارلی نے خاموشی سے کاغذات کو تکتا رہا۔ ان پر بیکی کے دستخط پہلے ہی سے موجود تھے۔ وہ خاموشی سے سوچتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے قلم نکالا

اور کاغذات پر دستخط کر دیئے۔ پھر وہ اُٹھا اور کمرے سے نکل آیا۔

☆☆☆

7 مئی 45ء کو جرمنی نے ہتھیار ڈال دیئے۔

چارلی اس روز فتح کا جشن مناتا، لیکن بیکی نے اسے یاد دلایا کہ ان کا اوور ڈرافٹ ساٹھ ہزار پاؤنڈ کے لگ بھگ ہو چکا ہے، اور میرک ایک بار پھر انہیں دھمکیاں دے رہا ہے۔

''ہماری پراپرٹی، ہمارا اسٹاک، سب اس کے قبضے میں ہے۔ اور وہ کیا چاہتا ہے مجھ سے......؟''

چارلی نے خفا ہو کر کہا۔

''اس کی تجویز ہے کہ ہم کوئی ایسی چیز بیچ دیں، جس سے یہ قرضہ ادا ہو سکے۔ بلکہ کچھ رقم مستقبل کے لئے بھی بچ رہے۔''

''اور وہ چیز کیا ہے......؟''

''وان گوف کی تصویر...... آلو کھانے والا۔''

''ناممکن......!''

''لیکن چارلی......! وہ تصویر تو......''

چارلی نے اگلی صبح لارڈ وولٹن سے ملاقات کا وقت لے لیا۔ اس نے وزیر خوراک کو بتایا کہ اب اس کے اپنے معاملات اس حد تک اُلجھ گئے ہیں کہ اس کی پوری توجہ کا تقاضا کر رہے ہیں۔

''مجھ سے تم کیا چاہتے ہو......؟''

''اب جبکہ یورپ میں جنگ ختم ہو چکی ہے تو مجھے میری ذمہ داریوں سے آزاد کر دیا جائے۔''

لارڈ وولٹن نے سوگواری اور شکرگزاری کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اسے اجازت دے دی۔

چارلی وہاں سے صرف ایک چیز لے کر نکلا تھا...... جیکا ایلن......!

☆☆☆

45ء میں تو چارلی کے مسائل حل نہیں ہو سکے۔ پراپرٹی کی قیمتیں گری ہوئی تھیں اور افراطِ زر میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا۔

جاپان کے ساتھ امن قائم ہوا اور ادھر عام انتخابات میں ونسٹن چرچل کو شکست ہوئی۔ انہوں نے 10، ڈاؤننگ اسٹریٹ سے رخصت ہونے سے پہلے ایک ڈنر پارٹی دی۔ اس میں ڈیفن اور پرسی بھی شریک تھے۔ وزیر اعظم کی سرکاری رہائش گاہ کی سادگی نے ڈیفن کو بہت مایوس کیا۔

اس موقع پر کابینہ کے بیشتر وزرا موجود تھے۔ بیکی کو چرچل اور اُبھرتے ہوئے ستارے ریب بٹلر کے درمیان بٹھایا گیا۔ جبکہ چارلی مسز چرچل اور مسز وولٹن کے درمیان بیٹھا تھا۔

بیکی حیرت سے دیکھ رہی تھی کا اس کا شوہر کتنے سکون اور اعتماد سے دونوں خواتین سے بات کر رہا ہے۔

رخصت ہوتے ہوئے بیکی نے پرائم منسٹر کا شکریہ ادا کیا۔

''شکریہ تو مجھے تمہارا ادا کرنا چاہئے......!''

''کس سلسلے میں جناب......؟''

''پچھلے برسوں میں میری حیثیت میں جو تم نے فون کالز وصول کیں اور میری حیثیت میں ہی دانش مندانہ فیصلے کئے، ان پر......!''

موقع پا کر بیکی چارلی پر برس پڑی۔

"تم نے یہ سب انہیں بتا دیا......؟"

"میں نے......؟ نہیں تو......!"

چارلی نے گڑبڑا کر کہا۔

"تو پھر انہیں کیسے معلوم ہوا......؟"

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔"

چارلی نے کہا۔ پھر وہ مسکرایا۔

"اب ہنس کیوں رہے ہو......؟"

"بات سمجھ میں آ رہی ہے۔ وہ ملک کا سربراہ کیسے ہو سکتا ہے......؟ جسے یہ بھی نہ پتا چلے کہ کوئی اس کا نام اور اس کی حیثیت استعمال کر رہا ہے۔ ایسے آدمی کو تو پھر گدھا ہی کہا جائے گا۔"

باہر نکلتے ہوئے پرائم منسٹر نے بیکی سے کہا۔

"گڈ نائٹ......! لیڈی ٹرمپر......!"

گاڑی میں اپنے گھر جاتے ہوئے چارلی نے بیکی کو یاد دلایا اور کہا۔

"اس کا مطلب بھی سمجھیں تم......؟"

"ہاں......! اس کا مطلب ہے کہ تمہیں خطاب ملنے والا ہے۔"

"درست......! لیکن زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اب ہمیں وان گوف کی وہ تصویر فروخت کرنی ہے۔"

☆☆☆

ڈینیل کی کہانی......خود اُس کی زُبانی

(1931ء تا 1947ء)

"یو آر اے لٹل باسٹرڈ......!"

یہ الفاظ میری یادداشت کے پہلے صفحے پر نقش ہیں۔

کھیل کے میدان کے اس طرف دُور کھڑی ایک لڑکی نے انگلی سے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے اور پھر رسّی کودنے لگی۔

کلاس کے تمام بچے جیسے بت بن گئے اور مجھے گھورنے لگے۔

میں اس وقت پونے چھ سال کا تھا......!

میں لڑکی کی طرف جھپٹا اور اسے دھکیل کر دیوار سے لگا دیا۔

"کیا مطلب ہے اس کا......؟"

میں نے سختی سے اس کا ہاتھ تھام کر پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم......! میں نے تو ممی کو یہ بات ڈیڈی سے کہتے سنا تھا۔"

وہ رونے لگی۔

"مجھے اس کا مطلب معلوم ہے۔"
عقب سے کسی نے کہا۔
میں نے پلٹ کر دیکھا۔ وہاں تو پوری کلاس موجود تھی۔ یہ جاننا مشکل تھا کہ وہ آواز کس کی تھی......؟
"کیا مطلب ہے اس کا......؟"
میں نے پہلے سے بلند آواز میں کہا۔
"چھ پینس دو تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔"
میں نیل والٹن کو گھورتا رہا۔ وہ کلاس میں میرے پیچھے والی قطار میں بیٹھتا تھا۔
"میرے پاس صرف تین پینس ہیں۔"
میں نے کہا۔
وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر بولا۔
"چلو...... تین پینس میں ہی سہی......!"
وہ میری طرف بڑھا اور ہاتھ پھیلا دیا۔
میں نے جیب سے رومال نکالا اور اس میں لپٹا ہوا اپنا پورے ہفتے کا جیب خرچ اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔
اس نے سکے جیب میں رکھے اور میرے کان میں سرگوشی کی۔
"اس کا مطلب ہے کہ تمہارا باپ نہیں ہے۔"
"یہ تو سچ نہیں ہے......!"
میں نے چیخ کر کہا۔ پھر میں اس کے سینے پر گھونسے مارنے لگا۔ لیکن وہ قد کاٹھ میں مجھ سے بڑا تھا۔ میرے گھونسوں کا اس پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔ وہ کھڑا ہنستا رہا۔

اس وقت گھنٹی بجی، اور تمام بچے کلاس روم کی طرف لپکے۔ ان میں سے کچھ ہنستے ہوئے بیک آواز چیخ رہے تھے۔
"ڈینیل از اے لٹل باسٹرڈ......!"
اس سہ پہر کونین مجھے گھر لے جانے کے لئے آئی تو مجھ سے صبر نہیں ہوا۔ اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد کہ کلاس کا کوئی بچہ قریب موجود نہیں ہے، میں نے اس سے اس لفظ کا مطلب پوچھا۔
اس نے کہا۔
"تم نے کتنی بری بات پوچھی ہے ڈینیل......! کیا یہاں اس طرح کی پڑھائی ہوتی ہے......؟ پلیز......! آئندہ میں تمہارے منہ سے ایسا کوئی لفظ نہ سنوں......! خیال رکھنا اس بات کا۔"
لنا کچن میں مجھے چائے پیتا چھوڑ کر میرے نہانے کا اہتمام کرنے لگی تو میں نے باورچن سے وہی سوال کیا۔
"مجھے تو نہیں معلوم ماسٹر ڈینیل......!"
وہ بولی۔
"لیکن میرا مشورہ ہے کہ یہ بات کسی اور سے نہ پوچھنا۔"
میں نے ماں اور باپ سے اس ڈر کے مارے نہ پوچھا کہ کہیں نیل والٹن کی کہی ہوئی بات کی تصدیق نہ ہو جائے۔ اس رات میں جاگتا اور سوچتا رہا کہ اس لفظ کا مطلب کس سے پوچھا جائے......؟
پھر مجھے یاد آیا کہ بہت پہلے ممی ہاسپٹل گئی تھیں کہ وہاں سے میرے لئے کوئی بھائی یا بہن لے کر آئیں گی۔ مگر وہ خالی ہاتھ آئی تھیں۔
"تو کہیں اس کی وجہ سے تو میں باسٹرڈ نہیں ہوں......؟"
مجھے یاد تھا کہ ممی کا چہرہ زرد ہو رہا تھا اور وہ بہت اُداس اور سوگوار لگ

رہی تھیں۔

اس کے بعد میری زندگی میں اگلا اہم واقعہ میرا سینٹ پال اسکول جانا تھا۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا۔ وہاں پہلی بار مجھے بہت زیادہ محنت کرنی پڑی۔ پریپ اسکول میں میں نے تقریباً ہر مضمون میں ٹاپ کیا۔ سینٹ پال میں ذہین لڑکوں کی کمی نہیں تھی۔ لیکن ریاضی میں کوئی مجھے چھو بھی نہیں سکتا تھا۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ سب اس مضمون سے خوف کھاتے تھے، جبکہ میں اس پر فدا تھا۔

میں دیگر مضامین میں بھی بہت کامیاب تھا۔ لیکن کھیلوں کے معاملے میں پیچھے تھا۔ تاہم اسکول کے آرکسٹرا میں مجھے شامل کر لیا گیا۔ میرے استاد کہتے تھے کہ کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ بالآخر مجھے ریاضی داں بننا ہے۔ اس وقت میں ان کی بات سمجھ نہیں سکا۔ مجھے معلوم تھا کہ میرے ڈیڈی 14 سال کی عمر میں اسکول چھوڑ بھاگے تھے، تاکہ وائٹ چیپل میں اپنے دادا کے سبزی فروٹ کے ٹھیلے کو سنبھال سکیں۔ اور ممی نے اگرچہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی تھی، لیکن وہ اب بھی چیلسی ٹیرس کی دُکان نمبر 1 سنبھالتی۔

بہرحال اسی عرصے میں مجھے باسٹرڈ کے صحیح مفہوم کا علم ہوا۔ اس روز ہم کلاس میں بلند آواز میں ''کنگ جان'' پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ مجھے بڑے سرسری انداز میں انگلش کے ٹیچر مسٹر کوبلٹر سے پوچھنے کا موقع مل گیا۔

میرے سوال پر اِدھر اُدھر سے دبی دبی ہنسی کی آواز اُبھری۔ تاہم نہ میری طرف کوئی الزام دینے والی انگلی اُٹھی اور نہ ہی کوئی توہین آمیز سرگوشی سنائی دی۔ اور جب مجھے اس لفظ کا مطلب بتایا گیا تو میں نے سوچا۔

''نیل والٹن نے کچھ ایسا غلط بھی نہیں کہا تھا۔''

لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا کہ مجھے باسٹرڈ کیوں کہا گیا......؟ میں نے

تو ہوش سنبھالنے کے بعد ممی اور ڈیڈی کو ہمیشہ ساتھ ہی دیکھا تھا، اور وہ شروع ہی سے مسٹر اینڈ مسز ٹرمپر تھے۔

اگر میں ایک رات دودھ کے لئے کچن میں نہ گیا ہوتا اور جوآن مور اور بٹلر ہیرالڈ کی باتیں نہ سنی ہوتیں تو شاید میں اس واقعے کو بھلا ہی دیتا۔

''ینگ ڈینیل اسکول میں بہت کامیاب جا رہا ہے۔ ذہانت اسے ماں سے ملی ہے۔''

ہیرالڈ نے کہا۔

''درست......! لیکن دُعا کرو کہ اسے اپنے باپ کے بارے میں حقیقت کا علم نہ ہو۔''

جوآن نے کہا۔

''مسز ٹرینتھم اسے ہرگز اپنا پوتا تسلیم نہیں کریں گی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کی دولت کس کے حصے میں جائے گی......؟''

میں ان کی باتیں سن کر ٹھٹک گیا اور چھپ کر سننے لگا۔ میرا تجسس سے برا حال تھا۔

''اب کیپٹن گائی تو رہا نہیں...... اس نیجل کو ہی ملے گی۔''

اس کے بعد موضوع تبدیل ہوگیا۔ میں بیڈ روم میں چلا آیا۔ لیکن مجھ سے سویا نہیں گیا۔

میں کئی مہینوں تک چھپ کر ان کی باتیں سننے کی کوشش کرتا رہا کہ شاید کوئی اور اہم بات معلوم ہو جائے۔ مگر ان کے درمیان پھر کبھی اس موضوع پر گفتگو ہی نہیں ہوئی۔

یہ نام...... ٹرینتھم میں نے پہلے بھی سنا تھا۔ کاؤنٹ آف ولٹ شائر، جو کہ ممی کی قریبی دوست تھی، ایک دن چائے پر آئی تھیں۔ میں اس وقت ہال

میں موجود تھا۔

''تم گائی کی تدفین میں شریک ہوئی تھیں......؟''

میں نے اپنی ممی کو ان سے پوچھتے سنا۔

''ہاں......! مگر وہاں بہت کم لوگ تھے۔ اور جو لوگ شریک تھے، ان کا رویّہ بھی منہ سے بول رہا تھا کہ خس کم جہاں پاک۔''

''سر ریمنڈ موجود تھے......؟''

''نہیں......! بلکہ ان کی کمی کا سبھی کو احساس تھا۔ مسز ڑیلتھم نے ان کی ضعیفی کا عذر پیش کیا تھا کہ وہ اتنا سفر نہیں کر سکتے تھے۔ اس سے یہ حقیقت بہرحال سامنے آتی ہے کہ مستقبل قریب وہ ان کی دولت کی مالک بننے والی ہے۔''

یوں کچھ اور حقائق سامنے آئے۔ مگر بات اب بھی سمجھ میں نہیں آ سکی۔

ایک بار میں نے ڈیڈی کو کرنل ہملٹن سے بات کرتے ہوئے یہ نام سنا۔ ڈیڈی کہہ رہے تھے۔

''ہم کیسی ہی آفر کریں، مسز ڑیلتھم فلیٹس کی وہ زمین ہرگز ہمیں نہیں دیں گی۔''

کرنل نے سر کو تفہیمی جنبش دیتے ہوئے کہا تھا۔

''ملعون عورت......!''

39ء میں ٹرینٹی کالج نے مجھے نیوٹن میتھ میٹکس پرائز اسکالرشپ کی آفر کی تو ڈیڈی کو دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ وہ مجھ پر فخر محسوس کر رہے ہیں۔ ویک اینڈ پر ہم یونیورسٹی گئے۔

اس خوشگوار عرصے کے دامن پر واحد دھبہ نازی جرمنی کی ممکنہ جارحیت

کا تھا۔ پارلیمنٹ میں اس پر بحث ہوئی کہ بیس سال تک کی عمر کے تمام جوانوں کے لئے فوجی بھرتی لازمی قرار دی جائے۔ میں بہت پُرجوش تھا۔ میں ہٹلر کے خلاف لڑنا چاہتا تھا۔

کیمبرج میں میرا پہلا سال بہت اچھا گزرا۔ میرے استاد ہوریس بریڈ فورڈ ریاضی کے بڑے عالم تھے۔ ان کی بیوی وکٹوریہ بھی کم نہیں تھیں۔ کہا جاتا تھا کہ انہوں نے ٹاپ پوزیشن لے کر رینگلرز پرائز جیتا تھا۔ لیکن ان کے شوہر نے بتایا کہ حقدار ہونے کے باوجود وہ پرائز محض اسی لئے انہیں نہیں دیا گیا تھا کہ وہ عورت تھیں۔ جو مرد سیکنڈ آیا تھا، اسے فرسٹ قرار دے کر پرائز اسے دے دیا گیا تھا۔

میری ممی نے یہ بات سنی تو ایک گھنٹے تک اِدھر سے اُدھر ٹہلتی رہیں۔ انہیں ایسا ہی غصہ آتا تھا۔

پہلے تعلیمی سال کے اختتام پر اپنے بہت سے ہم جماعتوں کی طرح میں نے بھی آرمی جوائن کرنے کے درخواست دی۔ لیکن میرے استاد نے مجھے اپنے ساتھ کام کرنے کی دعوت دی۔ ان کی سربراہی میں وار آفس نے کوڈ بریکنگ ڈیپارٹمنٹ قائم کیا تھا۔

میں نے بلاجھجک وہ پیش کش قبول کر لی۔ اس میں آسانی بھی تھی، اور کام میں دلچسپی کا بھی تھا...... جرمن کوڈ بریک کرنا...... واہ واہ......! تاہم مجھے احساسِ جرم بھی ہوا کہ میرے ساتھ کے دوسرے لوگ محاذِ جنگ پر جا رہے ہیں۔

ڈیڈی نے مجھے گاڑی خرید کر دے دی تھی۔ جب موقع ملتا میں لندن ان سے اور ممی سے ملنے چلا جاتا۔

ڈیڈی کے ساتھ مجھے وزارتِ خوراک کے دفتر میں لنچ کا ایک گھنٹہ

ملتا۔ ڈیڈی صرف روٹی اور پنیر کھاتے اور دودھ کا ایک گلاس لیتے۔ یوں وہ اپنے اسٹاف کے لئے ایک مثال قائم کرتے۔ لیکن ان کے سکریٹری سلیوان کے خیال میں یہ اپنے جسم کے ساتھ زیادتی تھی۔

''تمہارے ڈیڈی نے تو وزیر خوراک کو بھی اس پر قائل کرلیا ہے۔''

سلیوان نے مجھے بتایا۔

''لیکن وہ مسٹر چرچل کو قائل نہیں کر سکے ہوں گے۔''

میں نے کہا۔

''تمہارے ڈیڈی کا اگلا ہدف مسٹر چرچل ہی ہیں۔''

43ء میں مجھے کیپٹن بنا دیا گیا۔ ہمارے محکمے کی کارکردگی کو بہت سراہا جا رہا تھا۔ ہم نے جرمنوں کے وہ کوڈ بریک کر کے بڑی کامیابی حاصل کی تھی، جو ان کے یُو بوٹس کے کمانڈر استعمال کر رہے تھے۔

میں پہلی بار کیپٹن کی وردی پہن کر گھر گیا تو بہت خوش تھا۔

''ممی مجھے دیکھیں گی تو کتنا فخر محسوس کریں گی......؟''

لیکن ممی کا ردِعمل میرے لئے حیران کن تھا۔

انہوں نے دروازہ کھولا۔ مجھے دیکھا تو ان کا چہرہ سپید پڑ گیا۔ ایسا لگا، جیسے میری جگہ انہوں نے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔ اگرچہ انہوں نے بہت تیزی سے خود کو سنبھال لیا۔ لیکن میں ان کا پہلا ردِعمل بھی نہیں بھول سکتا تھا۔ وہ میرے لئے ایک اور معمہ بن گیا۔

اس معمے کا اگلا سراغ مجھے اخبار میں تعزیتی کالم پڑھتے ہوئے ملا۔ کوئی مسز ٹرینتھم اپنے باپ کی موت کے بعد اس کی دولت کی مالک بننے والی تھیں۔ اس وقت تو مجھے یہ کوئی اہم بات نہیں لگی تھی۔ وہ سر ریمنڈ ہارڈ کیسل کی بیٹی تھیں۔

اُلجھن ہی تھی کہ سر ریمنڈ کے لواحقین میں گائی ٹرینتھم کا کہیں نام نہیں تھا۔

کوڈ بریک کرنے کی میرے پاس خداداد صلاحیت تھی۔ کبھی میں سوچتا کہ کاش مجھے یہ صلاحیت نہ ملی ہوتی۔ کیونکہ میرے ذہن میں ہر وقت ذاتی زندگی کے کوڈ گردش کرتے رہتے تھے۔

''باسٹرڈ...... ٹرینتھم...... ہاسپٹل...... کیپٹن گائی...... فلیٹس...... سر ریمنڈ......نیجل......تدفین......''

وہ مجھے کیپٹن کی وردی میں پہلی بار دیکھنے پر ان کا ردِعمل تھا۔ ان سب کے درمیان کوئی تعلق تھا۔ مجھے اس کوڈ کو بریک کرنا تھا۔ لیکن مجھے احساس تھا کہ ابھی مجھے کچھ اور سراغ درکار ہیں، پھر منطق خود میری رہنمائی کر دے گی۔

ایک دن مجھے یاد آیا کہ کاؤنٹس نے ممی کو بتایا تھا کہ وہ گائی کی تدفین میں شریک ہوئی تھیں۔ یہ یقیناً کیپٹن گائی کی بات تھی۔ مگر اس تدفین میں شرکت کی کیا اہمیت تھی......؟

اگلے سنیچر کی صبح میں بہت سویرے بیدار ہوا اور ایش ہرسٹ کے لئے روانہ ہوگیا۔ یہ وہ گاؤں تھا جہاں کبھی کاؤنٹس آف ولٹ شائر رہتی تھی۔

صبح چھ بجے میں چرچ میں داخل ہوا۔ میری توقع کے مطابق اس وقت وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ میں ٹہلتا ہوا چرچ سے ملحق قبرستان میں داخل ہوگیا۔ وہاں میں قبروں کے کتبے پڑھتا آگے بڑھتا رہا۔

''ہارڈلے......بیکسٹر......فلڈ اور ہارڈ کورٹ براؤن......!''

ان ناموں کی وہاں کثرت تھی۔ کچھ قبریں نگہداشت سے محروم تھیں۔ ان پر جھاڑیاں اُگ آئی تھیں۔ کچھ قبروں کو دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ ان کی

باقاعدہ دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ اور کچھ قبروں پر تو تازہ پھول بھی موجود تھے۔

کچھ دیر کی جستجو کے بعد مجھے قبرستان میں ٹرینتھم فیملی کا پلاٹ نظر آ گیا۔ وہاں جو تازہ ترین قبر تھی، اس کے کتبے کو دیکھ کر میرے پسینے چھوٹ گئے۔ کتبے پر لکھا تھا۔

”کیپٹن گائی ٹرینتھم ......ملٹری کراس......!

1896ء تا 1927ء

ایک طویل علالت کے بعد انتقال ہوا......!“

مجھے ایسا لگا کہ یہ قبر میری کھوج کی بند گلی ہے۔ جو شخص مجھے حقیقت بتا سکتا تھا، وہ مر چکا ہے۔ لیکن سوال میرے ذہن میں زندہ تھے۔

☆☆☆

جنگ ختم ہوئی تو میں ٹرینٹی واپس گیا۔ ایک سال بعد مجھے اعزاز کے ساتھ ڈگری ملی، ساتھ ہی پرائز کے ساتھ ٹرینٹی میں فیلو شپ۔ ممی ڈیڈی کے نزدیک وہ اس سال کی سب سے اہم بات تھی۔

لیکن میرے لئے بکنگھم پیلس کی وہ تقریب دہری خوشی کا باعث تھی۔ ایک تو میرے محبوب اُستاد بریڈ فورڈ کو کوڈ بریکنگ کی بے بہا خدمات کے جواب میں نائٹ ہڈ سے نوازا جا رہا تھا۔ اور ڈیڈی کے سلسلے میں مسٹر چرچل نے کہا کہ انہوں نے نہ صرف برطانوی عوام کے پیٹ بھرے، بلکہ ان کی اور ان کی ٹیم کی کوششوں کے نتیجے میں جنگ کا دورانیہ ایک سال کے بقدر کم ہو گیا۔

تقریب کے بعد ہم رٹز میں یکجا ہوئے۔ وہاں ایک موقع پر گفتگو کا رُخ میری طرف ہو گیا کہ اب جنگ کے بعد میرے کیریئر کی کیا سمت ہونی

چاہئے......؟

میں اپنے ڈیڈی کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے اشارتاً بھی نہیں کہا کہ مجھے ٹریپرز کو جوائن کرنا چاہئے حالانکہ میں جانتا تھا کہ یہ ان کی سب سے بڑی خواہش ہے۔ وہ مجھے اپنا جانشین بنانا چاہتے تھے۔

میں کیمبرج واپس چلا گیا۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ اب میں نے کبھی ٹرینتھم کا نام سنا بھی تو اسے اہمیت نہیں دوں گا۔ کیونکہ میری موجودگی میں گھر میں اس نام کو زبان پر لانے سے احتراز کیا جاتا ہے۔ میں جانتا تھا کہ میرے ڈیڈی بہت کشادہ ذہن رکھتے ہیں۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ اس موضوع پر انہوں نے کبھی نہیں کی، جیسے یہ کوئی بہت اہم راز ہو۔ اسی لئے مجھے ان سے بے تکلفی کے باوجود اس پر بات کرنے کی کبھی ہمت نہیں ہوئی۔

معاملات یوں ہی چلتے رہتے۔ لیکن ایک دن میں نے اتفاقاً ایکسٹینشن فون اُٹھایا تو ڈیڈی کے دست راست ٹام آرنلڈ کو کہتے سنا۔

”یہ بھی خوش قسمتی ہی ہے کہ مسز ٹرینتھم کے فون سے پہلے آپ خود سڈریکسل کے پاس جا پہنچے۔“

میں نے فوراً ریسیور رکھ دیا۔ لیکن فیصلہ کر لیا کہ اب میں اس معمے کو حل کر کے رہوں گا۔

میں سڈریکسل سے کبھی نہیں ملا تھا۔ لیکن جانتا تھا کہ چیلسی ٹیرس کے علاقے میں اس کا ایک پب تھا، جو جرمنوں کی بمباری سے مسمار ہو گیا تھا۔ وہ جگہ بعد میں ڈیڈی نے خرید لی تھی۔

میں نے پتا چلا لیا کہ پب کی تباہی کے بعد سڈریکسل لندن چھوڑ کر ہیتھرٹن چلا گیا تھا، اور وہاں اس نے ایک پب کھول لیا تھا۔

تین دن کے غور و خوض کے بعد میں نے ہیتھرٹن جانے کا فیصلہ کر لیا۔

میں نے حکمت عملی طے کر لی تھی۔ تفتیش اس طرح کرنی تھی کہ وہ تفتیش معلوم نہ ہو۔

اگلے ایک ماہ میں میں نے داڑھی چھوڑ دی۔ پھر ایک دن میں ہیتھر... کے لئے روانہ ہو گیا۔ مجھے یقین تھا کہ سڈ ریکسل مجھے نہیں پہچان سکے گا۔ ویسے بھی میرے خیال میں اس نے کبھی مجھے دیکھا نہیں تھا۔

میں نے پیر کا دن منتخب کیا تھا۔ کیونکہ پب کے اعتبار سے یہ سب سے ہلکا دن ہوتا ہے۔

اپنی کار میں نے کچھ پیچھے پارک کی، پھر پیدل پب کی طرف چل دیا۔ بار میں اس وقت تین چار افراد کاؤنٹر پر کھڑے تھے۔ میں نے بھی بار... ایک سیٹ سنبھال لی۔ بیئر کا آرڈر دے کر میں توجہ سے ان کی گفتگو سننے لگا۔

گاہک چھٹے تو سڈ میری طرف متوجہ ہوا۔ میں اپنے منصوبے کے مطابق اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا را۔ میں نے اسے بتایا کہ میں منسٹری آف فو... اینڈ ایگری کلچر کے لئے کام کرتا ہوں۔

''میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں، جو تمہارے محکمے میں ہوا کرتا تھا۔''

مچھلی نے میری توقع کے مطابق چارہ نگل لیا۔

''وہ کون ہے بھلا......؟''

''سر چارلس ٹرمپر......!''

''مجھ سے پہلے کی بات ہے۔ بہرحال محکمے میں لوگ اب بھی اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ لگتا ہے، زبردست آدمی رہا ہوگا۔''

''بالکل......! اس کی وجہ سے میں امیر ہوتے ہوتے رہ گیا۔''

سڈ نے تاسف سے کہا۔

''کیسے......؟''

''یہاں آنے سے پہلے میں لندن میں پب چلاتا تھا۔''

سڈ نے آہ بھر کر کہا۔

''چارلی کو اس میں اور سنڈیکیٹ کی کئی دُکانوں میں دلچسپی تھی۔ پب بمباری سے تباہ ہو چکا تھا۔ وہاں زمین اور ملبے کے سوا کچھ نہیں رہا تھا۔ جنگ کے دوران ایک دن چارلی آیا اور مجھ سے ان تمام دُکانوں کا سودا کر لیا...... چھ ہزار پاؤنڈ میں۔ میں نے سوچا، زمین اور ملبے کی ایسی قیمت کہاں ملے گی......؟ اور وہ بھی جنگ کے دوران......؟ اگر میں نے مزید 24 گھنٹے انتظار کر لیا ہوتا تو وہ بیس، بلکہ تیس ہزار پاؤنڈ میں بکتیں۔''

''یہ کیسے ممکن ہے......؟ کوئی دھوکہ......؟''

''نہیں......! چارلی نے کوئی دھوکے بازی نہیں کی۔ البتہ مجھے اس اتفاق پر حیرت ہوتی ہے کہ برسوں سے میں نے اس کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھی تھی۔ لیکن عین اسی دن وہ اچانک مجھ سے ملنے اور سودا کرنے چلا آیا۔ اور اس کے جانے کے فوراً بعد ایک اور پارٹی کا فون آیا کہ کیا میں وہ پراپرٹی بیچنے کے موڈ میں ہوں۔ میں نے خاتون کو بتا دیا کہ دس منٹ پہلے اس کا سودا ہو چکا ہے۔''

میں نے یہ نہیں پوچھا کہ وہ خاتون کون تھی، کیونکہ یہ میں جانتا تھا۔ میں نے کہا۔

''یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس پراپرٹی کو 30 ہزار پاؤنڈ میں خرید لیتا......؟''

''مسز ٹرینتھم اس پراپرٹی کو چارلی ٹرمپر کے ہاتھوں میں جانے سے روکنے کے لئے کچھ بھی کر سکتی تھی۔''

''کیوں بھئی......؟ ایسی کیا بات تھی......؟''

''ان دونوں کے درمیان برسوں سے ٹھنی ہوئی ہے۔ چیلسی ٹیرس کے قلب میں فلیٹس کی زمین کی مسز ٹرینتھم اب بھی مالک ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو چارلی وہاں بہت بڑی مارکیٹ بنا چکا ہوتا۔''

''مگر یہ تو برسوں پرانی بات ہے۔ لوگ اتنے عرصے رنجشیں کہاں رکھتے ہیں......؟''

میں نے اسے اُکسایا۔

''یہ مختلف بات ہے۔ بیس سال ہوگئے۔ یہ دُشمنی اس وقت سے چل رہی ہے، جب مسز ٹرینتھم کے بانکے سجیلے بیٹے نے مس سالمن سے رسم و راہ پیدا کی تھی۔''

میں نے احتیاطاً اپنی سانس بھی روک لی۔

''مسز ٹرینتھم کو یہ گوارہ نہیں تھا۔ پب میں یہ باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ وہ دونوں ملتے رہے۔ پھر لڑکا انڈیا چلا گیا۔ کچھ عرصے بعد لڑکی نے چارلی سے شادی کر لی۔ اور یہ کہانی یہیں ختم نہیں ہوتی۔ کسی کو نہیں معلوم کہ مس سالمن کے بچے کا باپ کون ہے......؟ گائی ٹرینتھم یا چارلی ٹرمپر......؟''

''کون بچہ......؟''

''نہیں بھئی......! میں کچھ زیادہ ہی بول گیا ہوں۔ اب میں مزید کچھ نہیں کہوں گا۔''

''لیکن حیرت ہے، اتنے برسوں کے بعد بھی......''

''ہاں......! یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن آدمی کے اسرار کون سمجھ سکا ہے......؟ اچھا سر......! اب پب بند کرنے کا وقت ہوگیا۔''

میں نے ادائیگی کی اور باہر نکل آیا۔

واپسی سے پہلے میں نے کار میں بیٹھ کر سڈ کی کہی ہوئی ہر بات کاغذ

پر لی۔ واپسی کے سفر میں میں بیٹھ کر کڑیاں جوڑنے کی کوشش کرتا رہا۔ سڈ نے ایسی معلومات فراہم کی تھیں، جو میرے لئے نئی تھیں۔ لیکن اس نے کچھ نئے سوالات بھی اُٹھا دیئے تھے۔

ایک بات طے تھی۔ اب اس چھان بین سے رُکنا میرے لئے ممکن نہیں تھا۔

اگلی صبح میں واپس گیا اور سر ہوربس کی سکریٹری سے ملا۔

''میں ایک پرانے فوجی کے بیک گراؤنڈ پر کام کر رہا ہوں۔ آپ مجھے کچھ معلومات فراہم کر سکتی ہیں......؟''

میں نے اس سے کہا۔

''فوجی کا نام بتاؤ......!''

''گائی ٹرینتھم......!''

''رینک اور رجمنٹ......؟''

''کیپٹن، اور رائل فیوزیلیرز......!''

وہ ایک کمرے میں چلی گئی۔ پندرہ منٹ بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک براؤن فائل تھی۔ اس نے اس میں سے ایک کاغذ نکالا اور بلند آواز میں کہا۔

''کیپٹن گائی ٹرینتھم، ملٹری کراس وِنر، پہلی جنگ عظیم میں حصہ لیا۔ پھر انڈیا میں خدمات انجام دیں۔ 22ء میں کمیشن سے استعفیٰ دے دیا۔ وجوہات نامعلوم۔ فارورڈنگ ایڈریس نامعلوم۔''

میں اس کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے نکل آیا۔

میں جب بھی آگے بڑھتا تھا، میرے سامنے ایک بند گلی آجاتی تھی۔

☆☆☆

اگلے چند ہفتوں کے دوران میں نے اپنی توجہ کام پر مرکوز رکھی۔ یہاں تک کہ میرے تمام شاگرد کرسمس کی چھٹیاں منانے چلے گئے۔ میں تین ہفتے کی چھٹیاں گزارنے لندن چلا آیا۔ ڈیڈی اور ممی موسم گرما کے مقابلے میں اب پرسکون لگ رہے تھے۔

تاہم تعطیلات کے دوران ایک اور پراسرار معاملہ سامنے آیا۔ اور کیونکہ مجھے یقین تھا کہ اس کا گائی ٹرینتھم سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا، اس لئے میں نے کھل کر پوچھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

''وہ ڈیڈی کی فیورٹ پینٹنگ کہاں گئی......؟''

میں نے ممی سے پوچھا۔

ان کے جواب نے مجھے اُداس کر دیا۔

''وعدہ کرو کہ اپنے ڈیڈی سے کبھی اس موضوع پر بات نہیں کرو گے!''

ممی نے کہا۔

میں نے وعدہ کرلیا۔

چھٹیاں ختم ہونے سے پہلے ایک ہفتہ پہلے میں بیوفورٹ اسٹریٹ پر چہل قدمی کر رہا تھا کہ مجھے ایک پرانا فوجی نظر آیا، جو سڑک پار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں اس کی مدد کرنے کے خیال سے اس کی طرف بڑھا۔

''شکریہ جناب......!''

اس کے لہجے میں گرم جوشی تھی۔

''آپ کا تعلق......؟''

''میں پرنس آف ویلز اون سے ہوں...... اور تم......؟''

''رائل فیوزیلیرز...... آپ وہاں کس سے واقف ہیں......؟''

''کئی ایک تھے۔ بینگر اسمتھ، سامی ٹام کن......''

اس نے کہا۔

''بینگر اسمتھ تو اب بھی تمہارے رجمنٹ میں ہر جمعرات کو آتا ہے...... رجمنٹ کے میوزیم میں، اور ناقابل یقین کہانیاں سناتا ہے۔''

میں اگلے روز میوزیم چلا گیا۔ وہاں منتظم نے تصدیق کر دی کہ بینگر اسمتھ صرف جمعرات کو وہاں آتا ہے۔ میں نے میوزیم کا جائزہ لیا۔ وہ رجمنٹ کی یادگاروں سے آراستہ تھا۔ ہر یادگار کے ساتھ اس کی تفصیل بھی تھی۔ منتظم کم عمر تھا۔ اس لئے اس سے پوچھ گچھ کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

میں جمعرات کو وہاں گیا تو بینگر اسمتھ وہاں موجود تھا۔ اس کا قد بمشکل پانچ فٹ رہا ہوگا۔

میں اس کی طرف بڑھا۔

''آپ بینگر اسمتھ ہیں......؟''

''تو......؟''

میں نے جیب سے دس پاؤنڈ کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔

''تم چاہتے کیا ہو مجھ سے......؟''

اس نے شک آمیز نظروں سے مجھے دیکھا۔

''کیپٹن گائی ٹرینتھم کو جانتے ہیں آپ......؟''

''تمہارا تعلق پولیس سے ہے......؟''

''نہیں! میں وکیل ہوں۔ اس کی جائیداد کی دیکھ بھال کرتا ہوں۔''

''میری معلومات کے مطابق تو گائی ٹرینتھم نے کسی کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔''

''اس معاملے کو میں بہتر طور پر سمجھتا ہوں۔ لیکن اس پر بات نہیں کرسکتا۔''

میں نے کہا۔

"لیکن میرا خیال ہے کہ آپ کو اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوگا۔ کیونکہ 22ء کے بعد سے تو اس کا کوئی ریکارڈ ہی موجود نہیں ہے۔"

"ظاہر ہے......! وہ کوئی عزت کے ساتھ تو رخصت نہیں ہوا تھا۔"

"کیوں......؟"

"اس سلسلے میں تو تم مجھ سے ایک لفظ بھی نہیں اُگلا سکتے۔ یہ رجمنٹ کا راز ہے۔"

"یہ تو بتا سکتے ہیں کہ انڈیا سے مستعفی ہو کر وہ کہاں گیا تھا......؟"

"اس کے لئے صرف دس پاؤنڈ کافی نہیں ہوں گے۔"

"کیا مطلب......؟"

"وہ آسٹریلیا گیا تھا۔ وہاں وہ مر گیا۔ اس کی ماں جا کر اس کی لاش واپس لائی۔ میں بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ خس کم، جہاں پاک۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس کی تصویر بھی یہاں نہ رہنے دیتا۔"

"تصویر......؟"

"ہاں! ملٹری کراس حاصل کرنے والوں کی تصویریں وہاں لگی ہیں نا!"

اس نے اشارے سے مجھے بتایا۔

میں اس کارنر کی طرف چلا گیا۔ وہاں سال بہ سال ترتیب سے ملٹری کراس کا اعزاز پانے والوں کی تصویریں آویزاں تھیں۔ 18ء میں 17 افراد کو یہ اعزاز ملا تھا، اور ان میں کیپٹن گائی ٹرینتھم بھی تھا۔

میں کھڑا اس کی تصویر کو حیرت سے دیکھتا رہا۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ اب مجھے آسٹریلیا جانا ہوگا۔

☆☆☆

ڈینیل کی کہانی

(پانچویں درویش کی زبانی)

"تم کب جانا چاہتے ہو......؟"

"طویل تعطیلات کے دوران......!"

"تمہارے پاس اس سفر کے اخراجات کے لئے معقول رقم ہے......؟"

"امتحان پاس کرنے پر جو آپ نے 500 پاؤنڈ مجھے دیئے تھے، وہ میرے پاس موجود ہیں۔"

اس لمحے ڈینیل کی ماں کمرے میں داخل ہوئی۔

"ڈینیل......! اس موسم گرما میں امریکہ جانا چاہتا ہے۔"

چارلی نے کہا۔

"زبردست......!"

بیکی نے گلدان میں تازہ پھول سجاتے ہوئے کہا۔

"وہاں شکاگو میں فیلڈز اور نیویارک میں بلومنگ ڈیلز نام کے سپر

اسٹور ہیں۔ انہیں ضرور دیکھنا......"

"میں دراصل پرنسٹن میں واٹر اسٹون اور برکلے میں اسٹن اسٹیڈ سے ملنا چاہتا ہوں۔"

ڈینیل نے مینٹل پیس سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ نام تو میں نے کبھی نہیں سنے۔"

"ظاہر ہے ماں......! یہ دونوں وہاں کے مشہور ریاضی داں ہیں۔"

چارلی نے قہقہہ لگایا۔

"بہرحال وہاں سے ہمیں خط باقاعدگی سے لکھنا۔"

بیکی بولی۔

"میں اس بات سے باخبر رہنا چاہتی ہوں کہ کس وقت تم کہاں ہوں......؟ اور کس چکر میں ہو......؟"

"یہ تو میں کرلوں گا۔ لیکن آپ بھول رہی ہیں کہ میں 26 سال کا ہو چکا ہوں۔"

بیکی نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"کیا واقعی......؟"

ڈینیل اس رات کیمبرج واپس چلا گیا۔ وہاں وہ سوچتا رہا کہ آسٹریلیا میں موجود ہوتے ہوئے، امریکہ سے ماں سے رابطہ رکھنے کی کیا ترکیب کرے......؟ وہ متاسف تھا کہ ماں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہا ہے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ کیپٹن گائی ٹریتھم کے بارے میں حقیقت جاننا ماں کے لئے زیادہ اذیت ناک ہوگا۔

پھر ایک خرابی ہوئی۔ اس نے اپنی روانگی کی جو تاریخ بتائی تھی، چارلی نے اس تاریخ کا نیویارک کے لئے "کوئین میری" کا فرسٹ کلاس کا ٹکٹ

اسے بھیج دیا۔ وہ ایک تو تین پاؤنڈ کا تھا۔

بالآخر ڈینیل کو مسئلے کا ایک حل سوجھ گیا۔ وہ کوئین میری کے ذریعے نیویارک جائے گا۔ سان فرانسسکو سے وہ سڈنی کے لئے روانہ ہونے والے جہاز اورنگی میں بیٹھ جائے گا۔ لمبا چکر ہوگا۔ مگر اسے آسٹریلیا میں قیام کے لئے 4 ہفتے مل جائیں گے۔ واپسی پھر اس روٹ سے......

اس کے بعد اس نے آسٹریلیا کے بارے میں معلومات جمع کرنی شروع کی۔ چند روز بعد وہ کہہ سکتا تھا کہ آسٹریلیا اس کے لئے کوئی اجنبی مقام ہرگز نہیں ہے۔

اب وہ روانگی کے لئے تیار تھا......!

مقررہ تاریخ پر بیکی کالج آئی اور اپنی گاڑی میں بٹھا کر اسے ساؤتھمپٹن لے گئی، جہاں سے کوئین میری کو روانہ ہونا تھا۔ راستے میں اس نے ڈینیل کو بتایا کہ چارلی نے لندن کاؤنٹی کونسل کے سامنے چیلسی ٹیرس پر ایک بہت بڑے ڈیپارٹمنٹل اسٹور کا اپنا منصوبہ پیش کر دیا ہے اور اس کے لئے اجازت مانگی ہے۔

"مگر وہ فلیٹوں والی زمین......"

"کونسل نے اس زمین کے مالک کو تین ماہ کا نوٹس دیا ہے کہ وہ اس عرصے میں وہاں تعمیرِ نو کا کام شروع کریں، ورنہ وہ زمین انہیں بیچنی پڑے گی۔"

"کاش......! ہم وہ زمین خرید پاتے......!"

ڈینیل نے یہ سوچ کر کہا کہ شاید اس کے جواب میں کوئی اہم بات معلوم ہوجائے۔

لیکن بیکی نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ اگر وہ اس وقت یہ بتا دیتی

کہ مسز ڑیلتھم چارلی کو وہ زمین کیوں نہیں بیچ رہی ہے، تو وہ اپنا سفر ای ہفتے ملتوی کر دیتا۔

"تو ڈیڈی اس کے لئے اتنی بھاری رقم کا بندوبست کیسے کریں گے......؟"

اس نے پوچھا۔

"دو صورتیں ہیں۔ ایک تو بینک سے قرض لینا، اور دوسرے پبلک سیکٹر میں جانا۔ ابھی تک وہ فیصلہ نہیں کر پائے ہیں۔"

"اندازاً کتنی رقم درکار ہوگی......؟"

"مسٹر میرک نے تقریباً ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ کا تخمینہ لگایا ہے۔"

ڈینیل کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"بینک والے تو رضا مند ہیں کیونکہ پراپرٹی کی قیمتیں ایک دم چڑھ گئی ہیں۔ لیکن وہ اوور ڈرافٹ پر 4 فیصد مانگ رہے ہیں۔ اور چیلسی ٹیرس کی تمام دکانیں، ہمارا مکان اور نوادرات کا پورا ذخیرہ ضمانت کے طور پر رہن رکھیں گے۔"

"تب تو دوسرا آپشن ہی بہتر ہے۔"

"یہ اتنی سادہ بات نہیں ہے۔ پبلک سیکٹر میں جانے کی صورت میں ہمارے پاس صرف 50 فیصد شیئرز رہیں گے۔"

"جبکہ کنٹرول حاصل کرنے کے لئے 51 فیصد ضروری ہیں۔"

"بالکل......! اور اگر ہمیں مستقبل میں کسی بھی مرحلے پر مزید سرمائے کی ضرورت ہوئی تو ہمیں اپنے شیئرز میں سے بھی بیچنے پڑیں گے۔ یوں کمپنی پر ہمارا ہولڈ اور کمزور پڑ جائے گا۔ اور تم تو جانتے ہو کہ تمہارے ڈیڈی باہر والوں کو کمپنی میں زیادہ دخیل کرنے کے خلاف ہیں۔ جبکہ یہاں تو شیئر ہولڈرز کو

جواب دہی بھی کرنی ہوگی۔ وہ تو کاروبار کو اپنے وجدان کے زور پر چلاتے ہیں۔ ان کا طریقہ غیر روایتی ہے۔ بینک والے روایتی طریقوں کے قائل ہیں۔"

"انہیں فیصلہ کب تک کرنا ہے......؟"

"تمہارے امریکہ سے واپس آنے تک......!"

"اور دکان نمبر 1 کا مستقبل کیا ہوگا......؟"

"اس صورت میں تو ہم بڑی آرٹ گیلریوں کے مقابلے میں کھڑے ہو جائیں گے۔"

"اگر ڈیڈی بہترین تصویریں اپنے لئے مخصوص کرتے رہے تو مجھے تو یہ ممکن نہیں لگتا۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن اس صورت میں ہمارا ذاتی کلیکشن پورے بزنس پر بھاری ہوگا۔ دیکھو...... ابھی انہوں نے اپنی پسندیدہ ترین تصویر بیچ کر بزنس کو بچایا ہے نا...... صرف ایک تصویر سے...... میں سچ کہہ رہی ہوں، میں کسی عام آدمی کے پاس وہ نظر انتخاب نہیں دیکھی، جو تمہارے ڈیڈی کو ملی ہے۔"

بیکی نے کار بندرگاہ پر پارک کر دی۔ سامنے ہی کوئین میری نظر آ رہا تھا۔

☆☆☆

ڈینیل اس شام روانہ ہو گیا......!

سفر کے دوران اس نے اپنے والدین کو ایک طویل خط لکھا، جسے پانچ دن بعد اس نے ففتھ ایونیو سے پوسٹ کیا۔

مین ہٹن میں اس نے صرف چھ گھنٹے قیام کیا۔ وہاں اس نے صرف امریکہ کی گائیڈ بکس خریدی تھیں۔ اس رات وہ شکاگو کے لئے روانہ ہوگیا۔ شکاگو سے اسے سان فرانسسکو جانا تھا۔

چار دنوں میں جو اس نے امریکہ دیکھا تو آسٹریلیا جانے کا خیال اسے برا لگنے لگا۔ مجبوری نہ ہوتی تو وہ چھٹیاں امریکہ میں ہی گزارتا۔ اس نے کنساس سٹی، نیوٹن سٹی، لاجنتا، البوقرق اور بارسٹو دیکھے اور ان سے بہت متاثر ہوا۔ ٹرین جب بھی کسی نئے اسٹیشن پر رُکتی، وہ وہاں سے پکچر پوسٹ کارڈ خریدتا۔ وہ ممی اور ڈیڈی کو بھیجنے کے لئے تھے۔ وہ یہی سمجھتے کہ وہ اس وقت اس شہر میں ہے۔

وہ 27 کارڈ تھے۔

سان فرانسسکو پہنچ کر اس نے بندرگاہ کے قریب ایک عام سے ہوٹل میں کمرہ بک کرایا۔ ابھی اس کے جہاز کی روانگی 36 گھنٹے دُور تھی۔

روانگی سے پہلے اس نے بل ادا کیا اور ہیڈ پورٹر سے بات کی۔ اس نے اسے دس ڈالر دیئے اور دس ڈالر واپسی پر دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے بدلے ہیڈ پورٹر کو ہر روز ایک پکچر پوسٹ کارڈ اس کے گھر پوسٹ کرنا تھا۔

ہیڈ پورٹر راضی ہوگیا۔

سفر کے دوران اسے کھانے کی اس میز پر جگہ ملی، جہاں ایک آسٹریلوی فیملی موجود تھی۔ وہ لوگ امریکہ میں چھٹیاں گزار کر واپس جارہے تھے۔ سفر کے دوران وہ ان کی باتیں دھیان سے سنتا رہا۔ اس سے آسٹریلیا کے بارے میں اس کی معلومات میں اضافہ ہوا۔

اگست 47ء کی پہلی پیر کو وہ سڈنی پہنچا۔ وہاں پہنچ کر پہلی بار اسے گھر کی یاد آئی۔ اس نے سوچا۔ کاش وہ یہاں نہ آیا ہوتا۔ بہرحال جہاز سے اتر کر

وہ سیدھا اس گیسٹ ہاؤس گیا، جہاں ٹھہرنے کا مشورہ اسے اس کے آسٹریلوی ہم سفروں نے دیا تھا۔

گیسٹ ہاؤس کی مالک مسز اسنیل ایک حلیم و شمیم عورت تھی۔ وہ ہر وقت ہنسی مسکراتی تھی۔ اس نے ڈینیل کو جتایا کہ اس نے اسے اپنے گیسٹ ہاؤس کا ڈی لکس کمرہ عطا کیا ہے۔ کمرے کو دیکھنے کے بعد ڈینیل نے تہہ دل سے خدا کا شکر ادا کیا کہ اسے عام کمرے میں نہیں ٹھہرایا گیا۔ کیونکہ بیڈ پر لیٹتے ہی گدا درمیان سے دھنس گیا تھا۔ ہر کروٹ پر چرچراہٹ کی آواز سنائی دیتی تھی۔

"اگر ڈی لکس کمرہ ایسا ہے تو عام کمرہ کیسا ہوگا......؟"

یہ وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ واش بیسن کے دونوں نلکوں سے ٹھنڈا پانی آتا تھا...... وہ بھی براؤن کلر کا۔ کمرے میں ایک ہی بلب تھا، اور اس کی روشنی ایسی تھی کہ اس میں پڑھنا ناممکن تھا۔ کرسی نام کی کوئی چیز کمرے میں تھی ہی نہیں۔

صبح ناشتے کے بعد مسز اسنیل نے اس سے پوچھا۔

"کھانا تم یہیں کھاؤ گے یا باہر......؟"

ناشتے کا تجربہ کافی تھا۔ ڈینیل نے بلاجھجک جواب دیا۔

"باہر......!"

اس جواب سے مسز اسنیل خاصی مایوس ہوئی۔

پہلا فیصلہ کن مرحلہ امیگریشن آفس میں بات کرنے کا تھا۔ اگر وہاں سے کیپٹن گائی کی آمد کی تصدیق نہ ہوتی تو وہ فوری طور پر امریکہ واپس چلا جاتا۔ اور اگر ایسا ہوتا تو اسے خوشی ہوتی۔

امیگریشن آفس مارکیٹ اسٹریٹ پر واقع تھا۔ کہا جاتا تھا کہ 1823ء

سے اب تک آسٹریلیا آنے والے ہر شخص کا ریکارڈ وہاں موجود تھا۔

وہاں ایک طویل قطار موجود تھی۔ ڈینیل کی باری آنے میں 40 منٹ لگے۔

''میں ایک انگریز کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں، جو 22ء اور 25ء کے درمیان آسٹریلیا آیا تھا۔''

اس نے کلرک کو بتایا۔

''کچھ اور معلومات فراہم نہیں کر سکتے آپ.....؟''

''مشکل ہے.....!''

''نام تو بتا سکتے ہیں.....؟''

''جی ہاں.....! گائی ٹریتھم.....!''

''ٹریتھم کے ہجے بتائیں مجھے.....!''

ڈینیل نے ہجے بتائے۔

''ٹھیک ہے.....! اب دو پاؤنڈ ادا کریں۔''

ڈینیل نے پرس سے دو پاؤنڈ نکال کر اسے دیئے۔

کلرک نے ایک فارم اس کی طرف بڑھایا۔

''یہاں دستخط کر دیجئے.....!''

ڈینیل نے دستخط کر دیئے۔

''اب جمعرات کو آیئے گا.....!''

''لیکن جمعرات میں تو ابھی تین دن ہیں.....؟''

''شکر ہے کہ انگلینڈ میں ابھی گنتی سکھائی جاتی ہے۔''

کلرک نے خشک لہجے میں کہا اور پھر پکارا۔

''نیکسٹ.....؟''

ڈینیل وہاں سے نکلا تو اس کے پاس دو پاؤنڈ کی رسید کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے سڈنی مارننگ ہیرالڈ کا شمارہ خریدا اور کسی کیفے کی تلاش میں چل دیا۔ اب اسے لنچ کی فکر تھی۔

وہ جس ریسٹورنٹ میں گیا، وہاں زیادہ تر جوان لوگ تھے۔ جتنی دیر میں اس کا آرڈر سرو کیا گیا، وہ اخبار پڑھ چکا تھا۔ اخبار میں انگلینڈ کے بارے میں کوئی خبر نہیں تھی۔

کھانا بس واجبی سا ہی تھا۔ کھانے کے دوران وہ سوچتا رہا کہ اب وقت کیسے گزارا جائے.....؟ اسی وقت اس کی نظر برابر والی میز پر پڑی۔ وہ ایک لڑکی تھی۔

''ذرا یہ شکردان مجھے دیجئے گا.....!''

لڑکی نے اس سے کہا۔

اس نے شکردان لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔

وہ اس لڑکی پر دوسری نظر بھی نہ ڈالتا لیکن یہ دیکھ کر کہ وہ ریاضی کی ایک کتاب پڑھ رہی ہے، وہ اس میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا۔

''کیا آپ ریاضی کی طالبہ ہیں.....؟''

اس نے لڑکی سے پوچھا۔

''جی ہاں.....!''

لڑکی نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

''دراصل میں ریاضی پڑھاتا ہوں۔''

''اوہ.....!''

اس بار لڑکی نے اسے غور سے دیکھا۔

''آکسفورڈ میں.....؟''

"جی نہیں......! کیمبرج میں......!"

لڑکی کی دلچسپی اس میں بڑھ گئی۔

"آپ سمپسن کا رول مجھے ذہن نشین کرا سکتے ہیں......؟"

ڈینیل نے نیپ کن اپنے سامنے پھیلایا، جیب سے پین نکالا اور شروع ہوگیا۔

لڑکی نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"واقعی......! آپ ٹھیک کہہ رہے تھے۔"

اور اپنی پلیٹ اُٹھا کر اس کی میز پر آگئی۔

"میں جیکی ہوں...... فرام پرتھ۔"

"اور میں ڈینیل...... فرام......"

"مجھے معلوم ہے۔ فرام کیمبرج......!"

لڑکی پھر مسکرائی۔

اس بار ڈینیل نے اسے غور سے دیکھا۔ لڑکی کی عمر 20 سال ہوگی۔ وہ خمیدہ ناک اور سنہرے بالوں والی خوش شکل لڑکی تھی۔

"کیا آپ یونیورسٹی میں پڑھتی ہیں......؟"

اس نے پوچھا۔

"جی ہاں......! سیکنڈ ایئر ہے میرا...... یہ بتائیں...... آپ سڈنی کس سلسلے میں آئے ہیں......؟"

فوری طور پر ڈینیل کو کچھ سوجھ نہیں سکا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کہے......؟

لیکن جیکی اب بتا رہی تھی کہ وہ پرتھ یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ پھر یہ وضاحت کرنے لگی کہ وہ یہاں کوئی آئی ہوئی ہے۔

بل آنے تک زیادہ تر گفتگو جیکی ہی کرتی رہی۔ ڈینیل نے بالاصرار جیکی کا بھی بل ادا کیا۔

"بہت شکریہ آپ کا......! اور آج کیا مصروفیت ہے آپ کی......؟"

جیکی نے کہا۔

"کچھ ایسا سوچا تو نہیں ہے......!"

"میں رائل تھیٹر جانا چاہتی ہوں۔ آپ بھی چلیں نا......!"

ڈینیل کو حیرت ہوئی۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ گھر سے اتنا دُور، وہ اپنی زندگی کی پہلی ڈیٹ پر جائے گا۔

"مجھے خوشی ہوگی......!"

اس نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے......! 7:50 پر ہم رائل تھیٹر کی لابی میں ملیں گے۔"

جیکی نے کہا۔

"اور ہاں......! لیٹ نہ ہونا......!"

اب اس کے انداز میں بے تکلفی تھی۔

ڈینیل اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ وہ حیران تھا کہ کیسے اس نے جیکی کی دعوت بے سوچے سمجھے قبول کر لی تھی......؟ بہرحال یہ طے تھا کہ جیکی کی قربت اسے اچھی لگی تھی۔

اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ اس نے سوچا۔

"اس درمیانی وقفے میں شہر کی سیر کر لی جائے......!"

☆☆☆

وہ 7:40 پر ہی رائل تھیٹر پہنچ گیا۔ اس نے دو ٹکٹ خریدے اور لابی

میں جیکی کا انتظار کرنے لگا۔

فلم آٹھ بجے شروع ہونی تھی۔ جیکی وعدے کے مطابق نہیں آئی۔ 8 بجنے میں ایک منٹ پر پردہ اُٹھنے لگا۔ ڈینیل نے سوچا کہ اب فلم اسے اکیلے ہی دیکھنی ہوگی۔ وہ اُداس ہوگیا۔

اسی وقت کسی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''ہیلو ڈین......! میں تو سمجھی تھی کہ تم نہیں آؤ گے......؟''

ڈینیل مسکرایا۔

فلم بھی اچھی لگی۔ لیکن ڈینیل کو جیکی کی قربت اس سے بھی زیادہ اچھی لگی تھی۔ فلم کے بعد انہوں نے ایک اطالوی ریسٹورنٹ میں کھانا کھایا۔

صرف چند گھنٹے پہلے ان کی ملاقات ہوئی تھی، اور اب ان کے درمیان ایسی بے تکلفی تھی، جیسے وہ برسوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔ ڈینیل کے لئے وہ بہت انوکھا تجربہ تھا۔

ان کے درمیان ریاضی سے لے کر اداکار کلارک گیبل تک ہر موضوع پر بات ہوئی۔ جیکی ہر موضوع پر حتمی رائے کا اظہار کرتی تھی۔

''میں تمہیں تمہارے ہوٹل تک چھوڑنے چلوں......؟''

ریسٹورنٹ سے باہر آکر ڈینیل نے کہا۔

''میرا کوئی ہوٹل نہیں ہے۔''

جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں ہوٹل چھوڑنے چلتی ہوں۔''

''ضرور......! مجھے اُمید ہے کہ مسز اسنیل کے پاس تمہارے لئے بھی کوئی کمرہ ضرور نکل آئے گا۔''

''کاش......! ایسا نہ ہو۔''

جیکی نے کئی بار اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ بالآخر دروازہ کھلا۔ انہیں دیکھتے ہی مسز اسنیل نے کہا۔

''میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ تم جوڑا ہو۔ اب تمہیں اضافی ادائیگی کرنی ہوگی۔''

''لیکن آپ غلط سمجھو......''

ڈینیل نے احتجاج کیا۔

''کوئی بات نہیں......! شکریہ......!''

جیکی نے کہا اور مسز اسنیل کے ہاتھ سے چابی لے لی۔

کمرے میں پہنچ کر جیکی نے کمرے کا جائزہ لیا۔

''میری فکر نہ کرو ڈین......! میں فرش پر سو جاؤں گی۔''

ڈینیل کی سمجھ میں نہیں آیا کہ جواب میں کیا کہے......؟ وہ خاموشی سے باتھ روم میں چلا گیا۔ اس نے دانت صاف کئے، کپڑے بدلے اور جیکی سے نظریں چراتے ہوئے اپنے بستر پر چلا گیا۔

وہ جیکی سے زیادہ خود کو قائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ سو رہا ہے۔

پھر اندھیرے میں اسے بیڈ پر کسی اور کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اگلے ہی لمحے جیکی اس سے لپٹ گئی۔

''ایک ہی دن میں اتنی تبدیلیاں......؟''

کتنے کام تھے، جو اس نے پہلی بار کئے تھے...... صرف اس ایک دن میں......!

☆☆☆

اگلے تین دن ڈینیل نے جیکی کے ساتھ بیڈ روم میں ہی گزارے۔ وہ ریاضی کا اُستاد تھا، لیکن زندگی کے مضمون میں وہ اس کی ٹیچر تھی۔ وہ اس سے بہت کچھ سیکھ رہا تھا۔

تیسری صبح جیکی نے کہا۔

”تم ایسے شاگرد ہو، جو بہت کم وقت میں اُستاد کا اُستاد بن جاتا ہے۔“

”خوش قسمتی سے مجھے اچھا اُستاد مل گیا تھا۔“

ڈینیل نے کہا۔

”اب ڈین......! میرے رُخصت ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ مجھے پرتھ جانا ہے۔“

ڈینیل اُداس ہو گیا۔

جیکی نے اپنا بیگ کندھے پر لٹکایا۔ ڈینیل اسے چھوڑنے اسٹیشن گیا۔

”اگر میں کیمبرج پہنچ سکی ڈین......! تو وہاں تمہیں ضرور تلاش کروں گی۔“

یہ جیکی کے آخری الفاظ تھے۔

”میں اس کے لئے دُعا کروں گا۔“

ڈینیل نے بے حد خلوص سے کہا۔

☆☆☆

جمعرات کی صبح وہ پھر امیگریشن آفس پہنچا۔ اس بار اس کی باری ایک گھنٹے کے بعد آئی۔ اس نے کلرک کو وہ رسید پیش کی۔

”ارے ہاں......! گائی ٹرینتھم......!“

کلرک نے خوش ہو کر کہا۔

”اس کے بارے میں تمام معلومات میں نے تمہارے جانے کے چند دن بعد ہی جمع کر لی تھیں۔ اگر تم پہلے آ گئے ہوتے تو تمہارے لئے بہت اچھا ہوتا۔“

”میں اب بھی تمہارا شکر گزار ہوں گا۔“

ڈینیل نے خشک لہجے میں کہا۔

”کس لئے......؟“

کلرک نے مشتبہ نظروں سے اسے دیکھا۔

”تمہاری وجہ سے مجھے زندگی کے تین خوب صورت ترین دن نصیب ہوئے۔“

ڈینیل نے کلرک سے وہ گرین کارڈ لیتے ہوئے کہا۔

”اے بھائی......! تم کہنا کیا چاہتے ہو......؟“

کلرک نے کہا۔ لیکن ڈینیل پلٹ کر جا رہا تھا۔

باہر سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر ڈینیل نے کارڈ کا جائزہ لیا۔

”نام : گائی ٹرینتھم

رجسٹریشن کی تاریخ : 18 نومبر 22ء

پیشہ : لینڈ ایجنٹ

پتا : 117 منیلے ڈرائیو، سڈنی......“

ڈینیل نے شہر کے نقشے کی مدد سے اس پتے کو سمجھا۔ وہ نقشہ جیکی اسے دے گئی تھی۔

وہ بس میں بیٹھا اور منیلے ڈرائیو کے لئے روانہ ہو گیا۔

وہ بندرگاہ سے قریب علاقہ تھا، جہاں قدیم، لیکن بڑے بڑے مکان

تھے۔ کسی زمانے میں وہ یقیناً پوش علاقہ رہا ہوگا۔

وہ پتا ایک گیسٹ ہاؤس کا تھا۔ اس نے بیل بجائی۔ دروازہ ایک جوان آدمی نے کھولا جو شرٹ کے ساتھ نیکر پہنے تھا۔

”میں ایک ایسے شخص کے بارے میں چھان بین کر رہا ہوں، جس نے 22ء میں یہاں قیام کیا تھا۔“

ڈینیل نے اس سے کہا۔

”اس سلسلے میں تمہیں آنٹی سلویا سے بات کرنی ہوگی۔ میں تو اتنا پرانا نہیں ہوں۔“

جوان آدمی نے خوش دلی سے کہا۔

وہ اسے اندر لے گیا۔ ہال سے گزر کر وہ ایک ڈرائنگ روم میں گئے۔ وہاں کی حالت سے لگتا تھا کہ کئی دن سے صفائی نہیں ہوئی ہے۔ وہاں آرام کرسی میں ایک عورت نیم دراز تھی۔ ڈینیل کے لئے اس کی عمر کا اندازہ لگانا آسان نہیں تھا۔ بہر حال وہ 50 کے لگ بھگ تو ہوگی ہی۔

”زحمت دینے پر میں معذرت خواہ ہوں......!“

”میں تو سو نہیں رہی ہوں......!“

عورت نے اس کی بات کاٹ دی۔ پھر اس نے ڈینیل کو غور سے دیکھا۔ اس کی نگاہوں سے شک جھانکنے لگا۔

”تم کون ہو......؟ مجھے جانے پہچانے لگ رہے ہو......؟“

”میرا نام ڈینیل ٹرمپر ہے۔ میں ایک ایسے شخص کی بارے میں جاننا چاہتا ہوں، جس نے 22ء میں یہاں قیام کیا تھا۔“

عورت ہنسنے لگی۔

”بہت رجائی آدمی ہو۔ یہ تو 25 سال پرانی بات ہے۔“

”اس شخص کا نام تھا گائی ٹرینتھم......!“

عورت ایک دم سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

”تم اس کے بیٹے ہو......؟ ہے نا......؟“

ڈینیل کو اپنی رگوں میں خون سرد ہوتا محسوس ہوا۔

”اس نرم خو لیکن جھوٹے آدمی کا چہرہ تو میں کبھی نہیں بھول سکتی۔“

اب تو اس حقیقت سے انکار ممکن ہی نہیں تھا۔ خود سے کون زیادہ دیر جھوٹ بول سکتا ہے۔

”تو اب اتنے برسوں کے بعد تم اس کا قرض چکانے آئے ہو......؟“

”میں سمجھا نہیں......!“

”یہاں ایک سال کا کرایہ واجب الادا ہے اس پر۔ وہ ہمیشہ اپنی ماں کو مزید رقم کے لئے لکھتا تھا۔ لیکن مجھے کبھی اس رقم کی جھلک بھی دیکھنے کو نہیں ملی۔ وہ سمجھتا تھا کہ میرے جسم سے جو وہ استفادہ کرتا ہے، وہ مجھ پر احسان ہے۔ وہی اس کی طرف سے ادائیگی ہے.......... کہیں کا......!“

عورت نے ایک گالی ٹانکی۔

”لیکن میں بھولنے والی نہیں...... خاص طور پر آخر میں جو اس کے ساتھ ہوا......!“

”تو آپ کو معلوم ہے کہ یہاں سے رُخصت ہو کر وہ کہاں گیا......؟“

وہ چند لمحے ہچکچائی، جیسے فیصلہ نہیں کر پا رہی ہو۔ پھر اس نے کہا۔

”آخری بار میں نے اس کے بارے میں یہ سنا تھا کہ وہ ملبورن میں ایم پی کے اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ مگر اس سے پہلے......“

وہ کہتے کہتے رُکی۔

”اس سے پہلے کیا کر رہا تھا وہ......؟“

عورت نے اُلجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

''نہیں......! یہ تم خود معلوم کرو۔ میں کیوں بتاؤں......؟ البتہ ایک مشورہ تمہیں دے سکتی ہوں...... یہ کہ ملبورن کو بھول جاؤ...... اور پہلا جہاز پکڑ کر یہاں سے انگلینڈ واپس چلے جاؤ......!''

''لیکن آپ مجھے وہ واحد ہستی لگتی ہیں، جو میری مدد کر سکتی ہیں۔''

''ایک بار باپ نے مجھے بے وقوف بنایا تھا۔ اب میں بیٹے کے ہاتھوں بے وقوف بنوں......؟ نہیں بھئی نہیں......! کیون......! اسے باہر کا راستہ دکھاؤ......!''

ڈینیل کا دل ڈوبنے لگا۔ تاہم اس نے عورت کا شکریہ ادا کیا اور بوجھل قدموں سے وہاں سے نکل آیا۔

اگلی صبح ڈینیل نے مسز اسنیل کو بتایا کہ وہ رُخصت ہو رہا ہے۔ تب مسز اسنیل نے اسے اب تک کا سب سے تگڑا آئٹم پیش کیا...... بل، جسے ڈینیل نے بغیر کسی شکایت کے ادا کر دیا۔ پھر اپنا سامان اُٹھا کر وہ ریلوے اسٹیشن کی طرف چل دیا۔

اس شام وہ ملبورن میں اسپینسر اسٹریٹ کے ریلوے اسٹیشن پر اترا تو سب سے پہلے اس نے مقامی ٹیلی فون ڈائریکٹری کو چیک کیا۔ لیکن وہاں ٹرینتھم کا نام نہیں تھا۔ پھر اس نے شہر کے ہر بکی کو فون کرنے کا فیصلہ کیا۔ پہلی آٹھ کالیں بے سود ثابت ہوئیں۔ مگر نویں کال میں بات کچھ بنتی نظر آئی۔

''یہ نام مجھے جانا پہچانا لگتا ہے۔''

دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیوں......؟ یہ میں بھی نہیں سمجھ پایا۔ تم ایسا کرو کہ براڈ مورس کو فون

کرو۔ جس عرصے کی تم بات کر رہے ہو، وہ یہ بزنس چلا رہا تھا۔ وہ شاید تمہاری مدد کر سکے۔ اس کا نمبر تمہیں ڈائریکٹری میں مل جائے گا۔''

براڈ مورس کا نمبر بھی مل گیا اور اس سے بات بھی ہوگئی۔

''ایک نام ہے...... گائی ٹرینتھم۔ کبھی سنا ہے آپ نے......؟''

ڈینیل نے پوچھا۔

''انگریز......؟''

''جی ہاں......!''

ڈینیل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔

''وہ جو چکنی چپڑی باتیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ میجر ہے......؟''

''جی......! ممکن ہے......!''

''تو قحبہ خانوں میں بات کرو...... کیونکہ اس کی کہانی وہیں ختم ہوئی تھی۔''

ڈینیل مزید کچھ پوچھتا، مگر دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

ڈینیل نے سڑک پار کی اور ایک ہوٹل میں کمرہ لیا۔ وہاں اندھیرے میں بستر پر لیٹ کر وہ سوچتا رہا کہ کیا کرے......؟ اس کے وجود میں ایک عجیب سا ہیجان سا اُمنڈ رہا تھا۔ وہ حقیقت کی تلاش میں آگے بڑھے یا سلویا کا کہنا مانتے ہوئے واپس چلا جائے......؟

سوچتے سوچتے وہ سو گیا۔ پھر اس کی آنکھ کھلی تو وہ آدھی رات کا وقت تھا۔ اور وہ اس وقت بھی پورے لباس میں تھا۔

صبح تک اس نے فیصلہ کر لیا۔ اتنی دُور تک آنے کے بعد یہ آسان نہیں تھا۔ لیکن حقائق کے بارے میں اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ نہایت مکروہ ہوں گے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ان کے بغیر بھی جی سکتا ہے۔

لیکن نہانے کے دوران اس کا فیصلہ تبدیل ہوگیا۔

آدھے گھنٹے کے بعد وہ لابی میں آیا۔ استقبالیہ کلرک سے اس نے مین پولیس اسٹیشن کے بارے میں پوچھا۔

''وہ بورک اسٹریٹ پر ہے۔''

کلرک نے بتایا۔

''کیا آپ کا کمرہ اتنا برا تھا کہ آپ پولیس میں رپورٹ درج کرائیں گے؟''

ڈینیل نے قہقہہ لگایا۔

''ایسی کوئی بات نہیں......!''

بورک اسٹریٹ پہنچنے میں اسے محض چند منٹ لگے۔ لیکن فیصلہ کرنے کے لئے اسے اس بلاک کے کئی چکر لگانے پڑے کہ وہ اندر جائے یا نہ جائے؟

بالآخر وہ عمارت میں داخل ہوگیا۔

ڈیسک سارجنٹ کے لئے گائی ٹریتھم کا نام کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔

''کچھ اس کے بارے میں بتائیں......!''

''وہ انگریز تھا۔''

سارجنٹ اُٹھ کر ایک سینئر افسر کے پاس گیا۔ ان کے درمیان کچھ بات ہوئی۔ افسر کے استفسار پر سارجنٹ نے ڈینیل کی طرف اشارہ کیا۔ افسر نے ڈینیل کو بہت غور سے دیکھتے ہوئے کچھ کہا۔

سارجنٹ واپس آگیا۔

''ہم نے ٹریتھم کی فائل بند کردی ہے۔''

اس نے بتایا۔

''کچھ معلوم کرنا ہے تو محکمہ جیل سے رجوع کریں۔''

یہ سن کر ڈینیل کا دل بیٹھنے لگا۔ تاہم اس نے دل کڑا کرکے کہا۔

''میری رہنمائی کردیں۔''

''اسی عمارت میں ساتویں منزل پر ہے۔''

سارجنٹ نے کہا۔

لفٹ ساتویں منزل پر رُکی۔ وہاں انسپکٹر جنرل، جیل خانہ جات ہیکٹر وائس کا بہت بڑا پوسٹر لگا تھا۔

ڈینیل انکوائری پر گیا اور بتایا کہ وہ مسٹر وائس سے ملنا چاہتا ہے۔

''آپ نے اپائنٹ مینٹ لیا ہے......؟''

''نہیں......!''

''تب تو......''

''آپ انہیں بتادیں کہ میں ان سے ملنے کے لئے انگلینڈ سے یہاں آیا ہوں۔''

صرف چند منٹ میں بات بن گئی۔ انسپکٹر جنرل کا دفتر آٹھویں منزل تھا۔

''آپ انگلینڈ میں کہاں سے آئے ہیں......؟''

انسپکٹر جنرل نے اس سے پوچھا۔

''کیمبرج سے......!''

''میرا تعلق گلاسگو سے ہے۔''

انسپکٹر جنرل نے کہا۔

''کہئے......! میں کیا خدمت کرسکتا ہوں آپ کی......؟''

''میں گائی ٹریتھم کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ محکمہ پولیس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔''

''نام تو میرے ذہن میں ہے۔ مگر کیوں......؟ یہ سمجھ میں نہیں آتا۔''

ہیکٹر وائس اُٹھ کر فائلنگ کیبنٹس کی طرف گیا۔ وہاں اس نے کیبنٹ کھولی، جس کے باہر بڑے حروف میں STV لکھا تھا۔ وہاں سے اس نے ایک بڑی باکس فائل نکالی۔

"ڈینتھم...... ڈینتھم......"

وہ ورق گردانی کر رہا تھا۔ فائل میں سے اس نے کچھ کاغذات نکا اور ان پر موجود تفصیل پڑھتا رہا۔ پھر اس نے ڈینیل کو بہت غور سے دیکھا۔

"تم یہاں بہت عرصے سے ہو لڑکے......؟"

"جی نہیں......! مجھے سڈنی آئے ہوئے ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا۔ یہاں میں کل شام پہنچا ہوں۔"

ڈینیل کو اس کے انداز سے اُلجھن ہو رہی تھی۔

"تم ملبورن پہلے کبھی نہیں آئے......؟"

"کبھی نہیں......!"

"یہ معلومات کیوں حاصل کر رہے ہو تم......؟"

ہیکٹر وائس نے پوچھا۔

"کیا تم جرنلسٹ ہو......؟"

"نہیں......! میں ریاضی کا ٹیچر ہوں۔ لیکن......"

"اتنا لمبا سفر کر کے یہاں آنے کی کوئی معقول وجہ بھی تو ہ تمہارے پاس......؟"

"محض تجسس......! آپ کو یہ بات عجیب سی لگے گی۔ میں اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ لیکن گائی ڈینتھم میرا باپ تھا۔"

ہیکٹر وائس نے کاغذ پر لکھی رشتوں کی تفصیل پڑھی۔

"بیوی اینا ہیلن (وفات پا چکی)

اور مارگریٹ اینتھل، بیٹی......"

اس میں کہیں کسی بیٹے کا تذکرہ نہیں تھا۔

وہ چند لمحے ڈینیل کو بغور دیکھتا رہا۔ بالآخر وہ ایک نتیجے پر پہنچ گیا۔

"مجھے یہ بتاتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے مسٹر......! کہ تمہارے باپ کی موت اس دوران ہوئی، جب وہ پولیس کی تحویل میں تھا۔"

ڈینیل ششدر رہ گیا۔ اس کے جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہیں یہ ناخوشگوار اطلاع فراہم کی۔"

وائس نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"خاص طور پر اس صورت میں کہ تم نے اپنے باپ کے بارے میں جاننے کے لئے اتنا طویل سفر کیا ہے۔"

"ان کی موت کا سبب کیا تھا......؟"

ڈینیل کی آواز سرگوشی سے مشابہ تھی۔

انسپکٹر جنرل نے فائل کی ورق گردانی کی۔ وہاں لکھا تھا۔

"موت بذریعہ پھانسی......"

اس نے سر اُٹھا کر ڈینیل کو دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"موت کا سبب ہارٹ اٹیک تھا۔"

☆☆☆

ڈینیل سلیپر کے ذریعے سڈنی پہنچا۔ لیکن وہ سو نہیں سکا۔ اس وقت تو وہ بس ملبورن سے دُور...... دُور بھاگ جانا چاہتا تھا۔ جیسے جیسے وہ ملبورن سے دُور ہو رہا تھا، اس کا بوجھ جیسے ہلکا ہو رہا تھا۔

سڈنی اُترتے ہی اس نے سامان اُتارا، ٹیکسی پکڑی اور پورٹ کا رُخ

کیا۔ وہاں اس نے امریکہ کے لئے روانہ ہونے والے پہلے اسٹیمر پر بکنگ کرالی۔

اسٹیمر صرف چار مسافروں کو لے جانے کا مجاز تھا۔ وہ آدھی رات کو سان فرانسسکو کے لئے روانہ ہوا۔

اب ڈینیل کا ہاتھ تنگ تھا۔ اس کے پاس بس اتنی رقم تھی کہ وہ انگلینڈ واپس پہنچ سکتا تھا۔

وہ سفر بہت تکلیف دہ تھا...... جسمانی اعتبار سے بھی اور ذہنی اعتبار سے بھی۔ اسے جو معلومات حاصل ہوئیں، وہ ان پر سوچتا رہتا۔ اسے خیال آتا کہ اس کی ماں نے اس کے باپ کے ہاتھوں کتنی اذیتیں سہی ہوں گی۔ اور وہ سوچتا کہ اس کے حقیقی باپ کے برعکس اس کا سوتیلا باپ کتنا شاندار آدمی ہے۔ اسے یہ لفظ سوتیلا باپ بہت برا لگتا تھا۔ لیکن یہ حقیقت اب اس پر کھل چکی تھی کہ وہ گائی ڑینتھم کا بیٹا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ اس کے باپ کو فوج سے نکالا گیا تھا۔

اس کے دل میں چارلی کی محبت اور احترام بڑھ گیا۔ حقیقت ہو یا نہ ہو، لیکن اس کے نزدیک وہی اس کا حقیقی باپ تھا۔ کاش......! ان لوگوں نے یہ حقیقت اسے ویسے ہی بتا دی ہوتی تو وہ یوں اپنا وقت اور پیسہ برباد نہ کرتا، جس کے نتیجے میں اس کے سامنے صرف مکروہ اور نفرت انگیز حقائق آئے تھے۔

وہ سمجھ گیا کہ اس کی ماں کو سب معلوم ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اس کا باپ جیل میں مرا تھا، اور اس نے اپنے پیچھے بے شمار قرض خواہ چھوڑے تھے۔ یہ وہ باتیں تھیں، جو گائی ڑینتھم کی قبر کے کتبے پر نہیں لکھی جا سکتی تھیں۔

اس کے ذہن میں ایک منصوبہ ترتیب پا رہا تھا۔

سان فرانسسکو میں وہ اس ہوٹل میں ٹھہرا، جہاں وہ آسٹریلیا کے لئے روانہ ہونے سے پہلے ٹھہرا ہوا تھا۔ پورٹر نے اسے باقی بچے ہوئے دو کارڈ

دیئے، اور اس نے وعدے کے مطابق اسے دس ڈالر دیئے...... پھر اس نے وہ دونوں کارڈ خود پوسٹ کئے اور نیویارک کے لئے روانہ ہوگیا۔

تمام عرصے وہ سوچتا رہا۔ یہ طے تھا کہ اس کی ماں وہ باتیں بھی جانتی ہے، جن سے وہ اب بھی بے خبر ہے۔ لیکن وہ اس سے پوچھنے کی جرأت نہیں کر سکتا ہے۔ بہرحال وہ یہ جانتا تھا کہ جو مسز ڑینتھم اس کے باپ چارلی ٹرمپر کی دشمن بنی ہوئی ہے، وہ اس کی دادی ہے اور وجہ دُشمنی یہ ہے کہ اس کی دادی کے خیال میں گائی ڑینتھم کی تباہی کا ذمہ دار چارلی ٹرمپر ہے۔

نیویارک پہنچ کر اسے پتا چلا کہ کوئین میری گزشتہ روز روانہ ہو چکا ہے۔ اس نے اپنا ٹکٹ کوئین الزبتھ پر ٹرانسفر کرایا۔ اب اس کے پاس بہت تھوڑا کیش بچا تھا۔ اس نے ماں کو تار کے ذریعے اپنے وطن پہنچنے کے نئے شیڈول کی اطلاع دی۔

پانچ دن کے سفر میں وہ صرف مسز ڑینتھم کے بارے میں سوچتا رہا۔ اس کے ذہن میں اب بھی کئی سوال تھے، اور ان کے جواب ملے بغیر وہ اپنے منصوبے پر عمل نہیں کر سکتا تھا۔

بہرحال اسے جلد از جلد مسز ڑینتھم کا مسئلہ حل کرنا تھا۔

ماں اسے ریسیو کرنے کے لئے آئی تھی۔ وہ اس سے لپٹ گیا۔ لندن کے سفر کے دوران ماں نے اسے بتایا کہ اس کی نانی کا انتقال ہوگیا ہے۔

"تم کیمبرج جانے سے پہلے چند روز ہمارے ساتھ گزارو گے نا؟" ماں نے اس سے پوچھا۔

"جی ہاں......! میں اپنی توقع سے کچھ پہلے ہی واپس آیا ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"تمہارے ڈیڈی کو اس سے بہت خوشی ہوگی۔"

ڈینیل اُداس ہوگیا۔ ڈیڈی لفظ سنتے ہی اس کے ذہن میں گائی ز... کا خاکہ ابھرتا تھا۔

"یہ بتائیں......! آپ کے منصوبے کے لئے جو رقم درکار ہے، ا... سلسلے میں کچھ پیش رفت ہوئی......؟"

"ہم نے پبلک کے حق میں فیصلہ کیا ہے۔ نقشہ تیار ہے۔ پانچ لا... پاؤنڈ لگیں گے اس کام میں۔"

"اور 51 فیصد حصص آپ کے پاس ہوں گے......؟"

"ہاں......! لیکن یہ بہت ٹائٹ صورتِ حال ہوگی۔ عجب نہیں کہ آ... میں ہمارے پاس صرف تمہارے پردادا کا ٹھیلا رہ جائے......!"

"اور ان فلیٹس کا کیا بنا......؟"

اس کی ماں ایک لمحے کو ہچکچائی۔

"ان کے مالکان نے کونسل کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے انہیں پورا... طرح سے منہدم کرنا شروع کر دیا ہے۔"

"تو ڈیڈی کو تعمیراتی کام شروع کرانے کی اجازت مل جائے گی۔"

"لگتا ہے، ابھی کچھ اور تاخیر ہوگی۔ کیونکہ علاقے کے ایک مکین ... اسمال شاپس فیڈریشن کی طرف سے ہماری اسکیم کے خلاف اعتراض داخل ک... ہے۔ پلیز......! تم اس سلسلے میں اپنے ڈیڈی سے بات نہ کرنا۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ اس معترض مکین کے پیچھے بھی مسز ٹرینتھم ہوگی۔"

ڈینیل نے بے ساختہ کہا۔ پھر جلدی سے بات بدلی۔

"اور آپ کی سہیلی ڈیفن کا کیا حال ہے......؟"

"وہ ٹھیک ٹھاک ہے......!"

اس کی ماں نے بھی اس کے جملے کے پہلے حصے کو نظرانداز کر دیا۔

ڈینیل نے ماں کی ہدایت کے مطابق چارلی سے اس موضوع پر کوئی بات نہیں کی۔ ہال میں اسے وان گاف کی تصویر کی جگہ ایک اور تصویر آویزاں نظر آئی۔ اس نے اس پر بھی کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

اگلے روز ڈینیل نے ٹاؤن ہال جا کر کچھ اہم معلومات جمع کیں۔

ٹرمپرز نے چیلسی ٹیرس کے پورے بلاک پر محیط ایک بڑا ڈیپارٹمنٹل اسٹور تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ وہ مجوزہ طور پر دو بارہ منزلہ ٹاورز تھے۔ ہر ٹاور کا رقبہ آٹھ لاکھ مربع فٹ تھا۔ اوپر مزید پانچ منزلیں ہوں گی، جہاں انتظامیہ کے دفاتر ہوں گے۔ وہیں وہ راہ داری ہوگی، جو دونوں ٹاورز کو ملائے گی۔ ایل سی سی نے اس کی منظوری دے دی تھی۔ مسٹر مارٹن سمپسن نے اس پر اعتراض داخل کیا تھا۔ ڈینیل کو اس میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ ان کے پیچھے مسز ٹرینتھم کا ہاتھ ہے۔

مسز ٹرینتھ نے سستے فلیٹ تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ ڈینیل سمجھ سکتا تھا کہ وہ کس طرح کے فلیٹ ہوں گے۔ نہایت بدنما، بدصورت، تاکہ ڈیپارٹمنٹل اسٹور کے لئے داغ بن جائیں۔

ڈینیل نے جو نوٹس تیار کئے تھے، انہیں ذہن نشین کیا اور نوٹس کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ممی اور ڈیڈی کی نظر ان پر پڑے، اور وہ سمجھیں کہ وہ اس معاملے میں ٹانگ اڑا رہا ہے۔

اس کے بعد ڈینیل نے ڈیوڈ کریسٹ کو فون کیا، جو ٹرینٹی میں ٹاؤن اینڈ کاؤنٹی پلاننگ کے قانون کے ٹیچر تھے۔ اس نے ان سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ ایک گھنٹہ گزارا۔ انہوں نے بتایا کہ اپیل اور جوابی اپیل کی کارروائی میں کئی برس بھی لگ سکتے ہیں۔ اور اس صورتِ حال میں فائدہ صرف فریقین کے وکلاء کو ہوگا۔

ڈینیل نے یہ بات سمجھ لی کہ اس کے ڈیڈی کے خواب کی تعبیر
ٹرینتھم کے رحم و کرم پر ہے۔ تو اب اسے ہی کچھ کرنا ہوگا۔

اگلے دو ہفتوں میں اس نے ان پر نظر رکھی۔ پتا چلا کہ 19 چیسٹر اسکوائر میں وہ ہر دو تین دن کے بعد اپنے وکلاء سے ملاقات کرتی ہیں۔ ہفتے میں تین بار وہ برج کھیلنے کے لئے جاتی ہیں...... ٹھیک دو بجے۔ تیسرے ساوتھ کینسنگٹن کے ایک گھٹیا ہوٹل کے ٹی روم میں ایک تاریک گوشے میں ایک ایسے شخص سے ملاقات کرتی ہیں، جو کسی لحاظ سے بھی ان کا ہم پلہ نہیں تھا۔ اس کا تعلق ڈینیل کی سمجھ سے باہر تھا۔

اس نے اپنے منصوبے پر عمل کے لئے کیمبرج واپسی سے پہلے والے جمعے کا انتخاب کیا۔ اس کے لئے اس نے ایک درزی سے اپنے لئے فوجی وردی سلوائی پھر اس نے کئی فون کالز کیں۔ ان میں ایک سیڈلز اسپیشلسٹ تھا۔

☆☆☆

جمعے کے دن اسے معلوم تھا کہ ممی اور ڈیڈی 6 بجے سے پہلے گھر واپس نہیں آئیں گے۔

ممی اور ڈیڈی کے جانے کے بیس منٹ بعد وہ چھوٹا سا سوٹ کیس لے کر باہر نکل آیا، جس میں اس کی مکمل یونیفارم تھی۔ وہ سیدھا رائل فوزیلرز میوزیم میں گیا۔ وہاں وہ کھڑا اپنے باپ کی تصویر کو غور سے دیکھتا رہا۔ اس کے سیدھے بالوں کے برعکس اس کے باپ کے بال قدرے گھونگریالے تھے، اور ان کا رنگ بھی قدرے ہلکا تھا۔ اسے گھبراہٹ ہونے لگی کہ وہ یہ تمام تفصیلات یاد نہیں رکھ پائے گا۔ چنانچہ جیسے ہی کیوریٹر کی نظر بچی، اس نے اپنے باپ کی تصویر اُٹھا کر اپنے بریف کیس میں منتقل کر لی۔

وہاں سے نکلا تو ٹیکسی کر کے وہ کینسنگٹن میں ایک باربر کے پاس گیا۔ وہاں اس نے اپنے بال اپنے باپ کی تصویر کے مطابق رنگوائے۔ باربر نے ان میں کچھ لہریں بھی پیدا کر دیں۔

وہ باربر شاپ سے نکلا تو مطمئن تھا۔

وہاں سے وہ کنگ اسٹیٹ گیا، جہاں میڈل شاپ تھی۔ آرڈر وہ فون پر پہلے ہی دے چکا تھا۔ سیز مین نے چار ربن اسے دیئے اور قیمت وصول کر لی۔ اس کے بعد وہ ڈور چیسٹر ہوٹل گیا اور وہاں اپنے لئے ایک سنگل روم بک کرایا۔ کلرک نے اسے کمرہ نمبر 309 کی چابی تھما دی۔ وہ اپنا سامان لے کر لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

ہوٹل کے کمرے سے وہ تیار ہو کر نکلا تو کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ رائل فیوزلیرز کا کیپٹن گائی ٹرینتھم نہیں ہے۔ باہر آ کر اس نے ایک ٹیکسی روکی اور اسے چیسٹر اسکوائر چلنے کو کہا۔

وہ وہاں پہنچا تو پونے چار بجے تھے۔ اس کا اندازہ تھا کہ برج کھیلنے والوں کو رخصت ہونے میں ابھی بیس منٹ لگیں گے۔

ذرا دیر بعد اس نے نمبر 19 سے خواتین کو نکلتے دیکھا۔ وہ ان کی گنتی کرتا رہا۔ جب گیارہ خواتین رُخصت ہوگئیں تو وہ مطمئن ہوگیا کہ نوکروں کو چھوڑ کر اب مسز ٹرینتھم گھر پر اکیلی ہیں۔

اس نے مزید 5 منٹ انتظار کیا۔ وہ جانتا تھا کہ اب وہ ایک منٹ بھی ہچکچایا تو اس کے اعصاب جواب دے جائیں گے۔

اس نے دروازے پر دستک دی۔

بٹلر نے دروازہ کھولا۔

”جی......! فرمایئے......؟“

"گڈ آفٹر نون گبسن......! میری مسز ٹریتھم سے سوا چار بجے کی ملاقات طے ہے۔"

"جی......! مجھے معلوم ہے......!"

بٹلر نے کہا۔

ڈینیل کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ بٹلر نے سوچا کہ جو شخص اس کے نام سے واقف ہے، اس نے مسز ٹریتھم سے ملاقات کا وقت بھی لیا ہوگا۔

بٹلر نے بڑے احترام سے، کوٹ اُتارنے میں ڈینیل کی مدد کی۔

"اس طرف تشریف لے چلئے جناب......!"

اس نے اوورکوٹ لٹکاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کیا نام بتاؤں مالکن کو......؟"

"کیپٹن ڈینیل ٹریتھم......!"

بٹلر ایک پل کو حیران ہوا۔ مگر پھر اس نے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتے ہوئے اعلان کیا۔

"کیپٹن ڈینیل ٹریتھم مادام......!"

ڈینیل کمرے میں داخل ہوا تو مسز ٹریتھم کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ اس نے سر گھما کر ڈینیل کو دیکھا۔ چند لمحے وہ اسے گھورتی رہی، پھر بے اختیار دو قدم آگے بڑھی، ٹھٹکی اور صوفے پر ڈھیر ہوگئی۔

"خدا کے لئے، بے ہوش نہ ہو جانا۔"

ڈینیل نے دل میں کہا۔ بہرحال ردِعمل اس کے لئے بے حد حوصلہ افزاء تھا۔

مسز ٹریتھم کو سنبھلنے میں کچھ دیر لگی۔

"کون ہو تم......؟"

"میرے ساتھ کھیل نہ کھیلو دادی! تم خوب جانتی ہو کہ میں کون ہوں؟"

ڈینیل نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"تمہیں اس منحوس عورت نے ہی بھیجا ہے نا......؟"

"اگر آپ کا اشارہ ممی کی طرف ہے تو آپ کی بات کا جواب نفی میں ہے۔ بلکہ انہیں تو علم بھی نہیں ہے کہ میں اس وقت یہاں ہوں۔"

مسز ٹریتھم کا منہ کھلا، لیکن وہ کچھ بولی نہیں۔

ڈینیل کھڑا پہلو بدلتا رہا۔ خاموشی اعصاب شکن ہوئی جا رہی تھی۔

"کیا چاہتے ہو تم......؟"

"میں آپ سے ایک ڈیل کرنے آیا ہوں دادی......!"

"کیسی ڈیل......؟ میں نہیں سمجھتی کہ تم ایسی پوزیشن میں ہو۔"

"آپ میری پوزیشن سمجھ نہیں رہی ہیں دادی......! کیونکہ ابھی میں آسٹریلیا ہو کر آیا ہوں۔"

ڈینیل نے چند لمحے توقف کیا۔

"آپ سمجھ سکتی ہیں کہ آسٹریلیا میں آرمی کی معلومات کتنی تیزی سے بڑھتی ہیں......؟"

مسز ٹریتھم جھرجھری لے کر رہ گئی۔

"وہاں سے جو کچھ مجھے اپنے باپ کے بارے میں معلوم ہوا، وہ دہرائے جانے کے قابل نہیں ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ جو کچھ میں جانتا ہوں، وہ سب کچھ آپ کو بھی معلوم ہے۔"

مسز ٹریتھم اب بھی اسے گھور رہی تھی۔ لیکن اب بہرحال وہ پہلے شاک سے سنبھل چکی تھی۔

"آپ کو تو معلوم ہوگا کہ وہ میرے باپ اور آپ کے بیٹے کو کہاں

دفن کرنا چاہتے تھے......؟ یا میں بتاؤں آپ کو......؟ آپ کے خاندانی قبر میں تو ان کی کوئی گنجائش تھی نہیں۔ لیکن آپ بہرحل لاش یہاں لائے کامیاب ہوگئیں۔''

مسز ٹرینتھم اب بھی خاموش تھی۔

''لیکن آپ ان کے قرض چکا کر نہیں آئیں۔ ان کے قرض خواہ بھی انہیں کوس رہے ہیں۔''

''تم چاہتے کیا ہو......؟''

بالآخر مسز ٹرینتھم کی زبان کھلی۔

''کہا نا کہ ایک ڈیل کرنے آیا ہوں آپ سے......!''

''تو بولو......! میں سن رہی ہوں۔''

''میں چاہتا ہوں کہ آپ چیلسی ٹیرس کے علاقے میں وہ بدنما فلیٹ بنانے کا ارادہ ترک کر دیں۔ یہی نہیں، ڈیپارٹمنٹل اسٹور کی تعمیر پر جو اعتراض آپ نے داخل کرایا ہے، اسے دستبردار کرا دیں۔''

''یہ کبھی نہیں ہوگا......!''

''تو پھر میرے خیال میں وقت آ گیا ہے کہ دُنیا کو بتا دیا جائے کہ آپ کو میری ماں سے کیا دُشمنی ہے......؟ کس بات کا بدلہ لے رہی ہیں آپ ان سے......؟''

''لیکن اس سے صرف میری نہیں، تمہاری ماں کی بھی رُسوائی ہوگی۔''

''ان کی رُسوائی تو ہو چکی۔ اب تو آپ کے بیٹے اور میرے باپ کا پردہ چاک ہوگا۔ اس کے بارے میں حقائق یہاں جانتا کون ہے......؟ میں جانتا ہوں، میں بتاؤں گا بھی اور ثابت بھی کروں گا۔''

''یہ تو بلیک میلنگ ہے......!''

''ارے نہیں دادی......! میں تو ایک محبت کرنے والا بیٹا ہوں، جو اپنے باپ کے بارے میں حقیقت کھوجنے نکلا تھا۔ یہ الگ بات کہ اس دوران مجھ پر ٹرینتھم فیملی کے مکروہ اور بھیانک راز کھل گئے۔ جس طرح آپ نے انہیں چھپایا ہے، میرے خیال میں پریس والے تو اسے فراڈ قرار دیں گے۔ حقیقت کھل گئی تو میری ماں کی رُسوائی نہیں، بلکہ نیک نامی ہوگی۔ اور آپ یہ سوچیں کہ اس کے بعد آپ کے ساتھ برج کھیلنا کون پسند کرے گا......؟ آپ تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہیں گی۔''

مسز ٹرینتھم صوفے سے اُٹھی اور مٹھیاں بھینچتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔

''ڈرامائی انداز اختیار کرنے کی ضرورت نہیں......!''

ڈینیل نے مربیانہ انداز میں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے کہا۔ وہ اور تن کر کھڑا ہوگیا تھا۔

''یہ نہ بھولیں دادی......! کہ میں آپ کا پوتا ہوں اور آپ کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔''

مسز ٹرینتھم ٹھٹک گئی...... بلکہ وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

''اور اگر میں تمہاری بات مان لوں تو......؟''

''تو میں آپ کو زبان دیتا ہوں کہ پھر کبھی آپ کے زندگی میں نہیں آؤں گا۔ کبھی آپ کو تنگ نہیں کروں گا۔''

مسز ٹرینتھم نے ایک گہری سانس لی اور کچھ دیر سوچتی رہی۔

''ٹھیک ہے......! تم جیت گئے۔''

بالآخر اس نے کہا۔

''لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔ اس کے بغیر میں تمہارا مطالبہ نہیں مانوں گی۔''

ڈینیل کو حیرت ہوئی۔ یہ امکان تو اس نے سامنے رکھا ہی نہیں تھا کہ وہ بھی کوئی شرط پیش کر سکتی ہے۔

”کیا شرط ہے آپ کی......؟“

اس کے لہجے میں اشتباہ تھا۔

وہ خاموشی سے مسز ٹرینتھم کی بات سنتا اور سوچتا رہا۔ بظاہر تو اس میں ضرر کا کوئی پہلو نظر نہیں آ رہا تھا۔ سب کچھ سننے کے بعد اس نے کہا۔

”مجھے منظور ہے......!“

”بات تحریری طور پر ہوگی، اور ابھی ہوگی۔“

”تو پھر میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، وہ بھی تحریر ہوگا۔“

ڈینیل نے اپنا ہاتھ اوپر کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں......!“

مسز ٹرینتھم ڈیسک کی طرف بڑھی۔ اس کے ہاتھ پیروں میں لرزش صاف نظر آ رہی تھی۔ وہاں بیٹھ کر اس نے درمیان والی دراز کھولی اور دو کاغذ باہر نکالے۔ اس نے دونوں معاہدے تحریر کیے اور ڈینیل کی طرف بڑھا دیئے۔

ڈینیل نے بڑی احتیاط سے انہیں پڑھا۔ ان میں ہر نکتہ موجود تھا، وہ ہر طرح سے مکمل تھے۔ اس نے اقرار میں سر ہلایا اور دوبارہ مسز ٹرینتھم کی طرف بڑھا دیئے۔

مسز ٹرینتھم نے دونوں پر دستخط کر کے انہیں قلم کے ساتھ ڈینیل کی طرف بڑھایا۔ پھر اس نے گھنٹی بجا کر بٹلر کو طلب کیا۔

بٹلر کمرے میں داخل ہوا۔

”گبسن......! ہمیں دو معاہدوں پر بحیثیت گواہ تمہارے دستخط درکار ہیں۔ تمہارے دستخط ہونے کے بعد یہ نوجوان یہاں سے رُخصت ہو جائے گا۔“

بٹلر نے بغیر کسی جھجک اور تبصرے کے دونوں معاہدوں پر دستخط کر دیئے۔

چند لمحے بعد ڈینیل باہر آیا۔ لیکن وہ کچھ بے چین تھا۔ ایک بے نام خلش اسے ستا رہی تھی۔ ملاقات اس کی توقع کے عین مطابق ہرگز نہیں رہی تھی۔ بہرحال اس نے ٹیکسی روکی اور ڈورچیسٹر کے لئے روانہ ہوگیا۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر اس نے معاہدے کا جائزہ لیا۔ وہ ہر اعتبار سے اطمینان بخش تھا۔ جو کچھ وہ چاہتا تھا، اس میں ہر اس بات کی ضمانت موجود تھی۔ لیکن مسز ٹرینتھم کی ڈالی ہوئی شق اسے پریشان کر رہی تھی۔

”مسز ٹرینتھم نے کیوں اس شرط پر اصرار کیا تھا......؟“

یہ بات وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

جب کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو اس نے اس خیال کو ذہن سے پرے دھکیل دیا۔

ڈورچیسٹر ہوٹل پہنچ کر اس نے وردی اُتاری اور اپنا عام لباس پہنا۔ اس پورے دن میں وہ پہلا موقع تھا کہ اسے اس احساس سے نجات ملی کہ وہ گندا ہو رہا ہے۔ اب وہ خود کو صاف ستھرا محسوس کر رہا تھا۔

وردی اور تمام چیزیں سوٹ کیس میں رکھ کر وہ ہوٹل سے نکل آیا۔

ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ کینسنگٹن کے باربر کے پاس گیا۔ اسے اپنا پرانا حلیہ بھی تو درکار تھا۔

باربر کو حیرت ہوئی کہ اس نے اتنی محنت کی تھی، اس کے باوجود اس کے گاہک کو یہ حلیہ پسند نہیں آیا۔ وہ اصرار کر رہا تھا کہ وہ اسے پہلے جیسا ہی بنا دے۔ باربر کو افسوس تو ہوا، لیکن اسے دوبارہ اجرت بھی تو مل رہی تھی۔

باہر نکل کر ڈینیل نے اپنے باپ کی تصویر جلا ڈالی......!

☆☆☆

مسز ٹرینتھم کی کہانی...... خود اُس کی زبانی

(1938ء تا 1948ء)

میرے والد اپنی ڈیسک کے عقب میں بیٹھے تھے۔ میں ان کے سامنے کرسی پر بیٹھی تھی۔

"میں نے تمہیں یہاں اس لئے بلایا ہے کہ میں اپنی وصیت کے بارے میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔"

میں نے حیرت سے انہیں دیکھا۔ بتانے کی کیا بات تھی......؟ مجھ سے زیادہ کون ان کی وصیت کے بارے میں جانتا ہوگا......؟

وہ اپنے پائپ کی پاؤچ میں تمباکو بھر رہے تھے۔

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنا سب کچھ ڈینیل ٹرمپر کے نام کر دوں۔"

میں ششدر رہ گئی۔ چند لمحے تو میں کچھ کہہ ہی نہیں سکی۔ پھر میں نے بڑی تیزی سے خود کو سنبھالا۔

"لیکن ڈیڈی......! گائی کی موت کے بعد تو یہ صرف اور صرف نیجل کا حق بنتا ہے۔"

"ذرا سوچو تو...... اگر تمہارے بیٹے گائی نے خوفِ خدا کے تحت نی سے کام لیا ہوتا اور وہ کچھ کیا ہوتا، جو اسے کرنا چاہئے تھا......"

"میں نہیں سمجھی کہ آپ کا اشارہ کس طرف ہے......؟"

"جب اسے معلوم ہوگیا تھا کہ مس سالمن اس کے بچے کی ماں بننے ن ہے تو اسے ایک عزت دار آدمی کی طرح انڈیا سے واپس آکر مس سالمن ے شادی کرلینی چاہئے تھی۔ اگر اس نے ایسا کیا ہوتا تو آج میرا حقیقی وارث ن ہوتا......؟ ڈینیل ٹرمپر......!"

"لیکن ڈیڈی......! ڈینیل کا باپ تو چارلی ٹرمپر ہے۔"

میں نے احتجاج کیا۔

"ٹرمپر نے ہمیشہ اس کا اعتراف کیا ہے۔ اور پھر ڈینیل کا برتھ فکیٹ......"

"مجھے یہ سب معلوم ہے۔"

ڈیڈی نے میری بات کاٹ دی۔

"لیکن ایتھل......! تم مجھے بے وقوف نہ سمجھو۔ وہ برتھ سرٹیفکیٹ صرف بت کرتا ہے کہ میرے آں جہانی نواسے کے برعکس چارلی ٹرمپر کتنا ذمہ اور ایثار کرنے والا ہے۔ اور جس شخص نے بھی گائی کو اس کی نوجوانی کے ں میں دیکھا ہوگا، وہ ڈینیل کو ایک نظر دیکھ کر بے ساختہ یہی کہے گا کہ وہ کا بیٹا ہے۔"

مجھے اپنی سماعت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"آپ نے ڈینیل ٹرمپر کو دیکھا ہے......؟"

میں نے پوچھا۔

"ہاں......! میں دوبارہ سینٹ پال گیا ہوں۔ ایک بار جب وہ کنسرٹ

میں اپنے فن کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ میں بہت قریب سے دو گھنٹے تک اسے دیکھتا رہا۔ پھر ایک سال بعد جب اسے ریاضی کا نیوٹن پرائز ملا تو بھی میں خاص طور پر اس میں شرکت کے لئے گیا تھا۔ کئی مواقع پر میں نے اس کا پیچھا بھی کیا چنانچہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ صرف شکل و صورت میں ہی نہیں، بلکہ بعض جبلی عادتوں میں بھی وہ گائی سے مشابہ ہے۔"

"لیکن ڈیڈی......! نیجل کو بھی کم از کم برابر کا حق ملنا چاہئے......؟"

میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس افتاد کو کیسے روکوں......؟

"نیجل نہ تو اس کا ہم پلہ ہے، اور نہ ہی کبھی ہو سکتا ہے۔"

ڈیڈی نے جواب دیا، پھر دیا سلائی کی مدد سے اپنا پائپ سلگانے لگے۔

"ایتھل......! ہمیں خود فریبی سے کام نہیں لینا چاہئے۔"

پائپ سلگانے کے بعد انہوں نے سلسلہ کلام جوڑا۔

"ہم دونوں ہی یہ بات جانتے ہیں کہ نیجل ہارڈکیسل کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں کسی مقام کی اہلیت نہیں رکھتا۔ میرا جانشین بننا تو بہت دور کی بات ہے۔"

ڈیڈی پائپ کے کش لیتے رہے، اور میں اپنی سوچوں کو مربوط کرنے کی کوشش کرتی رہی۔

"یہ نہ بھولو ڈیئر کہ نیجل سینٹ ہرسٹ میں فیل ہو گیا۔ کٹ کیٹ اینڈ ایٹ کن میں اس کی موجودہ جاب تم نے اسے دلوائی ہے...... یہ کہہ کر کہ مستقبل میں ہارڈکیسل کا بزنس تم اس کمپنی کو دلواؤ گی۔ لیکن یقین کرو، میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔"

میری ہمت نہیں ہوئی کہ ڈیڈی سے نظر ملا سکوں۔

پھر ڈیڈی نے دوسرا وار بھی کر دیا۔

"ہماری فیملی میں ایسا کوئی نہیں، جو میرے بعد کمپنی کو چلا سکے، چنانچہ بہت غور و خوض کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگلی جنگ ناگزیر نظر آ رہی ہے، اس لئے مجھے ہارڈکیسل کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنا ہوگا......"

"آپ اس کاروبار کو کسی اور کو نہیں سونپ سکتے۔"

میرے لہجے میں بے یقینی تھی۔

"دادا ہرگز ہرگز......"

"میرے والد زندہ ہوتے تو وہ بھی تمام متعلقین کے مفاد کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرتے۔ صرف رشتوں کی بنیاد پر اتنے بڑے فیصلے نہیں کئے جاتے۔ میں نے ہارڈکیسل کو جان براؤن انجینئرنگ میں ضم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ سر جان کے بیٹے سے میں ملا ہوں۔ وہ اہلیت بھی رکھتا ہے، اور اس کا تعلق یارک شائر سے بھی ہے۔ میں اس سے مطمئن ہوں۔"

میں نے بڑی بے یقینی سے ڈیڈی کی طرف دیکھا۔

"ان کی آفر بہت اچھی ہے۔ وہاں سے جو کچھ ملے گا، وہ میرے مرنے کے بعد تمہاری اور ایمی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بہت کافی ہوگا۔"

"لیکن ڈیڈی......! میں اور آپ...... ہم دونوں جانتے ہیں کہ ابھی آپ برسوں جئیں گے۔"

"تم مجھے بہلانے کی کوشش نہ کرو۔ میں ہمیشہ سے حقیقت پسند رہا ہوں۔ یہ بوڑھا آدمی جانتا ہے کہ موت اب اس سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ میں بوڑھا ضرور ہوں، مگر میرا دماغ کام کر رہا ہے۔ وہ ماؤف نہیں ہوا ہے۔"

"ڈیڈی......!"

میں نے پھر احتجاج کیا۔

مگر ڈیڈی بے پرواہی سے پائپ کے کش لیتے رہے۔

''اس کا مطلب ہے کہ نیجل کو کچھ بھی نہیں ملے گا......؟''

میں نے پوچھا۔

''اسے کیا ملنا ہے......؟ اس کا فیصلہ میں کروں گا...... اور صورتِ حال کو سامنے رکھ کر کروں گا۔''

''میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی ڈیڈی......!''

''میں نے اس کے لئے پانچ ہزار پاؤنڈ چھوڑے ہیں۔ وہ انہیں جس طرح اور جہاں چاہے، خرچ کرسکتا ہے۔''

ڈیڈی نے کہا۔ پھر چند لمحے توقف کے بعد بولے۔

''تاہم میں نے تمہیں ایک شرمندگی سے بچالیا ہے۔''

میں نے متوقع نظروں سے انہیں دیکھا۔

''اگرچہ تمہاری موت کے بعد میری پوری جائیداد ڈینیل ٹرمپر کو ملے گی۔ لیکن اسے یہ خبر اس وقت ملے گی، جب وہ تیس سال کا ہو جائے گا۔ اس وقت تک تم 70 برس کی ہو چکی ہوگی۔ تب شاید تم میرے فیصلے کو خوش دلی سے قبول بھی کرسکو گی۔''

''بارہ سال......؟''

میں نے دُکھ سے سوچا اور میری آنکھ سے ایک آنسو میرے رُخسار تک بہتا چلا آیا۔

''نہ رونے کی ضرورت ہے اور نہ بحث کرنے کی۔''

ڈیڈی کے لہجے میں قطعیت تھی۔

''میں اپنے فیصلے میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا۔''

میں بیٹھی سوچتی رہی کہ کیا کیا جائے......؟

''یہ نہ سوچنا کہ بعد میں کبھی تم میری وصیت کو اس بنیاد پر غیر مؤثر کرا سکو گی کہ وصیت پر دستخط کرنے کے وقت میں خبط الحواس تھا یا میرا دماغ پوری طرح کام نہیں کر رہا تھا......''

ایک لمحے کے بعد ڈیڈی نے مزید کہا۔

میرا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

''......کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم ایسا کرسکتی ہو۔''

انہوں نے اپنی بات جاری رکھی۔

''کیونکہ میں نے دستخط کرنے سے پہلے اپنے صحیح الدماغ ہونے کی سند حاصل کرلی ہے اور میرا گواہ ایک ریٹائرڈ جج ہے، جسے توڑا نہیں جا سکتا۔ اور وکلاء کی جس فرم سے میں نے وصیت نامہ تیار کرایا ہے، اس کی اپنی ایک ساکھ ہے۔''

میں احتجاج کرنے ہی والی تھی کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی، اور ایلی کمرے میں داخل ہوئی۔

''اس مداخلت پر میں شرمندہ ہوں ڈیڈی......! لیکن یہ پوچھنا تھا کہ چائے یہیں سرو کروں یا ڈرائنگ روم میں......؟''

ڈیڈی نے میری بڑی بہن کو شفقت آمیز نظروں سے دیکھا اور بولے۔

''ڈرائنگ روم میں ہی پئیں گے میری بیٹی......!''

اس سے بات کرتے ہوئے ان کے لہجے میں وہ محبت تھی، جو میرے لئے نہیں تھی۔

چائے کے دوران میں خاموش بیٹھی ڈیڈی کی باتوں پر سوچتی رہی۔

ایمی بڑی خوش دلی سے موسم کے بارے میں گفتگو کر رہی تھی۔ پھر وہ باغیچے کے بارے میں باتیں کرنے لگی کہ کون سے پھول آج کل زیادہ کھل رہے ہیں۔

ڈیڈی نے اپنے پائپ کی پاؤچ میں موجود راکھ ایش ٹرے میں خالی کر دی۔

میں اس شام جلدی اپنی خواب گاہ میں چلی گئی۔ لیکن رات بھر میں سو نہ سکی۔ میں سوچتی رہی کہ اس صورتِ حال میں میں کیا کر سکتی ہوں.....؟ سچ یہ ہے کہ مجھے اپنے لئے اور ایمی کے لئے کسی بڑی رقم کا امکان نظر نہیں آ رہا تھا۔ ہم دونوں ساٹھ سال کی ہو چکی تھیں، اور سچ یہ ہے کہ ہماری ضرورتیں بھی کچھ زیادہ نہیں تھیں۔ تاہم میرا ہمیشہ سے یہ خیال تھا کہ ڈیڈی مکان اور جاگیر میرے لئے اور کمپنی گائی کے لئے چھوڑیں گے.....اور گائی کی موت کی صورت میں کمپنی نیجل کو ملے گی۔

صبح ہوتے ہوتے میں اس نتیجے پر پہنچی کہ میں ڈیڈی کے فیصلے میں کسی بھی طرح کوئی لچک نہیں لا سکتی۔ اور ڈیڈی نے میرے بارے میں درست اندازہ لگایا تھا کہ میں ان کی موت کے بعد ان کی وصیت کالعدم کرانے کی کوشش کر سکتی ہوں، اور انہوں نے اس کا توڑ کر کے میرے لئے وہ راستہ بھی بند کر دیا تھا۔ میری سمجھ میں ایک بات آتی تھی۔ صرف ڈینیل ٹرمپر کی مدد حاصل کر کے ہی میں حق دار کو حق دلا سکتی ہوں۔

ایک بات طے تھی۔ میرے ڈیڈی کو ایک دن بالآخر مر جانا تھا.....!

☆☆☆

ہم ٹی روم کے تاریک گوشے میں بیٹھے تھے۔ وہ ایک ایک کر کے اپنے داہنے ہاتھ کی اُنگلیاں چٹخا رہا تھا۔

"وہ اس وقت کہاں ہے.....؟"

میں نے اس سے پوچھا۔

میرے سامنے وہ شخص تھا، جس سے میری پہلی ملاقات کو تقریباً بیس سال ہونے والے تھے، اور اس عرصے میں میں اسے ہزاروں پاؤنڈ دے چکی تھی۔ وہ اب بھی ہر ہفتے مجھ سے اُسی ہوٹل میں ملاقات کرتا تھا۔

اس نے وہسکی کا جام نیچے رکھا اور براؤن کاغذ میں لپٹا ہوا پیکٹ مجھے تھما دیا۔

"یہ واپس لینے کے لئے کتنی ادائیگی کی تم نے.....؟"

"50 پاؤنڈ.....!"

"میں نے تم سے کہا تھا کہ 20 پاؤنڈ سے زیادہ کی آفر نہ کرنا..... کرو تو مجھ سے پوچھ لینا۔"

"مجھے معلوم ہے لیکن عین وقت پر ویسٹ اینڈ کا ایک ڈیلر آن ٹپکا۔ اس صورت میں میرے لئے خطرہ مول لینا مناسب نہیں تھا۔"

مجھے پورا یقین تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ تاہم میں نے بحث نہیں کی۔ وہ تصویر میرے مستقبل کے منصوبے کے لئے بہت اہم تھی۔

"آپ کیا چاہتی ہیں۔ میں یہ تصویر پولیس کو تھما دوں.....؟ یہ کہتے ہوئے کہ شاید....."

"ہرگز نہیں.....!"

میں نے جلدی سے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"پولیس اس طرح کے معاملات میں بہت رازداری سے کام لیتی ہے۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ والے اس سلسلے میں چارلی ٹرمپر کو طلب کر کے بات کریں گے تو یقیناً اس کی توہین ہوگی۔ لیکن میرے نزدیک اتنا کافی نہیں۔ میں

اسے بہت زیادہ ذلیل کرنا چاہتی ہوں۔ اس لئے میں نے اس سلسلے میں کچھ اور سوچ رکھا ہے۔

ہیرس آگے کی طرف جھکا۔ اب وہ بائیں ہاتھ کی انگلیاں چٹخا رہا تھا۔

"اور کیا خبر ہے میرے لئے......؟"

میں نے اس سے پوچھا۔

"ڈینیل ٹرمپر نے ٹرنیٹی کالج جوائن کر لیا ہے۔ نیو کورٹ، زینہ B کمرہ نمبر 7۔"

"یہ تو تمہاری گزشتہ ہفتے کی رپورٹ میں بھی تھا۔"

"اور ان دنوں وہ ایک لڑکی مارجوری کارپینٹر سے بھی قریب ہو رہا ہے۔ لڑکی گرٹن کالج میں تیسرے سال کی طالبہ ہے ریاضی میں۔"

"کیا واقعی......؟ خیر...... تم نظر رکھو۔ اگر یہ معاملہ سنجیدگی اختیار کرے تو مجھے بتانا۔ تمہیں اس لڑکی پر فائل کھولنے کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے۔"

ہیرس کی انگلیاں چٹخانے کی رفتار بڑھ گئی۔

"کوئی چیز تمہیں پریشان کر رہی ہے......؟"

میں نے چائے پیالی میں اُنڈیلتے ہوئے، اس سے پوچھا۔

"میں پوری سچائی سے کام لوں گا۔ میں آپ کے لئے وفاداری سے کام کرتا رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے فی گھنٹہ کام کے معاوضے میں ایک اور اضافہ ناگزیر ہو چکا ہے۔ دیکھیں نا...... کتنے راز ہیں جو میرے سینے میں چھپے ہیں۔"

وہ ایک لمحے کو ہچکچایا۔ پھر بولا۔

"ایک راز جو......"

وہ پھر کہتے کہتے رُک گیا۔

"آگے بھی تو کہو نا......! بات پوری کرو اپنی......!"

میں نے تیز لہجے میں کہا۔

"...... جو آپ کے مخالفین کے لئے اور زیادہ قیمتی ثابت ہو سکتے ہیں۔"

اس نے کہا۔

"کیا تم مجھے دھمکی دے رہے ہو ہیرس......؟"

"ہرگز نہیں مسز ٹرمپیتھم......! میں تو بس......"

"میں تمہیں سمجھا رہی ہوں...... اور بار بار نہیں سمجھاؤں گی مسٹر ہیرس......! کہ جو معاملات ہمارے درمیان ہیں، وہ تم نے کسی پر ظاہر کرنے کی کوشش کی تو تمہیں اپنے فی گھنٹہ ریٹ کی فکر کرنے کی بجائے یہ سوچنا ہوگا کہ جیل میں کتنے برس کے لئے جانا ہے۔ میرے پاس تمہارے بارے میں ایک مکمل فائل موجود ہے۔ تمہارے پرانے ساتھیوں کے لئے اس کے مندرجات یقیناً بہت دلچسپ ثابت ہوں گے۔ پھر ایک مسروقہ تصویر اور آرمی کے ایک گریٹ کوٹ کو جس طرح تم نے ہینڈل کیا، پولیس کے نزدیک وہ جرم ہی کہلائے گا۔ میری بات سمجھ رہے ہو نا مسٹر ہیرس......؟"

ہیرس نے جواب نہیں دیا۔ البتہ اس کی انگلیاں چٹخانے کی رفتار بڑھ گئی۔

☆☆☆

جنگ شروع ہوگئی۔ مجھے افسوس ہوا کہ چارلی ٹرمپر کو ڈیوٹی پر نہیں بلایا گیا۔

کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ چیلسی ٹیرس کے فلیٹ والے علاقے پر بم گرا

دیئے گئے۔ وہ جگہ میری ملکیت تھی۔ میرے لئے یہ بات باعث مسرت تھی کیونکہ اس کی وجہ سے وہ پورا علاقہ بدنما کھنڈر میں تبدیل ہوگیا تھا۔

پھر بالآخر چارلی ٹرمپر کو رائل فیوزیلیرز نے طلب کرلیا۔ لیکن میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ جنگ میں مرے اور ہیرو بن جائے۔ میں تو اسے عام لوگوں میں ذلیل کرنے کی خواہاں تھی۔ میں اس کے لئے ذلت کی موت چاہتی تھی۔

لیکن پھر اخبار میں خبر شائع ہوئی کہ چارلی ٹرمپر کو وزارتِ خوراک میں ایک اہم عہدہ لامحدود اختیارات کے ساتھ سونپا گیا ہے۔ وہ اس میں مصروف ہوگیا۔ تاہم میں نے اس کی غیر موجودگی سے کوئی فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ میں نے سمجھ لیا تھا کہ اب چیلسی ٹیرس میں مزید پراپرٹی خریدنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہیرس کی رپورٹوں سے پتا چلا تھا کہ چارلی کی تمام دُکانیں نقصان میں جارہی ہیں۔

پھر بالکل اچانک، جبکہ میں ذہنی طور پر اس کے لئے تیار بھی نہیں تھی، دل کا دورہ پڑنے کے نتیجے میں میرے والد انتقال کر گئے۔ میں سب کچھ چھوڑ کر یارک شائر کی طرف لپکی۔ تدفین کے انتظامات کی فکر کرنے والا اور تھا ہی کون......؟

دو دن بعد تدفین ہوئی۔ ایمی کے علاوہ جیرالڈ اور نیجل بھی اس میں شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ ڈیڈی کے دوست اور وہ تمام لوگ جن سے ڈیڈی کا کاروباری تعلق تھا، یا کبھی رہا تھا، اس تقریب میں شریک تھے۔ وہ بڑا مجمع تھا اور باوقار تقریب۔

تقریب کے اختتام پر میں نے مزید چند روز یارک شائر میں قیام کا فیصلہ کیا۔ تاہم جیرالڈ اور نیجل لندن واپس چلے گئے۔ ایمی زیادہ وقت اپنے بیڈ روم میں رہتی تھی۔ چنانچہ میرے لئے موقع تھا کہ میں گھر کی تمام چیزوں کا

جائزہ لوں، اور خاص طور پر قیمتی اشیاء کو بچانے کی کوشش کروں۔ ورنہ وصیت سامنے آنے کے بعد تو سب کچھ اس کے مطابق تقسیم ہوگا۔

مجھے اپنی ماں کے زیورات نظر آئے۔ ان کی موت کے بعد سے انہیں کسی نے کبھی چھوا بھی نہیں تھا۔ انہیں میں نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ اور ڈیڈی کے بیڈ روم میں جو بیش بہا پینٹنگز تھیں، وہ میں نے یہ کہہ کر ایمی سے لے لیں کہ فی الحال میں انہیں ایش ہرسٹ میں آویزاں کرنا چاہتی ہوں۔ ایمی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔

اب اس کے بعد وہاں ایک ہی بیش قیمت آئٹم بچتا تھا...... کتابیں۔ ڈیڈی کی لائبریری بہت زبردست تھی۔ ان کے لئے بھی میں نے طے کرلیا تھا کہ کیا کرنا ہے......؟ ایک ایک کرکے کتاب بیچنا نقصان دہ تھا۔

اگلے ماہ کی پہلی تاریخ کو میں لندن گئی۔ وہاں ڈیڈی کے وکلاء کی فرم کے دفتر میں وصیت نامہ پڑھ کر سنایا جانا تھا۔

مسٹر بیور اسٹاک کو مایوسی ہوئی کہ ایمی لندن نہیں آسکی۔ درحقیقت وہ ڈیڈی کی موت کے صدمے سے سنبھل ہی نہیں پارہی تھی۔ بہرحال ہمارے دُور دراز کے تمام رشتہ دار وہاں آئے تھے۔ سب کو امید تھی کہ ڈیڈی نے ان کے لئے کچھ نہ کچھ چھوڑا ہوگا۔

مسٹر بیور اسٹاک نے سیدھی سی بات بیان کرنے میں ایک گھنٹہ صرف کیا۔ ڈیڈی کے وعدے کے مطابق انہوں نے ڈینیل ٹرمپر کا نام ظاہر نہیں کیا۔ البتہ یہ بتا دیا کہ وہ وارث ہم موجود لوگوں میں سے نہیں، اور وہ ایک خاص وقت پر پوری جاگیر کا مالک بنے گا۔

پھر ایک ایک کرکے وہاں موجود رشتہ داروں کے نام پکارے گئے۔ مجھے رنج ہو رہا تھا۔ ان میں سے کسی کو بھی ہزار پاؤنڈ سے کم رقم نہیں ملی تھی۔

ڈیڈی مرنے کے بعد اپنی دولت دونوں ہاتھوں سے لٹا رہے تھے۔

پھر اپنا نام سن کر میں چونکی۔

"ٹرسٹ سے ہونے والی آمدنی مسز ایتھل ٹریتھم اور مس ایمی ہارڈکیسل میں برابر سے تقسیم ہوگی، جب تک وہ زندہ ہیں۔"

مسٹر بیوراسٹاک کہہ رہے تھے۔

"اور آخری نکتہ...... مکان، یارک شائر کی زمینیں اور اس کے علاوہ بیس ہزار پاؤنڈ کی رقم میرے موکل نے مس ایمی ہارڈکیسل کے نام چھوڑی ہے۔"

☆☆☆

"گڈ مارننگ مسٹر اسنیڈ لز......!"

بڑے میاں حیران رہ گئے کہ خاتون کو ان کا نام کیسے معلوم ہے......؟ دیر تک وہ خاتون کو تکتے رہے۔ پھر انہوں نے پہلو بدلا، خاتون کے سامنے احتراماً سر کو ہلکا سا خم کیا۔ کیونکہ وہ خدا کی مہربانی کا مظہر تھی۔ تقریباً دس دن کے بعد وہ ان کی دُکان پر آنے والی پہلی کسٹمر تھی۔ لیکن نہیں...... ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ڈاکٹر ہال کومب تو دُکان پر ہر روز آتا تھا۔ گھنٹوں وہ کتابوں کو ٹٹولتا رہتا تھا۔ لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ 1937ء کے بعد سے اب تک اس نے کبھی کوئی کتاب خریدی نہیں تھی۔

"گڈ مارننگ مادام......!"

اس نے جواب میں کہا۔

"آپ کو کسی خاص کتاب کی جستجو ہے......؟"

اتنا کہہ کر اس نے خاتون کا تفصیلی جائزہ لیا۔ وہ بیش قیمت لباس پہنے

تھی۔ سر پر چوڑے چھجے والا ہیٹ اور چہرے پر جالی کا نقاب تھا۔ وہ اس کا چہرہ پوری طرح نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"نہیں مسٹر اسنیڈ لز......!"

مسز ٹریتھم نے کہا۔

"میں یہاں کتاب خریدنے کے لئے نہیں، آپ کی خدمات حاصل کرنے کے لئے آئی ہوں۔"

"میں حاضر ہوں مادام......! حکم کریں۔"

"دراصل مجھے ایک بہت بڑی لائبریری ترکے میں ملی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کا کیٹلاگ تیار کراؤں اور اس کی مالیت کا تعین کراؤں۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ آپ اس کے لئے موزوں ترین آدمی ہیں۔"

"آپ کی مہربانی مادام......!"

مسز ٹریتھم نے سکون کی سانس لی کہ مسٹر اسنیڈ لز نے اس سے اپنی سفارش کرنے والے کا نام نہیں پوچھا۔

"میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ یہ لائبریری کہاں ہے......؟"

"ہاروگیٹ سے چند میل مشرق کی طرف۔ اس میں بڑی غیر معمولی اور نایاب کتابیں ہیں۔ آپ نے میرے آں جہانی والد سر ریمنڈ ہارڈکیسل کا نام تو سنا ہوگا......؟ انہوں نے بڑی محنت اور محبت سے عمر بھر یہ کتب جمع کیں۔"

"ہاروگیٹ......؟"

مسٹر اسنیڈ لز کے نزدیک تو وہ ایسا ہی تھا، جیسے بنکاک۔

"اس کام میں چاہے کتنا ہی عرصہ لگے، تمام اخراجات میرے ذمے ہوں گے۔"

مسز ٹرینتھم نے جلدی سے کہا۔

"لیکن اس کے لئے تو مجھے دُکان بند کرنی پڑے گی۔"

"میں اس کا ازالہ بھی کروں گی۔"

"میں سمجھتا ہوں مادام......! کہ یہ ناممکن ہے۔ میں دُکان بند نہیں......"

"میرے والد کی لائبریری میں ولیم بلیک کی ہر کتاب کا پہلا ایڈیشن موجود ہے۔ اور کنڈیشن کتابوں کی ایسی ہے، جیسے ابھی چھپ کر آئی ہوں۔ اس کے علاوہ ہاتھ کے لکھے ہوئے بے شمار نسخے......"

کتابوں سے محبت کرنے والا کوئی شخص اس ترغیب کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا تھا......!

☆☆☆

مسز ٹرینتھم یارک شائر پہنچی تو ایمی ہارڈکیسل سونے کے لئے لیٹ چکی تھی۔

"ان دنوں وہ بہت تھکی رہتی ہیں۔ جلد سو جاتی ہیں۔"

ہاؤس کیپر نے وضاحت کی۔

مسز ٹرینتھم نے رات کے کھانے کے بعد کچھ دیر چہل قدمی کی، پھر اپنے پرانے کمرے میں چلی گئی۔ اسے لگ رہا تھا کہ کہیں کچھ بھی نہیں بدلا ہے۔ سب کچھ تو پہلے ہی جیسا تھا۔

اسے بہت اچھی نیند آئی...... گہری پرسکون نیند......!

صبح آٹھ بجے وہ نیچے آئی۔ کک نے بتایا کہ مس ایمی ابھی سو کر اٹھی ہیں۔ اس لئے ناشتہ اسے اکیلے ہی کرنا ہوگا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ ڈرائنگ روم میں چلی آئی اور وقت گزاری کے لئے اخبار پڑھنے لگی۔ اسے اپنی بہن کا انتظار تھا۔

گیارہ بجے ایمی نیچے آئی اور اس کی طرف خیر مقدم کے لئے بڑھی۔ چھڑی کا سہارا لے کر چل رہی تھی۔

"سوری ایتھل......! دراصل ان دنوں گھٹیا کی تکلیف کچھ زیادہ ہی بڑھ گئی ہے۔"

اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

مسز ٹرینتھم نے جواب دینے کی زحمت بھی نہیں کی۔ وہ تو حیرت سے اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی۔ پچھلے تین ماہ میں اس کی صحت بہت تیزی سے خراب ہوئی تھی۔ ایمی دُبلی پتلی تو شروع ہی سے تھی، مگر اب تو وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گئی تھی۔ اور وہ ہمیشہ سے دھیمی آواز میں بات کرتی تھی۔ لیکن اب تو ناتوانی کی وجہ سے اس کی آواز سنائی ہی بمشکل دیتی تھی۔

ایمی اس کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ چلنے سے اس کی سانس پھول گئی تھی۔

"تمہاری بڑی مہربانی کہ تم اپنی فیملی کو چھوڑ کر میری خاطر یارک شائر آئیں۔"

ایمی نے کہا۔

"سچ تو یہ ہے کہ ڈیڈی کی موت کے بعد میری تو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا۔ یہاں تو بات کرنے کو بھی کوئی نہیں ہے۔"

"میں تمہاری کیفیت سمجھ سکتی ہوں ڈیئر......!"

مسز ٹرینتھم نے کہا۔

"مجھے تمہاری فکر رہتی ہے۔ اور ڈیڈی نے تو مجھے پہلے ہی خبردار کر دیا

تھا کہ ان کی موت کے بعد یہی کچھ ہوگا۔ تم خود کو بہت اکیلا محسوس کرو گی۔ اس سلسلے میں انہوں نے مجھے خاص طور پر تفصیلی ہدایات دی تھیں کہ کس معاملے میں مجھے کیا کرنا ہوگا......؟ میری بات سمجھ رہی ہو نا......؟"

"ہاں ڈیئر......! اور ڈیڈی ایسے ہی تھے...... ہر بات کی فکر کرنے والے۔ ارے ہاں......! مجھے بھی تو بتاؤ کہ ڈیڈی نے تم سے کیا کہا تھا......؟"

"انہوں نے کہا تھا کہ اس مکان کو جتنا جلدی بیچ دیا جائے، بہتر ہوگا۔ ان کا کہنا تھا کہ تم میرے ساتھ ایلش ہرسٹ میں رہ سکتی ہو۔"

"ارے نہیں......! میں تمہیں اتنی زحمت کیسے دے سکتی ہوں اینتھل......؟"

"......دوسری صورت یہ ہے کہ تم کسی ساحلی ہوٹل میں رہ سکتی ہو۔ وہاں بوڑھے لوگوں کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ ڈیڈی کہتے تھے کہ وہاں تم کچھ دوست بنا سکو گی...... اور یوں تمہارا تنہائی کا احساس دُور ہوگا۔ ویسے میں ذاتی طور پر تو یہی چاہتی تھی کہ تم ایلش ہرسٹ میں میرے ساتھ رہو۔ لیکن بمباری کی وجہ سے......"

"ڈیڈی نے مجھ سے مکان بیچنے کی بات کبھی نہیں کی۔"

امی پُرتشویش لہجے میں بڑبڑائی۔

"بلکہ مجھے تو اُلٹا انہوں نے......"

"میں جانتی ہوں ڈیئر......! وہ جانتے تھے کہ تمہیں یہ سن کر صدمہ ہوگا۔ اس لئے انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں مناسب موقع پر نرمی سے...... محبت سے تمہیں یہ بات سمجھا دوں۔ مجھ سے اسٹڈی میں انہوں نے کئی گھنٹے بات کی تھی، تمہیں تو یاد ہوگا نا......!"

امی نے اثبات میں سر ہلایا۔ لیکن مکان بیچنے کے تصور سے وہ اب

بھی وحشت زدہ نظر آ رہی تھی۔

"مجھے ان کا کہا ہوا ایک ایک لفظ یاد ہے۔ اور میں ان کی ہر خواہش پوری کروں گی۔"

مسز ٹرینتھم نے رقت آمیز لہجے میں کہا۔

"میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں سے شروع کروں......؟"

امی کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"تم فکر ہی نہ کرو۔ میں ہوں نا......!"

مسز ٹرینتھم نے امی کے ہاتھ پر تھپکی دی۔

"اس لئے تو یہاں آئی ہوں میں......!"

"مگر ان تمام ملازمین کا...... اور میری بلی کا کیا ہوگا......؟"

امی نے بلی کا سر سہلاتے ہوئے پُرتشویش لہجے میں کہا۔

"اگر ان سب کا خیال نہ رکھا گیا تو ڈیڈی مجھے کبھی معاف نہیں کریں گے۔"

"بے شک......! لیکن ڈیڈی مجھے ہر مرحلے کے لئے تفصیلی ہدایات دے کر گئے ہیں۔ تم فکر نہ کرو......!"

"واقعی......! ڈیڈی ہر ایک کا خیال رکھنے والے تھے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ملازمین کا کیا ہوگا......؟"

مسز ٹرینتھم نے بڑے صبر و تحمل کے ساتھ امی پر کئی دن صرف کئے، اور بالآخر اسے اپنے مستقبل کے منصوبوں پر قائل کر لیا...... انہیں ڈیڈی سے منسوب کر کے کہ یہ امی کی کمزوری تھی۔ امی جہاں غیر مطمئن نظر آئی، اس نے کہا...... یہی ڈیڈی کی خواہش تھی۔

اور بے چاری امی نے تو پوری زندگی صرف اور صرف ڈیڈی کے لئے

گزاری تھی۔

اس کے بعد ایمی نے باغیچے میں چہل قدمی چھوڑ دی۔ وہ صرف شام کے وقت نیچے آتی تھی۔ اس نے اپنے محبوب پودوں کی دیکھ بھال بھی چھوڑ دی۔ مسز ٹریتھم ہر وقت اسے احتیاط کی...... زیادہ محنت نہ کرنے کی تلقین کرتی رہتی تھی۔ اور ہلنا جلنا بھی اس کے نزدیک سخت محنت کا کام تھا۔

پیر کے دن مسز ٹریتھم نے تمام ملازموں کو ایک ہفتے کا نوٹس دے دیا...... کک کو چھوڑ کر۔ اسی شام اس نے اسٹیٹ ایجنٹ سے بات کی اور مکان اور ساٹھ ایکڑ کی جاگیر کو فروخت کے لئے مارکیٹ میں پھینک دیا۔

جمعرات کے دن اس نے ہاروگیٹ کے مسٹر آلتھ ویٹ کو وکیل مقرر کر دیا۔ ایمی سے اس نے کہا کہ مقامی معاملات میں ڈیڈی کے وکیل مسٹر بور اسٹاک کو زحمت دینے کی کیا ضرورت ہے......؟ وہ اتنی دُور سے دوڑ کر نہیں آسکتے۔ وکیل وہ اچھا جو یہیں رہتا ہو۔

تین ہفتے بعد مسز ٹریتھم نے ایمی کے لئے اسکاربرو کے ایک ساحلی ہوٹل میں رہائش کا بندوبست کر دیا۔ اس نے ہوٹل کے مالک کی یہ شرط بھی قبول کر لی کہ بلی کو ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

''آپ بل ہر ماہ اسٹرانڈ میں کوٹس کمپنی کو بھیج دیں۔ وہ بل ادا کر دیں گے۔''

اس نے ہوٹل کے مالک کو آخری ہدایت دی۔

اپنی بہن کو خدا حافظ کہنے سے پہلے مسز ٹریتھم نے اس سے تین دستاویزات پر دستخط کرائے۔

''اب اس کے بعد تم ہر چیز سے، ہر معاملے سے بے فکر ہو جاؤ گی ڈیئر......! ہر پریشانی کے لئے میں ہوں نا......!''

ایمی نے دستاویزات کو پڑھے بغیر ان پر دستخط کر دیئے۔ مسز ٹریتھم نے جلدی سے انہیں ہینڈ بیگ میں رکھ لیا۔

''جلد ہی تم سے ملاقات ہوگی......!''

اس نے ایمی کے رُخسار پر الوداعی بوسہ ثبت کرتے ہوئے کہا۔

چند منٹ بعد وہ ایش ہرسٹ واپس جا رہی تھی۔

☆☆☆

دروازہ کھلتے ہی اندر گھنٹی بجی اور مسٹر اسنیڈلز اندرونی کمرے سے دُکان میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں تین کتابیں تھیں۔

''صبح بخیر مسز ٹریتھم......!''

اس نے کہا۔

''شکریہ کہ آپ نے میرے رقعے کو اہمیت دی۔ دراصل ایک ایسا مسئلہ آن پڑا کہ آپ سے رابطہ کرنا ضروری ہوگیا۔''

''مسئلہ......؟''

مسز ٹریتھم نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹاتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں......! جیسا کہ آپ جانتی ہیں کہ میں نے یارک شائر میں اپنا کام تقریباً مکمل کر لیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس میں اتنا وقت لگا۔ لیکن آپ کے والد کی کتابوں کا ذخیرہ ہے ہی کچھ ایسا......''

''کام کی بات کرو......!''

مسز ٹریتھم نے جھنجلا کر کہا۔

''ڈاکٹر ہال کومب کی خدمات حاصل کرنے کے باوجود ہر کتاب کی مالیت کا تعین کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ یارک شائر

جانے اور آنے میں بھی بہت وقت لگتا ہے۔ تو بات یہ ہے کہ ہمیں کام مکمل کرنے میں مزید کئی ہفتے لگیں گے۔ دیکھیں نا، آپ کے والد نے ان کتابوں کو جمع کرنے میں عمر لگا دی......''

''وقت کی کوئی اہمیت نہیں......!''

مسز ٹرینتھم نے اس کی بات کاٹ دی۔

''مجھے کوئی جلدی نہیں۔ تم بے فکری سے کام کرو اسنیڈلز......! اور مجھے زحمت اب اس وقت دینا، جب کام مکمل ہو جائے۔''

اسنیڈلز مسز ٹرینتھم کو رُخصت کرنے دروازے تک آیا اور اس کے لئے دروازہ کھولا۔ مسز ٹرینتھم نے چہرے پر نقاب لگائی، باہر نکلنے سے پہلے اِدھر اُدھر دیکھا، پھر مطمئن انداز میں باہر نکل گئی۔

اسنیڈلز نے دروازہ بند کیا اور اندرونی کمرے میں چلا گیا، جہاں ڈاکٹر ہال کومب پہلے ہی سے موجود تھا۔

ان دنوں اسے کسی گاہک کی آمد بھی اچھی نہیں لگتی تھی۔

☆☆☆

''تیس سال بعد میں اپنا اسٹاک بروکر بدل دوں۔''

جیرالڈ ٹرینتھم نے سخت لہجے میں کہا۔

''یہ ممکن نہیں ہے۔''

''سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس کی وجہ سے نیجل کو اس کی کمپنی میں ایک مقام مل جائے گا۔''

''نہیں ایتھل......! اس فرم سے ہمارا آبائی تعلق ایک صدی پر محیط ہے۔ اور اب نیجل کو اپنے معاملات خود دیکھنے چاہئیں۔ کب تک اس کی مدد کی

بنی رہے گی۔ چالیس سے اوپر کا ہوگی ہے وہ......!''

''اس لحاظ سے تو اس کا اور حق بنتا ہے مدد کا۔''

مسز ٹرینتھم نے دلیل دی۔

''نہیں ایتھل......! یہ ممکن ہی نہیں ہے۔''

''سمجھنے کی کوشش کرو۔ نیجل کی ذمہ داری ہے کمپنی کو نئے کلائنٹس دلانا۔ اور اس وقت اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد وہ اسے پارٹنر شپ کی پیش کش کریں گے۔''

میجر ٹرینتھم نے اس اطلاع پر اپنی بے یقینی چھپانے کی ذرا بھی کوشش نہیں کی۔

''تو اس صورت میں اسے اپنے رابطے بڑھانے چاہئیں۔ آخر اس کی ایک اپنی سوشل لائف ہے۔ ضرورت کے وقت باپ اور باپ کے دوستوں سے کب تک کام چلاتا رہے گا......؟''

''یہ زیادتی ہے جیرالڈ......! باپ ہی مدد نہ کرے بیٹے کی تو اور کسی کو کیا پڑی ہے مدد کرنے کی......؟''

''مدد...... مدد...... مدد......!''

میجر کی آواز بلند ہوگئی۔

''جب سے وہ پیدا ہوا ہے، تم یہی ایک کام تو کر رہی ہو اس کے لئے۔ میرے خیال میں اسی وجہ سے وہ اب تک اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل نہیں بن سکا ہے۔ تم نے ناکارہ بنا دیا ہے اسے......!''

''جیرالڈ......! میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ......''

''اور ویسے بھی تم جانتی ہو کہ ہمارے پاس آبائی زمین کے سوا کچھ نہیں ہے۔''

"کلائنٹ تو کلائنٹ ہوتا ہے۔ یہ تو اُصول ہے کاروبار کا۔"

"کچھ بھی ہو۔ میں یہ کام نہیں کروں گا۔"

جیرالڈ نے کہا اور ناشتے کی میز سے اُٹھ گیا۔

مسز ٹرینتھم نے اس کا چھوڑا ہوا اخبار اُٹھا لیا۔ اس کی نظر ان لوگوں کی فہرست پر پڑی، جنہیں شاہی یومِ ولادت کے موقع پر خطاب دیئے گئے تھے وہ حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب میں تھے۔

مسز ٹرینتھم کی اُنگلی حرف ٹی پر پہنچ کر ایک نام پر رُک گئی۔ اس کی اُنگلی لرز رہی تھی۔

☆☆☆

میکس ہیرس کے مطابق گرمیوں کی چھٹیوں میں ڈینیل ٹرمپر امریکہ گیا تھا۔

"کیوں......؟"

مسز ٹرینتھم نے سوال اُٹھایا۔

اس کا میکس ہیرس کے پاس کوئی حتمی جواب نہیں تھا۔

جس عرصے میں ڈینیل امریکہ میں تھا، مسز ٹرینتھم اپنے وکیل کے ذریعے فلیٹ کی تعمیر کے منصوبے کے لئے اجازت نامہ لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ ٹین آرکی ٹیکٹ بھی اس کے رابطے میں تھے۔ جن کے بنائے ہوئے نقشوں پر غور ہو رہا تھا۔

بدصورت ترین نقشے کو پسند کر لیا گیا۔ خوبی کی بات یہ تھی کہ نقشہ بنانے والے جسٹن ٹالبوٹ کے انکل لندن کاؤنٹی کونسل کی پلاننگ کمیٹی کے رُکن تھے۔ مسز ٹرینتھم کو یقین تھا کہ مسٹر ٹالبوٹ کی حمایت کے باوجود کمیٹی اس نقشے کو

منظور کر سکے گی۔ درحقیقت مجوزہ عمارت ایک ایسے بنک سے مشابہ تھی، جسے ہٹلر بھی یقیناً مسترد کر دیتا۔

"آپ زور اس بات پر دیں کہ ہمارا مقصد غریب لوگوں کے لئے سستے فلیٹ بنانا ہے۔"

وکیل نے مسز ٹرینتھم کو مشورہ دیا۔

"اس تعمیر کا مقصد طلباء اور بے روزگار لوگوں کو رہائش فراہم کرنا ہے، اور ان فلیٹس سے حاصل ہونے والی آمدنی اس طرح کے خیراتی فنڈ میں جائے گی۔ اور تیسری بات یہ کہئے گا کہ آپ اس نقشے کے ذریعے ایک نوجوان اور ہونہار آرکی ٹیکٹ کو موقع دے رہے ہیں، جس کا یہ پہلا نقشہ ہے۔"

کمیٹی نے نقشے کی منظوری دے دی تو مسز ٹرینتھم کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس پر خوش ہو یا اپنا سر پیٹے۔

کمیٹی نے کئی ہفتے کے غور و خوض کے بعد نقشے میں کچھ تبدیلیاں تجویز کرتے ہوئے اسے بنیادی طور پر منظور کر لیا تھا۔

چنانچہ ملبہ ہٹانے کا کام شروع کر دیا گیا۔

دوسری طرف کمیٹی کے سامنے سر چارلس ٹرمپر کی درخواست آئی، جو چیلسی ٹیرس کے علاقے میں ایک بہت بڑا اسٹور تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ اس پراجیکٹ کی قومی سطح پر بہت اہمیت دی جا رہی تھی۔ لیکن مسز ٹرینتھم کو اخبار میں مسٹر مارٹن سمپسن کا مضمون پڑھ کر خوشی ہوئی۔ مسٹر سمپسن اسمال شاپس ایسوسی ایشن کے صدر تھے، اور چھوٹی دُکانوں کے تحفظ کے لئے کام کر رہے تھے۔ وہ سر چارلس ٹرمپر کے اس منصوبے کے سخت خلاف تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ منصوبہ چھوٹے دُکانداروں کے معاشی قتل کے مترادف ہے۔ انہوں نے اس پر افسوس کا اظہار کیا تھا کہ مقامی دُکانداروں میں کوئی ایسا نہیں جو سر

چارلس ٹرمپر سے ٹکر لے سکے، جو کہ بارسوخ بھی ہیں، اور دولت مند بھی۔

"ایسا کوئی ہے......!"

مسز ٹرینتھم کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"کیا ہے......؟ کیا کہہ رہی ہو......؟"

اس کے شوہر نے پوچھا۔

"کچھ نہیں......! کچھ سوچ رہی تھی میں......!"

مسز ٹرینتھم نے اسی روز سمپسن سے ملاقات کی اور انہیں چارلس ٹرمپر کے منصوبے کے خلاف اعتراض داخل کرنے کے سلسلے میں مکمل مالی امداد کی پیش کش کی۔

"تمام اخراجات میرے ذمہ ہوں گے۔"

اس نے کہا۔

اس کے نتیجے میں مہم شروع ہوگئی۔ مسز ٹرینتھم باقاعدگی سے اخبار پڑھنے لگیں۔

مسز ٹرینتھم کی زمین پر بلڈوزرز نے صفائی کا کام شروع کیا، اور ادھر ٹرمپر کی سائٹ پر کام روک دیا گیا، تو مسز ٹرینتھم نے اپنی توجہ ڈینیل ٹرمپر اور اس کے معاملاتِ وراثت پر مبذول کی۔

وکیلوں نے بتا دیا تھا کہ ڈینیل صرف ایک صورت میں وراثت سے محروم ہو سکتا ہے...... وہ یہ کہ وہ خود رضاکارانہ طور پر اپنے حق سے دستبردار ہو جائے۔ بلکہ انہوں نے دست برداری کے لئے ایک تحریری ڈرافٹ بھی تیار کر دیا۔

لیکن مسز ٹرینتھم جانتی تھی کہ اس پر ڈینیل سے دستخط کرانا ناممکن ہے۔ تاہم وہ ایسی کوئی ترکیب سوچ رہی تھی کہ پہلے مرحلے میں کم از کم ڈینیل کی اور اس کی ملاقات ہو جائے۔

بہرحال اس معاملے میں کوئی اُمید نہیں تھی۔ چنانچہ اس نے وکیلوں کے تیار کئے ہوئے ڈرافٹ کو میز کی نچلی دراز میں رکھ دیا، جہاں ٹرمپرز کی دیگر دستاویزات بھی موجود تھیں۔

☆☆☆

"آپ کی آمد کا شکریہ مادام......!"

اسنیڈلز نے کہا۔

"میں شرمندہ ہوں کہ آپ کے کام کی تکمیل میں اتنا وقت لگا ہے۔ تاہم مہنگائی بڑھ جانے کے باوجود میں اجرت بڑھانے کے لئے آپ پر زور نہیں دوں گا۔"

وہ مسز ٹرینتھم کے چہرے کا تاثر نہیں دیکھ سکا، کیونکہ اس نے نقاب نہیں ہٹائی تھی۔

اس بار وہ اسنیڈلز کے ساتھ دُکان کے عقبی حصے میں گئی، جہاں گرد آلود کتابیں ڈھیر تھیں۔ اسنیڈلز نے ڈاکٹر ہال کومب سے اس کا تعارف کرایا۔ کرسی پر بیٹھنے کی پیش کش مسز ٹرینتھم نے قبول نہیں کی، کیونکہ کرسی پر بھی بہت گرد تھی۔

میز پر کتابوں کے آٹھ کارٹن رکھے تھے۔ اسنیڈلز نے بڑے فخر سے اپنے طریق کار کے بارے میں بتایا۔ درمیان میں ڈاکٹر ہال کامب کا جب بھی کبھی وضاحت کرتا رہا۔ انہوں نے بتایا کہ کتابوں کی کس طرح درجہ بندی کی جا رہی ہے۔ پھر انہوں نے کارڈ دکھائے، جن پر ہر درجے کی کتابوں کی متعین کردہ قیمت بھی درج تھی۔

خلافِ توقع مسز ٹرینتھم نے بڑے تحمل سے یہ تفصیل سنی۔ اس نے کچھ سوال بھی کیئے، حالانکہ ان کے جوابوں میں اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

''تم نے زبردست کام کیا ہے اسنیڈلز......!''

اس نے آخر میں کہا۔

''میں بہت خوش ہوں تمہارے کام سے......!''

''بہت شکریہ مادام......!''

اسنیڈلز نے سرخم کرتے ہوئے کہا۔

''میں کتابوں سے محبت کرتا ہوں، کتابوں کی عزت کرتا ہوں۔''

مسز ٹرینتھم نے ایک چیک اس کی طرف بڑھایا، جو اس نے شکریے کے ساتھ قبول کرلیا۔

مسز ٹرینتھم نے فہرست کا جائزہ لیا۔

''تمہارے اندازے کے مطابق یہ کتابیں تقریباً پانچ ہزار پاؤنڈ مالیت کی ہیں......؟''

''جی مادام......! یہ کم سے کم قیمت ہے۔ بہت سے نسخے تو اتنے پرانے ہیں کہ مارکیٹ میں دستیاب ہی نہیں۔ ان کی قیمت کا تعین کرنا آسان نہیں۔ کوئی قدرداں ان کے لئے کوئی بھی قیمت ادا کرسکتا ہے۔''

''تو تم ان کتابوں کے مجھے پانچ ہزار پاؤنڈ دے سکتے ہو......؟''

مسز ٹرینتھم نے اسنیڈلز کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''بہت خوشی سے دیتا۔ لیکن بدقسمتی سے میرے پاس اتنی رقم ہے نہیں......!''

''اور اگر میں تمہیں ان کو فروخت کرنے کی ذمہ داری سونپ دوں تو؟''

''میرے لئے یہ ایک اعزاز ہوگا۔ لیکن مادام......! اس کام میں کئی ماہ لگ سکتے ہیں۔''

''تو ٹھیک ہے......! ہم اس سلسلے میں شراکت کا معاہدہ کر لیتے ہیں۔''

اسنیڈلز کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

☆☆☆

نیجل کے انتخاب پر مسز ٹرینتھم کو پورا بھروسہ تھا۔ لیکن اس نے بہو کا انتخاب خود ہی کیا۔

ویرونیکا بیری میں وہ سب کچھ تھا، جو مسز ٹرینتھم اپنی بہو میں دیکھنا چاہتی تھی۔ خاندانی پس منظر اچھا تھا۔ لڑکی کا باپ وائس ایڈمرل تھا۔ اس کی ماں ایک بشپ کی بیٹی تھی۔ وہ نہ بہت زیادہ دولت مند تھے، نہ بہت زیادہ اہم۔ تین بچوں میں ویرونیکا ان کی سب سے بڑی بیٹی تھی۔

شادی دھوم دھام سے ہوئی۔ کٹ کیٹ اینڈ کن...... وہ کمپنی، جہاں نیجل کام کرتا تھا...... 32 پارٹنرز کو مدعو کیا گیا تھا۔ لیکن شرکت ان میں سے صرف پانچ نے کی۔ مسز ٹرینتھم نے ان پانچوں سے نیجل کے مستقبل کے بارے میں بات کی، لیکن ان میں سے ہر ایک کنی کاٹ گیا۔

اس نے کمپنی کے سینئر پارٹنر مائلز رین شا سے کہا۔

''میں ایک بڑی رقم ایک ایسی کمپنی میں لگانے والی ہوں، جو پبلک سیکٹر میں جارہی ہے۔ مجھے اس سلسلے میں طویل المدت منصوبہ بندی کے لئے آپ کا مشورہ درکار ہوگا۔''

مائلز رین شا نے کسی گرم جوشی کا اظہار نہیں کیا۔ اسے یاد تھا کہ مسز

ٹرینتھم نے ابتداء میں اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہارڈ کیسل انٹرپرائز کا پورٹ فولیو ران کی فرم کو دلائے گی، اور اپنے باپ کی موت کے بعد بھی وہ یہ وعدہ پورا نہیں کر سکی تھی۔

"ٹھیک ہے......! آپ مجھ سے مل لیجئے گا۔"

اس نے خشک لہجے میں کہا۔

مسز ٹرینتھم نے رین شا کو ایسے رُخصت کیا، جیسے وہ وہاں میزبان ہو۔ حالانکہ تقریب ویرونیکا کے باپ کے گھر میں ہو رہی تھی۔

اس بات پر ویرونیکا کا منہ بن گیا۔ لیکن مسز ٹرینتھم اس کے تاثرات نہ دیکھ سکی۔

☆☆☆

وہ ستمبر 47ء کا آخری جمعہ تھا۔ گبسن نے نشست گاہ کے دروازے پر دستک دی اور اعلان کیا۔

"کیپٹن ڈینیل ٹرینتھم......!"

مسز ٹرینتھم نے رائل فیوزیلرز کے کیپٹن کی وردی پہنے اس نوجوان کو پہلی بار دیکھا تو اس کی ٹانگیں جواب دینے لگیں۔ وہ کمرے کے وسط میں آ کر رُک گیا۔ مسز ٹرینتھم کو 25 برس پہلے کی وہ ملاقات یاد آ گئی، جو اسی کمرے میں ہوئی تھی۔

اس نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا اور صوفے پر ڈھیر ہو گئی۔

صوفے کے ہتھے کو مضبوطی سے تھام کر اس نے اپنے پوتے کو دیکھا۔ وہ ہو بہو گائی جیسا تھا۔ پرانی یادیں ذہن کے نہاں خانوں سے بھوتوں کی طرح نکل آئیں۔

اس کا پوتا اسے بتا رہا تھا کہ موسم گرما میں وہ امریکہ نہیں، آسٹریلیا گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ جانتا ہے کہ چیلسی ٹیرس میں فلیٹس کی زمین اس کی ملکیت ہے اور کس طرح وہ اسے ٹرمرز کے اسٹور کے لئے رکاوٹ کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔ اس نے گائی کے کتبے پر موجود تحریر کا، اور سینٹ اگنس ہوٹل میں ہونے والی اس کی خفیہ ملاقاتوں کا حوالہ بھی دیا۔

"میرے والدین کو اس بات کا علم نہیں کہ میں یہاں آیا ہوں...... آپ سے ملنے۔"

اس نے کہا۔

مسز ٹرینتھم نے جان لیا کہ وہ آسٹریلیا سے گائی کی موت کے تمام مقامات اور پس منظر سے آگاہ ہے۔ اور اگر یہ سب اخبارات میں آ گیا تو خاندانی عزت سر بازار نیلام ہو جائے گی۔

مسز ٹرینتھم نے اسے بولنے دیا، اور خود مسلسل سوچتی رہی۔ وہ چیلسی ٹیرس کے مستقبل پر بات کر رہا تھا کہ مسز ٹرینتھم نے سوچا۔

"یہ لڑکا آخر کتنا کچھ جانتا ہے......؟"

اور یہ معلوم کرنے کا ایک ہی طریقہ تھا۔ اس کے لئے اسے ایک بڑا خطرہ مول لینا تھا۔

ڈینیل نے اپنا مطالبہ پیش کر دیا تو وہ بولی۔

"میری بھی ایک شرط ہے......!"

"کیسی شرط......؟"

"یہ کہ ہارڈ کیسل جاگیر کے بارے میں تم کبھی کوئی دعویٰ نہیں رکھو گے، کوئی حق نہیں مانگو گے۔"

پہلی بار لڑکے کے اندر سے بے یقینی جھلکی۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ یہ

شرط اس کی وہم و گمان میں بھی نہیں تھی۔ اس کا مطلب صاف تھا کہ اسے ہارڈ کیسل کی وصیت کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔ اس کے ڈیڈی نے بیوراسٹاک کو ہدایت کی تھی کہ 30 ویں جنم دن سے پہلے ڈینیل کو وصیت کے بارے میں نہ بتایا جائے۔ اور بیوراسٹاک ہر ہدایت کی تعمیل کا قائل تھا۔

”میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں کہ آپ ترکے میں میرے لئے کچھ چھوڑیں گی......؟“

بالآخر ڈینیل نے کہا۔

مسز ٹرینتھم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خود راز کیوں کھولتی......؟

”ٹھیک ہے......! مجھے منظور ہے۔“

بالآخر ڈینیل نے کہا۔

”اور تم تحریری طور پر یہ وعدہ کرو گے...... وعدہ نہیں......! معاہدہ......!“

”اور آپ کو بھی تحریر دینی ہوگی۔“

مسز ٹرینتھم کو یقین ہوگیا کہ اب لڑکا اپنے منصوبے کو بھول کر بدلی ہوئی صورتِ حال کے تحت قدم اُٹھا رہا ہے۔

وہ اُٹھی، ڈیسک کی طرف گئی، نچلی دراز کو کھول کر اس نے وکیل کا تیار کیا ہوا ڈرافٹ نکالا۔ اپنے ہاتھ سے اس کی نقل تیار کی، پھر ڈینیل کے مطالبات کے مطابق فلیٹ تعمیر کرنے سے دستبردار اور دوسری طرف ٹرمپرز ٹاورز کی تعمیر پر اعتراض سے دستبرداری کی دستاویز لکھی، اور دونوں دستاویزات ڈینیل کی طرف بڑھا دیں۔

اب اسے ڈر تھا کہ کہیں پڑھتے ہوئے وہ سمجھ نہ جائے۔ اس وقت اگر وہ مطالبہ کر دیتا کہ وہ چیلسی ٹیرس میں اپنی زمین چارلی ٹرمپر کو فروخت کرنے

کی پابند ہوگی تو وہ اس سے ترکے سے دستبرداری کی دستاویز پر دستخط کرانے کی خاطر یہ بھی مان لیتی۔

لیکن ڈینیل نے خاموشی سے دستاویز پر دستخط کر دیئے۔

مسز ٹرینتھم نے گھنٹی بجا کر بٹلر کو طلب کیا اور اس سے گواہ کی حیثیت سے دستخط کرا لئے۔

”اب اس نوجوان کو باہر کا راستہ دکھاؤ......!“

اس نے بٹلر سے کہا۔

اس کے جانے کے بعد وہ سوچتی رہی کہ لڑکے کو بعد میں پتا چلے گا کہ اس نے کتنا مہنگا سودا کیا ہے۔

اگلے روز اس نے اپنے وکلاء کو وہ دستاویز دکھائی تو وہ انگشت بہ دنداں رہ گئے۔

”یہ کیسے ممکن ہوا......؟“

ایک وکیل نے پوچھا۔

”اسے چھوڑو......! یہ بتاؤ...... یہ کافی ہے نا......؟“

”ضرورت سے زیادہ......!“

وکیل نے جواب دیا۔

ادھر مارٹن سمپسن کو پتا چلا کہ مالی امداد منقطع ہو چکی ہے تو وہ بہت چیں بہ جبیں ہوا۔ لیکن ذاتی طور پر 50 پاؤنڈ ملے تو وہ ٹرمپرز کے خلاف اعتراض سے دستبردار ہونے پر رضامند ہوگیا۔

اگلے روز سے مسز ٹرینتھم دوسرے معاملات کی طرف متوجہ ہوگئی۔

☆☆☆

مسز ٹرینتھم کا نظریہ تھا کہ ویرونیکا نے ماں بننے میں خاص عجلت کا مظاہرہ کیا ہے۔

اس کی بہو نے اسے جائلز ریمنڈ نامی پوتے کا تحفہ پیش کیا تو اس کی شادی کو صرف 9 ماہ 20 دن ہوئے تھے۔ یہی بہت بڑی بات تھی کہ بچہ 9 ماہ سے پہلے ہی نازل نہیں ہوگیا۔ کیونکہ مسز ٹرینتھم کئی ماہ سے اپنے ملازمین کو انگلیوں کے پوروں پر دنوں کا حساب لگاتے دیکھتی رہی تھی۔ ذرا بھی گڑبڑ ہو جاتی تو بڑی رُسوائی ہوتی۔

''بال بال بچے......!''

مسز ٹرینتھم نے سکون کی سانس لی۔

ویرونیکا اسپتال سے بچے کے ساتھ واپس آئی تو پہلی بار ساس اور بہو کا اختلافِ رائے سامنے آیا۔

ویرونیکا اور نیجل اپنے بیٹے کو بچہ گاڑی میں بٹھا کر دادی سے ملوانے کے لئے آئے۔ مسز ٹرینتھم نے نومولود کو ایک سرسری نگاہ سے نوازا۔ پھر گبسن بچہ گاڑی کو باہر لے گیا اور ناشتے کی ٹرالی کو اندر لے آیا۔

''یقیناً تم لوگ بلاتاخیر بچے کے ایس گارتھ اور ہارو میں داخلے کے لئے رجسٹریشن کراؤ گے۔''

مسز ٹرینتھم نے ویرونیکا اور نیجل کے سینڈوچ اُٹھانے سے پہلے ہی مشورۃً حکم دیا۔

''دیکھو نا...... پہلے ہی سے بک کرانا ضروری ہے۔ ممکن ہے، بعد میں جگہ نہ ملے۔''

''درحقیقت میں اور نیجل اس سلسلے میں بات کرتے رہے ہیں اور فیصلہ بھی کر چکے ہیں کہ ہمارے بیٹے کی تعلیم کے معاملات کس انداز میں چلیں گے۔''

ویرونیکا نے کہا۔

''اور جن اسکولوں کے آپ نے نام لئے، وہ ہمارے زیرغور آئے ہی نہیں۔''

مسز ٹرینتھم نے چائے کی پیالی کو دوبارہ پر رکھ دیا۔ پھر ویرونیکا کو ایسی نظروں سے دیکھا، جیسے اس نے انہیں شاہِ معظم کی وفات کی خبر سنا دی ہو۔

''سوری ویرونیکا......! میرا خیال ہے، میں ٹھیک سے سن نہیں سکی۔''

اس نے اپنے مخصوص انداز میں بہو کو اصلاحِ احوال کا موقع فراہم کیا۔

لیکن ویرونیکا اصلاحِ احوال پر آمادہ ہی نہیں تھی۔

''ہم جائلز کو چیلسی کے پرائمری اسکول میں بھیجیں گے اور اس کے بعد برائن سٹن۔''

''اور اگر کوئی پوچھے کہ یہ بھلا کہاں واقع ہے......؟''

مسز ٹرینتھم نے تحقیرآمیز لہجے میں پوچھا۔

''ڈورسیٹ میں...... میرے ڈیڈی کا پرانا اسکول۔''

ویرونیکا نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر پلیٹ سے سینڈوچ اُٹھا لیا۔

نیجل پُرتشویش نظروں سے ماں کو دیکھ رہا تھا۔

''خیر......تم نے اپنی بساط اور سوچ کے مطابق سوچا۔''

مسز ٹرینتھم نے بے پرواہی سے کہا۔

''تاہم تمہیں بھی اس بات کی یقیناً فکر ہوگی کہ تمہارا ریمنڈ اچھی درسگاہوں میں پڑھے۔''

اس نے بچے کے نام ریمنڈ پر خاص طور پر زور دیا تھا۔

''اس لئے تمہیں اس پر نظرثانی کرنی ہوگی۔''

''جی نہیں......! اس کی ضرورت نہیں۔''

ویرونیکا نے کہا۔

"میں نے اور نیجل نے بہت غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے۔ بلکہ ہم نے پچھلے ہفتے جائلز کو برائن سٹن میں رجسٹرڈ بھی کرالیا ہے۔"

اختلاف بہت گہرا تھا۔ نومولود، ماں کے نزدیک جائلز تھا اور دادی کے لئے ریمنڈ۔ لیکن ابھی وہ ان باتوں سے بے خبر تھا۔

"دیکھیں نا...... پہلے ہی سے بک کرانا ضروری ہے۔ ممکن ہے، بعد میں جگہ نہ ملے۔"

ویرونیکا نے مسز ٹریتھم کو انہی کے الفاظ لوٹا دیئے۔

مسز ٹریتھم بے بسی سے اسے دیکھتی رہی۔

ویرونیکا نے ہاتھ بڑھا کر ایک اور سینڈوچ اُٹھا لیا۔

☆☆☆

میکس ہیرس نے مسز ٹریتھم کو ہوٹل کی لابی میں داخل ہوتے دیکھا تو اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے احترام سے اس کے سامنے سر خم کیا اور اس کے بیٹھنے کے بعد خود بھی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس نے اپنے لئے وہسکی اور مسز ٹریتھم کے لئے چائے منگوائی۔ مسز ٹریتھم کے چہرے پر بدمزگی اور ناپسندیدگی واضح تھی۔

"مسٹر ہیرس......! تم نے اس ملاقات پر زور دیا ہے تو اس کی یقیناً کوئی خاص وجہ ہوگی......؟"

"جی ہاں......! میرے پاس آپ کے لئے ایک بہت اچھی خبر ہے۔"

ہیرس نے کہا۔

"ابھی حال ہی میں مسز بینٹ نامی ایک خاتون کو ایک دکان سے

چوری کے الزام میں پکڑا گیا تھا۔ اس نے ہاروے نکولس سے ایک فرکوٹ اور چمڑے کی ایک بیلٹ پار کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"تو اس سے مجھے کیا......؟"

مسز ٹریتھم پریشان ہو رہی تھی کہ وہ گھر سے چھتری لئے بغیر نکل آئی ہے، اور یہاں بارش شروع ہوگئی ہے۔

"اس خاتون کا تعلق سر چارلس ٹرمپر سے ہے۔"

ہیرس نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"کیسا تعلق......؟"

مسز ٹریتھم کے لہجے میں اُلجھن تھی۔

"مسز بینٹ درحقیقت سر چارلس ٹرمپر کی سب سے چھوٹی بہن ہے۔"

مسز ٹریتھم نے ہیرس کو گھور کر دیکھا۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے، ٹرمپر کی صرف تین بہنیں ہیں۔ سیلی جو کہ ٹورنٹو میں ہے، جس کی شادی ایک انشورنس سیلز مین سے ہوئی ہے۔ دوسری گریس ہے، جسے حال ہی میں گائی ہاسپٹل میں میٹرن بنایا گیا ہے۔ اور تیسری کٹی ہے جو کچھ عرصہ پہلے اپنی بہن کے پاس، کینیڈا چلی گئی تھی۔"

"اب وہ کینیڈا سے واپس آچکی ہے۔"

"واپس آچکی ہے......؟"

"جی ہاں......! مسز کٹی بینٹ۔"

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔"

مسز ٹریتھم میکس ہیرس کے اس چوہے اور بلی والے کھیل سے بیزار ہوگئی۔

ہیرس کو بھی اس بات کا احساس ہوگیا۔

"اس نے کینیڈا میں کسی مسٹر بینٹ سے شادی کر لی تھی۔ وہ بڑی مشکل

سے کھینچ تان کر ایک سال چلی۔ بعد از خرابی بسیار طلاق ہوئی۔ چند ہفتے پہلے وہ انگلینڈ واپس آئی ہے۔ کیونکہ یلی نے اسے اپنے گھر رکھنے سے انکار کر دیا تھا۔

"تمہیں یہ سب کیسے پتا چلا......؟"

"پولیس میں ایک دوست ہے میرا، اس نے بتایا تھا۔ پھر میں نے بہت اچھی طرح چھان بین کی۔ کٹی نے خود ہی بتایا تھا کہ وہ ٹرمپر کی بہن ہے۔ یعنی اس معاملے میں شک و شبہے کی کوئی گنجائش نہیں۔"

"کہتے رہو......!"

"میں نے اسے پانچ پاؤنڈ دئیے تو وہ بلبل کی طرح چہچہائی، لیکن صرف مکھڑا سنایا۔ میرے پاس اسے دینے کے لئے پچاس پاؤنڈ ہوتے تو وہ یقیناً پورا گیت سنا دیتی۔"

میکس ہیرس نے مسز ٹرینتھم کو بھکاری کی نظروں سے دیکھا۔

مسز ٹرینتھم اس نگاہ کا مطلب جانتی تھی۔ اور بہرحال ہیرس حق دار بھی تھا۔ اس نے بڑا کام کیا تھا۔

☆☆☆

مسٹر بیوراسٹاک جب بھی اسے ملاقات کے لئے کہتے تو مسز ٹرینتھم کو وہ عدالتی سمن جیسا ہی لگتا تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ تیس سال تک اس کے ڈیڈی کے لئے خدمات انجام دیتے رہے تھے۔

اسے یہ احساس بھی تھا کہ اس کے باپ کی وصیت پر عمل کرانے والے کی حیثیت سے مسٹر بیوراسٹاک اب بھی ایک طاقت ور شخص ہیں۔ حالانکہ اپنی جاگیر کے معاملات دوسری فرم کے سپرد کر کے اس نے انہیں کمزور کرنے کی کوشش کی تھی۔

"مسز ٹرینتھم......!"

مسٹر بیوراسٹاک نے اپنے دونوں ہاتھ میز پر پھیلاتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو میں تمہاری آمد پر تمہارا شکریہ ادا کر دوں۔ اور مجھے افسوس ہے کہ تمہاری بہن نے اس بار بھی آنے سے انکار کر دیا۔ بہرحال اس نے خط میں لکھ دیا کہ تم ہر طرح سے اس کی نمائندگی کرنے کا، اور اس کی طرف سے فیصلے کرنے کا حق رکھتی ہو۔"

"بے چاری ایمی......!"

مسز ٹرینتھم نے تاسف سے کہا۔

"ڈیڈی کی موت کا صدمہ اس کے لئے بہت بڑا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ وہ اس سے سنبھل جائے، لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔"

مسٹر بیوراسٹاک کے سامنے ہوٹل کے ان بلوں کی نقول رکھی تھیں، جن کی ادائیگی ٹرسٹ سے کرنے کی ہدایت مسز ٹرینتھم نے دی تھی۔

"تمہارے ڈیڈی نے ٹرسٹ کی تمام آمدنی تمہاری بہن کے لئے اور تمہارے لئے چھوڑی۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے بات شروع کی۔

"لیکن جیسا کہ تم جانتی ہو، آخر میں یہ سب کچھ ڈاکٹر ڈینیل ٹرمپر کو ملنا ہے۔"

مسز ٹرینتھم نے بے تاثر چہرے کے ساتھ اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اور جیسا کہ تمہیں معلوم ہے، ٹرسٹ کے پاس جو اثاثے ہیں، ان کا انتظام مرچنٹ بینکرز ہامبروز اینڈ کمپنی سنبھالتی ہے۔ جب بھی وہ ٹرسٹ کی طرف سے کوئی بڑی سرمایہ کاری کرتے ہیں، تو ہمارے نزدیک اس بات کی اہمیت ہے کہ تمہیں اس سے باخبر رکھا جائے۔ حالانکہ سر ریمنڈ نے ہمیں اس

سلسلے میں فری ہینڈ دیا تھا۔"

"میں آپ کی شکرگزار ہوں جناب......!"

"اس لئے میں تمہیں مطلع کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے مشیروں نے ایک نئی کمپنی میں سرمایہ کاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جو پبلک ہونے جا رہی ہے۔"

"کیا نام ہے کمپنی کا......؟"

"ٹرمپرز......!"

مسٹر بیوراسٹاک نے بے حد سرسری انداز میں کہا۔

"خاص طور پر ٹرمپرز ہی کیوں......؟"

مسز ٹرینتھم نے اعتراض کیا۔

"کیونکہ ہامبروز کے خیال میں یہ محفوظ ترین اور نہایت منفعت بخش سرمایہ کاری ہے۔ اور میں اسے اس لئے بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کمپنی کا بڑا اسٹاک ہولڈر ڈینیل ٹرمپر کا باپ ہے، اور ڈینیل ٹرمپر اس ٹرسٹ کا مستقبل کا وارث ہے۔"

"جی......! میں سمجھ گئی۔"

مسز ٹرینتھم نے سرسری انداز میں کہا۔ وہ جانتی تھی کہ بیوراسٹاک اس معاملے میں اس کی طرف سے زبردست مزاحمت کی توقع کر رہا تھا، اور اب اس کے ردِعمل پر حیران ہے۔

"لیکن تمہیں اور ایمی کو اگر اس پر اعتراض ہو تو ٹرسٹ اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کر سکتا ہے۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے کہا۔

"یہ بتایئے......! وہ کتنی رقم لگا رہے ہیں......؟"

"تقریباً دو لاکھ پاؤنڈ......! اس طرح کمپنی کے دس فیصد حصص

ہمارے ہو جائیں گے۔"

"کسی ایک کمپنی میں اتنی بڑی رقم لگانا غیر محفوظ تو نہیں......؟"

"بالکل ہے......! لیکن یہ ٹرسٹ کے بجٹ کے عین مطابق ہے۔"

"تو مجھے ہامبروز کا یہ فیصلہ منظور ہے۔"

مسز ٹرینتھم نے کہا۔

"بس......تو مجھے ہامبروز کو مطلع کرنا ہوگا کہ وہ اسٹاک خرید لیں۔"

مسٹر بیوراسٹاک اُٹھ کھڑے ہوئے۔

ان کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے مسز ٹرینتھم نے طمانیت سے سوچا۔

"اسے کہتے ہیں کامیابی......!"

اور اس کے اپنے شیئر متصادم ہونے کے باوجود، بے خبری میں ایک ہی مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں...... اس کے طویل المدت منصوبے کی تکمیل کے لئے......ٹرمپر کی تباہی کے لئے۔ یہ امر اس کے لئے بے حد طمانیت خیز تھا کہ جیسے ہی ٹرمپرز کے حصص مارکیٹ میں آئیں گے، وہ فوری طور پر پندرہ فیصد حصص کی مالک بن چکی ہوگی۔

دروازے پر پہنچ کر مسٹر بیوراسٹاک نے اس سے ہاتھ ملایا۔

"گڈ ڈے مسز ٹرینتھم......!"

"گڈ ڈے مسٹر بیوراسٹاک......! شکریہ......!"

اس کے شوفر نے اس کے لئے دروازہ کھولا۔ کار روانہ ہوئی۔ اس نے کھڑکی کے شیشے کے پار دیکھا۔ مسٹر بیوراسٹاک اب بھی دروازے پر کھڑے تھے۔ ان کے چہرے پر فکرمندی تھی۔

"کہاں چلنا ہے مادام......؟"

شوفر نے پوچھا۔

''سینٹ اگنس ہوٹل......!''

مسز ٹرینتھم نے سیٹ پر رکھے براؤن کاغذ میں لپٹے پارسل کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

اس نے میکس ہیرس کو ہوٹل میں ایک پرائیویٹ روم بک کرانے اور کٹی کو بڑی احتیاط سے، کسی کی نظروں میں آئے بغیر اس کمرے میں پہنچانے کی ہدایت کی تھی۔

وہ پارسل ہاتھ میں لئے ہوٹل پہنچی تو اسے غصہ آیا۔ ہیرس اپنی مخصوص جگہ پر موجود نہیں تھا۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ وہ خود وقت سے پہلے آئی تھی۔ ہیری کی غلطی نہیں تھی۔ دراصل مسٹر بیوراسٹاک سے ملاقات اس کی توقع سے مختصر رہی تھی۔ اس لئے وقت کا یہ فرق پڑا تھا۔

بہرحال وہ ہچکچاتی ہوئی کاری ڈور میں داخل ہوئی اور ہال پورٹر سے اس کمرے کے بارے میں پوچھا، جو ہیرس نے بک کرایا تھا۔

''جی...... کمرہ نمبر 14 ......!''

پورٹر نے کہا۔

''لیکن آپ اس طرح اندر نہیں......''

مسز ٹرینتھم انکار سننے کی عادی نہیں تھی۔ وہ اسے نظرانداز کر کے زینے کی طرف بڑھ گئی۔ پہلی منزل پر مطلوبہ کمرہ تھا۔

ہال پورٹر نے جلدی سے میز پر رکھا فون اُٹھایا اور ایک نمبر ملایا۔

مسز ٹرینتھم کو 14 نمبر کمرہ تلاش کرنے میں چند منٹ لگے۔ لیکن اس کی دستکوں کے جواب میں دروازہ کھلنے میں نسبتاً زیادہ دیر لگی۔

بالآخر دروازہ کھلا اور وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ یہ دیکھ کر اسے حیرت

ہوئی کہ کمرہ بہت چھوٹا تھا۔ وہاں بس ایک بیڈ، ایک کرسی اور ایک واش بیسن تھا۔

اس کی نظریں اس عورت پر پڑیں، جو بیڈ پر بکھری ہوئی تھی۔ اس کے لباس کی بے ترتیبی دروازہ دیر سے کھلنے کی وجہ بیان کر رہی تھی۔ لیکن اس سے بڑی بات یہ تھی کہ بستر پر دراز عورت کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ جبکہ ہیرس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔

عورت بے پرواہی سے اُٹھ کر بیٹھی اور اس نے مسز ٹرینتھم کو دیکھا۔ لیکن کمرے میں موجود واحد کرسی پر پڑے اپنے رین کوٹ کو اٹھانے کی اس نے کوئی کوشش نہیں کی۔

مسز ٹرینتھم کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ کھڑی رہے۔ اس بیڈ پر بیٹھنا اسے گوارہ نہیں تھا۔

وہ ہیرس کی طرف مڑی، جو واش بیسن کے اوپر لگے آئینے کے سامنے کھڑا اپنی ٹائی کی گرہ درست کر رہا تھا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ دونوں عورتوں کو متعارف کرانے کی مطلق ضرورت نہیں۔

مسز ٹرینتھم اس کمرے میں ایک منٹ بھی نہیں ٹھہرنا چاہتی تھی۔ اس کے لئے معاملے کو تیز رفتاری سے نمٹانا ضروری تھا۔

''تم نے مسز بینٹ کو بتا دیا ہے کہ ہم اس سے کیا چاہتے ہیں......؟ اسے کیا کرنا ہے......؟''

اس نے ہیرس سے پوچھا۔

''جی ہاں......! پوری تفصیل کے ساتھ......!''

ہیرس نے جیکٹ پہنتے ہوئے کہا۔

''اور یہ پوری طرح آمادہ ہے......!''

''کیا اس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے......؟''

مسز ٹرینتھم نے شک آمیز نظروں سے کٹی کو دیکھا۔

''بالکل کیا جا سکتا ہے......! بشرطیکہ معاوضہ معقول ہو۔''

کٹی نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

''پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ مجھے کیا ملے گا......؟''

''اس کی قیمت فروخت اور اوپر سے 50 پاونڈ......!''

مسز ٹرینتھم نے ہاتھ میں موجود پارسل کی طرف اشارہ کیا۔

''یہ کم ہے۔ میں 70 پاؤنڈ اضافی لوں گی۔''

کٹی نے کہا۔

مسز ٹرینتھم ایک لمحے کو ہچکچائی۔ مگر پھر اس نے سر ہلا کر منظوری دے دی۔

''اس کام میں مسئلہ کیا ہے......؟ اعتبار کا کیا پرابلم ہے......؟''

کٹی نے پوچھا۔

''تمہارا بھائی تمہیں ورغلانے کی کوشش کرے گا۔ وہ تمہیں اس سے زیادہ رقم کی پیش کش......''

''سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔''

کٹی نے اس کی بات کاٹ دی۔

''وہ کچھ بھی کہے، مجھے فرق نہیں پڑے گا۔ تمہیں ایک بتاؤں......! تم چارلی سے جتنی نفرت کرتی ہو، میں اس سے زیادہ نفرت کرتی ہوں اس سے۔''

مسز ٹرینتھم پہلی بار مسکرائی۔ اس نے براؤن کاغذ میں لپٹا ہوا پارسل بیڈ پر رکھ دیا۔

''میں جانتا تھا کہ آپ دونوں میں کوئی نہ کوئی بات مشترک ہے۔''

ہیرس نے تبصرہ کیا۔

☆☆☆

بیکی کی کہانی......خود اُس کی زُبانی

(1947ء تا 1950ء)

ہر رات بستر پر لیٹ کر میں یہی سوچتی کہ کبھی نہ کبھی ڈینیل کو پتا چل
جائے گا کہ چارلی اس کا باپ نہیں ہے۔ اور جب ایسا ہوگا تو کیا ہوگا......؟
وہ دونوں ساتھ کھڑے ہوتے تو یہ بات واضح ہو جاتی کہ وہ ایک
رے سے کتنے مختلف ہیں......؟ ڈینیل دُبلا پتلا، دراز قد، گھونگھریالے بال
رگہری نیلی آنکھیں۔ چارلی اس سے کم از کم تین انچ چھوٹا، بھاری بھر کم،
ہرے رنگ کے بال اور بھوری آنکھیں۔ مشکل یہ تھی کہ وہ مجھ سے بھی نہیں
ا تھا۔ مجھے ڈر تھا کہ جلد یا بہ دیر وہ مجھ سے یہ سوال کرے گا کہ آخر وہ کس
ے مشابہ ہے۔

لیکن اب تک بہرحال ایسا نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی میرا خوف اپنی جگہ
تھا۔

چارلی کا ابتداء سے یہی کہنا تھا کہ ڈینیل کو حقیقت بتا دینی چاہیے۔
لیکن میں ہمیشہ اسے یہ کہہ کر روکتی رہی کہ ذرا بڑا ہو جائے، اتنا سمجھدار ہو

مسز ٹریتھم نے شک آمیز نظروں سے کٹی کو دیکھا۔

''بالکل کیا جا سکتا ہے......! بشرطیکہ معاوضہ معقول ہو۔''

کٹی نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

''پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ مجھے کیا ملے گا......؟''

''اس کی قیمت فروخت اور اوپر سے 50 پاؤنڈ......!''

مسز ٹریتھم نے ہاتھ میں موجود پارسل کی طرف اشارہ کیا۔

''یہ کم ہے۔ میں 70 پاؤنڈ اضافی لوں گی۔''

کٹی نے کہا۔

مسز ٹریتھم ایک لمحے کو ہچکچائی۔ مگر پھر اس نے سر ہلا کر منظوری دے دی۔

''اس کام میں مسئلہ کیا ہے......؟ اعتبار کا کیا پرابلم ہے......؟''

کٹی نے پوچھا۔

''تمہارا بھائی تمہیں ورغلانے کی کوشش کرے گا۔ وہ تمہیں اس سے زیادہ رقم کی پیش کش......''

''سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔''

کٹی نے اس کی بات کاٹ دی۔

''وہ کچھ بھی کہے، مجھے فرق نہیں پڑے گا۔ تمہیں ایک بتاؤں......! تم چارلی سے جتنی نفرت کرتی ہو، میں اس سے زیادہ نفرت کرتی ہوں اس سے۔''

مسز ٹریتھم پہلی بار مسکرائی۔ اس نے براؤن کاغذ میں لپٹا ہوا پارسل بیڈ پر رکھ دیا۔

''میں جانتا تھا کہ آپ دونوں میں کوئی نہ کوئی بات مشترک ہے۔''

ہیرس نے تبصرہ کیا۔

☆☆☆

بیکی کی کہانی......خود اُس کی زُبانی

(1947ء تا 1950ء)

ہر رات بستر پر لیٹ کر میں یہی سوچتی۔ کہ کبھی نہ کبھی ڈینیل کو پتا چل جائے گا کہ چارلی اس کا باپ نہیں ہے۔ اور جب ایسا ہوگا تو کیا ہوگا......؟

وہ دونوں ساتھ کھڑے ہوتے تو یہ بات واضح ہو جاتی کہ وہ ایک دوسرے سے کتنے مختلف ہیں......؟ ڈینیل دُبلا پتلا، دراز قد، گھونگھریالے بال اور گہری نیلی آنکھیں۔ چارلی اس سے کم از کم تین انچ چھوٹا، بھاری بھرکم، گہرے رنگ کے بال اور بھوری آنکھیں۔ مشکل یہ تھی کہ وہ مجھ سے بھی نہیں ملتا تھا۔ مجھے ڈر تھا کہ جلد یا بہ دیر وہ مجھ سے یہ سوال کرے گا کہ آخر وہ کس سے مشابہ ہے۔

لیکن اب تک بہرحال ایسا نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی میرا خوف اپنی جگہ تھا۔

چارلی کا ابتداء سے یہی کہنا تھا کہ ڈینیل کو حقیقت بتا دینی چاہیے۔ لیکن میں ہمیشہ اسے یہ کہہ کر روکتی رہی کہ ذرا بڑا ہو جائے، اتنا سمجھدار ہو

جائے کہ صورتِ حال کو سمجھ سکے۔ لیکن گائی کی موت کے بعد میرے نزدیک اس کی ضرورت نہیں رہی۔

پھر چارلی کی جدوجہد کے برسوں کے بعد چارلی کے اصرار پر میں نے ڈینیل کو سب کچھ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے امریکہ روانہ ہونے سے پہلے میں نے اس کے کالج میں اسے فون کیا۔ اس میں یہ آسانی تھی کہ میں اس کے استفسارات سے بچ جاتی، جو بالمشافہ گفتگو میں ناگزیر تھے۔

میں نے فون پر اسے بتایا کہ مجھے اس سے ایک اہم بات کرنی ہے۔

میں نے سوچا تھا کہ فون پر اتنی طویل گفتگو ممکن نہیں۔ میں اسے جہاز پر سوار کرانے ساؤتھمپٹن لے کر جاؤں گی تو وہ کئی گھنٹے کا سفر ہوگا۔ اس سفر کے دوران کوئی مداخلت کرنے والا بھی نہیں ہوگا۔ میں سکون سے گفتگو کر سکوں گی۔ رہے اس کے سوال تو وہ اس کا حق ہے۔

میں وقت سے کچھ پہلے ہی چلی گئی۔ میں نے سامان پیک کرنے میں ڈینیل کا ہاتھ بٹایا۔

گیارہ بجے ہم نے سفر کا آغاز کیا۔ سفر کے پہلے گھنٹے میں ڈینیل مجھے کیمبرج کے بارے میں بتاتا رہا۔ وہ اس کے لئے بہت خوش گوار موضوع تھا۔ پھر اچانک اس نے گفتگو کا رُخ مسٹر ٹرینتھم کی فلیٹ والی زمین کی طرف موڑ دیا، جو ہمارے لئے مسئلہ بنا ہوا تھا۔

وہ میرے لئے سنہری موقع تھا ٹرینتھم فیملی کے بارے میں بات کرنے کا۔ اور میں ایسا کرنے ہی والی تھی کہ ایک بار پھر اچانک اس نے موضوع بدل دیا۔ پھر میرے اعصاب بھی جواب دے گئے۔ بات کرنے کا ایک قدرتی موقع میرے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

جس عرصے میں ڈینیل امریکہ میں تھا، میری والدہ کا انتقال ہوگیا۔

صدمہ اپنی جگہ اور مسز ٹرینتھم کے کھڑے کئے ہوئے مسائل نے مجھے احساس دلا دیا کہ اب شاید بیٹے کو موثر انداز میں حقائق بتانے کا موقع شاید مجھے کبھی نہیں ملے گا۔ میں نے چارلی سے التجا کی کہ اب اسے معاملے کو بھلا ہی دیا جائے۔ لیکن چارلی کو مجھ سے اختلاف تھا۔

"ڈینیل اب عاقل و بالغ ہے۔ سمجھاؤ گی تو سب کچھ سمجھ جائے گا۔" اس نے کہا۔

"لیکن بہر حال فیصلہ تمہیں کو کرنا ہے۔"

ڈینیل امریکہ سے واپس آیا تو میں اسے ریسیو کرنے ساؤتھمپٹن گئی۔ میں نے اسے دیکھا تو مجھے اس کے اندر کی بات بہت بڑی اور بنیادی تبدیلی کا احساس ہوا۔ البتہ میں اس تبدیلی کی نوعیت نہیں سمجھ سکی۔ بہر حال وہ مثبت تبدیلی تھی۔ وہ پہلے سے اچھا اور پراعتماد لگ رہا تھا۔ اس نے بڑی محبت سے مجھے لپٹا لیا۔ اس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی، کیونکہ پہلے اس نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔

لندن واپس جاتے ہوئے ہمارے درمیان امریکہ کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ وہ بڑی تفصیل سے بتاتا رہا تھا، جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ اپنے امریکہ میں قیام کو اس نے بہت انجوائے کیا ہے۔ میں نے اسے سپر مارکیٹ پروجیکٹ کے بارے میں، بلکہ اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں کے بارے میں بتایا۔ مگر لگتا تھا کہ اسے اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

چھٹیوں کا باقی عرصہ ڈینیل نے ہمارے ساتھ گزارا۔ چارلی کا مشاہدہ حالانکہ اچھا نہیں ہے، لیکن ڈینیل میں تبدیلی اسے بھی نظر آ گئی۔ وہ کچھ چپ چپ بھی تھا اور کچھ زیادہ سنجیدہ بھی۔ لیکن میرے اور چارلی کے معاملے میں اب وہ گرم جوشی کا مظاہرہ کرنے لگا تھا۔ مجھے تو ایسا لگا جیسے اسے اپنی پسند کی

کوئی لڑکی مل گئی ہے، اور اس کی زندگی کا کوئی خلاء بھر گیا ہے۔

تاہم ڈینیل نے خود کچھ بھی نہیں بتایا۔ میں نے سوچا۔ وہ لڑکی اسے امریکہ میں ملی ہو تو اور اچھا ہے۔ مجھے امریکی لڑکیاں اچھی لگتی ہیں۔

ڈینیل شرمیلا لڑکا تھا۔ اب تک اس نے کسی لڑکی سے راہ و رسم نہیں پیدا کی تھی۔

ڈینیل کی واپسی کو ایک ماہ ہوا ہوگا کہ چارلی نے مجھے خوش خبری سنائی کہ مسز ڑینتھم ہمارے پروجیکٹ کے خلاف اپنے ہر اعتراض سے دستبردار ہوگئی ہے۔ میں تو خوشی سے اُچھل ہی پڑی۔ اور جب اس نے بتایا کہ مسز ڑینتھم اب وہاں وہ فلیٹ بھر تعمیر نہیں کرے گی، تو مجھے اس پر یقین ہی نہیں آیا۔ مجھے یقین تھا کہ اس میں بھی مسز ڑینتھم کی کوئی گہری چال ہوگی۔

''میری خود سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بار یہ عورت کیا چکر چلا رہی ہے......؟''

چارلی نے بے بسی سے کہا۔

اس سلسلے میں ڈیفن کا نظریہ تھا کہ بڑھاپا آدمی کو کمزور کر دیتا ہے۔

لیکن اس سے چارلی کو اور مجھے...... دونوں کو اختلاف تھا۔

بہر حال سب کچھ تحریری طور پر ہوگیا تو ہم نے تعمیراتی پروگرام پر کام شروع کیا۔ چارلی تو پہلے ہی سے اس سلسلے میں بے تاب تھا۔ اور وہ یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ ہم اپنی کمپنی کو پبلک سیکٹر میں لے جائیں گے۔

اس سلسلے میں ضروری قراردادیں منظور کرانے کے لئے چارلی نے بورڈ کا اجلاس طلب کر لیا۔

مسٹر میرک نے کچھ تجاویز پیش کیں، جو اتفاقِ رائے سے منظور کر لی گئیں۔ رابرٹ فلمنگ کو کمپنی کا مرچنٹ بینکر بنا دیا گیا، اور اس کے نمائندے ٹم

نیومین کو بورڈ کی رکنیت دے دی گئی۔ یہ نوجوان بینکر کمپنی کے بورڈ کے لئے تازہ ہوا کا جھونکا ثابت ہوا۔ میں نے دیکھ لیا تھا کہ چارلی نے ٹم نیومین کو بہت پسند کیا ہے۔

اب چارلی بہت مصروف تھا۔ اس کا زیادہ وقت نئے بینکر کے ساتھ گزر رہا تھا۔ اس عرصے میں تمام دُکانوں کا کنٹرول فام آرنلڈ نے سنبھال لیا تھا......سوائے نمبر ایک کے کہ وہ آج بھی میری ذمہ داری تھی۔

میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ کمپنی کو پبلک کرنے کے چارلی کے باضابطہ اعلان سے پہلے میں نیلام گھر میں ایک بڑا پروگرام کروں گی۔ مجھے یقین تھا کہ میرا اطالوی کلیکشن ہماری دُکان کو بڑے آرٹ ڈیلرز کے درمیان ایک نمایاں مقام دلوائے گا۔

میں نے اپنے چیف ریسرچر فرانسس لاسن کی مدد اور تعاون سے اطالوی آرٹ کے 59 شاہکار حاصل کئے تھے۔ یہ تمام تصاویر 1519ء اور 1788ء کے درمیان تخلیق کی گئی تھیں۔

ٹم نیومین پروجیکٹ کے بارے میں بہت پُر اُمید تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اسٹاک خریدنے کی درخواستیں ہماری توقع سے کہیں زیادہ بڑی تعداد میں آئیں گی۔ اس کا کہنا تھا کہ اس پروجیکٹ میں امریکی سرمایہ کار بھی دلچسپی لے رہے ہیں۔

☆☆☆

وہ پیر کا دن تھا اور جنوری کی ایک سرد صبح۔ میں لوگوں کو پہچاننے کے معاملے میں کچھ اچھی نہیں ہوں۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ جو ادھیڑ عمر خاتون کسٹمر ہمارے ایک نئے کاؤنٹر اسسٹنٹ سے باتیں کر رہی ہے، میں نے اسے پہچان

لیا ہے۔

اور میں فکر مند ہوگئی۔

وہ خاتون 30 کی دہائی کے فیشن والے کپڑے پہنے تھی۔ اور شاید وہ تنگ دستی کا شکار تھی۔ کیونکہ وہ ترکے میں ملی ہوئی کوئی خاندانی یادگار فروخت کر رہی تھی۔

وہ باہر نکلی تو میں کاؤنٹر اسسٹنٹ کیتھی کی طرف بڑھی۔

''یہ خاتون کون تھی......؟''

میں نے پوچھا۔

''مسز بینٹ نام تھا ان کا۔''

نام میرے لئے نامانوس تھا۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ میں خاتون کو پہچانتی ہوں۔ بس یاد نہیں آ رہا ہے۔

''کیا چاہتی تھیں......؟''

کیتھی نے مقدس مریم اور طفل مسیح کی ایک چھوٹی آئل پینٹنگ مجھے دکھائی۔

''خاتون پوچھ رہی تھیں کہ کیا یہ تصویر اطالوی نمائش میں جگہ لے سکتی ہے......؟''

کیتھی نے کہا۔

''اور انہیں اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ مجھے تو شبہ ہونے لگا کہ کہیں یہ تصویر چوری کی تو نہیں ہے۔ میں اس سلسلے میں مسٹر لائن سے بات کرنے کے بارے میں غور کر رہی تھی۔''

میں تصویر کو گھورتی رہی۔ اور بالآخر مجھے یاد آ گیا۔ وہ خاتون چارلی کی سب سے چھوٹی بہن تھی۔

''یہ تصویر میرے پاس چھوڑ دو......!''

''جی بہتر لیڈی ٹرمپر......!''

میں نے تصویر لی اور لفٹ میں بیٹھ کر ٹاپ فلور پر پہنچی۔ وہاں میں سیدھی چارلی کے آفس میں گئی اور اسے تصویر دکھاتے ہوئے بتایا کہ یہ ہم تک کس طرح پہنچی ہے......؟

''ایک بات طے ہے......!''

چارلی نے گہری سانس لے کر کہا۔

''کٹی ہمیں کبھی نہیں بتائے گی کہ یہ تصویر اسے کہاں سے اور کیسے ملی......؟ اگر یہ بتانا ہوتا تو وہ سیدھی میرے پاس آئی ہوتی۔''

''تو اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے......؟''

''اس کی ہدایت کے مطابق اسے سیل میں لگا دو......! اور یقین رکھو کہ اس کی بولی میں کسی اور کو چھڑانے نہیں دوں گا۔''

''لیکن اگر وہ کیش کے چکر میں ہے تو معقول آفر کر کے اسے خرید کیوں نہیں لیتے......؟''

میں نے تجویز پیش کی۔

''بات کیش کی ہوتی تو کٹی اس وقت میرے آفس میں موجود ہوتی۔ نہیں......! وہ کسی لمبے چکر میں ہے......؟ اصل میں تو وہ مجھے جھکانا چاہتی ہے......؟''

''لیکن اگر یہ تصویر اس نے کہیں سے چرائی ہے تو......؟''

''کہاں سے چرائی ہوگی......؟ اور اگر چرائی بھی ہے تو کیا......؟ اصل میں تو یہ ہماری ہے۔ اس کی چوری کی رپورٹ تھانے میں درج ہے۔ اس میں اس تصویر کی چوری کی پوری تفصیل موجود ہے۔''

"یہ بھی تو ممکن ہے کہ یہ تصویر اسے گائی نے دی ہو......؟"

"تم بھول رہی ہو۔ گائی مر چکا ہے۔"

چارلی نے مجھے یاد دلایا۔

☆☆☆

میں بہت خوش تھی۔ اس نیلام میں پریس بھی زبردست دلچسپی لے رہا تھا اور شائقین بھی۔ آرٹ کے بڑے اور اہم ناقدین کے تصویروں پر بھرپور تبصرے اخبارات میں شائع ہو رہے تھے۔

پھر میرے اور چارلی کے بارے میں مضامین چھپنے لگے...... پہلے اخبارات کے فنانشل سیکشن میں، اور پھر وہ فیچر کے صفحات تک پہنچ گئے۔

"فاتح ٹرمپرز......!"

ایک اخبار نے ہمارے بارے میں لکھا۔ مجھے کچھ اچھا نہیں لگا۔ لیکن ٹم نیومین نے واضح کیا کہ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ اس کے نتیجے میں ہونے والی نیلامی بہت کامیاب اور منفعت بخش ثابت ہوگی۔

فرانس لاسن اور اس کی نئی اسسٹنٹ کیتھی راس اس نیلامی کے کیٹلاگ پر کئی ہفتوں سے کام کر رہے تھے۔ انہوں نے ہر تصویر کے تاریخی پس منظر پر بے حد پرمغز تحقیق کی تھی۔ اس نیلامی میں دوسری آرٹ گیلریز کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

یہ بات بہت خوش کن تھی کہ پبلک نے پینٹنگز سے زیادہ ہماری کیٹلگ کو اہمیت دی تھی۔ وہ رنگین کیٹلاگ ہمیں بہت مہنگا پڑا تھا۔ ہم نے کیٹلاگ کی قیمت پانچ شلنگ مقرر کی تھی۔ کیٹلاگ اتنی بڑی تعداد میں فروخت ہوا کہ ہمیں اُلٹا اس سے منافع ہوگیا۔

نمبر 1 کے نیلام گھر میں 120 افراد کی گنجائش تھی۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ تمام نشستیں بھری ہوں۔ لیکن اب تو ہر طرف سے داخلے کے ٹکٹ طلب کئے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں ٹکٹ دیتے ہوئے یہ غور کرنا پڑا کہ ٹکٹ لینے والا سنجیدہ خریدار ہے یا محض ایک تماشائی......؟

بہت احتیاط کے باوجود تین سو افراد کو ٹکٹ دینے پڑ گئے۔ ان میں کئی ایک صحافی تھے۔ تھرڈ پروگرام کے آرٹس ایڈیٹر نے ریڈیو پر اس پروگرام کی کوریج کی اجازت مانگی، جو ہمارے لئے ایک بڑا اعزاز تھا۔

چارلی پروگرام سے دو دن پہلے امریکہ کے دورے سے واپس آیا تھا۔ اس نے اسے کامیاب دورہ قرار دیا تھا...... کس بنیاد پر......؟ یہ میں سمجھ نہیں سکی۔ اس نے یہ بھی کہا کہ نیلامی میں وہ ڈیفن کے ساتھ آئے گا۔

"آخر اپنے اہم گاہکوں کا تو خاص خیال رکھنا پڑتا ہے۔"

اس نے کہا۔

اب میں اسے کیا بتاتی کہ اس کے اپنے لئے بھی نیلام گھر میں سیٹ نہیں ہے......؟

بہرحال سائمن میتھیوز نے عین وقت پر ان کے لئے الگ سے دو کرسیاں ڈلوا دیں۔

ہم نے پروگرام کے لئے منگل کی سہ پہر تین بجے کا وقت مقرر کیا تھا۔

سائمن اور میں اپنے تمام اسٹاف کے ساتھ پروگرام سے پہلے کی پوری رات جاگے۔ ہم نے ہر چیز کو دو دو بار چیک کیا۔ 120 کی گنجائش کے مقام پر 300 کرسیاں لگوانا سب سے دُشوار کام تھا۔ اس کے لئے اسٹیج کو بھی چھوٹا کرنا پڑا۔

کیتھی راس سر توڑ کوشش کے باوجود چارلی والی پینٹنگ کے بارے میں ہسٹری مہیا نہ کر سکی۔ کیٹلاگ میں ہم نے اسے محض سولہویں صدی کے اسکول آف آرٹ سے متعلق قرار دینے پر اکتفا کیا۔ مجھے معلوم تھا کہ چارلی اس پینٹنگ کو ہر قیمت پر خریدے گا۔ لیکن میں اب بھی فکر مند تھی کہ آخر یہ تصویر کہاں سے ملی ہوگی.......؟

چارلی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ٹامی کے ترکے میں ملنے والی تصویر کٹی تک کیسے پہنچی.......؟ لیکن اس کے دماغ پر دوسرے بوجھ اتنے تھے کہ وہ اسے ذہن سے جھٹکنے پر مجبور ہو گیا۔

☆☆☆

نیلامی کا وقت تین بجے تھا۔ لیکن کچھ لوگ تو سوا دو بجے ہی آ گئے تھے۔ ان میں مجھے ایک تو ایک گیلری کا مالک نظر آیا، اور دوسرا ایسا تھا، جسے نایاب مہنگی تصاویر خریدنے کا خبط تھا۔ یہ میرے لئے بہت اچھا شگون تھا۔

دو بج کر پچپن منٹ پر ڈیفنی آئی۔ اس کے ساتھ چارلی تھا، جو بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ البتہ ڈیفنی بہت ترو تازہ لگ رہی تھی۔

تین بجے میں معلن کے اسٹینڈ کے قریب اپنی جگہ پر بیٹھ گئی اور سائمن نے تقریب کا آغاز کیا۔

"خواتین و حضرات.......! سہ پہر بخیر.......! میں آپ کو ٹرمیرز فائن آرٹ نیلام گھر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

پھر اس نے ایک نمبر پکارا...... اور ہر طرف خاموشی چھا گئی۔

میں نے کیٹلاگ میں پکارے ہوئے نمبر پر نگاہ ڈالی یہ وہ 1617ء کی ایک تصویر تھی۔

بولی شروع ہوئی، اور 2200 پاؤنڈ پر چھوٹی۔ میں نے سکون کی سانس لی۔ ہمارے تخمینے کے مطابق اس تصویر کو ڈیڑھ ہزار پاؤنڈ میں ہاتھ فروخت ہونا چاہیے تھا۔ اور وہ ہمارے اندازے سے سات سو پاؤنڈ زیادہ دے کر گئی تھی۔

یہ ایک بہت اچھا اسٹارٹ تھا۔

پہلے ایک گھنٹے کی نیلامی میں ہم اپنے تخمینے سے 47 ہزار پاؤنڈ اوپر چلے گئے۔

37 ویں نمبر پر ہم نے ایک نایاب شاہکار کو رکھا تھا۔ اس پر ہم نے بہت غور کیا تھا۔ یہ اس کے لئے مناسب ترین نمبر تھا، کیونکہ اس وقت تک نیلامی ہیجانی حدوں کو چھو رہی تھی۔

"اب کینالیٹو کی ایک نایاب پینٹنگ.......!"

سائمن نے اعلان کیا۔

تصویر پر اسپاٹ لائٹ پڑی تو دیکھنے والوں پر سحر طاری ہو گیا۔ بیشتر لوگ ایسے تھے، جو اسے پہلی بار دیکھ رہے تھے۔

"یہ 1741ء کی ہے۔ اس آئٹم میں ہمارے بہت سے کرم فرماؤں کو بہت زیادہ دلچسپی ہے۔ تو پہلی بولی ہے...... دس ہزار پاؤنڈ.......!"

اطالوی حکومت کے نمائندے نے، جو پانچویں قطار میں بیٹھا تھا، اشارہ کیا۔

"پندرہ ہزار پاؤنڈ.......!"

سائمن نے اس کے اشارے کو سمجھتے ہوئے بولی آگے بڑھائی۔

"اور یہ ہے بیس ہزار...... بیس ہزار ایک......"

"پچیس ہزار.......!"

اطالوی حکومت کے نمائندے نے پھر اشارہ کیا۔

''تیس ہزار......!''

یہ بولی بڑھانے والا طبقۂ امرا کا ایک شوقین فرد تھا۔

''35 ہزار......!''

اس دوڑ میں ایک گیلری کا مالک بھی شریک ہوگیا۔

''چالیس ہزار......!''

شوقین امیر نے بولی بڑھائی۔

یہ تصویر ڈیفن کی ملکیت تھی، اور میں نے اسے بتایا تھا کہ اس کے
سے 40 ہزار پاؤنڈ تک مل سکتے ہیں۔

''پچاس ہزار......!''

مجھے سائمن کے ہاتھ میں ہلکی سی لرزش نظر آئی۔

''پچپن ہزار......!''

شوقین امیر نے پکارا۔

''ساٹھ ہزار......!''

ایک اور شخص بولی میں شامل ہوگیا۔

''پینسٹھ ہزار......!''

اطالوی حکومت کے نمائندے نے اشارہ کیا۔

''پینسٹھ ہزار ایک......! پینسٹھ ہزار دو...... ہے کوئی اور......؟''

سائمن نے چیلنج کیا۔ مگر اب ہر طرف سناٹا تھا۔ اس کا ہتھوڑے والا
نیچے آیا۔

''پینسٹھ ہزار تین......!''

اور یہ سب کچھ صرف دو منٹ میں ہوگیا تھا۔

میں خوش تھی۔ تصور میں مجھے کل کے اخبارات کی سرخیاں نظر آ رہی
تھیں۔

''ٹرمپرز آرٹ میں کینالیٹوک ایک تصویر ریکارڈ
داموں میں فروخت......!''

میں جانتی تھی کہ چارلی بھی بہت خوش ہوگا۔

''میں نہیں سمجھتا کہ چارلی کی تصویر اتنا اوپر جائے گی۔''

سائمن نے سرگوشی میں مجھ سے کہا۔ پھر اس نے مائیک میں کہا۔

''پلیز......! خاموشی اختیار کریں۔ اب آپ کے کیٹلاگ کا آئٹم نمبر
38...... یہ بھی ایک شاہکار ہے۔ لیکن گم نام......!''

کنواری مریم اور طفل مسیح کی تصویر اب اسپاٹ لائٹ کی زد میں تھی۔

''پہلی بولی آئی ہے...... ڈیڑھ سو پاؤنڈ......!''

ڈیفن نے ہاتھ اُٹھایا۔ اسے شاید چارلی اُبھار رہا تھا۔

''175 پاؤنڈ......!''

''ہے کوئی دوسو پاؤنڈ والا......؟''

سائمن نے آواز لگائی۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ لیکن کہیں کوئی
تحریک نہیں تھی۔

''کوئی نہیں......؟ تو 175 ایک......! 175 دو......! اور 175 ......''

اس کے تین کہنے اور ہتھوڑا نیچے آنے سے پہلے ایک گرے بالوں اور
براؤن مونچھوں والا بھاری بھرکم شخص اُٹھ کر کھڑا ہوا۔

''آپ کے کیٹلاگ کے دعوے کے برعکس اس تصویر کا سولہویں صدی
کے اسکول آف آرٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

اس نے بلند آواز میں کہا۔

"یہ برونتسو کی اوریجنل پینٹنگ ہے، جسے سینٹ آگسٹن چرچ سے چرالیا گیا تھا...... ریمز کے قریب...... اور یہ پہلی جنگ عظیم کے زمانے کی بات ہے۔"

نیلام گھر میں شور برپا ہو گیا۔ طرح طرح کی بڑبڑاہٹیں اُبھریں۔ لوگ اس شخص کو اور پھر تصویر کو دیکھ رہے تھے۔ صحافیوں کی پنسلیں ان کے پیڈز پر متحرک تھیں۔

سائمن کے بار بار ہتھوڑا مارنے کے باوجود شور کم نہیں ہوا۔ میں نے چارلی کی طرف دیکھا۔ وہ اور ڈیفنی سر جوڑے بیٹھے تھے۔

کچھ دیر بعد خاموشی ہوئی۔ انکشاف کرنے والا اب بھی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ وہ اب بھی کھڑا تھا۔

"آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے جناب......!"

سائمن نے کہا۔

"یہ تصویر ہم لوگوں کے لئے کئی برس سے جانی پہچانی ہے۔"

"میں پورے یقین سے کہہ رہا ہوں کہ یہ اوریجنل ہے۔"

اس شخص نے پرزور لہجے میں کہا۔

"اور اگرچہ میں اس کے پچھلے مالک کو چور قرار نہیں دوں گا۔ تاہم میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ چرائی گئی ہے۔"

بیشتر حاضرین نے کیٹلاگ میں تصویر کے تازہ ترین مالک کا نام دیکھا۔ وہاں لکھا تھا۔

"یہ سر چارلس ٹرمپر کی ذاتی کلیکشن میں شامل رہی ہے۔"

شور اس بار پہلے سے بھی بلند تھا۔

وہ شخص بدستور کھڑا تھا۔ میں نے سائمن کو اشارہ کیا۔ وہ جھکا تو میں

نے سرگوشی میں اپنا فیصلہ اسے سنالیا۔ اس نے کئی بار ہتھوڑا مارتے ہوئے لوگوں سے خاموشی کی اپیل کی۔

میں نے چارلی کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ سپید پڑ گیا تھا۔ ڈیفنی البتہ پرسکون تھی اور وہ اس کا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی۔

میرا نظریہ تھا کہ اس پراسرار معاملے کو کوئی توضیح ضرور ہوگی۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ اس آئٹم کو فی الوقت روک لیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں بعد میں اعلان کیا جائے گا۔"

سائمن نے اعلان کیا۔

چند بڑبڑاہٹیں اُبھریں......!

"اور اب پیش ہے آئٹم نمبر 39......!"

باقی اکیس آئٹم ہمارے تخمینے سے کم بولی میں چھوٹے۔ اگرچہ ہم نے اس سیل میں ہر گیلری کا ریکارڈ توڑ دیا تھا۔ لیکن میں جانتی تھی کہ آئندہ دو تین روز تک اخبارات کا پسندیدہ ترین موضوع کیا ہوگا......؟ میں نے پھر چارلی کو دیکھا۔ وہ اب اپنے انداز سے بے پرواہی ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

میں نے اپنی کرسی کا رُخ بدلا۔ میں تصویر کے بارے میں دعویٰ کرنے والے پر نظر رکھنا چاہتی تھی۔

ہال خالی ہونے لگا۔ لوگ دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ تب مجھے اعلان کرنے والے کے عین عقب میں کرسی پر تن کر بیٹھی ہوئی وہ عورت نظر آئی۔ اور وہ مجھے گھور رہی تھی۔

جب مسز ٹرمپتھم کو یقین ہو گیا کہ میں نے اسے دیکھ لیا ہے تو وہ اُٹھی اور دروازے کی طرف چل دی۔

☆☆☆

اگلے روز پریس والوں کے تو مزے آ گئے۔

میں نے اور چارلی نے اگرچہ کوئی بیان نہیں دیا تھا۔ لیکن ہماری تصویر بیشتر اخبارات کے صفحہ اول پر چھپی تھی۔ دی ٹائمز نے البتہ متنازعہ تصویر کا فوٹو شائع کیا تھا۔ اس کے ساتھ شائع ہونے والی رپورٹ کے ابتدائی دس پیراگرافوں میں بے چارے کینالیٹو کا نام تک نہیں تھا۔

الزام لگانے والا شخص غائب ہو گیا تھا۔ اسے شناخت بھی نہیں کیا جا سکا تھا۔ اگلے دن تک یہ خبر بے معنی ہو کر رہ جاتی۔ مگر ڈیلی ٹیلی گراف کے فریڈی بارکر نے ریمز کے بشپ پیئر گائی شوٹ کو انٹرویو کے لئے رضامند کر لیا تھا۔ فریڈی نے اس بات کی تصدیق کر لی تھی کہ پیئر گائی شوٹ اس چرچ میں رہا تھا، جہاں کبھی یہ پینٹنگ آویزاں تھی۔

انٹرویو میں بشپ نے اس بات کی تصدیق کی کہ پہلی جنگ عظیم کے دوران یہ تصویر پُراسرار طور پر چرچ سے غائب ہو گئی تھی۔ اور انہوں نے اسی وقت لیگ آف نیشنز کو جو جنیوا کنونشن کے تحت مسروقہ ثقافتی ورثے کو اس کے مالک ملک تک پہنچانے کی ذمہ دار ہے، اس گمشدگی سے مطلع بھی کر دیا تھا۔ بشپ کا کہنا تھا کہ وہ تصویر کو دیکھ کر ایک نظر میں پہچان سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تصویر ان کی آخری سانس تک اپنے رنگ، اسٹروک اور جزئیات سمیت ان کی یادداشت پر نقش رہے گی۔

جس روز یہ انٹرویو شائع ہوا، ٹیلی گراف کے نمائندے نے میرے دفتر فون کر کے مجھے مطلع کیا کہ اخبار اپنے خرچ پر بشپ کو یہاں بلوا رہا ہے، تاکہ وہ خود تصویر دیکھ کر فیصلہ کر سکیں۔

دوسری طرف ہمارے قانونی مشیروں نے ہمیں خبردار کیا کہ اگر ہم

نے بشپ کو وہ تصویر دیکھنے کا موقع نہ دیا تو یہ غیر عقل مندانہ اقدام ہو گا۔ کیونکہ اس سے یہی ثابت ہو گا کہ ہم حقیقت کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

چارلی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔

"تصویر بشپ کو دکھا دی جائے......!"

اس نے جھجکے بغیر کہا۔

"مجھے پورا یقین ہے کہ ٹامی کے پاس چرچ سے نکلتے وقت جرمن افسر کے ہیلمٹ کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔"

اگلے روز ٹم نیومین نے اپنے دفتر میں ہمارے سامنے اپنے ایک خدشے کا اظہار کیا۔

"اگر بشپ نے اس تصویر کو اوریجنل قرار دے دیا تو ہمیں ٹرمپرز کو پبلک کمپنی کے طور پر لانچ کرنے کا فیصلہ کم از کم ایک سال کے لئے موخر کرنا ہو گا۔ اور آپ کا آکسٹن ہاؤس اس اسکینڈل کی دی ہوئی رُسوائی بھی نہیں سنبھل پائے گا۔"

اگلی جمعرات کو ریمز کا بشپ لندن آیا۔ ایئر پورٹ پر صحافیوں کا ہجوم اس کا منتظر تھا۔ وہاں سے وہ گاڑی میں ویسٹ منسٹر کے لئے روانہ ہو گیا، جہاں اسے آرچ بشپ کے مہمان کی حیثیت سے قیام کرنا تھا۔

بشپ نے اسی شام چار بجے گیلری آنے پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ اس وقت سے پہلے ہی چیلسی ٹیرس کے علاقے میں ان کی ایک جھلک دیکھنے کے خواہش مندوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے۔

میں نے گیلری کے دروازے پر بشپ کا استقبال کیا اور چارلی سے ان کا تعارف کرایا۔ چارلی نے بڑی عقیدت سے ان کی انگوٹھی کو بوسہ دیا۔ بشپ کو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ چارلی کٹر رومن کیتھولک ہے۔

میرے آفس میں بیٹھ کر بشپ نے اس تصویر کا جائزہ لیا۔ ٹیلی گراو
کا نمائندہ بھی وہاں موجود تھا۔ سائمن کے ساتھ اس کا رویّہ ایسا تھا، جیسے سائمن
کوئی انڈر ورلڈ کا آدمی ہو۔ اس نے سائمن سے ٹھیک سے بات ہی نہیں کی۔
بشپ نے میرے کمرے میں کافی پی۔ پھر سامنے ایزل پر متنازعہ تصویر
لگا دی گئی۔

"یہ ہے وہ تصویر.......؟"

بشپ نے پوچھا۔

"جی تقدس مآب.......!"

میں نے جواب دیا۔

ہم سب دم سادھے بیٹھے تھے، جبکہ بشپ تصویر کو بغور دیکھ رہا تھا۔
میں نے چارلی کی طرف دیکھا۔ اسے اتنا نروس میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا
تھا۔

"آپ کیا کہتے ہیں بشپ.......؟"

بالآخر ٹیلی گراف کے نمائندے سے رہا نہیں گیا۔

"خوب صورت.......! ایمان سے محروم لوگوں کے لئے یہ ایک
زبردست انسپائریشن ہے۔"

ٹیلی گراف کے نمائندے بیکر نے مسکراتے ہوئے بشپ کے الفاظ
نوٹ کر لئے۔

"میں کیا بتاؤں.......؟ یہ تصویر کیسی کیسی یادیں جگاتی ہے.......؟"

بشپ نے مزید کہا۔

ہم سب کے دل جیسے دھڑکنا بھول گئے تھے۔

"لیکن مسٹر بیکر.......! میں یہ واضح کر دوں کہ یہ اوریجنل نہیں ہے۔"

یکر کوشش کے باوجود اپنی مایوسی نہ چھپا سکا۔

"یہ.......یہ نقل ہے.......؟"

"ہاں.......! اگرچہ یہ بہت اچھی نقل ہے۔ میرے خیال میں مصور کے
ے لائق شاگرد نے بنائی ہے۔"

بشپ نے کہا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

"لیڈی ٹرمپر.......! مجھے افسوس ہے کہ آپ کو زحمت دی گئی۔"

میں ان کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھی۔ باہر تمام صحافی بشپ کے
رتھے۔ میں محسوس کر رہی تھی کہ بشپ کو وہ غیر معمولی توجہ بہت اچھی لگ
رہی، جو اسے محض اس تصویر کی وجہ سے ملی تھی۔

"کیا تصویر اصلی ہے تقدس مآب.......؟"

ایک صحافی نے چیخ کر پوچھا۔

بشپ مسکرایا۔

"نہیں.......! یہ محض ایک نقل ہے۔"

اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

بشپ کو رخصت کر کے میں واپس ہوئی۔

"شکر ہے.......! جان چھوٹی۔"

میں نے کہا اور چارلی کی طرف دیکھا۔

لیکن چارلی وہاں موجود ہی نہیں تھا۔

میں اپنے آفس میں آئی تو دیکھا کہ وہ تصویر اپنے ہاتھ میں لئے کھڑا
ہے۔ میں نے دروازہ بند کیا۔ اب کمرے میں ہم دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔

"شکر ہے.......! جان چھوٹی۔"

میں نے اپنے الفاظ دہرائے۔

''اب زندگی نارمل گزرے گی۔''

''میرا خیال ہے، تم جانتی ہو کہ یہ اوریجنل ہے۔''

چارلی نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''احمقانہ باتیں مت کرو......! بشپ نے......''

''تم نے دیکھا نہیں کہ وہ تصویر کو کتنی محبت اور عقیدت سے دیکھ رہا تھا......؟ ایسے وہ کسی نقل کو تو نہیں دیکھ سکتا......؟ اور میں تو اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ میں نے ان میں کشمکش بھی دیکھی اور پھر اسے ایک نتیجے پر پہنچتے ہوئے بھی محسوس کیا۔''

''نتیجہ......؟''

''ہاں......! اسے فیصلہ کرنا تھا کہ کیا اس تصویر کے حصول کی خاطر ہماری زندگیاں تباہ کرنا مناسب ہوگا......؟''

''اس کا مطلب ہے کہ ہمیں علم بھی نہیں تھا اور ایک اوریجنل شاہکار ہمارے پاس موجود تھا......؟''

''ایسا ہی لگتا ہے۔ مگر میں یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ چرچ سے یہ تصویر غائب کس نے کی......؟''

''گائی کے لئے تو یہ ممکن نہیں......!''

''کیوں نہیں......؟''

چارلی نے میری بات کاٹ دی۔

''ٹامی اس کی قدر و قیمت کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ لیکن گائی جانتا تھا۔''

''لیکن گائی کو یہ کیسے پتا چلا کہ یہ کس کے پاس جا پہنچی ہے......؟''

''گائی نے ہی اسے ٹامی کے سامان میں چھپایا ہوگا۔ اسے نکالنے کا موقع نہیں ملا اور ٹامی کی وصیت کے مطابق یہ اس کی تمام چیزوں کے ساتھ

ہمیں سونپ دی گئی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ اوریجنل ہے اور یہ بھی جانتا تھا کہ یہ ہمارے پاس ہے۔ اسی لئے تو اس نے اتنا بڑا خطرہ مول لیا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ بہت قیمتی ہے۔ پھر جب بات بگڑ گئی تو یہ اس نے اپنی ماں کو دے دی ہوگی اور خود آسٹریلیا چلا گیا ہوگا۔''

''لیکن کٹی اس معاملے میں کہاں سے آ ٹپکی......؟''

''مسز ٹرینتھم کچھ بھی کر سکتی ہے۔ اور کٹی کو تو بس مال چاہئے۔ مجھ سے وہ ویسے بھی چڑتی ہے۔''

چارلی نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ مسز ٹرینتھم ہمیں تباہ کرنے کی خاطر کچھ بھی کر سکتی ہے۔''

''ہاں......! اور اس منصوبے کی ناکامی اسے اور بھڑکا دے گی۔''

میں کرسی پر ڈھیر ہو گئی۔

''اب ہم کیا کریں گے......؟''

''ایک ہی کام کر سکتے ہیں ہم......!''

☆☆☆

اس رات میں نے اپنی کار آرچ بشپ کے گھر کے سامنے روکی۔ چارلی نے دروازے پر دستک دی۔

دروازہ ایک پادری نے کھولا اور ہم سے کچھ پوچھے بغیر وہ ہمیں اندر لے گیا۔

کمرے میں آرچ بشپ وائن سے بشپ اور ریمز کی تواضع کر رہا تھا۔

''سر چارلس اور لیڈی ٹرمپر......!''

پادری نے گویا ہماری آمد کا اعلان کیا۔

"خوش آمدید میرے بچو......!"

ارچ بشپ نے شفقت بھرے لہجے میں کہا اور ہماری پذیرائی کے لئے اُٹھا۔

"یہ تو میرے لئے ایک غیر متوقع خوشی ہے۔"

چارلی نے اس کی انگوٹھی پر بوسہ دیا۔

"لیکن تمہاری یہاں آمد کا سبب میں نہیں سمجھ سکا۔"

"ہم تقدس مآب بشپ آف ریمز کے لئے ایک چھوٹا سا تحفہ لائے ہیں۔"

میں نے وہ پارسل بشپ کی طرف بڑھایا۔

بشپ کے ہونٹوں پر وہی مسکراہٹ تھی، جو تصویر کو نقل قرار دیتے وقت میں نے دیکھی تھی۔

اس نے بڑی آہستگی سے پارسل کو کھولا اور چند لمحے تصویر کو شدت سے تکتا رہا، پھر اسے آرچ بشپ کی طرف بڑھا دیا۔

آرچ بشپ نے بھی تصویر کو بڑی محبت سے دیکھا۔

"شاندار......! زبردست......!"

اس نے تبصرہ کیا اور تصویر کو بشپ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

"لیکن تم اسے لگاؤ گے کہاں......؟"

"سینٹ آگسٹن میں صلیب کے عین اوپر......!"

بشپ نے جواب دیا۔

"اور بعد میں کبھی کوئی مجھ سے زیادہ فن مصوری کو جاننے والا اس کے بارے میں اعلان کر دے گا کہ یہ اوریجنل ہے۔"

وہ چالاکی سے مسکرایا۔

آرچ بشپ میری طرف مڑا۔

"میری بچی......! کیا تم اور تمہارا شوہر ہمارے ساتھ ڈنر کرنا پسند کریں گے......؟"

میں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان سے معذرت کر لی۔ پھر میں اور چارلی انہیں گڈ نائٹ کہہ کر وہاں سے نکل آئے۔

دروازے سے نکلتے ہوئے ہمیں آرچ بشپ کی آواز سنائی دی۔ وہ بشپ سے کہہ رہا تھا۔

"تم شرط جیت گئے پیئر......! مگر تمہیں اتنا یقین کیسے تھا کہ وہ یہ تصویر تمہیں واپس کر دیں گے۔"

"اس لئے کہ میں نے جان لیا تھا کہ وہ چور نہیں ہیں۔"

بشپ آف ریمز نے جواب دیا۔

☆☆☆

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بیکی کی کہانی

(پانچویں درویش کی زُبانی)

"بیس ہزار پاؤنڈ......!"
بیکی نمبر 141 کے دروازے پر رُک گئی۔
"مذاق کر رہے ہو تم......؟"
"ایجنٹ یہی قیمت مانگ رہا ہے۔"
ٹم نیومین نے کہا۔
"دُکان تین ہزار پاؤنڈ سے زیادہ کی ہرگز نہیں ہے۔"
چارلی نے اس بلاک کی اس واحد عمارت کو گھورتے ہوئے کہا، جو اُس کی ملکیت نہیں تھی اور ویسے بھی میں نے مسٹر اسنیڈلز کے ساتھ تحریری معاہدے پر دستخط کیے تھے کہ جب......"
"اس میں کتابیں شامل نہیں تھیں۔"
ٹم نے اسے یاد دلایا۔
"تو ہمیں کتابوں کی ضرورت ہی کب ہے......؟"

بیکی نے کہا۔
"تو پھر آپ دُکان پر قبضہ بھی نہیں لے سکتے۔ جب تک آخری کتاب بھی نہیں بک جاتی، معاہدے پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا۔"
"کتابیں کتنی مالیت کی ہوں گی......؟"
بیکی نے پوچھا۔
"اسنیڈلز نے ہر کتاب پر پنسل سے اس کی قیمت لکھ رکھی ہے۔"
ٹم نیومین نے بتایا۔
"اس کے ساتھی ڈاکٹر ہال کومب کا کہنا ہے کہ کچھ بہت قیمتی اور نایاب کتابوں کو چھوڑ کر باقی کتابوں کی مالیت کا تخمینہ پانچ ہزار پاؤنڈ کے لگ بھگ بنتا ہے۔"
"تو پھر وہ سب خرید لو......!"
چارلی نے بے جھجک کہا۔
"کیونکہ میں اسنیڈلز کو جانتا ہوں۔ اس نے ہر کتاب کی کم سے کم قیمت لگائی ہوگی۔ بعد میں کسی وقت بیکی ان کتابوں کو نیلام کر سکتی ہے۔ میرا خیال ہے، ہمیں دُکان مفت ہی پڑے گی۔"
"جن کتابوں کی قیمت کا تعین نہیں کیا جا سکا ہے، ان میں بلیک کی کتابوں کے پہلے ایڈیشن شامل ہیں، جو اب کہیں بھی دستیاب نہیں ہیں۔"
"پھر بھی، بیس ہزار پاؤنڈ ادا کرنا اور وہ بھی ایسے وقت میں جبکہ ہمیں اپنے ہر پاؤنڈ کی ضرورت......"
بیکی مطمئن نہیں ہو رہی تھی۔
"لیکن اس دُکان کے بغیر آپ اپنا ڈیپارٹمنٹل اسٹور بنا کیسے سکتے ہیں......؟"

""مگر سوچو تو......""

""بلیک کی وہ کتابیں گائی ٹرینتھم کی جانب سے اپنے نانا کو تحفتاً کی گئی تھیں۔""

چارلی بری طرح چونکا۔

""یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو......؟""

""کتابوں کے پہلے صفحے پر گائی کی اپنی تحریر میں یہ بات لکھی ہے۔""

""یعنی یہ کتابیں مسز ٹرینتھم کی ملکیت ہیں......؟""

""جی ہاں......! اور اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رقم کے معاملے میں مسز ٹرینتھم بھی ضرورت مند ہے۔""

""اسے کیا ضرورت ہو سکتی ہے......؟""

بیکی کا لہجہ پُرخیال تھا۔

""وہ ٹرمپرز کے زیادہ سے زیادہ شیئرز خریدنا چاہتی ہے۔""

ٹم نے دھماکہ کیا۔

☆☆☆

بشپ آف ریمز کی واپسی کے دو ہفتے بعد 19 مارچ 48ء کو دی ٹائمز اور فنانشل ٹائمز میں ٹرمپرز کا پورے صفحے کا اشتہار شائع ہوا، جس میں کمپنی کے پبلک ہونے کا اعلان کیا گیا۔

اب چارلی اور بیکی عوامی ردِعمل کا انتظار کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

تین دن کے اندر شیئرز کی تعداد بڑھانی پڑ گئی۔ لوگ شیئرز پر ٹوٹ پڑے تھے۔ شیئرز خریدنے کی درخواستیں اتنی زیادہ تھیں کہ ایک مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ شیئرز دینے کے لئے کیا طریق کار طے کیا جائے......؟

طے یہ پایا کہ جن لوگوں نے بڑی تعداد میں شیئرز مانگے ہیں، انہیں اہمیت دی جائے۔ تاکہ شیئرز کی اکثریت قائم رکھنا مسئلہ نہ بن سکے۔

ٹم نیومین صرف ایک پارٹی کے معاملے میں اُلجھن محسوس کر رہا تھا۔

ہامبروز والے ایک لاکھ شیئرز خریدنا چاہتے تھے۔ لیکن انہوں نے اس سلسلے میں کوئی وضاحت نہیں کی تھی۔ ایک لاکھ شیئرز کا مطلب کمپنی میں دس فیصد کا حصہ دار بننا تھا۔ ٹم نے تجویز پیش کی کہ انہیں نہ صرف ان کی خواہش کے مطابق شیئرز دیئے جائیں، بلکہ ان کو کمپنی کے بورڈ میں بھی نمائندگی دی جائے۔

چارلی نے ایک شرط رکھی، اور وہ پوری کر دی گئی۔ ہامبروز نے یہ یقین دہانی کرائی کہ یہ حصص وہ مسز ٹرینتھم کی طرف سے نہیں خرید رہے ہیں۔

دو اور ادارے تھے، جو پانچ پانچ فیصد مانگ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کمپنی امریکہ کی فیلڈز انکارپوریٹڈ کی نمائندگی کر رہی تھی۔ دوسری پروڈنشل انشورنس تھی۔ چارلی نے دونوں درخواستیں بے جھجک قبول کر لیں۔

باقی حصص 1700 عام لوگوں کو دے دیئے گئے۔ کم سے کم شیئرز خریدنے کی تعداد 100 مقرر کی گئی تھی۔

شیئرز کی فروخت کے بعد ٹم کے خیال میں چارلی کے لئے سب سے بڑا کام بورڈ کے لئے مزید اراکین کے انتخاب کا تھا۔ ہامبروز نے اپنی نمائندگی کے لئے مسٹر بیوراسٹاک کو مقرر کیا تھا۔ وہ ایک نیک نام آدمی تھا، جس کی بڑی ساکھ تھی۔ چارلی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ بیکی نے سائمن میتھیوز کا نام پیش کیا، جو دُکان نمبر ایک کے نیلام گھر کا منتظم تھا۔

☆☆☆

17، ایٹن اسکوائر کے اس مکان کے بارے میں بیکی کو ڈیفن نے بتایا تھا۔ چارلی تو ایک نظر دیکھتے ہی اس پر فدا ہوگیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اپنی باقی زندگی وہ آٹھ بیڈ روم کے اس مکان میں گزارنا چاہے گا۔

دو تین ماہ بعد بیکی نے اس سلسلے میں ہاؤس وارمنگ پارٹی کا اہتمام کیا۔ اس ڈِنر میں سو سے زائد مہمان شریک ہوئے، جنہیں پانچ مختلف کمروں میں کھانا سرو کیا گیا۔

ڈیفن تاخیر سے پہنچی۔ اور اس کا سبب اس نے سلوآن اسکوائر پر ہونے والے ٹریفک جام کو قرار دیا۔ کرنل بہت دُور سے سفر کر کے آیا تھا۔ اس کے ساتھ مارجوری کارپینٹر تھی۔ بیکی کو حیرت ہوئی کہ سائمن میتھیوز کیتھی راس کا ہاتھ تھامے تقریب میں شرکت کے لئے آیا۔

ڈِنر کے بعد بیکی نے مختصر سی تقریر کی۔ اس نے چارلی ٹرمپرز کا ماڈل تحفے میں پیش کیا۔ وہ سگار کیس کی شکل میں تھا۔ چارلی کی نظریں بتاتی تھیں کہ اسے یہ تحفہ بہت پسند آیا ہے۔

بیکی باتھ روم سے نکلی تو چارلی بیڈ پر بیٹھا تھا اور وہ سامنے رکھ کر ٹرمپرز کے اس ماڈل کو تکے جا رہا تھا۔

”تم نے پرسی کو ڈائریکٹر شپ دینے کے بارے میں سوچا......؟“

بیکی کو اچانک خیال آگیا۔

چارلی نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا۔

”ایک مارکوئیس کا نام ہمارے لیٹر ہیڈ پر ہوگا تو اسٹاک ہولڈرز یقیناً متاثر ہوں گے۔ اس سے ان کا اعتماد بڑھے گا۔“

”تم کیسی عجیب عورت ہو ربیکا سالمن......! اور ہمیشہ رہو گی...... اپنے

مطلب کی فکر کرنے والی......!“

”25 سال پہلے جب میں نے کرنل کو پہلا چیئرمین بنانے کی تجویز پیش کی تھی، تب تو تم نے یہ بات نہیں کہی تھی......؟“

”سچ ہے۔ لیکن اس وقت میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ قبول کر لے گا۔ بہرحال اگر باہر سے کسی اور کو لینا ہی ہے تو میں ڈیفنِ کو بورڈ میں شامل کرنا پسند کروں گا۔ اس میں کاروباری سمجھ بوجھ بھی ہے۔“

”واقعی......! مجھے یہ خیال کیوں نہیں آیا......؟“

بیکی نے اس سلسلے میں ڈیفن سے بات کی کہ وہ اور چارلی اسے نان ایگزیکٹیو ڈائریکٹر کی حیثیت سے بورڈ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ ڈیفن بہت خوش ہوئی، اور اس نے بلاتردد یہ پیش کش قبول کر لی۔ بلکہ اس نے اپنی اس ذمہ داری کے سلسلے میں جس عملی جوش کا مظاہرہ کیا، وہ سبھی کے لئے حیران کن تھا۔ اس نے کبھی بورڈ کی کوئی میٹنگ مس نہیں کی۔ وہ ایجنڈا بہت دھیان سے پڑھتی اور ذہن میں رکھتی۔ میٹنگ میں کوئی نکتہ پوری طرح کور نہیں کیا گیا ہوتا تو وہ اس کی نشان دہی کرتی۔

اگلے دو برسوں میں بورڈ کے اجلاس میں وہ ایک بات تواتر سے کہتی رہی۔

”کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ٹرمپرز کو اس لاگت میں تعمیر کر سکیں گے، جس کا تخمینہ آپ نے اپنے آفر ڈاکومینٹ میں دیا ہے جناب چیئرمین......؟“

ایک دن چارلی نے کراہتے ہوئے بیکی سے کہا۔

”میں نہیں سمجھتا کہ بیکی کو بورڈ میں لانے کا تمہارا آئیڈیا کچھ اچھا تھا۔“

"ایسا کیا ہوگیا......؟"

بیکی نے پوچھا۔

"وہ بحث کرتی ہے۔ ہر نکتے پر تفصیلی بحث۔ دماغ کی چولیں ہلا دیتی ہے۔"

مجھے الزام نہ دو......! میں نے تو پرسی کا نام پیش کیا تھا۔"

بیکی نے نہایت صفائی سے اپنا دامن بچا لیا۔

☆☆☆

معماروں کو ٹرمپرز ٹوئن ٹاورز کی تعمیر مکمل کرنے میں دو سال لگے۔ پھر دونوں ٹاورز کو ملانے والی راہ داری کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ لیکن چارلی کی ضد پر اسی دوران باقی دُکانیں کھول دی گئیں۔ اس پر سب لوگ حیران ہوئے کہ دُکانیں کھلی ہونے کے باوجود تعمیر کا کام اپنی رفتار سے ہوا۔ اس رکاوٹ کی وجہ سے ٹرمپرز کو صرف 18 فیصد مالی خسارہ ہوا۔

اس سپر اسٹور میں 118 ڈیپارٹمنٹ تھے۔ اس کا رقبہ 27 ایکڑ تھا۔ اور اس کی آرائش کے سلسلے میں ہر فیصلہ چارلی نے کیا تھا۔ کہاں کس رنگ کا قالین ہونا چاہئے......؟ اور کہاں کس طرح کی روشنی......؟ سب کچھ اس نے طے کیا تھا۔ وہاں بارہ لفٹیں تھیں۔ مال کے ڈس پلے کے لئے 96 ونڈوز تھیں۔ سات سو سے زیادہ باوردی ملازمین تھے۔

انڈر گراؤنڈ کار پارک کا آئیڈیا اصل منصوبے میں شامل نہیں تھا۔ وہ اضافی تھا۔ چارلی نے اسے بعد میں شامل کیا تھا۔ اس کے بعد تعمیر وقت پر مکمل کرنا ناممکن تھا۔ لیکن بہرحال اتنا فرق بھی نہیں پڑا۔ یکم ستمبر 49ء کو عمارت مکمل ہوگئی۔ اس میں بہت بڑا دخل اس حقیقت کا تھا کہ چارلی ہر روز صبح ساڑھے چار

بجے سائٹ پر پہنچ جاتا اور رات بارہ سے پہلے وہاں سے نہ ٹلتا۔

18 اکتوبر 49ء کو نواب آف ولٹ شائر اور ان کی اہلیہ نے افتتاحی فیتہ کاٹا۔

افتتاح ہوتے ہی ایک ہزار افراد نے جام فضاء میں بلند کئے۔ وہ بڑی پُرتکلف اور مہنگی دعوت تھی۔ دیکھ کر لگتا تھا کہ مہمان ٹرمپرز کا پہلے سال کا منافع ہاتھ میں آنے سے پہلے ہی اُڑانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن چارلی بے پرواہ نظر آرہا تھا۔

ایک بجے تک تھکن سے بیکی کا برا حال ہوگیا۔ چارلی کو وہاں ڈھونڈنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اور اسے یقین تھا کہ وہ مل بھی گیا تو ابھی گھر واپس جانے پر رضامند نہیں ہوگا۔

بالآخر اسے ڈینیل ملا۔ ڈینیل نے اسے بتایا کہ چارلی آدھے گھنٹے پہلے اسٹور سے رُخصت ہوا ہے تو اسے یقین ہی نہیں آیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے......؟"

اس نے کہا۔

"تمہارے ڈیڈی مجھے لئے بغیر تو گھر جانے والے نہیں......!"

لیکن ڈینیل کا کہنا تھا کہ ایسا ہی ہوا ہے۔

بیکی لفٹ میں بیٹھ کر گراؤنڈ فلور پر پہنچی اور صدر دروازے کی طرف بڑھی۔ دربان نے دروازہ کھولتے ہوئے اسے سیلوٹ کیا۔

"تم نے سر چارلس کو دیکھا ہے......؟"

بیکی نے دربان سے پوچھا۔

"یس لیڈی......! وہ وہاں ہیں......!"

دربان نے اشارے سے بتایا۔

بیکی نے سڑک کے پار دیکھا۔ چارلی اپنی مخصوص بینچ پر بیٹھا تھا۔ اِ... بوڑھا آدمی اس کے ساتھ تھا۔ وہ سامنے ٹرمپرز کی طرف دیکھتے ہوئے بڑ... انہماک سے گفتگو کر رہے تھے۔ بوڑھے شخص نے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا چارلی مسکرا دیا۔

بیکی نے لپک کر سڑک پار کی۔ لیکن چارلی کے ساتھ بیٹھے ہوئے کر... کی توجہ اس کی طرف ہو چکی تھی۔ وہ اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اس کے لِ... اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''بہت بہت مبارک ہو......!''

اس نے بیکی کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

''کاش......! الزبتھ بھی یہ دن دیکھنے کے لئے زندہ ہوتی۔''

☆☆☆

''میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمیں یرغمال بنا لیا گیا ہے۔''

چارلی نے کہا۔

''ایسے میں میرے خیال میں یہی مناسب ہوگا کہ اس مسئلے پر ووٹ لے لیا جائے۔''

بیکی نے بورڈ روم ٹیبل کا جائزہ لیا۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ ووٹنگ کا کیا نتیجہ نکلے گا......؟ یہ بورڈ تین ماہ سے مل کر کام کر رہا تھا۔ یہ پہلا بڑا معاملہ تھا، جو یہاں زیرِ بحث آیا تھا اور جس پر اتفاقِ رائے نہیں ہو سکا تھا۔

چارلی اپنے مقام پر بیٹھا تھا۔ وہ اس بات پر چڑچڑا رہا تھا کہ اس کی بات تسلیم نہیں کی گئی۔ اس کے دائیں جانب کمپنی کی سکریٹری جیسیکا ایمن تھی۔ اس کا اپنا ووٹ نہیں تھا۔ اس کا کام اجلاس کی کارروائی کا ریکارڈ رکھنا تھا۔ آرتھر

لیوان نے جو زمانۂ جنگ میں وزارتِ خوراک میں چارلی کے ساتھ کام کر چکا تھا، ٹام آرنلڈ کے ریٹائر ہونے کے بعد مینیجنگ ڈائریکٹر کا عہدہ سنبھالا تھا۔ اور وہ خود کو اس عہدے کا اہل سمجھ رہا تھا۔ بلکہ وہ تو خود کو مستقبل میں چیئرمین کے عہدے کا اہل ثابت کر رہا تھا۔ اس کی بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ حتی الامکان تصادم سے بچتا تھا۔

ٹم نیومین کمپنی کے بینک کا نمائندہ تھا۔ وہ بہت خوش اخلاق تھا۔ اس کا انداز سب کے ساتھ دوستانہ تھا۔ وہ چارلی سے بہت متاثر تھا، اور ہر معاملے میں چارلی کا ساتھ دیتا تھا۔ لیکن جہاں کمپنی کے لئے مالی خسارے کا خدشہ ہوتا، وہاں اسے صرف کمپنی کے مفادات کی فکر ہوتی تھی۔

پال میرک فنانس ڈائریکٹر تھا۔ اسے ہمیشہ صرف بینک کے مفادات کا خیال رہتا تھا۔

پھر ڈیفن تھی۔ وہ کسی کا ساتھ دینے کی قائل نہیں تھی۔ وہ میرٹ کے مطابق فیصلہ کرتی تھی۔

مسٹر بیوراسٹاک جہاں دیدہ وکیل تھے۔ وہ بہت کم بولتے تھے۔ مگر جب وہ بولتے تو سب ان کی بات بڑے دھیان اور احترام سے سنتے۔ ڈیفن بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھی۔

نیڈ ڈیننگ اور باب میکنز تیس برس سے چارلی کے ساتھ تھے۔ ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا تھا کہ وہ چارلی کے کسی فیصلے سے اختلاف کریں۔ سائمن میتھیوز البتہ اپنے رائے کا اظہار کرنے میں آزاد طبع تھا، اور کوئی دباؤ نہیں لیتا تھا۔ بیکی کو خوشی تھی کہ اس نے اس کا انتخاب کیا۔

''ہڑتال وہ چیز ہے، جس کے ہم اس وقت کسی بھی طرح متحمل نہیں ہو سکتے۔''

میرک نے کہا۔

''اس وقت تو ہمیں استحکام کی طرف بڑھنا ہے۔''

''لیکن یونین کے مطالبات سراسر ناجائز ہیں۔''

ٹم نیومین بولا۔

''دس شلنگ اضافہ اجرت میں، اور ہفتے میں 44 گھنٹے کام، اور اس کے آگے اوور ٹائم۔ یہ تو ناقابل قبول ہے۔''

''بیشتر اسٹورز نے یہ مطالبات تسلیم کر لئے ہیں۔''

میرک نے فنانشل ٹائمز کا تازہ شمارہ حوالے کے طور پر آگے بڑھایا۔

''ہماری بات اور ہے۔''

ٹم نیومین نے کہا۔

''میں بورڈ کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ مطالبہ ماننے کی صورت میں موجودہ سال میں اجرت کی مد میں ہمیں کم از کم بیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ادا کرنے ہوں گے اور یہ بھی سن لیں کہ اس میں اوور ٹائم شامل نہیں ہے۔ اور یہ بھی سمجھ لیں کہ اس کا نقصان کسی اور کو نہیں، ہمارے شیئر ہولڈرز کو ہوگا۔''

''ایک بات بتائیں......! ان دنوں ایک کاؤنٹر اسسٹنٹ کتنا کما لیتا ہے......؟''

مسٹر بیوراسٹاک نے سوال اُٹھایا۔

''260 پاؤنڈ سالانہ......!''

آرتھر سلیوان نے فوراً جواب دیا۔

''البتہ جن لوگوں کی سروس 15 سال کی ہو چکی ہے، ان کی سالانہ آمدنی 410 پاؤنڈ تک جاتی ہے۔''

''یہ اعداد و شمار پہلے بھی سامنے آ چکے ہیں۔''

چارلی نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہ وقت ہے فیصلہ کرنے کا۔ ہمیں ڈٹ کر کھڑا ہونا ہے یا یونین کے مطالبات تسلیم کرنے ہیں۔''

''میرا خیال ہے مسٹر چیئرمین......! کہ ہمیں سب اوور ری ایکٹ کر رہے ہیں۔ یہ معاملہ اتنا سادہ اور صاف نہیں، جتنا ہم سمجھ رہے ہیں۔''

ڈیفن بولی۔

''اس کا مطلب ہے کہ تمہارے پاس کوئی متبادل حل موجود ہے......؟''

''یہ ناممکن نہیں مسٹر چیئرمین......! دیکھیں، پہلے تو ہمیں اس پر غور کرنا ہے کہ اگر ہم اپنے اسٹاف کی اجرت بڑھاتے ہیں تو اس کے کیا نتائج نکلیں گے......؟ یہ طے ہے کہ کمپنی پر بوجھ پڑے گا۔ اور اگر ہم ان کے مطالبات نہیں مانتے تو اس کے نتیجے میں ہمارے نہایت اہل، لیکن کمزور کچھ ملازمین ہمارے حریفوں کے پاس چلے جائیں گے۔''

''میرا خیال تھا کہ آپ کوئی تجویز پیش کرنے والی ہیں لیڈی ولٹ شائر......!''

چارلی سے اپنے لہجے میں تلخی چھپائی نہیں گئی۔ وہ جب بھی ڈیفن سے متفق نہ ہوتا تو اسے اس کے خطاب کے ساتھ پکارتا تھا۔

''میری تجویز ہے سمجھوتہ......!''

ڈیفن نے کہا۔

''بشرطیکہ مسٹر سلیوان کے خیال میں بات اس سے آگے نہ جا چکی ہو۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم اجرت اور کام کرنے کے اوقات کے متعلق متبادل تجاویز پیش کریں تو کیا یونین اس پر غور کرے گی......؟ کیا اس سلسلے میں وہ

ہمارے مینیجنگ ڈائریکٹر کے ساتھ مذاکرات پر آمادہ ہوسکیں گے......؟"

"اگر بورڈ منظوری دے تو میں اس سلسلے میں یونین کے لیڈر ڈان شارٹ سے بات کرسکتا ہوں۔"

آرتھر سلیوان نے کہا۔

"میرے تجربے کے مطابق وہ بے حد سلجھا ہوا اور معقول شخص ہے۔ اور سچی بات یہ ہے کہ وہ برسوں سے ٹرمپرز کا وفادار ہے۔"

"مینیجنگ ڈائریکٹر اور یونین کے عہدہ دار کے درمیان بلا واسطہ رابطہ......!"

چارلی تقریباً چلا اُٹھا۔

"یہی رفتار رہی تو اگلے مرحلے میں آپ اسے بورڈ کی رُکنیت دے دیں گے۔"

"ان سے غیر رسمی رابطہ بھی تو کیا جا سکتا ہے۔"

ڈیفن نے فوراً مسئلے کا حل پیش کیا۔

"مجھے یقین ہے کہ مسٹر سلیوان مسٹر شارٹ کو قائل کر سکتے ہیں۔"

"میں لیڈی ولٹ شائر کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے کہا۔

"تو میرا کہنا یہ ہے کہ مسٹر سلیوان کو بورڈ کی طرف سے مسٹر شارٹ سے مذاکرات کا اختیار دیا جائے۔"

ڈیفن نے کہا۔

"اور ہم سب دُعا کریں کہ مکمل ہڑتال کی نوبت نہ آئے، اور معاملات یونین کے تمام طالبات مانے بغیر ہی سلجھ جائیں۔"

"میں اس سلسلے میں کوشش کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

آرتھر سلیوان نے کہا۔

"اگلے اجلاس میں میں اس سلسلے میں جوابی رپورٹ پیش کروں گا۔"

"شکریہ آرتھر......!"

چارلی کے لہجے میں عناد چھپا تھا۔

"تو کوشش کر دیکھو......! اور کوئی معاملہ......؟"

"جی ہاں......!" بیکی نے کہا۔

"ہم اگلے ماہ نوادرات کی ایک سیل کا اہتمام کر رہے ہیں۔ ایک ہفتہ بعد کیٹلاگ چھپ کر آجائیں گے۔ مجھے اُمید ہے کہ ہمارے جن ڈائریکٹرز کو زحمت ہوگی، وہ ضرور آئیں گے۔"

"پچھلی سیل کیسی رہی......؟"

مسٹر بیوراسٹاک نے پوچھا۔

بیکی نے اپنی فائل کا جائزہ لینے کے بعد جواب دیا۔

"اس نیلامی میں 24700 پاؤنڈ کا منافع ہوا۔ فروخت ہونے والے ہر آئٹم کی قیمت کا ساڑھے سات فیصد ٹرمپرز کو ملا۔ صرف تین آئٹم قیمت کی مجوزہ حد کو نہیں پہنچ سکے۔ انہیں ہم نے خود اُٹھا لیا۔"

"میں صرف اس کے کامیاب ہونے یا نہ ہونے کی بات کر رہا ہوں۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے وضاحت کی۔

"کیونکہ ایک آئٹم میری بیوی نے بھی خریدا تھا۔"

"جی ہاں......! وہ بہت خوب صورت چیز تھی۔"

بیکی نے کہا۔

"یقیناً......! کوئی میری بیوی نے کافی مہنگی بولی دے کر چھڑایا۔ اب

اگر آپ اپنا اگلا کیٹلاگ میرے گھر نہ بھیجیں تو میں آپ کا احسان مند ہوں گا۔''

اس پر سب لوگ ہنس دیئے۔

''میں نے کسی اخبار میں پڑھا ہے کہ سوتھبی والے کمیشن بڑھا کر دس فیصد کرنے پر غور کر رہے ہیں۔''

ٹم نیومین نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے......!''

بیکی نے کہا۔

''یہی وجہ ہے کہ ہم کم از کم ایک سال تک ایسا کوئی قدم نہیں اُٹھا سکتے۔ مجھے ان سے ان کی بہترین کسٹمر چھیننے ہیں تو کچھ عرصے تک مسابقتی روش اپنانا ہوگی۔''

ٹم نیومین نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

''اس کے نتیجے میں 50ء میں ہمارا منافع اتنا نہیں ہوگا، جتنی مجھے توقع تھی۔''

بیکی نے مزید کہا۔

''لیکن آگے جا کر ہمیں اس کا فائدہ ہوگا۔ ابھی تو ہمیں اہم گاہکوں کو لبھانا ہے۔''

''یہ تو آئٹم فروخت کے لئے پیش کرنے والوں کی بات ہے۔ خریدنے والوں کے بارے میں کیا کہنا ہے تمہارا......؟''

''وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ اچھی چیز برائے فروخت رکھیں گے تو خریدار تو لامحالہ آپ کے پاس آئیں گے۔ لیکن ایک نیلام گھر کے لئے فرخت کنندگان کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ خریدار تو انہی کی وجہ سے ہمارے پاس آتے ہیں۔''

''کیسی عجیب نوعیت کا کاروبار ہے تمہارا......؟''

چارلی نے تبصرہ کیا۔ پھر بولا۔

''اور کوئی بات......!''

کوئی آواز نہ اُبھری تو چارلی نے بورڈ کے تمام اراکین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے میٹنگ ختم کرنے کا اعلان کیا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

بیکی نے اپنے کاغذات سمیٹے اور سائمن کے ساتھ گیلری کی طرف چل دی۔

''تم نے چاندی کے آئٹمز کی سیل کے سلسلے میں تخمینے مکمل کر لئے ہیں......؟''

اس نے لفٹ میں بیٹھتے ہوئے، سائمن سے پوچھا۔

''جی ہاں......! میں نے رات ہی یہ کام مکمل کیا ہے۔''

سائمن نے جواب دیا۔

''132 آئٹمز پیش کئے جا رہے ہیں۔ میرے تخمینے کے مطابق یہ سات ہزار پاؤنڈز کے لگ بھگ کا معاملہ ہے۔''

''آج صبح میں نے کیٹلاک دیکھا۔ مجھے لگتا ہے، کیتھی نے ایک بار پھر شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ غور سے دیکھنے پر دو تین چھوٹی چھوٹی غلطیاں نظر آئیں۔ بہرحال پرنٹر کو فائنل پروف بھیجنے سے پہلے میں اور باریکی سے دیکھ لوں گی۔''

''میں کیتھی سے کہہ دوں گا کہ شام تک تمام میٹر آپ کو پہنچا دے۔''

''یہ لڑکی ایک بہت بڑی دریافت ثابت ہو رہی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہاں آنے سے پہلے وہ ایک ہوٹل میں کام کر کے اپنی صلاحیتوں کو کیوں ضائع کر رہی تھی......؟ بہرحال یہ آسٹریلیا واپس جائے گی تو میں اسے

بہت مس کروں گی۔"

"میں نے سنا ہے کہ وہ جانے کے بجائے یہاں رُکنے پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔"

"یہ تو بڑی زبردست خبر ہے۔ کیونکہ میری معلومات کے مطابق وہ دو سال یہاں گزار کر آسٹریلیا واپس جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔"

"جی ہاں......! ارادہ اس کا یہی تھا۔ لیکن میں نے اسے یہاں رُکنے پر قائل کرنے کی مسلسل اور بھرپور کوشش کی ہے۔"

بیکی اس پر تفصیل سے بات کرنا چاہتی تھی لیکن اس وقت تک وہ گیلری میں پہنچ چکی تھی اور اسے کئی اہم کام یاد آ گئے تھے۔

وہ کام نمٹانے کے بعد بیکی نے ایک کاؤنٹر گرل سے کہا کہ وہ کیتھی کو تلاش کر کے لائے۔

"اس وقت تو وہ یہاں موجود نہیں ہے لیڈی ٹرمپر......!"

لڑکی نے کہا۔

"ایک گھنٹہ پہلے میں نے انہیں باہر جاتے دیکھا تھا۔"

"کچھ پتا ہے کہ وہ کہاں گئی ہوگی......؟"

"سوری لیڈی ٹرمپر......! مجھے بالکل اندازہ نہیں......!"

"بہرحال وہ واپس آئے تو اس سے کہنا کہ فوری طور پر مجھ سے مل لے۔ اور تم ایک کام کرو......! چاندی کے آئٹمز کی سیل والے کیٹلاگ کے پروف میرے کمرے میں لے آؤ......!"

اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بیکی کئی جگہ رُکی، اور اس نے ان چھوٹے چھوٹے مسائل کو حل کیا، جنہوں نے اس کی موجودگی میں سر اُٹھایا تھا۔ اور بالآخر جب وہ اپنے کمرے میں پہنچی تو کیٹلاگ کے پروف اس کی میز پر

رکھے تھے۔

اس نے بہت باریک بینی سے ان کا جائزہ لیا۔ ہر آئٹم کے سامنے اس کی تصویر اور لفظی خاکہ دیا گیا تھا۔

دروازے پر دستک ہوئی، اور اگلے ہی لمحے ایک جوان لڑکی نے اندر جھانکا۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا......؟"

"ہاں کیتھی......! اندر آ جاؤ......!"

وہ گھونگھریالے بالوں والی دراز قد اور دُبلی پتلی لڑکی تھی۔ بیکی نے سوچا۔

"کبھی میں بھی جسمانی طور پر اتنی خوب صورت تھی۔"

پھر اسے خیال آیا کہ اب وہ 50 سال کی ہونے والی ہے۔

"میں پروف کو فائنل ہونے سے پہلے چیک کرنا چاہتی تھی۔"

اس نے کہا۔

"آپ بورڈ کی میٹنگ سے واپس آئیں تو میں موجود نہیں تھی، اس پر معذرت......!"

کیتھی نے کہا۔

"لیکن ایک ایسا مسئلہ سامنے آ گیا تھا، جس نے مجھے فکرمند کر دیا۔ ممکن ہے، میں اسے غیر ضروری حد تک اہمیت دے رہی ہوں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ بات آپ کے علم میں آ جائے......!"

بیکی نے اپنا چشمہ اُتار کر میز پر رکھا اور ہمہ تن متوجہ ہوگئی۔

"ہاں ہاں......! کہو......! میں سن رہی ہوں۔"

"آپ کو وہ شخص یاد ہے، جو اطالوی فن پاروں کی نیلامی کے دوران

اُٹھ کر کھڑا ہوا تھا، جس نے برونز نیو والا مسئلہ کھڑا کیا تھا......؟"

"اسے میں کیسے بھول سکتی ہوں......؟"

"وہ آج صبح پھر گیلری میں آیا تھا۔"

"تمہیں یقین ہے......؟"

"جی ہاں......! اور اس کی جرأت دیکھئے...... وہ وہی اس دن والی ٹوئیڈ کی جیکٹ پہنے تھا اور زرد ٹائی لگائے تھا۔"

"اور وہ آیا کیوں تھا......؟"

"اس بارے میں میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ بہرحال میں نے اس پر نظر رکھی۔ اسٹاف میں سے کسی سے اس نے بات نہیں کی۔ البتہ وہ اس نئی سیل کے چند آئٹمز میں خصوصی دلچسپی لے رہا تھا۔ خاص طور پر 19 ویں صدی کے کچھ آئٹمز میں۔"

بیکی نے دوبارہ چشمہ لگایا اور پروف کا جائزہ لیا۔ ان آئٹمز میں چار پیس کا ایک ٹی سیٹ تھا۔ اس کی قیمت کا مجوزہ تخمینہ 70 پاؤنڈ تھا۔

"اوہ......! یہ ہمارے اچھے آئٹمز میں سے ہے۔"

اس نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"جی......! وہ اس کے ایک ایک پیس کو بغور دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کچھ نوٹس لئے...... اور ہاں......! جانے سے پہلے اس نے اپنے پاس موجود فوٹو گراف نکال کر ٹی پاٹ کا خاص طور پر فوٹو گراف سے موازنہ کیا۔"

"فوٹو گراف ہمارے ہاں کا تھا......؟"

"میرے خیال میں تو وہ اس کے پاس پہلے سے موجود تھا۔"

بیکی نے کیٹلاگ میں دیئے گئے مذکورہ ٹی پاٹ کی تصویر کا جائزہ لیا۔

"پھر......؟"

ان "آپ بورڈ کی میٹنگ میں تھیں۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس کا
نا کروں۔"

"بہت عقل مندی کی تم نے......!"

بیکی نے داد دی۔

"پھر وہ کہاں گیا......؟"

"وہ چیسٹر اسکوائر گیا۔ وہاں دائیں جانب، درمیان میں ایک بڑا
ان ہے۔ وہ اس مکان میں نہیں گیا۔ البتہ باہر لگے لیٹر باکس میں اس نے
یک پیکٹ ڈال دیا......"

"وہ مکان نمبر 19 تو نہیں تھا......؟"

"جی......! بالکل یہی......!"

کیتھی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ کیسے جانتی ہیں......؟"

"بس......! اندازہ تھا میرا......!"

"اب مجھے بتائیں......! میں کیا کر سکتی ہوں اس سلسلے میں......؟"

"تم اس کسٹمر کے بارے میں یاد کرنے کی کوشش کرو، جو اس سیل میں شامل کرنے کے لئے یہ آئٹم ہمارے پاس لایا تھا۔"

"مجھے یاد ہے......! اس خاتون سے بات کرنے کے لئے مجھے ہی بلایا گیا تھا۔"

کیتھی نے کہا۔ پھر چند لمحے وہ سوچتی رہی۔ بالآخر اس نے کہا۔

"مجھے اس کا نام تو یاد نہیں۔ وہ بوڑھی اور اونچے طبقے کی کچھ بناوٹی سی خاتون تھی۔"

وہ کہتے کہتے رُکی، ذہن پر زور دیتی رہی، پھر بولی۔

"اور وہ ناٹنگھم سے آئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ یہ ٹی سیٹ اس کی آں جہانی ماں نے اس کے لئے چھوڑا ہے۔ وہ اسے بیچنا تو نہیں چاہتی تھی، لیکن ضرورت نے اسے مجبور کر دیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے اپنے لہجے سے وہ بہرحال کوئی بے بس اور مجبور عورت نہیں لگ رہی تھی۔"

"اور جب تم نے وہ سیٹ مسٹر فیلوز کو دکھایا تو انہوں نے کیا تبصرہ کیا......؟"

"انہوں نے اس کی تعریف کی کہ ہر پیس بہت صاف ستھرا ہے۔ انہیں یقین تھا کہ یہ اچھی قیمت میں نکلے گا۔ ان کا لگایا ہوا تخمینہ اس بات کا ثبوت ہے۔"

"تو ہمیں فوراً پولیس کو فون کرنا چاہئے......!"

بیکی نے کہا۔

"ہم نہیں چاہتے کہ اس بار بھی یہ پُراسرار شخص نیلامی کے دوران کھڑا ہو اور یہ اعلان کرے کہ ہمارا یہ آئٹم بھی چوری کا ہے۔"

چند منٹ میں اسکاٹ لینڈ یارڈ سے رابطہ ہوگیا۔ سی آئی ڈی کے انسپکٹر ڈیکنز نے پوری تفصیل سننے کے بعد کہا کہ وہ سہ پہر تک خود گیلری آئے گا۔

سہ پہر تین بجے کے بعد انسپکٹر ایک سارجنٹ کے ہمراہ آیا۔ بیکی ان دونوں کو ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ پیٹر فیلوز کے پاس لے گئی۔ پیٹر فیلوز نے انہیں بتایا کہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس کی نظر ایک پیس پر لگے خفیف سے ایک کھرونچے پر پڑی ہے۔

بیکی کو اس پر تشوش ہوئی۔ وہ تو جیسے کوئی شناختی نشان تھا، جو دانستہ طور پر ڈالا گیا تھا۔

فیلوز انہیں سینٹر ٹیبل کی طرف لے گیا، جہاں اس آئٹم کے چاروں

ڈس پلے کے لئے موجود تھے۔

"خوب صورت......!"

انسپکٹر نے بے ساختہ کہا۔ پھر اس نے جھک کر اس نشان کا جائزہ لیا۔

"میرے خیال میں اس کا تعلق برمنگھم سے ہے، اور عرصہ میرے خیال میں 1820ء کے لگ بھگ کا ہے۔"

بیکی نے حیرت بھری مستفسرانہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"یہ میری ہابی ہے......!"

انسپکٹر نے وضاحت کی۔

"اسی لئے اس طرح کے کیس میرے سپرد کئے جاتے ہیں۔"

پھر اس نے بریف کیس سے ایک فائل نکالی، جس میں حال ہی میں لندن کے علاقے میں چوری ہونے والے نوادرات کی تصویریں اور تفصیل موجود تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی چیکنگ کے بعد انسپکٹر نے بتایا کہ یہ ٹی سیٹ اس فائل کے کسی آئٹم سے میچ نہیں کرتا۔

"اور آپ لوگوں نے اس پر پالش اتنی زبردست کی ہے کہ اب اس پر سے کسی کی انگلیوں کے نشانات نہیں مل سکتے۔"

اس نے مزید کہا۔

"سوری......!"

کیتھی کا چہرہ تمتما اُٹھا۔

"نہیں مس......! اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں۔ آپ نے تو واقعتاً شاندار کام کیا ہے۔"

انسپکٹر نے ستائشی لہجے میں کہا۔

"بہرحال ناٹنگھم سے اور معلوم کروں گا، ممکن ہے ان کے ہاں اس

کے بارے میں کوئی رپورٹ ہو۔ وہاں سے سراغ نہیں ملا تو میں اس آئٹم کی تصویر اور تفصیل پورے انگلستان میں بھجوا دوں گا۔ اور میں...... کیا نام ہے خاتون کا......؟"

"مسز ڈاسن......!"

کیتھی نے اسے بتایا۔

"ہاں......! مسز ڈاسن...... میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش بھی کروں گا۔ جیسے ہی کچھ معلوم ہوا، میں آپ سے رابطہ کروں گا۔"

"تین ہفتے بعد والے منگل کو ہماری سیل ہوگی۔"

بیکی نے انسپکٹر کو یاد دلایا۔

"میں کوشش کروں گا کہ اس وقت تک آپ کو کلیئرنس دے دوں......!"

"ہم اس سے متعلق صفحے کو کیٹلاگ میں رہنے دیں یا نکال دیں......؟"

کیتھی نے پوچھا۔

"کچھ نکالنے کی ضرورت نہیں......! کیٹلاگ کو یوں ہی رہنے دیں۔ دیکھیں نا...... ممکن ہے، کوئی کیٹلاگ میں اسے دیکھ کر پہچان لے اور ہم سے رابطہ کرے......!"

بیکی نے سوچا۔

"کوئی پہلے ہی اس سیٹ کو پہچان چکا ہے۔"

"بلکہ آپ مجھے کیٹلاگ والی تصویر کی ایک کاپی اور دو تین دن کے لئے اس کے نیگیٹوز بھی دے دیں۔"

اس رات کھانے کے دوران بیکی نے چارلی کو اس ٹی سیٹ کے بارے میں بتایا۔ چارلی کا مشورہ سیدھا سا تھا۔

"اس آئٹم کو سیل سے ہٹا لو...... اور کیتھی کو پروموشن ملنا چاہئے......!"

اس نے کہا۔

"تمہاری پہلی تجویز پر عمل کرنا اتنا آسان نہیں۔"

بیکی نے کہا۔

"کیٹلاگ کو اس ہفتے شائقین کے ہاتھوں میں پہنچ جانا چاہئے۔ اور اگر ہم اس آئٹم کو کیٹلاگ میں شامل نہیں کرتے تو مسز ڈاسن کو کیا جواب دیں گے......؟"

"یہی کہ یہ اس کی ماں کا چھوڑا ہوا ترکہ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے خیال میں تو یہ مسروقہ مال ہے۔"

"اس صورت میں وہ ہم پر معاہدے کی خلاف ورزی کا کیس دائر کر سکتی ہے۔"

بیکی نے کہا۔

"اور اگر وہ اپنے دعوے میں سچی ثابت ہوئی تو ہمیں بھاری ہرجانہ دینا پڑے گا۔"

"اگر وہ سچی ہوتی تو تم ہی بتاؤ کہ مسز ٹرینتھم اس ٹی سیٹ میں کیوں دلچسپی لیتی......؟ میری چھٹی حس بتاتی ہے کہ بالکل ایسا ہی ایک ٹی سیٹ مسز ٹرینتھم کے پاس بھی موجود ہے۔"

بیکی ہنسنے لگی۔

"یہ تو میں بھی جانتی ہوں، بلکہ میں تو وہ دیکھ بھی چکی ہوں۔"

☆☆☆

تین دن بعد انسپکٹر ڈیکنز نے بیکی کو فون کیا۔ ناٹنگھم پولیس کے پاس بھی اس ٹی سیٹ کی چوری کا کوئی ریکارڈ نہیں تھا۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ ناٹنگھم میں مسز ڈاسن کا کوئی سراغ نہیں ملا ہے۔ اس نے تفصیلات ملک کے ہر کانسٹبلری کو بھجوا دی ہیں۔ لیکن اس نے خدشہ ظاہر کیا کہ باہر کے مضافاتی پولیس والے تعاون کم ہی کرتے ہیں۔

فون رکھنے کے بعد بیکی نے فیصلہ کیا کہ اس آئٹم کو کیٹلاگ سے نکالنے کی ضرورت نہیں۔

کیٹلاگ شائع ہوا اور اس کی کاپیاں دعوت ناموں کے ساتھ منتخب گاہکوں اور پریس والوں کو بھجوا دی گئیں۔

چند صحافیوں نے سیل کے ٹکٹ کے لئے اپلائی کیا۔ بیکی نے جو اس معاملے میں بہت محتاط ہو رہی تھی، ان کے بارے میں چھان بین کی، اور جب اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ وہ قومی سطح کے روزناموں سے منسلک ہے تو انہیں ٹکٹ جاری کر دیئے گئے۔

سائمن میتھیوز کا خیال تھا کہ بیکی غیر ضروری حد تک احتیاط سے کام لے رہی ہے۔ جبکہ کیتھی سر چارلس کی اس بات سے متفق تھی کہ اس آئٹم کو سیل سے ہٹا دینا ہی عقل مندی ہے۔ ہاں انسپکٹر ڈیکنز کی کلیرنس کے بعد اسے سیل میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

”یہ تو کاروبار کو خود چوپٹ کرنے والا طرزِ عمل ہے۔“

یوں ہی آئٹم نکالے جاتے رہے تو ہمارے پاس کون آئے گا......؟“

سیل سے پہلے والے پیر کو انسپکٹر ڈیکنز نے بیکی کو فون کیا۔ وہ فوری طور پر بیکی سے ملنا چاہتا تھا۔ بیکی نے اسے بلا لیا۔

انسپکٹر آدھے گھنٹے کے بعد آیا۔ اس کے ساتھ حسب سابق سارجنٹ بھی تھا۔ اس بار اس نے اپنے بریف کیس سے جو چیز برآمد کی، وہ چوری کی رپورٹوں کی فائل نہیں تھی۔ بلکہ ایوننگ ایکسپریس کا 15 اکتوبر 1949ء کا شمارہ تھا۔ اس نے ٹی سیٹ کا ایک بار پھر جائزہ لینے کی اجازت چاہی۔

اخبار میں چھپی ہوئی تصویر سے ٹی سیٹ کا موازنہ کرنے کے بعد اس نے کہا۔

”یہ سو فیصد رہی ہے۔“

پھر اس نے اخبار بیکی کی طرف بڑھایا۔

بیکی، کیتھی اور پیٹر فیلوز، تینوں اس سے متفق تھے۔

”مقامی پولیس نے ہمیں اطلاع دینے کی زحمت بھی نہیں کی۔ ان کے خیال میں اس معاملے سے ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔“

انسپکٹر نے کہا۔

”سوال یہ ہے کہ اب ہم کیا کریں......؟“

بیکی نے کہا۔

”ناٹنگھم کانسٹبلری نے مسز ڈاسن کو تلاش کر لیا ہے۔ خانہ تلاشی کے دوران انہیں اور کئی مسروقہ چیزیں ملی ہیں۔ مسز ڈاسن اس وقت پولیس کی تحویل میں ہے۔ اخبار کے مطابق وہ پولیس کی تفتیش میں معاونت کر رہی ہے۔ لیکن میرے بیان کی روشنی میں آج کسی وقت اس پر باقاعدہ الزام عائد کر دیا جائے گا۔ لیکن قانونی کارروائی کے لئے مجھے آپ کے اس ٹی سیٹ کو اسکاٹ لینڈ یارڈ لے جانا پڑے گا۔“

”ضرور......! کیوں نہیں......؟“

بیکی نے کہا۔

''میرا سارجنٹ آپ کو اس کی رسید لکھ دے گا۔ میں آپ کے تعاون پر آپ کا شکرگزار ہوں لیڈی ٹرمپر......!''

پولیس والوں کے جانے کے بعد کیتھی نے کہا۔

''اب ہم کیا کریں گے......؟''

''اس کے سوا کیا کر سکتے ہیں کہ نیلامی شیڈول کے مطابق ہو، اور جب اس آئٹم کی باری آئے تو اعلان کر دیا جائے کہ اسے ہٹا لیا گیا ہے۔''

بیکی نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''اور اس پر وہ منحوس شخص اُٹھ کر چلائے کہ یہاں چوری کا مال نیلامی کے لئے پیش کیا جاتا ہے تو ہماری ساکھ کا کیا بنے گا......؟''

سائمن نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔

''گیلری تو بدنام ہو جائے گی۔''

اس بار اس کے لہجے میں غصہ تھا۔

بیکی نے اس پر کوئی ردِعمل ظاہر نہیں کیا۔

''تو کیوں نہ اس معاملے کو اپنے حق میں استعمال کریں......؟''

کیتھی نے سائمن سے کہا۔

''کیا مطلب......؟''

بیکی نے چونک کر اسے دیکھا۔ سائمن بھی اسے استفسار طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''ہمیں پریس کو اپنے ساتھ ملا لینا چاہئے......!''

''میں نہیں سمجھی......! تم کہنا کیا چاہتی ہو......؟''

''ہم ٹیلی گراف کے رپورٹر...... کیا نام ہے اس کا......؟ ہاں...... بارکر...... تو ہم بارکر کو فون کریں اور اسے یہ پوری کہانی چھاپنے کے لئے دے

دیں۔''

''اس سے کیا ہوگا......؟''

''اسے یہ پتا چل جائے گا کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے......؟ اور یہ کہانی صرف اسے ملے گی تو وہ خوش بھی ہوگا اور ہمارا احسان مند بھی۔ اس طرح پچھلے تصویر والے کیس میں بھی ہماری مظلومیت ثابت ہو جائے گی۔''

''70 پاؤنڈ کے چاندی کے ٹی سیٹ کو وہ کوئی اہمیت دے گا......؟''

''بالکل دے گا......! پچھلی بار کے اس کے منفی روّیے کے باوجود ہم کہانی میں صرف اسے شریک کریں گے تو وہ اسے بہت زیادہ اہمیت دے گا۔''

''تو ٹھیک ہے کیتھی......!''

بیکی نے کہا۔

''بارکر کو تم ہی ہینڈل کرو گی۔''

''جی...... بہت بہتر......!''

اگلی صبح ٹیلی گراف کے تیسرے صفحے پر ایک چھوٹی، مگر بے حد نمایاں خبر شائع ہوئی۔ اس کے مطابق ٹرمپرز کے نیلام گھر کے منتظمین نے سیل کے لئے پیش کئے جانے والے ایک آئٹم کو مشتبہ محسوس کرتے ہوئے پولیس کو اس کی اطلاع دی۔ ادھر ناٹنگھم پولیس نے مسروقہ اشیاء رکھنے کے الزام میں ایک خاتون کو گرفتار کیا۔ پتا چلا کہ ٹرمپرز میں سیل کے لئے دیا جانے والا وہ آئٹم، چاندی کا ٹی سیٹ ناٹنگھم کی اس خاتون نے ایبرڈین میوزیم آف سلور سے چرایا تھا۔ چوری کئے ہوئے اور کئی آئٹم بھی اس خاتون کے گھر سے برآمد ہوئے۔ اس سلسلے میں تفتیش کرنے والے اسکارٹ لینڈ یارڈ کے انسپکٹر ڈیکنز نے ٹیلی گراف کے نمائندے سے بات کرتے ہوئے ٹرمپرز کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔

''میری خواہش ہے کہ لندن کا ہر نیلام گھر اور آرٹ گیلری ٹرمپرز کے قائم کیئے ہوئے معیارِ دیانت کی تقلید کرے۔''

اس شام کی سیل ایک آئٹم کی کمی کے باوجود بہت کامیاب ثابت ہوئی۔ بیشتر آئٹم متوقع قیمت سے کہیں زیادہ پر بولی دے کر چھڑائے گئے۔ ٹوئڈ جیکٹ اور زرد ٹائی والا پُراسرار شخص گیلری میں آیا ہی نہیں۔

اس رات چارلی نے ٹیلی گراف کی وہ خبر پڑھی تو بیکی سے کہا۔

''گویا تم نے میرا مشورہ قبول نہیں کیا......؟''

''اس کا جواب ہاں میں بھی ہے اور نہیں میں بھی......!''

بیکی نے جواب دیا۔

''میں نے ٹی سیٹ کو کیٹلاگ سے نہیں نکالا۔ لیکن کیتھی کو پروموشن بہرحال دے دیا۔''

☆☆☆

9 نومبر 50ء کو ٹرمپرز کی دوسری سالانہ گرینڈ میٹنگ ہوئی۔ دس بجے وارڈ روم میں آرتھر سلیوان نے تمام ڈائریکٹرز کو اس اجلاس کے طریق کار کے بارے میں بریف کیا، جس میں کمپنی کے تمام شیئر ہولڈرز کا انہیں سامنا کرنا تھا۔

ٹھیک گیارہ بجے چیئرمین اپنے آٹھ ڈائریکٹرز کے ساتھ ہال میں داخل ہوا، جہاں 120 کے لگ بھگ شیئر ہولڈرز موجود تھے۔

چارلی نے ہر ڈائریکٹر کا اجلاس کے شرکاء سے تعارف کرایا۔ ٹم نیوبین بیکی کے ساتھ بیٹھا تھا۔ چارلی نے اجلاس سے خطاب کیا۔ اجلاس کے بعد اس نے سوالوں کے جواب دیئے۔ تاہم اسے ایک عجیب سوال کا سامنا بھی کرنا

پڑا۔

''پہلے کاروباری سال کے دوران آپ کے اخراجات مقررہ حد سے متجاوز کیوں ہوئے......؟''

اس کا جواب دینے کے لئے منیجنگ ڈائریکٹر آرتھر سلیوان اُٹھ کھڑا ہوا۔

''ہمارے تعمیراتی اخراجات ہمارے اندازے سے بڑھ گئے۔ لیکن بلڈنگ بھی ہمارے اندازے سے زیادہ خوب صورت بنی۔ اب ہمیں کبھی ان اخراجات کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔''

اس نے کہا۔

''اس کا ثبوت ہماری دوسرے سال کی پہلی سہ ماہی کا منافع ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس دوسرے سال کا منافع آپ کی تمام شکایات دُور کر دے گا۔ برطانیہ آنے والے تمام سیاح جس طرح ٹرمپرز ٹوئن ٹاورز کا رُخ کر رہے ہیں، وہ بے حد خوش آئند ہے۔ تاہم کاروبار کو بڑھانے کے لیئے ہمیں مزید سرمایہ کاری کرنی ہوگی۔ شیئر ہولڈرز کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے۔

میٹنگ ختم ہونے کا اعلان کرتے ہوئے چارلی بیٹھے کا بیٹھا رہ گیا۔ تمام شرکاء نے کھڑے ہو کر جس طرح چیئرمین اور ڈائریکٹرز پر اعتماد کا اظہار کیا، وہ اس کے لئے بے حد حیران کن تھا۔

اجلاس کے بعد بیکی کو نمبر ایک کا رُخ کرنا تھا، کیونکہ اسے تصاویر کی اگلی نمائش کے لئے تیاری کرنی تھی۔ لیکن اس سے پہلے ہی مسٹر بیوراسٹاک اس کے پاس چلے آئے۔

''لیڈی ٹرمپر......! مجھے تنہائی میں آپ سے ایک اہم بات کرنی ہے۔''

"جی مسٹر بیوراسٹاک......! ضرور......!"

بیکی نے کسی گوشۂ تنہائی کی تلاش میں اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں۔ پھر وہ انہیں لے کر ایک طرف بڑھ گئی۔

"میرا خیال ہے کہ میرا آفس زیادہ مناسب رہے گا۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے کہا۔

"دراصل یہ بہت نازک معاملہ ہے۔ کیوں نہ آپ کل تین بجے میرے دفتر میں تشریف لے آئیں۔"

☆☆☆

ڈینیل نے اس صبح کیمبرج سے فون کیا تھا۔ اس کے لہجے میں ایسی چہکار بیکی نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ بلکہ وہ بہت باتونی ثابت ہو رہا تھا۔ جبکہ خود بیکی اس وقت زیادہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔ وہ مسٹر بیوراسٹاک کے بارے میں سوچ کر اُلجھ رہی تھی۔ وہ اس سے کیوں ملنا چاہتے ہیں......؟ اور انہوں نے کہا کہ یہ ایک بہت نازک معاملہ ہے۔

ایسے معاملات میں وہ بہت پریشان ہو جایا کرتی تھی۔

اس روز دوپہر کو وہ ٹھیک سے کھانا بھی نہیں کھا سکی۔ وقت سے چند منٹ پہلے ہی وہ بیوراسٹاک کے دفتر پہنچ گئی۔ اسے فوراً ہی بیوراسٹاک کے کمرے میں لے جایا گیا۔

مسٹر بیوراسٹاک نے مسکراتے ہوئے، گرم جوشی سے اس کا خیر مقدم کیا۔ ان کا انداز ایسا تھا، جیسے وہ ان کے گھر کا کوئی فرد ہو۔ انہوں نے اسے اپنے سامنے بڑے احترام آمیز انداز میں بٹھایا۔ پھر وہ اپنی کرسی پر جا بیٹھے۔

"لیڈی ٹرمپر......! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے زحمت کی۔

میں بغیر کسی گھماؤ پھراؤ کے بات کروں گا۔ میں یہ بتا دوں کہ سر ریمنڈ ہارڈکیسل بھی میرے موکلوں میں سے تھے۔"

بیکی سوچنے لگی کہ یہ بات انہوں نے پہلے کبھی کیوں نہیں بتائی......؟ وہ اس پر احتجاج کرنا چاہتی تھی، لیکن اسی لمحہ مسٹر بیوراسٹاک نے سلسلہ کلام جوڑا۔

"مگر میں یہ بھی واضح کر دوں کہ مسز جیرالڈ ٹرینتھم نہ میری موکلہ کبھی رہیں، نہ ہیں۔"

بیکی نے سکون کی سانس لی۔

"میں تیس سال سے زائد عرصے تک مسٹر ریمنڈ ہارڈکیسل کا وکیل رہا ہوں۔ چنانچہ آخری عرصے میں میں محض ان کا قانونی مشیر نہیں رہا، بلکہ ہم گہرے دوست بھی بن چکے تھے۔ یہ سب کچھ میں پس منظر واضح کرنے کے لئے بتا رہا ہوں۔ جب آپ کے سامنے اصل بات آئے گی مسز ٹرمپر......! تو اس وقت آپ کو میری یہ گفتگو غیر متعلق نہیں لگے گی۔"

بیکی نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

"چند برس پہلے ریمنڈ کا انتقال ہو گیا۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے اپنی بات جاری رکھی۔

"انہوں نے اپنی وصیت تیار کرائی تھی۔ اس کے تحت انہوں نے جاگیر سے حاصل ہونے والی آمدنی اپنی دو بیٹیوں میں تقسیم کر دی۔ میں یہ واضح کر دوں کہ اس کی موت کے بعد اس آمدنی میں کافی اضافہ ہوا ہے. ور اس کا سبب عقل مندی سے کی جانے والی سرمایہ کاری ہے۔ اس کی بڑی بیٹی ایمی ہارڈکیسل ہے، اور میرا خیال ہے کہ چھوٹی کو تو آپ جانتی ہی ہیں کہ وہ مسز جیرالڈ ٹرینتھم ہے۔ باپ نے جو آمدنی ان کے لئے چھوڑی ہے، اس سے وہ

دونوں خوش حال زندگی گزار سکتی ہیں، مگر پہلے کی طرح کی پرتعیش زندگی نہیں...... تاہم......"

بیکی مضطرب ہو رہی تھی کہ اصل بات کیسے سامنے آئے گی......؟

"......سر ریمنڈ عقل مند آدمی تھے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کے اصل سرمائے میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے۔ انہوں نے اپنے باپ کی چھوڑی ہوئی فرم کو، جسے وہ اور کامیاب بنا چکے تھے، اپنی ایک حریف فرم کے ساتھ ضم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کا مطلب سمجھ رہی ہیں لیڈی ٹرمپر......! سر ریمنڈ نے محسوس کیا کہ ان کے گھرانے کا کوئی فرد ان کی فرم کو سنبھال نہیں سکتا، نہ ان کی دونوں بیٹیوں میں سے کوئی، اور نہ ہی ان کا نواسہ۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے اپنا چشمہ اُتارا اور اس کے شیشے صاف کرنے لگے۔

پھر انہوں نے سلسلۂ کلام جوڑا۔

"یعنی سر ریمنڈ کو اپنے ورثاء کے بارے میں کوئی خوش فہمی نہیں تھی۔ بڑی بیٹی ایمی سیدھی سادی تھی۔ اس نے زندگی کے آخری برسوں میں باپ کی بڑی خدمت کی۔ باپ کی موت کے بعد اس نے ایک ہوٹل میں اقامت اختیار کی، جہاں گزشتہ سال اس کا انتقال ہوا۔"

"چھوٹی بیٹی ایتھل ٹرمپتھم کے بارے میں سر ریمنڈ کا خیال تھا کہ وہ ماضی سے اپنا ناطہ توڑ چکی ہے۔ اسے ان سے بھی کوئی جذباتی تعلق نہیں رہا تھا۔ اس پر سر ریمنڈ اکثر اُداس ہوتے۔ جب گائی پیدا ہوا تو انہوں نے اپنی اُمیدیں اس سے وابستہ کر لیں۔ انہوں نے ہمیشہ اسے بہت نوازا۔ اسے اپنے بیٹے جیسا ہی سمجھتے تھے، جس سے وہ ہمیشہ محروم رہے تھے۔ انہوں نے اس پر ہمیشہ عنایات کیں، لیکن بعد میں اس پر پچھتائے کہ ان کے خیال میں ان

کے لاڈ پیار نے ہی گائی کو تباہ کر ڈالا۔ اسی لئے یہ غلطی انہوں نے نیجل کے معاملے میں نہیں دہرائی۔ لیکن سچ یہ ہے کہ نیجل سے نہ انہیں محبت تھی نہ ہی اس کی پرواہ۔ تاہم انہوں نے ہمیں گائی پر نظر رکھنے کو کہا تھا۔ 22ء میں جب بالکل اچانک گائی نے فوج سے استعفیٰ دیا تو سر ریمنڈ نے ہم سے اس معاملے کی چھان بین کے لئے کہا۔ انہوں نے ان کہانیوں کو کبھی سچ تسلیم نہیں کیا، جو ان کی بیٹی انہیں نواسے کے آسٹریلیا میں کاروبار کے بارے میں سناتی تھی۔ گائی کی موت کے بعد تو وہ اس کے معاملات کی چھان بین کے لئے کسی کو آسٹریلیا بھیجنے تک کے خواہش مند تھے۔"

"میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں لیڈی ٹرمپر......! لیکن چھان بین کے نتیجے میں ہم پر واضح ہو گیا کہ آپ کے بچے کا باپ چارلس ٹرمپر نہیں، گائی ٹرمپتھم تھا۔"

بیکی نے سر جھکا لیا۔

مسٹر بیوراسٹاک نے ایک بار پار اس سے معذرت چاہی، اور پھر بات آگے بڑھائی۔

"بہرحال سر ریمنڈ ایسے قائل ہونے والے نہیں تھے کہ ڈینیل ٹرمپر ان کا پرنواسہ ہے۔ چنانچہ وہ دو الگ الگ موقعوں پر ڈینیل کے اسکول سینٹ پال گئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے، جب ڈینیل کو وہاں وظیفہ ملا تھا۔"

بیکی نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"پہلی بار انہوں نے اسے اسکول کے ایک کنسرٹ میں پرفارم کرتے دیکھا۔ دوسرا موقع وہ تھا، جب ڈینیل کو ریاضی میں نیوٹن پرائز ملا۔ میرا خیال ہے، اس وقت آپ بھی وہاں موجود تھیں۔ سر ریمنڈ نے بہرحال اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ ڈینیل کو ان کی موجودگی کا احساس نہ ہو۔ تو دوسرے

وزٹ کے بعد سر ریمنڈ پوری طرح قائل ہو گئے کہ ڈینیل ان کے نواسے کا بیٹا ہے۔ اس کے جبڑے کی بناوٹ جو کہ خاندانی ہے اور نروس ہونے کی صورت میں اس کا جسمانی ردِعمل انہیں یہ یقین دلانے کے لئے کافی تھا۔ اس روز انہوں نے اپنی وصیت تبدیل کر دی۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے گلابی ربن سے بندھی اس دستاویز کو کھولا، جو ان کے سامنے رکھی تھی۔

"انہوں نے مجھے ہدایت دی کہ ایک خاص طرح کی صورتِ حال میں اس وصیت کی بعض شقیں آپ کو پڑھ کر سناؤں۔ بنیادی شرط یہ تھی کہ اس وقت ڈینیل تیس سال کا ہو چکا ہے۔ تو اب میں اس پر عمل کر رہا ہوں۔ کیونکہ ڈینیل چند ہفتے پہلے تیس سال کا ہو چکا ہے۔"

بیکی نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

"میں نے سر ریمنڈ کی جاگیر کے معاملات پہلے ہی بیان کر دیئے ہیں۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے اپنی بات جاری رکھی۔

"مس ایمی کی موت کے بعد اب سب کچھ صرف مسز ٹرینتھم کا ہے۔ ٹرسٹ سے کوئی چالیس ہزار پاؤنڈ سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ کسی بھی مرحلے پر سر ریمنڈ نے گائی ٹرینتھم کو کبھی نامزد نہیں کیا۔ تاہم اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ وہ اب اس دُنیا میں نہیں رہا۔ تاہم اپنے چھوٹے نواسے نیجل ٹرینتھم کو انہوں نے کچھ حصہ دیا۔ اب جو کچھ میں کہوں گا، وہ سر ریمنڈ کے اپنے الفاظ ہیں۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے کھنکھار کر گلا صاف کیا اور پھر پڑھ کر سنانے لگے۔

"تمام ادائیگیوں کے بعد میں اپنی تمام جائیداد ٹرینٹی کالج، کیمبرج کے مسٹر ڈینیل ٹرمپر کے نام کرتا ہوں۔ تاہم یہ سب کچھ اس کی دادی مسز جیرالڈ ٹرینتھم کی موت کے بعد ہی پوری طرح سے اس کی ملکیت ہوگا۔"

بیکی یہ سن کر ششدر رہ گئی۔ اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس احساس نے اسے ٹوک دیا کہ مسٹر بیوراسٹاک کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی ہے۔

"میں یہ واضح کر دوں کہ سر ریمنڈ کی طرح میں بھی جانتا ہوں کہ ان کی بیٹی اور نواسے نے آپ کو کتنی اذیت دی......؟ شاید ڈینیل کو وارث بنا کر سر ریمنڈ نے اس کی تلافی کی کوشش کی۔ لیکن واضح رہے کہ ڈینیل کو وہ سب کچھ مسز ٹرینتھم کی موت کے بعد ہی مل سکے گا۔"

"یہ سب کچھ مسز ٹرینتھم کے علم میں ہے......؟"

بالآخر بیکی نے پوچھا۔

"جی ہاں......! سر ریمنڈ نے اپنی زندگی میں ہی اسے بتا دیا تھا۔ اور مسز ٹرینتھم نے اس سلسلے میں وکلاء سے مشورہ بھی کیا تھا کہ کیا وہ اپنے باپ کی موت کے بعد اس کی وصیت کی کچھ شقوں کو چیلنج کر سکتی ہے......؟"

"اس کے نتیجے میں کوئی قانونی قدم اُٹھایا گیا......؟"

"جی نہیں......! بلکہ مجھے آج تک اس پر حیرت ہے کہ اس نے اپنے وکیلوں کو ہدایت کی کہ وہ ہر اعتراض سے دستبردار ہو جائیں۔ بہرحال سر ریمنڈ نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ ان کے سرمائے کو نہ تو ان کی کوئی بیٹی استعمال کرے گی اور نہ ہی اس پر ان میں سے کسی کا کنٹرول ہوگا۔ یہ اختیار صرف ڈینیل کو حاصل ہوگا، مگر مسز ٹرینتھم کی موت کے بعد۔"

"اب مجھے اس کو سب کچھ بتانا پڑے گا......؟"

بیکی نے زیرِلب کہا۔

’’جی لیڈی ٹرمپر......! ویسے اس ملاقات کا مقصد آپ کو آگاہ کرنا تھا۔ سر ریمنڈ کا خیال تھا کہ آپ نے ڈینیل کو اس بات سے آگاہ نہیں کیا ہوگا کہ درحقیقت وہ گائی ٹرتھم کا بیٹا ہے۔‘‘

’’ان کا اندازہ درست تھا۔‘‘

مسٹر بیوراسٹاک نے چشمہ اُتار کر ایک طرف رکھا۔

’’تو جلد بازی کی ضرورت نہیں لیڈی ٹرمپر......! آپ جتنا وقت چاہیں، لے لیں......! بہرحال مجھے مطلع کر دیجئے گا کہ کب میں آپ کے بیٹے سے رابطہ کر کے اسے یہ خوش خبری سنا سکتا ہوں۔‘‘

’’جی...... بہت بہتر......!‘‘

’’اور آخری بات......!‘‘

مسٹر بیوراسٹاک نے کہا۔

’’میں آپ کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ سر ریمنڈ آپ کے شوہر کی خدمات کے بہت معترف تھے، اور آپ دونوں کی شراکت کو مثالی قرار دیتے تھے۔ انہوں نے سفارش کی تھی کہ اگر ٹرمپرز پبلک کمپنی میں تبدیل ہو تو ہم اس کے قابل ذکر اسٹاک ہولڈرز میں شامل ہوں۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ بہت منفعت بخش سرمایہ کاری ہوگی۔‘‘

’’تو اس وجہ سے ہیمبروز نے ہمارے دس فیصد حصص خریدے......؟‘‘

’’جی ہاں......!‘‘

مسٹر بیوراسٹاک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’میں نے ہیمبروز کو خاص طور پر ہدایت کی تھی۔ اب جبکہ سر ٹرمپر یہ جان لیں گے کہ ان دس فیصد حصص کا اصل مالک ڈینیل ہے، تو انہیں اس پر تشویش نہیں رہے گی۔ بلکہ ان کا اعتماد اور بڑھے گا، کیونکہ مزید دس فیصد حصص ان

کے کنٹرول میں رہیں گے۔‘‘

’’میں خاص طور پر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔‘‘

بیکی نے کہا۔

’’اور مجھے یقین ہے کہ چارلی بھی ذاتی طور پر آپ کا شکریہ ادا کرے گا۔‘‘

’’آپ کی مہربانی لیڈی ٹرمپر......! یہ ملاقات میرے لئے باعث مسرت تھی۔ سر ریمنڈ کی طرح میں بھی آپ کی فیملی کے مداحوں میں سے ہوں۔‘‘

مسٹر بیوراسٹاک بیکی کو رُخصت کرنے کے لئے دروازے تک آئے۔

’’جب آپ اپنے بیٹے کو بتا دیں تو مجھے بھی مطلع کر دیجئے گا۔‘‘

انہوں نے کہا۔

☆☆☆

اس ملاقات کے اگلے ویک اینڈ پر بیکی اور چارلی ڈینیل سے ملنے کے لئے کیمبرج گئے۔ چارلی اس پر مصر تھا کہ اب ڈینیل کو بے خبر رکھنا مناسب نہیں ہوگا۔ اس نے ڈینیل کو فون پر یہ بتا کر کہ وہ اسے ایک بہت اہم بات بتانے کے لئے آ رہے ہیں، ذہنی طور پر تیار کر دیا تھا۔

سفر کے دوران وہ دونوں ریہرسل کرتے رہے کہ ڈینیل کو کیا بتانا ہے اور کیسے بتانا ہے......؟ لیکن اس کا ردِعمل کیا ہوا......؟ اس کا اندازہ لگانا ان کے لئے ناممکن تھا۔

’’پتا نہیں، وہ ہمیں اس پر معاف بھی کرے گا یا نہیں......؟‘‘

بیکی نے کہا۔

''ہمیں برسوں پہلے اسے یہ حقیقت بتا دینا چاہئے تھی۔''

''تم ہی اس کے خلاف تھیں۔''

''اور اب بھی ہم اسے بتا رہے ہیں تو ایسے موقع پر، جب اس سے ہمیں مالی فائدہ پہنچ رہا ہے۔''

''ہمیں نہیں......! مالی فائدہ تو اسے ہی پہنچے گا۔ وہ صرف جاگیر کا ہی نہیں، ہماری کمپنی کے دس فیصد کا مالک بھی بن رہا ہے۔ اب اس کا ردِعمل کیا ہوتا ہے......؟ یہ تو وقت آنے پر ہی پتا چلے گا۔''

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر چارلی نے کہا۔

''بات تم شروع کرو گی۔ تم اسے بتاؤ گی کہ تم گائی سے کیسے ملی تھیں......؟''

''میرا خیال ہے، یہ وہ پہلے سے ہی جانتا ہے۔''

''تو اس نے یہ بات پوچھی بھی ہوگی کسی سے......؟''

''ضروری نہیں......! وہ ہمارے معاملے میں شروع ہی سے بڑی رازداری برتتا رہا ہے۔''

''خیر......! دیکھتے ہیں۔''

بالآخر چارلی نے نیوکورٹ میں گاڑی روکی۔ وہ اور بیکی گاڑی سے اُترے اور داخلی دروازے ''C'' سے اندر گئے۔ فرسودہ زینے پر چڑھ کر وہ راہ داری میں پہنچے۔ وہ چلتے رہے، یہاں تک کہ وہ دروازہ ان کے سامنے آگیا، جس کے دروازے پر ڈاکٹر ڈینیل ٹرمپر کے نام کی تختی لگی تھی۔

اس تختی کو دیکھ کر بیکی کو خیال آیا کہ اس کے ذہن میں یہ بات کبھی جگہ نہیں بنا پائی کہ اس کے بیٹے کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل چکی ہے۔

چارلی نے حوصلہ بڑھانے والے انداز میں بیکی کا ہاتھ تھامتے ہوئے

''فکر نہ کرو، سب ٹھیک ہو جائے گا......!''

پھر اس نے دروازے پر دستک دی۔

''آجایئے......!''

اندر سے ڈینیل نے بلند آواز میں پکارا۔

چارلی نے دروازہ کھولا۔

انہیں دیکھتے ہی ڈینیل اپنی کرسی سے اُٹھ کر ان کی طرف لپکا اور بیکی ے لپٹ گیا۔ پھر وہ چارلی کی طرف متوجہ ہوا۔

''چائے پہلے ہی سے تیار ہے آپ لوگوں کے لئے......!''

اس نے چہک کر کہا اور میز کی طرف اشارہ کیا۔

چارلی اور بیکی چرمی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

ڈینیل پیالیوں میں چائے اُنڈیلنے لگا۔ بیکی اس سویٹر کو جو ڈینیل پہنے ا، حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

''یہ جدید فیشن کا اتنا خوب صورت سویٹر اسے کس نے دلا دیا......؟ یہ د تو نہیں خرید سکتا ایسا سویٹر......؟''

''اور سنائیں......! سفر کیسا رہا......؟''

ڈینیل نے پوچھا۔

''ٹھیک ہی رہا......!''

چارلی نے جواب دیا۔

''آپ کی نئی گاڑی کیسی جا رہی ہے......؟''

''فرسٹ کلاس......!''

''اور ٹرمپرز......؟''

’’یہ گاڑی ابھی دھکا اسٹارٹ ہے۔‘‘

’’کمال ہے ڈیڈی......! کتنی مختصر گفتگو کرتے ہیں آپ......!‘‘

ڈینیل نے شوخ لہجے میں کہا۔

’’آپ تو ہمارے ہاں پروفیسر کی پوسٹ کے لئے اپلائی کر دیں۔‘‘

’’دراصل ڈینیل......! اس وقت ان کے دماغ پر بہت بوجھ ہے۔‘‘

بیکی نے جلدی سے اس کا جملہ اُچکا۔

’’یہ نہ بھولو کہ ہم ایک بہت اہم معاملے پر تم سے بات کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔‘‘

’’میں حاضر ہوں......!‘‘

ڈینیل ایک دم سنجیدہ ہوگیا۔

’’ویسے یہ ٹائمنگ زبردست ہے......!‘‘

’’کیا مطلب......؟‘‘

’’کیونکہ مجھے بھی آپ سے ایک بہت اہم بات کرنی ہے۔ اب یہ طے کرلیں کہ پہلا موقع کس کو ملے گا......؟‘‘

ڈینیل نے کہا۔

’’تو ٹھیک ہے......! پہلے تم بات کرلو......!‘‘

بیکی نے کہا۔

’’نہیں......! میرا خیال ہے، یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ پہلے ہم بات کریں۔‘‘

چارلی نے مداخلت کی۔

’’مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں......!‘‘

ڈینیل نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

’’شکریہ......!‘‘

بیکی بولی۔

’’تو شروع ہو جائیں ڈیڈی......! ورنہ یہ سسپنس ناقابل برداشت ہو جائے گا میرے لئے......!‘‘

’’ہمیں تم کو وہ بات بتانی ہے، جو درحقیقت ہمیں برسوں پہلے تمہیں بتا دینی چاہئے تھی۔ لیکن......‘‘

’’یہ بسکٹ لیں ڈیڈ......!‘‘

’’نہیں......! شکریہ......! میں کہہ رہا تھا کہ کچھ ایسے واقعات پیش آتے رہے کہ ہم تمہیں بتا نہیں سکے۔‘‘

’’ممی......! آپ تو بسکٹ لیں نا......! چائے بھی اور آنے والی ہے۔‘‘

ڈینیل نے بیکی سے کہا۔

’’بسکٹ کو تو اس وقت دل نہیں چاہ رہا ہے۔‘‘

بیکی نے کہا۔

’’میں کیا کہہ رہا تھا......؟‘‘

چارلی نے مداخلت کی۔

’’ہاں......! مگر اب ایک ایسے ترکے کا معاملہ درپیش ہے، جو تمہیں ملنا ہے...... بہت بھاری ترکہ...... تو یہ ضروری ہوگیا کہ تمہیں وہ بات بتائی جائے۔‘‘

دروازے پر دستک ہوئی۔ بیکی نے بدمزگی سے چارلی کی طرف دیکھا۔ دل میں اس نے یہی سوچا کہ وقتی مداخلت ہوگی۔

ڈینیل اُٹھ کر دروازے کی طرف گیا۔ اس نے دروازہ کھولا۔

’’آجاؤ ڈارلنگ......!‘‘

بیکی اور چارلی نے اسے کہتے سنا۔

مہمان اندر آیا تو چارلی اس کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔

''تمہیں یہاں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کیتھی......!''

اس نے کہا۔

''میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ آج تم بھی کیمبرج آؤ گی......؟''

''یہ سب ڈینیل کا کیا دھرا ہے۔''

کیتھی نے کہا۔

''میں تو آپ دونوں کو پہلے ہی بتا دیتی۔ لیکن ڈینیل نے میری ایک نہیں سنی۔''

یہ کہہ کر اس نے بیکی کی طرف دیکھا اور نروس انداز میں مسکرائی۔

بیکی نے اسے فکرمندی سے دیکھا۔ پھر کیتھی ڈینیل کے ساتھ بیٹھی تو اس کی فکرمندی میں اضافہ ہوگیا۔

''چائے لو ڈارلنگ......! اور بسکٹ بھی۔''

ڈینیل نے کیتھی سے کہا۔

''تم بڑے موقع سے آئی ہو۔ کوئی بے حد سنسنی خیز انکشاف ہونے والا ہے۔ ڈیڈی اپنی وصیت کے حوالے سے کسی بڑے راز پر سے پردہ ہٹانے والے ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے کہ مجھے ترکے میں ''ٹرمپرز'' ملنے والا ہے۔ اگرچہ اتنی بڑی سلطنت کے لئے میرے دل میں کوئی ارمان نہیں۔''

''آئی ایم سو سوری......!''

کیتھی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اُٹھ کھڑی ہوئی۔

''ارے نہیں......! یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں۔''

چارلی نے ہاتھ اُٹھاتے ہوئے کہا۔

''ہم اپنی بات بعد میں بھی کر سکتے ہیں۔''

''تو پھر بہتر ہے کہ پہلے میں ہی بات کرلوں۔''

ڈینیل نے کہا۔

''تو اطلاع یہ ہے کہ مم اور ڈیڈ......! کہ میں اور کیتھی شادی کرنے والے ہیں۔''

''مجھے یقین نہیں آتا۔''

بیکی نے کہا اور اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے کیتھی کو لپٹا لیا۔

''یہ تو زبردست خبر ہے......!''

''یہ چکر کب سے چل رہا ہے بھئی......؟''

چارلی نے کہا۔

''کیا میں اندھا ہوگیا ہوں......؟ اپنی ناک کے نیچے بھی نہیں دیکھ پاتا......؟''

''دو سال ہوگئے ڈیڈ......! اور آپ کے وسائل کتنے ہی کیوں نہ ہوں......؟ آپ کیمبرج پر دُور بین فٹ کر کے تو ہر وقت نہیں بیٹھ سکتے۔ اور ایک راز کی بات بتاؤں......! میں تو آپ کو پہلے ہی بتا دیتا۔ لیکن کیتھی نے مجھے روکے رکھا۔ یہاں تک کہ ممی نے اسے انتظامی کمیٹی میں شامل ہونے کی دعوت دے دی۔''

''ہم ڈیڑھ سال پہلے آپ کی ہاؤس وارمنگ پارٹی میں ملے تھے۔''

کیتھی اب بھی نروس لگ رہی تھی۔

''شاید آپ کو یاد ہوگا کہ سر چارلس......! کہ زینوں پر ہمارا ٹکراؤ ہوا تھا۔''

''ہاں......! مجھے یاد ہے۔ اور تم مجھے چارلی پکار سکتی ہو۔ سب مجھے چارلی ہی کہتے ہیں۔''

"کوئی تاریخ بھی طے کی ہے تم نے......؟"

بیکی نے ڈینیل سے پوچھا۔

"ایسٹر کی تعطیلات کے دوران ارادہ ہے، بشرطیکہ آپ منظوری دیں۔"

"ہماری طرف سے تو اگلے ہفتے کر لو شادی......!"

چارلی نے جھٹ سے کہا۔

"یہ بھی بتا دو کہ کہاں کا پروگرام ہے......؟"

"شادی کالج کے چیپل میں ہوگی۔"

ڈینیل نے بے جھجک کہا۔

"کیتھی کے والدین مر چکے ہیں۔ اس لئے اس کے لئے کیمبرج ہی مناسب رہے گا۔"

"اور تم لوگ رہو گے کہاں......؟"

"یہ تو ڈیپنڈ کرتا ہے۔"

"کس پر......؟"

"میں نے کنگز، لندن میں ریاضی کی پروفیسر شپ کے لئے درخواست دے رکھی ہے۔ دو ہفتوں میں اس کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔"

"تمہیں اُمید وہاں سے......؟"

بیکی نے پوچھا۔

"پرنسپل نے اگلی جمعرات کو مجھے ڈِنر پر مدعو کیا ہے۔ اب آگے آپ یہی سمجھ لیں۔"

ٹیلی فون کی گھنٹی نے اسے بات پوری نہیں کرنے کی۔

"یہ کون ہو سکتا ہے......؟ اتوار کے دن......؟"

ڈینیل نے بڑبڑاتے ہوئے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

اس نے ریسیور اُٹھایا، دوسری طرف کی بات سنی، پھر بولا۔

"جی......! وہ موجود ہیں۔ کیا بتاؤں انہیں......؟ جی...... بہت بہتر......!"

پھر وہ بیکی کی طرف مڑا۔

"مسٹر بیوراسٹاک کا فون ہے آپ کے لئے......!"

اس نے ریسیور اس کی طرف بڑھایا۔

بیکی کے انداز میں حیرت تھی، اور چارلی اسے پُرتشویش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"لیڈی ٹرمپر......؟"

دوسری طرف سے مسٹر بیوراسٹاک کی آواز اُبھری۔

"جی......! بول رہی ہوں۔"

"میں بیوراسٹاک...... مختصر بات کروں گا۔ مگر پہلے یہ بتائیں کہ آپ نے ڈینیل کو بتایا یا نہیں......؟"

"نہیں......! ابھی بتانے ہی والے تھے ہم......!"

"تو پھر ابھی اس ارادے کو ملتوی کر دیں۔ مجھ سے مل لیں پہلے......!"

"لیکن...... لیکن کیوں......؟"

بیکی اب محتاط ہوگئی تھی کہ سننے والوں کو کچھ پتا نہ چلے۔

"بات ایسی ہے کہ میں فون پر نہیں کر سکتا۔ آپ واپس کب آئیں گی لیڈی ٹرمپر......؟"

"شام تک واپسی ہوگی......!"

"تو مجھ سے کب مل سکتی ہیں آپ......؟"

”کیا آپ کے خیال میں بات اتنی اہم ہے......!“

”جی ہاں......! شام سات بجے کا وقت مناسب رہے گا۔“

”جی......! میرا خیال ہے کہ میں اس سے پہلے پہنچ چکی ہوں گی۔“

”ٹھیک ہے......! میں سات بجے ایٹن اسکوائر پہنچ جاؤں گا۔ مگر پلیز......! آپ سر ریمنڈ کی وصیت کے بارے میں ڈینیل سے کوئی بات نہ کیجئے گا۔ یہ بہت ضروری ہے۔ ورنہ میں آپ سے ہرگز اصرار نہ کرتا۔ ٹھیک ہے خاتون......! گڈ بائی......!“

”گڈ بائی......!“

بیکی نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

”کوئی مسئلہ......؟“

چارلی نے اس سے پوچھا۔

”کچھ کہہ نہیں سکتی......!“

بیکی نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔

”پچھلے ہفتے مسٹر بیوراسٹاک نے جس دستاویز کے بارے میں بتایا تھا، وہ ان پر ہم سے تبادلۂ خیال کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ نہیں چاہتے کہ اس دوران ہم کسی کو بھی اس سلسلے میں کچھ بتائیں۔“

”یہ تو بڑی پُراسرار بات لگتی ہے۔“

ڈینیل نے کیتھی سے کہا۔

”مسٹر بیوراسٹاک ٹرمپرز کے بورڈ کے رُکن ہیں، اور ایسے اُصول پسند ہیں کہ دفتری اوقات میں اپنی بیوی کو فون کرنے کو ڈسپلن کی خلاف ورزی سمجھتے ہیں۔“

”تب تو وہ ٹرمپرز کے بورڈ کے لئے اہل ترین آدمی ہیں۔“

کیتھی نے تبصرہ کرنے والے انداز میں کہا۔

”تم ہماری ہاؤس وارمنگ پارٹی میں ان سے مل چکی ہو۔ لیکن شاید تمہیں یاد نہیں ہوگا۔“

چارلی نے ڈینیل کی ڈیسک پر رکھی چھوٹی پینٹنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اچانک کہا۔

”یہ کس نے پینٹ کی ہے......؟“

بیکی سمجھ گئی کہ چارلی نے موضوع بدلنے کی کوشش کی ہے، لیکن بے حد پھوہڑ پن سے۔

☆☆☆

واپسی کے سفر میں بیکی متضاد کیفیات سے دوچار تھی۔ ایک طرف وہ بہت خوش تھی کہ اسے کیتھی جیسی بہو ملنے والی ہے، تو دوسری طرف مسٹر بیوراسٹاک کی بات اسے تشویش میں مبتلا کر رہی تھی۔

چارلی نے اس سے تفصیل پوچھی تو بیکی نے پوری گفتگو دہرا دی۔

وائٹ چیپل کے علاقے سے گزرتے ہوئے چارلی کی ہمیشہ ہیجانی کیفیت ہو جاتی تھی۔ ٹھیلوں کے درمیان سے گزرنا...... ٹھیلے والوں کی آوازیں...... وہ جانا پہچانا بھاؤ تاؤ...... اسے وہ سب بہت اچھا لگتا تھا۔

چارلی نے بلاارادہ گاڑی روک دی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

”گاڑی کیوں روک دی تم نے......؟“

بیکی نے احتجاج کیا۔

”زیادہ وقت نہیں ہے ہمارے پاس......؟“

چارلی نے وائٹ چیپل بوائز کلب کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی عمارت

اب پہلے سے کہیں بڑھ کر بوسیدہ نظر آ رہی تھی۔

''یہ عمارت تم ہزاروں بار دیکھ چکے ہو چارلی......!''

چارلی نے اپنی ڈائری کھولی اور اس میں کچھ لکھنے لگا۔

''کس چکر میں ہو تم......؟''

''بیکی......! تم چیزوں کو غور سے دیکھنا کب سیکھو گی......؟''

تب بیکی کو وہ بورڈ نظر آیا، جو دیوار پر لگا تھا۔ برائے فروخت کا بورڈ

چارلی اب اسٹیٹ ایجنٹ کا فون نمبر نوٹ کر رہا تھا۔

گھر پہنچتے پہنچتے انہیں ساڑھے چھ بج گئے۔ مسٹر بیوراسٹاک کے آ
میں صرف آدھا گھنٹہ باقی تھا، اور بیکی جانتی تھی کہ مسٹر بیوراسٹاک وقت ک
پابند ہیں۔

بیکی ڈرائنگ روم کی صفائی میں لگ گئی۔

ٹھیک سات بجے اطلاعی گھنٹی بجی۔ چارلی نے جا کر دروازہ کھولا۔

''شام بخیر سر چارلس......!''

مسٹر بیوراسٹاک نے اپنا ہیٹ اُتارتے ہوئے کہا۔

چارلی نے کوٹ اتارنے میں ان کی مدد کی۔ پھر انہیں ڈرائنگ رو
میں لے آیا۔

''مجھے افسوس ہے کہ چھٹی کے دن میں نے آپ کو زحمت دی۔''

مسٹر بیوراسٹاک نے کہا۔

''لیکن مجھے یقین ہے کہ میری بات سننے کے بعد آپ یہی کہیں گ
کہ میرا فیصلہ درست تھا۔''

''مجھے بھی یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔''

چارلی نے کہا۔

''سچ تو یہ ہے کہ آپ کی کال نے ہم دونوں کو حیران کر دیا تھا۔ یہ بتایئے......! کیا لیں گے آپ......؟ وہسکی......؟''

''شکریہ......! لیکن میرے خیال میں شیری زیادہ مناسب رہے گی۔''

بیکی بھی وہیں آ بیٹھی تھی۔

''جو کچھ مجھے کہنا ہے، وہ آسان نہیں ہے سر چارلس......!''

مسٹر بیوراسٹاک نے کہا۔

چارلی نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

''میں سمجھ سکتا ہوں۔ آپ وقت کی پرواہ نہ کریں۔ ہمیں بھی کوئی جلدی نہیں ہے۔''

''پہلے یہ بتائیں کہ آپ نے ڈینیل کو سر ریمنڈ کی وصیت کے بارے میں تو کچھ نہیں بتایا......؟''

مسٹر بیوراسٹاک نے پوچھا۔

''ہم بتانے ہی والے تھے کہ آپ کا فون آ گیا۔ اس سے پہلے اس کی خوش خبری رکاوٹ بن گئی تھی۔ ڈینیل شادی کر رہا ہے۔''

''یقیناً مس روس سے کر رہا ہوگا۔ بہت پیاری لڑکی ہے وہ...... مبارک ہو......!''

''تو آپ کو پہلے ہی سے پتا تھا......؟''

بیکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

''یہ تو کھلی بات تھی۔ کون ایسا ہوگا جو نہیں جانتا ہوگا......؟''

''ہم دونوں ہیں نا......!''

چارلی نے بیکی کی طرف اشارہ کیا اور ہنسنے لگا۔

مسٹر بیوراسٹاک نے بیگ کھول کر ایک فائل نکال لی۔

"گزشتہ چند روز میں دوسری طرف کے وکلاء سے بات چیت کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ ماضی میں ایک بار ڈینیل نے مسز ٹرینتھم سے ان کے گھر جا کر ملاقات کی تھی۔"

چارلی اور بیکی کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

"میرا اندازہ بھی یہی تھا کہ آپ دونوں اس بات سے بے خبر ہوں گے۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے کہا۔

"لیکن کیسے......؟ جبکہ......"

چارلی نے کہنا چاہا۔

"یہ تو شاید ہمیں کبھی معلوم نہیں ہو سکے گا۔ بہرحال مجھے یہ معلوم ہے کہ ڈینیل نے اس ملاقات کے دوران مسز ٹرینتھم سے ایک معاہدہ کیا تھا۔"

"کیسا معاہدہ......؟"

مسٹر بیوراسٹاک فائل کھولی اور پڑھ کر سنایا۔

"اس کی رو سے مسز ٹرینتھم ٹریمپرز ٹاورز کی تعمیر میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالیں گی، اور نہ ہی اپنی زمین پر سستے فلیٹ تعمیر کریں گی۔ اس کے بدلے میں ڈینیل ٹریمپرز نے تحریری ضمانت دی ہے کہ وہ مستقبل میں کبھی ہارڈ کیسل جاگیر پر کسی نوعیت کا دعویٰ نہیں رکھے گا۔"

انہوں نے گہری سانس لی۔ پھر بولے۔

"ظاہر ہے کہ ڈینیل کو تو یہ علم ہی نہیں تھا کہ سر ریمنڈ نے اسے اپنا وارث بنایا ہے۔"

"اوہ......! تو اس لئے اس نے جان چھوڑی تھی ہماری......؟"

چارلی بولا۔

"یہی بات ہے......!"

"اور ڈینیل نے ہمیں اس بارے میں کچھ بتایا بھی نہیں......!"

بیکی نے کہا۔

چارلی اس معاہدے کی کاپی پڑھ رہا تھا، جو مسٹر بیوراسٹاک نے اس کی طرف بڑھائی تھی۔

"اور یہ قانونی معاہدہ ہے، جس کا کوئی توڑ نہیں۔"

اس نے تبصرہ کیا۔

"جی سر چارلس......!"

"لیکن اس وقت ڈینیل بے خبر تھا کہ اسے......"

"یہ دو افراد کے درمیان ہونے والا معاہدہ ہے۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے کہا۔

"عدالت تو یہی فرض کرے گی کہ ڈینیل کو صورتِ حال کا علم تھا، اسی لئے اس نے دستبرداری کی تحریری ضمانت دی اور اس کے بدلے مسز ٹرینتھم نے اس کی بات مانی اور اس کی شرط پوری کی اور آخر تک نبھائی۔"

"لیکن اسے دباؤ کا نتیجہ بھی تو سمجھا جا سکتا ہے......؟"

"ایک 70 سالہ عورت ایک 26 سال کا جوان آدمی پر کیا دباؤ ڈال سکتی ہے......؟ جبکہ جوان آدمی خود اپنی مرضی سے اس کے گھر گیا ہو۔ آپ کیسی بات کر رہے ہیں سر چارلس......؟"

"لیکن وہ دونوں ملے کیسے......؟"

چارلی کا انداز خود کلامی کا سا تھا۔

"یہ تو مجھے نہیں معلوم......! مجھے تو لگتا ہے کہ مسز ٹرینتھم نے اپنے وکیل کو بھی یہ تفصیل نہیں بتائی۔ بہرحال اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں نے

آپ کو ڈینیل سے بات کرنے سے کیوں روکا......؟''

''بالکل......! اور آپ نے درست فیصلہ کیا۔''

چارلی نے کہا۔

''اور اب اس باب کو ہمیشہ کے لئے بند سمجھا جائے......!''

بیکی کی آواز سرگوشی سے مشابہ تھی۔

''لیکن کیوں......؟''

چارلی اس کی طرف مڑا۔

''میں نہیں چاہتی کہ ڈینیل زندگی بھر یہ بوجھ لے کر جیے کہ اس کے پردادا نے ہمارے ساتھ جو نیکی کی تھی، وہ اس کی حماقت سے ضائع ہوگئی۔ دیکھو نا...... ڈینیل نے تو وہ معاہدہ ہماری بہتری کے لئے کیا تھا۔ پھر وہ کیوں اس پر پچھتاتا رہے......؟''

آنسو بیکی کے رُخساروں پر ڈھلک آئے۔

''کیوں نہ میں ڈینیل سے بات کروں......؟''

''نہیں چارلی......! میں تمہیں سختی سے منع کر رہی ہوں۔ اب ڈینیل کے سامنے گائی ٹرینتھم کا تذکرہ کبھی نہیں ہونا چاہئے۔''

چارلی نے سر جھکا لیا۔ وہ کسی چھوٹے سے بچے کی طرح مایوس دکھائی دے رہا تھا، جسے اپنی پسند کا کھلونا چھونے سے روک دیا گیا ہو۔

''مجھے خوشی ہے کہ یہ خبر ہم تک آپ نے پہنچائی۔''

بیکی بیوراسٹاک کی طرف مڑی۔

''کیونکہ آپ نے ہمیشہ ہمارا بھلا چاہا ہے۔ آپ ہمارے سچے خیر خواہ ہیں۔''

اس کے لہجے میں خلوص تھا۔

''شکریہ لیڈی ٹرمپر......! لیکن ابھی مجھے ایک اور بری خبر آپ تک پہنچانی ہے۔''

مسٹر بیوراسٹاک نے کہا۔

بیکی نے چارلی کا ہاتھ تھام لیا۔

''میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس بار مسز ٹرینتھم نے دہرا وار کیا ہے آپ پر......!''

''اور کیا کر سکتی ہے وہ ہمارے ساتھ......؟''

''اب وہ چیلسی ٹیرس کی اپنی زمین بیچنا چاہتی ہے۔''

''میں اس پر یقین نہیں کر سکتی۔''

بیکی نے کہا۔

''لیکن میں کر سکتا ہوں۔''

چارلی بولا۔

''یہ بتائیں......! قیمت کیا طلب کر رہی ہے وہ......؟''

''یہی تو اس کا کھیل ہے......!''

مسٹر بیوراسٹاک نے اپنا بیگ کھول کر اس میں سے ایک فائل نکالی۔

''ٹرمپرز کے دس فیصد حصص اور اپنے بیٹے نیجل کو بورڈ کی ڈائریکٹر شپ کے بدلے وہ یہ زمین آپ کو دینے کے لئے تیار ہے۔''

''یہ تو ممکن ہی نہیں......!''

''آپ نہیں خریدیں گے تو وہ اسے نیلام کر دے گی، خریدار کوئی بھی ہو۔''

''اور اسے جو قیمت ملے گی، وہ ہمارے دس فیصد حصص سے کہیں زیادہ ہوگی۔''

بیکی نے خیال ظاہر کیا۔

''ہم کوئی بھی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔''

''اس نے یہ درخواست بھی کی ہے کہ اس کی پیش کش ٹرمپرز کے بورڈ کے سامنے رکھی جائے اور اس پر ووٹنگ کرائی جائے۔''

''اسے اس بات کا کوئی حق حاصل نہیں......!''

چارلی نے تیز لہجے میں کہا۔

''اگر آپ نے اس کی درخواست پر غور نہ کیا تو وہ اپنی اس آفر کے بارے میں تمام شیئر ہولڈرز کو مطلع کرے گی اور جنرل باڈی کا اجلاس طلب کر کے وہاں اس پر ووٹنگ کرائے گی۔''

پہلی بار چارلی فکر مند نظر آیا۔

''کیا وہ ایسا کر سکتی ہے......؟''

اس نے پوچھا۔

''جہاں تک میں اس عورت کو سمجھ سکا ہوں، میرے خیال میں یہ اعلان کرنے سے پہلے اس نے کسی ماہر قانون سے رائے ضرور لی ہوگی۔''

''ایسا لگتا ہے، جیسے اسے ہمیشہ ہماری ہر اگلی چال کا پہلے سے پتا ہو......؟''

بیکی بولی۔

''اگر اس کا بیٹا بورڈ کا رُکن بن گیا تو وہ کسی چیز سے بے خبر نہیں رہے گی۔''

چارلی نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔

''وہ ہر میٹنگ کی کارروائی سے اسے آگاہ کر دیا کرے گا۔''

''مجھے تو لگتا ہے کہ ہمیں اس کا یہ مطالبہ ماننا پڑے گا۔''

''مجھے آپ سے اتفاق ہے لیڈی ٹرمپر......!''

مسٹر بیوراسٹاک نے کہا۔

''تاہم میں نے سوچا کہ اس کا مطالبہ سامنے آنے سے پہلے ہی آپ کو اس سلسلے میں خبردار کر دوں تاکہ آپ کو فیصلے کے لئے وقت مل سکے۔ بورڈ کی اگلی میٹنگ میں مجھے بورڈ کو یہ سب کچھ تفصیل سے بتانا ہوگا۔

☆☆☆

آئندہ منگل کو بورڈ کی میٹنگ ہوئی تو سائمن میتھیوز شریک نہیں ہو سکا۔ اسے نادر جواہرات کی سیل کے سلسلے میں جنیوا جانا تھا، اور چارلی نے اسے بتا دیا تھا کہ میٹنگ میں اس کے شریک نہ ہونے سے کوئی فرض نہیں پڑے گا۔

مسٹر بیوراسٹاک نے مسز ٹرینتھم کی آفر کی تفصیل سے آگاہ کیا تو بورڈ کا ہر رُکن بولنے کو بے تاب ہوگیا۔

''پلیز......! ڈسپلن کا خیال رکھیں۔''

چارلی نے کہا۔

''اور میں اس سلسلے میں اپنا مؤقف واضح کر دوں۔ میں اس آفر کے سخت خلاف ہوں۔ اس خاتون پر نہ میں نے پہلے کبھی اعتبار کیا ہے، نہ آئندہ کروں گا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آگے جا کر یہ آفر کمپنی کے لئے ضرر رساں ہی ثابت ہوگی۔''

''لیکن مسٹر چیئرمین......! اس صورت میں وہ اس زمین کو سب سے زیادہ بولی لگانے والے کو فروخت کرے گی۔''

پال میرک نے کہا۔

''اور اس طرح حاصل ہونے والی رقم سے وہ ہمارے حصص خرید سکتی ہے۔ کون روک سکتا ہے اسے......؟ یعنی ہمارے پاس کوئی چوائس ہے ہی نہیں......!''

''یہ نہ بھولو کہ اس کی پیش کش قبول کرنے کی صورت میں ہمیں اس کے بیٹے کو اپنے سر پر مسلط کرنا ہوگا۔''

چارلی نے دلیل دی۔

''زمین بیچ کر تو وہ ہمارے دس فیصد سے بھی زیادہ حصص خرید سکتی ہے۔ اس صورت میں بھی ہمیں اس کے بیٹے کو بورڈ کی رُکنیت دینی ہوگی۔''

''سر چارلس......! اگر ہم وہ زمین نیلامی میں خریدنا چاہیں گے تو وہ یقیناً ہمیں بہت مہنگی پڑے گی۔ ٹرمپرز کی وجہ سے اس کی قدر و قیمت بڑھ گئی ہے۔ کئی بڑی کمپنیاں وہاں اسٹور کھولنا چاہیں گی۔''

ٹم نیومین نے کہا۔

''خاتون کے بارے میں آپ کی ذاتی رائے اپنی جگہ مسٹر چیئرمین......! لیکن اس کی آفر کو مسترد کرنا ہمیں بہت مہنگا پڑے گا۔''

پال میرک نے بات آگے بڑھائی۔

''اور میں بورڈ کو ایک اور اہم بات سے بھی آگاہ کرنا چاہوں گا۔''

''وہ بھی بتادو......!''

چارلی کے لہجے میں تھکن تھی۔

''کٹ کیٹ اینڈ ایٹکن والوں نے نیجل ٹرینتھم کو نکما قرار دے کر نکالنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔''

پال نے کہا۔

''اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ یکسر نااہل ہے۔ ہمارے بورڈ میں اس

کی موجودگی ہمارے لئے پریشان کن نہیں ہونی چاہئے۔''

''لیکن وہ ہر بات سے اپنی ماں کو باخبر رکھے گا۔''

چارلی نے اعتراض کیا۔

''اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ میرے خیال میں تو اس پیش کش کو قبول نہ کرنا احمقانہ...... بلکہ ذمہ دارانہ اقدام ہوگا۔''

''مجھے ایک بات بتائیں مسٹر چیئرمین......!''

ڈیفن نے اچانک مداخلت کی۔

''یہ جو اضافی زمین ملے گی، اس کا ہم کیا کریں گے......؟''

اس کی بات نے سبھی کو غیر متوازن کردیا۔

''ہمیں 50 ہزار مربع فٹ زمین اور مل جائے گی۔''

چارلی نے کہا۔

''ہم وہاں بیس مزید ڈیپارٹمنٹ کھول سکتے ہیں۔''

''اور اس تعمیر پر کیا لاگت آئے گی......؟''

ڈیفن نے ایک اور سوال اُٹھایا۔

''بہت خطیر رقم درکار ہوگی اس کے لئے، جس کا حصول فی الحال ہمارے لئے ممکن نہیں۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ وہ زمین ہمیں نیلامی میں خریدنی پڑے۔''

پال میرک نے جلدی سے کہا۔

''یہ نہ بھولیں کہ یہ ہمارے لئے غیر معمولی طور پر نفع بخش سال ثابت ہورہا ہے۔''

چارلی نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

''بے شک مسٹر چیئرمین......! لیکن مجھے یاد ہے کہ پچھلی بار جب آپ

نے یہی بات کہی تھی تو ہم تقریباً دیوالیہ ہوگئے تھے۔"

"اس کی وجہ غیر متوقع جنگ تھی۔"

چارلی نے کہا۔

"اور آپ اسے بھی جنگ بنا رہے ہیں۔"

پال میرک نے ترکی بہ ترکی کہا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو نفرت سے گھورتے رہے۔ ان لمحے دونوں کی ناپسندیدگی ایک دوسرے کے لئے بالکل واضح ہوگئی تھی۔

"اور میں بتا دوں کہ ہماری پہلی ترجیح اپنے اسٹاک ہولڈرز کا مفاد ہے۔"

پال میرک نے مزید کہا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے دوسرے اراکین پر طائرانہ نظر دوڑائی۔

"اگر انہیں یہ پتا چلا کہ انہوں نے زمین کے لئے ضرورت سے زیادہ رقم ادا کی ہے، صرف......"

وہ کہتے کہتے رُکا۔

"اب بہت احتیاط سے کہوں، تب بھی یہی کہوں گا کہ صرف اس لئے کہ یہ کسی کے ذاتی عناد اور انا کا معاملہ تھا تو مسٹر چیئرمین......! مجھے یقین ہے کہ جنرل ہاؤس کا اجلاس بلایا جائے گا، اور آپ سے استعفیٰ طلب کرلیا جائے گا۔"

"میں یہ خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہوں۔"

چارلی اب تقریباً چلا رہا تھا۔

"مگر میں اس کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

اب پال میرک پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہیں تھا۔

"اس لئے بھی کہ اگر ہم نے مسز ڑینتھم کی پیش کش قبول نہیں کی تو وہ خود جنرل باڈی کا اجلاس بلائے گی۔ پھر ہم کہاں کھڑے ہوں گے......؟ نہیں......! اب بحث مباحثے کی ضرورت نہیں۔ میرے خیال میں وقت آگیا ہے کہ اس پر رائے شماری کرالی جائے۔ میری تجویز ہے کہ ہمیں مسز ڑینتھم کی آفر قبول کرلینی چاہیئے۔"

"ایک منٹ......!"

چارلی نے کہنا چاہا۔

"نہیں......! اب اس پر بحث نہیں...... رائے شماری ہوگی مسٹر چیئرمین......! میں سمجھتا ہوں کہ مسز ڑینتھم کمپنی کے دس فیصد حصص کے بدلے وہ زمین ہمیں دے کر فراخ دلی کا ثبوت دے رہی ہیں۔"

"اور اس کے بیٹے کے سلسلے میں تم کیا کہتے ہو......؟"

"اس فوری طور پر بورڈ کی رُکنیت دی جانی چاہیئے......!"

"لیکن......!"

"لیکن ویکن کچھ نہیں مسٹر چیئرمین......! ذاتی عناد اور انا کے تحت فیصلے نہیں ہونے چاہئیں۔ میں اس پر رائے شماری چاہتا ہوں۔"

چند لمحے خاموشی رہی، پھر آرتھر سلیوان نے کہا۔

"رائے شماری کی باضابطہ تجویز پیش کر دی گئی ہے مس ایلن......! اب برائے مہربان اس کا اہتمام کریں۔"

"جی بہتر......!"

جیسیکا ایلن نے کہا۔ پھر وہ بورڈ کے نو اراکین کی طرف متوجہ ہوئی۔

"مسٹر میرک......؟"

"میں اس تجویز کے حق میں ہوں۔"

پال میرک نے کہا۔

''مسٹر نیومین......؟''

''میں بھی حق مین ہوں......!''

''مسٹر ڈیننگ......؟''

''میں اسے مسترد کرتا ہوں......!''

''مسٹر میکنس......؟''

''میں اس کے خلاف ہوں......!''

''مسٹر بیوراسٹاک......؟''

بوڑھے وکیل نے دونوں ہاتھ میز پر پھیلا دیئے۔ وہ چند لمحے سوچ رہا، جیسے فیصلہ کرنا اس کے لئے آسان نہ ہو۔ بالآخر اس نے آہستہ سے ر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''میں اس کے حق میں ہوں......!''

''لیڈی ٹرمپر......؟''

''میں اسے مسترد کرتی ہوں......!''

بیکی نے بے جھجک کہا۔

''لیڈی ولٹ شائر......؟''

''میں اس کے حق میں ہوں......!''

ڈیفن نے دھیمی آواز میں کہا۔

''کیوں......؟''

بیکی اپنی حیرت پر قابو نہ پاسکی، نہ ہی وہ اپنا ردِعمل چھپاسکی۔

ڈیفن نے سر گھما کر اسے دیکھا۔

''اس لئے کہ میرے خیال میں دُشمن کا باہر بیٹھ کر سازشیں کرنا زیا

خطرناک ہے۔ میں اس سے بہتر اسے سمجھتی ہوں کہ وہ ہماری نظروں کے سامنے رہے۔''

بیکی کو اپنی سماعت پر اب بھی یقین نہیں آرہا تھا۔

''آپ سر چارلس......؟''

جیسیکا چارلی کی طرف مڑی۔

''میں اس تجویز کے خلاف ہوں......!''

مسٹر سلیوان نے سر اُٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔

''لگتا ہے، قرار دادا کے حق میں اور خلاف برابر کے ووٹ ہیں۔''

جیسیکا سامنے رکھے کاغذ کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

''جی ہاں......! مسٹر سلیوان......!''

اب وہاں موجود سب لوگ مینجنگ ڈائریکٹر کی طرف متوجہ تھے۔

آرتھر سلیوان سامنے رکھے پیڈ پر کچھ لکھ رہا تھا۔ پھر اس نے سر اُٹھایا اور آہستہ سے کہا۔

''ووٹ برابر ہونے کی وجہ سے اب میرے کندھوں پر بہت بھاری ذمہ داری آن پڑی ہے۔ اب فیصلہ میرے ووٹ پر ہوگا۔''

کمرے پر بھاری سکوت چھا گیا تھا۔ سب متوقع نظروں سے آرتھر سلیوان کو دیکھ رہے تھے۔

آرتھر سلیوان نے دونوں ہاتھ میز پر پھیلائے۔

''اس صورت میں میں وہی کروں گا، جس میں کمپنی کا مفاد ہو، دیر تک، دُور تک۔ چنانچہ میں مسز ٹرینتھم کی پیش کش کے حق میں ووٹ دے رہا ہوں۔''

سبھی لوگ ایک دم سے بولنے لگے۔ بس ایک چارلی تھا جو خاموش

تھا۔

آرتھر سلیوان چند لمحے خاموش ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ پھر اس
کہا۔

”تو مسٹر چیئرمین......! قرارداد چار کے مقابلے میں پانچ ووٹوں
پاس ہوگئی۔ میں کمپنی کے مرچنٹ بینکر سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے
قانونی کارروائی مکمل کر لی جائے۔“

چارلی نے کچھ نہیں کہا۔

وہ خالی خالی نظروں سے سامنے کی طرف دیکھتا رہا۔

”اب میں اجلاس ختم ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔“

آرتھر سلیوان نے کہا۔

ایک ایک کر کے تمام ڈائریکٹر اُٹھے اور بورڈ روم سے نکل گئے
صرف چارلی اور بیکی وہاں موجود رہے۔

”میں پچھتا رہا ہوں۔“

چارلی نے کہا۔

”یہ فلیٹ 30 سال پہلے میں خرید سکتا تھا۔“

بیکی نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

”خیر......! اب یہ تو معلوم ہوگیا کہ اس ملعون عورت کے دماغ
اپنے لاڈلے نیجل کے لئے کیا منصوبہ ہے......؟“

بیکی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

”وہ چاہتی ہے کہ میرے بعد نیجل، ٹرمپرز کا چیئرمین بنے......!“

☆☆☆

کیتھی کی کہانی......خود اُس کی زُبانی

(1947ء تا 1950ء)

ایک سوال ایسا تھا، جس کا جواب بچپن میں بھی کبھی میں دے نہیں سکی، وہ یہ تھا۔

”آخری بار تم نے اپنے باپ کو کب دیکھا......؟“

کیونکہ میں نے کبھی انہیں دیکھا ہی نہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون تھے......؟ بلکہ مجھے تو اپنی ماں کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں تھا۔

عام لوگ میرا کرب نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ میرا سیدھا سادا جواب یہی ہوتا تھا کہ میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ میرے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی مر چکے تھے۔ اس جواب پر یا تو مجھے حیرت بھری نظروں سے دیکھا جاتا یا پھر اشتباہ آمیز نظروں سے...... اس سے بھی بری وہ نظریں ہوتی تھیں، جن میں بے یقینی ہوتی۔

جب آدمی ایسی صورتِ حال کا عادی ہو جائے تو پھر وہ اپنے چہرے پر نقاب ڈالنا، بلکہ ہنرمندی سے موضوع تبدیل کرنا سیکھ لیتا ہے۔ لیکن سوال

سے جان کبھی نہیں چھوٹتی۔

اپنے ماں باپ کی بہت موہوم سی یاد جو میرے ذہن کے نہاں خانے میں موجود ہے، وہ غصے سے چیختے ہوئے ایک مرد کی، اور ایک سہمی ہوئی عورت کی ہے، جو شاید زبان کھولتی ہی نہیں تھی۔ مجھے کچھ کچھ خیال ہوتا ہے کہ اسے اینا پکارا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ باقی سب کچھ دُھندلا دُھندلا اور ناقابل فہم ہے، جیسے کوئی ہلتی ہوئی آوٹ آف فوکس فلم......!

مجھے ان بچوں پر رشک آتا تھا، جو اپنے والدین کے بارے میں چہکتے تھے، اپنے بھائی بہنوں، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں کے بارے میں تفصیل سے بات کرتے تھے۔ مجھے اپنے بارے میں صرف اتنا معلوم تھا کہ میں ملبورن کے سینٹ ہلڈا یتیم خانے میں پلی بڑھی، جہاں کی پرنسپل کا نام راکیل بین سن تھا۔

یتیم خانے میں مجھ جیسے محروم کم ہی تھے۔ بیشتر بچوں کے رشتہ دار ان سے ملنے آتے تھے۔ کچھ کو رشتہ داروں کی طرف سے خطوط موصول ہوتے تھے۔ ملنے کے لئے آنے والوں میں ایک بوڑھی خاتون مجھے یاد ہے، جس کے چہرے پر سختی اور درشتی تھی، جن کا لہجہ اجنبی تھا۔

مس بین سن اس خاتون کی بہت تکریم کرتی تھی۔ بلکہ اس کے غیاب میں بھی وہ اس کا احترام کرتی تھی۔ اس خاتون کا نام مجھے کبھی معلوم نہیں ہوسکا۔ اور جب میں اتنی بڑی ہوئی کہ اس کے بارے میں پوچھ سکوں تو مس بین سن نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ نہ جانے میں کس کی بات کر رہی ہوں......؟ میں نے اس سے اپنے بارے میں جاننے کی کوشش کی تو مجھے پُراسرار سا جواب ملا۔

''بچی......! تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم بے خبر رہو......!''

برس گزرتے گئے۔ میں بڑی اور ہوشیار ہوتی گئی۔ میں یتیم خانے

کے ہر طرح کے اسٹاف سے اپنے والدین کے بارے میں بہت غیر محسوس طریقے پر پوچھنے کی کوشش کرتی۔ مگر کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ میں جیسے کسی دیوار سے سر ٹکرا رہی تھی۔

اپنی چودھویں سالگرہ کے موقع پر میں نے مس بین سن سے خصوصی ملاقات کی درخواست کی، تاکہ ان سے براہِ راست اس سلسلے میں پوچھ سکوں۔ حالانکہ اس سے پہلے ہمیشہ مجھے یہی جواب ملتا تھا کہ بچی......! بے خبری میں ہی تمہاری بہتری ہے۔ لیکن اس بار مس بین سن نے ایسا جواب دیا کہ ہر سوال کا راستہ ہی رُک گیا۔

''سچ تو یہ ہے کیتھی......! کہ اس بارے میں خود مجھے بھی کچھ معلوم نہیں۔''

مس بین سن نے جواب دیا۔

میں مزید سوال تو نہیں کر سکی۔ لیکن مجھے اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔

میرے پاس اپنے والدین کی کوئی نشانی نہیں تھی۔ بلکہ میرے پاس ان کے وجود تک کا کوئی ثبوت نہیں تھا۔ البتہ میرے پاس ایک صلیب تھی، جو میرے خیال میں چاندی کی تھی۔ وہ ہر وقت چیخنے والے مرد نے ایک دن میرے گلے میں ڈالی تھی، اور اب تک موجود تھی۔

ایک رات لباس تبدیل کرتے ہوئے مس بین سن کی نظر اس صلیب پر پڑ گئی۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کہاں سے ملی ہے تمہیں......؟ میں نے اسے مطمئن کرنے کے لئے ایک جھوٹ گھڑ لیا۔ لیکن اس روز سے میں اس نشانی کو ہر شخص کی نظروں سے چھپانے لگی۔

ایسے بچے کم ہوتے ہیں، جو بہت خوشی اور محبت سے اسکول جاتے ہوں۔ میں ان بچوں میں سے تھی۔ یتیم خانہ میرے لئے جیل تھا اور وہاں کا

اسٹاف پہرہ دار۔ اسکول میرے لئے اس جیل سے نجات کا ذریعہ۔ وہاں میں غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگی۔ ان کی وجہ سے مجھے اسکول میں زیادہ دیر رہنے کا موقع مل جاتا تھا۔

گیارہ سال کی عمر میں مجھے ملبورن چرچ آف انگلینڈ گرلز گرائمر اسکول میں داخلہ مل گیا۔ وہاں غیر نصابی سرگرمیوں کی وجہ سے اسکول صبح سے شام تک کا تھا۔ یتیم خانے سے میرا تعلق صرف سونے اور ناشتہ کرنے کا رہ گیا۔

ملبورن اسکول میں میں مصوری کی طرف راغب ہوئی۔ اس کی وجہ سے میں آرٹ کی کلاس میں کئی گھنٹے گزارنے لگی۔ پھر ٹینس میں بڑی محنت کر کے میں نے خود کو منوا لیا اور اسکول کی ٹیم میں شامل ہوگئی۔ سہ پہر سے سورج ڈھلنے تک اس کی پریکٹس ہوتی تھی۔

سولہ سال کی عمر میں اسکول والوں نے مس بین سن کو مطلع کیا کہ میرا ملبورن یونیورسٹی میں اسکالرشپ کے ساتھ داخلہ یقینی ہو چکا ہے۔ سینٹ ہلڈا کو یہ اعزاز پہلی بار حاصل ہو رہا تھا۔

اسکول میں میری عزت افزائی ہوتی یا تہدید، اس کی تحریری اطلاع مس بین سن کو دی جاتی۔ وہ مجھے بلاتی اور کارکردگی کے اعتبار سے چند لفظوں میں ستائشی یا ڈانٹ ڈپٹ کرتی، اور اس کاغذ کو ایک فائل میں لگا دیتی، جو اس کی ڈیسک کے عقب میں رکھے کیبنٹ میں موجود ہوتی تھی۔ میں اس کے اس معمول کو بہت غور سے دیکھتی تھی۔ سب سے پہلے وہ اپنی ڈیسک کی بائیں جانب والی اوپری دراز کھول کر ایک چابی نکالتی۔ چابی لے کر وہ کیبنٹ کی طرف جاتی، کیبنٹ کھول کر فائل نکالتی، میری رپورٹ فائل کر کے فائل واپس رکھتی، کیبنٹ لاک کرتی اور چابی کو دوبارہ دراز میں رکھ دیتی۔ یہ معمول کبھی نہیں بدلتا تھا۔

ایک اور معمول تھا مس بین سن کا جو کبھی بدلتا تھا۔ وہ تھا سال میں ایک دن چھٹی کا۔ اس روز وہ اپنے رشتہ داروں سے ملنے ایڈی لیڈ جاتی تھی۔

جنگ چھڑی تو مجھے ڈر ہوا کہ مس بین سن کے معمول میں فرق پڑے گا۔ کیونکہ سب کو بتا دیا گیا تھا کہ یہ وقت قربانی دینے کا ہے۔

مگر مس بین سن اس ایک دن کی قربانی کے لئے تیار نہیں تھی۔ ستمبر کا وہ دن آیا تو مس بین سن روانہ ہوگئی۔

ٹیکسی کے روانہ ہونے کے بعد میں اپنی کارروائی کے لئے مستعد ہوگئی۔

اس رات میں ایک بجے تک جاگتی رہی۔ لیکن اپنے بستر پر ساکت و صامت پڑی رہی۔ اور جب مجھے یقین ہوگیا کہ تمام لڑکیاں گہری نیند سو چکی ہیں تو میں نے پنسل ٹارچ لی اور نچلی منزل کی سیڑھیوں کی طرف چل دی۔

بہت احتیاط سے سیڑھیاں اُتر کر میں پرنسپل کی اسٹڈی میں داخل ہوئی۔ دبے قدموں اس کی ڈیسک کے قریب جا کر میں نے بائیں جانب کی اوپری دراز کھولی۔ تب میرے سامنے ایک مسئلہ آیا۔

دراز میں بیس کے لگ بھگ چابیاں تھیں۔ دو تین چھوٹے گچھوں کی شکل میں اور باقی اکیلی۔

میں نے یاد کرنے کی کوشش کی، لیکن اس چابی کی ساخت مجھے یاد نہیں تھی، جو مسز بین سن استعمال کرتی تھی۔ مجھے کیبنٹ تک کئی چکر لگانے پڑے۔ آخر مجھے اصل چابی مل گئی۔

میں نے بڑی نزاکت اور آہستگی سے کیبنٹ کھولنے کی کوشش کی تھی۔ مگر رات کے سناٹے میں وہ آواز بہت پھیل گئی۔ میں نے دم سادھ لیا۔

کچھ منٹ کے انتظار کے بعد میں نے کیبنٹ سے اپنی فائل نکالی اور

اسے کھول کر پرنسپل کی ڈیسک پر بیٹھ گئی۔ پنسل ٹارچ کی روشنی میں میں نے فائل کے ایک ایک کاغذ کو باریک بینی سے دیکھا۔

میں بارہ سال سے سینٹ ہلڈا میں تھی، لہٰذا میری فائل کافی ضخیم تھی۔ لیکن اس میں میرے پس منظر کے متعلق کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ چیک کرنے کے لئے کہ کیا یہ سینٹ ہلڈا کا اُصول ہے، میں نے ایک اور لڑکی کی فائل نکال کر دیکھی۔ لیکن اس کی فائل میں اس کی ماں اور باپ دونوں کے نام موجود تھے۔

میں مایوس ہو کر باہر نکل آئی۔ میں سوچ رہی تھی کہ کیا میں اپنے والدین کے بارے میں کبھی جان سکوں گی......؟

اپنے بارے میں جاننے کی میری خواہش شدت پکڑ گئی۔ لیکن اس خواہش کے پورے ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔

یونیورسٹی میں داخلہ ملا تو جیسے مجھے ایک طویل قید سے رہائی مل گئی۔ پہلی بار مجھے یونیفارم سے نجات ملی اور رہنے کے لئے اپنا ایک علیحدہ کمرہ۔ یہ الگ بات کہ پہننے کے لئے میرے پاس کوئی بہت زیادہ کپڑے نہیں تھے۔

یونیورسٹی میں میں اسکول سے زیادہ محنت کر رہی تھی۔ مجھے ڈر تھا کہ پہلے سال میں اچھے نمبر نہیں لائی تو مجھے دوبارہ سینٹ ہلڈا بھیج دیا جائے گا۔

دوسرے سال میں میرے خصوصی مضامین انگلش اور تاریخ فنون تھے۔ مصوری اب بھی میرا شوق تھا۔ لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ میرے لئے کون سا کیرئیر مناسب رہے گا......؟ میرے اساتذہ نے میرے لئے تدریس کا پیشہ تجویز کیا۔ لیکن مجھے اچھا نہیں لگا۔ مجھے لگا کہ میں بھی کسی سینٹ ہلڈا میں کوئی مس بین سن بن جاؤں گی۔ اور یہ مجھے گوارا نہیں تھا۔

میرا پہلا بوائے فرینڈ یونیورسٹی کی فٹ بال ٹیم کا کیپٹن میل نکولس تھا۔ تنہائی میں پہلی ملاقات میں میل نے میرے گلے میں بڑی صلیب

تھا بہت دلچسپی لی۔

"اس میں ایسی کیا خاص بات ہے......؟"

"ایسی ہی ایک میں نے کہیں اور دیکھی ہے۔"

وہ بولا۔

"کیا مطلب......؟"

"تم نے اسے جیولری کی طرح پہنچا ہے، جبکہ یہ ایک تمغہ ہے۔ میرے والد نے ایسے تین چار تمغے حاصل کئے۔ لیکن وہ چاندی کے نہیں تھے۔"

اب میں سوچتی ہوں کہ اس نے مجھے بڑی قیمتی معلومات فراہم کی تھیں۔

یونیورسٹی کی لائبریری میں پہلی جنگ عظیم پر کافی کتابیں موجود تھیں۔ میں نے ان کی چھان بین کی۔ بالآخر مجھے بہادری پر دیئے جانے والے برطانوی تمغوں کے بارے میں ایک باب مل گیا۔

میں تمغوں کے بارے میں پڑھتی رہی۔ بالآخر صفحہ نمبر 409 پر مجھے وہ مل گیا، جس کی مجھے تلاش تھی۔ وہ ملٹری کراس تھا، جس کی نقل چاندی میں بنائی جاتی تھی۔ یہ تمغہ میجر سے نیچے کے رینک کے لئے تھا۔

میں جاگتی آنکھوں خواب دیکھنے لگی کہ میرا باپ ایک جنگی تھا، جو شاید کم عمری میں وطن کے لئے لڑتے ہوئے زخموں سے چور ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا......؟ یا شاید ان زخموں نے اسے زندگی بھر اذیت میں مبتلا رکھا تھا۔ تبھی تو وہ اس بری طرح چیختا چلاتا تھا......؟ پھر وہ جوانی ہی میں مر گیا ہوگا۔

اب میں سراغ رسی کے مرحلے میں تھی۔ ملبورن میں میں نوادرات کی ایک دُکان میں گئی۔ کاؤنٹر پر بیٹھے شخص نے تمغے کا جائزہ لیا، پھر اس کی قیمت پانچ پاؤنڈ لگائی۔ اب میں اسے کیا بتاتی کہ یہ تمغہ تو میں 5000 پاؤنڈ میں بھی

نہیں بیچ سکتی......؟ بہرحال اس سے مجھے یہ معلوم ہوگیا کہ آسٹریلیا میں اصلی تمغوں کے ڈیلر کا نام فرینک جیننگز ہے، اور پتا ہے۔

"47، میف کنگ اسٹریٹ......سڈنی......!"

اس وقت تو مجھے لگتا تھا کہ سڈنی خدائی کا پچھواڑا ہے۔ میری گزر اوقات آسان نہیں تھی۔ اتنا طویل سفر میں کیسے کرسکتی تھی......؟

میں نے پھر ٹینس پر زور دیا، اور بالآخر یونیورسٹی کی بی ٹیم میں منتخب ہوگئی۔ اس ٹیم کو ایک میچ کھیلنے کے لئے سڈنی جانا تھا۔

صبح کے وقت ہم سڈنی پہنچے۔ میں نے فوراً ہی میف کنگ اسٹریٹ کا رُخ کیا۔

ملبورن کے ڈیلر کی بہ نسبت مسٹر جیننگز نے تمغے کو زیادہ غور اور دلچسپی سے دیکھا۔ اس نے محدب عدسے کی مدد سے اس کا جائزہ لیا۔

"یہ اصلی ملٹری کراس کا مصغر ہے۔ نیچے جو تین حرف کندہ ہیں، ان سے پتا چل سکتا ہے کہ یہ تمغہ کسے ملا تھا......؟"

میں نے اس سے محدب عدسہ لے کر جائزہ لیا۔ وہ تین حرف واضح تھے۔

"جی، ایف، ٹی......!"

"اس کے بارے میں پتا چلایا جا سکتا ہے......؟"

میں نے مسٹر جیننگز سے پوچھا۔

"کیوں نہیں......؟"

انہوں نے ایک بڑا رجسٹر کھولا اور اس میں "جی" سے شروع ہونے والے نام چیک کئے۔ پھر انہوں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہاں جی، ایف ٹی تو کوئی نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ میڈل کسی

آسٹریلیوی کو نہیں دیا گیا ہے۔ ورنہ یہ نام میرے پاس موجود ہوتا۔"

"یہ معلوم کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہئے......؟"

"اس سلسلے میں معلومات کے لئے لندن کے وار آفس کو خط لکھو۔ وہاں مکمل ریکارڈ موجود ہے۔"

میں ان کا شکریہ ادا کر کے باہر نکل آئی۔

اپنا میچ میں 6-6,0-1 ہار گئی۔ میرے دماغ پر وہ تین حروف سوار تھے۔

"جی، ایف، ٹی......!"

اگلے روز میں نے لندن میں وار آفس کو خط لکھا۔ کئی ماہ میں جواب کا انتظار کرتی رہی۔ لیکن اس میں حیرت کی بات نہیں تھی۔ سب جانتے ہیں کہ 44ء میں لندن کے وار آفس کی کتنی مصروفیات تھیں۔ بالآخر وہاں سے جواب موصول ہوا۔ میں نے بے تابی سے لفافہ چاک کیا۔ لکھا تھا کہ ان حروف سے موسوم دو ہی افراد ہیں، جنہیں ملٹری کراس دیا گیا ہے۔ ایک ڈیوک آف ویلنگٹن کی رجمنٹ کا گراہم فرینک ٹرن بل اور دوسرا رائل فیوزیلیرز کا گائی فرانس ٹریتھم۔

"یعنی میں ٹرن بل تھی یا ٹریتھم......؟"

اسی شام میں نے کینبرا میں برٹش ہائی کمشنر کے آفس کو خط لکھا، جس میں ان دونوں رجمنٹوں کے متعلق معلومات فراہم کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔ دو ہفتے بعد مجھے جواب موصول ہوا۔

ان تازہ معلومات کی روشنی میں میں نے دو اور خط انگلینڈ روانہ کئے، ایک ہیلی فاکس اور دوسرا لندن۔ اس کے بعد پھر ایک طویل انتظار تھا میرے لئے۔ لیکن جب آپ اٹھارہ سال کے ہوں، اور اپنی شناخت سے محروم ہوں تو

مزید چند ماہ کا انتظار کچھ دُسوار نہیں لگتا۔ ویسے بھی یونیورسٹی میں میرا آخری سال شروع ہو رہا تھا، اور میری پوری توجہ پڑھائی کی طرف تھی۔

پہلا جواب ڈیوک آف ویلنگٹن رجمنٹ کی طرف سے آیا۔ انہوں نے مجھے مطلع کیا کہ لیفٹن گراہم فرینک ٹرن بل 6 نومبر 17ء کو میدانِ جنگ میں موت کی آغوش میں اُترا تھا۔ میری پیدائش کیونکہ 24ء کی تھی، اس لئے وہ میرا باپ نہیں ہوسکتا تھا۔

مزید چند ہفتوں کے انتظار کے بعد رائل فیوزیلیرز کی طرف سے بھی جواب موصول ہوا۔ ان کا کہنا تھا کہ کیپٹن گائی فرانسس ٹرینتھم نے اپنا ملٹری کراس 18 جولائی 18ء کو وصول کیا تھا۔ اس کی تفصیل فیوزیلیرز میوزیم سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے مجھے خود وہاں جانا ہوگا۔ ڈاک کے ذریعے اپنے کسی فوجی کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کا ان کا حق نہیں تھا۔

میرے لئے فوری طور پر انگلینڈ جانا ممکن نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے تفتیش کی ایک نئی راہ وضع کی۔ لیکن اس کا نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا۔ کوئین اسٹریٹ پر واقع ملبورن سٹی کی رجسٹری میں میں نے ٹرینتھم کے نام کی تلاش کی۔ لیکن وہاں اس نام کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں تھا۔ اس نام کے البتہ کئی افراد موجود تھے۔

میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میرے لئے اپنی جڑیں تلاش کرنا اتنا مشکل کیوں ثابت ہو رہا ہے......؟

اچانک میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہوگیا...... انگلینڈ جانا۔ میرے پاس رقم بھی نہیں تھی، اور دوسری طرف جنگ بھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ پھر جنگ ختم ہوگئی۔ میں لندن کے سلیڈ اسکول آف آرٹس کے اسکالرشپ کی جستجو میں

لگ گئی۔ یہ اسکول ہر سال دولتِ مشترکہ تعلق رکھنے والے تین طلبا کو اسکالرشپ آفر کرتا تھا۔

میں نے یونیورسٹی میں جو محنت کی تھی، وہ رنگ لائی۔ میں ان چھ اُمیدواروں میں شامل تھی، جنہیں فائنل انٹرویو کے لئے طلب کیا گیا تھا۔ اس کے لئے مجھے کینبرا جانا تھا۔

ٹرین کے سفر کے دوران میں اگرچہ بہت نروس تھی۔ لیکن انٹرویو بہت اچھا ہوا۔ ایگزامنر نے مجھے بتایا کہ تاریخ فنون پر میرے پیپرز بہت شاندار ہیں۔ اگرچہ میرا عملی کام اس معیار کا نہیں۔

ایک ماہ بعد سلیڈ اسکول کی طرف سے مجھے خط موصول ہوا۔ میں نے لفافہ چاک کر کے خط نکالا۔ لکھا تھا۔

''ڈیئر مس راس......!

ہم معذرت خواہ ہیں کہ......''

تو میری محنت کا بس یہ صلہ ملا کہ فائنل ایگزام کے بعد مجھے آنرز کی فرسٹ کلاس ڈگری مل گئی۔ لیکن میری منزل...... یعنی انگلینڈ پہنچنا، ابھی بہت دُور تھی۔

میں نے برٹس ہائی کمیشن فون کیا، جہاں لیبر اتاشی سے میری بات کرائی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ جو میری قابلیت ہے، اس کے تحت مجھے انگلینڈ ٹیچر کی آسامی کے لئے کافی آفرز مل سکتی ہیں۔ مجھے اس سلسلے میں تین سال کے معاہدے پر دستخط کرنے ہوں گے، اور انگلینڈ جانے کے اخراجات مجھ کو ہی برداشت کرنے ہوں گے۔

میں تو اس وقت سڈنی کے سفر تک کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی، انگلینڈ تو بہت دُور کی بات تھی۔ ویسے بھی میرا خیال تھا کہ مجھے گائی فرانسس ٹرینتھم کو

تلاش کرنے میں مجھے انگلینڈ میں محض ایک ماہ کے قیام کی ضرورت ہوگی۔

میں نے دوبارہ فون کیا تو لیبر اتاشی نے مجھے بتایا کہ مجھے وہاں ہوٹلوں، اسپتالوں اور لوگوں کے گھروں میں بھی ملازمت مل سکتی ہے۔لیکن مجھے انگلینڈ جانے اور واپس آنے کے اخراجات کے بدلے وہاں ایک سال تک بغیر تنخواہ کے کام کرنا ہوگا۔

میرے پاس تو ایک نکاتی ایجنڈا تھا۔ مجھے تو انگلینڈ جا کر اپنے کسی رشتہ دار کو تلاش کرنا تھا۔ میں نے یہ آفر قبول کر لی۔

یونیورسٹی میں میرے دوستوں کا خیال تھا کہ میرا دماغ چل گیا ہے۔

لیکن انہیں تو نہیں معلوم تھا کہ میرا کیا مقصد ہے......؟

ارلز کورٹ میں میلروز ہوٹل کی ملازمت میں نے قبول کر لی۔ چھ ہفتے بعد میں ساؤتھمپٹن پہنچ گئی۔ میرے ساتھ ہام اور مورین نامی دو آسٹریلوی لڑکیاں اور بھی تھیں۔

ہاؤس کیپر نے ہمارے لئے رہائش کا بندوبست کیا۔ کمرہ اتنا چھوٹا تھا کہ کبوتروں کا ڈربہ لگتا تھا۔ مگر مجھے خوشی تھی کہ میں انگلینڈ پہنچ گئی ہوں۔

دو ہفتے بعد کہیں مجھے موقع ملا کہ کینسنگٹن پوسٹ آفس جا کر لندن کی ٹیلی فون ڈائریکٹری کا جائزہ لے سکوں۔ لیکن وہاں تو ٹریتھم کا نام ہی نہیں ملا۔

''ممکن ہے، وہ ایک ڈائریکٹری ہوں۔''

کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے وضاحت کی۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ تمہاری کال ریسیو بھی نہیں کریں گے۔''

''اور یہ بھی ممکن ہے کہ لندن میں کوئی ٹریتھم رہتا ہی نہ ہو......؟''

میں نے کہا۔

اب میری واحد اُمید رائل فیوزیلیرز کا میوزیم تھا۔

میں سمجھتی تھی کہ میں نے ملبورن یونیورسٹی میں بڑی محنت کی ہے۔لیکن یہاں میلروز ہوٹل میں مجھ سے جتنی محنت کی توقع کی جا رہی تھی، اس کے سامنے تو میدانِ جنگ میں دو بدو لڑنے والا فوجی بھی گھٹنے ٹیک دے۔ ہام اور مورین کا حوصلہ تو ایک ماہ میں جواب دے گیا۔ انہوں نے گھر ٹیلی گرام بھیج کر پیسے منگوا لئے تا کہ اپنے خرچ پر آسٹریلیا واپس چلی جائیں۔ لیکن میں تو اپنی کشتیاں جلا کر آئی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں بھی ان کی تقلید کرتی۔ میں یہ سوچ کر خوش ہوگئی کہ ان کے جانے کے بعد یہ ڈربے نما کمرہ تو بلاشرکت غیرے صرف میرا ہوگا۔

چھٹی کا ایک پورا دن ملتا تو جسم تھکن سے چور ہوتا۔ آرام کے سوا کچھ سجھائی نہ دیتا۔ پھر بھی ایک ایسے ہی دن میں نے ہمت کر ڈالی اور رائل فیوزیلیرز میوزیم کے لئے نکل کھڑی ہوئی۔

ریلوے اسٹیشن سے نکل کر راستہ پوچھا۔ میوزیم کوئی ایک میل دُور تھا۔ وہاں خاکی یونیفارم پہنے ایک استقبالیہ کلرک بیٹھا تھا۔ اس کے دونوں بازوؤں پر تین پٹیاں تھیں۔

وہ اونگھ رہا تھا......!

میں نے اسے چونکا دیا۔

''میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں......؟''

اس نے آنکھیں ملتے ہوئے مجھ سے پوچھا۔

''مجھے اُمید تو یہی ہے......!''

''آپ آسٹریلین ہیں......؟''

''اوہ......! تو یہ سمجھنا اتنا آسان ہے......؟''

مجھے حیرت ہوئی۔

''شمالی افریقہ میں محاذ پر میرے ساتھ آسٹریلین بھی تھے۔ بڑے جی جان سے لڑنے والے تھے وہ لوگ۔ خیر...... یہ بتائیں، میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں......؟''

''میں نے ملبورن سے آپ کو خط لکھا تھا۔''

میں نے کہا، اور اس خط کی نقل نکال کر اسے دکھائی۔

''میں اس میڈل کے وِنر کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں۔''

میں نے میڈل کی نقل بھی اسے دکھائی۔

''یہ گائی فرانسس ٹرینتھم کا ہے۔''

''گائی فرانسس ٹرینتھم......؟''

''جی ہاں......!''

''گڈ......! تو ہم 14ء اور 18ء کے درمیان کی کتابوں میں دیکھتے ہیں۔''

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ ایک بک شیلف کی طرف گیا اور وہاں سے کئی ضخیم جلدیں نکالیں۔ انہیں اس نے لا کر کاؤنٹر پر رکھا۔ ہر طرف گرد اُڑنے لگی۔

وہ جائزہ لیتا رہا۔ بالآخر فاتحانہ لہجے میں چلایا۔

''ہاں...... یہ رہا...... کیپٹن گائی فرانسس ٹرینتھم......!''

میرے جسم میں سنسنی سی دوڑنے لگی۔

اس نے صفحہ میری طرف بڑھایا۔ وہاں کیپٹن کے بارے میں تفصیل تھی، جو 22 سطور پر محیط تھی۔

''کیا میں یہ سب کچھ اپنے لئے نوٹ کر سکتی ہوں......؟''

میں نے اس سے پوچھا۔

''کیوں نہیں مس......!''

اس نے کہا اور پنسل اور کاغذ میری طرف بڑھایا۔

میں نے لکھنا شروع کیا۔

''18 جولائی 1918ء کی صبح رائل فیوزیلیرز کی دوسری بٹالین کا کیپٹن گائی ٹرینتھم اتحادی افواج کی ایک کمپنی کی قیادت کر رہا تھا۔ وہاں انہوں نے جرمنوں کے ایک پورے آرمی یونٹ کا صفایا کر دیا۔ کیپٹن ٹرینتھم دو جرمن فوجیوں کا پیچھا کر رہا تھا، جو قریبی جنگل میں گھس گئے تھے۔ وہاں اس نے ان دونوں کو بھی ختم کر دیا۔

اسی شام دُشمن کے گھیرے میں ہونے کے باوجود اس نے اپنی کمپنی کے دو آدمیوں پرائیویٹ ٹامی پرسی کوٹ اور کارپورل چارلس ٹرمپر کی بحفاظت اتحادی مورچوں کی طرف رہنمائی کی، جو بھٹک کر دُور نکل گئے تھے، اور ایک چرچ میں چھپے ہوئے تھے۔ دُشمن کی فائرنگ کی بوچھاڑ میں وہ انہیں اتحادی مورچوں تک بحفاظت واپس لانے میں کامیاب ہوا۔

اتحادی مورچوں کے عین نزدیک پرائیویٹ پرسی کوٹ کس جرمن کی بھٹکی ہوئی گولی کا شکار ہوگیا۔ اس پرفارمنس پر کیپٹن گائی ٹرینتھم کو ملٹری کراس کے اعزاز سے نوازا گیا۔''

یہ سب کچھ لکھنے کے بعد میں سارجنٹ کی طرف مڑی۔

''اگر میں غلطی نہیں کر رہا ہوں مس......! تو ٹرینتھم کی تصویر اب بھی

دیوار پر آویزاں ہے۔''

سارجنٹ نے کہا۔ پھر اس نے قریب رکھی بیساکھی اُٹھائی اور لنگڑاتا ہوا میوزیم کے افتادہ گوشے کی طرف بڑھا۔

اس وقت تک مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ معذور ہے۔

''میرے ساتھ آیئے مس......!''

اس نے مجھے شاک سے نکالا۔

میری ہتھیلیاں بھیگ گئی تھیں۔ میں اپنے باپ کی تصویر دیکھنے والی تھی، اور یہ خیال مجھے نروس کر رہا تھا۔

سارجنٹ مجھے اس دیوار تک لے گیا، جہاں ملٹری کراس جیتنے والوں کی تصویریں لگی تھیں۔

''یہ اسٹیونز، یہ تھامس، یہ ٹبز...... ارے......! یہ تو عجیب سی بات ہے۔ میں قسم کھا سکتا ہوں کہ ٹریتھم کی تصویر یہاں موجود تھی۔ کمال ہے۔''

سارجنٹ بڑبڑایا۔

''ان کی تصویر کہیں اور ہوسکتی ہے......؟''

میں نے پوچھا۔

''مجھے تو اس کا علم نہیں۔ میں تو حیران ہوں کہ یہاں جو تصویر تھی، وہ کہاں گئی......؟''

''مجھے کیپٹن ٹریتھم کے 18ء کے بعد کے عرصے کے متعلق کچھ بتائیں......!''

وہ کاؤنٹر کی طرف واپس گیا، اور ایک ہینڈ بک کھولی۔

''16ء میں کمیشن ملا۔ اسی سال سیکنڈ لیفٹن بنایا گیا۔ 17ء میں ترقی ملی۔ کیپٹن بنایا گیا۔ 20ء سے 22ء تک انڈیا میں رہا۔ اگست 22ء میں

استعفٰی دے دیا۔ اس کے بعد کا کچھ معلوم نہیں۔''

سارجنٹ نے پڑھ کر سنایا۔

''ممکن ہے، وہ اب بھی زندہ ہوں......؟''

''بالکل ممکن ہے۔ پچاس پچپن سال کا ہوگا اب......!''

میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور عمارت سے نکل آئی۔ میں نے اسٹیشن کی طرف دوڑ لگائی۔ پانچ بجے میری ڈیوٹی شروع ہونی تھی۔ میں لندن جانے والی ٹرین مس کرنے کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی۔

ٹرین میں بیٹھ کر میں نے وہ نوٹ پڑھا، جو میں نے میوزیم کی کتاب سے نقل کیا تھا۔ یہ خیال بہت خوش کن تھا کہ میرا باپ پہلی جنگ عظیم کا ہیرو تھا۔ لیکن میں یہ بات سمجھنے سے قاصر تھی کہ مس بین سن میرے والدین کے بارے میں اتنی راز داری سے کام کیوں لیتی تھی......؟ یہ بات بھی مجھے اُلجھن میں ڈال رہی تھی کہ کیپٹن ٹریتھم آسٹریلیا کیوں گیا......؟ اور کیا اس نے اپنا نام تبدیل کر کے راس رکھ لیا تھا......؟

میری سمجھ میں یہی آ رہا تھا کہ یہ سمجھنے کے لئے کہ کیپٹن گائی ٹریتھم پر کیا گزری......؟ مجھے دوبارہ آسٹریلیا جانا ہوگا۔ اس کے لئے سخت مرحلہ واپسی کے کرائے کا تھا۔ ورنہ تو میں فوری طور پر واپس چلی جاتی۔

47ء میں لندن ایک 23 سالہ لڑکی کے لئے بلاشبہ ایک ہیجان انگیز شہر تھا۔ جب بھی مجھے فرصت ملتی، میں کبھی کسی آرٹ گیلری کا، اور کبھی کسی میوزیم کا رُخ کرتی۔ کبھی ہوٹل میں کام کرنے والی کسی لڑکی کے ساتھ فلم دیکھنے چلی جاتی۔ اور کبھی کبھی ہم بال روم کا رُخ کرتے۔

بال روم میں ایک بار رائل ائیر فورس کے ایک جوان نے مجھ سے رقص کی درخواست کی۔ رقص کے دوران وہ بے باکی پر اُتر آیا۔ میں نے اسے

دھکیلا تو وہ ضدی پن کا مظاہرہ کرنے لگا۔ میں نے اسے کے گھٹنے پر ٹھوکر رسید کی تو کہیں اس سے نجات ملی، اور میں موقع پا کر بال روم سے نکل آئی۔ میں اکیلی ہی ہوٹل کی طرف چل دی۔

چیلسی کے علاقے سے گزرتے ہوئے میں دُکانوں کا جائزہ لیتی رہی۔ پھر میری نظر دروازے پر لکھے ''ٹرمپرز'' پر پڑی۔ نام مجھے کچھ سنا ہوا سا لگا۔ اگرچہ یہ یاد نہیں آیا کہ کہاں سنا ہے......؟ مگر پھر مجھے یاد آ گیا۔ میرے باپ نے جس کارپورل کو بچایا تھا، اس کا نام ٹرمپر تھا۔ اس کے علاوہ اس نام کا ایک آسٹریلوی کرکٹر بھی تھا، جو میری پیدائش سے پہلے کا تھا۔

میں نے سوچا۔

''ممکن ہے، اس دُکان کا مالک اس کارپورل کا کوئی رشتہ دار ہو......؟''

اپنی اگلی چھٹی والے دن میں دوبارہ میوزیم گئی کہ شاید سارجنٹ سے کوئی اور کام کی بات معلوم ہو سکے۔

وہ مجھے دیکھ کر خوش ہوا۔ مجھے بھی خوشی ہوئی کہ اس نے مجھے یاد رکھا۔

''اور معلومات درکار ہیں تمہیں......؟''

اس نے کہا۔

''جی ہاں......! وہ کارپورل ٹرمپر کہیں......''

''چارلی ٹرمپر......! ایماندار تاجر...... جی ہاں مس......! یہ وہی ہے۔ لیکن اب وہ سر چارلس ہے اور چیلسی ٹیرس کی دُکان کے ایک بڑے بیڑے کا مالک ہے۔''

''میرا یہی خیال تھا......!''

''میں آپ کو اس کے بارے میں بتانے والا تھا۔ مگر آپ تیزی سے

رخصت ہو گئیں۔''

وہ مسکرایا۔

''یوں آپ چھ ماہ پیچھے ہو گئیں......!''

اگلی شام میں فلم دیکھنے کے بجائے چیلسی ٹیرس چلی گئی۔ ایک پرانی بینچ پر بیٹھ کر میں نے جائزہ لیا۔ وہاں تقریباً تمام دُکانیں سر چارلس کی ملکیت تھیں۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آیا کہ درمیان میں ایک بہت بڑا پلاٹ کیوں خالی چھوڑ دیا گیا ہے......؟

اب مسئلہ یہ تھا کہ میں اس سے کیسے ملوں......؟ ذہن میں بس ایک ہی خیال آیا کہ اپنا میڈل لے کر دُکان نمبر 1 کا رُخ کروں کہ وہ کیا قیمت لگاتے ہیں اس کی، اور اس سے آگے میں بس دُعا ہی کر سکتی تھی۔

اگلے ہفتے میری دن کی شفٹ تھی۔ میں چیلسی ٹیرس نمبر 1 کا رُخ نہ کر سکی۔ البتہ اگلے پیر کو میں چلی گئی۔ کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی کو میں نے اپنا میڈل دکھایا۔

''کیا قیمت ہو گی اس کی......؟''

میں نے پوچھا۔

اس نے ایک دراز قد شخص کو بلا لیا۔ اس شخص نے میڈل کا جائزہ لیا۔

''ملٹری کراس کا مصغر......!''

اس نے تبصرہ کیا۔ پھر کچھ تفصیلات بتانے کے بعد بولا۔

''قیمت دس پاؤنڈ کے لگ بھگ ہو گی......!''

''شکریہ......!''

میں نے کہا۔ سر چارلس کی دورانِ جنگ خدمات کے بارے میں بات چھیڑنے کا کوئی جواز مجھے نہیں مل رہا تھا۔

"اور میں کچھ مدد کرسکتا ہوں آپ کی......؟"

"یہاں ملازمت کیسے مل سکتی ہے......؟"

میں نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

"ایک درخواست لکھو جس میں اپنی تعلیمی قابلیت اور تجربے کی تفصیل موجود ہو۔ اس کے بعد چند روز میں ہم تم سے رابطہ کریں گے۔"

"شکریہ......!"

میں نے کہا، اور دُکان سے نکل آئی۔

اس رات میں نے درخواست لکھی اور اگلے دن خود ہی جا کر دے آئی۔ مجھے جواب کی کوئی اُمید نہیں تھی۔ پھر یہ کہ اگر وہ مجھے کوئی کام دے بھی دیتے تو میں کیا کرتی......؟ کیونکہ مجھے تو آسٹریلیا واپس جانا تھا۔ اور یہ بھی میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ٹرمپرز میں کام کیا بھی تو سر چارلس سے ملاقات کیسے ممکن ہوگی......؟

لیکن دس دن بعد مجھے پرسنل آفیسر کی طرف سے ایک خط موصول ہوا، جس میں مجھے انٹرویو کے لئے طلب کیا گیا تھا۔

میں نے بڑی فضول خرچی سے کام لیتے ہوئے، اپنی بڑی محنت کی کمائی سے پونے پانچ پاؤنڈ کا ایک نیا ڈریس خریدا، اور مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ پہلے ہی انٹرویو کے لئے پہنچ گئی۔ وقت گزاری کے لئے مجھے اس بلاک کے کئی چکر لگانا پڑے۔ اس سے مجھے اندازہ ہوگیا کہ سر چارلس کے اسٹورز سے ضرورت کی ہر چیز خریدی جاسکتی ہے۔ بس جیب میں رقم ہونی چاہئے۔

بالآخر وقت پورا ہوا، اور میں کاؤنٹر پر پیش ہوگئی۔

مجھے ٹاپ فلور پر ایک آفس میں لے جایا گیا۔ انٹرویو لینے والی خاتون نے حیرت ظاہر کی کہ میں ہوٹل کی ملازمت میں کیوں پھنسی ہوئی ہوں......؟

جبکہ اتنی تعلیم یافتہ ہوں۔

"یہی ایک ملازمت مل سکی تھی مجھے......!"

میں نے وضاحت کی۔

"یہاں ایک نمبر میں ہر آنے والے کو سب سے پہلے فرنٹ ڈیسک پر کام کرنا پڑتا ہے۔"

خاتون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں گرم جوشی تھی۔

"وہاں وہ اپنی اہلیت ثابت کردیں تو فوری طور پر انہیں ترقی دے دی جاتی ہے۔ میں نے خود سوتھبی کی فرنٹ ڈیسک سے اسٹارٹ لیا تھا۔"

میں پوچھنا چاہتی تھی کہ انہیں یہاں تک پہنچنے میں کتنا عرصہ لگا۔ لیکن یہ مناسب نہیں تھا۔

"مجھے ٹرمپرز کے لئے کام کر کے بہت خوشی ہوگی۔"

میں نے کہا۔

"لیکن میلروز ہوٹل میں میں مزید دو ماہ کام کرنے کی پابند ہوں۔"

"تو ہم دو ماہ تمہارا انتظار کریں گے۔"

خاتون نے بے جھجک کہا۔

"پہلی ستمبر سے تم یہاں کام شروع کرسکتی ہو مس راس......! اس ہفتے کے آخر تک میں تمام معاملات کو تحریری شکل میں لے آؤں گی۔"

میں اتنا خوش ہوئی کہ یہ بھی بھول گئی کہ جاب کے لئے اپلائی میں نے صرف سر چارلس سے ملنے کی خاطر کیا تھا۔

اگلے ہفتے مجھے ٹرمپرز سے تحریری معاہدہ موصول ہوگیا۔

☆☆☆

کیتھی کی کہانی

(پانچویں درویش کی زبانی)

کیتھی نے ٹرمپرز کے فرنٹ کاؤنٹر پر محض گیارہ دن کام کیا۔ پھ
سائمن میتھیوز نے اطالوی سیل کا کیٹلاگ تیار کرنے میں اس سے ہاتھ بٹانے ک
کہا۔ وہ پہلا آدمی تھا، جس نے کیتھی کو اس کی صلاحیتوں کے حوالے سے دریافت کیا۔ وہ محنتی بھی بہت تھی۔ لیکن یہ تو صرف وہی جانتی تھی کہ میلروز ہوٹل میں اس نے لاحاصل کتنی جان ماری تھی......؟ اور یہ کام تو ویسے بھی اسے دل
جان سے پسند تھا۔

زندگی میں پہلی کیتھی کو احساس ہوا کہ وہ کسی فیملی کا حصہ ہے۔ ربیکا ٹرمپرز کا روّیہ اپنے تمام اسٹاف کے ساتھ حد درجہ دوستانہ تھا۔ وہ سب کو برابر سمجھتی تھی۔

کیتھی کو جو تنخواہ مل رہی تھی، وہ اس کے تصور سے بہت بڑھ کر تھی۔

پھر گوشت کی دُکان نمبر 135 کے اوپر جو کمرہ اسے رہنے کے لئے دیا گیا تھا،

میلروز ہوٹل کے کمرے کے مقابلے میں تو وہ سوئٹ سے کم نہیں تھا۔

کیتھی کے لئے اپنے باپ کے بارے میں جاننا نسبتاً غیر اہم ہوگیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ اسے اس سے بڑا کام درپیش تھا۔ نمبر 1 چیلسی ٹیرس میں اسے اپنی اہمیت ثابت کرنی تھی۔ خود کو منوانا تھا۔

اطالوی کیٹلاگ کا کام آسان نہیں تھا۔ وہ نیلام کے لئے پیش کی جانے والی 59 تصویریں تھیں، اور اسے ان میں سے ہر ایک کے تاریخی پس منظر کی چھان بین کرنی تھی۔ اس کے لئے وہ لندن کی ہر لائبریری میں جا کر کتابیں چھانتی رہی۔ ہر تصویر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مختلف گیلریوں میں فون کرتی رہی۔ ان میں ایک تصویر ایسی تھی، جس نے اسے بہت ستایا۔ وہ کنواری مریم اور طفل مسیحؑ کی تصویر تھی، جس پر کوئی دستخط نہیں تھے۔ اس کے بارے میں صرف اتنا ہی پتا تھا کہ وہ سر چارلس ٹرمپر کی ذاتی کلیکشن میں شامل تھی اور اب کسی مسز کٹی بینٹ کی ملکیت تھی۔

کیتھی نے سائمن میتھیوز سے اس تصویر کے سلسلے میں رہنمائی چاہی تو اس نے بس اتنا کہا کہ ممکنہ طور پر یہ اسکول آف برونزینو سے تعلق رکھتی ہے۔

سائمن اس نیلامی کا انچارج تھا۔ اس نے تجویز پیش کی کہ اس سلسلے میں کتابوں اور اخباری تراشوں سے مدد لی جائے۔

”ٹرمپرز کے متعلق تم جو کچھ بھی جاننا چاہو، وہ کہیں نہ کہیں مل جائے گا۔“

”کوئی خاص جگہ......؟“

اس نے پوچھا۔

”چوتھی منزل پر ایک عجیب سا کمرہ ہے...... راہ داری کے بالکل آخر میں۔“

وہ کمرہ فائلوں سے بھرا تھا۔ لیکن اب فائلوں سے زیادہ وہاں گرد تھی بلکہ گرد کی تہیں جمی ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ مکڑی کے بے شمار جالے بھی ا... صاف کرنے پڑے۔ اس کام سے نمٹنے کے بعد وہ فرش پر پھیل کر بیٹھ گئی، ا... فائلوں کی ورق گردانی کرنے لگی۔

وہ تاریخ تھی۔ چارلی ٹرمپر کے ٹھیلے سے شروع ہونے والی وہ داستا... ٹرمپرز سپر مارکیٹ تک آ پہنچی تھی۔ وہ عروج کی عجیب داستان تھی۔ چارلی ٹرمپ... نے وائٹ چیپل کے علاقے میں سبزی فروٹ کے ایک ٹھیلے سے اپنے کاروبار... آغاز کیا تھا۔

اخبارات میں اس ابتدائی عرصے کے بارے میں زیادہ تفصیل نہیں ملتی تھی۔ ایوننگ اسٹینڈرڈ میں ایک آرٹیکل چھپا تھا، جس نے کیتھی کو غور سے پڑھنے پر مجبور کر دیا۔ بہت پرانا ہونے کی وجہ سے کاغذ زرد ہو گیا تھا۔ وہ 8 ستمبر 22ء کا اخبار تھا۔ خبر تھی۔

''تیس سال سے کچھ کم عمر ایک دراز قد شخص، جس کی شیو بڑھی ہوئی تھی، اور جو ایک پرانا آرمی کوٹ پہنے تھا، 11 جلسٹن روڈ پر واقع مسٹر اور مسز چارلس ٹرمپر کی اقامت گاہ میں کل صبح زبردستی گھسا۔ وہاں سے وہ ایک چھوٹی آئل پینٹنگ لے کر فرار ہو گیا، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بہت قیمتی نہیں تھی۔ مسز ٹرمپر کا ساتواں مہینہ چل رہا تھا۔ وہ اس وقت گھر میں موجود تھیں۔ اس مداخلت کے شاک سے ان کی طبیعت بری طرح بگڑ گئی۔ بعد میں مسٹر ٹرمپر انہیں گائی ہاسپٹل لے گئے۔ ایمرجنسی میں سینئر ڈاکٹر آرمیٹج نے ان کا آپریشن

کیا۔ لیکن رحم میں موجود بچی مر چکی تھی۔ ڈاکٹر کے مطابق مسز ٹرمپر کی حالت بھی خطرے سے باہر نہیں۔ انہیں خاصے عرصے تک ہاسپٹل میں انڈر آبزرویشن رکھا جائے گا۔

پولیس نے ان لوگوں سے جو وقوعے کے وقت اس علاقے میں موجود رہے ہوں، تعاون کے لئے آگے آنے کی اپیل کی ہے۔''

کیتھی کی توجہ ایک اور تراشے کی طرف مبذول ہوگئی، جو تین ہفتے بعد کا تھا۔

''پولیس کو ایک متروک پرانا آرمی کوٹ ملا ہے۔

قیاس کیا جا رہا ہے کہ یہ اس شخص کا ہے جو 7 ستمبر کو 11 جلسٹن روڈ، چیلسی میں مسٹر اور مسز چارلس ٹرمپر کے گھر میں زبردستی گھسا تھا۔ چھان بین پر اس کوٹ کا تعلق رائل فیوزیلیرز کے سابق کیپٹن گائی ٹرینتھم سے ثابت ہوتا ہے۔

کیپٹن ٹرینتھم کی آخری پوسٹنگ انڈیا میں تھی۔''

کیتھی نے ان دونوں تراشوں کو بار بار پڑھا۔

''کیا واقعی......؟ کیا وہ ایسے شخص کی بیٹی ہے، جس نے سر چارلس ٹرمپر کے گھر میں چوری کی، جس کی وجہ سے سر چارلس اپنی بچی سے محروم ہوئے......؟ اور یہ تصویر کا کیا چکر ہے......؟ یہ تصویر مسز بینٹ تک کیسے پہنچی......؟ سب سے اہم بات یہ کہ ایک نامعلوم آرٹسٹ کی بنائی ہوئی عام سی پینٹنگ میں لیڈی ٹرمپر اتنی دلچسپی کیوں لے رہی ہیں......؟''

لیکن اس کے پاس ان میں سے کسی سوال کا جواب نہیں تھا۔ اس نے تراشوں کی کتاب بند کی اور اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ ہاتھ خوب اچھی طرح

سے دھو کر وہ نیچے آئی۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ ایک ایک کر کے ہر سوال کا جواب لیڈی ٹرمپر سے ہی حاصل کر سکتی ہے۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ یہ ممکن نہیں ہے۔

کیٹلاگ مکمل ہو گیا۔ سیل میں ہفتہ دس دن باقی تھے کہ لیڈی ٹرمپر نے اسے اپنے آفس میں طلب کر لیا۔ کیتھی ڈری کہ کہیں اس کی کوئی غلطی تو نہیں پکڑی گئی یا کوئی اس تصویر ورجن میری کا کوئی دعویدار تو نہیں آ پہنچا۔

لیکن جیسے ہی وہ آفس میں داخل ہوئی، لیڈی ٹرمپر نے کہا۔

"بھئی...... ! بہت مبارک ہو......!"

"شکریہ......!"

کیتھی نے کہا۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھ پائی تھی کہ یہ ستائش کس لئے ہے......؟

"تمہارا کیٹلاگ ہاتھوں ہاتھ نکل گیا، اور اب ایمرجنسی میں اسے دوبارہ چھپوانا پڑ رہا ہے۔"

"مجھے تو افسوس ہے کہ میں آپ کے شوہر کی پینٹنگ کے لئے مستند حوالے نہیں دے سکی۔"

کیتھی نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اس طلبی کا سبب وہی تصویر ہے۔ اب اسے اُمید تھی کہ شاید لیڈی ٹرمپر خود ہی اس تصویر کے بارے میں کچھ بتائیں کہ یہ سرچارلس ٹرمپر تک کیسے پہنچی......؟ بلکہ ممکن ہے کہ سرچارلس اور کیپٹن ٹرینتھم کے باہمی تعلق کے بارے میں بھی کچھ پتا چل جائے۔

لیکن جواب میں بیکی نے سادگی سے کہا کہ اس پر اسے کوئی تعجب نہیں ہوا۔

کیتھی اسے اخباری تراشوں کے بارے میں بتانا چاہتی، لیکن خاموش رہی۔

"میں چاہتی ہوں کہ اس نمائش میں تم کھوجی کی حیثیت سے شریک ہو۔"

بیکی نے کہا۔

☆☆☆

سیل کا دن آ گیا۔ سیل کا آغاز ہوا۔ کیتھی بہت خوش تھی۔ یکے بعد دیگرے ہر تصویر ان کے لگائے ہوئے تخمینے سے بڑھ کر بولی پر چھڑائی جا رہی تھی۔ ڈی بیسیلیکا آف سینٹ مارک نے تو ریکارڈ ہی قائم کر دیا۔

سرچارلس کی تصویر کی باری آئی تو نہ جانے کیوں اسے گھبراہٹ سی ہونے لگی۔ شاید جس زاویے سے اس پر روشنی پڑ رہی تھی اور جس طرح اس کی جزئیات اُجاگر ہوئی تھیں، تو کیتھی کو اس میں کوئی شبہ نہیں رہا کہ وہ درحقیقت ایک شاہکار تصویر ہے۔ اسے یہ خیال بھی آیا کہ کاش، اس کے پاس دو سو پاؤنڈ ہوتے، اور وہ اس تصویر کو بولی دے کر چھڑا لیتی۔

پھر تصویر کے سامنے آنے کے بعد جو طوفان اُٹھا اور بالآخر تصویر کو ایزل سے ہٹا لیا گیا تو کیتھی کو الزام لگانے والے کی یہ بات سچی لگی کہ یہ تصویر درحقیقت برونزینو کی اوریجنل ہے۔

لیڈی ٹرمپر اور سائمن نے بہرحال الزام اس کے سر ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ وہ استفسار کرنے والوں سے یہی کہتے رہے کہ یہ اصلی تصویر کی نقل ہے، اور کئی برسوں سے گیلری کے پاس ہے۔

سیل ختم ہوئی تو کیتھی تصویروں پر خریدنے والوں کے نام کے ٹیگ

لگاتی رہی، تاکہ اس سلسلے میں کوئی ابہام نہ رہے۔ اس سے کچھ دُور کھڑا سائمن ایک گیلری کے مالک کو ان تصویروں کے متعلق بتا رہا تھا، جو متوقع قیمت سے کم پر فروخت ہوئی تھیں۔

گیلری کے مالک کے جاتے ہی لیڈی ٹرمپر نے سائمن سے جو کہا، اس نے کیتھی کو دہلا دیا۔

''مجھے تو اس چکر میں بھی اس ملعون عورت کا ہاتھ نظر آتا ہے...... وہی مسز ٹرینتھم......!''

بیکی نے کہا۔

''تم نے دیکھا، وہ خوف ناک بڑھیا کمرے کے عقبی حصے میں براجمان تھی۔''

سائمن نے کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ بس سر کو تفہیمی جنبش دے کر رہ گیا۔

بشپ آف ریمز کے اس تصویر کو کاپی قرار دینے کے ایک ہفتہ بعد سائمن نے کیتھی کو اپنے فلیٹ میں مدعو کیا۔

''میں نے ان تمام لوگوں کو مدعو کیا ہے، جو اطالوی سیل میں شریک کار رہے۔''

اس نے وضاحت کی۔

کیتھی وہاں پہنچ گئی۔ اس کے تمام ساتھی پہلے ہی سے وہاں موجود تھے، اور وائن سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ پھر ڈِنر کا وقت ہو گیا۔ بس وہاں ایک کمی تھی۔ ربیکا ٹرمپر نہیں آئی تھی۔

کھانا بہت لذیذ اور خوش ذائقہ تھا۔ سب لوگوں نے ڈٹ کر کھایا۔ یہ جان کر کیتھی کو حیرت ہوئی کہ کھانا سائمن نے خود پکایا تھا۔

تمام لوگ رُخصت ہو گئے وہاں بس وہ اور جولین رہ گئے۔ دونوں

برتن دھونے لگے۔ جولین نایاب کتابوں کے شعبے میں کام کرتا تھا۔

''اس چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں......!''

سائمن نے پکارا۔

''صبح میری ملازمہ یہ سب کام نمٹا دے گی۔''

''شکریہ......! لیکن میرے دیر تک رُکنے کا ایک محرک تھا۔''

کیتھی نے کہا۔

''وہ میں ضرور جاننا چاہوں گا۔''

سائمن بولا۔

''یہ مسز ٹرینتھم کون ہے......؟''

کیتھی نے بے حد اچانک پوچھا۔

''سیل ختم ہونے کے بعد میں نے بیکی کے منہ سے یہ نام سنا تھا۔''

سائمن چند لمحے خاموش رہا، جیسے فیصلے کرنے کی کوشش کر رہا ہو کہ بتائے یا نہ بتائے......؟ اور بتائے تو کس حد تک بتائے......؟ بالآخر اس نے بات شروع کی۔

''یہ سلسلہ بہت پرانا ہے...... مجھ سے بھی پہلے کا۔ اور ہاں......! یہ نہ بھولو کہ میں نے پانچ سال تک بیکی کے ساتھ ساؤتھبی گیلری میں کام کیا ہے۔ پھر اس نے مجھے ٹرمپرز میں کام کرنے کی آفر کی۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ بیکی اور مسز ٹرینتھم میں نفرت کا کیا سبب ہے......؟ میں اتنا جانتا ہوں کہ مسز ٹرینتھم کا بیٹا گائی اور سر چارلس پہلی جنگ عظیم کے دوران ایک ہی رجمنٹ میں تھے اور ورجن میری کی اس تصویر سے کسی نہ کسی طرح گائی کا تعلق تھا، جسے ہم کو سیل سے ہٹانا پڑا۔ اور میں بس اتنا جانتا ہوں کہ برسوں پہلے گائی ٹرینتھم غائب ہو گیا تھا۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ آسٹریلیا میں رہا، اور وہیں اس

کا...... لیکن یہ سب کچھ میں کیوں بتا رہا ہوں......؟"

وہ کہتے کہتے رُک گیا۔

"آئی ایم سوری......!"

کیتھی نے کہا۔

"میں نے خواہ مخواہ یہ قصہ نکالا......!"

اس کے ہاتھ سے پیالی گر کر چٹخ گئی۔

"لو...... یہ اور لو......!"

اس نے افسردگی سے کہا۔

"اب ایسی دوسری پیالی کہاں سے ملے گی......؟"

"ٹرمپر کے چائینہ ڈیپارٹمنٹ میں......!"

سائمن نے بے فکری سے کہا۔

"قیمت صرف دو شلنگ......!"

کیتھی ہنسنے لگی۔

"تب تو کوئی بات نہیں......!"

"ایک مشورہ دوں......! ہمارے سینئر اسٹاف نے مسز ٹرینتھم کے بارے میں ایک اُصول بنا رکھا ہے۔"

کیتھی نے پیالی کو ڈسٹ بن میں ڈال دیا۔ پھر اس نے سر اُٹھا کر سوالیہ نظروں سے سائمن کو دیکھا۔

"جب تک بیکی خود تذکرہ نہ نکالے، کوئی اس کے سامنے مسز ٹرینتھم کا نام بھی نہیں لیتا۔ بالکل اسی طرح سر چارلس کے سامنے گائی ٹرینتھم کا نام لینا ممنوع سمجھا جاتا ہے۔"

"مجھے تو یہ موقع ملے گا ہی نہیں......!"

کیتھی نے حسرت سے کہا۔

"میں تو آج تک ان سے ملی ہی نہیں......!"

"ملیں اور ٹرینتھم کا نام لیا تو اسی لمحے نکال دی جاؤ گی۔"

"میں نے کہا نا کہ میں ملوں گی ہی نہیں......!"

"اب ایسا بھی نہیں......!"

سائمن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگلی جمعرات کو ٹرمپرز ایٹن اسکوائر پر اپنے نئے گھر میں ہاؤس وارمنگ پارٹی دے رہے ہیں۔ تم چاہو تو میرے ساتھ اس میں شریک ہو سکتی ہو۔"

"تم سنجیدہ ہو......؟"

"بالکل......! اگرچہ میں تمہارے بجائے جولین کو ساتھ لے جاؤں تو سر چارلس کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"لیکن میں تو بہت جونیئر ہوں۔ یہ میرا مقام نہیں......!"

"سر چارلس ایسی باتوں کو اہمیت نہیں دیتے۔ وہ کارکردگی کی بنیاد پر مقام دینے کے قائل ہیں۔"

☆☆☆

کیتھی لنچ کے وقفوں میں اپنے لئے کوئی خوب صورت ڈریس تلاش کرتی رہی۔ ٹرمپرز کی ہاؤس وارمنگ پارٹی میں وہ بہت اچھی طرح شریک ہونا چاہتی تھی۔ بالآخر اسے زرد رنگ کا ایک ڈریس بھا گیا۔ سیلز گرل نے تبصرہ کیا کہ کاک ٹیل پارٹی کے لئے وہ بہت مناسب لباس ہے۔

سائمن اسے پارٹی میں لے جانے کے لئے آیا تو اسے دیکھ کر کھل

اُٹھا۔

''واہ......! تم تو ہل چل مچا دو گی پارٹی میں......!''

اس تبصرے سے پہلے کیتھی کو اپنے انتخاب پر اتنا اعتماد نہیں تھا۔ مگر یہ سن کر وہ خوش ہوگئی۔

لیکن وہ خوشی اور خود اعتمادی عارضی تھی۔

یہ بات طے تھی کہ کیتھی نے اس سے پہلے اتنا خوب صورت کوئی گھر کبھی نہیں دیکھا تھا۔

بٹلر نے دروازہ کھولا اور وہ اندر داخل ہوئے۔ کیتھی کی نظر اُٹھی اور گویا اس کی آنکھوں کی عید ہوگئی۔ لوگ شیمپین کے جام لنڈھاتے رہے، مگر وہ تصاویر کے کلیکشن میں اُلجھ گئی۔ تصویریں دیکھتے دیکھتے وہ اوپر کی منزل پر پہنچ گئی۔

وہ بہت اچھا کلیکشن تھا۔ اس سے صاحب خانہ کی خوش ذوقی کا بخوبی اندازہ ہوتا تھا۔ دریائے سیئن کا منظر دیکھ کر تو اس کے منہ سے بے ساختہ کلمہ تحسین نکل گیا۔

''یہ میری بھی فیورٹ ہے۔''

عقب سے کسی نے کہا۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ ایک دراز قد اور بے حد خوب رو جوان آدمی تھا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی......: ایسی مسکراہٹ، جو دوسرے شخص کو نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرانے پر مجبور کرسکتی تھی۔ لیکن لباس کے معاملے میں وہ بے پرواہ لگتا تھا۔ ڈنر جیکٹ کچھ ڈھیلی تھی۔ ٹائی کی گرہ بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

''جی......! یہ تصویر بہت خوب صورت ہے۔ بہت پہلے میں بھی پینٹ کیا کرلی تھی۔ لیکن سسلے کا کام دیکھ کر میں نے مصوری کو بخش دیا۔''

''کیوں......؟''

''آپ خود سوچیں، سسلے نے یہ تصویر 17 سال کی عمر میں مکمل کی تھی، جبکہ وہ اسکول میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔''

کیتھی نے آہ بھر کر کہا۔

''او گاڈ......! گویا میں اس وقت ایک ایکسپرٹ کے روبرو ہوں......؟''

جوان آدمی نے کہا۔

''تو کیوں نہ اوپر چل کر تمام تصاویر دیکھیں......؟''

''سر چارلس تو مائنڈ نہیں کریں گے......؟''

''یہ تو سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ اور ویسے بھی اگر انہیں دیکھ کر سراہا نہ جائے تو نایاب تصاویر جمع کرنے کا فائدہ......؟''

کیتھی پُراعتماد ہوگئی اور اس کے ساتھ اوپر پارلر میں چلی گئی۔ وہاں وہ بس تصویریں دیکھ کر واہ واہ کرتی رہی۔ جوان آدمی اس کے تبصرے سنتا رہا۔

''آپ یقیناً کسی آرٹ گیلری میں کام کرتی ہیں......؟''

جوان آدمی نے کہا۔

''میں ٹرمپرز میں کام کرتی ہوں۔''

کیتھی نے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

''نمبر وَن چیلسی ٹیرس...... اور آپ......؟''

''میں بھی ایک طرح سے ٹرمپرز کے لئے کام کرتا ہوں۔''

وہ بولا۔

کیتھی نے کن انکھیوں سے سر چارلس کو بالائی منزل کے ایک کمرے ے لینڈنگ کی طرف آتے دیکھا۔ اتنے قریب سے وہ پہلی بار اسے دیکھ رہی تی۔ ونڈرلینڈ کی ایلس کی طرح اس کا بھی جی چاہا کہ کاش وہ ہول سے گزر کر

غائب ہو جائے۔ لیکن اس کے ساتھی کے انداز میں بے پرواہی تھی۔

چارلی سیڑھیوں سے اُترا اور ان کی طرف بڑھا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

''ہیلو......! میں چارلی ٹرمپر ہوں۔''

اس نے کیتھی سے کہا۔

''اور میں تمہارے بارے میں بہت کچھ سن چکا ہوں۔ اطالوی سیل کے دوران میں نے تمہیں دیکھا بھی تھا۔ بیکی تمہارے کام کی بہت تعریف کرتی ہے۔ اور ہاں......! کیٹلاگ کی زبردست کامیابی پر دلی مبارک باد......!''

کیتھی کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

''بہت شکریہ جناب......!''

اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ اپنے ساتھی کو تو بھول ہی گئی۔

''میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بیٹے سے پہلے ہی تمہارا تعارف ہو چکا ہے۔ اس کے ظاہر پر نہ جانا۔ یہ اپنے باپ سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔''

یہ کہہ کر چارلی جوان آدمی کی طرف مڑا۔

''ڈینیل......! انہیں بونارڈ کا کلیکشن دکھاؤ......!''

یہ کہہ کر وہ ڈرائنگ روم کی طرف چلا گیا۔

''ارے ہاں......! یہ کلیکشن ان کی بہت بڑی خوشی ہے۔ اس پر فخر کرتے ہیں وہ۔''

ڈینیل نے کہا۔

''اور کسی لڑکی کو لبھا کر بیڈ روم میں لے جانے کا بہت اچھا بہانہ بھی ہے......!''

''تو تم ڈینیل ٹرمپر ہو......؟''

''نہیں......! میں ریفلز ہوں...... مشہورِ زمانہ نوادرات کا چور......!''

ڈینیل نے کیتھی کا ہاتھ تھاما اور اسے اس زینے کی طرف لے چلا، جہاں سے ذرا اوپر پہلے چارلی ٹرمپر اُتر کر آیا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ کیتھی کے ساتھ اپنے والدین کے بیڈ روم میں داخل ہوا۔

''اب بولو...... کیا خیال ہے......؟''

اس نے چیلنج کیا۔

کیتھی تو مسحور ہو کر رہ گئی۔ وہ بے حد خوب صورت تصویر تھی، جو ڈبل بیڈ کے ساتھ لگی تھی۔

''ڈیڈی کو یہ تصویر بہت زیادہ عزیز ہے۔''

ڈینیل نے کہا۔

''وہ ہر وقت ہمیں جتاتے ہیں کہ یہ تصویر سونے کے تین سوسکوں کے عوض خریدی گئی ہے۔''

''میں تو ان کے حسنِ ذوق کی قائل ہوگئی......!''

کیتھی نے کہا۔

''ماں کہتی ہیں کہ ان کے پاس پیدائشی نظر ہے فنونِ لطیفہ کے لئے۔ ہمارے گھر میں جو بھی تصویر آویزاں ہے، وہ ڈیڈی کا انتخاب ہے۔''

''لیڈی ٹرمپر کا ایک بھی نہیں......؟''

''نہیں......! ممی قدرتی طور پر خریدار نہیں، خروشندہ ہیں۔ جبکہ ڈیڈی خریدار ہیں۔ ہے نا زبردست کامبی نیشن......! ایک ہی چھت کے نیچے۔''

''اس میں کوئی شک نہیں......!''

''آؤ......! اب نیچے چلیں...... کہیں کھانا ختم ہی نہ ہو جائے......؟''

کھانے کی میز پر دونوں کے درمیان باتیں ہوتی رہیں۔ ڈینیل کیتھی کو کیمبرج کے بارے میں بتاتا رہا۔ پھر وہ کیتھی سے ملبورن کے بارے میں سوال کرتا رہا۔ اس نے بتایا کہ ملبورن میں اس نے وقت گزارا ہے۔

پھر وہ سوال بھی اُٹھا، جس سے کیتھی گھبرا رہی تھی۔

''تمہارے والدین کیا کرتے ہیں......؟''

''مجھے معلوم نہیں......! میں یتیم خانے میں پلی ہوں۔''

کیتھی نے صاف گوئی سے کہا۔

ڈینیل مسکرایا۔

''تب تو گویا ہم ایک دوسرے کے لئے ہی بنے ہیں......!''

''کیا مطلب......؟''

''میں ایک سبزی فروش کا بیٹا ہوں، جس نے وائٹ چیپل کے ایک بیکری والے کی بیٹی سے شادی کی۔ ہمارے پس منظر میں کوئی بڑا معاشرتی مرتبہ نہیں ہے۔''

کیتھی نے زور کا قہقہہ لگایا۔

ڈینیل اسے اپنے والدین کے کیریئر کی داستانِ عروج سنانے لگا۔ کیتھی کو پہلی بار کسی مرد کے بارے میں یہ احساس ہوا کہ وہ اس کے ساتھ پوری زندگی گزار سکتی ہے۔ اس سے وہ اپنی نجی زندگی کے بارے میں بھی کھل کر بات کر رہی تھی۔

کھانے کے بعد کافی کا دور چلا۔ اس دوران سر چارلس نے اپنی مختصر سی تقریر میں مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

''اب مجھے چلنا چاہئے......!''

کچھ دیر بعد کیتھی نے کہا۔

''صبح سویرے ہی کام پر جانا ہے۔ تم سے ملاقات بہت اچھی رہی......!''

ڈینیل

اس ملاقات کا اختتام بہت رسمی تھا، اور انہوں نے رُخصت ہوتے وقت غیر اہم اجنبیوں کی طرح ہاتھ ملائے۔

''جلد ہی پھر ملاقات ہوگی......!''

ڈینیل نے کہا۔

وہ کیتھی کی زندگی کی اس وقت تک کی بلاشبہ سب سے خوب صورت رات تھی۔ ٹرمپرز کے گھر سے اپنے فلیٹ تک آتے ہوئے وہ خود کو سنڈریلا محسوس کر رہی تھی۔

بستر پر لیٹ کر وہ سوچتی رہی۔ اتنی بڑی تعداد میں شاہکار تصاویر دیکھنا اپنی جگہ، لیکن ڈینیل کے ساتھ گزارا ہوا وقت اس سے کہیں زیادہ قیمتی تھا۔

''وہ تو...... وہ تو......''

فون کی گھنٹی نے اس کی سوچوں کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

''یہ آدھی رات کو کون فون کر سکتا ہے مجھے......؟''

اس نے ریسیور اُٹھاتے ہوئے سوچا۔

''میں نے کہا تھا نا کہ جلد ہی ملاقات ہوگی۔''

فون پر کسی نے کہا۔

فون پر وہ آواز پہچان نہیں سکی۔

''آپ نے غلط نمبر ملا لیا ہے شاید......؟''

مگر کہتے کہتے اسے یاد آ گیا کہ یہ تو ڈینیل کا الوداعی جملہ تھا۔

''اوہ......! آپ ہیں......؟ مگر یہ کیسی ملاقات ہے......؟''

''خط کو آدھی ملاقات کہتے ہیں تو فون یقیناً تین چوتھائی ملاقات ہوتا

ہے۔ یہ نہ بھولو کہ میں ریاضی داں ہوں۔"

"اچھا......! اب آپ سو جائیں سکون سے۔"

"سونے کے لئے لیٹ چکا ہوں۔ لیکن صبح پھر ملوں گا تم سے......!"

"اسی طرح......؟"

جواب میں رابطہ منقطع ہونے کی کلک کی آواز سنائی دی۔

اگلی صبح ڈینیل نے آٹھ بجے فون کیا۔

"میں ابھی باتھ روم سے نکلی ہی ہوں۔"

کیتھی نے کہا۔

"تو میں چند لمحے پہلے کا تصور کرتا ہوں...... اچھا، تم کہو تو تولیا منتخب کروں تمہارے لئے......؟"

اور کیتھی کا چہرہ تمتما اُٹھا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ تولیا مجھے مل چکا ہے، اور میں اس کے حفاظتی حصار میں ہوں۔"

"مجھے افسوس ہوا یہ سن کر کہ میری جگہ......"

ڈینیل نے بات اُدھوری چھوڑ دی۔ پھر بولا۔

"جمعے کی شام ٹرینٹی میں مجھ سے ملو نا...... کالج میں دعوت ہے۔ اب ہماری دو ٹرم باقی ہیں۔ اگر تم نہ آئیں تو پھر تین ماہ تک ہم مل نہیں سکیں گے۔"

"تب تو میں ضرور آؤں گی۔"

اگلے جمعے کو کیتھی ٹرین میں بیٹھ کر کیمبرج گئی۔ ہفتے کو اس کی چھٹی تھی۔ ڈینیل پلیٹ فارم پر اس کا منتظر تھا۔

دعوت بہت زبردست تھی۔ کھانا بہت اچھا تھا اور ماحول دوستانہ۔

ڈینیل نے شب بسری کے لئے ایک گیسٹ روم میں اس کے لئے کمرہ بک کرا

دیا تھا۔ آدھی رات کو وہ اسے اس کے کمرے میں چھوڑ کر گیا۔

صبح وہ دیر تک سوئی۔ پھر ڈینیل آ گیا۔ وہ اسے سیر کے لئے ساتھ لے گیا۔ تمام وقت وہ اس کا ہاتھ تھامے رہا۔ ٹرینٹی واپس آنے تک اس نے اس کا وہ ہاتھ نہیں چھوڑا۔

ایک گھنٹے بعد انہوں نے ہلکا سا لنچ کیا۔ سہ پہر کو ڈینیل اسے فٹز ولیم میوزیم لے گیا۔

ڈنر کے بعد ڈینیل نے اپنی کار میں اسے لندن واپس پہنچا دیا۔

"اتنا خوب صورت ویک اینڈ دینے کا شکریہ......!"

کیتھی نے اپنے فلیٹ کے سامنے گاڑی سے اُترتے ہوئے اس سے کہا۔

ڈینیل نے اس کے رُخسار پر رسمی بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

"اگلے ویک اینڈ پر پھر یہی سب کریں گے۔"

"اس کی کوئی اُمید نہیں......! تم نے کہا تھا کہ تمہیں دُبلی لڑکیاں اچھی لگتی ہیں۔"

"کوئی بات نہیں......! اگلے ہفتے میں تمہیں کھانا نہیں کھلاؤں گا۔ بلکہ ہم ٹینس کھیلیں گے، ٹھیک ہے......؟"

کیتھی ہنسنے لگی۔

"ٹھیک ہے......! لیکن جمعرات کی شاندار دعوت پر اپنی ممی سے میرا شکریہ ادا کر دینا میری طرف سے۔ درحقیقت اسی دعوت کی وجہ سے یہ میں نے ایک یادگار ہفتہ گزارا ہے۔"

"کہہ تو دوں گا...... لیکن مجھ سے پہلے تو تم ممی سے ملو گی۔"

"کیوں......؟ تم آج رات اپنے گھر پر نہیں گزارو گے......؟"

کیتھی نے حیرت سے کہا۔

''نہیں......! میں ابھی کیمبرج واپس جا رہا ہوں۔''

''اتنی زحمت کیوں کی تم نے......؟ میں ٹرین سے واپس آ جاتی......؟''

''لیکن میں تو دو گھنٹے کی تمہاری اس قربت سے محروم ہو جاتا نا......! اچھا، گڈ بائی......!''

ڈینیل نے کہا اور رُخصت ہو گیا۔

☆☆☆

پہلی قربت نے ہی کیتھی کو احساس دلا دیا تھا کہ وہ ڈینیل کے ساتھ پوری زندگی گزارنا چاہتی ہے۔

''کاش...... وہ سر چارلس ٹرمپر کا بیٹا نہ ہوتا۔''

اس نے ڈینیل سے خوشامد کی کہ وہ اپنے والدین کو ان ملاقاتوں کے بارے میں نہ بتائے۔ اس سے پہلے وہ ٹرمپرز میں اپنی محنت اور کارکردگی کے زور پر خود کو منوانا چاہتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ باس کی محبوبہ ہونے کے ناطے کام کے سلسلے میں اسے رعایتیں دی جائیں۔

چاندی کے آئٹمز کی سیل کے بعد زرد ٹائی والے پڑاسرار آدمی کو ناکام بنانے کے نتیجے میں اس کی خوداعتمادی میں اضافہ ہوا تھا۔ پھر ٹیلی گراف کے صحافی کو ٹپ دینے کے بعد وہ خود کو اس قابل سمجھنے لگی کہ ٹرمپرز کو ان کے اکلوتے بیٹے سے اپنی محبت کے بارے میں بتا سکے۔

چاندی کے آئٹمز کی سیل کے بعد کے پہلے سوموار کو بیکی نے اسے نیلام گھر کے انتظامی بورڈ میں شمولیت کی دعوت دی۔ اس سے پہلے اس بورڈ کے صرف تین ارکان تھے......بیکی خود، سائمن اور ہیڈ آف ریسرچ پیٹر فیلوز۔

بیکی نے اس سے موسمِ خزاں میں ہونے والی تصاویر کی نمائش کے لئے کیٹلاگ تیار کرنے کو بھی کہا۔ اس کے علاوہ بھی کئی اور ذمہ داریاں اسے سونپی گئیں۔ ان میں فرنٹ کاؤنٹر کا انتظام بھی تھا۔

''اس کے بعد اگلے مرحلے میں تمہیں ٹرمپرز کے بورڈ میں شمولیت کی دعوت دی جائے گی۔''

سائمن نے اسے چھیڑا۔

کیتھی نے فون پر ڈینیل کو یہ بڑی خبر سنائی۔

''تو اب ہمیں کم از کم میرے والدین کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کا شغل ترک کر دینا چاہئے۔''

ڈینیل نے خوش ہو کر کہا۔

پھر جب چند ہفتوں کے بعد سر چارلس نے ڈینیل کو فون کر کے کہا کہ وہ ایک بہت اہم معاملے میں بات کرنے کے لئے اس کی ماں کے ساتھ کیمبرج آنا چاہتے ہیں تو ڈینیل نے انہیں اتوار کو چائے پر بلا لیا۔ اس نے کہا کہ وہ بھی انہیں ایک اہم بات بتانا چاہتا ہے۔

اس پورے ہفتے کے دوران کیتھی کی ڈینیل سے ہر روز فون پر بات ہوتی رہی۔ وہ اس اُلجھن میں پڑ گئی کہ یہ بات ٹرمپرز کو بتائے یا نہیں کہ اس روز وہ بھی ڈینیل کے کمرے میں موجود ہوگی۔ وہ بتانا چاہتی تھی، لیکن ڈینیل بضد تھا کہ وہ اپنے والدین کو سرپرائز دینا چاہتا ہے۔

''اور میں تمہیں ایک اور راز کی بات بتا دوں......!''

ڈینیل نے فون پر کہا۔

''میں نے لندن کے کنگز کالج میں ریاضی کے پروفیسر کی اسامی کے لئے درخواست بھیجی ہے۔''

"یہ تو تم بڑی قربانی دے رہے ہو ڈاکٹر ٹرمپر......!"

کیتھی نے کہا۔

"کیونکہ میں لندن میں تمہیں ویسا کھانا نہیں کھلا سکوں گی، جو تمہیں ٹرینٹی میں ملتا ہے۔"

"گڈ نیوز......!"

ڈینیل نے چہک کر کہا۔

"میرا وزن قابو میں رہے گا اور کپڑے آلٹر کروانے کے لئے بار بار درزی کے پاس نہیں جانا پڑے گا۔"

چائے کی وہ دعوت خوشی کا ایک بڑا موقع تھا۔ ابتداء میں اگرچہ بیکی کچھ پریشان تھی۔ اس نے کسی مسٹر بیور اسٹاک کی کال کا حوالہ دیا تھا جس سے کوئی اہم بات ہوئی تھی۔

لیکن اس کے اور ڈینیل کے تعلق اور شادی کے ارادے کے بارے میں سننے کے بعد سر چارلس کی خوشی دیدنی تھی۔ بیکی بھی خوش تھی کہ اسے کیتھی جیسی بہو مل رہی ہے۔ ایسٹر کی تعطیلات کے دوران شادی کا پروگرام طے پایا۔

پھر سر چارلس نے ڈینیل کی ڈیسک کے عقب میں آویزاں پینٹنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کس نے بنائی ہے......؟"

"کیتھی نے......!"

ڈینیل نے جواب دیا۔

"بالآخر فیملی میں ایک آرٹسٹ بھی آ گیا۔"

اس کے لہجے میں فخر تھا۔

"واقعی......!"

چارلی کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم بہت اچھی آرٹسٹ ہو۔"

"اس میں کوئی شک نہیں......! اور انگلینڈ آنے کے بعد کیتھی نے بس یہی ایک اوریجنل تصویر پینٹ کی ہے۔"

ڈینیل نے کہا۔

چارلی تصویر کو ناقدانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ بالآخر اس نے کہا۔

"ایک تصویر میرے لئے بھی بنا دو......!"

"ضرور بنا دوں گی۔ لیکن آپ اسے آویزاں کہاں کریں گے......؟ اپنے گیراج میں......؟"

کیتھی نے ہنستے ہوئے کہا۔

بیکی اور سر چارلس جلدی میں تھے۔ وہ زیادہ دیر نہیں رُکے۔ کیتھی اور ڈینیل ڈِنر کے لئے باہر گئے۔ واپس آ کر انہوں نے قربت کے سحر انگیز لمحات گزارے۔ وہیں بیکی نے ڈینیل سے کہا۔

"مجھے لگتا ہے کہ ایسٹر تک بہت دیر ہو جائے گی۔"

"کیا مطلب......؟"

"میرا خیال ہے کہ میں ماں بننے والی ہوں۔"

ڈینیل تو خوشی سے جیسے پاگل ہو گیا۔ وہ تو اسی وقت اپنے والدین کو فون کر کے یہ خوش خبری سنانا چاہتا تھا لیکن کیتھی نے اسے روک دیا۔

"ابھی مجھے ڈاکٹر کے پاس جا کر تصدیق کرانی ہے۔"

اس نے کہا۔

"اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے والدین کو یہ بات اچھی نہیں لگے گی کہ شادی سے پہلے......"

"کیسی باتیں کرتی ہو۔ انہوں نے تو خود میری پیدائش کے ایک ہفتہ بعد شادی کی تھی۔"

"تمہیں کیسے پتا چلا......؟"

"اپنے برتھ سرٹیفکیٹ اور ان کے میرج سرٹیفکیٹ کو چیک کیا تھا میں نے۔"

یہ سن کرتھی مطمئن ہوگئی۔ لیکن مسز ٹرینتھم سے اپنے تعلق کے بارے میں فکرمند بھی ہوگئی۔ اس نے سوچا کہ شادی سے پہلے اس معاملے کو بھی صاف اور واضح کر دیا جائے۔ پچھلے ایک سال سے ڈینیل کی محبت نے اسے اس سلسلے میں سوچنے تک کا موقع نہیں دیا تھا۔ لیکن اب سوچنا ضروری تھا۔ بعد میں کہیں ٹرمپرز کو اس تعلق کا پتا چلا تو وہ سمجھیں گے کہ اس نے دیدہ و دانستہ انہیں دھوکے میں رکھا۔ بلکہ وہ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ وہ مسز ٹرینتھم کی آلۂ کار ہے۔

اس نے فیصلہ کیا کہ وہ لندن پہنچتے ہی مسز ٹرینتھم کو اس سلسلے میں خط لکھے گی۔

اتوار کی شام اس نے مذکورہ خط کا مضمون تیار کرلیا۔

"ڈیئر مسز ٹرینتھم......!

میں یہ خط آپ کو ایک اجنبی کی حیثیت سے لکھ رہی ہوں، اس اُمید پر کہ برسوں سے میں جس اذیت سے دوچار ہوں، آپ مجھے اس سے نجات دلاسکیں گی۔

میں آسٹریلیا میں، ملبورن میں پیدا ہوئی۔ میں اپنے والدین کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی، کیونکہ بچپن میں ہی مجھے چھوڑ دیا گیا تھا۔ درحقیقت میں سینٹ ہلڈا کے یتیم خانے میں پلی بڑھی ہوں۔ میرے پاس اپنے

باپ کی بس ایک نشانی تھی، ایک ملٹری کراس کی نقل، جو انہوں نے بچپن میں مجھے دی تھی۔ اس پر جو حروف کندہ تھے، وہ "جی، ایف، ٹی" ہے۔

رائل فیوزیلیرز کے میوزیم سے اس بات کی تصدیق ہوئی کہ یہ میڈل 22 جولائی 18ء کو کیپٹن گائی فرانس ٹرینتھم کو مارنی کی دوسری جنگ میں بہادری کے صلے میں عطا کیا گیا تھا۔

اگر آپ کسی بھی طور سے کیپٹن گائی ٹرینتھم سے تعلق رکھتی ہو، جو یقیناً میرے والد تھے، تو مجھے اس سے آگاہ کریں اور مجھے اس سلسلے میں حقائق بتائیں۔ میں آپ کی ازحد شکرگزار ہوں گی۔

آپ کی نجی زندگی میں اس مداخلت پر معافی چاہتی ہوں۔

آپ کے جواب کی منتظر......!

خلوط کیش

کیتھرین راس......!"

پیر کو کام پر جاتے ہوئے کیتھی نے یہ خط چیلسی ٹیرس کے کارنر پر نصب پوسٹ باکس میں ڈال دیا۔ اسے اُمید تھی کہ برسوں کی جستجو کے بعد بالآخر وہ اپنے کسی رشتہ دار سے ملنے والی ہے۔ لیکن ستم ظریفی یہ تھی کہ اب وہ اس خاتون سے بے تعلق رہنا چاہتی تھی۔ تاہم حقائق جاننا بھی اس کے لئے بہت ضروری تھا۔

اگلی صبح دی ٹائمز کے سوشل پیج پر کیتھی اور ڈینیل ٹرمپر کی منگنی کی خبر

شائع ہوئی۔ نمبر ون، چیلسی ٹیرس کے سب لوگ اس خبر سے بہت خوش تھے۔

کھانے کے وقفے کے دوران سائمن نے شیمپین کی بوتل کھولی اور کیتھی کی مسرتوں کے نام جام تجویز کرتے ہوئے کہا۔

”ٹرمپرز بہت عقل مند ہیں۔ انہوں نے کیتھی جیسے اہل کارکنوں کے لئے سوتھبی یا اس جیسے کسی حریف کے پاس جانے کا راستہ بند کر دیا ہے۔“

اس پر سب نے تالیاں بجائیں۔

”تم درحقیقت اس اعزاز کی مستحق تھیں۔“

یہ بات سائمن نے کیتھی کے کان میں کہی۔

کیتھی خوش تھی۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کبھی اسے اتنا خلوص اور اتنی محبتیں مل سکیں گی۔

جمعرات کی صبح کیتھی کو اپنے دروازے کی چوکھٹ پر ایک اُودا لفافہ نظر آیا، جو دروازے کی نچلی درز سے اندر کھسکایا گیا تھا۔ اس پر کیڑے مکوڑوں کے سے حروف میں اس کا نام لکھا تھا۔

لفافے کو کھولتے ہوئے وہ بہت نروس تھی، اور اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔ اندر سے اُودے رنگ ہی کے دو سرورق برآمد ہوئے۔ لیکن خط کے مضمون نے اسے حیران کر دیا۔ ساتھ ہی اس کے دل پر سے بوجھ بھی ہٹ گیا، اور وہ پرسکون ہوگئی۔

لکھا تھا۔

”29 نومبر 1950ء

ڈیئر مس راس......!

پیر کے روز بھیجے گئے خط کا شکریہ......! لیکن مجھے ڈر ہے کہ میں تمہارے تجسس کو رفع کرنے کے سلسلے میں

کچھ نہیں کر سکوں گی۔

میرے دو بیٹے تھے، جن میں چھوٹا بیٹا نیجل ابھی حال ہی میں ہم سے علیحدہ ہوا ہے۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ڈورسٹ میں رہتا ہے۔ میرا اکلوتا پوتا جائلز ریمنڈ اب دو سال کا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے بڑے بیٹے کا نام گائی فرانسس ٹرینتھم تھا۔ یہ بھی درست ہے کہ اسے مارنی کی دوسری جنگ میں بہادری کے صلے میں ملٹری کراب بھی دیا گیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے طویل علالت کے بعد وہ 22ء میں چل بسا۔ اس کی شادی نہیں ہوئی تھی، اس لئے اولاد کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

گائی ہمارے دور کے ایک رشتہ دار سے ملنے محض چند روز کے لئے ملبورن گیا تھا۔ اس کے پاس اس کے ملٹری کراس کی ایک نقل تھی، جو وہاں کہیں کھوگئی۔ مجھے خوشی ہے کہ اتنے برسوں کے بعد اس کھوئی ہوئی نقل کے بارے میں مجھے کوئی خبر ملی۔ اگر تم پہلی فرصت میں وہ مجھے واپس کر دو تو میں تمہاری بہت شکر گزار ہوں گی۔ کیونکہ یہ ہماری خاندانی نشانی ہے اور اسے ہمارے پاس ہی ہونا چاہئے۔

خلوص کیش

آتھم ٹرینتھم......!“

کیتھی کو یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ گائی ٹرینتھم اس کی پیدائش سے پہلے ہی مر چکا تھا۔ یعنی ٹرینتھم فیملی سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا، جو اس کے

ہونے والے ساس اور سسر کے لئے دُشمن کی حیثیت رکھتی تھی۔ بات صاف ہوگئی۔ گائی ٹرینتھم کا کھویا ہوا ملٹری کراس کسی طرح اس کے باپ کو مل گیا تھا، خواہ وہ کوئی بھی رہا ہو۔ اور وہ اس نے اسے دے دیا تھا۔ گویا اس پر اس کا کوئی حق نہیں تھا۔ اب اسے بس اتنا کرنا ہے کہ ملٹری کراس کی وہ نقل مسز ٹرینتھم کو بھیج کر اسے قصے کو ہمیشہ کے لئے بھول جائے۔ کیونکہ اب اس بات کا کوئی امکان نہیں رہا تھا کہ وہ کبھی اپنے ماں باپ کے بارے میں جان سکے گی۔ اب آسٹریلیا جانے کا بھی کوئی امکان نہیں تھا۔ کیونکہ اب تو ڈینیل ہی اس کا مستقبل تھا۔

یہ بات اس نے ڈینیل کو پہلے دن ہی بتا دی تھی کہ وہ اپنے والدین کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔

ہفتے کی اس شام وہ کیمبرج پہنچی تو نہ اس کے ضمیر پر کوئی بوجھ تھا، نہ اس کے دل و دماغ پر۔ دوسری طرف طبی معائنے کے نتیجے میں یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ بات صرف ایام کی بے ترتیبی کی تھی۔ ورنہ وہ حمل سے نہیں ہے۔

ٹرین کے اس سفر کے دوران وہ اتنی مطمئن اور خوش تھی کہ پہلے کبھی نہیں رہی تھی۔ ملٹری کراس کی وہ نقل سونے کے زنجیر سے منسلک، اس وقت بھی اس کے گلے میں جھول رہی تھی۔

یہ سوچ کر وہ اُداس ہوگئی کہ آج وہ آخری بار اسے پہن رہی ہے۔ اس نے فیصلہ کرلیا تھا کہ پیر کے روز وہ اسے مسز ٹرینتھم کو بھجوا دے گی۔

ٹرین چند منٹ کی تاخیر سے کیمبرج پہنچی۔

کیتھی نے اپنا چھوٹا سا سوٹ کیس اُٹھایا اور اسٹیشن سے باہر آئی۔ اسے توقع تھی کہ ڈینیل اپنی گاڑی لئے اس کا منتظر ہوگا۔ مگر یہ دیکھ کر اسے مایوسی وہئی کہ دُور دُور تک ڈینیل کی گاڑی کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

بیس منٹ تک وہ اس کا انتظار کرتی رہی۔ اسے حیرت ہوئی کہ اس دوران بھی وہ نہیں آیا۔ یہ ایک غیر معمولی بات تھی۔

وہ فون بوتھ کی طرف بڑھی۔ پینی کے دو سکے سلاٹ میں ڈالنے کے بعد اس نے ڈینیل کے کمرے کا نمبر ملایا۔ دوسری طرف مسلسل گھنٹی بجتی رہی۔ لیکن فون ریسیو نہیں کیا گیا۔ اس کی دوسری کوشش کا بھی یہی نتیجہ نکلا۔

ایک ہی بات سمجھ میں آتی تھی...... کہ وہ اسے ریسیو کرنے کے لئے نکلا ہے اور کسی وجہ سے لیٹ ہوگیا ہے۔

اس نے مزید آدھا گھنٹہ انتظار کیا، لیکن بے سود۔

آخر اس نے ٹیکسی ہائر کی اور ٹرینٹی کالج کے لئے روانہ ہوگئی۔

کالج میں داخل ہوتے ہی اسے تعجب ہوا، کیونکہ ڈینیل کی ایم جی پارکنگ لاٹ میں موجود تھی۔ اس نے کرایہ ادا کیا اور جانے پہچانے زینے کی طرف لپکی۔

اس نے سوچا تھا کہ وہ اس بات ڈینیل سے لڑے گی کہ اس نے اسے اتنا ستایا، اور اسے لینے کے لئے بھی نہیں آیا۔ جس سے آدمی شادی کرنے والا ہو، اس لڑکی کے ساتھ بھی بھلا ایسا کرسکتا ہے......؟

اس نے دروازے پر دستک دی، یہ سوچ کر کہ ممکن ہے، وہ کسی اسٹوڈنٹ کے ساتھ وہ، اسے پڑھا رہا ہو۔

لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔

اس نے دوبارہ دستک دی۔ اس بار بھی کوئی جواب نہیں ملا۔

اس نے بھاری دروازے کو دھکیلا۔ اگر ڈینیل موجود نہیں ہے تو وہ اس کا انتظار کرلے گی۔

وہ اندر داخل ہوئی۔ پورے کالج نے شاید اس کی خوف ناک چیخیں سنی،

ہوں گی۔ اور وہ چیخیں رُکی ہی نہیں۔ یہاں تک کہ وہ بے ہوش گئی۔

وہاں پہنچنے والے پہلے طالب علم نے دیکھا کہ ایک عورت فرش پر منہ کے بس بے ہوش پڑی ہے۔ اس کے ہاتھوں سے کتابیں چھوٹ گئیں۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا اور دروازے کی طرف کھسکنے لگا۔ وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن بھاگنا اس کے اختیار میں تھا۔ آواز بھی اس کا ساتھ چھوڑ گئی تھی، ورنہ اس کی بھی چیخیں بے ہوش ہونے سے پہلے نہ رُکتیں۔

جو منظر اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی دیکھا تھا، وہ دوبارہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ کسی بے بس معمول کی طرح اسے دیکھنے پر مجبور تھا۔ اسی لئے تو وہ کمرے سے بھاگ جانا چاہتا تھا۔

وہ اُلٹے پاؤں کھسک رہا تھا۔ اسی لئے اسے پتا بھی نہیں چلا کہ اس کی سمت درست نہیں ہے۔ وہ ایک کرسی سے ٹکرایا۔ کرسی اُلٹ کر پیچھے کی طرف گری۔ مگر وہ پھر بھی اپنی نظر اس منظر سے نہیں ہٹا سکا۔

اس نے اپنی سمت درست کرنے کی کوشش کی۔

اسی وقت کاری ڈور آوازوں سے بھر گیا۔ کیتھی کی چیخیں سننے والے دوسرے طلبا بھی اس کمرے کی طرف آ رہے تھے، جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ نئے آنے والوں نے بھی وہ منظر دیکھا اور ان میں سے کچھ کی چیخیں نکل گئیں۔

کمرے کے عین وسط میں ایک کرسی اُلٹی پڑی تھی اور چھت کے شہتیر سے لٹکی ڈاکٹر ڈینیل ٹرمپر کی لاش کسی پنڈولم کی طرح جھول رہی تھی۔

☆☆☆

اس نے اس کام میں بھی اپنے روایتی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ مگر اگلے دو برسوں کے دوران کئی معاملات پر نیجل ٹرینتھم سے تصادم ہوا۔ اس میں ایک ہماری اس پالیسی سے متعلق تھا، جس کے تحت اگر کوئی گاہک ہمارے ہاں سے کوئی چیز جس قیمت پر خریدے، اور وہ چیز ہمارے کسی کاروباری حریف کے ہاں اس سے کم قیمت پر دستیاب ہو تو وہ زائد وصول کی ہوئی قیمت ہم سے واپس لینے کا حق رکھتا ہے۔ نیجل کا کہنا تھا کہ ہمارے کسٹمر اس بات کو اہمیت نہیں دیتے، وہ کوالٹی اور سروس کو اہمیت دیتے ہیں۔

اس کا جواب کیتھی نے دیا۔

”اگر ہم یہ رعایت نہ دیں تو ہمیں پتا بھی نہیں چلے گا کہ ہم اپنے کتنے مستقل گاہکوں کو کھو چکے ہیں۔“

اس نے کہا۔

”اور گاہک کم ہونے کا اثر ہمارے منافع پر پڑے گا، جس کے لئے شیئر ہولڈرز کے سامنے ہم جواب دہ ہیں نہ کہ ہمارے گاہک۔“

ایک اور موقع پر جب کیتھی نے کمپنی میں ورکرز کو حصہ دار بنانے کی اسکیم پیش کی تو نیجل نے اسے کمیونسٹ قرار دیا۔ جبکہ کیتھی کے خیال میں اس کے نتیجے میں کمپنی کے ساتھ ملازمین کی وفاداری بڑھے گی۔ اس نے کہا کہ جاپانی اس بات کو ہم سے پہلے سمجھ چکے ہیں۔

لیگل اینڈ جنرل والوں کو جب ہمارا بزنس نہیں ملا تو انہوں نے اپنے پاس موجود ٹرمپرز کے دو فیصد حصص براہِ راست نیجل ٹرینتھم کو فروخت کر دیئے۔ اس کے بعد تو میری تشویش اور بڑھ گئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ نیجل اپنا ہدف پورا کر کے کمپنی مجھ سے چھین لینے کی اہلیت رکھتا ہے۔

اسی دوران اس نے ایک اور تقرری کی تجویز پیش کی، جو پال میرک

کی تائید کے نتیجے میں عمل میں آ گئی۔

''35 سال پہلے مجھے یہ زمین محض چار ہزار پاؤنڈ میں مل سکتی تھی۔''

میں نے بیکی سے کہا۔

''جواب ہمیں اتنی مہنگی پڑ رہی ہے۔''

میرا اشارہ مسز ٹرینتھم کی خریدی ہوئی فلیٹ والی زمین کی طرف تھا۔

''مسز ٹرینتھم کی زندگی کے لئے دُعا کیا کرو......!''

بیکی نے کہا۔

''تم خود یہ بات کئی بار کہہ چکے ہو کہ مرنے کے بعد وہ ہمارے لئے اس سے زیادہ خطرناک ثابت ہوگی۔ جتنی اپنی زندگی میں ہے۔''

میں اثبات میں سر ہلا کر رہ گیا۔

☆☆☆

زمانہ بہت تیزی سے بدل رہا تھا۔ ایلوی پریسلے نے موسیقی کی دنیا میں انقلاب برپا کیا۔ ٹیڈی لباس کا فیشن آیا۔ ٹرمپرز بدلتے وقت کے ساتھ چلتے رہے۔ ہاں ہم نے اپنے سروس کے معیار کو برقرار رکھا۔ بلکہ اسے بہتر بنانے کی کوشش میں لگے رہے۔

60ء میں کمپنی نے اپنا خالص منافع 7 لاکھ 57 ہزار پاؤنڈ ڈکلیئر کیا۔ اور اصل سرمائے میں سے 14 فیصد واپس مل گیا۔ اگلے سال بکنگھم پیلس نے ہمیں اعزاز عطا کیا کہ ملکہ سمیت شاہی فیملی صرف اور صرف ٹرمپرز پر شاپنگ کرنے لگی۔

ہم نے اس بات کی زبردست تشہیر کی۔ ملکہ کی شاپنگ کرتے ہوئے تصویریں جگہ جگہ لگائی گئیں۔ ٹرمپرز کے گاہکوں میں اور اضافہ ہوا۔

61ء کی بڑی کامیابی یہ تھی کہ بالآخر بیکی نے وائٹ چیپل روڈ پر ڈان سالومن سینٹر کا افتتاح کیا۔ اس عمارت کی تعمیر کے اخراجات بھی تخمینے سے تجاوز کر گئے تھے۔ لیکن مجھے اس پر کوئی پچھتاوا نہیں تھا۔ پال میرک کی تنقید بھی میرے اس فخر کو کم نہیں کر سکی، جو ایسٹ اینڈ کے لڑکے اور لڑکیوں کو سینٹر میں پیراکی، باکسنگ اور ویٹ لفٹنگ کرتے اور اسکواش کے کھیلتے دیکھ کر مجھے ہوتا تھا۔

مسز ٹرینتھم کا خیال ہمیشہ میرے ساتھ ہوتا تھا۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں اب نیجل کے علاوہ اس کے دو آدمی اور تھے، جو اس کے خواب کی تعبیر کے حصول کے لئے کام کر رہے تھے۔ نیجل اب چیسٹر اسکوائر والے مکان میں رہ رہا تھا۔ وہ خوش اور مطمئن تھا...... اس وقت کا منتظر، جب وہ مجھ پر وار کر سکے۔

میری دُعا تو یہی تھی کہ مسز ٹرینتھم بہت طویل زندگی گزارے۔ کیونکہ کمپنی کے تحفظ کے لئے جو مضبوطی مجھے درکار تھی، اس کے لئے مجھے مہلت چاہئے تھی۔

پہلی بار ڈیفن نے مجھے خبردار کیا کہ مسز ٹرینتھم بستر سے لگ گئی ہے، اور فیملی ڈاکٹر باقاعدہ اسے دیکھنے کے لئے آتا ہے۔ انتظار کے ان آخری مہینوں میں نیجل کے ہونٹ کبھی مسکراہٹ سے محروم نہیں ہوئے۔

پھر 7 مارچ 62ء کو 89 سال کی عمر میں مسز ٹرینتھم پرسکون نیند کے دوران اس دارِ فانی سے کوچ کر گئی۔ یہ اطلاع بھی مجھے ڈیفن سے ہی ملی۔

☆☆☆

چارلی کی کہانی

(پانچویں درویش کی زُبانی)

ڈیفن نے مسز ٹریتھم کی تدفین میں شرکت کی۔

''اس کے بغیر مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ واقعی دفن ہو چکی ہے۔''

اس نے یوں صفائی پیش کی جیسے کوئی جرم کیا ہو۔ اور اس نے چارلی کو خبردار کیا کہ تدفین کے موقع پر نیجل نے کچھ لوگوں سے کہا کہ ٹرمپرز بورڈ کا اگلا اجلاس دھماکہ خیز ہوگا۔

اور وہ اجلاس صرف چند روز دُور تھا۔

آئندہ ماہ کے پہلے منگل کو چارلی نے بورڈ روم کا جائزہ لیا۔ ہر ڈائریکٹر اپنی جگہ موجود تھا۔ وہ سب یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ پہلا وار کون کرے گا......؟ نیجل اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ تن کر بیٹھا تھا۔

چارلی تجزیہ کر کے اندازہ لگا چکا تھا کہ آئٹم نمبر 6 سے پہلے سکون رہے گا۔ آئٹم نمبر 6 بینکنگ کی سہولیات کو گراؤنڈ فلور تک پہنچانے کی تجویز تھی۔ اسکیم کیتھی کی تھی۔

پہلا آدھا گھنٹہ سکون سے گزرا۔ پہلے پانچ آئٹم آسانی سے گزر گئے۔

لیکن آئٹم نمبر 6 دھماکہ خیز ثابت ہوا۔

''ہمیں بینک کو بند کر کے اپنے خسارے کو کم کرنا چاہئے......!''

نیجل نے کہا۔

''کیوں......؟''

کیتھی نے کہا۔

''اس لئے کہ ہم بینکار نہیں ہیں۔ ہم دُکاندار ہیں۔ بلکہ ہمارے چیئرمین کے مطابق تو ہم ٹھیلا دھکیلنے والے ہیں۔ بہرکیف اس سے ہمیں اخراجات کی مد میں 35 ہزار پاؤنڈ سالانہ کی بچت ہو سکتی ہے۔''

''لیکن اب تو بینک جما ہے، اور منافع بھی دے رہا ہے۔ ہمیں تو اسے وسعت دینے کے بارے میں سوچنا چاہئے۔''

کیتھی بولی۔

''یہ بھی تو دیکھیں کہ بینک کتنی کاؤنٹر اسپیس کھا رہا ہے......؟''

''لیکن ہم اپنے کسٹمرز کو بہت اچھی اور اہم خدمات بھی تو فراہم کر رہے ہیں۔''

''مگر کس قیمت پر......؟ اتنی اسپیس ہم کسی برانڈ کو دیں تو کتنا فائدہ ہو......؟''

''مثال دے کر بات کریں......!''

کیتھی نے اسے چیلنج کیا۔

''کوئی برانڈ ہمارے کسٹمرز کو ایسی سہولت فراہم کر سکتا ہے......؟ اور صرف یہی نہیں، منافع اس سے سوا ہے۔''

''ہم خدمات فراہم کرنے والے نہیں ہیں۔ ہماری ذمہ داری اپنے

شیئر ہولڈرز کے لئے ان کے سرمائے پر زیادہ سے زیادہ منافع دینا ہے۔''

نیجل نے کہا۔

''میں اس مسئلے پر ووٹنگ کا مطالبہ کرتا ہوں۔''

اس نے کیتھی کے دلائل کا گلا گھونٹ دیا۔

ٹرینتھم کو چھ کے مقابلے میں تین ووٹوں سے شکست ہوئی۔ چارلی کا خیال تھا کہ اس کے بعد آئٹم نمبر 7 پر بات ہوگی، جو تمام اسٹاف کو اوڈین سینما میں چلنے والی فلم ''ویسٹ سائیڈ اسٹوری'' دکھانے کے متعلق تھا۔ لیکن اچانک نیجل اُٹھا اور اس نے کہا۔

''مسٹر چیئرمین......! میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں۔''

''وہ آخر میں بھی ہوسکتا ہے۔''

چارلی نے کہا۔

''اس وقت میں یہاں ہوں گا ہی نہیں......!''

نیجل نے سرد لہجے میں کہا۔ پھر اس نے کوٹ کو اندرونی جیب سے ایک کاغذ نکالا اور اسے کھول کر بلند آواز میں پڑھنے لگا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ بورڈ کو مطلع کرنا میری ذمہ داری ہے کہ آئندہ چند ہفتوں کے اندر میں کمپنی کے 33 فیصد حصص کا تنہا مالک بن جاؤں گا۔ اگلی میٹنگ کے دوران میں یہ چاہوں گا کہ کمپنی کے بنیادی ڈھانچے میں ضروری تبدیلیاں کی جائیں...... بلکہ ان لوگوں میں بھی، جو اس وقت یہاں بیٹھے ہیں۔''

اس نے توقف کیا اور نظر بھر کر کیتھی کو دیکھا۔

''اب میں اجازت چاہتا ہوں، تاکہ آپ میرے اس اناؤنسمینٹ کی ہمیت پر کھل کر تبادلہ خیال کرلیں اور اگلی میٹنگ میں جو میں چاہتا ہوں اس پر

عمل کرنے کے بارے میں بھی سوچیں۔''

اس نے اُٹھنے کے لئے کرسی سرکائی ہی تھی کہ ڈیفن نے کہا۔

''میں نہیں سمجھی کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں مسٹر ٹرینتھم......؟''

نیجل جواب دینے سے پہلے ایک لمحہ کو ہچکچایا۔ پھر اس نے کہا۔

''اس صورت میں مجھے اپنی پوزیشن کے بارے میں تفصیل سے بتانا ہوگا لیڈی وائٹ شائر......!''

''اس پر میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں گی۔''

''بورڈ کے اگلے اجلاس میں میں چاہوں گا کہ ٹرمپرز کے چیئرمین کی حیثیت سے میرا نام پیش کیا جائے اور اس کی تائید کی جائے۔''

نیجل نے بڑی ڈھٹائی سے کہا۔

''اور اگر ایسا نہیں ہوا تو میں اسی وقت بورڈ کی رُکنیت سے استعفیٰ دے دوں گا۔ پر میں عام اعلان کروں گا کہ میں کمپنی کے تمام شیئرز کے حصول کے لئے بولی لگانے کو تیار ہوں۔ آپ سب کو جان لینا چاہئے کہ جو میں کہہ رہا ہوں، وہ کرنے کی اہلیت بھی رکھتا ہوں۔ حصص کی اکثریت حاصل کرنے کے لئے مجھے صرف 18 فیصد درکار ہیں۔ میں تمام ڈائریکٹرز کو خبردار کر رہا ہوں کہ وہ ڈمس ہونے کی شرمندگی سے بچنے کے لئے ازخود استعفےٰ دے دیں۔''

یہ کہہ کر وہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ اُٹھا اور بورڈ روم سے رُخصت ہوگیا۔

بورڈ روم میں دیر تک خاموشی رہی، جسے بالآخر ڈیفن نے توڑا۔

''شیٹ کے گروپ کے لئے انگریزی میں کوئی اسم ہے......؟''

اس پر بیور اسٹاک کے سوا سب ہنس دیئے۔ بیور اسٹاک نے دھیرے سے کہا۔

"ہاں......! اسے ڈمیر کہتے ہیں......!"

"تو اب جنگ کا بگل بج چکا ہے۔"

چارلی نے کہا۔

"مجھے اُمید ہے کہ ہم اس کے لئے تیار ہوں گے......!"

وہ بیوراسٹاک کی طرف مڑا، اور اس سے پوچھا۔

"آپ بورڈ کو ہارڈ کیسل ٹرسٹ کے شیئرز کی پوزیشن سے آگاہ کریں گے......؟"

بوڑھے بیوراسٹاک نے سر اُٹھایا اور چارلی کی طرف دیکھا۔

"نہیں مسٹر چیئرمین......! یہ میرے لئے ممکن نہیں اور مجھے بورڈ کو یہ بتاتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ مجھے خود بھی بورڈ کی رُکنیت سے استعفیٰ دینا ہوگا۔"

"لیکن کیوں......؟"

حیرت زدہ بیکی نے پوچھا۔

"آپ نے ہمیشہ ہر مشکل وقت میں ہمارا ساتھ دیا ہے۔"

"میں معذرت خواہ ہوں لیڈی ٹرمپر......! لیکن میں وجوہات بتانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔"

"آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی نہیں کر سکتے......؟"

چارلی نے کہا۔

"نہیں جناب......!"

بیوراسٹاک نے کہا۔

سب لوگ بیک وقت بولنے کی کوشش کر رہے تھے۔ چارلی نے اجلاس ختم کرنے کا اعلان کیا اور مسٹر بیوراسٹاک کے ساتھ باہر چلا گیا۔

"اتنے برسوں کے بعد آپ یوں مستعفی کیوں ہوئے......؟"

باہر نکل کر اس نے مسٹر بیوراسٹاک سے پوچھا۔

"کیوں نہ ہم کل مل بیٹھیں سر چارلس......؟ اور اس پر بات کریں۔"

"ضرور......! لیکن مجھے اتنا بتا دیں کہ آپ نے اس وقت ہمارا ساتھ چھوڑنے کا فیصلہ کیوں کیا......؟ جب ہمیں آپ کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔"

مسٹر بیوراسٹاک چلتے چلتے رُک گئے۔

"سر ریمنڈ نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ ہوگا۔"

"میں سمجھا نہیں......!"

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ کل مجھ سے ملاقات کر لیں......!"

"بیکی کو بھی ساتھ لاؤں......؟"

مسٹر بیوراسٹاک اس پر غور کرتے رہے، پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔

"میرا خیال ہے کہ یہ مناسب نہیں ہوگا۔ چالیس سال پر محیط اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں اگر میں اعتماد شکنی کا مرتکب ہو رہا ہوں تو اس کے ئے میں کوئی گواہ نہیں چاہتا۔"

اگلی صبح چارلی مسٹر بیوراسٹاک سے ملنے ان کے دفتر پہنچا تو وہ دفتر کے دروازے پر اس کے خیر مقدم کے لئے موجود تھے۔

"صبح بخیر سر چارلس......!"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے کمرے کی طرف لے چلے۔

چارلی کو حیرت ہوئی کہ انہوں نے اسے اپنے عین سامنے میز کی دوسری طرف بٹھانے کے بجائے اپنے پہلو کی طرف رکھی کرسی پر بٹھایا۔ وہ ہر لحاظ سے ایک غیر معمولی صورتِ حال تھی۔ وہاں نہ کوئی چپراسی تھا نہ کلرک۔ اور فون کا

ریسیور بھی انہوں نے کریڈل سے ہٹا رکھا تھا۔

چارلی کو اندازہ ہوگیا کہ یہ ملاقات مختصر نہیں ہوگی۔ وہ بیٹھ گیا۔

"برسوں پہلے، جب میں جوان تھا تو میں نے قسم کھائی تھی کہ اپنے کسی موکل کے ذاتی معاملات میں رازداری کا خاص خیال رکھوں گا۔ اپنی پروفیشنل لائف میں آج تک میں نے اپنے اس عہد کی پاسداری کی ہے۔ لیکن میرے ایک موکل، سر ریمنڈ ہارڈ کیسل......"

دروازے پر دستک ہوئی اور ایک جوان لڑکی کافی کے ٹرے لئے کمرے میں آئی۔

"شکریہ مس بروز......!"

مسٹر بیوراسٹاک نے ایک پیالی چارلی کے سامنے رکھی اور دوسری اپنے سامنے۔

لڑکی کے باہر جانے تک خاموشی ہوئی۔ دروازہ دوبارہ بند ہوتے ہی مسٹر بیوراسٹاک نے کہا۔

"ہاں......! تو میں کیا کہہ رہا تھا......؟"

"آپ اپنے موکل سر ریمنڈ ہارڈ کیسل کے بارے میں بتا رہے تھے۔"

"ہاں...... اب آپ سمجھتے ہوں گے کہ آپ سر ریمنڈ کے وصیت نامے کے مندرجات سے واقف ہیں۔ مگر آپ کو یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے وصیت نامے سے ایک خط بھی منسلک کیا تھا۔ وہ خط ذاتی حیثیت میں مجھے لکھا گیا تھا، اس لئے اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔"

چارلی اتنی توجہ سے سن رہا تھا کہ اب تک اس نے کافی کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

"اس خط کو کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ وہ ایک دوست کا خط ہے اپنے دوست کے نام۔ اسی لئے میں نے آپ کو اس میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے کہا اور میز پر اپنے سامنے رکھی ایک فائل کھولی اور اس میں سے ایک کاغذ نکالا۔

"میں آپ کو یہ بھی بتا دوں سر چارلس کو یہ خط لکھتے وقت سر ریمنڈ کے ذہن میں یہ بات تھی کہ ان کا وارث ڈینیل ہی ہوگا، کوئی اور نہیں......!"

مسٹر بیوراسٹاک نے چشمہ لگایا اور خط پڑھ کر سنانا شروع کیا۔

"ڈیئر بیوراسٹاک......!

میں نے اس بات کی یقین دہانی حاصل کرنے کے لئے کہ میری تمام خواہشات بغیر کسی ابہام کے پوری کی جائیں گی، پوری کوشش کی ہے، اور کوئی خانہ خالی نہیں چھوڑا۔ لیکن اب بھی یہ ممکن ہے کہ ایتھل ڈینیل کو میری جائیداد سے محروم رکھنے کی کوئی صورت نکال لے۔ اگر ایسے حالات پیدا ہوں تو تم اپنی فہم سے کام لینا۔ اور جو لوگ اس سے متاثر ہو رہے ہوں، ان تک میرے وصیت نامے کی باریکیوں کی تفصیل پہنچا دینا۔

تم جانتے ہو میرے دوست......! میں کن لوگوں کی بات کر رہا ہوں......؟ اور کیا بات کر رہا ہوں......؟

تمہارا دوست رے......!"

بیوراسٹاک نے خط کو میز پر رکھ دیا اور بولے۔

"سر ریمنڈ جیسے اپنی بیٹی کی کمزوریوں سے آگاہ تھے، ویسے ہی انہیں میری کمزوریوں کا بھی علم تھا۔"

چارلی مسکرایا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ "مسٹر بیوراسٹاک اس وقت کتنی بڑی پیشہ ورانہ پیچیدگی سے دوچار ہیں۔ انہیں اپنے پیشے کے اُصول و آداب کی بھی فکر ہے، اور دوست کی آخری خواہش کا بھی احترام انہیں کرنا ہے۔

"اب میں وصیت نامے کے بارے میں بتانے سے پہلے آپ کو ایک اور معاملے میں اعتماد میں لیتا ہوں۔"

چارلی نے سر کو تفہیمی جنبش دی۔

"آپ جانتے ہیں سر چارلس کہ اب نیجل ڈرینتھم ہی سر ریمنڈ کا واحد رشتہ دار ہے۔ میں قریب ترین خون کے رشتے کی بات کر رہا ہوں۔ وہ ہارڈ کیسل ٹرسٹ کی تمام دولت اور ٹرمپز کے تمام حصص کا اکلوتا وارث ہے۔ اور یہ دولت اتنی بڑی ہے کہ اسے آپ کمپنی کو ہتھیانے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔ تاہم اس ملاقات کا مقصد آپ کو یہ بتانا نہیں تھا۔ بتانا یہ ہے کہ وصیت میں ایک شق ایسی ہے، جس کا آپ کو علم نہیں ہے اور سر ریمنڈ کے اس خط کی روشنی میں، مجھے ذرا بھی شبہ نہیں کہ آپ کو اس شق کے بارے میں بتانا میری ذمہ داری ہے۔"

مسٹر بیوراسٹاک نے فائل کھولی اور کچھ کاغذات نکالے۔

"سر ریمنڈ کی وصیت کے پہلے گیارہ نکات کو لفظی شکل دینے میں مجھے کافی وقت لگا۔ لیکن اس وقت ان کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ توان کے دور کے رشتہ داروں کے بارے میں ہیں۔ بارہویں سے اکیسویں شق فلاحی اداروں کو عطیات کی تفصیل ہے۔ لیکن بائیسویں شق بہت اہم ہے۔"

انہوں نے کھنکھار کر گلا صاف کیا اور کچھ ورق اُلٹے۔ اس میں لکھا ہے کہ ان کی تمام جائیداد ڈینیل کے نام ہوگی۔ لیکن اسے کچھ ہو جانے کی صورت میں سب کچھ اس کی اولاد کا ہوگا۔ اور اگر اس کی اولاد نہ ہو تو میری بیٹی

انجل کے بعد میری جائیداد میرے قریب ترین رشتہ دار کی ہوگی۔ یہ سب ہو گیا......"

مسٹر بیوراسٹاک نے سر اُٹھا کر چارلی کو دیکھا۔

"اب اہم ترین پیراگراف، سر ریمنڈ کہتے ہیں کہ اس صورت میں میں اپنی وصیت پر عمل کرانے والوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ اگر وہ ضروری سمجھیں تو میرے کسی بھی ایسے رشتہ دار کی تلاش میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں، جو میری جائیداد پر دعویٰ کر سکتا ہو۔ اس تلاش کو ممکن بنانے کے لئے میرا فیصلہ یہ ہے کہ میری بیٹی کو موت کے بعد دو سال تک میری جائیداد میرے کسی وارث کو نہیں دی جا سکے گی۔"

چارلی کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ لیکن مسٹر بیوراسٹاک نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

"مجھ پر یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ اس شق کے ذریعے سر ریمنڈ نے آپ کو مہلت دی ہے کہ آپ نیجل کے جارحانہ عزائم کی روک تھام کے لئے اپنے وسائل اور توانائیاں مجتمع کر لیں۔ سر ریمنڈ نے یہ ہدایت بھی کی کہ ان کی بیٹی کی موت کے بعد دی ٹائمز، دی ٹیلی گراف اور دی گارجین یا اور اخبارات میں بھی اشتہار شائع کرائے جائیں کہ اگر کسی شخص کا ان کی جائیداد پر دعویٰ ہے تو وہ سامنے آئے۔ ایسے شخص کو اس فرم کے ذریعے مجھ سے رابطہ کرنا ہوگا۔ اصل میں اس شق نے انہیں آپ کے لئے دو سال کی مہلت فراہم کرنے کا موقع دے دیا۔"

"نہایت ذہین اور شریف طبع انسان رہے ہوں گے وہ۔ کاش میں ان سے ملا ہوتا۔"

چارلی نے افسردگی سے کہا۔

"میں دعوے سے کہتا ہوں سر چارلس......! کہ آپ انہیں پسند کرتے۔"

"میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس تفصیل سے آگاہ کیا۔"

چارلی نے ان سے کہا۔

"اس کے بغیر تو میں جنگ لڑ ہی نہیں سکتا تھا۔"

"ارے......! ایسی کوئی بات نہیں۔ میری جگہ ہوتے تو سر ریمنڈ خود بھی یہی کرتے۔ اب آپ کو یہ ثابت کرنا ہے کہ سر ریمنڈ کی یہ پیش بینی کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ آپ کو اپنی کمپنی کو بچانا ہے۔"

☆☆☆

7 مارچ 62ء کو مسز ٹرینتھم کی موت کے وقت ایف ٹی انڈیکس پر ٹرمپرز کے حصص کی ویلیو ایک پاؤنڈ دو شلنگ تھی۔ چار ہفتے بعد اس میں تین شلنگ کا اضافہ ہو گیا۔

ٹم نیومین نے چارلی کو پہلا مشورہ یہ دیا تھا کہ وہ اپنے پاس موجود تمام حصص کی جان سے بڑھ کر حفاظت کرے، اور اگلے دو برسوں کے دوران حقوق کے بارے میں کسی بی تجویز پر غور نہ کرے۔

چارلی اور بیکی نے اپنے طور پر جب بھی موقع ملا، مارکیٹ میں آنے والے حصص خرید کر اپنی قوت میں اضافہ کیا۔ مسئلہ یہ تھا کہ حصص جیسے ہی مارکیٹ میں آتے، کوئی بروکر فوری طور پر انہیں اُٹھا لیتا۔ اور وہ منہ مانگی قیمت ادا کرتا تھا۔ وہ کوشش کے باوجود اس کی شناخت کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکے۔ چارلی کے اسٹاک بروکر کے ہاتھ بھی کچھ حصص لگے۔ مگر وہ اسے ان

لوگوں سے حاصل ہوتے جو اپنے حصص اوپن مارکیٹ میں لانا نہیں چاہتے تھے۔

چارلی کو مہنگے حصص خریدنا بہت ناپسند تا۔ اسے یاد تھا کہ ایک بار وہ دیوالیہ ہونے کے کتنا قریب پہنچ چکا تھا۔

اس سال کے اختتام پر ٹرمپرز کے حصص کی قیمت ایک پاؤنڈ سترہ شلنگ تک پہنچ چکی تھی۔ اور ٹرمپرز کے حصص بیچنے والے تقریباً مفقود الخبر ہو چکے تھے۔ اس کی وجہ فنانشل ٹائمز میں چھپنے والی یہ پیش گئی تھی کہ آئندہ اٹھارہ ماہ کے اندر کمپنی پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے دو بڑے فریقوں کے درمیان جنگ چھڑنے والی ہے۔

"یہ خبر اخبار تک انہی لوگوں نے پہنچائی ہے۔"

ڈیفن نے اگلی میٹنگ کے دوران چاری سے شکایتاً کہا۔ اس دوران اس کی نظریں مسلسل پال میرک کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"اور اس میں ان کا مقصد ہے۔"

اخبار نے یہ وضاحت نہیں کی تھی کہ کمپنی پر غلبے کی جنگ اب بورڈ روم میں نہیں، بلکہ باہر لڑی جا رہی ہے۔ جیسے ہی یہ بات سامنے آئی کہ سر ریمنڈ کی وصیت کی ایک شق کی رو سے فی الحال ترکہ نیجل ٹرینتھم کو نہیں ملے گا، نیجل اور اس کے ساتھیوں نے بورڈ کے اجلاس میں شرکت کا سلسلہ موقوف کر دیا۔

ٹرینتھم کی غیر موجودگی سے کیتھی بہت ناخوش تھی۔ کیونکہ گزرتے وقت کے ساتھ اس کی ان ہاؤس بینکنگ اسکیم بے حد منافع بخش ثابت ہو رہی تھی۔ ایسے اسے یقین تھا کہ نیجل ٹرینتھم کو پال میرک کے ذریعے پل پل کی خبر پہنچ رہی ہوگی۔

63ء کے جنرل باڈی اجلاس میں چارلی نے اعلان کیا کہ اس بار پھر

کمپنی ریکارڈ منافع کا اعلان کرے گی۔ اس سے صورتِ حال اور پیچیدہ ہوگی۔

''آپ نے زندگی بھر کی محنت کے بدلے ٹرمپرز کو بنایا۔ اب آپ اسے پلیٹ میں رکھ کر ٹرینتھم کو پیش کر رہے ہیں......؟''

ٹم نیومین نے پرُخیال لہجے میں کہا۔

''مسز ٹرینتھم اپنی قبر میں بے چین بھی ہوگی، اور خوش بھی۔''

چارلی نے کہا۔

''جو کام وہ اپنی زندگی میں ہوتے دیکھنا چاہتی تھی، وہ اس کی موت کے بعد ہونے جا رہا ہے۔''

64ء کے اوائل میں شیئرز کی قیمتوں میں پھر اضافہ ہوگیا۔ اس بار قیمت دو پاؤنڈ سے بھی تجاوز کر گئی۔ ٹم نیومین نے چارلی کو مطلع کیا کہ نیجل ٹرینتھم ٹرمپرز کے حصص کے خریداری حیثیت سے اب بھی مارکیٹ میں موجود ہے۔

''لیکن اس کے لئے مال کہاں سے آ رہا ہے......؟''

چارلی کے لہجے میں حیرت تھی۔

''نانا کی دولت تک تو ابھی اس کی رسائی نہیں ہے۔''

''اس کے ایک سابقہ کولیگ نے اشارتاً بتایا ہے کہ ایک بینک نے اس توقع پر کہ بالآخر وہی ہارڈکیسل ٹرسٹ کا وارث بنے گا...... اسے اوور ڈرافٹ کی غیر معمولی سہولت فراہم کی ہے۔''

ٹم نے کہا۔ پھر بولا۔

''کاش...... آپ کے دادا نے بھی آپ کے لئے ایسا ہی بھاری ترکہ چھوڑا ہوگا۔''

''تمہیں نہیں معلوم......! میرے دادا نے اس سے بھی بڑا ترکہ چھوڑا

تھا میرے لئے......!''

چارلی نے کہا۔

☆☆☆

نیجل نے اس بات کے باقاعدہ اعلان کے لئے کہ وہ ٹرمپرز کے حصص دو پاؤنڈ چار شلنگ کے حساب سے خریدنے کے لئے تیار ہے، چارلی کے 64ویں جنم دن کا انتخاب کیا۔ اس وقت اس کے اپنے نانا کے ٹرسٹ پر ملکیت کے دعوے میں صرف 7 ہفتے باقی تھے۔ چارلی کو اب بھی یقین تھا کہ دوستوں اور پروڈنشل جیسے کرم فرماؤں کی مدد سے وہ چالیس فیصد حصص شو کر سکے گا۔ ٹم نیومین کا اندازہ تھا کہ اس وقت تک نیجل 27 فیصد حصص ہتھیانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ اور ٹرسٹ کے 17 فیصد مل جانے پر اس کی طاقت 42 فیصد پر پہنچ جائے گی...... بلکہ شاید کچھ اور زیادہ۔ اس کے بعد 51 فیصد کا ہدف اس کے لئے کچھ زیادہ دشوار نہیں رہے گا۔

اس رات ڈیفن نے چارلی کے اعزاز میں ایٹن اسکوائر پر اپنے گھر میں دعوت کا اہتمام کیا۔ کیتھی کاروباری سلسلے میں نیویارک میں تھی، وہ اس دعوت میں شرکت نہیں کر سکی۔ اس پارٹی میں چارلی نے خود ہی سر ریمنڈ کی وصیت کی اس شق کا تذکرہ چھیڑا اور بتایا کہ درحقیقت وہ اس کے ہی بچاؤ کے لئے رکھی گئی تھی۔

ڈیفن کے علاوہ تمام مہمان اس بات پر حیران ہوئے۔

''تمہیں اس پر کوئی حیرت نہیں ہوئی......؟''

پرسی نے ڈیفن سے پوچھا۔

''تم سب لوگ سمجھ ہی نہیں سکے کہ سر ریمنڈ نے تم سے کیا توقع

"وابستہ کی تھی......؟"

"کہنا کیا چاہتی ہو تم......؟"

"میرا خیال تھا کہ یہ بات سب لوگ سمجھ لیں گے...... خاص طور پر چارلی۔"

وہ چارلی کی طرف مڑی۔

"پرسی کی طرح میں بھی تمہاری بات نہیں سمجھ پایا ہوں۔"

اب سب لوگ تجسس بھری نظروں سے ڈیفن کو دیکھ رہے تھے۔

"سیدھی سی بات ہے......! سر ریمنڈ کے خیال میں یہ امر یقینی تھا کہ ڈینیل مسز ٹرینتھم سے پہلے نہیں مرے گا۔"

"تو پھر......؟"

چارلی نے پوچھا۔

"اور انہوں نے سوچا ہوگا کہ ڈینیل کے اولاد بھی ہوگی۔"

"ٹھیک کہہ رہی ہو......!"

"ان کے خیال میں نیجل کے پاس ان کا ترکہ حاصل کرنے کا کوئی چانس نہیں تھا...... یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی وصیت میں اس کا نام تک نہیں لیا...... انہوں نے اس کے مقابلے میں گائی ٹرینتھم کی اولاد کو اہمیت دی...... جبکہ وہ ڈینیل سے کبھی ملے بھی نہیں تھے...... انہوں نے وصیت میں یہ بھی نہیں لکھوایا کہ اگر ڈینیل اولاد سے محروم رہا تو دولت ان کے اگلے قریبی رشتہ دار کو ملے گی۔"

"کہنا کیا چاہتی ہو تم......؟"

"میں اس شق کی بات کر رہی ہوں، جس کے بارے میں چارلی نے ابھی بتایا ہے۔ انہوں نے لکھا کہ میرے کسی وارث کی تلاش میں کوئی کسر نہ

رکھی جائے، جو میری جائیداد پر دعویٰ کر سکے۔"

ڈیفن نے یہ شق اپنے سامنے رکھے کاغذ پر لکھ لی تھی۔

"یہی الفاظ ہیں نا مسٹر بیوراسٹاک......؟"

"بالکل درست لیڈی ولٹ شائر......! لیکن میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔"

"اس لئے کہ چارلی کی طرح آپ نے بھی اس کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ شکر ہے کہ میں سمجھ پائی۔ آپ ذرا اشتہارات کے بارے میں جو وصیت میں لکھا ہے، وہ ہم سب کو بتا دیں۔"

"انہوں نے کہا کہ میں اس سلسلے میں دی ٹائمز، دی ٹیلی گراف، دی گارجین میں اشتہارات شائع کرائے جائیں۔ اس کے علاوہ بھی میں جس اخبار میں مناسب سمجھوں، اشتہار شائع کرا سکتا ہوں۔"

"جی ہاں......! آپ اس کا مطلب سمجھے......؟"

ڈیفن نے کہا۔

سب اس کی طرف متوجہ تھے۔

"گائی ٹرینتھم کی کسی اولاد کی تلاش میں انگلینڈ کے کسی اخبار میں اشتہار چھپوانا بے معنی ہے۔"

چارلی کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"او مائی گاڈ......! واقعی، اب میں سمجھا۔"

اس نے مسٹر بیوراسٹاک سے کہا۔

"واقعی......! مجھے افسوس ہے کہ میں نے اس زاویۂ نظر سے اس معاملے کو دیکھا ہی نہیں۔"

مسٹر بیوراسٹک بولے۔

"میں نے بڑی حماقت کی۔ واقعی، اگر گائی ٹرینتھم کے اور کوئی اولاد ہوئی تو انگلینڈ میں تو نہیں......"

"اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ خاصی مہلت ہے ہمارے پاس......!"

چارلی کے لہجے میں دبا دبا جوش تھا۔

"سب سے پہلے تو ہمیں آسٹریلیا کے لائق ترین وکیل کو ہائر کرنا ہوگا۔"

اس نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا۔

"خاص طور پر ایسا وکیل جو صبح سویرے اُٹھنے کا عادی ہو۔"

مسٹر بیوراسٹاک کھنکھار کر رہ گئے۔

☆☆☆

اگلے دو ہفتوں کے دوران آسٹریلیا کے ہر قابل ذکر اخبار میں بڑے اور نمایاں اشتہار شائع کرائے گئے۔ مسٹر بیور اسٹاک نے سڈنی میں وکلاء کی ایک بڑی فرم کی سفارش کی تھی۔ اشتہار کے جواب میں سامنے آنے والے ہر دعوے دار کا وہ فرم انٹرویو لیتی۔ فرم کا سینئر پارٹنر رابرٹس ہر شام چارلی کو فون کر کے رپورٹ دیتا۔ تین ہفتوں کے دوران فرم نے صرف تین خودساختہ دعویداروں کو اہمیت دی۔ لیکن وہ تینوں ہی ٹرینتھم فیملی سے اپنا تعلق ثابت کرنے میں ناکام ثابت ہوئے۔

رابرٹس کی تفتیش سے ثابت ہوا تھا آسٹریلیا میں سترہ ٹرینتھم رجسٹرڈ ہیں۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق تسمانیہ سے تھا۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اپنا تعلق گائی ٹرینتھم یا اس کی ماں سے ثابت نہیں کر سکا۔

"آپ بہت محنت کر رہے ہیں۔"

چارلی نے رابرٹس کو داد دی۔

"لیکن مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنی کوشش اور بڑھا دیں۔ جتنا اسٹاف چاہیں، اور رکھ لیں۔ اخراجات کی فکر نہ کریں۔"

نیجل کو وراثت ملنے سے پہلے، بورڈ کے آخری اجلاس میں چارلی نے بورڈ کے اراکین کو آسٹریلیا سے موصول ہونے والی اطلاعات کے بارے میں بتایا۔

"یہ تو کچھ اُمید افزاء صورتِ حال نہیں......!"

ٹم نیومین نے کہا۔

"اگر کوئی اور ٹرینتھم موجود ہوتا تو اس کی عمر تیس سے اوپر ہوتی اور وہ اب تک ہم سے رابطہ کر چکا ہوتا۔"

"یہ نہ بھولو کہ آسٹریلیا، محض ایک ملک نہیں، ایک بہت بڑا براعظم ہے۔"

چارلی بولا۔

"ہار تم کبھی نہیں مانتے......!"

ڈیفن نے کہا۔

"جو ہو سو ہو...... میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ٹرینتھم کے ساتھ افہام و تفہیم کے تحت معاملات سلجھانے کی کوشش کرنی چاہیے......!"

آرتھر سلیوان نے کہا۔

"وہ تو صرف ایک بات چاہے گا۔ یہ میری کرسی، اطراف میں اس کی پسند کے اراکین اور میرا ریٹائرمنٹ۔"

"یہ بھی سہی......! لیکن سوچیں تو، ہمیں اپنے شیئر ہولڈرز اور ٹرمپرز کی بہتری کے لئے اس سلسلے میں کوشش تو کرنی ہوگی۔"

”یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔“

ڈیفن نے اس کی تائید کی۔

”چارلی......! تم نے اتنی محنت کر کے یہ کمپنی بنائی ہے۔ اس کی بہتری کے لئے تمہیں کوشش تو کرنی ہوگی۔ چاہے یہ عمل تمہارے لئے تکلیف دہ ہو۔“

بیکی نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

چارلی نے جیسیکا کو ہدایت کی کہ ٹرینتھم سے جلد از جلد ملاقات کے لئے وقت لینے کی کوشش کی جائے۔ جیسیکا باہر گئی اور ذرا ہی دیر میں واپس آ گئی۔ اس نے بتایا کہ نیجل ٹرینتھم کو بورڈ کے ماہ مارچ کے اجلاس کے علاوہ کسی سے ملنے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ خود آپ سے استعفیٰ طلب کرے گا، اور وہ اس کے لئے ایک یادگار دن ہوگا۔

”دیکھ لیا......!“

چارلی نے اراکین سے کہا۔

”7 مارچ کو اس کی ماں کی موت کو دو سال ہو جائیں گے۔“

”دوسری لائن پر مسٹر رابرٹس آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“

جیسیکا نے چارلی کو مطلع کیا۔

چارلی اُٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔ فون تک پہنچ کر اس نے بے تابی سے ریسیور اُٹھایا۔

”کہو رابرٹ......! تمہارے پاس میرے لئے کیا خبر ہے......؟“

اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

”گائی ٹرینتھم......!“

دوسری طرف سے جواب ملا۔

”وہ تو برسوں سے یہاں، ایلش ہرسٹ میں اپنی قبر میں مقیم ہے۔“

”قبر سے پہلے وہ ملبورن کی ایک جیل میں تھا۔“

”جیل میں۔ میں نے تو سنا ہے کہ اس کی موت کا سبب ٹی بی تھی۔“

”پھانسی پانے والے کو اس کی کب پرواہ ہوتی ہے کہ اسے ٹی بی ہے یا نہیں......؟“

”پھانسی......؟“

چارلی نے حیرت سے دہرایا۔

”جی......! اپنی بیوی اینا ہیلن کو قتل کرنے کے الزام میں......!“

”اہم بات یہ ہے کہ ان کی اولاد بھی تھی یا نہیں......؟“

”اس سوال کا جواب معلوم کرنے کی کوئی صورت نہیں......!“

”کیوں بھئی......؟“

”جیل کے قانون کے مطابق جیل کے حکام اس کے وارث کا نام بتانے کے مجاز نہیں۔“

”مگر کس لئے بھائی......؟“

”اس کے تحفظ کے لئے۔ اسے رسوائی سے بچانے کے لئے۔“

”مگر یہاں تو اس کے فائدے کا معاملہ ہے۔“

”میں نے انہیں بتایا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ جو اشتہار بازی ہم کر رہے ہیں، اس کے نتیجے میں کوئی ہوگا تو خود ہی رجوع کرے گا۔ لیکن سر چارلس......! اگر کوئی ہے، اور اس نے باپ کا نام ترک کر دیا ہے تو اسے ڈھونڈنا آسان کام نہیں۔ بہرحال آپ یقین رکھیں۔ میں سر توڑ کوشش کر رہا ہوں۔“

”چیف آف پولیس سے میری بات کرانے کی کوشش کرو......!“

چارلی نے کہا۔

”میں خود آ رہا ہوں۔“

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا سر چارلس......!"

لیکن چارلی نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی رابطہ منقطع کر دیا۔

ایک گھنٹے بعد بیکی نے جو اس کے سفر کے لئے سوٹ کیس تیار کر رہی تھی، کہا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو چارلی......!"

"ٹھیک کہہ رہی ہو......! لیکن میرے پاس اپنی کمپنی کو بچانے کا یہ آخری موقع ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ میری کمپنی میرے ساتھ سے نکل جائے اور میں فون پر معاملات نمٹانے کی کوشش کرتا رہوں۔ میں خود جاؤں گا تو کم از کم یہ اطمینان تو ہوگا کہ میں نے ہر ممکن کوشش کی۔"

"لیکن تم کس اُمید پر وہاں جا رہے ہو......؟"

"میرا خیال ہے، اس کا جواب صرف مسز ٹرینتھم دے سکتی تھی، لیکن وہ مر چکی ہے۔"

☆☆☆

34 گھنٹے بعد چارلی سڈنی کے کنگز فورڈ اسمتھ ایئر پورٹ پر اُترا تو اس کی پہلی ضرورت بہت اچھی نیند تھی۔ کسٹم کے مرحلے سے نمٹ کر وہ باہر آیا تو ایک دراز قد جوان آدمی اس کا منتظر تھا۔ اس نے اپنا تعارف کرایا۔ وہ ٹریور رابرٹس تھا، وکیل، جس کی سفارش مسٹر بیوراسٹاک نے کی تھی۔ اس نے چارلی کی ٹرالی لی اور اسے کار پارک کی طرف دھکیلنے لگا۔

"سامان کو کار ہی میں چھوڑ دیں۔ ابھی ہوٹل تک جانے کی ضرورت نہیں......!"

اس کی تیز رفتاری نے چارلی کو ہانپنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"یہ کوئی قانونی مشورہ ہے......؟"

"جی ہاں سر چارلس......! کیونکہ ہم وقت ضائع کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔"

رابرٹس نے شوفر سے سامان ڈِگی میں رکھنے کو کہا اور خود چارلی کے لئے کار کا عقبی دروازہ کھولا۔ وہ خود بھی چارلی کے ساتھ ہی عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔

"برٹش گورنر جنرل نے 6 بجے آپ کو اپنی رہائش گاہ پر ڈرنکس کے لئے مدعو کیا ہے۔ اور آپ کو آج رات ملبورن جانے والی آخری فلائٹ بھی پکڑنی ہے۔"

"اتنی جلدی کیا......؟"

"صرف 6 دن رہ گئے ہیں ہمارے پاس......! ہم وقت ضائع نہیں کر سکتے۔"

چارلی کو وہ بہت اچھا لگا...... اپنے ہی جیسا۔ اسی لمحے رابرٹس نے ایک ضخیم فائل اس کی طرف بڑھا دی۔ وہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ ہر لمحے سے استفادہ کرنے کا قائل ہے۔

فائل میں رابرٹس کی اب تک کارگزاری کی تفصیل تھی۔ ساتھ ہی رابرٹس اسے اگلے تین روز کے لئے مجوزہ شیڈول کی تفصیل سے آگاہ کر رہا تھا۔

چارلی کو اندازہ ہو لیا کہ رابرٹس عام وکیلوں سے بہت مختلف ہے۔ مسٹر بیوراسٹاک نے اس کا انتخاب یوں ہی نہیں کیا تھا۔ وہ اس کی بات بھرپور توجہ سے سنتا رہا۔ یہ نوجوان بہت باریکی سے کام کرنے کا قائل تھا۔

"گورنر کی کاک ٹیل پارٹی کی اہمیت یہ ہے کہ اگلے چند روز میں اگر

ہمارے سامنے ایسے بند دروازے آئے جو بھاری ہوئے اور آسانی سے نہ کھلے تو گورنر جنرل کا دھکا کام آئے گا۔"

رابرٹس نے وضاحت کی۔

"صبح میں نے چیف آف پولیس سے آپ کے لئے ملاقات کا وقت لے لیا ہے۔ اس کی نئی تعیناتی ہوئی ہے، اور وہ میرے اسٹاف کے ساتھ تعاون نہیں کر رہا ہے۔ جبکہ ہمارا کام ہی اسی سے پڑ رہا ہے۔"

"اس کے تعاون نہ کرنے کی کیا وجہ ہے......؟"

چارلی نے پوچھا۔

"نیا نیا عہدہ ملا ہے اسے۔ چنانچہ وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش میں لگا ہے کہ وہ کسی کے ساتھ بھی جانبداری برتنے کا قائل نہیں۔"

"اصل مسئلہ یہ تو نہیں ہوگا اس کا۔"

"جی......! دراصل وہ آسٹریلیا میں پیدا ہونے والی دوسری نسل سے تعلق رکھتا ہے، جو یہ جتانے کی کوشش میں لگی رہتی ہے کہ وہ انگریزوں سے ذرا بھی مرعوب نہیں۔ اس لئے انگریزوں کو ناپسند کرنا بھی فیشن ہے۔ انگریزوں کے علاوہ کچھ لوگ اور بھی ہیں جنہیں وہ سخت ناپسند کرتا ہے۔"

"مجرموں کو......؟"

"جی نہیں......!"

رابرٹس نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"وکیلوں کو۔ اب آپ میری دُشواری کو شاید سمجھ گئے ہوں گے۔"

"تم اس سے کچھ تو معلوم کر سکے ہو گے......؟"

"کچھ زیادہ نہیں......! اور جو اس نے بتایا وہ ہمیں تقریباً پہلے ہی سے معلوم ہے۔ 27 جولائی 26ء کو گائی ٹرینتھم نے شدید غصے میں اپنی بیوی کو چاقو

کے پے درپے وار کر کے اس وقت قتل کر دیا، جب وہ نہا رہی تھی۔ صرف اتنا ہی نہیں، اس نے اس کا سر بھی باتھ ٹب کے پانی میں دبائے رکھا تاکہ اس کے بچنے کا کوئی مکان نہ رہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ 23 اپریل 27ء کو اس جرم کی پاداش میں اسے پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اس کی معافی کے لئے گورنر جنرل نے کئی اپیلیں کی، جو مسترد کر دی گئیں۔ لیکن ہم یہ معلوم نہیں کر سکے کہ اس نے کوئی اولاد چھوڑی یا نہیں......؟ صرف ملبورن ایج ہی ایک ایسا اخبار ہے، جس میں اس مقدمے کی کارروائی شائع ہوئی۔ اس میں البتہ ایک بچے کا تذکرہ ضرور تھا۔ تاہم یہ بات حیران کن ہے۔ کیونکہ عدالت میں ایسی کوئی بات کی جاتی تو جج اسے اس بنیاد پر کارروائی سے حذف کر دیتا کہ اس کا قتل کے اس مقدمے سے کوئی براہِ راست تعلق نہیں۔"

"لیکن اس کی بیوی کا نام...... خاص طور پر خاندانی نام تو اہم ہوگا۔ اس سے اسے تلاش کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔"

"آپ کو اس سلسلے میں کچھ سننا اچھا نہیں لگے گا۔"

"اتنے یقین سے نہ کہو......! سناؤ تو سہی......!"

"اس کا نام تھا اینا ہیلن اسمتھ...... اتنا وقت اسی کی تلاش میں برباد کیا ہے ہم نے۔"

"لیکن معلوم کچھ بھی نہیں کر سکے۔"

"ہم نے اس عرصے میں ٹرینتھم نام کے کسی بچے کی تلاش میں کوئی علاقہ نہیں چھوڑا۔ پورا آسٹریلیا چھان مارا۔ میرے آدمی کورا بلسکا تک گئے، جس کی آبادی صرف گیارہ نفوس پر مشتمل تھی، جہاں پہنچنے میں تین لگے۔"

"لیکن رابرٹس، پھر بھی کہیں کوئی ٹرینتھم موجود ضرور رہا ہوگا۔ تم نے بتایا کہ اخبار نے ایک بچے کا تذکرہ کیا تھا۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مگر مجھے یہ خیال آتا ہے کہ ٹرینتھم نے اپنا نام بدل لیا ہوگا۔ لیکن چیف آف پولیس کا کہنا ہے کہ پولیس ریکارڈ میں اس کا نام گائی فرانسس ٹرینتھم ہی ہے۔"

"نام نہیں بدلا تو بچے کا سراغ ملنا چاہئے......!"

چارلی نے کہا۔

"ضروری نہیں......! ابھی حال ہی میں ایک کیس تھا میرے پاس۔ میری ایک موکلہ تھی، جس کا شوہر جیل میں تھا۔ اس نے اپنے نام کے ساتھ لگا شوہر کا نام ہٹایا اور اپنا فیملی نام لگا لیا۔ اس کے اکلوتے بچے کے ساتھ بھی وہی نام لگ گیا۔ یعنی ایک نام کو ریکارڈ سے مٹانا چھ اتنا مشکل بھی نہیں۔ اور ہم جس بچے کی بات کر رہے ہیں، وہ 23ء اور 25ء کے درمیان پیدا ہوا۔ اس عرصے میں تو یہ کام اور بھی آسان تھا۔ اب ایسے بچے کو ایک براعظم میں تلاش کرنے سے کہیں زیادہ آسان بھوسے کے ڈھیر میں چھپی سوئی کو تلاش کرنا ہے۔"

"میرے پاس اب صرف 6 دن کی مہلت ہے۔"

چارلی کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"مجھے معلوم ہے۔ اس پارٹی میں ہمیں صرف ایک گھنٹہ لگے گا۔"

رابرٹس نے کہا۔ اس وقت گاڑی گورنر جنرل ہاؤس کے گیٹ سے داخل ہوئی۔

"اس سے میرا مقصد گورنر جنرل سے یہ وعدہ لینا ہے کہ وہ کل صبح ہماری میٹنگ سے پہلے ہی ملبورن میں چیف آف پولیس سے اس سلسلے میں فون پر بات کریں گے۔ اس سے کہیں گے کہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کرے۔ اور سر چارلس، یہ ذہن میں رکھیں کہ جب میں رُخصت ہونے کو کہوں تو بس یہاں سے نکل لیں۔"

"ٹھیک ہے......! میں سمجھ گیا۔"

"اب گورنر جنرل کے بارے میں سن لیں۔ نام سر اولیور ولیمز، عمر 61 سال، سابق گارڈ آفیسر ہیں، ٹن برج ویلز کے رہنے والے ہیں۔"

دو منٹ بعد وہ گورنر جنرل ہاؤس کے بال روم میں تھے۔

سر اولیور دراز قامت تا۔ اس نے پُرتپاک انداز میں چارلی کا خیر مقدم کیا۔

"آپ نے وقت نکالا اور تشریف لائے سر چارلس......! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔"

اس نے کہا۔

"شکریہ سر اولیور......!"

"سفر کیسا رہا آپ کا......؟"

"جہاز پانچ مقام پر فیول کے لئے رُکا، مگر ایک ایئرپورٹ بھی ایسا نہ تھا جہاں اپنے وطن جیسی چائے ملی ہو۔"

"آپ فی الحال یہ لیں......!"

گورنر جنرل نے ایک ویٹر کی ٹرے سے جام اُٹھا کر چارلی کی طرف بڑھایا۔

"کہا جا رہا ہے کہ ہمارے پوتے نواسے براہِ راست لندن سے سڈنی کا نان اسٹاپ سفر کر سکیں گے، اور وہ بھی ایک دن کے اندر......؟"

"خدا ہمیں وہ دن دیکھنا نصیب فرمائے......!"

"اب یہ بتائیں کہ سڈنی کس سلسلے میں تشریف آوری ہوئی آپ کی......؟"

گورنر جنرل نے کہا۔

''کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ دُنیا کا دوسرا سب سے بڑا ٹھیلا یہاں اپنی شاخ قائم کرنے والا ہے......؟''

''نہیں سر اولیور......! میں ایک ذاتی کام کے سلسلے میں یہاں آیا ہوں۔ کچھ فیملی معاملات ہیں۔''

''میں کسی کام آسکوں تو بلا تکلف کہیں......!''

''آپ کی مہربانی......! کیونکہ مجھے درحقیقت آپ کی مدد درکار ہوگی۔''

''فرمائیں......!''

گورنر جنرل کی نظریں نئے آنے والے مہمانوں پر مرکوز ہوگئیں۔

''مجھے کل صبح اپنے کام کے سلسلے میں ملبورن کے پولیس چیف سے ملنا ہے۔ اگر آپ اسے فون کر کے مجھ سے بھرپور تعاون کی سفارش کردیں تو میرے لئے بڑی آسانی ہو جائے گی۔''

''تو آپ سمجھ لیں کہ میں نے فون کر دیا۔ اور میں پھر کہوں گا کہ میرے لائق کوئی بھی خدمت ہو......کوئی بھی خدمت......''

گورنر جنرل نے زور دے کر کہا۔

''تو آپ مجھے فون کر دیں۔ میں ذرا مہمانوں کو دیکھ لوں۔ آیئے سفیر صاحب......!''

وہ کسی سفیر کی طرف بڑھا۔

اب چارلی کو تھکن کا احساس ہوا۔ درحقیقت وہ نڈھال ہو چکا تھا۔ وہ ایک گھنٹہ اس نے سفیروں، سیاست دانوں اور کاروباری لوگوں سے رسمی گفتگو میں کھپا دیا۔ وہ تمام لوگ اس کے اور اس کے کاروبار کے بارے میں سب کچھ جانتے تھے۔

پھر رابرٹس نے اشارہ کیا کہ اجازت لینے کا وقت آگیا ہے۔ وہ گورنر

جنرل کی طرف بڑھ گیا۔

ملبورن کی پرواز کے دوران بھی اس سے سویا نہیں گیا۔

''آپ نے گورنر جنرل سے وعدہ لے لیا......؟'' رابرٹس نے اس سے پوچھا۔

''وعدہ تو لے لیا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اس بات کی اہمیت نہیں سمجھ سکا ہوگا۔''

''آپ فکر نہ کریں۔ میں صبح ہی اس سے رابطہ کروں گا۔ یاد دہانی کے لئے، سر اولیور کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ کاک ٹیل پارٹیوں میں جو وعدے کرتا ہے، وہ صبح اسے یاد نہیں رہتے۔ اس نے کہا ہوگا...... میرے لائق کوئی بھی خدمت ہو......کوئی بھی خدمت......''

رابرٹس نے سر اولیور کے سے لہجے میں کہا۔

چارلی کو ہنسی آئی۔ پھر اس کی آنکھیں مندنے لگیں۔

ملبورن ائیرپورٹ پر ایک اور کار ان کی منتظر تھی۔ اس بار چارلی کار میں بیٹھتے ہی سو گیا۔ بیس منٹ بعد کار ونڈسر ہوٹل کے سامنے رُکی تو وہ جاگا۔ منیجر اسے پرنس ایڈورڈ سوئٹ میں لے گیا۔ چارلس نے جلدی جلدی شاور لیا اور بستر پر چھلانگ لگا دی۔ اس کے بعد اس کی آنکھ اگلی صبح ہی کھلی۔

اُٹھنے کے بعد تین گھنٹے تک وہ رابرٹس کی فائلوں میں سر کھپاتا رہا۔ وہ اس تفتیش میں کوئی رخنہ، کوئی خامی، کوئی کمزوری تلاش کرنا چاہتا تھا۔ لیکن رابرٹس کا علیت پسند ثابت ہوا۔

آخری فائل کا جائزہ لینے کے بعد اسے دل میں تسلیم کرنا پڑا کہ رابرٹس کی فرم نے اس معاملے کو ہر زاویے سے دیکھا ہے، اور معمولی سے معمولی سراغ کی بھی آخری حد تک چھان بین کی ہے۔ اب ملبورن کا پولیس

چیف ان کی آخری اُمید تھا۔

چارلی نے شاور لیا، پھر ناشتہ کیا۔ رابرٹس کو اسے پک کرنے کے لئے ساڑھے نو بجے آنا تھا۔ چیف سے ملاقات دس بجے طے تھی۔ وہ اس سے پہلے ہی تیار ہوگیا۔ اضطراب کے عالم میں وہ اِدھر اُدھر ٹہلتا رہا۔ اسے احساس تھا کہ اگر یہ ملاقات بے سود ثابت ہوئی تو اسے نیل و مرام وطن واپس لوٹنا پڑے گا، اور بیکی کی پیش گوئی سچی ثابت ہو جائے گی۔

ٹھیک نو بج کر 29 منٹ پر رابرٹس نے دروازے پر دستک دی۔ اس نے آتے ہی بتا دیا کہ اس نے گورنر جنرل کے آفس فون کیا تھا، اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ملاقات سے پہلے ہی چیف آف پولیس کو فون کر دے گا۔

’’گڈ……! اب تم جو کچھ چیف کے بارے میں جانتے ہو، وہ مجھے بتا دو……!‘‘

’نام مائیک کوپر، عمر 47 سال، بہت مستعد لیکن منہ پھٹ آدمی ہے۔ نیچے سے ترقی کر کے یہاں تک پہنچا ہے۔ اس کے باوجود ہر کسی پر اور خاص طور پر وکیلوں پر اپنی اہلیت ثابت کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ شاید اس لئے کہ ملبورن میں جرائم کی شرح بہت تیزی سے بڑھی ہے۔‘‘

’’تم نے کل کہا تھا کہ وہ آسٹریلیا کی دوسری نسل سے ہے۔ تو یہ بتاؤ کہ اس کا اصل تعلق کہاں سے ہے……؟‘‘

رابرٹس نے اپنی فائل میں چیک کیا۔

’’اس صدی کے اوائل میں اس کے والد ڈیپٹ فورڈ نام کے کسی مقام سے نقل مکانی کر کے یہاں آئے۔‘‘

’’ڈیپٹ فورڈ……؟‘‘

چارلی کے دانت نکل پڑے۔

’’یعنی ہم تقریباً پڑوسی ہی ہوئے ایک دوسرے کے۔‘‘

اس نے کہا اور گھڑی میں وقت دیکھا۔

’’کیا خیال ہے……؟ اب ہمیں چل دینا چاہیئے۔ میں مسٹر کوپر سے ملنے کے لئے بے تاب ہو رہا ہوں۔‘‘

انہیں چند منٹ انتظار کرنا پڑا۔ بالآخر چارلی چیف کے دفتر میں داخل ہوا۔

کوپر کے چہرے پر رسمی مسکراہٹ تھی۔ اس نے اُٹھ کر چارلی سے ہاتھ ملایا۔

’’مجھے نہیں لگتا سر چارلس……! کہ مجھ سے آپ کو کوئی خاص مدد مل سکتی ہے۔‘‘

اس نے چارلی کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

’’حالانکہ اس کے لئے گورنر جنرل نے خاص طور پر مجھے فون کرنے کی زحمت کی۔‘‘

اس نے رابرٹس کو یکسر نظرانداز کر دیا، جو چارلی کے عقب میں کھڑا تھا۔

’’آپ کا لہجہ بہت جانا پہچانا ہے۔‘‘

چارلی نے بیٹھنے کے بجائے کہا۔

’’میں سمجھا نہیں……!‘‘

چیف بھی اس کے لحاظ میں نہیں بیٹھا۔

’’میں ایک پہ دس کی شرط لگاتا ہوں کہ آپ کے والد کا تعلق لندن سے تھا……؟‘‘

’’جی ہاں……! درست کہہ رہے ہیں آپ……!‘‘

"میں اس پر بھی شرط لگا سکتا ہوں کہ ایسٹ اینڈ آپ کا آبائی علاقہ رہا ہوگا......؟"

"جی ہاں......! ہم وہاں ڈپٹ فورڈ میں رہتے تھے۔"

"جب آپ نے بات کرنے کے لئے منہ کھولا تھا، میں اسی وقت یہ بات سمجھ گیا تھا۔"

اب کہیں چارلی نے بیٹھنے کی زحمت کی۔

"میرا تعلق وائٹ چیپل سے ہے۔ یہ بتائیں، آپ پیدا کہاں ہوئے تھے......؟"

"ڈیپٹ فورڈ اسٹریٹ...... وہ جو......"

"ارے......! وہ جگہ میرے گر سے بمشکل چوتائی میل کے فاصلے پر ہوگی۔"

چارلی نے ایسٹ اینڈ کے خاص لہجے میں کہا۔

رابرٹس اپنی جگہ دم بخود کھڑا تھا۔ اس کے بولنے کی تو ابھی تک گنجائش ہی نہیں نکلی تھی۔

چارلی نے فٹ بال کا تذکرہ نکالا۔ ذرا دیر میں دونوں پرانے دوستوں کی طرح گھل مل گئے۔ قہقہے لگنے اور کوپر چارلی کو سر چارلس کے بجائے چارلی کہہ کر پکارنے لگا۔

"اب تم کہو تو مائیک......! میں اسے درمیان سے ہٹا دوں......؟"

چارلی نے مائیک کوپر سے پوچھا۔ اس کا اشارہ رابرٹس کی طرف تھا۔

"میرے خیال میں یہی بہتر ہوگا......!"

"رابرٹس......! تم باہر میرا انتظار کرو......!"

چارلی نے بڑی بے رُخی سے رابرٹس سے کہا۔ اس نے نظر اُٹھا کر اس

کی طرف دیکھا تک نہیں۔

"بہت بہتر سر چارلس......!"

رابرٹس نے کہا اور پلٹ کر دروازے کی طرف چل دیا۔

اس کے جانے کے بعد چارلی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے، رازدرانہ لہجے میں کہا۔

"یہ سب وکیل ایسے ہی ہوتے ہیں...... خون چوسنے والے۔ فیس تگڑی لیتے ہیں اور کام دمڑی کا نہیں کرتے۔"

"واہ......! یہ دمڑی کا حوالہ خوب دیا تم نے......!"

مائیک کوپر پھڑک اُٹھا۔

"ویسے بات سولہ آنے سچ ہے تمہاری......!"

"یہ سولہ آنے سچ والا محاورہ میں نے آج برسوں کے بعد سنا ہے...... بلکہ کئی دہائیوں کے بعد......!"

چارلی پھر آگے کی طرف جھکا۔

"اب بات ہم دو ایسٹ اینڈ کے تعلق داروں کے درمیان ہے۔ یہ بتاؤ......! تم مجھے گائی فرانس ٹریتھم کے بارے میں کوئی ایسی بات بتا سکتے ہو، جو اس وکیل کو معلوم نہ ہو......؟"

"سچی بات یہ ہے کہ اس وکیل نے بہت محنت کی ہے۔ تقریباً سبھی کچھ اسے معلوم ہے سر چارلس......!"

"سر چارلس نہیں......! چارلی فرام ایسٹ اینڈ......!"

چارلی نے اسے ٹوکا۔

"او کے چارلی......! تمہیں معلوم ہے نا کہ گائی ٹریتھم نے اپنی بیوی کو قتل کیا اور خود آخر میں پھانسی پر چڑھ گیا۔"

"یہ بھی مجھے معلوم ہے مائیک......! مگر میں اس کے بچوں کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ وہ کہاں ہیں......؟"

مائیک کوپر تھوڑا سا کسمسایا۔ وہ کچھ ہچکچا رہا تھا۔

چارلی نے سانس بھی روک لی۔

مائیک نے سامنے رکھی چارج شیٹ پر نظر ڈالی۔

"اس میں لکھا ہے...... ایک بیٹی......!"

چارلی نے بڑی مشکل سے خود کو اُچھلنے سے روکا۔

"یہاں اس کا نام نہیں ہے کیا......؟"

"مارگریٹ ایتھل ٹریتھم......!"

مائیک نے کہا۔

وہ بلاشبہ اطلاع تھی۔ رابرٹس کی فائلوں میں ایسا کوئی نام نہیں تھا۔

"تاریخ پیدائش......؟"

اس نے مزید قسمت آزمائی کی۔

"اور کچھ نہیں......! خود دیکھ لو......!"

مائیک نے چارج شیٹ اس کی طرف بڑھا دی۔

"اور کچھ اس کی فائل میں، جو تمہارے پرانے پڑوس کے کام کا ہو......؟"

کوپر نے فائل کا جائزہ لیا۔

"ہمارے ریکارڈ میں دو اندراج ہیں۔ شاید وہ تمہارے کام آسکیں۔ ایک مجھ سے پہلے والے چیف کا ہے اور دوسرا اس سے بھی پہلے والے چیف کا۔ ہیں دلچسپ......!'

"بتاؤ تو مجھے......!"

"24 اپریل 27ء کو چیف پارکر سے ملنے کے لئے مسز ایتھل ٹریتھم آئی تھیں...... پھانسی پانے والے کی ماں......!"

"او مائی گاڈ......!"

چارلی اپنی حیرت چھپا نہیں سکا۔

"لیکن کیوں......؟"

"اس کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ نہ ہی اس ملاقات میں ہونے والی گفتگو کا ریکارڈ موجود ہے۔"

"اور دوسرا اندراج......؟"

"وہ ایک اور شخص کے بارے میں ہے جو انگلینڈ سے گائی ٹریتھم کے بارے میں چھان بین کے لئے آیا تا۔ یہ 23 اگست 47ء کی بات ہے۔"

کوپر نے سامنے رکھے ہوئے کاغذ پر نظر ڈالی اور بولا۔

"اس کا نام ڈینیل ٹریتھم تھا......!"

چارلی کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔ اس نے سہارے کے لئے کرسی کے ہتھے کو مضبوطی سے تھام لیا۔

"کیا ہوا......؟ تم ٹھیک تو ہو......؟"

کوپر نے اسے غور سے دیکھا۔

"ہاں......! میں ٹھیک ہوں......!"

چارلی نے ہا۔

"یہ ڈینیل ٹریتھم کیا جاننا چاہتا تھا......؟"

"اس کا دعویٰ تھا کہ وہ گائی ٹریتھم کا بیٹا ہے۔"

چیف نے کہا۔

چارلی نے اپنے چہرے کو بے تاثر رکھنے کی آخری حد تک کر کوشش کر

ڈالی۔

''اب اس سے زیادہ مجھے بھی کچھ نہیں معلوم......!''

چارلی اُٹھ کھڑا ہوا۔

''تم نے پڑوسی ہونے کا حق ادا کر دیا مائیک......!''

اس نے چیف سے ہاتھ ملایا۔

''اگر کبھی ڈیپٹ فورڈ آنا ہو تو مجھ سے ضرور مل لینا۔ مجھے تمہاری مہمان داری کر کے بہت خوشی ہوگی۔''

کوپر مسکراتے ہوئے اُٹھا اور اسے رُخصت کرنے لفٹ تک آیا۔

''رابرٹس......! لگتا ہے کہ ہمیں بہت کام کرنا ہے۔''

چارلی نے کار میں بیٹھتے ہی اپنے وکیل سے کہا۔

''مجھے کچھ پوچھنے کی اجازت ہے......؟''

''ضرور......! کیوں نہیں......؟''

''یہ آپ کے لہجے کو کیا ہوگیا تھا......؟''

''یہ ایک راز ہے رابرٹس......! جب میں ٹھیلے پر سبزی فروٹ بیچتا تھا، تب بھی ہر گاہک سے اسی کے لہجے میں بات کرتا تھا۔ یہ خداداد صلاحیت ہے۔ چیف سے معلومات اُگلوانے کی یہی ایک صورت تھی۔''

''لیکن آپ نے میرے اور میرے پیشے کے بارے میں جو کچھ کہا، وہ بھی مجھے بتائیں......!''

''میں نے کہا کہ سب وکیل کھال بھی موکل کی کھینچتے ہیں اور ان بے چاروں کو اپنا کام بھی خود ہی کرنا پڑتا ہے۔''

''اس نے اس پر کوئی تبصرہ کیا......؟''

''نہیں......! لیکن اسے مجھ سے ہمدردی بہرحال ہوگئی۔''

''کچھ نتیجہ بھی نکلا......؟ کچھ نئی معلومات......؟''

''کیوں نہیں......؟ ایسا لگتا ہے کہ گائی ٹریتھم کی ایک بیٹی بھی تھی۔''

''بیٹی......؟''

رابرٹس نے حیرت سے دہرایا۔

''اس نے نام بتایا اس کا......؟''

''ہاں......! مارگریٹ ایتھل...... اور ایک اہم بات یہ کہ مسز ٹریتھم 27ء میں یہاں آئی تھی۔ آمد کا سبب نا معلوم......!''

''خدا کی پناہ......! آپ نے صرف بیس منٹ میں اتنا کچھ معلوم کر لیا......؟ جو میں بیس دن میں بھی معلوم نہیں کر سکتا تھا۔''

''میں نے کہا نا...... یہ خداداد صلاحیت ہے۔ میرا کوئی کمال نہیں اس میں۔''

چارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب کام کی بات......! یہ سوچو کہ اس زمانے میں انگلینڈ سے آنے والی کس خاتون نے ملبورن میں کہاں قیام کیا ہوگا......؟''

''یہ میرے بس کی بات نہیں......! البتہ میز پارٹنر نیل مچل اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکے گا۔ ان کی فیملی ایک صدی سے ملبورن میں رہ رہی ہے۔''

''بس تو پھر چلو......!''

☆☆☆

نیل مچل نے ان کی بات سن کر کہا۔

''میرے لئے تو مشکل ہے یہ اندازہ لگانا۔ البتہ میری ماں ضرور مدد کر سکیں گی۔''

پھر اس نے فون اُٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"میری ماں اسکاٹ ہیں۔ وہ کام کریں گی تو فیس بھی لیں گی۔"

درمیان میں وہ بولا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں......!"

چارلی بولا۔

نیل مچل رابطہ ملنے کا انتظار کرتا رہا۔ رابطہ ملنے پر پہلے اس نے ماں کی خیریت پوچھی، پھر مطلب کی بات شروع کی۔

کچھ دیر وہ خاموش رہ کر پوری توجہ سے سنتا رہا۔ پھر بولا۔

"شکریہ ماما......! ویک اینڈ پر ملاقات ہوگی۔"

اور اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"کیا خبر ہے......؟"

چارلی نے بے تابی سے پوچھا۔

"مسز ٹرینتھم جیسی خاتون کے لئے اس وقت یہاں ایک ہی جگہ تھی، جہاں وہ قیام کرسکتی تھی...... وکٹوریہ کنٹری کلب۔ اس کے علاوہ صرف دو اچھے ہوٹل تھے۔ مگر وہاں کاروباری لوگ قیام کرتے تھے۔ خواتین کم ہی ہوتی تھیں۔"

"وکٹوریہ کنٹری کلب اب بھی موجود ہے......؟"

"ہاں......! لیکن آج کل برے حال میں ہے۔"

"انہیں فون کرو اور سر چارلس کے نام سے لنچ کے لئے ٹیبل ریزرو کرالو۔"

"جی بہتر......!"

رابرٹس نے کہا۔

"یہ بھی بتا دیں کہ وہاں کون سا لہجہ استعمال کریں گے آپ......؟"

"یہ فیصلہ تو وہاں پہنچنے کے بعد ہی کیا جاسکے گا۔"

کار میں سفر کے دوران رابرٹس نے کہا۔

"ایک اہم بات نہیں سوچی آپ نے......؟"

"وہ کیا......؟"

"اگر مسز ٹرینتھم کو اپنی پوتی کے وجود کا ریکارڈ ختم کرانا تھا تو اس کے لئے اس نے کسی وکیل کی خدمات حاصل کی ہوں گی۔"

"تو پھر......؟"

"اس کا مطلب ہے کہ اس شہر میں کہیں اس کی کوئی فائل دفن کی گئی ہوگی۔"

"درست......! لیکن ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ اسے تلاش کرتے پھریں۔"

☆☆☆

وہ وکٹوریہ کنٹری کلب پہنچے تو منیجر ہال وے میں دست بستہ ان کے خیر مقدم کے لئے کھڑا تھا۔ اس نے اپنے معزز ترین مہمان کے لئے خاص طور پر الگ ایک میز لگوائی تھی۔ چارلی اسے دیکھ کر مایوس ہوا، کیونکہ وہ جوان آدمی تھا۔

چارلی نے میز میں سے مہنگے ترین آئٹمز کا انتخاب کیا۔ جلد ہی وہ وہاں سب کی توجہ کا مرکز بن گیا۔

"اس بار کیا چکر چلائیں گے آپ......؟"

"صبر سے کام لو جوان......!"

کھانے کے بعد کافی آئی۔ پھر وہاں کے سب سے بوڑھے ویٹر نے

انہیں سگار پیش کیے۔

چارلی نے بٹوے سے ایک پاؤنڈ کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔

''تم یہاں بہت عرصے سے ہو......؟''

''40 سال ہوگئے جناب......!''

چارلی نے دوسرا نوٹ نکالا۔

''یادداشت کیسی ہے تمہاری......؟''

''میرے خیال میں تو بہت اچھی ہے جناب......!''

ویٹر کی نظریں دوسرے نوٹ پر جمی تھیں۔

''کوئی انگریز خاتون، مسز ٹرینتھم نام کی یاد آتی ہیں......؟ 27ء میں یہاں چند ہفتے قیام رہا تھا ان کا......؟''

چارلی نے دوسرا نوٹ بھی اس کی طرف بڑھایا۔

''اس خاتون کو تو میں بھول ہی نہیں سکتا جناب......! میں اس عرصے میں یہاں زیر تربیت تھا۔ وہ خاتون کیا، شکایات کا دفتر تھی جناب......! کھانے اور سروس کے بارے میں ہر وقت بڑبڑاتی رہتی۔ پانی کے سوا کچھ پیتی نیں تھی۔ کہتی تھی کہ آسٹریلوی وائن پر اسے اعتبار نہیں، اور فرانسیسی وائن پر وہ پیسہ برباد نہیں کرنا چاہتی۔ سب بیرے اس سے بھاگتے تھے۔ جونیئر ہونے کی وجہ سے میں ہی پھنستا تھا۔ پورے ایک مہینے میری جان عذاب میں رہی۔ اور رُخصت ہوئی تو اس نے ٹپ میں ایک سینٹ بھی نہیں دیا مجھے۔ اسے بھلا میں کیسے بھول سکتا ہوں جناب......؟''

''بالکل درست......! وہ ایسی ہی تھی۔''

چارلی نے کہا۔

''یہ بتاؤ......! تمہیں یہ بھی پتا چلا کبھی کہ وہ آسٹریلیا کیوں آئی تھی......؟''

چارلی نے ایک اور نوٹ نکالا۔

''نہیں سر......!''

ویٹر نے مایوسی سے کہا۔

''وہ کسی سے بات ہی نہیں کرتی تھی۔ میرا تو خیال ہے کہ یہ بات مسٹر سنکلیر اسمتھ بی نہیں بتا سکتے۔''

''مسٹر سنکلیر اسمتھ کون......؟''

ویٹر نے ایک دُور افتادہ گوشے کی طرف اشارہ کیا، جہاں ایک بوڑھا آدمی نیپکن لگائے کھانا کھا رہا تھا۔

''کلب کا موجودہ مالک جناب......! مسز ٹرینتھم نے اگر کبھی کسی سے عزت کے ساتھ بات کی تو صرف ان کے والد سے۔''

''شکریہ......! تم نے بڑی مدد کی میری......!''

چارلی نے اسے نوٹ دے دیا۔

''اب ذرا منیجر سے کہنا کہ مجھے اس سے کچھ بات کرنی ہے۔''

''وہ جوان آدمی ہے۔ وہ کچھ نہیں بتا سکے گا۔''

رابرٹس نے ویٹر کے جانے کے بعد کہا۔

''تم صرف اپنی آنکھیں کھلی رکھو مسٹر رابرٹس......! اس طرح تم کچھ ایسی باتیں بھی سیکھ سکو گے، جو لاء اسکول میں نہیں پڑھائی جاتیں۔''

چند لمحے بعد منیجر آیا۔

''کیا حکم ہے سر چارلس......؟''

''مسٹر سنکلیر اسمتھ اگر میرے ساتھ ایک دو جام پی سکیں تو......؟''

چارلی نے اس کی طرف اپنا وزٹنگ کارڈ بڑھایا۔

''میں ابھی ان سے پوچھ لیتا ہوں جناب......!''

منیجر نے کہا اور مسٹر سنکلیر اسمتھ کی طرف چلا گیا۔

''اب تمہارے لئے بہتر ہوگا رابرٹس......! کہ تم لابی میں چلے جاؤ......! جو کچھ میں نے اب تک کیا، تمہیں وہ اپنے پیشے کے ضابطہ اخلاق کے منافی لگا ہوگا۔''

اس نے اس طرف نگاہ ڈالی، جہاں سنکلیر اسمتھ اس کے کارڈ کا جائزہ لے رہا تھا۔

رابرٹس نے ایک آہِ سرد بھری، اُٹھا اور باہر چلا گیا۔

منیجر نے آکر بتایا کہ مسٹر اسمتھ اس کے خیر مقدم کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ مسکرایا اور چارلی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''میں سنکلیر اسمتھ......!'' اس کا لہجہ خالص انگریزوں کا سا تھا۔

''میں اپنی طرف کے لوگوں کو ایک نظر میں پہچان لیتا ہوں۔ دعوت کا شکریہ مسٹر اسمتھ......!''

''کیا لیں گے آپ......؟''

''برانڈی......!''

اسمتھ نے ویٹر کو اشارہ کیا۔ ویٹر کے جانے کے بعد وہ بولا۔

''عزت افزائی کا شکریہ سر چارلس......! یہ میرا چھوٹا سا کلب ہے۔ کاش یہاں کا کھانا آپ کو پسند آیا ہو......؟''

''شاندار تھا مسٹر اسمتھ......! کسی نے مجھ سے خاص طور پر یہاں لنچ کرنے کو کہا تھا۔''

سنکلیر اسمتھ اپنی حیرت کو کوشش کے باوجود پوری طرح نہیں چھپا

سکا۔

''کسی نے کہا تھا......؟''

''میری بوڑھی خالہ مسز ٹرینتھم نے......!''

''خدا کی پناہ......! مسز ٹرینتھم......؟ یہ تو میرے آں جہانی والد کے دور کی بات ہے۔ اس کے بعد سے تو ان خاتون کو کبھی دیکھا ہی نہیں۔ کیا حال ہے ان کا......؟''

''خیریت سے ہیں۔ انہیں اُمید تھی کہ آپ نے انہیں یاد رکھا ہوگا۔''

''انہیں کون بھول سکتا ہے......؟ میں تو ان دنوں جوان تھا۔ یہاں کام کرنا شروع ہی کیا تھا میں نے۔ انہوں نے مجھے یاد رکھا...... اب تو وہ......''

''جی......! 90 سال کی ہو چکی ہیں وہ۔''

چارلی نے کہا۔

''اور عجیب بات بتاؤں......! ہماری پوری فیملی آج تک یہ بات نہیں سمجھ پائی کہ وہ یہاں کیوں آئی تھیں......؟''

''یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم......!''

اسمتھ نے برانڈی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے کبھی ان سے بات نہیں کی......؟''

''کبھی نہیں......! البتہ میرے والد سے ان کی بہت طویل بات چیت ہوا کرتی تھی۔ لیکن والد نے بھی کبھی مجھے اس بارے میں نہیں بتایا۔''

اس پر چارلی نے اپنی مایوسی چھپانے کی بھرپور کوشش کی۔

''اگر آپ کو نہیں معلوم کہ وہ یہاں کس چکر میں آئی تھیں تو کسی اور کو کیا معلوم ہوگا......؟''

''ایسی بات نہیں......! مجھے یقین ہے کہ سلیڈ کو ضرور معلوم ہوگا۔''

بشرطیکہ اب تک وہ بالکل ہی چوپٹ نہ ہو چکا ہو۔''

''کون سیلڈ......؟''

''وہ یارک شائر کا رہنے والا تھا۔ ہمارے کلب میں شوفر کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ مسز ٹرینتھم اس کے سوا کسی کے ساتھ باہر نہیں جاتی تھیں۔''

''وہ ابھی موجود ہے......؟''

چارلی نے سگار کا دُھواں اُگلتے ہوئے کہا۔

''بہت پہلے ریٹائر ہوگیا تھا وہ۔ یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ ابھی زندہ ہوگا وہ۔''

چارلی کو اندازہ ہوگیا کہ اس سے اب مزید کچھ معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی بیس منٹ وہ اسے سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا۔ پھر وہ دوبارہ اپنی میز کی طرف چلا آیا۔

ویٹر اس کے پاس آیا تو اس نے اسے ایک اور نوٹ کی جھلک دکھائی۔

''آپ کو اور کچھ چاہئے جناب......؟''

ویٹر نے اس سے پوچھا۔

''سیلڈ کا نام سن کر کچھ خیال آتا ہے تمہیں......؟''

''بڈھا والٹر سیلڈ......؟ کلب کا شوفر......!''

''ہاں......! وہی......!''

''برسوں پہلے ریٹائر ہوگیا تھا وہ......!''

''یہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔ یہ جاننا ہے کہ وہ زندہ ہے یا نہیں......؟''

''پتا نہیں......! آخری بار اس کے بارے میں سنا تو وہ بالا رٹ کے علاقے میں رہ رہا تھا۔''

''شکریہ......!'' چارلی نے نوٹ اسے دیا اور لابی کی طرف چل دیا۔

وہاں رابرٹس اس کا منتظر تھا۔

''فوراً اپنے آفس فون کرو......!''

اس نے جاتے ہی رابرٹس سے کہا۔

''ان سے کہو کہ بالارٹ نامی کوئی جگہ ہے، وہاں والٹر سیلڈ نام کے کسی آدمی کو تلاش کریں۔''

رابرٹس فون بوتھ کی طرف لپکا۔ چارلی لابی میں ٹہلتا رہا۔ وہ دُعا کر رہا تھا کہ والٹر سیلڈ زندہ ہو۔

چند منٹ بعد رابرٹس واپس آیا۔

''اب آپ مجھے بتائیں گے سر چارلس......! کہ اس بار آپ کس چکر میں ہیں......؟''

اس نے کہا۔

''تمہارے نکتہ نظر سے تو اسے اچھا نہیں کہا جاسکتا۔''

چارلی نے اس کی فراہم کردہ اطلاعات کو ذہن نشین کرتے ہوئے کہا۔

''اور فی الحال مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ البتہ کار ضرور درکار ہے۔''

رابرٹس اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتا رہا۔ بہرحال اس نے کچھ کہا نہیں۔

چارلی باہر نکلا اور کار کی طرف گیا۔ پتے والا کاغذ اس نے شوفر کی طرف بڑھایا۔

شوفر نے اس کا جائزہ لیا اور بولا۔

''تقریباً سو میل دور ہے یہ جگہ......!''

"تب تو ہمیں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے......!"

چارلی نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی اور کلب کی پارکنگ سے باہر لے آیا۔

گاڑی ملبورن کرکٹ گراؤنڈ کے پاس سے گزری۔ ٹیسٹ میچ ہو رہا تھا۔ کسی ٹیم کا اسکور دو وکٹوں کے نقصان پر 147 تھا۔ چارلی کو افسوس ہوا کہ اسے میچ دیکھنے کی مہلت بھی نہیں ملی۔

شمالی شاہراہ پر انہوں نے کوئی ڈیڑھ گھنٹے سفر کیا۔ اس دوران چارلی کو والٹر سلیڈ کے معاملے میں اپنا لائحہ عمل طے کرنے کی مہلت مل گئی۔ یہ امکان بھی موجود تھا کہ بقول سنکلیر اسمتھ کے سلیڈ بالکل چوپٹ ہو چکا ہے۔

بالارٹ میں داخل ہوتے ہی ڈرائیور نے گاڑی ایک پیٹرول پمپ پر روک دی۔ ٹینکی فل کرانے کے بعد اس نے اٹینڈنٹ سے پتا سمجھا۔ اس کے بعد مزید پندرہ منٹ کا سفر تھا۔ پھر ڈرائیور نے ایک چھوٹے سے خستہ حال مکان کے سامنے گاڑی روک دی۔

چارلی اُترا، دروازے کی طرف بڑھا اور دستک دی۔ کچھ دیر کے انتظار کے بعد ایک عورت نے دروازہ کھولا۔

"آپ مسز سلیڈ ہیں......؟"

چارلی نے اس سے پوچھا۔

"جی ہاں......!"

عورت نے اسے مشتبہ نظروں سے دیکھا۔

"میں آپ کے شوہر سے بات کر سکتا ہوں......؟ چند منٹ لگیں گے۔"

"کیوں......؟" تم سوشل سروسز سے آئے ہو......؟"

"جی نہیں......! میں انگلینڈ سے آیا ہوں۔"

چارلی نے کہا۔

"میری خالہ مسز ایتھل ٹریتھم نے ان کے لئے اپنی وصیت میں کچھ رقم چھوڑی ہے، میں وہ لے کر آیا ہوں۔"

"اوہ......! بڑی مہربانی آپ کی۔"

عورت کا رویّہ یکسر تبدیل ہوگیا۔

"اندر آیئے نا......!"

وہ چارلی کو کچن میں لے گئی۔ وہاں ایک بوڑھا آدمی آتش دان کے سامنے بیٹھا تھا۔

"والٹر......! یہ صاحب خاص طور پر تم سے ملنے کے لئے انگلینڈ سے یہاں آئے ہیں۔"

عورت نے اس سے کہا۔

"کیا کہا......؟"

بوڑھے آدمی نے اپنی نیند سے بھری آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

عورت نے اپنی بات دہرائی، پھر اضافہ کیا۔

"یہ تمہارے لئے مسز ٹریتھم کی طرف سے تحفہ لائے ہیں......!"

"اب میں اتنا بوڑھا ہو چکا ہوں کہ ڈرائیو نہیں کر سکتا۔"

"تم سمجھے نہیں والٹر......! مسز ٹریتھم کا انتقال ہوگیا۔"

"انتقال......؟"

چارلی نے اپنا بٹوا نکالا اور تمام نوٹ مسز سلیڈ کی طرف بڑھا دیئے۔

مسز سلیڈ آہستہ آہستہ نوٹ گننے لگی۔ والٹر سلیڈ چارلی کو گھور رہا تھا۔

"85 پاؤنڈ والٹر......!"

عورت نے خوشی سے کہا اور نوٹ اپنے شوہر کی طرف بڑھائے۔

''اتنی بڑی رقم کیوں......؟''

والٹر سیلڈ بڑبڑایا۔

''اور وہ بھی اتنے عرصے کے بعد......؟''

''آپ نے ان کی بڑی خدمت کی تھی۔ وہ اس کا صلہ دینا چاہتی تھیں آپ کو......!''

والٹر سیلڈ کی نگاہوں میں اب چارلی کے لئے شک تھا۔

''صلہ تو انہوں نے اسی وقت دے دیا تھا۔''

''مجھے معلوم ہے لیکن......''

''اور میں نے وعدے کے مطابق اپنا منہ بھی بند رکھا......!''

''اسی وجہ سے تو وہ تمہاری اور شکر گزار تھیں۔''

''تم مجھے یہ بتا رہے ہو کہ مجھے یہ 85 پاؤنڈ دینے کے لئے تم انگلینڈ سے یہاں آئے، اتنا لمبا سفر کیا......؟ یہ بات میرے حلق سے نہیں اُترتی۔''

اب وہ چوکنا نظر آ رہا تھا۔

''نہیں......! یہ بات نہیں......!''

چارلی نے کہا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس کی بالادستی ختم ہو رہی ہے۔

''مجھے کچھ اور لوگوں کو بھی ان کے حصے کی رقم پہنچانی تھی۔ مگر تمہیں تلاش کرنا میرے لئے زیادہ دُشوار ثابت ہوا۔''

''اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں......! مجھے ریٹائر ہوئے بیس سال ہو گئے۔''

''آپ کے لہجے سے میں نے پہچان لیا۔''

چارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کا تعلق یارک شائر سے ہے نا......؟''

''ہاں......! اور تم لندن کے ہو۔ اور لندن والے ناقابل اعتبار ہوتے ہیں۔ اب تم اپنی آمد کا اصل مقصد بھی بتا دو......! تم مجھے یہ 85 پاؤنڈ دینے کے لئے تو یہاں نہیں آ سکتے......؟''

''وہ چھوٹی لڑکی مجھے نہیں مل رہی ہے، جسے ساتھ لے کر میری خالہ نے آپ کے ساتھ سفر کیا تھا۔''

چارلی نے خطرہ مول لینے کا فیصلہ کر لیا۔

''اس کے لئے ترکے میں بہت بڑی رقم ہے۔''

''یہ تو بڑی اچھی بات ہے والٹر......!''

مسز سیلڈ نے کہا۔

لیکن والٹر سیلڈ کا چہرہ بے تاثر تھا۔

''اب مجھے اس لڑکی کو تلاش کر کے یہ خبر اس تک پہنچانی ہے۔''

چارلی نے کہا۔

والٹر کا چہرہ اب بھی بے تاثر تھا۔

''میرا خیال تھا کہ تم مجھے اس تک پہنچا سکتے ہو......؟''

''میں ایسا نہیں کروں گا۔''

والٹر نے کہا۔

''اور ہاں......! یہ رقم تم اپنے پاس ہی رکھو......!''

اس نے نوٹ چارلی کی طرف اُچھال دیئے۔

''اور آئندہ کبھی جھوٹے افسانوں کے ساتھ اس طرف کا رُخ نہ کرنا۔ ایلسی......! ان صاحب کو باہر کا راستہ دکھاؤ......!''

مسز سیلڈ نے بکھرے ہوئے نوٹ سمیٹ کر چارلی کی طرف بڑھائے۔ پھروہ اسے لے کر دروازے کی طرف چل دی۔

''میں معذرت خواہ ہوں مسز سیلڈ......!''

چارلی نے کہا۔

''میرا مقصد آپ کے شوہر کی توہین کرنا ہرگز نہیں تھا۔''

''میں جانتی ہوں جناب......!''

مسز سیلڈ بولی۔

''لیکن والٹر ہمیشہ سے ایسا ہی ہے۔ سربلندی کا خواہاں۔ میں بتاؤں کہ ہم بہت ضرورت مند ہیں۔''

چارلی مسکرایا۔ اور اس نے وہ نوٹ مسز سیلڈ کے ایپرن کی جیب میں ڈال دیئے اور ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

''میں تونہیں بتانے سے رہا، اور آپ کو بھی بتانے کی ضرورت نہیں!''

وہ جانے کے لئے پلٹا۔

''میں نے کسی چھوٹی لڑکی کونہیں دیکھا۔''

مسز سیلڈ کی سرگوشی نے اس کے قدم جکڑ لئے۔

''لیکن والٹر ایک بار ایک بدماغ عورت کو ایک یتیم خانے لے کر گیا تھا۔ وہ ملبورن کے پارک ہل کے علاقے میں ہے۔ یہ بات مجھے ماں نے بتائی تھی۔''

چارلی نے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہا لیکن وہ اتنی دیر میں واپس جا چکی تھی۔

چارلی گاڑی میں بیٹھا۔ اب اس کے پاس دمڑی بھی نہیں بچی تھی، بس ایک نام تھا۔ بڈھے والٹر کی ضد آڑے نہ آتی تو پورا معمہ حل ہو چکا ہوتا۔

وہ واپسی کے سفر میں اس پر سوچتا اور کڑھتا رہا۔

☆☆☆

''رابرٹس......! ملبورن میں کوئی یتیم خانہ بھی ہے......؟''

چارلی نے وکیل کے دفتر میں گھستے ہی پوچھا۔

رابرٹس ابھی اس پر غور کر ہی رہا تھا کہ اس کے پارٹنر نیل مچل نے جواب دے دیا۔

''ہاں......! سینٹ ہلڈا نام ہے۔ پارک ہل کے علاقے میں کہیں ہے یہ یتیم خانہ...... کیوں......؟''

''ہاں......! یہی ہے۔''

چارلی نے کہا اور گھڑی میں وقت دیکھا۔

''اب اس وقت تو تھکن سے برا حال ہے میرا۔ ہوٹل جا کر سوؤں گا۔ لیکن اس دوران تمہیں کچھ سوالوں کے جواب ڈھونڈنے ہیں۔ مجھے ان تمام لوگوں کے نام درکار ہیں، جو 23ء اور 27ء کے درمیان سینٹ ہلڈا میں کام کرتے رہے۔ اور ان میں جو موجود ہیں، میں ان سے ملنا بھی چاہوں گا۔ اور وہ بھی کل......!''

آفس کے تمام لوگ مصروف ہوگئے۔

''اور اس عرصے میں وہاں جو بھی بچی لائی گئی، اس کا نام بھی مجھے چاہئے۔ یاد رہے کہ وہ بچی چار سال سے زیادہ کی نہیں رہی ہوگی۔ ممکنہ طور پر اس کا نام مارگریٹ سے متعلق ہوگا۔ ان سوالوں کے جواب مل جائیں تو تم مجھے سوتے سے بھی جگا سکتے ہو۔''

☆☆☆

ٹریور رابرٹس اگلی صبح چارلی کے ہوٹل پہنچا تو آٹھ بجنے میں چند منٹ باقی تھے۔ چارلی اس وقت ڈٹ کر ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔ رابرٹس اگرچہ تھکا ہوا تھا، اور اس کا چہرہ شیو سے محروم تھا، لیکن بہرحال وہ معلومات سے لدا پھندا تا۔

”ہم نے سینٹ ہلڈا کی پرنسپل مسز کلور سے رابطہ کیا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔“

چارلی مسکرایا۔

”23ء اور 27ء کے درمیان یتیم خانے میں 19 بچے آئے۔ ان میں 8 لڑکے اور 11 لڑکیاں تھیں۔ ان میں سے 9 لڑکیاں ایسی ہیں، جن کے والدین میں سے کوئی بھی اس وقت زندہ نہیں تھا۔ ان میں سے سات سے ہمارا رابطہ ہوا۔ ان میں سے پانچ کا کوئی نہ کوئی رشتہ دار موجود ہے، جو ان کے باپ کے بارے میں جانتا تھا۔

”دو لڑکیوں کا سراغ لگانا دشوار ثابت ہو رہا ہے۔ میرا خیال ہے، آپ خود سینٹ ہلڈا چل کر فائلوں کا جائزہ لے لیں......!“

”اسٹاف کے بارے میں کیا رپورٹ ہے......؟“

چارلی نے پوچھا۔

”صرف ایک باورچن زندہ ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یتیم خانے میں ٹرینتھم نام کی کوئی لڑکی کبھی نہیں رہی۔ بلکہ اسے تو کوئی مارگریٹ یا ایتھل بھی یاد نہیں۔ تو اب ہماری آخری اُمید مسز بینسن ہے۔“

”مسز بینسن......؟“

”جی......! وہ ان دنوں سینٹ ہلڈا کی پرنسپل تھی۔ ان دنوں میپل لاج

نامی اولڈ ہوم میں رہتی ہے۔“

”گڈ ورک مسٹر رابرٹس......! یہ بتاؤ کہ مسز کلور کا تعاون کیسے حاصل ہوا تمہیں......؟“

”آپ کے طریق کار کی پیروی کر کے......!“

چارلی نے اُلجھن آمیز نظروں سے اسے دیکھا۔

”ان دنوں سینٹ ہلڈا کو ایک منی بس کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے انہوں نے مخیر حضرات سے اپیل کی ہے۔“

”منی بس......؟“

”جی ہاں......! بچوں کو ٹرپ پر لے جانے کے لئے......!“

”تو تم نے ان سے کہا کہ میں......“

”ایک یا دو پہیوں کی مدد آپ بھی کر دیں تو کیا جاتا ہے......؟“

”اور اس کے عوض......“

”انہوں نے بھرپور تعاون کیا۔“

”مسٹر رابرٹس......! تم بہت اچھے اسٹوڈنٹ ہو۔ جلدی سیکھتے ہو۔“

”ہمارے پاس وقت کم ہے۔ اس لئے آپ فوراً چل دیں، تاکہ فائلوں کا جائزہ لے سکیں۔“

”لیکن تم نے کہا کہ ہماری آخری اُمید مسز بینسن ہے۔“

”اس سے ہم سہ پہر میں ملیں گے سر چارلس......! اور یاد رہے کہ صرف بچے ہی نہیں، اسٹاف کے تمام لوگ بھی مسز بینسن کو پیٹھ پیچھے ڈریگن پکارتے تھے۔ اس لئے اس کا تعاون حاصل کرنا بھی آسان نہیں ہوگا۔“

چارلی یتیم خانے پہنچا تو پرنسپل خیر مقدم کے لئے دروازے پر موجود تھی۔ وہ اسے اپنی اسٹڈی میں لے گئی۔

دو وکیل پہلے ہی فائلوں میں مصروف تھے۔ کام کی ہر بات انہوں نے کاغذ پر منتقل کر لی تھی۔ وہ چارلی اور رابرٹس کو دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔

''ان دو ناموں کے بارے میں کوئی پروگریس......؟''

چارلی نے پوچھا۔

''ثابت تو نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ان میں سے ایک ہماری مطلوبہ لڑکی لگتی ہے۔''

ایک وکیل نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

''اس کے ابتدائی دو برسوں کے بارے میں کچھ معلومات نہیں۔ اور وہ عین اس عرصے میں یہاں آئی، جب کیپٹن ٹریتھم کو سزائے موت ہونے والی تھی۔''

''اور باورچن کو یاد ہے کہ وہ آدھی رات کے وقت یہاں لائی گئی تھی۔''

مسز کلور جلدی سے درمیان میں کودیں۔

''...... اور وہ ایک بہت خوش لباس انگریز عورت کے ساتھ آئی تھی، جو چہرے سے بہت سخت لگ رہی تھی......''

''یہ نقشہ تو مسز ٹریتھم کا ہی ہے۔''

چارلی نے کہا۔

''البتہ لڑکی کے نام کے ساتھ ٹریتھم نہیں لگا تھا۔''

وکیل نے اپنے سامنے رکھے کاغذ کو چیک کیا۔

''نہیں سر......! وہ بچی مس کیتھی راس کے نام سے رجسٹر ہوئی تھی۔''

چارلی کی ٹانگیں اچانک جواب دینے لگیں۔ رابرٹس اور مسز کلور نے اسے سہارا دیا اور ایک آرام کرسی کی طرف لے گئے۔ مسز کلور نے اس کی ٹائی کی گرہ کھولی، تا کہ اسے سانس لینے میں آسانی ہو۔

''آپ ٹھیک تو ہیں سر چارلس......؟''

مسز کلور نے پوچھا۔

''مجھے تو آپ کی حالت......''

''تمام وقت وہ میری آنکھوں کے سامنے تھی اور میں پہچان نہیں سکا۔''

چارلی بڑبڑایا۔

''میں کچھ سمجھا نہیں سر......!''

رابرٹس نے کہا۔

''ابھی تو شاید میں خود بھی نہیں سمجھا ہوں۔''

چارلی نے کہا اور معلومات فراہم کرنے والے وکیلوں کی طرف مڑا۔

''کیا وہ سینٹ ہلڈا سے رُخصت ہو کر ملبورن یونیورسٹی کے لئے گئی تھی......؟''

وکیل نے کاغذ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

''یس سر......! 42ء میں وہ یونیورسٹی گئی اور 45ء میں تعلیم مکمل کی۔''

''وہ ہسٹری آف آرٹ اور انگلش کی اسٹوڈنٹ تھی......؟''

''جی ہاں جناب......! یہ بھی درست ہے......!''

وکیل کے لہجے میں حیرت تھی۔

''کیا وہ کبھی ٹینس بھی کھیلی......؟''

چارلی نے پوچھا۔

''یونیورسٹی کی سیکنڈ ٹیم کی طرف سے ایک ہی میچ کھیلا تھا۔''

''مصوری بھی کرتی تھی......؟''

''جی ہاں......! سر چارلس......! وہ بہت اچھی پینٹر تھی۔''

اس بار جواب مسز کلور کی طرف سے آیا۔

''اس کی بنائی ہوئی ایک تصویر ہمارے ڈائننگ روم میں آویزاں ہے۔ میں مصوری کے بارے میں کچھ نہیں جانتی، لیکن میرے خیال میں وہ بہت اچھی......''

''آپ مجھے وہ تصویر دکھائیں گی مسز کلور......؟''

''جی......! کیوں نہیں......؟ آیئے میرے ساتھ......!''

چارلی اس کے ساتھ طعام گاہ کی طرف چلا تو اس کی ٹانگوں میں لرزش تھی۔ رابرٹس اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اُلجھن تھی۔ لیکن اس نے خود کو سوال کرنے سے بار رکھا تا۔

چارلی دروازے میں داخل ہوتے ہی ٹھٹک گیا۔

''کیتھی کی بنائی ہوئی تصویر تو میں دُور سے بھی پہچان سکتا ہوں۔''

''میں کچھ سمجھی نہیں سر چارلس......!''

''اس کی کوئی اہمیت بھی نہیں مسز کلور......!''

چارلی نے کہا اور آگے بڑھ کر تصویر کا جائزہ لیا۔

''خوب صورت ہے نا سر چارلس......؟ مناسب ترین رنگوں کا انتخاب......!''

''مسز کلور......! اس تصویر کے بدلے آپ کو منی بس مل جائے تو کیسا ہے......؟''

چارلی نے کہا۔

''کیوں نہیں سر چارلس......؟''

مسز کلور نے بے جھجک کہا۔

''مگر آپ کو تصویر کے پیچھے اپنے دستخط کے ساتھ یہ لکھنا ہوگا کہ مس

کیتھی راس نے اسے پینٹ کیا اور ساتھ ہی اس کے قیام کا عرصہ بھی لکھنا ہوگا۔''

''مجھے خوشی ہوگی جناب......!''

مسز کلور نے بڑھ کر تصویر اُتاری اور فریم کی پشت پر لکھی ہوئی عبارت دکھائی۔ عبارت کچھ دھندلا سی گئی تھی، لیکن صاف پڑھی جا رہی تھی۔ وہ سب کچھ پہلے ہی سے لکھا ہوا تھا۔

''میں معافی چاہتا ہوں مسز کلور......! اب تک مجھے آپ کو سمجھ لینا چاہئے تھا۔''

چارلی نے کہا۔ پھر اس نے جیب سے چیک بک نکالی اور دستخط کر کے بلینک چیک اس کی طرف بڑھا دیا۔

''لیکن میں کتنی رقم......''

متحیر مسز کلور نے پوچھا۔

''جو بھی منی بس کی قیمت ہو......؟ وہ اس میں بھر لیں......!''

وہ لوگ پھر اسٹڈی میں گئے، جہاں چائے ان کی منتظر تھی۔ معاون لڑکیوں میں سے ایک نے کیتھی کی پوری فائل کی نقل تیار کر لی تھی۔ رابرٹس نے اولڈ ہوم فون کر کے وہاں کی میٹرن کو بتایا کہ ایک گھنٹے بعد وہ وہاں پہنچ رہے ہوں گے۔

چائے پی گئی۔ اس دوران کیتھی کی فائل کی نقل بھی مکمل ہوگئی۔ چارلی نے پرنسپل کا شکریہ ادا کیا اور اس سے اجازت چاہی۔ خاصی دیر سے مسز کلور گنگ تھی، تاہم اس موقع پر اس نے چارلی کا گھٹی گھٹی آواز میں شکریہ ادا کیا۔

چارلی کیتھی کی بنائی ہوئی تصویر کو سینے سے لگائے ہوئے تھا۔

''اب کہاں چلنا ہے جناب......؟'' ڈرائیور نے پوچھا۔

مپیل لاج، فارتھ سائیڈ......!"

جواب رابرٹس نے دیا۔ پھر وہ چارلی کی طرف مڑا۔

"مجھے اُمید ہے کہ اب آپ جو کچھ سینٹ ہلڈا میں ہوا، اس کی وضاحت کریں گے۔"

"جو کچھ میں جانتا ہوں، وہ تمہیں ضرور بتاؤں گا۔"

چارلی نے کہا۔ پھر اس نے رابرٹس کو بتایا کہ پندرہ سال پہلے اپنے نئے گھر کی ہاؤس وارمنگ پارٹی میں وہ پہلی بار کیتھی سے کیسے ملا......؟

رابرٹس خاموشی سے سب کچھ سن رہا تھا۔ لیکن جب بات ڈینیل کی خودکشی سے ہوتی ہوئی مس روس کے ٹرمپرز کی ڈائریکٹر بننے تک پہنچی اور چارلی نے بتایا کہ صدمے سے ابھی تک پوری طرح نہ سنبھلنے کی وجہ سے کیتھی سے اس کے بیک گراؤنڈ کے بارے میں کچھ پوچھا نہیں جا سکا، تو رابرٹس چپ نہ رہ سکا۔

"بات سنیں......! یہ کوئی اتفاق ہرگز نہیں تھا کہ مس روس نے انگلینڈ کا رُخ کیا۔ اور یہ بھی اتفاق نہیں تھا کہ انہوں نے ملازمت کے لئے ٹرمپرز میں درخواست دی۔"

اس کی بات پر چارلی کو حیرت ہوئی۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو......؟"

"وہ آسٹریلیا سے صرف ایک مقصد کے تحت نکلی تھی۔ وہ اپنے باپ کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔ شاید اسے یقین ہو کہ وہ اب بھی زندہ ہے اور انگلینڈ میں موجود ہے۔ وہاں اسے کسی طرح اپنے باپ کے اور آپ کے درمیان منفی تعلق کا پتا چلا ہوگا۔ کیسے پتا چلا......؟ اگر یہ آپ کو معلوم ہو جائے تو آپ ثابت کر سکیں گے کہ کیتھی راس درحقیقت مارگریٹ ایتھل ٹرینتھم ہے۔"

"میرا خیال ہے، مجھے اس کا اندازہ ہے۔"

چارلی نے کہا۔

"لیکن اب صورتِ حال یہ ہے کہ کیتھی کو اپنی یہاں کی زندگی کے بارے میں کچھ یاد نہیں۔ اس لئے مجھے یقینی طور پر کبھی پتا نہیں چل سکے گا۔"

"ابھی ایک امکان موجود ہے......!"

رابرٹس نے کہا۔

"ممکن ہے کہ مس بینسن ہماری رہنمائی درست سمت کی طرف کر دے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا، سینٹ ہلڈا میں اس کے بارے میں کسی کی بھی اچھی رائے نہیں ہے، اور نہ ہی کبھی رہی ہے۔"

"اگر وہ والٹر سلیڈ جیسی ہے تو کامیابی کا کوئی امکان نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ مسز ٹرینتھم لوگوں کو اپنے سحر میں مبتلا کر لیتی تھی۔"

"جی ہاں......! اسی لئے میں نے مپیل لاج کی میٹرن کو اس وزٹ کی وجہ نہیں بتائی۔ میں نے چاہتا تھا کہ وہ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی مس بینسن کو خبردار کر دے، اور وہ اس دوران اپنے مطلب کے جواب گھڑ لے۔"

"یہ تم نے عقل مندی کی۔"

چارلی نے ستائشی لہجے میں کہا۔

"لیکن تم نے اس سے اُگلوانے کے لئے کوئی حکمت عملی بھی وضع کی......؟ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ والٹر سیلڈ کے مقابلے میں مجھے ناکامی ہوئی۔"

"جی نہیں......! میں نے کوئی تیاری تو نہیں کی ہے۔ ہمیں بڑی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ تعاون کرے گی۔ مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم سر چارلس......! کہ اس سے آپ کس لہجے میں بات کریں گے......؟"

ذرا دیر بعد گاڑی ایک گیٹ سے داخل ہوئی۔ وہ پرانی حویلیوں کے طرز پر بنی ہوئی ایک بہت بڑی عمارت تھی۔ گرد و پیش سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ بہت بڑی جاگیر کا حصہ ہے۔

''یہ سیٹ اَپ سستا تو نہیں ہوسکتا۔''

چارلی نے تبصرہ کیا۔

''جی ہاں.....! اور میں نہیں سمجھتا کہ انہیں منی بس یا کسی اور چیز کی ضرورت ہوگی.....؟''

گاڑی صدر دروازے کے سامنے رُکی۔ چارلی اور رابرٹس نیچے اُترے۔ چارلی نے اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا۔

ایک جوان نرس نے دروازہ کھولا۔ وہ انہیں اپنے ساتھ میٹرن کے آفس کی طرف لے گئی۔ ہال کا فرش چمکتے ہوئے خوب صورت ٹائلوں کا بنا تھا۔

مسز کیمپ بیل یونیفارم میں تھی۔ اس نے اسکاٹش انداز میں ان دونوں کا خیر مقدم کیا۔ کھڑکیوں سے چھن کر دُھوپ اندر آرہی تھی۔ ماحول میں ذرا سی بھی گھٹن نہیں تھی۔

تعارف کا مرحلہ مکمل ہوا تو مسز کیمپ بیل نے پوچھا۔

''میں آپ کی کیسے مدد کرسکتی ہوں.....؟''

''آپ ہمیں اپنے لاج کے کسی ایک رہائشی سے بات کرنے کی اجازت دے سکتی ہیں.....؟''

''کیوں نہیں.....؟ مسٹر چارلس.....! آپ مجھے نام بتائیں گے پلیز.....!''

''مس بینسن.....!''

''اوہ.....! سر چارلس.....! کیا آپ کو نہیں معلوم.....؟''

''کیا نہیں معلوم.....؟''

''پچھلے ہفتے مس بینسن کا انتقال ہوگیا۔ جمعرات کو ان کی تدفین ہوئی۔''

اس روز وہ دوسرا موقع تھا کہ چارلی کو اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی محسوس ہوئیں۔ رابرٹس اسے سہارا دے کر قریبی کرسی تک لے گیا۔

''مجھے افسوس ہے.....!'' میٹرن نے کہا۔

''مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آپ کا ان سے اتنا گہرا تعلق ہوگا۔''

چارلی نے کچھ نہیں کہا۔

''مجھے سمجھ لینا چاہئے تھا۔''

میٹرن نے مزید کہا۔

''آخر آپ اتنا طویل سفر کرکے ان سے ہی ملنے آئے تھے۔''

''جی ہاں.....!''

رابرٹس نے جلدی سے کہا۔

''یہ بتائیں.....! حال ہی میں انگلینڈ سے کوئی اور بھی ان سے ملنے کے لئے آیا تھا.....؟''

''نہیں.....! آخری دنوں میں تو ان کے ملاقاتی بہت کم ہوگئے تھے۔ لیڈی لیڈ سے کچھ لوگ آتے تھے۔ مگر انگلینڈ سے کوئی نہیں۔''

''آپ نے کبھی ان کے منہ سے کیتھی راس یا مارگریٹ ٹرینتھم کا نام سنا.....؟''

میٹرن چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر بولی۔

''نہیں.....! مجھے تو یاد نہیں آتا۔''

''آپ کا بہت شکریہ مسز کیمپ بیل.....!''

چارلی نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

میٹرن انہیں رُخصت کرنے دروازے تک آئی۔

''اب آپ فوراً ہی وطن واپس جائیں گے سر چارلس......؟''

اس نے پوچھا۔

''جی ہاں......! شاید کل ہی روانہ ہو جاؤں......!''

''آپ کو ایک زحمت دوں......؟''

''جی ضرور......!''

''اگر میں آپ کو ایک خط دوں تو آپ اسے پہنچا سکیں گے۔''

''جی......! مجھے خوشی ہوگی۔''

''میں عام حالات میں آپ کو ہرگز یہ زحمت نہ دیتی۔ لیکن کیونکہ یہ معاملہ براہِ راست مس بینسن سے تعلق رکھتا ہے......''

چارلی اور رابرٹس دونوں یہ سن کر ٹھٹک گئے اور میٹرن کو دیکھنے لگے۔ وہ بھی چلتے چلتے رُک گئی تھی۔

''میں ڈاک خرچ بچانے کی کوشش نہیں کر رہی ہوں۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا سر چارلس......! میں تو بس مس بینسن کے کفیل کو اس کی باقی رقم جلد از جلد واپس کر دینا چاہتی ہوں۔''

''مس بینسن کا کفیل......؟''

چارلی اور رابرٹس کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

''جی سر چارلس......! میپل لاج میں اقامتی سے مرنے کے بعد کرایہ اور اخراجات وصول نہیں کیے جاتے۔''

میٹرن کے لہجے میں فخر تھا۔

''دیکھیں نا...... یہ تو بے ایمانی ہوگی۔''

''آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مسز کیمپ بیل......!''

رابرٹس نے کہا۔

''اور کیونکہ ہمارا اُصول ہے کہ تین ماہ کے اخراجات پیشگی وصول کرتے ہیں۔ تو اس دوران اگر رہائشی کی وفات ہو جائے تو وہ رقم کفیل کو واپس کی جاتی ہے۔''

''جی......! میں سمجھ گیا۔''

چارلی بولا۔ اس کی آنکھوں میں اُمید چمک رہی تھی۔

''آپ ایک منٹ رُکنے کی زحمت کریں۔ میں آفس سے لیٹر لے کر ابھی آئی۔''

وہ پلٹ کر واپس چل دی۔

''دُعا شروع کر دو......!''

چارلی نے کہا۔

''میں تو پہلے ہی دُعا شروع کر چکا ہوں۔''

رابرٹس بولا۔

چند منٹ بعد میٹرن واپس آئی اور اس نے ایک لفافہ چارلی کی طرف بڑھایا۔ لفافے پر جلی حروف میں لکھا تھا۔

''منیجر کاؤٹس اینڈ کمپنی، دی اسٹرینڈ، لندن، ڈبلیو سی 2......''

''مجھے آپ کا یہ کام کر کے کتنی خوشی ہوگی مسز کیمپ بیل......! آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتیں۔''

چارلی نے کہا۔

باہر نکل کر کار میں بیٹھتے ہی رابرٹس نے کہا۔

''میں آپ کو یہ لفافہ کھولنے کو کہوں تو یہ اخلاقی ضابطوں کے منافی

ہوگا سر چارلس......! تاہم......''

لیکن چارلی اس وقت تک لفافہ چاک کر چکا تھا۔

لفافے میں 92 پاؤنڈ کا ایک چیک تھا، جس سے ایک تفصیلی بل بھی منسلک تھا۔ اس میں 53ء سے 64ء تک کے مکمل واجبات اور ادائیگی کی تفصیل تھی اور آخر میں کھاتا بند ہونے کی اطلاع تھی۔

چارلی نے یہ دیکھا کہ چیک کس کے نام ہے۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

''خدا عظیم اور بہت مہربان ہے......!''

☆☆☆

''اگر آپ تیزی دکھائیں سر چارلس......! تو آپ ابھی پہلی فلائٹ پکڑ سکتے ہیں۔''

ٹریور رابرٹس نے چارلی سے کہا۔ اس وقت ہوٹل کے سامنے والے برآمدے میں داخل ہو رہی تھی۔

''تو میں تیزی دکھاؤں گا۔ کیونکہ میں جلد از جلد لندن پہنچنا چاہتا ہوں۔''

''تو ٹھیک ہے......! میں ہوٹل کا بل ادا کر کے ایئرپورٹ فون کرتا ہوں۔ آپ اپنی تیاری کریں۔''

''گڈ......! ابھی میرے پاس دو تین دن کی مہلت ہے۔ لیکن مجھے لندن میں اس معمے کے کچھ تصویری ٹکڑے جوڑ کر اسے مکمل بھی کرنا ہے۔''

کار رُکنے سے پہلے ہی چارلی نے چھلانگ لگادی۔ وہ اپنے کمرے کی طرف لپکا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ سب چیزیں سمیٹ کر سوٹ کیس

میں ٹھونسنے میں مصروف ہوگیا۔

بارہ منٹ بعد وہ ہوٹل کی لابی میں تھا۔ وہاں اس کا بل ادا کیا جا چکا تھا۔ باہر ڈرائیور کار کا دروازہ کھولے اس کا منتظر تھا۔

''بس اب دُعا کریں کہ ہم بروقت ایئرپورٹ پہنچ جائیں۔ آپ کی ریزرویشن میں نے تبدیل کرا دی ہے۔ پاسپورٹ اور ٹکٹ کہاں ہے آپ کا......؟''

چارلی نے کوٹ کی اندرونی جیب سے دونوں چیزیں نکال کر فخریہ انداز میں اسے دکھائیں، پھر بولا۔

''تم نے بھی کمال کر دکھایا......!''

''شکریہ سر چارلس......! لیکن یہ ذہن میں رکھیں کہ اپنے دعوے کے حق میں آپ کو ٹھوس ثبوت کی ضرورت ہے۔ آپ کے پاس بیشتر شہادتیں اتفاقی ہیں۔ میں اور آپ، ہم دونوں جانتے ہیں کہ کیتھی راس درحقیقت مارگریٹ ایتھل ٹریتھم ہے۔ لیکن مس بینسن مر چکی ہے، اور کیتھی کو بقول آپ کے کچھ یاد نہیں۔ ایسی صورت میں کورٹ کا آپ کے حق میں فیصلہ دینا یقینی نہیں۔''

''ٹھیک کہہ رہے ہو......! لیکن میں ایک ہفتہ پہلے کے مقابلے میں بہت بہتر پوزیشن میں ہوں۔ پہلے میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ مگر اب میرے پاس بارگیننگ کے لئے کچھ تو ہے۔''

''درست......! اور پچھلے چند روز میں میں نے آپ کو جس طرح معاملات کرتے دیکھا ہے، اس کی روشنی میں میں کہوں گا کہ آپ کی کامیابی کے امکانات 50 فیصد سے زیادہ ہی ہیں۔ بہرحال اس تصویر کی بہت حفاظت کیجئے گا۔ اس کی اہمیت نشاناتِ انگشت سے کسی بھی طرح کم نہیں۔ اور جب

تک آپ اس کی نقل نہ بنوالیں، مسز کیمپ بیل کے خط کی بھی بہت حفاظت کرنی ہے۔ اور نقل تیار کرانے کے بعد اوریجنل خط اور منسلک چیک بذریعہ ڈاک عدالت بھجوا دیجئے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ ہم پر 92 پاؤنڈز کی چوری کا الزام لگے۔"

رابرٹس نے رُک کر گہری سانس لی، پھر بولا۔

"میرے لائق اور کوئی خدمت ہو تو حکم فرمائیں۔"

"تم کسی طرح والٹر سلیڈ سے یہ تحریری اعتراف حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ وہ مسز ٹریتھم اور مارگریٹ نامی ایک بچی کو گاڑی میں بٹھا کر سینٹ ہلڈا لے کر گیا تھا۔ اور واپسی میں وہ بچی مسز ٹریتھم کے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ اگر اس وقوعے کی تاریخ بھی اس سے معلوم کرو تو اور بہتر ہوگا۔"

"آپ کی ناکامی کے بعد یہ کام اتنا آسان بھی نہیں رہا۔ سلیڈ اور محتاط ہو گیا ہوگا۔"

"کوشش تو کرنی ہوگی۔"

چارلی نے کہا۔

"اور یہ معلوم کرنے کی کوشش بھی کرو کہ 53ء سے پہلے مسز ٹریتھم نے مس بینسن کو کوئی ادائیگی کی۔ ایسا ہے تو کتنی رقم اور کب ادا کی گئی......؟ مجھے شبہ ہے کہ 35 سال سے اسے کسی بینک کے ذریعے سہ ماہی ادائیگی کی جارہی تھی۔ اس سے پتا چل جائے گا کہ اس نے زندگی کا آخری عرصہ اتنے عیش و آرام سے کیسے گزارا......؟"

"میں کوشش کروں گا۔ لیکن پھر بتا دوں کہ یہ واقعاتی شہادت ہوگی۔ دوسرے کوئی بینک مجھے مس بینسن کے ذاتی اکاؤنٹ میں گھسنے کی کسی طور اجازت نہیں دے گا۔"

"یہ میں مانتا ہوں لیکن مسز کلور سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ پرنسپل کی حیثیت سے مس بینسن کو کیا ملتا تھا......؟ پھر یہ ثابت کرنا دُشوار نہیں کہ وہ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتی تھی۔ تم یہ بھی معلوم کر سکتے ہو کہ منی بس کے علاوہ سینٹ ہلڈا کو اور کسی چیز کی ضرورت ہے......؟ میں نے انہیں بلینک چیک دیا ہے۔"

رابرٹس اس کی کہی ہوئی ہر بات اب نوٹ کر رہا تھا۔

"اگر تم یہ دونوں کام کرلو تو میری پوزیشن مضبوط ہوگی۔ میں نیجل ٹریتھم سے یہ پوچھ سکوں گا کہ اس کی ماں اتنی دُور، آسٹریلیا میں رہنے والی، یتیم خانے کی ایک پرنسپل کو کیوں رقم ادا کرتی رہی......؟ صرف اس کے بھائی کی اولاد کو وہاں رکھنے کی خاطر......!"

"میں سر توڑ کوشش کروں گا، اور آپ سے رابطے میں رہوں گا۔"

"شکریہ......! اب تم مجھے بتاؤ کہ میں تمہارے لئے کچھ کرسکتا ہوں......؟"

چارلی نے کہا۔

"یس سر چارلس......! میری طرف سے انکل ارنسٹ کی مزاج پرسی کر لیجئے گا۔"

"کون انکل ارنسٹ......؟"

چارلی کے لہجے میں اُلجھن تھی۔

"جی...... میں ارنسٹ بیور اسٹاک کی بات کر رہا ہوں۔"

"مزاج پرسی......! میں تو لاء سوسائٹی میں ان کی شکایت کروں گا۔"

"ایسا نہ کریں سر چارلس......! کیونکہ یہ کوئی کیس نہیں بنتا۔"

رابرٹس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اقربا پروری کوئی لائق تعزیر جرم نہیں ہے۔ اور ویسے بھی اس معاملے میں اصل قصور وار میری ماں ہیں۔ دیکھیں نا...... انہوں نے تین بیٹے پیدا کیے اور تینوں وکیل بنے۔ ایک تو میں ہوں۔ دوسرے دو پرتھ اور برسبین میں آپ کی نمائندگی کرتے ہیں۔"

گاڑی رُکی۔ ڈرائیور لپک کر اُترا، اور ڈِگی سے سوٹ کیس نکالے۔ چارلی ٹکٹ کاؤنٹر کی طرف دوڑ گیا۔ رابرٹس کیتھی کی بنائی ہوئی تصویر اُٹھائے اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

کاؤنٹر گرل نے چارلی سے کہا۔

"جلدی کیجئے......! کیونکہ چند منٹ بعد گیٹ بند ہونے والے ہیں۔"

چارلی نے سکون کی سانس لی اور رابرٹس کو خداحافظ کہنے کے لئے پلٹا۔ اسی وقت ڈرائیور سوٹ کیس لے کر آ پہنچا۔ وہ اس نے وزن کرنے والی مشین کے پاس رکھ دیئے۔

چارلی کو خیال آیا تو اس نے رابرٹس سے کہا۔

"مجھے دس پاؤنڈ اُدھار دے سکتے ہو......؟"

رابرٹس نے بٹوا نکال کر اسے دس پاؤنڈ دیئے۔ چارلی نے وہ ڈرائیور کی طرف بڑھا دیئے۔ ڈرائیور نے اسے سلیوٹ کیا اور کار کی طرف واپس چل دیا۔

"اب میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں......؟"

چارلی نے گرم جوشی سے رابرٹس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"میرا نہیں، انکل اونسٹ کا شکریہ ادا کرنا ہے آپ کو......!"

رابرٹس نے کہا۔

"انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر کیس چھوڑ کر آپ کا کام کروں۔"

بیس منٹ بعد چارلی جہاز میں سوار ہو رہا تھا۔ مزید دس منٹ بعد جہاز نے ٹیک آف کیا۔ اب چارلی کے پاس اب تک حاصل ہونے والی معلومات کے ٹکڑوں کو ذہن میں یکجا کر کے جوڑنے کا موقع تھا۔

اسے رابرٹس کے اس نظریے کو درست تسلیم کرنا پڑا کہ کیتھی کا ٹرمپرز میں جاب کے لئے اپلائی کرنا اتفاق ہرگز نہیں تھا۔ اسے کسی طرح معلوم ہوگیا تھا کہ اس کے اور ٹرینتھم فیملی کے درمیان کوئی تعلق ہے۔ البتہ چارلی یہ نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ اسے معلوم کیسے ہوئی یہ بات......؟ اور دوسری بات یہ کہ اس نے یہ بات ان میں سے کسی کو بھی نہیں بتائی...... کیوں......؟

"اوہ......!"

اس پر اسے احساسِ جرم ہونے لگا۔ اس نے بھی تو ڈینیل کو ایک ترین بات نہیں بتائی تھی۔ بتا دی ہوتی تو آج وہ زندہ ہوگا۔ کیونکہ ایک بات طے تھی۔ کیتھی کو ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ اس کا اور ڈینیل کا باپ ایک ہی ہے۔ وہ آپس میں سوتیلے بہن بھائی ہیں۔

اسے ایک خیال اور آیا۔ مسز ٹرینتھم کو کس طرح کیتھی کی حقیقت معلوم ہوگئی ہوگی......؟ اور اس نے ڈینیل کو بتا دیا ہوگا کہ کیتھی تو اس کی بہن ہے۔

"وہ عورت نہیں...... شیطان تھی۔"

چارلی نے دل میں کہا۔

"کیا کہا آپ نے......؟"

برابر والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی عورت نے اسے چونکا دیا۔

"سوری......! میرا اشارہ آپ کی طرف نہیں تھا۔"

چارلی نے بے دھیانی سے کہا اور پھر اپنی سوچوں میں ڈوب گیا۔

"مسز ٹرینتھم کو معلوم ہوگیا تھا۔ لیکن کیسے......؟ کیا کیتھی اس سے ملنے

گئی تھی......؟ یا دی ٹائمز میں ان کی منگنی کی تشہیر نے مسز ٹرینتھم کو چوکنا کر دیا تھا......؟"

وجہ کچھ بھی ہو، چارلی کو اندازہ ہوگیا کہ اس تصویری معمے کو حل کرنے کے امکانات بہت دوراز کار ہیں۔

"ڈینیل اور مسز ٹرینتھم مر چکے ہیں۔ کیتھی کو انگلینڈ آنے سے پہلے کے واقعات یاد نہیں ہیں۔ کچھ نہیں ہوسکتا۔"

کیسی ستم ظریفی ہے کہ آسٹریلیا آکر جو کچھ بھی اس نے معلوم کیا، وہ سب دُکان نمبر 1 چیلسی ٹیرس میں موجود کیتھی راس کی فائل میں پہلے ہی سے موجود تھا۔ رابرٹس نے ٹھیک کہا تھا۔ آپ یہ معلوم کرلیں کہ کیتھی کو آپ کے اور مسز ٹرینتھم کے منفی تعلق کے بارے میں کیسے معلوم ہوا......؟ تو آپ کیتھی راس اور گائی ٹرینتھم کا تعلق بھی ثابت کرسکیں گے۔

آخری دنوں میں کیتھی کو اپنے ماضی میں سے کچھ کچھ یاد آنے لگا تھا۔ لیکن وہ غیر اہم تھا۔ اور ڈاکٹر آٹکنس نے چارلی کو منع کیا تھا کہ وہ کیتھی پر یاد کرنے کے لئے دباؤ نہ ڈالے۔ کیونکہ کیتھی کی حات بہتر ہورہی تھی۔ وہ اب ڈینیل کے بارے میں بات کرنے سے نہیں ہچکچاتی تھی، نہ ہی اس پر دورہ پڑتا تھا۔

لیکن اب ٹرمپرز کو بچانے کے لئے چارلی کو کیتھی پر دباؤ ڈالنا تھا۔ اس نے سوچا۔ لندن پہنچتے ہی سب سے پہلے ڈاکٹر آٹکنس سے فون پر بات کرے گا۔

"میں آپ کا کیپٹن آپ سے مخاطب ہوں۔"

اناؤنس مینٹ سسٹم پر اُبھرنے والی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"مجھے یہ بتاتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ کچھ ٹیکنیکی خرابیوں کی وجہ سے

ہمیں اسٹار بورڈ کا ایک انجن بند کرنا پڑا ہے۔ تاہم اس میں تشویش کی کوئی بات نہیں۔ تین انجن پوری طرح کام کر رہے ہیں۔ لیکن کمپنی کی پالیسی کے مطابق ایسی صورتِ حال میں جہاز کو قریب ترین ایئرپورٹ پر مرمت کے لئے لینڈ کیا جاتا ہے۔ سفر شروع ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی ہے، اس لئے ہمیں ملبورن ایئرپورٹ واپس آنے کی ہدایت کی گئی ہے۔"

جہاز مسافروں کی احتجاجی کراہوں سے گونج اُٹھا۔ چارلی کا بھی منہ بن گیا۔

چارلی فوراً اپنی مہلت کے حساب کتاب میں لگ گیا۔ اُصولاً تو اسے جلد از جلد لندن پہنچنا تھا۔ اچانک اسے یاد آیا کہ اس کے پاس ملبورن سے رات آٹھ بج کر بیس منٹ پر لندن کے لئے پرواز کرنے والے جہاز کی بکنگ اب بھی موجود ہے۔ اسے بس اس کی کنفرمیشن کرنی تھی۔

اس نے سیٹ بیلٹ کھولی، اُٹھا، ریک سے کیتھی کی پینٹنگ اُٹھائی اور کیبن ڈور کی قریب ترین خالی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ اس پر غور کر رہا تھا کہ بی او اے سی کی اس فلائٹ پر اپنی سیٹ کیسے کنفرم کرائے......؟

قنتس کی فلائٹ 102 شام 7 بج کر 7 منٹ پر ملبورن واپس پہنچی تو جہاز سے اُترنے والا پہلا مسافر چارلی تھا۔ اُترتے ہی وہ بغل میں کیتھی کی پینٹنگ دبائے بی او اے سی کے کاؤنٹر کی طرف لپکا۔ اس ریس میں اور لوگ بھی شریک تھے۔ انہیں بھی یہی خیال سوجھا تھا، اور چارلی کو انہیں پیچھے چھوڑنا تھا۔

بکنگ کاؤنٹر پر وہ پہنچا تو قطار میں اس کا گیارہواں نمبر تھا۔

اس کا نمبر آیا تو تمام نشستیں پُر ہو چکی تھیں۔ اسے محض اسٹینڈ بائی کی حیثیت ہی مل سکی۔ اس نے بڑی خوشامد کی لیکن صورتِ حال میں کوئی مثبت

تبدیلی نہیں آئی۔ وہاں اور لوگ بھی تھے، جن کے لئے جلد از جلد لندن پہنچنا اتنا ہی اہم تھا۔

وہ قنتاس کے کاؤنٹر پر گیا۔ وہاں سے پتا چلا کہ فلائٹ 102 کو انجن کی مرمت کی غرض سے گراؤنڈ کر دیا گیا ہے اور پرواز اگلی صبح سے پہلے نہیں جا سکے گی۔

بی او اے سی کی فلائٹ اس کے بغیر ہی روانہ ہوگئی۔

فلائٹ 102 کے تمام مسافروں کو ایئرپورٹ کے قریب ہی ایک ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔ اور ان کے ٹکٹوں کو صبح دس بج کر بیس منٹ پر جانے والی فلائٹ پر ٹرانسفر کر دیا گیا۔

اگلی صبح چارلی دو گھنٹے پہلے ہی ایئرپورٹ پہنچ گیا۔ جہاز پر سوار ہونے والا بھی وہ پہلا ہی مسافر تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر سب کچھ شیڈول کے مطابق ہوا تو وہ جمعہ کو صبح سویرے لندن پہنچ جائے گا۔ یعنی سر ریمنڈ کی وصیت کی دی ہوئی دو برس کی مہلت ختم ہونے سے ڈیڑھ دن پہلے۔

جہاز کو دو جگہ رُکنا تھا۔ اس دوران وہ ایک گھنٹہ لیٹ ہوگیا۔ اس میں تشویش کی کوئی بات نہیں تھی۔ لیکن اس عرصے میں چارلی کو ہر پانچ منٹ بعد گھڑی میں وقت دیکھنے کی عادت سی ہوگئی۔

جہاز نے نئی دہلی میں پالام ایئرپورٹ پر لینڈ کیا۔ یہاں سے جہاز کو فیول لینا تھا۔ اس ایک گھنٹے میں چارلی ڈیوٹی فری شاپ کا جائزہ لیتا رہا۔ یہ دیکھ کر اسے بہت کوفت ہوئی کہ وہاں خریداروں کو ایک جیسی گھڑیاں، پرفیومز اور جیولری دُگنے داموں میں فروخت کی جارہی تھی۔

ایک گھنٹہ گزر گیا اور کوئی اناؤنس مینٹ نہ ہوا تو وہ انکوائری ڈیسک کی طرف گیا۔

"فلائٹ روانہ کیوں نہیں ہو رہی ہے......؟"

اُس نے پوچھا۔

"کریو ریلیف کا کوئی مسئلہ ہے۔"

وہاں بیٹھی خاتون نے بتایا۔

"آئی اے ٹی اے کے ضابطوں کے مطابق اسٹاف کو 24 گھنٹے آرام کا وقفہ ملتا ہے۔ وہ پورا نہیں ہوا ہے۔"

"ہوا کتنا ہے......؟"

چارلی نے پُرتشویش لہجے میں پوچھا۔

"بیس گھنٹے......!"

"اس کا مطلب ہے کہ جہاز ابھی مزید چار گھنٹے رُکے گا......؟"

"جی ہاں......!"

"یہاں قریب کوئی فون ہے......؟"

چارلی اپنا چڑچڑا پن نہ چھپا سکا۔

"وہ اس طرف جناب......!"

خاتون نے اشارے سے بتایا۔

وہاں بھی طویل قطار لگی ہوئی تھی۔ چارلی کی باری آئی تو اس نے آپریٹر سے دوبارہ کنکشن مانگا۔ ایک بار رابطہ ہوا بھی، لیکن بیکی سے بات نہ ہو سکی۔

جہاز پر دوبارہ سوار ہوتے وقت وہ بدحال تھا، اور ستم یہ کہ اس نے کیا کچھ بھی نہیں تھا۔

"میں آپ کا کیپٹن پارک ہاؤس آپ سے مخاطب ہوں۔ اس تاخیر کے لئے آپ سے معذرت......!"

اناؤنس مینٹ سسٹم پر آواز اُبھری۔

''آپ سے التماس ہے کہ سیٹ بیلٹ باندھ لیں اور ٹیک آف کے لئے تیار ہو جائیں۔

جہاز کے چاروں انجن بیدار ہوئے اور جہاز دھیرے دھیرے آگے بڑھا۔ رفتہ رفتہ اس کی رفتار بڑھنے لگی۔ پھر اچانک زور کا جھٹکا لگا۔ چارلی کا سر سامنے والی سیٹ سے ٹکرایا۔ آواز سے لگتا تھا کہ بریک لاک ہو گئے ہیں۔

جہاز صرف چند سو گز چلنے کے بعد رُک گیا تھا۔

''میں آپ کا کیپٹن آپ سے مخاطب ہوں۔''

آواز دوبارہ اُبھری۔

''آپ کو نہایت افسوس کے ساتھ بتانا پڑ رہا ہے کہ ٹیک آف اور لینڈنگ کے وقت انڈر کیرج کو حرکت دینے والے ہائیڈرالک پمپ کنٹرول پینل پر ریڈ شو کر رہے ہیں۔ ایسے میں میں ٹیک آف کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ چنانچہ ہم واپس جائیں گے تاکہ مقامی انجینئر اس معاملے کو جلد از جلد درست کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کے تعاون کا شکریہ......!''

مقامی انجینئرز کے حوالے نے چارلی کو فکر مند کر دیا۔

وہ پھر جہاز سے اُترے۔ چارلی ایک ایک کاؤنٹر پر پھرا کہ یورپ میں کہیں بھی جانے والی کسی بھی پرواز پر جگہ مل جائے۔ بدقسمتی سے ایسی ایک ہی فلائٹ تھی، اور وہ بھی سڈنی کے لئے۔

اب وہ ہندوستانی انجینئرز کی کامیابی کی دُعا کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

سگریٹ کے دُھوئیں سے بھرے ویٹنگ لاؤنج میں وہ ایک کے بعد ایک میگزین کا جائزہ لیتا رہا۔ اس دوران وہ فلائٹ 102 کے مستقبل کے

بارے میں سوچتا رہا۔

پھر پہلی اطلاع یہ ملی کہ چیف انجینئر کو بلوا لیا گیا ہے۔

''بلوا لیا گیا ہے کا کیا مطلب......؟''

چارلی نے گھبرا کر پوچھا۔

''جی......! اسے گھر سے لانے کے لئے کار روانہ کر دی گئی ہے۔''

''کار...... گھر...... لیکن اسے تو یہاں ایئر پورٹ پر موجود ہونا چاہئے تھا......؟''

''آج اس کی چھٹی تھی۔''

جواب ملا۔

''اور کوئی انجینئر نہیں ہے تمہارے پاس......؟''

چارلی نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔

''اور یہ چیف رہتا کہاں ہے......؟''

''اسی شہر میں...... آپ پریشانی نہ ہوں جناب......! ابھی ایک گھنٹے میں وہ پہنچ جائے گا۔''

چارلی نے دل میں سوچا۔

''یہاں کے لوگوں کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ جو کچھ آپ سننا چاہتے ہوں، وہ وہی کچھ بولتے ہیں۔''

ہوا کچھ یوں کہ چیف انجینئر کو لانے کے لئے جانے والے کو اس کا گھر ڈھونڈنے میں ہی دو گھنٹے لگ گئے اور مزید چار گھنٹے اسے ایئر پورٹ لانے میں۔ اور 50 منٹ بعد اس نے یہ فیصلہ سنایا کہ اس کام کے لئے تین انجینئروں کی فل ٹیم درکار ہوگی۔

بدقسمتی سے وہ سب چھٹی کر کے گھر جا چکے تھے۔

ایک کھٹارا بس آئی، جس نے اس منحوس فلائٹ کے مسافروں کو تاج محل ہوٹل پہنچایا۔ وہاں چارلی بیڈ پر بیٹھ کر پوری رات بیکی سے رابطہ کی کوشش کرتا رہا۔ اور جب رابطہ ملا تو اسے یہ بھی نہ بتا سکا کہ وہ اس وقت کہاں ہے......؟ اور رابطہ منقطع ہوگیا۔

چارلی اتنا ڈسٹرب تھا کہ اس نے سونے کی کوشش بھی نہیں کی۔

اگلی صبح بس نے دوبارہ مسافروں کو ائیرپورٹ پہنچایا۔ ایک ہندوستانی افسر نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اس کے ہونٹوں پر بہت کشادہ مسکراہٹ تھی۔

''اس بار ٹیک آف صحیح وقت پر ہوگا۔''

اس نے کہا۔

عام حالات میں چارلی اس بیان پر ہنستے ہنستے بے ہوش ہوجاتا۔

ایک گھنٹے بعد بہرحال جہاز پرواز کر گیا۔

''ہم لندن کب پہنچیں گے......؟''

چارلی نے پرواز کے دوران پرسر سے پوچھا۔

''ہفتے کی سہ پہر......!''

''کس وقت......؟''

''یہ تو مکمل درستی کے ساتھ بتانا ممکن نہیں جناب......!''

جہاز نے شیڈول کے برعکس ایک اور لینڈنگ کی۔ اس بار وہ لیوناڈو ڈاونچی ائیرپورٹ پر اُترا۔ وہاں سے چارلی نے بیکی کو فون کیا۔ اس نے بیکی کو بولنے کا موقع دیئے بغیر کہا۔

''میں اس وقت روم میں ہوں۔ ہیتھرو ائیرپورٹ پر مجھے لینے کے لئے اسٹان کو بھیج دینا۔''

''کس وقت......؟''

''یہ تو جہاز کا کریو بھی مجھے نہیں بتا سکا۔ میں تمہیں کیسے بتاؤں......؟ تم اسے ابھی بھیج دو...... اسی وقت۔ اور ہاں......! تم ہر طرح سے تیار رہو۔ میری بات سمجھ رہی ہو نا......؟''

''ہاں......!''

بیکی نے جواب دیا۔

''اور میں فوری طور پر بیوراسٹاک سے ملنا چاہوں گا۔ اگر وہ چھٹی گزارنے کے لئے چلا گیا ہو، تب بھی اسے فون کر کے کہو کہ فوری طور پر لندن واپس آجائے۔ یہ ایمرجنسی ہے۔''

''تم بہت گھبرائے ہوئے ہو ڈیئر......!''

''سوری......! اب فون پر نہیں بتا سکتا کہ مجھ پر کیا گزری ہے......؟''

اس بار اس نے یہ معلوم کرنے کی زحمت نہیں کی کہ جہاز کے ساتھ مسئلہ کیا ہے......؟ اسے اپنے سامان کی بھی پرواہ نہیں تھی کہ کہاں پہنچے گا......؟ وہ کیتھی کی پینٹنگ بغل میں دبائے لاؤنج میں آیا اور لندن جانے والی پہلی فلائٹ کا ٹکٹ لے لیا۔

پرواز کے دوران وہ ہر دو منٹ کے بعد گھڑی میں وقت دیکھتا رہا۔

وہ لندن پہنچا تو رات کے ساڑھے آٹھ بجے تھے۔ اسے یہ اطمینان تھا کہ اگر بیکی نے اس کی ہدایت پر عمل کیا ہے تو اسے بروقت کیتھی کا دعویٰ دائر کرنے میں دشواری نہیں ہوگی۔

چارلی بغل میں کیتھی کی پینٹنگ دبائے دوڑتا ہوا کسٹم ایریا میں پہنچا اور اپنا پاس پورٹ پیش کیا۔

باہر نکلتے ہی اس نے بیکی کو فون کیا۔

''بیوراسٹاک کہاں ہے بیکی......؟''

اس نے پوچھا۔

"وہ ویک اینڈ گزارنے مضافاتی علاقے میں گیا ہوا تھا۔ واپس آ رہا ہے۔ ساڑھے نو، زیادہ سے زیادہ دس بجے تک وہ آفس پہنچ جائے گا۔"

"گڈ......! تو میں سیدھا گھر آ رہا ہوں۔ بس 45 منٹ لگیں گے۔"

اس نے فون رکھا اور گھڑی میں وقت دیکھا۔ اب ڈاکٹر آٹکنس کو فون کرنے کا وقت نہیں تھا اس کے پاس۔ وہ باہر نکلا، جہاں اسٹان گاڑی لئے اس کا منتظر تھا۔

نو بج کر سولہ منٹ پر وہ اٹین اسکوائر پہنچ گئے۔

بیکی خاموشی سے اس کی کارگزاری کا احوال سنتی رہی۔ درمیان میں ہی بیوراسٹاک کا فون آ گیا۔

"میں دفتر پہنچ چکا ہوں۔"

بیوراسٹاک نے بتایا۔

"شکریہ مسٹر بیوراسٹاک......!"

چارلی نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کا ویک اینڈ برباد کیا۔"

"اگر اچھی خبر لائے ہو تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا۔"

"گائی ٹرینتھم کی ہمارے بیٹے کے علاوہ بھی اولاد تھی۔"

"یہ میرے لئے غیر متوقع نہیں۔ بیٹی یا بیٹا......؟"

"بیٹی......!"

"قانونی اولاد یا غیر قانونی......؟"

"قانونی......!"

"تو وہ آج رات بارہ بجے سے پہلے کسی بھی وقت اپنا دعویٰ داخل کر

سکتی ہے۔"

"وہ آپ کی موجودگی میں یہ کام کرے گی۔"

"یہ تو وصیت نامے کی شرط بھی ہے۔ تاہم اگر وہ آسٹریلیا میں ہے تو یہ کام ٹریور رابرٹس کے توسط سے کر سکتی ہے۔"

"نہیں......! وہ یہیں ہے، اور رات بارہ بجے سے پہلے آپ کے آفس میں ہوگی۔"

"گڈ......! اب ذرا مجھے اس کا نام تو بتاؤ......!"

بیوراسٹاک نے کہا۔

"تاکہ میں کاغذات تیار کر لوں۔"

"اس کا نام ہے کیتھی راس...... اب وضاحت کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ تفصیل اپنے بھانجے ٹریور رابرٹس سے پوچھ لیں۔"

چارلی نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ اس سے پہلے کہ بیکی اپنی حیرت پر قابو پاتی، وہ ہال سے نکل گیا۔ اسے کیتھی سے ملنا تھا۔

وہ کیتھی کے کمرے سے لوٹا تو بیکی زینے پر تھی۔

"کیتھی کہاں ہے......؟"

اس نے بلند آواز میں پوچھا۔

"کسی لڑکے کے ساتھ کنسرٹ میں گئی ہے۔"

"بس تو جلدی سے چلو......!"

بیکی نے بغیر کہے تعمیل کی۔

وہ ہال کے باہر گاڑی سے اُترے۔ چارلی دروازے کی طرف لپکا۔

"کنسرٹ کس وقت ختم ہوگا......؟"

اس نے دربان سے پوچھا۔

"10 بج کر 35 منٹ پر جناب......! لیکن آپ اس طرح کار یہاں نہیں چھوڑ سکتے۔"

چارلی نے اس کی بات سنی ہی نہیں۔

"منیجر کا آفس کہاں ہے......؟"

"ففتھ فلور پر سر......! دائیں جانب مُڑیئے۔ اور بائیں جانب کا دوسرا دروازہ۔ لیکن جناب......"

"شکریہ......!"

چارلی نے کہا اور لفٹ کی طرف بھاگا۔ وہ لفٹ میں داخل ہو رہا تھا کہ بیکی بھی پہنچ گئی۔

"آپ کی کار جناب......!"

دربان نے پکارا۔ لیکن لفٹ کا دروازہ بند ہو رہا تھا۔

پانچویں منزل پر لفٹ رُکی اور چارلی منیجر کے کمرے کی طرف لپکا۔ دروازے پر "منیجر" کی تختی لگی تھی۔ اس نے رسماً دروازے پر دستک دی اور پھر اندر گھس گیا۔ اندر دو افراد تھے جو انٹرکام پر کنسرٹ سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ انہوں نے سر گھما کر اسے دیکھا۔ پھر ان میں سے دراز قد شخص احتراماً اُٹھا۔

"گڈ ایوننگ سر چارلس......!"

وہ آگے بڑھا۔

"میں جیکسن ہوں جناب......! اس تھیٹر کا منیجر...... فرمایئے......! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی......؟"

"مجھے ایک لڑکی کو ہال سے جلد از جلد نکال کر اپنے ساتھ لے جانا ہے مسٹر جیکسن......! یہ ایمرجنسی ہے۔"

"آپ کو ان کا سیٹ نمبر معلوم ہے......؟"

"نہیں......!"

چارلی نے کہا۔ پھر سوالیہ نظروں سے بیکی کو دیکھا۔ بیکی نے بھی نفی میں سر ہلا دیا۔

"میرے ساتھ آیئے......!"

جیکسن نے کہا اور انہیں لفٹ کی طرف لے چلا۔ لفٹ کا دروازہ کھلتے ہی چارلی کو دربان کا چہرہ نظر آیا۔

"کوئی مسئلہ ہے رون......؟"

جیکسن نے دربان سے پوچھا۔

"جی سر......! ان صاحب نے اپنی کار دروازے کے عین سامنے چھوڑ دی ہے۔"

رون نے چارلی کی طرف اشارہ کیا۔

"تو رون......! تم ذرا اس کا خیال رکھنا۔"

جیکسن نے کہا، پھر بیکی کی طرف مڑا۔

"خاتون کس طرح کا لباس پہنے ہوئے ہیں......؟"

"برگنڈی ڈریس ہے سفید پٹیوں کے ساتھ......!"

"بہت خوب مادام......!"

"جیکسن انہیں ایک باکس میں لے گیا۔ وہاں اس نے ملکہ کی ایک پرانی تصویر ہٹائی۔ ایک بہت کشادہ خلاء نمودار ہوا، جس سے وہ ہال میں بیٹھے لوگوں کو دیکھ سکتے تھے۔ جیکسن نے دو عدد اوپیرا گلاسز ان کی طرف بڑھائے۔

"خاتون آپ کو نظر آئیں تو مجھے بتایئے گا۔ میں اسٹاف میں سے کسی کو بھیج دوں گا، جو تماشائیوں کو ڈسٹرب کئے بغیر خاموشی سے انہیں نکال لائے

گا۔"

اس نے کہا۔

"بیکی......! تم اسٹالز کا جائزہ لو، میں ڈریس سرکل کو دیکھتا ہوں۔"

چارلی نے کہا۔

وہاں 1900 سیٹیں تھیں۔ انہوں نے پہلے سرسری طور پر اور پھر بہت غور سے جائزہ لیا۔ لیکن کیتھی انہیں کہیں نظر نہیں آئی۔

"دوسری طرف باکسز بھی ہیں سر چارلس......! ادھر بھی دیکھ لیجئے۔"

جیکسن نے مشورہ دیا۔

انہوں نے وہاں بھی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ بیکی نے اپنی توجہ پھر مین آڈیٹوریم پر مرکوز کر لی۔

پھر تالیوں کی گونج میں کنسرٹ ختم ہوگیا۔ ہال میں روشنی ہوگئی۔ لوگ تھیٹر سے نکلنے کے لئے دروازوں کی طرف بڑھنے لگے۔

"تم دیکھتی رہو بیکی......! میں باہر نکلنے والوں کو چیک کرتا ہوں۔"

چارلی جیکسن کے ساتھ نکلا اور ایک شخص سے ٹکرا گیا، جو ایک باکس سے نکلا تھا۔ وہ معذرت کرنے کے لئے اس کی طرف مُڑا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا چارلی......! کہ موزارٹ تمہیں پسند ہے۔"

ایک آواز نے کہا۔

"میں پسند نہیں کرتا تھا، لیکن کیا کروں......؟ آج کل وہ ٹاپ پر جا رہا ہے۔"

چارلی نے اپنی خوشی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ......! اس باکس میں تو آپ دیکھ ہی نہیں سکتے تھے۔"

جیکسن نے چارلی سے کہا۔

"میں تعارف کرا دوں......!"

"اتنا وقت نہیں ہے ہمارے پاس......!"

چارلی نے کہا۔

"بس تم میرے پیچھے چلی آؤ......!"

اس نے کیتھی کا ہاتھ تھام لیا۔

"اور مسٹر جیکسن......! آپ کے تعاون کا بہت شکریہ......! ان صاحب کو میری بیوی سمجھا دے گی کہ اس وقت میرے لئے کیتھی کی کتنی اہمیت ہے......؟"

پھر وہ کیتھی کے ساتھی کی طرف مڑا۔

"پھر ملاقات ہوگی۔"

باہر نکل کر اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔

"دس بج کر 40 منٹ......! ابھی ہمارے پاس خاصا وقت ہے۔"

"مسئلہ کیا ہے چارلی......؟"

کیتھی نے پوچھا۔ وہ نروس ہو رہی تھی۔

چارلی نے دربان کا شکریہ ادا کیا، جو اس کی کار کی رکھوالی کر رہا تھا۔

پھر اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ لاک تھا۔

"لعنت ہو...... چابی تو بیکی کے پاس ہے۔"

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ ایک کیب آتی نظر آئی۔ اس نے اسے رُکنے کا اشارہ کیا۔

قریب کھڑے ہوئے ایک شخص نے کہا۔

"محترم......! یہ کیب میرے لئے ہے۔"

"آپ سمجھ نہیں رہے ہیں۔ یہ چند منٹ میں ماں بننے والی ہیں۔ یہ

ایمرجنسی ہے۔"

چارلی نے کہا اور دروازہ کھول کر کیتھی کو اندر دھکیل دیا۔

"سوری......! اینڈ گڈ لک......!"

اس شخص نے گھبرا کر کہا۔

"کہاں جانا ہے سر......؟"

ڈرائیور نے پوچھا۔

"110، ہائی بالبورن......! اور سنو......! تیز چلانا۔"

"اس ایڈریس پر تو میرے خیال میں کوئی گائنالوجسٹ نہیں ملے گا۔ آپ......البتہ ایک وکیل کا دفتر ہے۔"

کیتھی نے کہا۔

"اور آپ کو بہت وضاحتیں کرنی ہیں۔ آپ نے مجھے ڈِنر کی ڈیٹ سے محروم کر دیا۔ کئی ہفتوں کے بعد تو کوئی ملا تھا، جس نے مجھے اپنے ساتھ باہر چلنے کو کہا تھا۔"

"ابھی میں تمہیں کچھ بتا نہیں سکتا۔"

"مسئلہ کیا ہے......؟ یہ تو بتا دیں......!"

"فی الوقت تو اہمیت اس بات کی ہے کہ رات بارہ بجے سے پہلے تمہیں ایک دستاویز پر دستخط کرنے ہیں۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ اس کے بعد میں تمہیں بہت تفصیل سے سب کچھ بتاؤں گا۔"

"چلیں......یہ بھی غنیمت ہے۔"

ٹیکسی بیور اسٹاک کے آفس کے سامنے رُکی۔ اس وقت گیارہ بج کر دو منٹ ہوئے تھے۔

گاڑی رُکتے ہی چارلی کیب سے اُتر گیا۔ بیوراسٹاک دروازے پر

ان کا خیر مقدم کرنے کے لئے کھڑا تھا۔

"تمہارا میٹر کیا کہتا ہے......؟"

چارلی نے ڈرائیور سے پوچھا۔

"8 شلنگ 6 پینس......!"

"او مائی گاڈ......!"

چارلی کو اچانک ہی یاد آیا کہ اس کے پاس تو کیش ہی نہیں ہے۔

"میری جیب تو خالی ہے۔"

"یہ ہے ان کا حال......! کیب کا کرایہ بھی میرے ہی ذمہ......!"

کیتھی نے دس شلنگ کا نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھایا۔

"رکھ لو......! کچھ واپس کرنے کی ضرورت نہیں......!"

ڈرائیور نے اسے سلیوٹ کیا اور کیب آگے بڑھ گئی۔

وہ دونوں بیوراسٹاک کے ساتھ آفس میں گئے۔ وہاں تمام کاغذات بیوراسٹاک کی میز پر تیار رکھے تھے......دستخط کے منتظر۔

"تمہاری کال کے بعد میں نے آسٹریلیا میں اپنے بھانجے سے بات کی۔"

بیوراسٹاک نے چارلی سے کہا۔

"اس سے مجھے آسٹریلیا میں جو کچھ ہوا، اس کے بارے میں پوری تفصیل معلوم ہوگئی۔"

"مگر مجھے کچھ بھی معلوم نہیں......! میں بے خبر ہوں۔"

کیتھی کے لہجے میں احتجاج تھا۔

"میں نے کہا نا، بعد میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔"

چارلی نے کہا۔ پھر وہ بیوراسٹاک کی طرف مڑا۔

’’آپ یہ بتائیں......! آپ نے اپنا کام تو کرلیا نا......؟ میرا مطلب ہے، کاغذات تیار ہیں......؟‘‘

بیوراسٹاک نے کاغذ اُٹھائے اور انہیں کھولتے ہوئے اشارے سے بتانے لگا۔

’’مس روز کو یہاں دستخط کرنے ہیں...... اور یہاں...... اور یہاں بھی......!‘‘

اس نے خالی جگہ دکھائی۔ لیکن وضاحت بالکل نہیں کی۔ وہ تین دستاویزات تھیں۔

’’اور کیونکہ آپ نہ تو دعویدار ہیں، اور نہ دعویدار سے آپ کا کوئی رشتہ یا تعلق ہے، اس لئے آپ بطور گواہ دستخط کر سکتے ہیں سر چارلس......!‘‘

چارلی نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے قلم نکالا۔

’’چارلی......! تم نے ہمیشہ مجھے نصیحت کی ہے کہ کاغذات کو پوری طرح پڑھ کر سمجھے بغیر دستخط کبھی نہیں کرنے چاہئیں۔‘‘

کیتھی نے چارلی سے کہا۔

’’اور میں نے ہمیشہ اس نصیحت پر عمل کیا ہے۔‘‘

’’اس وقت تو تم میری ہر نصیحت کو بھول جاؤ لڑکی......!‘‘

’’لیکن کیوں......؟ اصول تو اصول ہے......!‘‘

’’اس وقت وقت کی بڑی اہمیت ہے۔ بعد میں تم ان کاغذات کو اچھی طرح پڑھ لینا۔‘‘

’’بعد میں پڑھنے کا کیا فائدہ......؟ جبکہ میں دستخط کر چکی ہوں۔‘‘

’’میری بات مانو......! جہاں مسٹر بیوراسٹاک کہتے ہیں، وہاں دستخط کر دو......!‘‘

چارلی نے کہا۔

کیتھی نے خاموشی سے تینوں دستاویزات پر دستخط کر دیئے۔

’’شکریہ مس راس......!‘‘

بیوراسٹاک نے کہا۔

’’اور اب آپ دونوں مجھے اجازت دیں تو میں مسٹر برکن شا کو مطلع کر دوں کہ یہاں کیا کچھ ہوا ہے......؟‘‘

’’برکن شا......؟‘‘

کیتھی نے حیرت سے کہا۔

’’ہاں......! مسٹر ٹریلیتھم کا وکیل۔ مجھے فوری طور پر اسے مطلع کرنا ہے کہ اب اس کا موکل ہارڈ کیسل کی جائیداد کا اکیلا دعویدار نہیں رہا ہے۔‘‘

کیتھی کی حیرت کی کوئی حد نہیں تھی۔ اس نے ہڑبڑا کر سوالیہ نظروں سے چارلی کو دیکھا۔

’’میں نے وعدہ کیا ہے نا...... فرصت ملتے ہی سب کچھ بتا دوں گا تمہیں......!‘‘

بیوراسٹاک نے چیلسی کا ایک نمبر ملایا...... سات ہندسوں والا۔

وہ سب خاموش بیٹھے تھے...... رابطہ کے منتظر......!

دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی۔ پھر بالآخر ریسیور اُٹھا لیا گیا۔

’’کین سنگ ٹن 7192۔‘‘

ایک نیند بھری آواز نے کہا۔

’’گڈ ایوننگ برکن شا......! میں بیوراسٹاک بول رہا ہوں۔‘‘

’’اتنی رات کو......؟‘‘

’’تمہاری نیند خراب کرنے پر معذرت خواہ ہوں۔‘‘

بیوراسٹاک نے کہا۔

''تم جانتے ہو کہ ایمرجنسی کا معاملہ نہ ہوتا تو میں کبھی تمہیں اس طرح ڈسٹرب نہیں کرتا۔ لیکن پہلے میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وقت کیا ہوا ہے......؟''

''یہ کوئی فریب سماعت تو نہیں ہے......؟''

برکن شا نے کہا۔ اس کے لہجے میں اس چوکنا پن تھا۔

''تم نے آدھی رات کو مجھے فون کیا، صرف یہ جاننے کے لئے کہ اس وقت کیا بجا ہے......؟''

''ہاں درست......! وقت کے بارے میں تم سے تصدیق کرانا بہت ضروری ہے۔''

''تو ٹھیک ہے......! اس وقت میری گھڑی میں گیارہ بج کر سترہ منٹ ہوئے ہیں۔ لیکن میں یہ سمجھنے قاصر ہوں کہ......''

''میرے پاس گیارہ بج کر سولہ منٹ ہے۔ تاہم میں تمہارے بتائے ہوئے وقت کو درست تسلیم کر رہا ہوں۔'

''اب مجھے اس ایمرجنسی کی نوعیت بھی بتا دو......!''

''مجھے تم کو یہ بتانا ہے کہ اب تمہارا موکل ہارڈ کیسل جاگیر کا اکیلا دعویدار نہیں ہے۔ اس اور دعویدار سامنے آیا ہے، جس کی ظاہری اہلیت تمہارے موکل سے بڑھ کر لگتی ہے۔''

''خاتون کا نام......؟''

''میرا خیال ہے، تم پہلے ہی سے اسے جانتے ہو۔''

بیوراسٹاک نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے چارلی کی طرف دیکھا۔

''کاش...... مجھے یہ گفتگو ریکارڈ کرنے کا موقع ملا ہوتا۔''

''کیوں......؟''

''اس لئے کہ برکن شا نے پوچھا...... خاتون کا نام......؟ یعنی وہ جانتا تھا کہ دعویدار کوئی لڑکی ہے۔ لیکن وہ کبھی اس بات کا اعتراف نہیں کرے گا۔ کاش میں نے یہ گفتگو ریکارڈ کی ہوتی۔''

''کوئی بات نہیں......! وہ اس کال سے تو انکار نہیں کرے گا نا......؟''

''یہ تو ممکن ہی نہیں......!''

☆☆☆

''آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ گائی ٹرینتھم میرا باپ تھا......؟ لیکن یہ کیسے ممکن......؟''

کیتھی کے لئے حقیقت کو ہضم کرنا دُشوار ہو رہا تھا۔

انہوں نے ڈاکٹر آٹکنس کو بھی سوتے سے جگایا تھا۔ لیکن اس کا پیشہ ایسا تھا کہ وہ اس طرح جگائے جانے کا عادی تھا۔ اور چارلی ڈاکٹر آٹکنس کی موجودگی کے بغیر کیتھی کو ماضی میں دھکیلنے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ لیکن اب یہ ناگزیر بھی ہوگیا تھا۔

''آسٹریلیا میں جو کچھ میں نے معلوم کیا، اس کی تصدیق تمہاری فراہم کی ہوئی معلومات سے بھی ہوتی ہے، جو تم نے ٹرمپرز میں ملازمت کے لئے درخواست دیتے ہوئے ہمیں تحریری طور پر دی تھیں۔''

چارلی کہہ رہا تھا۔

بیوراسٹاک سب کچھ سنتے ہوئے سر کو تفہیمی جنبش دیتا رہا۔ ساتھ ہی وہ ان نوٹس کو بھی چیک کرتا رہا، جو اس نے اپنے بھانجے سے گفتگو کے دوران

لئے تھے۔

کیتھی بڑی توجہ سے سن رہی تھی۔ آسٹریلیا میں گزری ہوئی اپنی زندگی کی اِکا دُکا یادیں اس کے ذہن کو جگا رہی تھیں۔ لیکن ملبورن یونیورسٹی کی یادیں بہت دھندلی اور مبہم تھیں۔ اور سینٹ ہلڈا کے بارے میں تو تقریباً وہ سب کچھ بھول چکی تھی۔

مس بین سن تو اسے بالکل بھی یاد نہیں آئی۔

”میں نے انگلینڈ آنے سے پہلے کی تفصیلات یاد کرنے کی سر توڑ کوشش کی ہے لیکن مجھے کچھ یاد نہیں آیا۔“

کیتھی نے کہا۔

”البتہ انگلینڈ آنے کے بعد کی تقریباً ہر بات مجھے یاد ہے۔ یہ بات تو اُمید افزاء ہے نا......!“

”اس سلسلے میں کوئی بات حتمی طور پر نہیں کہی جا سکتی۔“

یہ ڈاکٹر کے کہے ہوئے الفاظ ہیں۔“

چارلی نے کہا۔

صبح چار بجے چارلی نے فون کر کے ٹیکسی طلب کی۔ اب وہ اٹین اسکوائر جانا چاہتا تھا۔

”آپ دوسری پارٹی سے دوبدو بات کرنے کے لئے جلد سے جلد وقت لینے کی کوشش کریں۔“

اس نے بیوراسٹاک سے کہا۔

”یہ کہنے کی ضرورت نہیں......! یہ تو میری ذمہ داری ہے۔“

بیوراسٹاک نے کہا۔

کیتھی اتنی تھکی ہوئی تھی کہ گھر پہنچتے ہی وہ اپنے بیڈ روم میں چلی گئی۔

لیکن چارلی کا تو یہ بیدار ہونے کا وقت تھا۔ اب سونا اس کے لئے ممکن ہی نہیں تھا۔ اس نے خود کو اسٹڈی میں بند کر لیا۔ وہ ذہنی طور پر اب گمشدہ کڑی کی جستجو کر رہا تھا۔ اسے احساس تھا کہ کامیابی کے باوجود اسے ایک طویل قانونی جنگ لڑنی ہے، اور وہ جنگ ناگزیر ہے۔ داؤ پر اتنا کچھ لگا ہوا تھا کہ پیچھے ہٹنا ٹرینتھم کے لئے بھی ممکن نہیں تھا۔

اگلے روز وہ ڈاکٹر آٹکنس سے ملاقات کے لئے کیمبرج گئے۔

ڈاکٹر کے لئے یہ حقیقت اتنی اہم نہیں تھی کہ کیتھی گئی ٹرینتھم کی بیٹی ہے، اور اس حیثیت میں ہارڈ کیسل جاگیری وارث۔ البتہ کیتھی کے بارے میں مسز کلور کی دی ہوئی فائل اس کے لئے بے حد پُرکشش تھی۔

ڈاکٹر نے اس فائل میں موجود ایک ایک نکتے پر کیتھی سے بات کی۔

”آرٹ کلاسز......؟“

”کریڈٹس......؟“

”دُشواریاں......؟“

”ٹینس کے میچ......؟“

”ملبورن چرچ آف انگلینڈ گرلز گرامر اسکول......؟“

”ملبورن یونیورسی......؟“

لیکن کیتھی کا ردِعمل ہر بار ایک ہی تھا۔ چہرے سے پتا چلتا تھا کہ وہ پوری توانائی مرتکز کر کے ان پر سوچ رہی ہے۔ لیکن اسے کچھ بھی یاد نہیں آ رہا تھا۔

ڈاکٹر نے مختلف ادوار کی یادوں سے متعلق لفظ آزمائے۔

”ملبورن......؟“

”مسز بین سن......؟“

''کرکٹ......؟''

''بحری سفر......؟''

''ہوٹل......؟''

لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

''آسٹریلیا......؟''

''اسکور......؟''

''ساؤتھمپٹن اور بارہ گھنٹے کی ڈیوٹی......؟''

ان سے متعلق کیتھی نے کچھ جواب دیئے۔

اسکور ایک ایسا لفظ تھا، جو ڈاکٹر آٹکنس کے لئے پرکشش تھا۔ تاہم اس نے کیتھی پر دباؤ بڑھایا۔ مبلورن گرائمر اسکول کی یادیں کچھ کچھ واضح تھیں۔ یونیورسٹی کی یادیں زیادہ واضح تھیں۔ کیتھی نے میل نکولس نامی ایک لڑکے کے بارے میں بتایا۔ پھر لندن تک بحری جہاز کے سفر کی اچھی خاصی تفصیل۔ کیتھی نے اسے اپنی ہم سفر لڑکیوں پام اور مورین کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ لیکن ان کا تعلق کہاں سے تھا......؟ یہ اسے یاد نہیں تھا۔

میل روز ہوٹل کے بارے میں بات کرتے ہوئے اسے جزئیات تک یاد تھیں۔

پھر وہ ڈینیل سے اپنی پہلی ملاقات کے بارے میں بتانے لگی۔ وہ ہاؤس وارمنگ پارٹی میں پہلی بار ملے تھے۔

وہ سب کچھ سنتے ہوئے چارلی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

لیکن اپنے والدین کے بارے میں استفسار پر کیتھی کچھ بھی نہیں بتا سکی۔ مارگریٹ ایتھل ٹرینتھم اور مس راکیل بین سن کے نام اسے نامانوس لگے۔ ان کے بارے میں اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔

چھ بجتے بجتے کیتھی بری طرح نڈھال ہوگئی۔

ڈاکٹر آٹکنس چارلی کو الگ لے گیا۔

''میں نہیں سمجھتا کہ اسے اپنی لندن سے آمد سے پہلے والی زندگی کبھی یاد آئے گی۔''

اس نے کہا۔

''لیکن کچھ کچھ تو اسے یاد آ رہا ہے......!''

''غیر اہم سے اِکا دُکا واقعات تو یاد آتے رہیں گے۔ لیکن کوئی اہم بات یاد آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔''

''لیکن یہ بہت اہم ہے......!''

''ذہن پر زیادہ زور دینا اس کے لئے تباہ کن ثابت ہوسکتا ہے۔''

''یہ سن کر چارلی نے ہتھیار ڈال دیئے......!''

لندن واپسی کے سفر کے دوران کیتھی نے چارلی سے کہا۔

''مجھے افسوس ہے......! میں آپ کی خاطر خواہ مدد نہیں کرسکی۔''

''تم فکر نہ کرو......!''

چارلی نے اس کا ہاتھ تھپتھپایا۔

''ابھی ہم ہارے نہیں ہیں۔''

لیکن اسے یاد تھا۔ ٹریور رابرٹس نے کہا تھا کہ کیتھی کو ہارڈ کیسل جاگیر کا وارث ثابت کرنے میں کامیابی کا چانس ففٹی ففٹی ہے۔ اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ ففٹی ففٹی کا تجزیہ بھی رجائیت پر مبنی تھا۔ حقیقی امکان تو اور کم تھا۔

بیکی نے گھر پر ان کا خیر مقدم کیا۔ تینوں نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ چارلی نے کیتھی کی موجودگی میں کیمبرج میں پیش آنے والی روداد چھیڑنے سے گریز کیا پھر کیتھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

''اب مجھے بتاؤ کہ ملاقات کیسی رہی......؟''

بیکی نے کہا۔

چارلی نے اسے تفصیل بتائی۔

بیکی کے چہرے سے تشویش ہویدا تھی۔

''میری بات سنو چارلی......! لڑکی کو زیادہ آزمائش میں مت ڈالو...... اب اسے سکون سے رہنے دو......!''

اس نے کہا۔

''صرف تمہیں ہی نہیں...... مجھے بھی اس کی فکر ہے۔''

''اس منحوس عورت کی وجہ سے میں نے ڈینیل کو کھویا...... اب میں کیتھی کو نہیں کھونا چاہتی۔ تمہیں ٹرمپرز کے لئے فائٹ کرنی ہے تو شوق سے کرو۔ لیکن کیتھی کو اس میں ملوث نہ کرو......!''

چارلی چیخ کر کہنا چاہتا تھا کہ اس کے بغیر فائٹ کی ہی نہیں جا سکتی۔ جو کچھ میں نے بڑی محنت سے بنایا ہے، کیا اسے اتنی آسانی سے ایک اور ٹرینتھم کے ہاتھوں میں جاتے خاموشی سے دیکھتا رہوں......؟''

لیکن اس نے خود پر قابو رکھا اور سر ہلا کر بیکی سے متفق ہونے کا اشارہ دیا۔

اس نے بیڈ روم کا سوئچ آف کر کے روشنی گل کی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے فون ریسیو کیا۔ وہ آسٹریلیا سے ٹریور رابرٹس کا فون تھا۔ لیکن وہاں سے بھی کوئی حوصلہ افزا خبر نہیں تھی۔

''ہم والٹر سیلڈ کو کسی طرح قائل نہیں کر سکے۔''

رابرٹس نے معذرت خواہانہ لہجے میں بتایا۔

چارلی نے کہا۔

''میں سن رہا ہوں......!''

''وہ ایتھل ٹرینتھم کے بارے میں کچھ بھی بتانے کو تیار نہیں ہے۔ میں نے اس سے اس تحریری بیان پر دستخط کرانے کی کوشش کی کہ وہ مسز ٹرینتھم کو یتیم خانے لے کر گیا تھا۔ لیکن اس نے اس سے بھی انکار کر دیا۔''

چارلی کو خود پر غصہ آنے لگا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس نے والٹر سلیڈ کو گھٹیا طریقے سے ہینڈل کرنے کی کوشش کی تھی، اور یہ اسی کا نتیجہ تھا۔

''اور بینک کے محاذ پر کیا رہا......؟''

اس نے پوچھا۔

''بینک والے کہتے کہ وہ ہمیں مس بین ڈسن کے پرائیویٹ اکاؤنٹ تک رسائی اس وقت تک نہیں دے سکتے، جب تک ہم یہ ثابت نہ کر دیں کہ اس کے حوالے سے کسی جرم کا ارتکاب کیا گیا۔''

''تو مسز ٹرینتھم نے کیتھی کے ساتھ......''

''جو کیا سر......! اسے شیطنت تو کہا جا سکتا ہے، لیکن جرم نہیں......!''

''یعنی میری طرح یہ تمہارے لئے بھی کچھ اچھا دن نہیں تھا......؟''

چارلی نے کہا۔

''لیکن ہمارے حریفوں کو تو اس بات کا علم نہیں ہے سر چارلس......!''

''یہ سچ ہے......! دیکھنا یہ ہے کہ وہ کتنا کچھ جانتے ہیں......؟''

''انکل نے مجھے برکن شا کی زبان پھسلنے کے بارے میں بتایا تھا۔ اس کی روشنی میں میرا خیال ہے کہ جتنا ہم جانتے ہیں، اتنا ہی ہمارے حریف بھی جانتے ہیں۔ آپ ان کا سامنا کرتے ہوئے یہ بات ذہن میں رکھئے گا۔ اور اس دوران گمشدہ کڑی کی جستجو کرتے رہیے......!''

ریسیور رکھنے کے بعد چارلی بستر پر لیا۔ کچھ دیر وہ ساکت لیٹا رہا۔

یہاں تک کہ بیکی کی ہموار سانسوں نے اسے یقین دلا دیا کہ وہ سو چکی ہے۔ پھر وہ آہستہ سے بیڈ سے اُترا۔ ڈریسنگ گاؤن پہن کر وہ اسٹڈی کی طرف چل دیا۔

وہاں اس نے ایک نوٹ بک کھولی اور آسٹریلیا سے جو معلومات حاصل ہوئی تھیں، وہ سب اس میں لکھ لیں، اس اُمید پر کہ ان میں سے کوئی بھی، کسی بھی وقت کیتھی کی یادداشت کو جھنجوڑ سکتی ہے۔

اگلی صبح وہ کیتھی کو اپنی اسٹڈی میں ہی ملا، جہاں وہ میز پر سر رکھے بے خبر سو رہا تھا۔

کیتھی نے جھک کر اس کی پیشانی کو چوما اور سرگوشی میں بولی۔

''پتا نہیں، میری کس نیکی کے صلے میں تم مجھے ملے ہو چارلی......؟''

چارلی کسمسایا اور اس کی آنکھیں کھلیں۔

''ہم جیتیں گے......!''

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن کیتھی کے چہرے کا تاثر حوصلہ افزاء نہیں تھا۔

ایک گھنٹے بعد وہ تینوں ناشتے کی میز پر یکجا ہوئے۔ انہوں نے ہر موضوع پر بات کی، سوائے اس موضوع کے جو اہم ترین تھا۔ کیونکہ اس سہ پہر بیوراسٹاک کے دفتر میں دونوں پارٹیوں کی دوبدو ملاقات طے ہو گئی تھی۔

چارلی اُٹھنے لگا تو غیر متوقع طور پر کیتھی نے کہا۔

''میں اس میٹنگ میں شریک ہونا چاہتی ہوں۔''

بیکی نے پرتشویش نظروں سے چارلی کو دیکھا۔

''کیا یہ عقل مندانہ اقدام ہو گا......؟''

چارلی نے جواب نہیں دیا۔ وہ ہچکچا رہا تھا۔

''شاید نہیں......!''

کیتھی نے کہا۔

''لیکن یہ میری خواہش ہے۔ بعد میں آنکھوں دیکھا حال سننے پر میں اسے ترجیح دوں گی۔''

''تو ٹھیک ہے......! میٹنگ تین بجے ہو گی...... بیوراسٹاک کے آفس میں۔ ٹرینتھم کا وکیل چار بجے پہنچے گا۔ میں ڈھائی بجے تمہیں پک کر لوں گا۔''

''اوکے......!''

''لیکن اس دوران ارادہ بدلنا چاہو تو یہ بات ذہن میں رکھنا کہ مجھے اس میں کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔''

چارلی نے کہا۔

بیکی نے اس پر ردِعمل دیکھنے کے لئے کیتھی کے چہرے کی طرف دیکھا۔ لیکن وہاں عزم دیکھ کر اسے مایوسی ہوئی۔

☆☆☆

چارلی ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے اپنے دفتر میں داخل ہوا۔ وہاں اس کی ہدایات کے مطابق ڈیفن اور آرتھر سلیوان اس کے منتظر تھے۔

''تین آدمی کے لئے کافی بھیجو......!''

چارلی نے جیسیکا سے کہا۔

''اور ہاں......! یہ بہت اہم میٹنگ ہے۔ کوئی ڈسٹربنس نہ ہو۔''

وہ تینوں کمرے میں چلے گئے۔

''تو کہاں سے شروع کرنا ہے......؟''

ڈیفن نے کہا۔

ڈیڑھ گھنٹے تک وہ ممکنہ سوال و جواب کی ریہرسل کرتے رہے۔ ٹرینتھم اور اس کا وکیل جو حکمت عملی اختیار کر سکتے تھے، جو حربے استعمال کر سکتے تھے، انہوں نے سب پر غور کیا تھا، اور اس کی روشنی میں سوالات ترتیب دیئے تھے۔

بارہ بجے کے قریب لنچ آیا۔ وہ اس وقت تک بری طرح تھک چکے تھے۔

''تمہیں یہ ذہن میں رکھنا ہوگا کہ اس بار تمہارا واسطہ ایک مختلف ٹرینتھم سے پڑا ہے۔''

آرتھر نے کہا۔

''میرے لئے تو وہ سب ایک جیسے ہیں برے ہیں۔''

چارلی نے بے پرواہی سے کہا۔

''نیجل میں گائی کی خصوصیت تو ضرور ہوں گی۔''

آرتھر بولا۔

''لیکن میں نہیں سمجھتی کہ مسز ٹرینتھم کا شاطرانہ ذہن اسے ملا ہے۔ بلکہ اس کا ذہن تیز رفتاری میں گائی کے ذہن کے ہم پلہ بھی نہیں ہے۔''

''تم کہنا کیا چاہ رہے ہو آرتھر......؟''

ڈیفن نے پوچھا۔

''ایک مشورہ ہے۔ اس میٹنگ میں چارلی کو چاہئے کہ نیجل کو بولنے کا زیادہ سے زیادہ موقع دے۔''

''اس میں کیا حکمت ہے......؟''

''میں بورڈ کی میٹنگز میں اس کا مشاہدہ کرتا رہا ہوں۔''

آرتھر نے وضاحت کی۔

''وہ ایک ہی بات کو بار بار دہرانے کا عادی ہے۔ اور اس طرح وہ

خود ہی اپنے کیس کو کمزور کر لیتا ہے۔''

چارلی چند لمحے اس کی بات پر غور کرتا رہا۔ پھر اس نے اپنے سینڈوچ سے بائٹ لیا۔

''میں سوچتا ہوں کہ اس کے مشیر بھی اسے میری کمزوریوں کے بارے میں بتا رہے ہوں گے۔ میری کمزوریاں کیا ہیں......؟''

''تمہارا غصہ......!''

ڈیفن نے جلدی سے کہا۔

''تمہارا فویز بہت جلدی اُڑ جاتا ہے۔ تم بس اس طرف سے چوکنے رہنا......!''

ایک بجے آرتھ اور ڈیفن رُخصت ہوگئے۔ چارلی اب خاصا پُرسکون تھا۔ اس نے جیکٹ اُتاری اور صوفے پر دراز ہوگیا۔ اگلے ایک گھنٹے وہ گہری نیند سو گیا۔

دو بجے جیسیکا نے اسے جگا دیا۔

وہ جیسیکا کو دیکھ کر مسکرایا۔ ایک گھنٹے کی اس گہری نیند نے اسے تازہ دم کر دیا تھا۔

وہ اپنی ڈیسک پر آ بیٹھا اور نوٹس کا جائزہ لینے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ آفس سے نکلا اور اسی راہ داری میں چوتھے کمرے کی طرف گیا۔ وہ کیتھی کا آفس تھا۔ کیتھی وہاں تیار بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ گاڑی میں بیٹھ کر بیوراسٹاک کے آفس کی طرف چل دیئے۔ انہیں ٹرینتھم اور اس کے وکیل سے ایک گھنٹہ پہلے واں پہنچنا تھا۔

وہ ایک اور ریہرسل تھی......!

چارلی نے اپنا کیس پیش کیا۔ بیوراسٹاک بہت دھیان سے اس کی

بات سن رہا تھا۔ کبھی وہ سر کو تفہیمی جنبش دیتا اور کبھی کچھ نوٹس لیتا۔ لیکن اس کے چہرے کے تاثر سے چارلی یہ نہیں سمجھ پایا کہ اس کی کارکردگی کیسی ہے......؟

چارلی کی بات ختم ہوئی تو بیوراسٹاک نے اپنا قلم میز پر رکھا اور کرسی کی پشت گاہ سے ٹیک لگالی۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا۔

''تمہارے منطق دلائل نے مجھے متاثر کیا ہے سر چارلس......!''

بالآخر اس نے کہا۔ پھر وہ آگے کی طرف جھکا اور اس نے اپنا دونوں ہاتھ میز پر پھیلا دیئے۔

''اور جو شہادتیں تم نے پیش کیں، وہ بھی موثر ہیں۔ تاہم میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اصل گواہ کی غیر موجودگی اور والٹر سیلڈ اور مس بین سن کے تحریری بیانات نہ ہونے کے باعث برکن شا لازمی طور پر یہ کہے گا کہ تمہارا کیس صرف واقعاتی شہادتوں کی بنیاد پر کھڑا ہے۔''

ایک گہری سانس لینے کے بعد بیوراسٹاک نے سلسلہ کلام جوڑا۔

''بہرحال ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ دوسرے فریق کے پاس کیا کچھ ہے......؟ اس رات برکن شا سے جو میری گفتگو ہوئی، اس سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی تمہیں بتانا ہے، وہ انہیں پہلے ہی معلوم ہے۔''

کلاک نے چار بجنے کا اعلان کیا۔ بیوراسٹاک نے جیبی گھڑی نکال کر اس میں وقت چیک کیا۔

یہ بات حیرت انگیز تھی کہ ٹرینتھم اور اس کا وکیل ابھی تک نہیں آئے تھے۔ چارلی سوچ رہا تھا کہ انہیں انتظار کرانا ان کی حکمت عملی کا حصہ بھی ہوسکتا ہے۔ اسے خود کو پرسکون رکھنا تھا...... اور جیسا کہ ڈیفن نے کہا تھا، اسے اپنے غصے پر بھی قابو رکھنا تا۔

بالآخر چار بج کر بارہ منٹ پر نیجل ٹرینتھم اپنے وکیل کے ساتھ آیا۔

دونوں میں سے ایک نے بھی دیر سے آنے پر معذرت نہیں کی۔ چارلی کو یقین ہوگیا کہ وہ اسے مشتعل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

وہ اور محتاط ہوگیا۔

وکٹر برکن شا دُبلا پتلا اور دراز قد آدمی تھا۔ بیوراسٹاک نے چارلی کو اس سے متعارف کرایا تو چارلی نے اُٹھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔ یہ بات اس کی نگاہوں سے چھپی نہ رہ سکی کہ برکن شا نے اپنے گنجے پن کو چھپانے کے لئے کنگھا کرتے وقت بالوں کو پھیلایا ہے۔ اس کی عمر پچاس سے کم ہی تھی۔ لیکن اس کے بالوں میں سفیدی بھی جھلک رہی تھی۔

برکن شا نیجل کے ساتھ بیوراسٹاک کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیتھی کو اس نے یکسر نظرانداز کر دیا تھا۔ جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔

بیٹھتے ہی اس نے اپنے بریف کیس میں سے ایک رائٹنگ پیڈ نکالا اور اسے اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔ پھر اس نے اوپری جیب سے قلم نکالا۔

''میرا موکل نیجل ٹرینتھم یہاں ہارڈ کیسل ٹرسٹ کے جائز وارث کی حیثیت سے اپنا دعویٰ داخل دفتر کرنے کی غرض سے آیا ہے۔''

اس نے کہا۔

''تم جانتے ہو بیوراسٹاک......! کہ سر ریمنڈ کی وصیت میں یہ بات صاف اور واضح طور پر لکھی ہے۔''

اس کا لہجہ رسمی اور دفتری تھا۔ جواب میں بیوراسٹاک نے بھی وہی انداز اختیار کیا۔

''میں تمہیں یاد دلا دوں کہ تمہارے موکل کا سر ریمنڈ کی وصیت میں کہیں نام نہیں دیا گیا ہے۔ اس لئے اب مسئلہ اس کا تعین کرنا ہے کہ ہارڈ کیسل ٹرسٹ کا جائز وارث کون ہے......؟ یہ نہ بھولو کہ اپنی وصیت میں سر

ریمنڈ نے اصرار کیا ہے کہ ضرورت پڑنے پر مجھے ان کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ میٹنگ بلانے کا اختیار حاصل ہے۔

''میرا موکل آں جہانی جیرالڈ اور ایتھل ٹریتھم کا دوسرا بیٹا ہے۔''

برکن شا نے کہا۔

''اور وہ سر ریمنڈ ہارڈکیسل کا نواسہ ہے۔ اپنے بڑے بھائی گائی ٹریتھم کی موت کے بعد وہی سر ریمنڈ کا قریب ترین رشتہ دار اور ان کے ترکے کا واحد اور جائز حق دار ہے۔''

''وصیت کی شرائط کی رو سے میں تمہارے موکل کے دعوے کو قبول کرنے کا پابند ہوں۔''

بیور اسٹاک نے نرم لہجے میں کہا۔

''بشرطیکہ گائی ٹریتھم کی کوئی اولاد دعویدار نہ ہو۔ یہ ہم پہلے سے ہی جانتے ہیں کہ ڈینیل ٹریمپر گائی ٹریتھم کا بیٹا تھا۔''

''میرے موکل پر یہ بات کبھی ثابت نہیں کی گئی، اس لئے وہ اس پر یقین نہیں رکھتا۔''

''لیکن اہم ترین شخص سر ریمنڈ خود تھے، اور انہیں اس پر یقین تھا، اور وہ اس پر مطمئن تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو انہوں نے اپنی وصیت میں ڈینیل ٹریمپر کو تمہارے موکل پر ترجیح نہ دی ہوتی اور جو کچھ مسز ٹریتھم اور ڈینیل ٹریمپر کی ملاقات کے دوران طے پایا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسز ٹریتھم بھی اس پر یقین رکھتی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ ڈینیل کس کا بیٹا ہے......؟ ورنہ وہ اس سے اس نوعیت کا قانونی معاہدہ تحریری طور پر کیوں کرتیں......؟ جو انہوں نے کیا......''

''یہ کوئی ٹھوس بات نہیں......! واقعاتی شہادتوں کی بنیاد پر اخذ کئے گئے

قیاسات ہیں۔''

برکن شا نے تیز لہجے میں کہا۔

''یقینی طور پر صرف ایک بات کہی جا سکتی ہے...... یہ کہ گائی ٹریتھم اب اس دُنیا میں نہیں ہے۔ اور سبھی جانتے ہیں کہ اس نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔''

کیتھی سب کچھ بہت غور سے سن رہی تھی۔ برکن شا نے اب بھی نظر اُٹھا کر اسے نہیں دیکھا تھا۔ لیکن کیتھی کو اس کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ کھیل کا حصہ ہے۔ وہ پروفیشنلز کا تصادم تھا۔

''ہم نے اسے بغیر کسی اعتراض کے تسلیم کر لیا تھا۔''

چارلی نے پہلی بار مداخلت کی۔

''لیکن اس وقت ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ گائی ٹریتھم کی ایک اور اولاد بھی ہے...... اس کی بیٹی مارگریٹ ایتھل......!''

''اس مضحکہ خیز دعوے کا کوئی ثبوت بھی ہے تمہارے پاس......؟''

برکن شا ایک دم سے تن کر بیٹھ گیا۔

''اتوار کی صبح میں نے تمہارے گھر کے پتے پر جو بینک کا گوشوارہ بھیجا، وہ اس کا ثبوت ہے۔''

چارلی نے کہا۔

''وہ اکاؤنٹ سو کسی کا بھی کھولا ہوا ہو سکتا ہے، سوائے میرے موکل کے۔''

برکن شا نے کہا اور نیجل کی طرف دیکھا، جو سگریٹ سلگا رہا تھا۔

''درست......! وہ اکاؤنٹ تمہارے موکل نے نہیں کھولا۔ ہاں اس کی ماں نے کھولا ہے۔''

بیوراسٹاک نروس نظر آنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ چارلی غصہ میں آپے سے باہر ہونے والا ہے۔

''وہ لڑکی جو کوئی بھی تھی، پولیس کی فائلوں میں اس کا نام گائی ٹرینتھم کی بیٹی کی حیثیت سے لکھا ہے۔''

چارلی نے مزید کہا۔

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے......؟''

برکن شا نے بے نیازی سے کہا۔

''اور اس لڑکی کی بنائی ہوئی ایک پینٹنگ ہے، جو ملبورن کے یتیم خانے میں طعام گاہ کی دیوار پر آج بھی لگی ہے...... بیس سال سے وہاں موجود ہے......''

''اس سے بھی کچھ ثابت نہیں ہوتا۔''

''مجھے بات پوری کرنے دیں۔''

چارلی نے بڑے تحمل سے کہا۔

''اس پینٹنگ کی نقل اس کے سوا کوئی نہیں بنا سکتا، جس کی وہ تخلیق ہے، وہ درجے میں فنگر پرنٹس سے بھی بڑی اور مؤثر شہادت ہے۔ کیا اسے آپ اتفاق قرار دیں گے......؟''

''اس تصویر سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مس کیتھی راس 24ء اور 45ء کے درمیان کتنی عرصے میں اس یتیم خانے میں اقامت گزیں رہیں۔ تاہم مجھے پتا چلا ہے کہ انہیں اپنے اس عرصے کے بارے میں کچھ بھی یاد نہیں ہے۔ کیا یہ درست نہیں ہے مس راس......؟''

برکن شا نے سر گھما کر پہلی بار کیتھی کو دیکھا۔ اب وہ اس سے مخاطب تھا۔

کیتھی ایک لمحے کو ہچکچائی، پھر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ لیکن منہ سے کچھ نہیں کہا۔

''اب اسے کوئی شہادت کہہ سکتا ہے......؟''

برکن شا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''جو کہانی تم اس کی طرف سے گھڑ رہے ہو، یہ بے چاری تو اس کی تصدیق کرنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتی۔ اور جہاں تک ہم سب جانتے ہیں، اس کا نام کیتھی راس ہے۔ اس کا کسی بھی طور گائی ٹرینتھم سے یا سر ریمنڈ ہارڈ کیسل سے کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا۔''

''ایسے کئی گواہ موجود ہیں، جو اس کہانی کی تصدیق کریں گے۔''

چارلی نے کہا۔

بیوراسٹاک نے بڑی کامیابی سے اپنی بے ساختہ حیرت کو چھپایا۔ اس کے سامنے تو ایسی کوئی شہادت نہیں رکھی گئی تھی۔ لیکن سر چارلس اگر یہ بات کہہ رہے تھے تو وہ غلط تو نہیں ہوگی۔

''بہرحال یہ اگر ملبورن کے یتیم خانے میں پلی بڑھی تو اس سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا۔''

برکن شا نے کہا۔

''اور میں دہرا دوں کہ اگر ہم مسز ٹرینتھم اور مس بین سن کے درمیان ہونے والی اس خیالی ملاقات کو مان بھی لیں، جس کا تم دعویٰ کر رہے ہو تو بھی یہ بات کسی بھی طرح ثابت نہیں ہوتی کہ مس کیتھی راس گائی ٹرینتھم کی بیٹی ہیں، اور ان کا نام مارگریٹ ایتھل ٹرینتھم ہے۔''

میرا خیال ہے کہ تم خود ہی اس کا بلڈ گروپ چیک کر لو......!''

چارلی بولا۔

بیوراشاک کو پھر حیرت ہوئی۔ کیونکہ اس سے پہلے بلڈ گروپ کی بات دونوں میں سے کسی فریق نے بھی نہیں کی تھی۔

''دُنیا میں کروڑوں افراد کا ایک ہی بلڈ گروپ ہوتا ہے سر چارلس......!''

برکن شا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اگر میرا اور آپ کا بلڈ گروپ ایک ہو تو اس سے نہ میں آپ کا بیٹا بنوں گا نہ بھائی......!''

''اوہ......! اس کا مطلب ہے کہ یہ تم پہلے ہی چیک کر چکے ہو......؟''

چارلی نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

''اور اس کا مطلب ہے کہ خود تمہیں بھی یہ شک تھا......؟''

''کیا شک......؟''

''یہی کہ ایسا ممکن ہے......!''

''میرے ذہن میں ایسا کوئی شک کبھی نہیں رہا۔ میں یقینی طور پر جانتا ہوں کہ ہارڈ کیسل جاگیر کا حقیقی وارث کون ہے......؟''

برکن شا نے قدرے تپ کر کہا۔

''اب یہ بتاؤ کہ اس جھوٹ کو تم کہاں تک گھسیٹو گے......؟''

اس بار وہ بیوراشاک سے مخاطب تھا۔

''جب تک کوئی مجھے اپنے ہارڈ کیسل جاگیر کا حقیقی وارث ہونے کے بارے میں قائل نہیں کر لیتا۔''

بیوراشاک نے نہایت سکون سے کہا۔ اس کے لہجے میں وہ تحکم تھا، جو ایک بااختیار آدمی کے لہجے میں ہوتا ہے۔

''اور کیا چاہتے ہو تم......؟ میرے موکل کا دعویٰ کھلا ہے، جبکہ مس راس

کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔''

''تو پھر مجھے مطمئن کرنے کی کوشش کرو کہ مسز ایتھل ٹرینتھم برسوں تک مس بین سن کے اکاؤنٹ میں باقاعدگی سے رقم کیوں جمع کراتی رہی......؟ جبکہ مس بین سن ملبورن میں سینٹ ہلڈا کے یتیم خانے کی پرنسپل تھی۔ اور میرے خیال میں یہ بات ہم سب تسلیم کرتے ہیں کہ 27ء سے 42ء تک مس کیتھی راس اس یتیم خانے میں زندگی گزارتی رہیں۔''

''نہ تو میں مسز ٹرینتھم کا وکیل ہوں اور نہ ہی مس بین سن کا۔ تو میں اس سلسلے میں رائے زنی نہیں کر سکتا۔ اور میرے خیال میں خود تمہیں بھی اس سلسلے میں رائے دینے کا کوئی حق نہیں......!''

''میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے موکل کو علم ہے کہ ان ادائیگیوں کا کیا سبب تھا......؟ میرا خیال ہے، اسے اس سلسلے میں زبان کھولنی چاہیے......!''

چارلی نے اچانک مداخلت کی۔

وہ سب نیجل کی طرف مڑے، جو خاموشی سے ایش ٹرے میں سگریٹ بجھا رہا تھا۔ اس نے کچھ بھی نہیں کہا۔

''میں نہیں سمجھتا کہ میرے موکل کو اس احمقانہ سوال پر کچھ کہنا چاہیے......!''

برکن شا نے کہا۔

''اس کی خاموشی سے میں تو یہی نتیجہ اخذ کروں گا کہ یہ کچھ چھپا رہا ہے......؟''

بیوراشاک نے سرد لہجے میں کہا۔

''یہ تو تم صریح زیادتی کر رہے ہو۔''

برکن شا نے کہا۔

"تمہیں تو دوسروں سے بڑھ کر یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ اگر کسی شخص کی نمائندگی اس کا وکیل کر رہا ہو تو اسے بولنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ مسٹر ٹرینتھم کے لئے تو یہاں آنا بھی ضروری نہیں تھا۔"

"یہ کوئی عدالت نہیں ہے۔"

اس بار بیوراسٹاک نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں بہرحال پوری سچائی کے ساتھ یہ سمجھتا ہوں کہ سر ریمنڈ زندہ ہوتے تو وہ بھی ان ہتھ کنڈوں کو ناپسند کرتے۔"

"تو تم میرے موکل کو اس کے قانونی حق سے محروم کر رہے ہو......؟"

"ہرگز نہیں......! لیکن تمہارے موکل کی خاموشی مجھے کسی فیصلے پر پہنچنے سے روک رہی ہے۔ اس لئے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس مسئلے کو عدالت میں حل ہونا ہے۔ یہ بات سر ریمنڈ ہارڈ کیسل کی وصیت کی شق نمبر 27 میں درج ہے۔"

"ایک اور شق، جس سے میں بے خبر ہوں۔"

چارلی نے تلخی سے سوچا۔

"لیکن اس مسئلے کو تو عدالت تک پہنچنے میں بھی برسوں لگ سکتے ہیں۔"

برکن شا نے کہا۔

"اور یہی نہیں، اس کے نتیجے میں دونوں فریقوں پر بھاری مالی بوجھ بھی پڑے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے سر ریمنڈ کی کوئی خواہش پوری ہوگی۔"

"ممکن ہے، ایسا ہی ہو......!"

بیوراسٹاک نے بے رُخی سے کہا۔

"لیکن اس کے نتیجے میں تمہارے موکل کو جیوری کے سامنے کم ازکم ان سہ ماہی ادائیگیوں کے بارے میں وضاحت تو کرنی ہوگی۔ یہ الگ بات کہ

اسے ان کے بارے میں کچھ پتا ہی نہ ہو۔"

پہلی بار برکن شا کچھ متزلزل نظر آیا۔ لیکن نیجل ٹرینتھم اب بھی ٹھس بیٹھا تھا۔ اس نے ایک اور سگریٹ جلالی۔

"یہ بھی تو ممکن ہے کہ جیوری مس راس کو طالع آزما قرار دے دے۔"

برکن شا نے پینترا بدلا۔

"ایسا طالع آزما، جسے انگلینڈ پہنچنے پر ایک امکان نظر آیا اور اس نے دولت کے حصول کی خاطر ایک کہانی گھڑلی۔"

"اور بہت خوب کہانی گھڑی......!"

چارلی نے کہا۔

"تین سال کی عمر میں اس نے خود کو یتیم خانے میں رجسٹر کرانے سے اس کہانی کا آغاز کیا، عین اس عرصے میں جب گائی ٹرینتھم وہاں جیل میں بند تھا۔"

"محض اتفاق......!"

"نہیں......! اسے وہاں مسز ٹرینتھم نے چھوڑا تھا۔ پھر وہ یتیم خانے کی پرنسپل کو سال میں چار مرتبہ باقاعدگی سے ایک مخصوص رقم ادا کرتی رہیں۔ مسز بین سن نہ ان کی رشتہ دار تھیں، نہ ہم وطن۔ وہ اس آسٹریلیا میں ادائیگی کرتی رہیں۔ کیوں......؟ اس لئے نہ کہ وہ ان کا کوئی راز چھپا رہی تھی۔"

چارلی نے کہا۔

"یہ بھی کوئی ٹھوس ثبوت نہیں......! واقعاتی شہادت ہے، تم جانتے ہو کہ عدالت میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔"

برکن شا کے لہجے میں بے پرواہی تھی۔

نیجل ڑینتھم آگے کی طرف جھکا۔ وہ کچھ کہنا چاہ رہا تھا۔

برکن شا نے اپنا ہاتھ اس کے بازو پر رکھ دیا۔

نیجل نے اسے دیکھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

''اس طرح کے ہتھ کنڈوں سے تم ہمیں زیر نہیں کر سکو گے سر چارلس......!''

برکن شا نے کہا۔

''اس طرح کے ہتھ کنڈے وائٹ چیپل روڈ کے علاقے میں کام آتے ہوں گے...... لنکسن کے علاقے میں نہیں۔''

چارلی اُچھل کر اپنی کرسی سے اُٹھا اور اس کی طرف بڑھا۔ اس کی مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں۔

''خود پر قابو رکھیں سر چارلس......!''

بیوراسٹاک نے تنبیہی لہجے میں کہا۔

چارلی یہ سن کر ٹھٹکا۔ اس وقت برکن شا اس سے ایک ہاتھ کی دُوری پر بھی نہیں تھا۔ لیکن برکن شا بے پرواہی سے اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ اس کے چہرے پر چٹان کی سی سختی تھی۔

چارلی اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اسے ڈیفن کی بات یاد آئی۔

''واقعی......! اس کا غصہ ہی اس کا سب سے بڑا دُشمن تھا۔''

اور ڈیفن نے اسے بجا طور پر خبردار کر دیا تھا کہ دُشمن اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرے گا۔

''میں آپ کو یہ بتا رہا تھا کہ کوئی ایسی بات ہے ہی نہیں کہ جسے میرا موکل چھپانے کی کوشش کرے۔''

برکن شا نے ایسے کہا، جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

''اور اسے اپنا مؤقف ثابت کرنے کے لئے کسی کے ساتھ مار پیٹ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

چارلی نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ مگر اس کے باوجود وہ بولا تو خود اسے بھی اپنی آواز اجنبی لگی۔

''مجھے اُمید ہے کہ تمہارے موکل سے جب میرا وکیل یہ سوال کرے گا کہ اس کی ماں ہزاروں میل دُور رہنے والے ایک اجنبی کو باقاعدگی سے بھاری رقوم کیوں ادا کر رہی تھی تو اسے جواب دینا ہی پڑے گا......؟ اس شخص کو جس کے بارے میں تمہارا دعویٰ ہے کہ اس سے مسز ڑینتھم کبھی ملی بھی نہیں۔''

چارلی نے کہا۔ اور یہ بھی بتانا ہوگا کہ آسٹریلیا میں وکٹوریہ کنٹری کلب میں کام کرنے والا ڈرائیور والٹر سیلڈ 20 اپریل 27ء کو مسز ڑینتھم کو سینٹ ہلڈا کے یتیم خانے کیوں لے کر گیا تھا......؟ اور وہ بھی کیتھی کی ایک ہم عمر بچی کے ساتھ......! اور جب وہ یتیم خانے سے رُخصت ہوئی تو وہ بچی اس کے ساتھ نہیں تھی۔ کیوں......؟ اور ہم جج سے مس بین سن کے اکاؤنٹ کی چھان بین کی درخواست کریں گے تو یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اسی وقت سے مسز ڑینتھم کی طرف سے مس بین سن کو باقاعدہ رقوم کی ادائیگی کا سلسلہ شروع ہوا۔ یعنی مس راس کے یتیم خانے میں رجسٹریشن کے فوراً بعد سے۔ اور یہ ہم جانتے ہی ہیں کہ بینکرز کے احکامات مس بین سن کی موت کے فوراً بعد ہی کینسل ہوئے۔ دو اور دو چار کرنا تو سب کو آتا ہے۔''

چارلی کو ضرورت سے زیادہ بولتے دیکھ کر بیوراسٹاک نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکنے کی کوشش کی۔

لیکن برکن شا کے ہونٹوں پر بے رحم سی مسکراہٹ تھی۔

''وکیل کے پاس تو تم بعد میں جاؤ گے سر چارلس......! مگر اس کے

بتانے سے پہلے میں چند اہم باتیں بغیر کسی فیس کے تمہیں سمجھا سکتا ہوں۔ پہلی یہ کہ یہ ایک قانونی کیس ہے، ریاضی کا پہلی جماعت کا کوئی سوال نہیں۔ قانون میں دو جمع دو برابر چار کی کوئی اہمیت نہیں۔ وہاں تو ٹھوس ثبوت درکار ہوتے ہیں۔ میرے موکل نے مجھے بتایا ہے کہ آج سے پہلے اس نے کبھی مس بین سن کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ دوسری بات یہ کہ جب تک برطانیہ اور آسٹریلیا میں بیک وقت کسی جرم کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو، اس وقت تک ہمارا کوئی جج آسٹریلیا کے کسی بینک اکاؤنٹ میں دخل اندازی نہیں کرسکتا۔ مزید برآں سر چارلس.....! تمہارے جو تین اہم ترین گواہ ہیں، ان میں سے دو تو قبر میں پہنچ چکے ہیں، اور تیسرا گواہ والٹر سلیڈ گواہی دینے کے لئے ہرگز یہاں نہیں آئے گا۔ اور قانوناً عدالت اسے حاضر ہونے کے لئے سمن بھی نہیں جاری کرسکتی۔ یہ ہے اصل صورتِ حال.....!''

''اور اب ہم تمہارے دعوے کا جائزہ لیتے ہیں سر چارلس.....! اگر میرا موکل اپنی آں جہانی ماں کی طرف سے سوالوں کا جواب دینے کے لئے عدالت کے کٹہرے میں نہیں آتا تو جیوری کو اس پر نہ حیرت ہوگی، نہ کوئی اعتراض۔ وہ اپنی ماں کی طرف سے کیسے جواب دے سکتا ہے.....؟ اس کا نہ اپنی ماں پر کوئی زور تھا، نہ وہ اس سے اس کے کسی فعل یا اقدام کے بارے میں وضاحت کا حق رکھتا تھا۔ اور اس کیس میں دعویدار کا یہ حال ہے کہ جس صورتِ حال پر بحث ہو رہی ہے، اسے اس کے بارے میں کچھ یاد ہی نہیں۔ میں نہیں سمجھتا سر چارلس.....! کہ کوئی بھی وکیل یہ کیس لڑ سکتا ہے.....؟ مس راس کو تو خود یتیم خانے کے بارے میں، بلکہ آسٹریلیا میں اپنی زندگی کے بارے میں کچھ بھی یاد نہیں۔ وہاں مسز ٹریتھم اور مس بین سن کے درمیان کیا معاملات ہوئے.....؟ یہ نہیں بتاسکتیں۔ یہ تو بس اتنا ہی کہہ سکیں گی کہ..... مجھے کچھ یاد نہیں..... میں کچھ

نہیں جانتی.....!''

''سر چارلس.....! اگر تم عدالت میں جاتے ہو تو ہمیں تو بہت خوشی ہوگی۔ کیونکہ وہاں صرف تمہارا مضحکہ اُڑے گا، تم صرف تمسخر کا نشانہ بنو گے۔ اور شاید دو پیشیوں کی بھی نوبت نہیں آئے گی۔''

بیوراسٹاک کے چہرے پر نظر ڈالتے ہی چارلی کو احساس ہوگیا کہ اس شکست ہوگئی ہے۔ اس نے سر گھما کر کیتھی کی طرف دیکھا۔ لیکن اس کے چہرے پر وہی تاثر تھا، جو مسلسل ایک گھنٹے سے وہ دیکھ رہا تھا۔

بیوراسٹاک نے اپنا چشمہ اُتارا اور بڑے انہماک سے اس کے شیشے صاف کرنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے اپنا رومال کوٹ کی اوپری جیب میں رکھا اور بولا۔

''سر چارلس.....! میں نہیں سمجھتا کہ اس معاملے میں ہمیں عدالت کا وقت ضائع کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ بے سود ہے۔ سچ پوچھیں تو اس معاملے کو عدالت میں لے جانا میری غیر ذمہ داری ہوگی۔ یہ الگ بات کہ مس راس اپنی شناخت کے سلسلے میں کوئی نیا ثبوت پیش کرسکیں۔''

یہ کہہ کر وہ کیتھی کی طرف مڑا۔

''مس راس.....! آپ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گی.....؟''

کمرے میں موجود چاروں افراد کی توجہ اب کیتھی پر تھی۔

کیتھی اپنے ٹھوڑی کے نیچے انگوٹھے کے ساتھ والی اُنگلی کو انگوٹھے سے جیسے سہلا رہی تھی۔

''میں معافی چاہتا ہوں مس راس.....!''

بیوراسٹاک نے کہا۔

''میں یہ سمجھتا تھا کہ آپ مجھے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی

ہیں۔"

"معافی تو مجھے مانگنی چاہئے مسٹر بیوراسٹاک......!"

کیتھی نے کہا۔

"یہ میری عادت ہے۔ جب بھی میں نروس ہوتی ہوں، ایسا ہی کرتی ہوں۔ مگر اس وقت میرا ہاتھ اس واحد جیولری سے ٹکرایا، جو میرے والد نے مجھے دی تھی۔"

"جیولری......؟ والد کی دی ہوئی......؟"

بیوراسٹاک نے دہرایا۔ اس کے لہجے میں کچھ بے یقینی تھی۔

"جی ہاں......!"

کیتھی نے اپنے بلاؤز کا اوپری بٹن کھولا اور وہ میڈل باہر نکالا جو سونے کی زنجیر سے منسلک تھا۔

"یہ تمہیں تمہارے والد نے دیا تھا......؟"

چارلی نے کیتھی سے پوچھا۔

"جی ہاں......! یہی تو ایک یاد ہے ان کی میرے پاس......!"

"ذرا یہ نیکلس مجھے دکھانا پلیز......!"

بیوراسٹاک نے کہا۔

"جی ضرور......!"

کیتھی نے وہ زنجیر نکال کر چارلی کی طرف بڑھا دی۔ چارلی نے چند لمحے بہت غور سے اس کا جائزہ لیا اور پھر اسے مسٹر بیوراسٹاک کی طرف بڑھا دیا۔

"میں کوئی ماہر تو نہیں ہوں، لیکن وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ملٹری کراس کی تصغیری نقل ہے۔"

چارلی نے تبصرہ کیا۔

"میرا خیال ہے کہ گائی ٹرینتھم کو ملٹری کراس دیا گیا تھا۔"

"جی ہاں......!"

برکن شا نے جواب دیا۔

"اور اس نے ہارو میں تعلیم حاصل کی تھی۔ لیکن اگر کوئی اسکول کی ٹائی گلے میں باندھ لے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوگا کہ وہ گائی ٹرینتھم کا بھائی ہے......؟ یہی صورتِ حال اس میڈل کی بھی ہے، اور اسے ثبوت کے طور پر عدالت بھی قبول نہیں کرے گی۔ کیونکہ ایسے تو سینکڑوں میڈل یہاں موجود ہیں۔ یہ میڈل تو لندن کے کسی بھی جنک شاپ سے خریدا جا سکتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ گائی ٹرینتھم کے حوالے سے اپنا کیس مضبوط بنانے کے لئے مس راس نے ایسا ہی کیا ہو......؟ یہ ترکیب بہت پرانی ہو چکی ہے سر چارلس......!"

"میں آپ کو یقین دلاتی ہوں مسٹر برکن شا......! کہ یہ جو میڈل میرے پاس ہے، یہ میں نے کسی جنک شاپ سے نہیں خریدا۔ یہ مجھے میرے والد نے اس وقت دیا تھا، جب میں بہت چھوٹی تھی۔"

کیتھی اب براہِ راست نیجل کے وکیل سے مخاطب تھی، اور وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہی تھی۔

"ممکن ہے، وہ اسے پہننے کے حق دار نہ ہوں، لیکن میں نے بچپن سے اب تک اسے خود سے جدا نہیں کیا ہے۔"

"یہ میرے بھائی کا میڈل ہو ہی نہیں سکتا۔"

نیجل ٹرینتھم نے پہلی بار زبان کھولی۔

"اور سب سے بڑی بات یہ کہ میں یہ بات ثابت بھی کر سکتا ہوں۔"

"تمہیں پورا یقین ہے......؟"

برکن شا نے کہنا چاہا۔

لیکن اس بار نیجل نے اس کے بازو پر اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈال کر اسے خاموش کرا دیا۔

''میں یہ بات آپ پر بغیر کسی ابہام کے ثابت کر دوں گا مسٹر بیور اسٹاک......!''

نیجل نے اپنی بات جاری رکھی۔

''......کہ اس میڈل سے میرے بھائی کا کبھی تعلق نہیں رہا، نہ ہی اس نے کبھی یہ پہنا......!''

''کیسے ثابت کریں گے آپ......؟''

بیوراسٹاک نے کہا۔

''گائی کا میڈل ایک اعتبار سے بے حد منفرد تھا۔ میری والدہ نے میڈل ملتے ہی اسے اسپنکس اسٹور بھجوا دیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ میڈل کے نچلے سرے پر گائی کے نام کے حروف کندہ کر دیئے جائیں۔ وہ حروف اتنے باریک ہیں کہ انہیں محدب عدسے کی مدد کے بغیر دیکھنا ممکن نہیں۔ اور جو میڈل گائی کا تھا، وہ آج بھی ہمارے آبائی مکان کے مینٹل پیس پر آویزاں ہے۔ اگر میری ماں نے اس کی کوئی نقل بنوائی ہوتی تو گائی کے نام کے حروف اس پر بھی کندہ کرائے ہوتے۔''

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

بیوراسٹاک نے اپنی میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ہاتھ دانت کے ہینڈل والا محدب عدسہ نکالا، جو دیکھنے سے ہی بہت طاقتور لگ رہا تھا۔ اس نے میڈل کو روشنی میں رکھا اور محدب عدسے کی مدد سے اس کا جائزہ لینے لگا۔

چند منٹ کے بعد اس نے نیجل ٹرینتھم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم نے بالکل ٹھیک کہا اور تمہاری بات ثابت بھی ہوگئی۔''

یہ کہہ کر اس نے میڈل اور محدب عدسہ برکن شا کی طرف بڑھا دیا۔

برکن شا نے بھی چند منٹ میڈل کا جائزہ لیا...... پھر کیتھی کے سامنے احتراماً سر تھوڑا سا ختم کرتے ہوئے وہ میڈل اسے واپس کر دیا۔ پھر وہ نیجل کی طرف مُڑا۔

''کیا تمہارے بھائی کے نام کے حروف GFT تھے......؟''

''جی ہاں......! اور نام گائی فرانس ٹرینتھم......!''

''تو اب میں اس کے سوا کیا کہہ سکتا ہوں کہ کاش تم نے اپنا منہ بند رکھا ہوتا......؟''

''کیا مطلب......؟''

''مطلب یہ کہ کیتھی راس درحقیقت تمہارے بھائی گائی ٹرینتھم کی بیٹی اور تمہاری بھتیجی ہے...... اور اس کا دعویٰ سچا ہے۔''

نیجل ٹرینتھم نے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔

☆☆☆

بیکی کی کہانی......خود اُس کی زُبانی

(1964ء تا 1971ء)

اس رات چارلی آندھی طوفان کی طرح ڈرائنگ روم میں آیا تھا، اور اس کے بولنے کی رفتار بھی آندھی طوفان جیسی ہی تھی۔ اس روز پہلی بار مجھے یقین آیا کہ گائی ٹرینتھم مر چکا ہے۔

اس لمحے مجھے پہلی بار صحیح معنوں میں احساس ہوا کہ میں چارلی سے کتنی محبت کرتی ہوں۔ میں نے زندگی میں چار مردوں سے مختلف انداز میں محبت کی تھی...... میرے پاپا...... گائی ٹرینتھم ...... چارلی ٹرمپر...... اور میرا ڈینیل۔ لیکن چارلی کی محبت ان سب پر بھاری تھی۔

وہ مجھے اپنی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی کا احوال سنا رہا تھا......!

مسٹر ہیوراسٹاک کے دفتر میں ہونے والی اس فیصلہ کن میٹنگ کے بعد جس نے پورے منظر کو تبدیل کر کے رکھ دیا تھا، دو ہفتوں کے اندر اندر نیجل ٹرینتھم کمپنی کے تمام حصص مارکیٹ ریٹ پر فروخت کرنے پر رضامند ہو گیا تھا۔ اس کی ایک وجہ تو حصص پر ہونے والا 8 فیصد منافع تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ

ہارڈکیسل جاگیر اب متنازعہ ہو گئی تھی، اور وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے محروم بھی ہو سکتا ہے۔

ہارڈکیسل ٹرسٹ کی طرف سے مسٹر ہیوراسٹاک نے اس کے تمام حصص خرید لئے تھے۔ ان کی مالیت 70 لاکھ پاؤنڈ سے کچھ اوپر تھی۔ بوڑھے وکیل نے چارلی کو ٹرمپرز کے بورڈ کی خصوصی میٹنگ طلب کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ جو کچھ ہوا ہے، اس کے بارے میں بورڈ کے اراکین کو آگاہ کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔

''اس کے علاوہ 14 دن کے اندر اندر اس سودے کے بارے میں دوسرے تمام اسٹاک ہولڈرز کو تحریری طور پر مطلع کرنا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔''

اس نے چارلی سے کہا تھا۔

میں بے چینی سے بورڈ کے اس اجلاس کی منتظر تھی۔ ایسی بے چینی میں پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔

اجلاس کی صبح میں ہی وہاں سب سے پہلے پہنچی تھی۔ لیکن تین منٹ کے اندر اندر باقی تمام اراکین بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ حالانکہ اجلاس شروع ہونے کا وقت ابھی کافی دُور تھا۔

اس کا مطلب تھا کہ سبھی میری طرح بے چین تھے۔

بالآخر ٹھیک دس بجے چیئرمین نے اجلاس کا آغاز کیا۔

جیسیکا کے سامنے پچھلے اجلاس کی تحریری تفصیل موجود تھی۔

''کچھ لوگ جو غیر حاضر ہیں، ان کی طرف سے کوئی معذرت......؟''

چارلی نے جیسیکا سے پوچھا۔

''جی ہاں......! ایسے تین افراد ہیں۔ نیجل ٹرینتھم، راجر گبز اور ہیوز

لینڈ۔"

جیسیکا نے اپنا لہجہ بے تاثر رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اپنی خوشی چھپانے میں ناکام رہی تھی۔

"شکریہ......! اب پچھلے اجلاس کے منٹس پر بات ہو جائے......!"

چارلی نے کہا۔

"اگر میں ان پر دستخط کر کے انہیں سرکاری ریکارڈ بنا دوں تو کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔"

میں نے وہاں موجود تمام اراکین کے چہروں کو دیکھا۔ وہ سب اپنے سامنے رکھے منٹس کی کاپی کو ٹٹول رہے تھے۔ ڈیفن زرد لباس میں بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔ ٹم نیومین کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح گہری سنجیدگی تھی۔ س نے سر کو ہلکی سی جنبش دی۔ سائمن نے اپنے سامنے رکھے پانی کے گلاس سے ایک طویل گھونٹ لیا۔ مجھ سے اس کی نظر ملی تو اس نے گلاس کو یوں بلند کیا، جیسے کامیابی کا جام تجویز کر رہا ہو۔ نیڈ ڈینگ نے برابر بیٹھے ہوئے باب سیکنز سے کچھ کہا، جس پر دونوں مسکرائے۔ جبکہ کیتھی نے قلم اُٹھا کر آئٹم نمبر دو کو نشان زد کیا۔ وہاں صرف پال میرک ہی ایسا تھا، جو کھسیایا ہوا لگ رہا تھا۔

میں نے اپنی توجہ دوبارہ چارلی پر مرکوز کر لی۔

پچھلے اجلاس کی کارروائی پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ چنانچہ جیسیکا نے اس اجلاس کے اوریجنل کاغذات چارلی کی طرف بڑھا دیے۔

چارلی نے ان پر دستخط کر دیے۔

میں نے دیکھا۔ گزشتہ فیشن کے آخر میں بورڈ نے چارلی کے لئے جو ہدایات لکھوائی تھی، چارلی انہیں پڑھ کر مسکرایا۔ مجھے بھی وہ ہدایات یاد تھیں۔

"چیئرمین کو چاہئے کہ مسٹر نجبل کے ساتھ افہام و تفہیم کے ذریعے کوئی

ایسا حل نکالیں، جس کے تحت ٹرمپرز کا ٹیک اوور منظم اور مضبوط طریقے سے ممکن ہو سکے۔

یعنی پچھلے اجلاس کے دوران ہم بہت مجبور اور لاچار تھے۔ معاملات ہمارے ہاتھ سے نکل کر نجبل کے ہاتھ میں چلے گئے تھے، اور ہم اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہمارے سامنے اُمید کی کوئی موہوم سی کرن بھی نہیں تھی۔ ہماری کمپنی ہمارے ہاتھ سے نکلنے والی تھی۔

لیکن اب صورتِ حال بالکل اُلٹ گئی تھی......!

"گزشتہ منٹس کے حوالے سے اُبھر کر سامنے آنے والے معاملات کے بارے میں کسی کو کچھ کہنا ہے......؟"

چارلی نے کہا۔

لیکن کوئی کچھ نہیں بولا۔ سب خاموش تھے۔

چارلی نے ایجنڈے پر نگاہ ڈالی۔

"آئٹم نمبر چار...... مستقبل میں......"

مگر اسی وقت اچانک سب نے بیک وقت بولنا شروع کر دیا۔

بڑی مشکل سے سب کو خاموش کرایا گیا۔ جب کچھ خاموشی ہوئی تو چارلی نے تجویز پیش کی۔

"میرے خیال میں یہ مناسب رہے گا کہ چیف ایگزیکٹیو اب تک پیش آنے والے تمام واقعات اور معاملات کو ترتیب سے بتائیں......!"

کورس میں شکریہ کی آوازیں اُبھریں۔ ان میں میری آواز بھی شامل تھی۔

"تھینک یو مسٹر چیئرمین......!"

آرتھر سلیوان نے کہا اور برابر والی کرسی پر رکھے اپنے بریف کیس میں

سے کچھ کاغذات نکالے۔

تمام لوگ بے چینی سے اس کے کچھ کہنے کے منتظر تھے۔

''بورڈ کے اراکین اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ......''

بالآخر آرتھر سلیوان نے بات شروع کی۔

''......مسٹر نیجل ٹرنیتھم کے اس اعلان کے بعد کہ وہ ٹرمپرز کے ٹیک اوور کے اپنے دعوے میں دست بردار ہو رہے ہیں، کمپنی کے شیئرز کی قیمت گر گئی۔ وہ دو پاؤنڈ چار شلنگ کی قیمت سے گر کر ایک پاؤنڈ 19 شلنگ فی حصص پر آ گئی ہے۔''

''اسٹاک مارکیٹ سے ہم سبھی باخبر رہتے ہیں۔''

ڈیفن نے اچانک مداخلت کی۔

''میں تو صرف اتنا جاننا چاہتی ہوں کہ نیجل کے پاس جو حصص تھے، ان کا کیا بنا......؟''

اس پر بھی تائیدی آوازیں اُبھریں۔ لیکن ان میں میری آواز شامل نہیں تھی۔ کیونکہ مجھے اس کے متعلق سب کچھ معلوم تھا۔

''دو ہفتے پہلے مسٹر ٹرنیتھم اور مس راس کے وکلاء کے درمیان مسٹر بیوراسٹاک کی تجویز پر یہ طے پایا کہ مسٹر ٹرنیتھم کے تمام حصص ہارڈ کیسل ٹرسٹ دو پاؤنڈ ایک شلنگ فی حصص کے حساب سے خرید لے گا۔''

آرتھر نے بتایا۔

''یہ سب کچھ کیسے طے پایا......؟ کیا اس بورڈ کو یہ بتانے کی زحمت کی جائے گی......؟''

ڈیفن نے پوچھا۔

''یہ تفصیل حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے۔''

آرتھر نے کہا۔

''گزشتہ سال ٹرمپرز کے زیادہ سے زیادہ حصص خریدنے کے لئے مسٹر ٹرنیتھم نے بھاری اوور ڈرافٹ اور قرضے لئے تھے۔ اب موجودہ صورتِ حال میں ان کے پاس ان قرضوں کی ادائیگی کی کوئی صورت نہیں۔ اس لئے انہیں اپنے تمام حصص فروخت کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ وہ کل حصص کا 28 فیصد تھا۔ اور اب وہ ہارڈ کیسل ٹرسٹ کے پاس ہے۔''

''کیا واقعی......؟''

''ہاں......!''

اس بار چارلی بولا۔

''اور بورڈ کو یہ جاننے میں بھی دلچسپی ہوگی کہ گزشتہ ہفتے مجھے مسٹر ٹرنیتھم، مسٹر فالینڈ اور مسٹر گیز کی طرف سے ان کے استعفے موصول پائے۔ میں نے آپ لوگوں کی طرف سے انہیں منظور کر لیا۔''

''ہم سب کی طرف سے......! بہت خوب......!''

ڈیفن نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ کا خیال ہے کہ ہمیں وہ استعفے منظور نہیں کرنے چاہئیں تھے......؟''

چارلی نے پوچھا۔

''جی...... بالکل مسٹر چیئرمین......!''

''میں اس کی وجہ پوچھ سکتا ہوں لیڈی ولٹ شائر......؟''

''اس کی وجہ خودغرض پر مبنی ہے مسٹر چیئرمین......!''

ڈیفن نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں کوئی خاص بات تھی، جس نے بورڈ کے تمام اراکین کو اس کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا۔

"اور وہ وجہ یہ ہے کہ میں ان کی موجودگی میں انہیں بورڈ سے فارغ کرنے کا مطالبہ کرنا چاہتی تھی۔ آپ نے ان کے استعفے منظور کر کے مجھے اس لطف سے محروم کر دیا۔"

اس پر بورڈ کے تقریباً سبھی اراکین مسکرانے پر مجبور ہو گئے۔ یہ بڑی بات تھی کہ کوئی ہنسا نہیں۔

"اس تبصرے کو کارروائی میں شامل نہ کیا جائے۔"

چارلی نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔ وہ جیسیکا سے مخاطب تھا۔ پھر وہ آرتھر کی طرف مڑا۔

"شکریہ مسٹر سلیوان کہ آپ نے صورتِ حال کو اس قدر جامع اختصار کے ساتھ پیش کیا۔ اور اب میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں اس پر مزید وقت ضائع کرنا چاہئے۔ تو اب ہم آئٹم نمبر 5 کی طرف بڑھتے ہیں...... بینکنگ ہال۔"

چارلی نے کرسی کی پشت گاہ سے ٹیک لگائی۔ اس کے چہرے پر طمانیت تھی۔

کیتھی نے بینکنگ ہال کے بارے میں اعداد و شمار پیش کئے۔ اس نے بتایا کہ اس سہولت کی فراہمی کے نتیجے میں کمپنی کو معقول منافع حاصل ہو رہا ہے۔ اور یہ یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ مستقبل قریب میں یہ منافع اور بڑھے گا۔

"میں سمجھتی ہوں کہ وقت آیا ہے......"

اس نے مزید کہا۔

"......کہ ٹرمپرز کو اپنے مستقل اور بڑے گاہکوں کے لئے کریڈٹ کارڈ بھی جاری کرنے چاہئیں، کیونکہ......"

میں سحر زدہ سی اس کے گلے میں جھولتے تصغیری ملٹری کراس کو دیکھ

رہی تھی، جو سنہری زنجیر سے منسلک تھا، جو اس کی گردن میں پڑی تھی۔ یہی وہ گم شدہ کڑی تھی، جس کے موجود ہونے کے بارے میں مسٹر رابرٹس بے حد یقین سے کہتے تھے۔ کیتھی کو اب بھی لندن آکر کام کرنے سے پہلے کی اپنی زندگی کے بارے میں بہت کم یاد تھا۔ لیکن مجھے بہرحال ڈاکٹر آٹکنس کی اس بات سے اتفاق تھا کہ ہمیں یہ سب بھول کر اسے مستقبل پر اپنی توجہ مرکوز کرنے کا موقع دینا چاہئے۔

ہم میں سے کسی کو بھی اس پر شک نہیں تھا کہ جب کبھی کمپنی کو نئے چیئرمین کا انتخاب کرنا پڑا تو اس کے لئے ہمیں کہیں دُور دیکھنے کی ضرورت پڑے گی۔ مجھے فکر بس یہ تھی کہ موجودہ چیئرمین کو کیسے اس بات پر قائل کیا جائے کہ اب کمپنی کی باگ ڈور کس جوان ہستی کو سونپنے کا وقت آ گیا ہے۔

یہ کس اعتبار سے بھی کوئی آسان کام نہیں تھا......!

"آپ کو اس کے اخراجات کی بالائی حد کے بارے میں کوئی خدشہ ہے مسٹر چیئرمین......!"

کیتھی کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ وہ یہ بات چارلی سے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں......! بالکل نہیں......! مجھے یہ اپیل کر رہا ہے۔"

خلافِ معمول چارلی کے لہجے میں یقین کی کمی محسوس ہوئی۔

"مجھے یقین نہیں ہے مسٹر چیئرمین......! کہ میں اس معاملے میں آپ سے اتفاق کر سکتی ہوں۔"

ڈیفن نے کہا۔

"اس کی کوئی وجہ بھی ہوگی لیڈی وائٹ شائر......؟"

"بالکل ہے......! ایک تو یہ کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ پچھلے دس منٹ

کے دوران جو کچھ کہا گیا، آپ نے اس پر بالکل دھیان نہیں دیا، بلکہ شاید اسے سنا ہی نہیں۔"

ڈیفن نے کہا۔

"اور جو آپ نے سنا ہی نہیں، اس سے آپ متفق کیسے ہو سکتے ہیں......؟"

"سوری......! میں اعتراف کرتا ہوں کہ میرا دھیان اس وقت دُنیا کے ایک اور حصے کی طرف تھا۔"

چارلی نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"تاہم میں اس سلسلے میں کیتھی کی تیار کی ہوئی تفصیلی رپورٹ کا پہلے ہی جائزہ لے چکا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اخراجات کی بالائی حد ہر گاہک کے لئے مختلف ہوئی...... اس کی کریڈیٹ ریٹنگ کے مطابق۔ اور میرا خیال ہے کہ ہمیں مستقبل میں شہر کے تربیت یافتہ نئے ملازم رکھنے ہوں گے۔ اس سلسلے میں تفصیلی تجاویز مکمل لائحہ عمل سمیت اگلے اجلاس میں بورڈ کے سامنے پیش کی جائیں گی۔"

یہ کہہ کر وہ کیتھی کی طرف مُڑا۔

"کیا یہ ممکن ہو سکے گا مس راس......؟"

"جی ضرور......! میں اگلے اجلاس سے ایک ہفتہ پہلے ہی یہ سب تیار کرلوں گی۔"

"شکریہ......! اب آئٹم نمبر 6...... اکاؤنٹس......!"

چارلی نے کہا۔

آرتھر سلیوان نے ترتیب وار ہر ڈیپارٹمنٹ کے اعداد و شمار پیش کئے۔

میں اس کی بات بڑی توجہ سے سن رہی تھی۔ لیکن کیتھی کی معاملہ فہمی نے مجھے

یہاں بھی حیران کیا۔ جہاں ضروری ہوا، کوئی کمی نظر آئی، اس نے سوالات اُٹھائے، اعتراضات کئے اور شافی جواب ملے بغیر دستبردار نہیں ہوئی۔ یہ خوبی ڈیفن میں بھی تھی۔ لیکن کیتھی کی اپروچ ماہرانہ اور پیشہ ورانہ تھی۔

"65ء کے لئے ہمارا متوقع منافع کیا ہوگا......؟"

اس نے پوچھا۔

"9 لاکھ 20 ہزار پاؤنڈ کا تخمینہ ہے ہمارا......!"

آرتھر نے جواب دیا۔

اس وقت میں نے فیصلہ کرلیا کہ چارلی کو اس کے ریٹائرمینٹ پر کیسے قائل کرنا ہوگا۔

کیتھی نے دو ایک سوال اور کئے۔ لیکن آرتھر بھی اپنے کام کا ماہر تھا۔

"شکریہ مسٹر سلیوان......!"

"اور اب آئٹم نمبر 7......!"

چارلی نے اعلان کیا۔

"اور وہ ہے بورڈ کے ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے مس کیتھی راس کی تقرری......!"

چارلی نے کہا اور اپنا چشمہ اُتار کر ایک طرف رکھا۔

"میں نہیں سمجھتا کہ اس سلسلے میں قائل کرنے کے لئے مجھے کسی طویل تقریر کی ضرورت......"

"جی...... میں متفق ہوں۔"

ڈیفن نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی تائید کردی۔

"اس آئٹم کے تحت میں ڈپٹی چیئرمین کے عہدے کے لئے مس راس کا نام تجویز کرتی ہوں۔"

"اور میں اس کی تائید کرتا ہوں۔"

آرتھر سلیوان نے کہا۔

چارلی کا حیرت سے کھلا ہوا منہ دیکھ کر میں مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔

اس کے باوجود چارلی نے اراکین کو دعوت دی۔

"جو اس تجویز کے حق میں ہوں، اپنے ہاتھ بلند کریں......!"

میں نے بھی اپنا ہاتھ بلند کر دیا۔

صرف ایک ڈائریکٹر ایسا تھا، جس کا ہاتھ میز پر رکھا رہا۔

کیتھی اُٹھی اور اس نے اظہارِ تشکر کے لئے مختصر سی تقریر کی۔

"بورڈ کے اراکین نے مجھ پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہے، میں اس پر ان کی بے حد شکر گزار ہوں۔ اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ پوری سچائی، دیانتداری، خلوص اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس اعتماد پر پورا اُترنے کی کوشش کروں گی۔ میرے پیش نظر ہمیشہ کمپنی کا مستقبل رہے گا۔"

"آخری آئٹم......! متفرقات......؟"

چارلی نے پکارا۔

"ہاں......!"

ڈیفن نے کہا۔

"وہ مسرت جو مجھے مس راس کا نام ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے تجویز کرنے پر حاصل ہوئی، اس کے بعد میں اب سمجھتی ہوں کہ میرے لئے بورڈ سے استعفیٰ دینے کا وقت بھی آ گیا ہے۔"

چارلی یہ سن کر سکتے میں رہ گیا۔ کچھ دیر تو وہ کچھ بول ہی نہیں سکا۔

دوسرے لوگوں کی بھی یہی کیفیت تھی۔

پھر چارلی نے خود کو سنبھالتے ہوئے ڈیفن سے پوچھا۔

"لیکن کیوں......؟"

"کیونکہ اگلے ماہ میں 65 سال کی ہو جاؤں گی مسٹر چیئرمین......! اور میں سمجھتی ہوں کہ اس عمر کو پہنچنے کے بعد ہر آدمی کو آنے والے نئے خون کے لئے جگہ خالی کر دینی چاہئے۔"

"اب اس کے بعد......"

چارلی نے کہنا شروع کیا۔

ہم میں سے کوئی بھی اسے اس طویل اور جذباتی تقریر سے نہیں روک سکتا تھا۔ خاص طور پر اس لئے کہ وہ ہم سب کی ترجمانی کر رہا تھا۔ اس کی ہر بات ہمارے دلوں کو چھو رہی تھی۔

اس کی تقریر ختم ہوئی تو کانفرنس ہال تالیوں سے گونج اُٹھا۔

تالیوں کی گونج ختم ہوئی تو ڈیفن اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں آپ سب لوگوں کی بہت شکر گزار ہوں۔ درحقیقت صرف 60 پاؤنڈ کی سرمایہ کاری پر اتنے زیادہ منافع کی اُمید رکھی ہی نہیں جا سکتی۔ اور اس منافع میں سب سے بھاری آپ لوگوں کی محبتیں ہیں۔"

☆☆☆

ڈیفن کے کمپنی چھوڑنے کے بعد جب بھی کسی حساس معاملے پر بحث ہوئی تو بورڈ کے اجلاس کے بعد چارلی نے اعتراف کیا کہ اسے ڈیفن کی کمی بڑی شدت سے محسوس ہوئی، کیونکہ وہ معاملات کو ان زاویوں سے دیکھتی تھی، جن کو عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

"میں سوچتی ہوں کہ جب میں استعفیٰ دوں گی تو کیا تم میری زبان درازی اور زبان کی کاٹ کی کمی بھی اسی طرح محسوس کرو گے......؟"

میں نے اس سے پوچھا۔

''یہ تم کیسی بات کر رہی ہو بیکی......؟''

''دو تین سال بعد میں بھی 65 سال کی ہو جاؤں گی، اور پھر میں بھی ڈیفن کی پیروی کروں گی۔''

''لیکن......!''

''لیکن ویکن کچھ نہیں چارلی......!''

میں نے اس کی بات کاٹ دی۔

''دُکان نمبر 1 اب مستحکم ہو چکی ہے۔ میں کرسٹی گیلری سے رچرڈ کارٹ وائٹ کو توڑ کر لائی۔ تب سے وہاں بہتری ہی بہتری ہے۔ اور ویسے بھی میں سمجھتی ہوں کہ رچرڈ کو مرکزی بورڈ میں مقام ملنا چاہئے...... میری جگہ۔ دیکھو نا...... بغیر کسی کریڈٹ کے وہاں کی تمام ذمہ داری وہی اُٹھا رہا ہے۔ اس کا حق بنتا ہے۔''

''میں تمہیں ایک بات بتا دوں......!''

چارلی نے ہٹیلے پن کا مظاہرہ کیا۔

''میرا استعفیٰ دینے کا کوئی ارادہ نہیں، چاہے میں ستر سال کا ہو جاؤں۔''

☆☆☆

65ء کے دوران ہم نے تین نئے ڈیپارٹمنٹ شروع کئے۔ ان میں سے ایک ''ٹین ایجرز'' تھا۔ اس کی خصوصیت فیشن کے ملبوسات اور مقبول موسیقی تھی۔ اس کے ساتھ اس کی اپنی کافی شاپ بھی تھی۔ ایک ٹریول ایجنسی تھی۔ بیرونِ ملک چھٹیاں گزارنے کے خواہش مند گاہکوں کے لئے وہ بڑی پسندیدہ

سہولت ثابت ہوئی۔ اور تیسرا گفٹ ڈیپارٹمنٹ تھا۔ ان مردوں کے لئے جن کے پاس سب کچھ ہے، جو کچھ بھی خرید سکتے ہیں...... یہ اس تیسرے ڈیپارٹمنٹ کا سلوگن تھا۔

چارلی پرانے خیالات کا ہونے کی وجہ سے ان مہنگے اضافوں کے خلاف تھا۔

''فورڈ کا نظریہ ہے کہ آدمی کو اس چیز میں سرمایہ کاری نہیں کرنی چاہئے جو کھانے والی ہو، یا جسے بار بار رنگ و روغن کی ضرورت پڑے۔''

اس نے مجھے دلیل دی۔

لیکن آرتھر سلیوان اور دیگر ڈائریکٹرز کے خیال میں بدلتے وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونا کاروباری کامیابی کے لئے ضروری تھا۔ اس لئے چارلی کی مزاحمت بہت موہوم ثابت ہوئی۔

☆☆☆

میں نے اپنا وعدہ، جو چارلی کے نزدیک دھمکی تھا، پورا کیا۔ اپنے 65 ویں برتھ ڈے کے تین ماہ بعد میں نے بورڈ سے استعفیٰ دے دیا۔ اب پرانے ڈائریکٹرز میں صرف چارلی ہی رہ گیا تھا۔

زندگی میں پہلی بار میں نے چارلی کا یہ اعتراف سنا کہ اب اسے اپنی بڑھتی عمر کا احساس ہونے لگا ہے۔ ہر بار گزشتہ اجلاس کے منٹس پر دستخط کرتے ہوئے وہ ڈائریکٹرز پر طائرانہ نگاہ ڈالتا تو اسے احساس ہوتا کہ ان کے اور اس کے درمیان اقدارِ مشترک تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ڈیفن کے نزدیک وہ کرنٹ سے مالا مال لوگ تھے۔ ان میں سے ہر کوئی اپنے میدان کا شہ سوار تھا۔ اپنے اپنے کام میں ماہر۔ سب کچھ تھا، لیکن ان میں سے کسی کو گاہکوں کے

مفادات کی فکر نہیں تھی، نہ ہی وہ گاہکوں سے کوئی قلبی یا جذباتی وابستگی محسوس کرتے تھے، جو چارلی کا طرۂ امتیاز تھا۔

ان کی توجہ کا مرکز صرف اور صرف سرمایہ تھا۔ خسارے سے کیسے بچا جائے......؟ کم سے کم شرح سود پر قرض کہاں سے اور کیسے حاصل کیا جائے......؟ وہ چارلی کی منظوری کے بغیر اپنے لئے کمپیوٹر خرید لیتے، کیونکہ ان کے خیال میں وہ کمپنی کی ضرورت تھی۔ وہ گاہکوں کی فکر کرنے کے بجائے منافع کی فکر کرتے تھے۔

''میں ان کا کیا کروں......؟''

ایک اجلاس کے بعد چارلی نے بے بسی سے کہا۔

اس اجلاس کے دوران اسے منہ کھولنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔

میں نے جو مشورے دیئے، انہیں سن کر اس کا منہ بن گیا۔

اگلے ماہ کمپنی کی جنرل میٹنگ میں آرتھر سلیوان نے اعلان کیا کہ 66ء کے دوران ٹیکس نکالے بغیر کمپنی کا منافع 10 لاکھ 78 ہزار 6 سو پاؤنڈ ہوگا۔

میں اور چارلی پہلی صف میں بیٹھے تھے۔ چارلی نے میری طرف دیکھا تو میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چارلی آخری آئٹم......متفرقات کا انتظار کرتا رہا۔ اور جب وہ موقع آیا تو اس نے کھڑے ہو کر اعلان کیا۔

''خواتین وحضرات......! میرے خیال میں وقت آگیا ہے کہ میں استعفیٰ دے دوں۔''

سب لوگ یہ سن کر گنگ رہ گئے۔

''میں سمجھتا ہوں کہ دُنیا کے اس سب سے بڑے ٹھیلے کو دھکیل کر 70ء کی دہائی میں لے جانے کے لئے جوان اور مضبوط بازوؤں کی ضرورت

ہے۔ میں اپنی ناتوانی کا اعتراف کرتا ہوں۔''

پھر اس پر بہت تبصرے ہوئے......!

''یہ ایک عہد کا خاتمہ ہے......!''

کسی نے کہا۔

''سر چارلس کا کوئی متبادل نہیں ہے......!''

''یہ کمپنی اب کبھی پہلے جیسی نہیں ہوگی......نہیں رہے گی......!''

سب کچھ کہا گیا۔ لیکن کسی نے بھی چارلی سے یہ نہیں کہا کہ وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔

بیس منٹ بعد چارلی نے اجلاس ختم ہونے کا آخری اعلان کیا۔

☆☆☆

''لافیور گیلری سے کسی مسٹر کورکران کا فون تھا۔''

جیسیکا ایلن نے نئی چیئر پرسن کو اطلاع دی۔

''وہ کہہ رہے تھے کہ انہوں نے آپ کی ایک لاکھ دس ہزار پاؤنڈ کی پیش کش قبول کر لی ہے۔''

کیتھی مسکرائی۔

''تو اب صرف یہ کمی رہ گئی ہے کہ ہم کسی ایک تاریخ پر متفق ہو جائیں اور پھر دعوت نامے جاری کر دیئے جائیں۔''

اس نے کہا۔ پھر بولی۔

''جیسیکا......! پلیز بیکی سے میری بات کراؤ فون پر......!''

ٹرمپرز کی تیسری چیئر پرسن بلامقابلہ منتخب ہونے کے بعد کیتھی نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ چارلی کو کمپنی کا تاحیات صدر بنا دیا جائے اور اس کے

اعزاز میں گراس ویز ہوٹل میں ڈنر کا اہتمام کیا جائے۔

اس ڈنر میں ٹرمپرز کے تمام اسٹاف اور ان کی فیملی کے علاوہ چارلی اور بیکی کے ان تمام دوستوں کو مدعو کیا جانا تھا، جو انہوں نے تقریباً سات دہائیوں کے دوران بنائے تھے۔ یوں اس دعوت کے شرکاء کی تعداد 1770 تھی۔

اسی رات چارلی نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے اپنی نشست سنبھالی۔

کھانا اس قدر پرُتکلف اور شاندار تھا کہ پرسی جیسا آدمی بھی تنقید کا کوئی پہلو تلاش نہ کر سکا۔ کھانے کے بعد چارلی کو برانڈی کا جام اور ٹرمپرز کا سگار پیش کیا گیا تو اس نے بیکی سے سرگوشی میں کہا۔

”کاش تمہارے والد یہ سب دیکھ پاتے......؟“

”لیکن وہ صرف اس صورت میں شرکت کرتے کہ کھانے کے تمام آئٹم ان کی بیکری سے حاصل کیے جاتے۔“

بیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اچانک سنجیدہ ہوگئی۔

”کاش......! ڈینیل بھی موجود ہوتا......؟“

چند لمحے بعد کیتھی کھڑی ہوئی اور اس نے تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد کسی کو شبہ نہیں رہا ہوگا کہ انہوں نے کمپنی کے لئے مناسب ترین چیئرپرسن کا انتخاب کیا ہے۔ وہ چارلی کا بہترین متبادل تھی۔

تقریر کے بعد کیتھی نے کمپنی کے بانی اور تاحیات صدر کا نام جامِ صحت تجویز کیا۔

تالیوں کی گونج دیر تک رہی۔

تالیاں تھمیں تو کیتھی نے دھیمے لہجے میں چارلی سے کہا۔

”یہ تمہاری ان تمام قربانیوں کے جواب میں ہم سب کا حقیر سا اظہارِ تشکر ہے، جو تم نے نہایت مشکل اور نامساعد حالات میں کمپنی کی بقاء کے لئے پیش کیں۔“

پھر کیتھی نے چارلی کو ایک پینٹنگ پیش کی۔ چارلی نے بڑے اشتیاق سے پیکنگ کھولی۔ لیکن اس تحفے نے اسے حیران کر دیا۔ اس کا منہ حیرت سے کھلا اور اس کا سگار میز پر گر گیا۔ وہ بے یقینی سے تصویر کو دیکھتا رہا۔

یہ وہ تصویر تھی، جسے وہ ٹرمپرز کو بچانے کے لئے فروخت کرنے پر مجبور ہوگیا تھا، جو اسے بہت محبوب تھی۔

اتنی دیر میں حاضرین کی طرف سے تقریر کا مطالبہ زور پکڑ گیا۔

چارلی نے تقریر شروع کرتے ہوئے بتایا کہ اس کمپنی کا نکتہ آغاز اس کے دادا کا ٹھیلا تھا...... اور مقام تھا وائٹ چیپل۔ آج اس ٹھیلے کی بدولت وہ اس عظیم الشان دعوت میں موجود ہے۔ پھر اس نے کرنل کو خراجِ تحسین پیش کیا، جو برسوں پہلے مر چکا تھا۔ وہ کمپنی کا بہت بڑا خیر خواہ اور محسن تھا۔ پھر اس نے مسٹر کراؤتھر اور مسٹر ہیڈلو کا تذکرہ کیا اور باب میکنز اور نیڈ ڈیننگ کا، جو ٹرمپرز کے اوّلین ملازم تھے، جو اس کے ریٹائر ہونے سے محض چند ہفتے پہلے ہی ریٹائر ہوئے تھے۔ آخر میں اس نے لیڈی آف ولٹ شائر ڈیفن کا شکریہ ادا کیا، جس کے دیئے ہوئے ساٹھ پاؤنڈ کے قرض سے یہ سب کچھ بنا تھا۔

”میرا جی چاہتا ہے کہ خدا پھر مجھے 14 سال کا بنا دے......!“

اس نے اُداس ہو کر کہا۔

”میں ہوں، میرا ٹھیلا اور وائٹ چیپل کے میرے پرانے گاہک۔ میں انہیں مس کرتا ہوں۔ وہ بلاشبہ میری زندگی کے سب سے زیادہ خوش کرنے والے دن تھے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ میں اپنے اندر اپنے باطن میں آج بھی

وہی سادہ سا پھل اور سبزی فروش ہوں۔"

اس پر سب ہنس دیئے، سوائے بیکی کے، جو بڑے غور سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔ اسے وہ آٹھ سالہ لڑکا یاد آیا جو نیکر پہنے ہاتھ میں ٹوپی لئے مفت کا ایک بن ملنے کی اُمید میں اس کے باپ کی دُکان کے باہر کھڑا رہتا تھا۔

"مجھے فخر ہے کہ دُنیا کا سب سے بڑا ٹھیلا بنانے میں کامیاب ہوا اور آج ان لوگوں کے درمیان موجود ہوں، جنہوں نے اس ٹھیلے کو دھکیل کر ایسٹ اینڈ سے چیلسی ٹیرس تک لانے میں میری مدد کی۔ میں آپ سب کو مس کروں گا، اور مجھے اُمید ہے کہ آپ وقتاً فوقتاً مجھے ٹرمپرز میں آتے رہنے کی اجازت دیں گے۔"

چارلی بیٹھ گیا۔ سب لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔

چارلی نے بیکی کا ہاتھ تھامتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری...... ! میں انہیں یہ بتانا بھول گیا کہ اس ٹھیلے کو دریافت کرنے اور اسے اہمیت دینے والی تم تھیں۔"

☆☆☆

بیکی کو فٹ بال میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن وہ بیٹھ کر گھنٹوں چارلی سے فٹ بال کے ورلڈ کپ کے بارے میں سنتی رہتی۔ وہ فخر سے بتاتا تھا کہ انگلینڈ کے اسکواڈ میں ایک یا دو نہیں، ویسٹ ہام کے تین کھلاڑی شامل ہیں۔

ٹرمپرز کے چیئرمین کی حیثیت سے ریٹائر ہونے کے بعد پہلے چار ہفتوں میں چارلی اس میں خوش رہا کہ اسٹین اسے ڈرائیو کر کے شیفیلڈ سے مانچسٹر اور لیور پول سے لیڈز لے جاتا، جہاں ابتدائی راؤنڈز کے میچ ہو رہے

تھے۔

انگلینڈ سیمی فائنل میں پہنچا تو چارلی نے اس میچ کے دو ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے اپنا ہر اثر رسوخ استعمال کر ڈالا۔ اور کامیاب بھی ہوگیا۔ اس کی محنت بے سود بھی ثابت نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ میچ جیت کر انگلینڈ نے فائنل میں جگہ بنالی۔

لیکن اس میچ کے ٹکٹ کے حصول کے لئے نہ پیسہ کام آیا اور نہ ہی اس کا اثر و رسوخ۔ اسے کھڑے ہو کر میچ دیکھنے کا ٹکٹ بھی نہیں مل سکا۔ مجبوراً اسے وہ میچ ٹیلی ویژن پر ہی دیکھنا تھا۔

اس صبح وہ ناشتے کی میز پر پہنچا تو ٹوسٹ کی جگہ ایک پلیٹ میں فائنل کے دو اسٹینڈنگ ٹکٹ موجود تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ ایسے ہیجان میں مبتلا ہوا کہ ناشتہ بھی اسے یاد نہیں رہا۔

"مسز ٹرمپر...... ! تم جینئس ہو...... !"

دو منٹ تک وہ اس ایک جملے کو دہراتا رہا۔

بالآخر بیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ تم میری تعریف کر رہے ہو یا اپنی...... ؟"

تب کہیں اسے جملے کو بریک لگا۔ مگر چارلی نے ڈھٹائی سے کہا۔

"اب مسز ٹرمپر کو جینئس تو ہونا ہی تھا۔ خیر...... یہ تو بتاؤ...... یہ تمہیں ملے کیسے...... ؟"

"میرے اپنے رابطے ہیں۔"

بیکی نے بے نیازی سے کہا۔ اس نے اسے تفصیل نہیں بتائی کہ کمپیوٹر سے اسے پتا چلا کہ انگلینڈ کی ٹیم کے منیجر آلف رامسے کی بیوی کا ٹرمپرز میں اکاؤنٹ ہے۔ انہیں دس فیصد ڈسکاؤنٹ کی آفر کے نتیجے میں اسے یہ دو ٹکٹ

ملے، اور وہ تجویز کیتھی کی تھی۔

انگلینڈ نے مغربی جرمنی کو چار کے مقابلے میں دو گول سے شکست دی۔ انگلینڈ کی طرف سے جیف ہرسٹ نے تین گول کیے، جس کا تعلق ویسٹ ہام سے تھا۔ اس پر چارلی کی خوشی دیدنی تھی۔

بیکی کو ایسا لگا کہ جیسے چارلی ٹرمپرز کے سحر سے آزاد ہوگیا ہے۔

ورلڈ کپ کے ایک ہفتے بعد ہی چارلی گھر کا تنقیدی جائزہ لیتے لیتے اُکتا گیا۔ اور دوسرا ہفتہ شروع ہوا تو بیکی کو احساس ہوا کہ اسے کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا، ورنہ وہ پاگل ہو جائے گی۔ گھر کے ملازمین چارلی سے تنگ آکر ملازمت چھوڑنے کے لئے تیار ہوگئے تھے۔

تیسرے ہفتے، پیر کے دن بیکی ٹرمپرز کے ٹریول آفس گئی اور اس نے وہاں بات کی۔ چوتھے ہفتے میں ان کے لئے ''کوئین میری'' کے ٹکٹ آگئے، جو نیویارک کے لئے روانہ ہونے والا تھا۔

''مجھے اُمید ہے کہ کیتھی میری غیر موجودگی میں ٹرمپرز کو سنبھال سکے گی۔''

چارلی نے کہا۔ اس کے لہجے میں تشویش بھی تھی اور لفظوں کے برعکس بے یقینی بھی۔

''بس کام چلا لے گی۔ تمہاری والی بات ہماری......!''

بیکی نے اس کی دل جوئی کے لئے کہا۔ اس کا خیال تھا کہ تین ماہ کے اس عرصے میں بے چاری کیتھی کو پہلی بار صحیح معنوں میں ٹرمپرز کی چیئرپرسن بننے کا موقع ملے گا۔ یہاں رہتے ہوئے تو چارلی ٹرمپرز کی جان چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔ کیتھی کے ذہن میں کچھ ایسی انقلابی تبدیلیاں تھیں، جن کے بارے میں اس کا خیال تھا کہ چارلی انہیں کسی قیمت پر روبہ عمل نہیں لانے دے گا۔

☆☆☆

چارلی بلومنگ ڈیل میں داخل ہوا تو اس نے وہاں کے سسٹم میں نقص نکالنے شروع کر دیئے۔ بیکی کو یقین ہوگیا کہ اس نے اسے امریکہ لانے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ وہ ریٹائر ہونے کے لئے ہرگز تیار نہیں تھا۔ انگلینڈ میں رہتا تو کیتھی کے لئے مسائل کھڑے کرتا رہتا۔ وہ اسے میسیز لے گئی۔ وہاں بھی وہ کیڑے نکالنے لگا۔ شکاگو میں اس نے ہنری فیلڈ کو بتایا کہ وہ اب ونڈو ڈس پلے کا قائل نہیں رہاہ۔ ہنری فیلڈ بھی اخلاقاً اس کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا اور ہر نقص کی ذمہ داری اس نے اپنے نئے منیجر پر ڈال دی۔ وہ عقل مند آدمی تھا۔ ایک تو پرانا دوست اور پھر مہمان، اور بحث کرنا تھا بھی لاحاصل۔

بیکی اس کی عقل مندی کی قائل ہوگئی۔

ڈلاس، سان فرانسکو اور لاس اینجلز...... ہر جگہ کہانی دہرائی گئی۔

بالآخر ٹرپ کے تین ماہ گزر گئے۔ وہ نیویارک سے وطن واپس جانے کے لئے بحری جہاز پر سوار ہوئے تو چارلی ہر بات پر ٹرمپرز کا تذکرہ کرنے لگا۔

بیکی کو خوف آنے لگا کہ انگلینڈ پہنچنے کے بعد کیا ہونے والا ہے......؟

اسے توقع تھی کہ پانچ روزہ سفر کے دوران چارلی ٹرمپرز کو فراموش کر کے کچھ پرسکون ہوگا اور اسے بھی پرسکون ہونے کا موقع دے گا۔ لیکن چارلی تو ٹرمپرز کے علاوہ کسی چیز کے بارے میں سوچنے کے لئے بھی آمادہ نہیں تھا۔ وہ تمام وقت کمپنی کے لئے ان انقلابی اقدامات کی وضاحت کرتا رہا، جو اس نے سوچ رکھے تھے، جن پر انہیں عمل درآمد کرانا تھا۔

اب بیکی کے خیال میں یہ ناگزیر ہوگیا کہ وہ کیتھی کی خاطر چارلی کے سامنے ڈٹ کر کھڑی ہو جائے۔

''اب تم بورڈ کے رُکن نہیں ہو۔''

اس نے اسے یاد دلایا۔

''میں کمپنی کا تاحیات صدر ہوں۔''

چارلی نے اسے یاد دلایا۔

''یہ محض اعزازی عہدہ ہے۔''

''لیکن میرے ذہن میں کوئی اچھا خیال آئے گا تو میں اسے پیش بھی......''

''چارلی......! یہ کیتھی کے ساتھ زیادتی ہے۔ وہ اب ایک خاندانی کمپنی کی جونیئر ڈائریکٹر نہیں، ایک پبلک کمپنی کی چیئرپرسن ہے۔ اور اب تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ تم ٹرمپرز سے دُور رہو اور کیتھی کو آزادانہ کام کرنے کا موقع دو......!''

''تو یہ بھی بتادو کہ تم مجھ سے کیا توقع رکھتی ہو......؟''

''مجھے نہیں معلوم چارلی......! اور مجھے اس کی پرواہ بھی نہیں۔''

بیکی نے سخت لہجے میں کہا۔

''بس اتنی سمجھ لو کہ تمہیں چیلسی ٹیرس کے قریب بھی نہیں پھٹکنا ہے۔ سمجھ میں آئی میری بات......؟''

اگر اسی وقت جہاز کا ایک افسر اس کے طرف نہیں آگیا ہوتا تو چارلی اس بات کا جواب ضرور دیتا۔

''ڈسٹرب کرنے پر معافی چاہتا ہوں جناب......!''

افسر نے کہا۔

''تم نے بالکل ڈسٹرب نہیں کیا ہمیں......!''

چارلی نے چڑ کر کہا۔

''یہ بتاؤ......! چاہتے کیا ہو......؟''

''کیپٹن کی درخواست ہے کہ آپ برج پر آنے کی زحمت کریں۔''

افسر نے کہا۔

''لندن سے ایک کیبل گرام موصول ہوا ہے۔ کیپٹن کا خیال ہے کہ آپ اس کے بارے میں جاننا چاہیں گے۔''

''خدا کرے کوئی بری خبر نہ ہو۔''

بیکی نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔ وہ سنبھل کر بیٹھ گئی تھی، اور جس ناول کا وہ مطالعہ کررہی تھی، اسے اس نے ایک طرف رکھ دیا۔

''میں نے کیپٹن سے کاہ تھا کہ صرف ایمرجنسی کی صورت میں ہمیں ڈسٹرب کیا جائے۔''

''ہنہہ......! تم تو ہو ہی قنوطی......!''

چارلی نے کہا۔

''تمہیں ہر بوتل آدھی خالی نظر آتی ہے، حالانکہ وہ آدھی بھری ہوئی ہوتی ہے۔''

یہ کہہ کر وہ اُٹھا اور افسر کے ساتھ چل دیا۔ بیکی بھی اس کے پیچھے تھی۔

وہ برج پر پہنچے، جہاں کیپٹن موجود تھا۔

''سر چارلس......! لندن سے ایک کیبل گرام موصول ہوا ہے۔''

اس نے بتایا۔

''میرا خیال ہے کہ آپ اسے بلاتاخیر دیکھنا چاہیں گے۔''

اس نے کاغذ چارلی کی طرف بڑھایا۔

''افوہ......! میں اپنا چشمہ تو عرشے پر ہی بھول آیا۔''

چارلی نے کہا۔

''بیکی......! تم ذرا پڑھ کر سنادو......!''

اس نے کاغذ بیکی کی طرف بڑھایا۔

بیکی نے لفافہ کھول کر کیبل گرام نکالا۔ اس کی اُنگلیوں میں خفیف سی کپکپاہٹ تھی۔

چارلی اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

بیکی نے پیغام سنانے کے بجائے پہلے خود پڑھا۔

''ارے......! سناؤ تو مجھے......!''

چارلی نے کہا۔

''گلاس آدھا خالی ہے یا آدھا بھرا ہوا ہے......؟''

''بکنگھم پیلس کی جانب سے ایک استدعا ہے۔''

بیکی نے کہا۔

''دیکھا، میں نے کہا تھا نا...... ہم کوئی کام بھی ان لوگوں پر نہیں چھوڑ سکتے۔ حالانکہ میں نے روانگی سے پہلے کیتھی کو ملکہ کی ہر پسند ناپسند کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اس کے باوجود ان لوگوں نے شکایت کا موقع......''

''ایسی کوئی بات نہیں ہے چارلی......!''

''تو پھر بتاؤ نا...... بات کیا ہے......؟''

''وہ پوچھ رہے ہیں کہ تم کون سا ٹائٹل لینا چاہتے ہو......؟''

''ٹائٹل......؟''

''ہاں......! لارڈ ٹرمپر آف......؟''

☆☆☆

لارڈ ٹرمپر آف وائٹ چیپل نے دارالامراء میں اپنی روزمرہ کی ذمہ داریاں جس جوش و خروش سے سنبھالیں، اس نے بیکی کو حیران کیا۔ لیکن کیتھی

نے سکون کی سانس لی۔ کیتھی کو چارلی کے ریٹائرمنٹ کے دن سے ہی یہ خوف تھا کہ چارلی کمپنی کے روزمرہ کے معاملات میں مسلسل مداخلت کرے گا۔

لارڈ ٹرمپر کی بیوی کی حیثیت سے بیکی کی مصروفیات نے اسے دوسری جنگ عظیم کے دنوں کی یاد دلا دی، جب چارلی نے وزارتِ خوراک میں اہم ذمہ داری سنبھالی تھی۔ اسے علم نہیں ہوتا تھا کہ چارلی رات کو کس وقت گھر آئے گا......؟

جس روز بیکی نے سختی سے چارلی سے کہا تھا کہ وہ ٹرمپرز کے قریب بھی نہ پھٹکے، اس کے چھ ماہ بعد چارلی نے اعلان کیا کہ اس سے زراعتی کمیٹی کا ممبر بننے کے لئے درخواست کی گئی ہے۔

''مجھے یقین ہے کہ وہ اس معاملے میں میری اہلیت سے اچھی طرح مستفید ہوں گے۔''

اس نے فخر سے کہا۔

اس کا صبح ساڑھے چار بجے جاگنے کا معمول پھر سے شروع ہوگیا۔

چارلی جب بھی گھر آتا، اپنی مصروفیات کے بارے میں بتاتا۔ وہ بتاتا کہ اس کی تجویز کی ہوئی کون سی شق تشکر کے ساتھ ڈرافٹ میں شامل کر لی گئی ہے۔ ہر ڈرافٹ میں وہ ترامیم پیش کیا کرتا۔

70ء میں برطانیہ نے کامن مارکیٹ میں شمولیت کے لئے درخواست دی۔

''چیف وھپ نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں یورپ میں تقسیم خوراک کی کمیٹی کی صدارت کروں۔''

اس نے بیکی کو بتایا۔

''پھر تم نے کیا سوچا......؟''

"سوچنا کیا......؟ یہ تو میرا فرض ہے۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں اسے قبول کرلوں......!"

اس روز سے اس کے کاغذی کام میں اضافہ ہوگیا۔ صبح بیکی ناشتے کے لئے آتی تو میز پر کاغذات کا ڈھیر ہوتا، فائلوں کا انبار ہوتا۔ پھر یوں ہونے لگا کہ چارلی کے بجائے میز پر اس کا رقعہ موجود ہوتا کہ وہ ایک سرکاری کام سے جارہا ہے۔

اس کی مصروفیات بڑھتی ہی گئیں۔ بیکی کو نہیں معلوم تھا کہ دارالامراء کے اراکین اتنی زیادہ محنت کرتے ہیں۔

بیکی کا معمول تھا کہ پیر کے روز وہ باقاعدگی سے ٹرمپرز جاتی تھی۔ وہ ایسے وقت جاتی، جب وہاں رش نسبتاً کم سے کم ہوتا تھا۔ ایک دن اسے پتا چلا کہ چارلی ٹرمپرز کے بارے میں ہر بات جانتا ہے۔ اسے یہ بھی پتا چل گیا کہ چارلی ذریعہ معلومات کون ہے......؟

بیکی کو دو تین گھنٹے مختلف ڈیپارٹمنٹس میں گھوم کر جائزہ لینا بہت اچھا لگتا تھا۔ وہ دیکھتی اور حیرت کرتی کہ فیشن کتنی جلدی بدلتا ہے۔ لیکن بڑی بات یہ تھی کہ اس معاملے میں کیتھی ہمیشہ اپنے کاروباری حریفوں سے دو قدم آگے ہی رہتی تھی۔

سب سے آخر میں وہ نیلام گھر کا رُخ کرتی تھی، یہ دیکھنے کے لئے کہ آئندہ نیلامی میں کون سی تصویریں پیش کی جانے والی ہیں......؟ تصویروں سے اسے خاص دلچسپی تھی۔ اچھی تصویریں دیکھتی تو وہ کوشش کرتی کہ چارلی کو ان کے بارے میں معلوم نہ ہو، کیونکہ چارلی اس معاملے میں خبط میں مبتلا تھا۔

اس بار بھی اس نے رچرڈ کارٹ رائٹ سے یہی کہا۔

"وہ پہلے ہی دیکھ چکے ہیں۔"

کارٹ رائٹ نے اسے بتایا۔

"لارڈز جاتے ہوئے جمعرات کے دن وہ یہاں رُکے تھے۔ تین تصویروں کو تو انہوں نے اپنے لئے مخصوص کرا لیا۔ البتہ ہمارے تخمینے کے بارے میں شکایت کررہے تھے کہ ہم نے قیمت زیادہ لگائی ہے۔"

"یہ اس کی پرانی عادت ہے۔"

وہ باتیں کررہے تھے کہ ایک اسسٹنٹ ان کی طرف چلا آیا۔ اس نے بیکی کو ادب سے تعظیم دی اور ایک رقعہ کارٹ رائٹ کو دیا۔

کارٹ رائٹ نے رقعے کا جائزہ لیا۔ پھر وہ بیکی کی طرف متوجہ ہوا۔

چیئرپرسن نے درخواست کی ہے کہ جانے سے پہلے ان سے مل لیں۔ کوئی بہت اہم اور ضروری بات ہے، جس پر وہ تبادلۂ خیال کرنا چاہتی ہیں آپ سے......!"

وہ لفٹ تک اسے رُخصت کرنے کے لئے آیا۔ بیکی نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

اوپر جاتے ہوئے بیکی کیتھی کے اس بلاوے کے بارے میں تجسس کرتی رہی۔ اس نے سوچا، ممکن ہے، وہ آج ان کے ساتھ ڈنر کو کینسل کرنا چاہتی ہو۔ اس ڈنر میں ڈیوڈ اور باربر فیلڈ بھی مدعو تھے۔

اٹھارہ ماہ پہلے کیتھی اٹین اسکوائر میں ان کے گھر سے اپنے شاندار فلیٹ میں منتقل ہوگئی تھی۔ تاہم مہینے میں ایک بار وہ ان کے ساتھ ڈنر ضرور کرتی تھی اور فیلڈز اور بلومنگ ڈیل جب بھی انگلینڈ آتے، وہ ان کے ساتھ بیکی اور چارلی کو اپنے گھر ڈنر کی دعوت دیتی۔

اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

جیسیکا اسے سیدھا کیتھی کے کمرے میں لے گئی۔ کیتھی اس وقت فون

پر کسی سے گفتگو کر رہی تھی۔ بیکی اتنی دیر کھڑکی سے سڑک کے پار اس بینچ کو دیکھتی رہی، جس پر چارلی جنگ سے واپس آنے کے بعد اس سے ملنے کے انتظار میں بیٹھا رہا تھا، جہاں سے ٹرمپرز کا آغاز ہوا تھا۔

کیتھی نے ریسیور رکھتے ہی کہا۔

''چارلی کیسے ہیں......؟''

''ہی تو تم مجھے بتاؤ......! مجھ سے تو اس کی ملاقات کم ہی ہوتی ہے۔ اتوار کو ناشتے پر یا کبھی کبھار رات کے کھانے پر۔ مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو......؟ کیا حال ہی میں وہ ٹرمپرز آیا تھا......؟''

''کم ہی آتے ہیں یہاں بھی۔ سچ پوچھیں تو انہیں اس طرح اسٹور سے دُور کرنے پر مجھے احساسِ جرم ہوتا ہے۔''

''اس کی ضرورت نہیں......! میں نے اسے اتنا خوش کم ہی دیکھا ہے۔''

''یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی۔''

کیتھی نے کہا۔

''لیکن اس وقت تو مجھے ایک معاملے میں ان کے مشورے کی ضرورت ہے۔''

''وہ کیا......؟''

''سگار......!''

کیتھی نے کہا۔

''ڈیوڈ فیلڈ نے فون پر بتایا کہ وہ اپنے والد کے لئے ان کے پسندیدہ سگار کے ایک درجن باکس اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا ہے۔ ویسے عام طور پر یہ سگار اس کے والد کو بھجوائے جاتے ہیں۔ لیکن وہ انہیں اپنے ہاتھ سے انہیں

دینا چاہتا ہے۔''

''تو اس میں مسئلہ کیا ہے......؟''

''ان کے برانڈ کے بارے میں نہ تو ڈیوڈ فیلڈ کو علم ہے اور نہ ہی ہمارے ٹوبیکو ڈیپارٹمنٹ کو۔ وہ چارلی ذاتی طور پر بھجواتے ہیں۔''

''پرانی انوائسز کو چیک کرو......!''

''کر لیا......! لیکن کہیں اس کا ریکارڈ موجود نہیں۔ اور مسٹر فیلڈ جب بھی یہاں آتے ہیں، ان کے لئے درجن بھر باکس کنائٹ بھجوائے جاتے ہیں۔ مجھے یہ ہمیشہ عجیب سی بات لگی، کیونکہ مسٹر فیلڈ کو اپنا ٹوبیکو ڈیپارٹمنٹ ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے کسی طرح کم نہیں......!''

''درست......! لیکن وہ اپنے ہاں ہوانا سگار تو نہیں رکھ سکتے۔''

''میں سمجھی نہیں......!''

''50 کی دہائی میں امریکی کسٹم نے کیوبا کے سگار امریکہ درآمد کرنے پر پابندی عائد کر دی تھی۔ مسٹر فیلڈ اس وقت سے ہوانا کے سگار کا عادی تھا، جب کسی نے فیڈل کاسترو کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنا برانڈ تبدیل نہیں کیا۔''

''مگر چارلی کا اس سے کیا واسطہ......؟''

''چارلی ٹوبیکو ڈیپارٹمنٹ جاتا اور وہاں سے ان کے پسندیدہ برانڈ کے درجن بھر باکس اپنے آفس لے آتا۔ وہاں وہ ہر سگار سے اس کے برانڈ کا نشان الگ کرتا اور ان کی جگہ ایک ڈچ برانڈ کا لیبل چپکاتا۔ پھر انہیں ٹرمپرز کے باکس میں رکھ کر مسٹر فیلڈ کو دے دیتا۔ برسوں سے فیلڈز جس طرح ہماری مہمان نوازی کرتے رہے ہیں، یہ چارلی کے نزدیک اس پر ممنونیت کا حقیر ترین اظہار ہے۔''

"اوہ......! لیکن میں کیا کروں......؟ اس برانڈ کا مجھے علم نہیں ہے۔"

"یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔ چارلی نے اس معاملے میں کبھی کسی کو شریک نہیں کیا۔"

تو اب چارلی سے استدعا کرنا ہوگی کہ وہ یا تو خود ہی اس آرڈر کی تکمیل کریں یا ہمیں اس برانڈ کے متعلق بتا دیں۔"

"بے شک......!"

"تو اب مجھے بتائیں کہ پیر کے دن ساڑھے گیارہ بجے دوپہر میں ان سے کہاں اور کیسے رابطہ کر سکتی ہوں......؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ دارالامراء کے کسی کمیٹی روم میں پایا جائے گا۔"

"میں نے فون کیا تھا۔ وہ وہاں موجود نہیں ہیں۔ صبح سے وہاں گئے ہی نہیں۔ تشویش ناک بات یہ ہے کہ ان کے کہنے کے مطابق اس پورے ہفتے میں ان کا وہاں آنے کا کوئی امکان بھی نہیں ہے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے......؟"

بیکی ہکا بکا رہ گئی۔

"وہ تو عملاً اس کا گھر ہے۔ ہر وقت وہ وہیں رہتا ہے۔"

"یہی تو میں نے بھی سوچا تھا۔ وہاں سے کورا جواب ملا تو میں نے آپ کو زحمت دی کہ آپ ہی بتا سکیں گی۔"

"میں کوشش کرتی ہوں۔ جیسیکا سے کہو کہ گارڈز کا نمبر ملائے۔ میں یہ جانتی ہوں کہ وہاں کس سے بات کرنی ہوگی۔ بس وہی بتا سکے گا۔"

کیتھی کے کہنے پر جیسیکا نے نمبر ملایا۔ کیتھی نے ریسیور بیکی کی طرف بڑھا دیا۔

"مجھے مسٹر آنسن سے بات کرنی ہے۔"

بیکی نے فون پر کہا۔

"وہ موجود نہیں ہیں......!"

دوسری طرف سے جواب ملا۔

"تو مجھے لارڈ ٹرمپر...... آف وائٹ چیپل کے لئے ایک ضروری پیغام چھوڑنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آج وہ زراعتی سب کمیٹی کے اجلاس میں ہوں گے۔"

"اس کا تو کوئی اجلاس نہیں ہو رہا ہے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے......؟"

بیکی نے کہا۔

"اچھا......! آپ میرے شوہر کو جانتے ہیں......؟"

"جی......!"

"خدا کا شکر ہے......!"

مگر بات آگے نہیں بڑھی۔ آخر میں بیکی نے کہا۔

"اچھا......! آپ اس کال کو بھول جائیں۔ آپ مسٹر آنسن کو بھی زحمت نہ دیجئے گا۔"

بیکی نے ریسیور رکھ دیا۔ کیتھی اور جیسیکا اسے پُرتجسس نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

"وہ کہتے ہیں کہ زراعتی کمیٹی کا وجود ہی نہیں ہے۔ اور تین مہینے سے انہوں نے اس کی صورت بھی نہیں دیکھی۔ اور وہ کسی کمیٹی کا بھی ممبر نہیں ہے۔"

"میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ آپ ضرورت پڑنے پر ان سے کیسے رابطہ کرتی ہیں......؟"

کیتھی نے پوچھا۔

”چارلی نے مجھے ایک خاص الخاص فون نمبر دے رکھا ہے۔ جو ہمارے گھر میں فون کی ڈائری میں درج ہے۔ اس پر فون کروں تو ہاؤس آف لارڈز کے قاصد مسٹر آنسن سے رابطہ ہوتا ہے۔ دن ہو یا رات، اسے معلوم ہوتا ہے کہ چارلی کہاں ملے گا......؟“

”ہاؤس آف لارڈز میں اس مسٹر آنسن کا وجود تو حقیقی ہے نا......؟“

”ہاں......! لیکن وہ کسی اور فلور پر کام کرتا ہے۔“

”یہ بتائیں......! جب آپ مسٹر آنسن سے رابطہ کرتی ہیں تو اس کے بعد کیا ہوتا ہے......؟“

”اس کے بعد ایک گھنٹے کے اندر چارلی خود مجھے فون کرتا ہے۔“

”تو آپ اب بھی مسٹر آنسن کو فون کرسکتی ہیں۔“

”اس وقت تو میں نہیں کرنا چاہتی۔ مجھے تو اس کی فکر ہے کہ پچھلے دو سال سے چارلی چکر کیا چلا رہا ہے......؟ اور یہ طے ہے کہ مسٹر آنسن سے مجھے کچھ معلوم نہیں ہوسکتا۔“

”لیکن مسٹر آنسن کے علاوہ بھی تو کسی کو معلوم ہوگا......؟ آخر چارلی مسٹر غائب تو نہیں ہیں نا......!“

ان دونوں نے بیک وقت جیسیکا کی طرف دیکھا۔

”میری طرف نہ دیکھیں ایسے......!“

جیسیکا نے کہا۔

”جب سے آپ نے چیلسی ٹیرس کو ان کے لئے ممنوعہ علاقہ قرار دیا ہے، ان کا اسٹور میں کسی سے بھی رابطہ نہیں ہے۔ اگر اسٹان کنٹین میں لنچ کے لئے نہ آتا ہو تو مجھے تو چارلی کے وجود کا بھی پتا نہ چلے۔“

”ٹھیک ہے......!“

بیکی نے اُنگلیاں چٹخاتے ہوئے کہا۔

”اسٹان بے خبر نہیں ہوسکتا۔ وہی صبح سویرے چارلی کو لے کر جاتا ہے اور رات کو واپس لاتا ہے۔ اسے اعتماد میں لئے بغیر چارلی کچھ نہیں کرسکتا۔“

کیتھی نے اپنی ڈائری کا جائزہ لیا اور جیسیکا سے کہا۔

”تم میرا آج کا کاروباری لنچ کینسل کردو اور سکریٹری سے کہو کہ میں کوئی کال ریسیو نہیں کروں گی۔ مجھے پتا چلانا ہے کہ ہمارے تاحیات صدر صاحب کیا گل کھلاتے پھر رہے ہیں......؟ اس کے بعد تم کینٹین جاؤ، اسٹان نظر آئے تو فوراً مجھے فون پر مطلع کرو......!“

جیسیکا تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔

اس کے جانے کے بعد بیکی نے کیتھی کی طرف دیکھا اور سرگوشی میں بولی۔

”کیا خیال ہے......؟ یہ کوئی عورت کا چکر ہے......؟“

”70 سال کی عمر میں آدمی دو سال تک دن رات غائب رہے اور بیوی کو پتا نہ چلے تو ایسے شخص کو تو ایوارڈ ملنا چاہئے......!“

کیتھی نے کہا۔

”لیکن ایک بیوی بے چاری اس سے زیادہ کہاں سوچ سکتی ہے......؟“

”تو پھر اور کیا چکر ہوسکتا ہے......؟“

کیتھی کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

”میرا تو خیال ہے کہ وہ ماسٹرز کی ڈگری کے چکر میں ہوں گے۔ انہیں ہمیشہ یہ محرومی ستاتی ہے کہ وہ باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کرسکے۔“

''لیکن اس صورت میں گھر میں کتابیں تو نظر آتیں۔''

''کاغذات اور فائلیں تو آپ نے دیکھ لیں نا......! جو وہ آپ کو دکھانا چاہتے تھے۔ یہ نہ بھولیں کہ کس چالاکی سے انہوں نے بی اے کیا تھا۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی تھی۔ آٹھ سال تک انہوں نے آپ کو بے وقوف بنایا تھا۔''

''یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے ہمارے کسی کاروباری حریف کے ہاں ملازمت کر لی ہو۔''

کمپنی سے انہیں عشق ہے۔ وہ ایسا کبھی نہیں کر سکتے۔ اور ایسا ہوتا تو ہمیں محض چند روز میں پتا چل جاتا۔ ایسی باتیں کوئی چھپتی ہیں۔ وہ جس کمپنی میں بھی جاتے، وہ تو اس کی تشہیر کرتی۔ نہیں، بات کچھ اور......''

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ کیتھی نے ریسیور اُٹھایا، دوسری طرف کی بات سنی اور شکریہ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

پھر وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔

''چلیں، اسٹان کا لنچ ختم ہونے والا ہے۔''

وہ دونوں لپک کر کمرے سے نکلیں۔

چوکیدار نے انہیں باہر نکل کر ٹیکسی روکتے دیکھا تو بہت حیران ہوا۔ کیونکہ دونوں کے ڈرائیوران کی گاڑیوں میں ان کے منتظر تھے۔

چند منٹ بعد اسٹان بھی اسی دروازے سے نکلا اور چارلی کی رولز رائس میں بیٹھ گیا۔

رولز رائس کم رفتار سے ہائیڈ پارک کارنر کی طرف بڑھی۔ اسٹان تعاقب کرنے والی ٹیکسی سے بے خبر تھا۔ رولز پکاڈلی اور ٹریفگرا اسکوائر سے گزر کر بائیں جانب اسٹرینڈ کی طرف مڑی۔

''یہ کنگز کالج جا رہا ہے۔''

کیتھی نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

''دیکھا آپ نے، میرا اندازہ درست تھا۔''

مگر گاڑی کالج کے سامنے رُکنے کے بجائے آگے فلیٹ اسٹریٹ کی طرف بڑھ گئی۔

''مجھے یقین نہیں آتا۔ کیا انہوں نے کوئی اخبار خرید لیا ہے......؟''

کیتھی بڑبڑائی۔

''یا کوئی ملازمت......؟''

گاڑی مینشن ہاؤس کی طرف جا رہی تھی۔ وہ بائیں جانب ایسٹ اینڈ کی طرف مُڑی تو بیکی نے کہا۔

''اب میں سمجھ گئی۔ وہ وائٹ چیپل کلب میں لڑکوں کے لئے کسی پروجیکٹ پر کام کر رہا ہے۔''

لیکن گاڑی اور آگے نکل گئی اور بالآخر ڈان سالمن سینٹر کے باہر رُک گئی۔

''میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔''

کیتھی نے کہا۔

''اس کام میں اتنی راز داری کی کیا ضرورت تھی......؟''

''یہ تو میری سمجھ میں بھی نہیں آیا۔''

''خیر چلیں...... دیکھیں تو چل کر۔''

''نہیں......!''

بیکی نے کیتھی کے بازو پر دباؤ ڈالا۔ میں آگے بڑھنے سے پہلے چند منٹ اس پر غور کرنا چاہتی ہوں۔ اگر چارلی ہمیں کوئی سرپرائز دینا چاہتا ہے تو

میں اس کی خوشی کو کیوں خراب کروں......؟ جبکہ میں نے ہی اس پر چیلسی ٹیرس جانے کے لئے پابندی لگائی تھی۔''

''تو واپس چلیں...... اور ہم کسی کو اس بارے میں نہیں بتائیں گے۔ اور جب ہمیں رابطہ کرنا ہوگا، مسٹر آنسن کو فون کر دیں گے اور اس کے بعد چارلی ایک گھنٹے میں ہم سے رابطہ کر لیں گے۔ میرا سگار والا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔''

بیکی نے سر کو اقراری جنبش دی اور ٹیکسی والے کو چیلسی ٹیرس چلنے کو کہا۔ ٹیکسی واپسی کے لئے مڑ ہی رہی تھی کہ بیکی نے عقبی کھڑکی سے اپنے باپ سے موسوم سینٹر کو دیکھا اور اچانک بولی۔

''رُک جاؤ......!''

ڈرائیور نے بریک لگائے۔ ٹیکسی رُک گئی۔

''کیا ہوا......؟''

کیتھی نے پوچھا۔

بیکی نے عقبی کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی نظریں اس شخص پر جمی تھیں، جو ڈان سالمن سینٹری سیڑھیوں سے اُتر رہا تھا۔ وہ ایک پرانا سا سوٹ پہنے تھا، جس کا رنگ کئی جگہ سے اُڑا ہوا تھا۔ سر پر فلیٹ کیپ تھی۔

''مجھے یقین نہیں آتا۔''

کیتھی نے کہا۔

بیکی نے ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا۔ اس دوران کیتھی ٹیکسی سے اُتر چکی تھی۔ اسٹان کا پیچھا کر رہی تھی، جو وائف چیپل روڈ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''یہ کہاں جا رہا ہے......؟''

بیکی بڑبڑائی۔

دونوں مناسب فاصلہ رکھ کر اسٹان کا پیچھا کر رہی تھیں۔

''یہ درزی کی شاپ کی طرف جا رہا ہے۔''

بیکی نے خیال آرائی کی۔

لیکن اسٹان درزی کا دُکان سے پہلے ہی رُک گیا۔ تب ان دونوں کی نظر ایک اور شخص پر پڑی۔ وہ بھی پرانا سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اس کے سر پر بھی فلیٹ کیپ تھی۔ اور وہ ایک بالکل نئے چمچاتے ٹھیلے کے سامنے کھڑا تھا۔ اور ٹھیلے کی پیشانی پر جلی حروف میں لکھا تھا۔

''چارلی سالمن...... ایمانداری کا نشان...... قائم کردہ 1969ء......''

''خواتین......! یہ میں آپ کو دو پاؤنڈ میں نہیں دے رہا ہوں۔''

اس کی آواز دوسرے ٹھیلے والوں سے زیادہ کڑک اور جان دار تھی۔

''...... نہ ایک پاؤنڈ میں، نہ نصف پاؤنڈ میں...... بلکہ چالیس پینس میں بھی نہیں...... نہیں محترمہ......! میں یہ آپ کو صرف بیس پینس میں دے رہا ہوں۔''

بیکی اور کیتھی منہ کھولے، آنکھیں پھاڑے حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔

دُکاندار کے اشارے پر اسٹان نے احترام سے اپنی ٹوپی کی فلیپ کو چھوا اور سامنے کھڑی خاتون کی باسکٹ میں پھل ڈالنے لگا۔ اس کا مالک اب دوسرے گاہک کی طرف متوجہ تھا۔

''اور مسز بیٹنس......! آج کیا ارادہ ہے آپ کا......؟''

وہ کہہ رہا تھا۔

''ویسٹ انڈیز سے ابھی تازہ کیلے آئے ہیں...... بہت شاندار کیلے۔ 90 پینس تین درجن بنتا ہے۔ لیکن آپ میری پرانی گاہک ہیں۔ آپ کے لئے...... صرف آپ کے لئے یہ پچاس پینس میں ہوں گے۔ مگر خدا کے

لئے...... اپنے پڑوسیوں کو یہ بات نہ بتائیے گا۔ ورنہ میرا تو دیوالیہ نکل جائے گا۔''

''یہ ٹماٹر کیسے دیئے ہیں چارلی......؟''

میک اَپ سے تھپی ہوئی اُدھیڑ عمر عورت نے ٹماٹروں کے بڑے ٹوکرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

''جیسے میں یہاں کھڑا ہوں نا مسز کارپینٹر......! ویسے ہی یہ حقیقت ہے کہ یہ ٹماٹر تازہ تازہ جرمنی سے آئے ہیں۔ اور میں انہیں اسی ریٹ پر دوں گا، جس پر میرے نام نہاد حریف اپنے باسی ٹماٹر بیچ رہے ہیں۔''

''ٹھیک ہے مسز سالمن......! چار پونڈ دے دو......!''

''شکریہ مسز کارپینٹر......! اسٹان بچے، خدا انہیں ٹماٹر دو۔ میں دوسرے گاہک کو دیکھ لوں۔''

یہ کہہ کر چارلی ٹھیلے کے دوسری طرف چلا گیا۔

''آہا مسز سنگھ......! مجھے معلوم ہے کہ آپ کو کیا چاہیے۔ دو پونڈ انجیر، اخروٹ اور کشمکش...... ہے نا......؟ اپنے خاص گاہکوں کو میں کبھی نہیں بھولتا۔ اور سنائیں......! ڈاکٹر سنگھ کیسے ہیں......؟''

''بہت مصروف ہیں مسٹر سالمن......! بہت زیادہ مصروف......!''

''انہیں خوب کھلانا پلانا چاہیے مسز سنگھ......! مجھے اور آپ کو مل کر۔''

چارلی نے کہا۔

''کیونکہ موسم خراب ہوگا تو مجھے اپنے گلے کے غدودوں کی تکلیف کے لئے ان کے پاس ہی جانا ہوگا۔ اور اپنی ننھی ماریکا کیسی ہے......؟''

''ابھی اس نے امتحان پاس کیا ہے مسٹر سالمن......! ستمبر میں وہ انجینئرنگ پڑھنے لندن یونیورسٹی جائے گی۔''

''کیا ہوگیا ہے اسے......؟ انجینئرنگ......! اس علاقے میں ایک لڑکی کو میں نے دیکھا، جو پڑھنے کے لئے یونیورسٹی گئی...... اور حاصل کیا ہوا اسے......؟ اب اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گزار رہی ہے۔ جو پڑھا تھا، سب بھول چکی۔ میرے بوڑھے دادا کہتے تھے کہ......''

بیکی اپنی ہنسی پر قابو نہ رکھ سکی۔ پھر اس نے کیتھی سے پوچھا۔

''اب کیا کریں......؟''

''واپس ایٹن اسکوائر جائیں اور مسٹر آنسن کو کال کریں۔ اس سے اتنا تو ہوگا نا کہ چارلی ایک گھنٹے کے اندر آپ کو فون کرلیں گے۔''

دونوں سحر زدہ سی اس علاقے کے معمر ترین دُکاندار کو کاروبار کی نایاب ترکیبوں سے استفادہ کرتے دیکھتی رہیں۔

''اس بند گوبھی کو میں آپ سے نہ ایک پاؤنڈ لوں گا، نہ 50 پینس......!''

''میں آپ کو یہ صرف 20 پینس میں دوں گا۔''

بیکی نے سرگوشی میں کہا۔

''یہ میں آپ کو صرف 20 پیس میں دوں گا۔''

چارلی نے اپنی زوردار کڑک آواز میں کہا۔

''تمہیں نہیں معلوم کہ چارلی کے دادا 83 سال کی عمر میں یہاں یہی کام کرتے رہے تھے اور یہیں ان کی وفات ہوئی۔''

''اور یہ ابھی صرف 70 سال کے ہیں۔''

کیتھی نے کہا۔

''اب جلدی واپس چلیں......! میرے پاس وقت نہیں ہے۔''

بیکی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''ایسی کیا جلدی ہے تمہیں......؟''

''میں دُنیا کا سب سے بڑا ٹھیلا چلا رہی ہوں۔ میرا خیال تھا کہ ہمارا کوئی حریف نہیں، ہمارے سامنے کوئی چیلنج نہیں۔''

کیتھی نے کہا۔

''لیکن میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حریف سامنے آچکا ہے۔ اب ہمیں بہت زیادہ محنت کرنی ہوگی۔ ہم نے ذرا سی بھی سستی دکھائی تو آنے والے وقت میں دُنیا کا سب سے بڑا ٹھیلا ٹرمپرز نہیں رہے گا، سالمنز بن جائے گا۔ یہ تو صرف شروعات ہیں۔''

بیکی ہنسنے لگی۔

''چلیں......! وقت ضائع نہ کریں۔ چارلی نے تو میری آنکھیں کھول دیں۔ یہاں سے کہاں تک گئے وہ......! کیا اُڑان ہے ان کی......! اور میں دیکھ رہی ہوں کہ ان کی قوتِ پرواز کم نہیں ہوئی ہے، بلکہ بڑھ گئی ہے۔ آپ نے ان پر پابندی لگا کر ٹرمپرز پر بڑا ظلم کیا۔''

کیتھی نے کہا اور آتی ہوئی ٹیکسی کو رُکنے کا اشارہ کیا۔

بیکی ہنسے جا رہی تھی۔ اس ہنسی میں مسرت بھی تھی اور فخر بھی......!

اختتام